[illegible] پسند فضلای سخن

عقل و شعور

AQL.O.SHU'UR

1875

[illegible] در انعام بموجب اشتہار گورنمنٹ ممالک مغربی و شمال

[illegible] سنہ [illegible] نمبری ۱۹۷ (الف) مولف کو مرحمت ہوا

FOR

[IN]DIAN GIRLS, BOYS LADIES AND GENTLEMEN.

[illegible] اور عورت مردون کے لیے مع تصاویر و تفسیحات چھاپی گئی

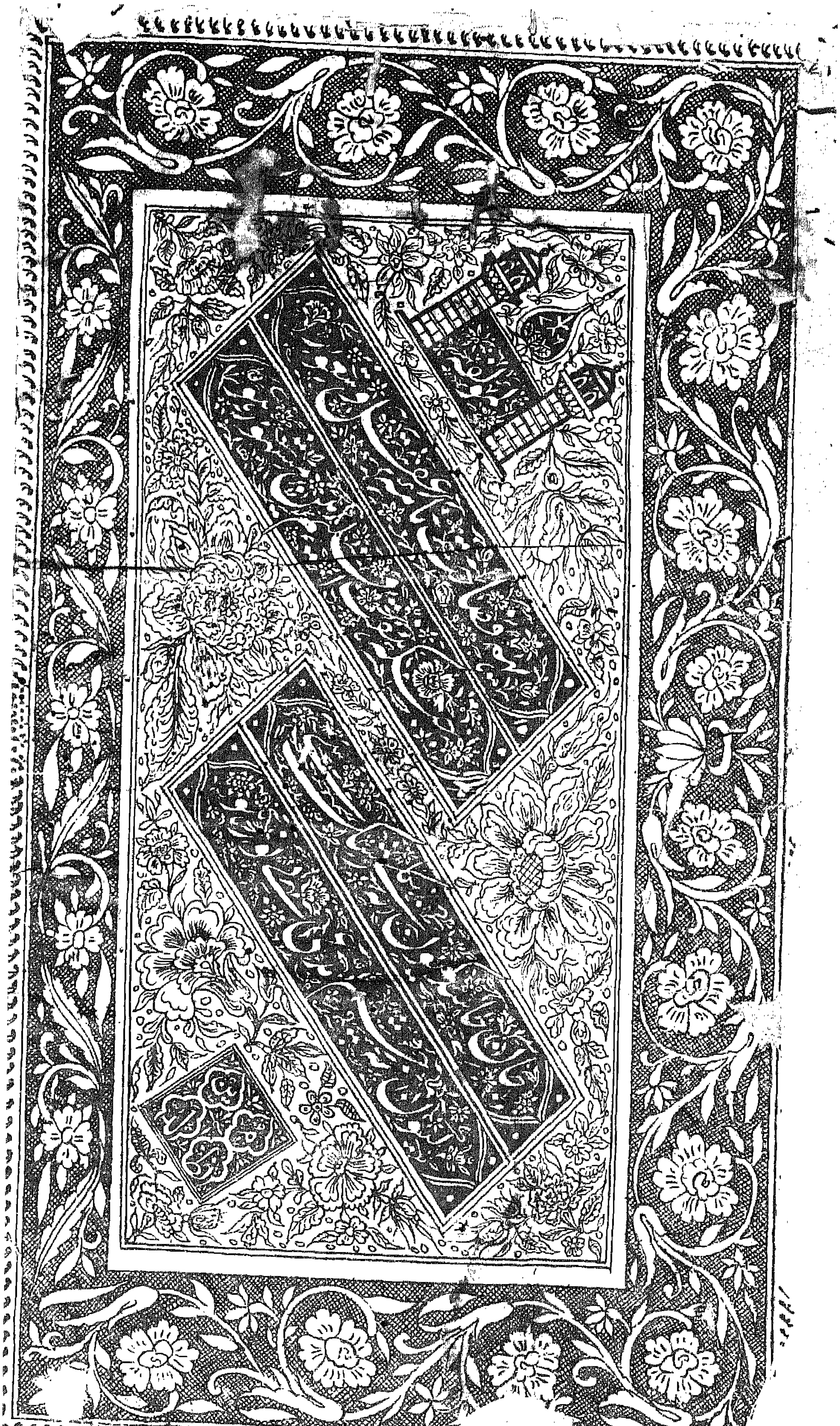
اور گورنمنٹ نے سررشتہ تعلیم کیواسطے براہ قدردانی [illegible]

BY

SYED [NI]ZAMUDDIN.

تصنیف و تالیف سید نظام الدین

در مطبع [illegible] پرکاش [illegible] بزیور طبع مزین و مقبول طبع اہل جہان شد



مضمون دلکش

نسخۂ عقل و شعور

یا الٰہی کتاب عقل و شعور

نہ ہوں میں تو کچھ نہیں پڑا

[illegible]

اللّٰہم صل علی محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ

حمد کو میں نے خموشی میں جو دریافت کیا
تو اشارہ دل سے یہ ملتی ہے کہ ہو گرم خروش
اور سخن میں جو سراغ اوسکا لگایا تو کہا
یہی فریاد مچاتا ہے کہ ہو جا خاموش

سبحانہ وتعالیٰ عن تأویل الملحدین وشرک المشرکین وتقصیر الناقصین وتشبیہ المشبہین ❊ وسوء اوہام المتفکرین وکیفیات المتوہمین ❊ فاللہ خیر حافظا ط وہو ارحم الراحمین ❊ وخیر الوارثین وخیر الرازقین ❊ والصلوٰۃ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ الاکرمین ❊ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین ❊ وعلی الملائکۃ المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین ❊ وعلی کل ملک ط برحمتک یا ارحم الراحمین آمین ❊

مولف

یون شوق سے مشاہدہ فرمائے روزگار — دانشوران انجمن آرائے روزگار
ہے اوج پر ستارہ بخت جہانیان — روشن ہوا چراغ تمنائے روزگار
نے رقم کیا ہے جو یہہ دفتر خرد — قاف قلم ہے مسکن عنقائے روزگار
ہو جان سے سیر ہے یوسف حسن کلام کی — کیون کر نہ مشتری ہو زلیخائے روزگار
گر سیر نقش ہائے قلم سے اوڑے غبار — ہو سرمہ بصر نرگس شہلائے روزگار
اے ناظرین سیر و تماشا ضرور ہے — نظارہ شگفتن گلہائے روزگار
ہر حرف اسکا معدن فضل کمال ہے — ہر لفظ دانش و خرد افزائے روزگار
لازم ہے دیکھنا اسے مضمون کی آنکھہ سے — محمل نشین ہے شاہد لیلائے روزگار
اے شائقان دید بشارت ہو سیر کی — مصحف نظر ہے لطف تماشائے روزگار
بالب شدہ باخلعت عقل و شعور ہے — آراستہ ہوا ہے سراپائے روزگار

ہے بزم ... نظام — ... ے روزگار

...م ناکام نظام احقر الانام متعاطر ارہے ناظرین ہوشمند و شائقین دانش پسند کی خدمت والا
... صد یعہ ذار ہے کہ عرصہ دراز سے یہہ زاویہ نشین حرمان کدہ ناکامی نقاب عزلت مین روپوش تھا
... دانش زبان نام روشن ہونیکی پروانہ کرنے شمع کے مانند خاموش رہا ✤ مولف ✤ ہو یہہ گوشہ نشینی سے
... حاصل جہان مین اپنا وجود و عدم برابر ہے ✤ دل زار کو بدرجہ کمال پاس جان بیمار کو اس برا اس
... صرصر جہل سے چراغ علم گل ہو گیا ظلمت خانہ آفاق مین اندھیرا بالکل ہو گیا چارحد عالم مین طوفان بے تمیزی
برپا ہوا قدردانی کا جہاز تہہ نشین دریا ہوا کسکو کیا غرض اور کسیکا کیا مطلب کہ اہل جوہر کی عرض سنے یہ غفلت
... کا منسے نکلکر انکے حال غمناک پر سر دھنے استعداد نوجوان کے جان بلب ہونیکا ماتم برزبان تھا لیاقت
... برادران کو حال ناز تحصین دیکھکر یہہ شعر برزبان تھا ✤ بیت ✤ کسکو دکھاؤن اپنی طبیعت کی تیزیان ✤
افسوس اس زمانہ مین قدر ہنر نہین ✤ مگر الحمد للہ کہ سرکار سلطنت پائدار انگریزی کے اشتہار فیض آثار نے شہرت کی

ترغیب ولائی اظہار بیان کا خوب موقع ملا مشہور ہونے کی خاصی ترکیب نکل آئی جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالکِ مغربی و شمالی نے بجد مسیحائی کی یعنے علوم و فنون ناپوسانِ زندگی کو از سرِ نو جانِ تازہ بخشی

مؤلف

علم و فن کی گرم بازاری ہے آج	اب تو قسمت آزمائی کیجئے

اس نظر سے بامیدِ انعام یا بتمنائے رفاہِ عام ایک مضمونِ فوائد مشحون خیالی و عقلی اصلی و نقلی کہ مضمون بہ مطالب سیر و سفر او مشتمل بر مقاصدِ تواریخ و سیر بلکہ حاوی جمیع علوم و فنون و جامع عجائباتِ بوقلموں ہے، لکھنا شروع کیا بالیقین کہ منظورِ نظر گورنمنٹ ذوی الاقتدار ہو اور یہ خاکسار بمقدار اس قدردانی کے ذریعہ سے مشہور دیار و امصار ہو

مؤلف

یا الٰہی کتاب عقل و شعور	یادگارِ نظام زار رہے
نہ ہوں میں تو کچھ نہیں پروا	میرا قصہ تو یادگار رہے

اس کتابِ فوائد انتساب کا نام عقل و شعور ہے فی الحقیقت اسم بامسمّٰی ہے یا عقل و شعور سے معمور ہے اسکے ہر فقرہ و لجب میں ایک فائدہ عجیب شامل ہے اور ہر مقدار میں سے ایک عمدہ غرض حاصل ہے بلاشک شیدایانِ شربتِ علم و ہنر کے حق میں آبِ حیات سے بے تکلف قابلِ تعلیم اطفال و تربیت مستورات ہے راقم نے اسکو ایک مقدمہ اور دس باب اور ایک خاتمہ پر منقسم کیا مقدمہ کا نام تجلّی نور اور ابواب کا نام عقول عشرہ اور خاتمہ کا نام جوہر فرد قرار دیا علم و جہل کی کیفیت اور نفسِ ناطقہ کی ماہیت اور حروف و مفردات اور فقراتِ مرکبات اور نصائح عقلا اور مواعظِ حکما اور صرف و نحو و ترکیب اور منطق و اخلاق و تہذیب اور بدیع و بیان و معانی اور فصاحت و بلاغت و نکتہ دانی اور جغرافیہ و تواریخ و حساب و ریاضی اور تعقل و طبیعیات و کسٹری اور علم ہیئت و کواکب و فلکیات اور مشاہدۂ واہمہ و طلسمات اور عجائبات و غرائبات عالم اور حالاتِ تہیین و مسمریزم اور علم برق و دخان و ریل و تارِ برقی اور تلمیع کہربائی و مقیاس موسم و تصویر عکسی اور فنِ تحریر و خوشنویسی و نقش طرازی اور اقسامِ خطوطِ اصطلاحی و انشاپردازی اور شہسواری و سپہگری و مشقِ ریاضت اور زور آزمائی و ورزش و کسرت اور قواعدِ مناظرہ و قوانین مباحثہ وغیرہ کا بیان اس حسن و لطافت سے کہ ایک باب سے دوسرے باب میں ترقی مضامینِ علم و افزونی مطالب فنیہ کا لحاظ مد نظر ہے لوحِ دل سے صفحہ اوراق پر منتقل کیا

مؤلف

جہاں مصروفِ عیش و کامرانی	مجھے دن رات شغلِ جانفشانی
جہاں سرگرمِ خوابِ استراحت	مجھے مضمون کی تفتیش صراحت

جہان آسودہ و خوشحال و بے غم ❊ مجھے فکر تلاش تازہ ہر دم
نہ مونس تھا کوئی اپنا نہ غمخوار ❊ مگر تھا خالق اکبر مددگار
الٰہی یہہ کتاب مخزن فیض ❊ کہ ہے تاریخ جسکی گلشن فیض
پسند خاطر اہل جہان ہو ❊ سفینہ کشور ہندوستان ہو
بفیضش خلق عالم بہرہ ور باد ❊ میسر دولت علم و ہنر باد

جس علم کا ذکر بطور مختصر کیا گیا ہے اوسکی کتابین بکثرت ملتی ہین جب اسکے مضامین مندرجہ پر وقوف حاصل ہوگیا تو خود بخود فرط شوق کی سلسلہ جنبانی سے اوس علم کی تحقیقات پر طبیعت راغب ہوگی اور بعجلت دل منزل مقصود کی رہنما بنجائیگی اگر طالب علم ذی استعداد اسکو اپنے مطالعہ مین رکھین تو اسکے ذخیرہ مطالب سے اونکو بھی ایک بہرہ باقی کا حصہ کامل نصیب ہوگا وہ مقاصد عظمی کہ جنکے دریافت کیلئے بہت سا اکثر کتب خانہ ابتر کرنا پڑے اس کتاب کی اوراق گردانی سے حاصل ہوسکتے ہین حضرت آفریدگار عالم نے بنی نوع انسان کی طبائع مختلف پیدا کی ہین اور اسپر سب سے قوی دلیل صرف یہی کافی ہے کہ باوجود یک یعنی دو گوش کسی کی صورت کسی سے نہین ملتی اگر کہین اشتباہ بھی گذرے تو ہماری فہم ناقص کا قصور ہے پس ہر طرح کے مطالب شایستہ اور ہر قسم کے مضامین بایستہ کہ جو بہر حال فایدہ مند خلایق ہین اور جو شخص جس علم و فن کا شایق ہو اوسکی بھی احتیاج اسمین سے وہ بہم پہنچ سکنے کی امید ہے اور اکثر ایسی چیزین کہ جو آج تک زبان غیر سے ہماری زبان اردو مین نہین آئی ہین بکمال جد و جہد اس کتاب مستطاب مین داخل کی گئین کہ خلق اللہ کو علی العموم فیض پہونچے

للمولفہ

ہم بھی جہان مین آکے بڑا نام کر چلے ❊ سچ پوچھیے تو فایدہ عام کر چلے
بیکار ہم نہ آئے تھے دنیا مین اے نظام ❊ گر غور کیجیے تو عجب کام کر چلے

اے نظام الدین بس کر دیوانہ ہوا ہے بھلا اس ہرزہ درائی سے فایدہ اور اس تقریر فضول سے حصول اے ناداں کیا تو نے نہین سنا مثل مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید تیرا خیال کہاں ہے دیکھہ تو سہی گورنمنٹ و ریاول کی قدردانی اور جوہر شناسی اہل عالم پر عیاں ہے تیرے جواہر کلام کی بھی شناخت ہورہے گی اگر بے عیب ہے تو یاد رکھنا کہ درۃ التاج ہنر پروری کا جوہر پیدا کریگا اور اس طلائے سخن کا دار العیار نکتہ دانی مین محک امتحان پر حال کھلجائیگا اگر زر خالص نکل آیا تو دیکھہ لینا کہ تیری مشت خاک بھی کسیکی نظر کیمیا اثر سے اکسیر اعظم کی جھلکی بنجائیگی * فرد * ببین کہ نالہ کجا رفت و با کجا پیوست * درین آشکار اچہ راز نہان *

آغازِ مقدمہ کتاب عقل و شعور موسوم بہ تجلّی نور

مؤلف

شراب خانۂ غفلت ہے دہر بے بنیاد | سمجھتے ہیں اسے بیدار مغز خواب و خیال
کوئی ہے نشہ سے بیخود کوئی ہے مستِ خمار | کسی کو درد میسر ہوئی کسی کو زلال
جو بے زبان ہیں وہ سرگرم گفتگو ہر دم | جو اہلِ نطق ہیں اون کی زبانِ ناطقہ لال
کہاں ہیں قدر شناسندگانِ علم و ہنر | کہ جو ہیں واقفِ رمز نکاتِ فضل و کمال
صلائے عام ہے سایہ ہیں شوق سے آئیں | مرا بساطے سخن کھولتا ہے اب پر و بال

ایک شخص معتبر ہمہ دان روشن بیان ملقب بہ ذہن رسا مخاطب بہ سیاح جہان یہ ماجرا بیان کرتا ہے کہ نواحِ ممالکِ فروغستان میں ایک شہر دانش آباد معروف و مشہورِ زمانہ ہے اوس میں وہان ایک شاہنشاہ عالم پناہ تہا ذہن و ذکا میں طاق فہم رسا میں شہرۂ آفاق سب لوگ اسلیے اوسے عقلِ مجسم کہتے تہے اوس شہریارِ عالی وقار کا ایک فرزند سعادتمند تہا بلند اقبال شیرین مقال تیز فہم نازک خیال شہزادہ خرد پرور نام * شعر * بالا سرش ز ہوشمندی * می تافت ستارۂ بلندی * اور مثل اربعہ عناصر چار وزیر ارکانِ سلطنت مقرر تہے مگر قومِ جنات سے ایک شخص دانا موسوم بہ شعور سخن رس وزیر پنجم اور دستور المعظم تہا فرد جہان چون نگین و قرارِ جہان * وزیری چنین شہریارے چنان * دربار میں ہر وقت علمائے فاضل و حکمائے کامل پایہ بپایہ اور درجہ بدرجہ موجود رہتے تہے * بزرجمہر بزرگ بود شاہ آموزگار * ہمہ زیرکان آورد روزگار * ایک روز بادشاہ نے دیوانِ خاص میں دربارِ عام فرمایا اور وزرائے باتدبیر سے مشورہ طلب ہوا کہ شہزادہ خرد پرور کو چہٹا سال ہے تحصیلِ علوم و اکتسابِ فنون کا زمانہ آپہونچا تعلیم و تربیت کیواسطے کونسا آدمی متعین کرنا چاہیے وزیر اول نے پایۂ تخت پر بوسہ دیا اور دستِ ادب باندہ کر عرض کی * مؤلف * نگہبان ترا ربِ داور رہے * جہان آفرین یار و یاور رہے * شہزادہ عالم کی عمر دراز ہو بیشک جو حضور نے فرمایا عین صلاح ہے تعلیم کی یہی عمر ہوتی ہے چنانچہ والہ داغستانی کا قول ہے

قطعہ

والد چو ششش رسید سالش | دادند بدرس اشتغالش
در خانہ بشغلِ درس پرداخت | فردوس نمونہ مکتبے ساخت

اس عمر مین اطفال کو فکر و تردد سے کچھہ سروکار نہین ہوتا ہے اگر انکو سخت و سست کہو برا نہین مانتے
جو مار پیٹ کرو لڑنے پر آمادہ نہین ہوتے نہ کسیکے نیک و بد سے تعلق نہ اپنے اچھے برے کی تمیز کسی نے
پیار کیا تو خوش ہو گئے جو کسینے جھڑک دیا تو سامنے سے چلدیے جو ہاتھہ لگا کہا لیا جو مل گیا پہن لیا
نہ خود آرائی کیطرف طبیعت راغب نہ کہانے پینے مین تکلف کا خیال اگر کسیکے پاس کوئی چیز ایسی نظر آئی
کہ اودہر میلانِ خاطر ہوا تو فوراً مچل گئے رونا شروع کیا ہاتھہ پاؤن پہیلا دیئے اور جو کسینے اوسکے بدلے
دوسری چیز کوئی کہلونا و دیدیا چپ ہو رہے جہٹ پٹ بہل گئے کہلکہلا کر ہنسنے لگے خوب و زشت انکی نظر مین
یکسان رہتے ہین کسی چیز کی پروا نہین ہوتی شام ہوئی سو رہے صبح ہوئی اوٹھہ بیٹھے بہاگ گئے لیٹ رہے آرام پایا کہیلنے لگے

فرد

دل مین ہوسِ زلفِ چلیپا نہین رکہتے ⁂ ہم سر مین رکہتے کوئی سودا نہین رکہتے

تکلیفِ جسمانی سے نہایت ڈرتے ہین تنبیہ اور چشم نمائی انپر بہت جلد اثر کرتی ہے اطفال کی مثال بعینہٖ
ایسی ہے کہ جیسے زمین پروردہ قابلِ زراعت اور معلم بمنزلہ دہقان تربیت کو تخم افشانی اور تعلیم و تدریس کو
آبیاری سمجہنا چاہیے جس طرح کا بیج بویا جاتا ہے اوسیطرح کا پہل پیدا ہوتا ہے اسواسطے ہر فرد بشر پر
واجب و لازم ہے کہ اولاد کو اچہی باتین تعلیم کرے اور اوستاد کو یہہ بات نہایت ضرور ہے کہ شاگردونکی
درستی اوضاع سنجیدہ اور شایستگی افعال پسندیدہ مین ہمہ تن ہمت مصروف رکہے مگر ایسا شخص کمیاب ہے
کہ جو اپنے اوقاتِ شریف دوسرے کے واسطے بیکار ضایع کرے ہان کوئی قدردان اولوالعزم تلاش فرمائے
تو بعید نہین کہ خوبی تقدیر سے بہم پہونچے مؤلف نیابند محروم جویندگان ⁂ کہ جویندگانند یابندگان ⁂
یہہ کہکر وزیرِ اول تو خاموش ہوا اور وزیرِ دوم کی نوبت آئی اوسنے آداب گاہ سے مجرا ادا کیا او باداب
تمام عرض کرنے لگا قطعہ ⁂ الٰہی تا جہان باشد تو باشی ⁂ ز عالم تا نشان باشد تو باشی ⁂ بہ لطفِ
ایزدی امیدوارم ⁂ کہ تا دور زمان باشد تو باشی ⁂ اے شاہِ دانشور شہزادہ خردپرور کی تعلیم و تربیت
کیواسطے ایک ایسا فاضلِ ادیب درکار ہے کہ ہر علم و فن سے واقف اور ہر شے مین مہارتِ کامل
و دخلِ کلی رکہتا ہو علم کچھہ فقط زباندانی کا نام نہین فارسی یا عربی یا ترکی بولنے لگے اور زمرۂ علما مین
گنتی گنوانے کے لئے شامل ہو گئے فرد ⁂ گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا ⁂ یہہ بہی لہو لگا کے
شہیدون مین مل گیا ⁂ عالم اوسکو کہتے ہین کہ جو چیزین فہمِ انسانی مین بغیر اشکال آسکتی ہون وہ سب
اوسکے لوحِ دل پر منقوش ہون اور وہ دقیقین کہ بے مددِ اجماعِ جمہور قوتِ ذہنِ مستقیم و طاقتِ طبعِ سلیم
وہان تک پہونچ سکے تمام و کمال اس اکیلے کے قبضۂ اقتدار مین پائی جائین اور یون تو سب جانتے ہین

العلم دانستن مگر ہمہ دانست کچھہ کام نہین آتی علامہ عصر وہی شخص ہے کہ ہر ایک عبارت و مضمون اوسکے ورق دل و صفحہ خاطر پر مستحضر ہو اور کوئی قول و فعل اوسکا کسی شخص کی رضی و طبیعت کے برخلاف نپایا جاے لیکن فی الحال یکایک ایسا ہی علم عالم متبحر خاصیت عنقا رکہتا ہے لہذا بہرے چند سے کسی ادیب خوش اخلاق کو کہ زمانہ حال کے موافق شایستہ و بایستہ ہو مقرر فرمانا مضایقہ نہین رکہتا بعد اوسکے جستجو شرط ہے جب دستیاب ہو تو اوسکو بھی نوکر دینا بہت مناسب ہے وزیر سوم بعد اداے مراسم آداب شاہی بیساں زبانے اسطرح گوہر فشان ہوا

قطعہ

الہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دایم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا

جہان پناہ سلامت شہزادہ والامنزلت کی تعلیم و تربیت کے لئے وہ معلم زیبا ہے کہ مزاج کا رحم دل ہو مگر صورت ہیبت ناک چاہیئے بدرجہ نہایت نرم گفتار و شیرین زبان ہو مگر آواز ایسی زبردست ہونی ضرور ہے کہ جسطرح شیر غران نیستان مین گونجتا ہو قد و قامت کا موقع ہیکل کہ اطفال خرد سال اوسکو دیوزاد تصور کرین اور ہیبتناک اوسکے رعب و مہابت کا نقشہ دلو پر جم جاے اور یقین قطعی ہو کہ مجہے جسوقت مارا تو ایکطرف لگا زندہ نچھوڑیگا اور سمجھا دیا جاے کہ وقت تعلیم شہزادہ والا قدر کی زد و کوب سے ہاتھہ کو باز رکہے اسلیئے کہ سلاطین عالیشان اشرف بنی نوع انسان ہین اگر اونپر کوئی دست درازی کرے تو آداب سیاست اور قانون ریاست سے بعید ماسوا اسکے خواص و عوام الناس مین زمین و آسمان کا فرق ہے جسم نازک و لطیف تحمل ایسے شدید و عقوبت معلم کا ہرگز نہو سکیگا تاکید کردیجاے کہ تسلی و تشفی سے یا بہ قوت کمال بے اعتدالی صرف زجر و توبیخ سے کاربرآری کرلی جاتے اور زد و کوب مین کئی نقصان واقع ہوتے ہین اول بعض اوقات حالت غیظ و غضب مین صفت بہیمی ایسی غالب ہوتی ہے کہ انسان کو اصلا بد و نیک کی تمیز باقی نہین رہتی بلکہ ضرب بیجا سے اندیشہ ضرر جان متصور ہے دوم طالب علم کا دل کوشش علم سے بیزار ہو جاتا ہے کہ ادنا تقصیر پر سزاے سنگین ملتی ہے اور ہردم یہی دغدغہ رہتا ہے کہ اگر عمدا یا سہوا کوئی چھوٹا سا قصور بھی سرزد ہوگیا تو وہی سزاے جسمانی موجود ہے اور اس بلاے ناگہانی سے نجات مشکل ہی تفکر مین قوت حافظہ فنا ہو جاتی ہے تحصیل علوم سے جی چھوٹ جاتا ہے سوم زد و کوب سے لڑکا بیحیا ہو جاتا ہے غیرت باقی نہین رہتی اپنے دل مین یہی تصور کرتا ہے کہ جس کام کو جی چاہے اگرچہ اوستاد کے ہزار خلاف مرضی ہو مگر ایک بار کر لینا ضرور ہے اوستاد صاحب اور زیادہ کیا کرلینگے بہت ہوگا تو یہی کہ مار لیا اور چھوڑ دیا چہارم جو طفل اکثر مار کہاتا رہتا ہے وہ اپنی جماعت مین بلکہ تمام اہل مکتب کی نظر مین ذلیل ہو جاتا ہے

اور سلاطین کا نظر رعایا مین ذلیل ہونا کسیطرح مناسب نہین اسواسطے کہ زمانہ تخت نشینی مین اونکی ہیبت لوگونکے دلونپر پورا پورا اثر نہین کرتی پنجم طالب علم بمقتضاے نادانی زد و کوب کے سبب سے اوستاد کو اپنا دشمن جانتا ہے اور دل ہی دل مین واہیات منصوبے گانٹہا کرتا ہے اوستاد کی تکلیفِ جان اور نقصانِ مال کا روادار ہوجاتا ہے آخرکار اسی باعث سے علم حاصل نہین ہوتا اور فضل و کمال سے محروم رہجاتا ہے

قطعہ

اگر دولت صحبت اوستاد نیست	بدہمت امیدِ تو چند باو نیست
مر اوستاد را ہر کہ محکوم شد	سبے بر بنا بد کہ مخدوم شد

الغرض تنبیہ و تادیبِ اطفال سے یہی غرض ہے کہ اوستادون سے ڈرتے رہین اور اونکے حکم کے برخلاف کوئی بات نکرنے پائین اگرچہ گہرون مین بہی کسیوقت بتقاضاے طفلی کوئی حرکت بیموقع ظہور مین آوے تو اوسدم اوستاد کا نام سنتے ہی اوسسے باز رہین اور پہر اوس کام پر دلیری نکرین جب یہہ باتین موجود ہون تو مارپیٹ کی کچھہ حاجت نہین اور یہہ سب باتین اوس صورت مین ممکن ہین کہ معلم بہمہ صفاتِ مندرجۂ بالا موصوف ہو اوسکی تقریر باعثِ تہذیبِ اخلاق اور اطوار موجبِ درستیِ افعال اور صورت سبب ہیبت و خوف اور آواز جہت تنبیہِ اطفال منقبض ہے جسموقت استعداد پیدا ہوجائیگی تو مطالعہ کے ذریعے سے ترقی علوم خود بخود امکان پذیر ہے اوسکا خاموش ہونا تہا کہ وزیر چہارم اپنی جگہ سے فوراً آگے بڑہا اور اس ترانۂ جانفزا سے مترنم ہوا

بیت

اے قبلۂ ملوکِ زمان آستانِ تو | فخرِ سپہر پیر بہ بختِ جوانِ تو

اگرچہ فدوی اسقدر لیاقت نہین رکہتا کہ حضورِ اقدس واعلے کے روبرو کسی امر مین دم مارسکے مگر ارشادِ عالی لاچار ہے اسواسطے کچھہ اپنی حماقت ظاہر کرتا ہے جنابِ والا اگر علما و فضلا حکم عقاقیر رکہتے تو علم و فضل بہی کبریتِ احمر کی خاصیت پیدا کرتے طریقۂ تعلیم و تعلم یکلخت موقوف ہوجاتا ہر ایک کا طایرِ عقل قفسِ نادانی مین مقید رہتا اور نقابِ شبِ تاریکِ جہل سے صبحِ گلشنائے علم روزِ قیامت تک اپنا جمالِ جہان آرا نہ دکہاتی اگر ایک شخص کی ذاتِ خاص مین یہہ تمام و کمال وصف اور خوبیان بہم نہون تو چندان تردد کی جا نہین کسی اوستاد نے کیا خوب کہا ہے مصرعہ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ لہٰذا زمانہ کا یہی دستور ہے کہ کسیکو کسی علم مین کمال اور کسیکو کسی فن مین دستگاہ مصرعہ ہر گدا این و ہند آن ندہند۔ اگر شہزادۂ عالیشان کی تربیت منظور ہے تو ہر علم و ہنر کے جداگانہ اوستاد مقرر فرماتیے وہ سب اپنے اپنے علوم و فنون اور دستکاری و صناعی تعلیم کرین ہر ایک کیواسطے ایک وقتِ خاص ٹہرایا جاے کہ حسبِ دستور اوقاتِ معین پر اپنی اپنی خدمت بجا لائین

عالم مین رونق افروز ہو کر حکم محکم دیا کہ جو معلم شہزادے کی تعلیم پر مقرر ہے اوسکو بحضور مین ابھی حاضر کرو دم لینے کی بھی مہلت نہ دینا وہان کیا دیر تھی فرمان بران شاہی نے فوراً موجود کر دیا بادشاہ نے فرمایا کہ او خیرہ سر کیا ہمنے تجھے روز اول نہ سمجھا دیا تھا کہ اس پروردۂ ناز و نعم کو پھول کی چھڑی سے بھی نہ چھونا مگر تو نے ہمارے حکم کی مطلق تعمیل نہ کی بیشک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے بطون دماغ مین کچھہ نہ کچھہ فتور ہے معلم دانا نے جواب دیا کہ اے خداوند کشور کشا بہت باتین ایسی ہین کہ انسان کو زہر معلوم ہوتی ہین اور وہ اوسکے واسطے تریاق کا حکم رکھتی ہین اور اکثر چیزین ایسی ہین کہ آدمی اونکو دوست رکھتا ہے اور وہ اوسکی جان کیلئے دشمن قاتل ہجاتی ہین

بیان عمر انسان

حضرت انسان کی عمر عزیز کے چار درجے مقرر ہین اول سن نمو یہہ زمانہ روز ولادت سے تیس برس تک رہتا ہے اس مدت کا حصۂ اول یعنے پیدایش کے دن سے ابتداے بلوغ تک عہد طفلی شمار کیا جاتا ہے اور حصۂ دوم کو عنفوان جوانی کہتے ہین اس درجے مین حرارت و رطوبت مزاج مین غالب رہتی ہے دوم سن شباب یہہ زمانہ تیس برس سے پینتیس برس تک رہتا ہے مدت اس زمانے کی کم ہے اسلئے کہ کوئی دو دن اپنے عہد جوانی پر مغرور رہے اس درجے مین حرارت و یبوست مزاج پر غالب ہوتی ہے سوم سن کہولت یہہ زمانہ پینتیس برس سے ساٹھہ برس کی عمر تک ہے اسکو زمانۂ انحطاط بھی کہتے ہین اس درجے مین مزاج پر برودت و یبوست کا غلبہ ہوتا ہے چہارم سن شیخوخیت یہہ زمانہ آخر عمر تک ہے اس درجے مین بسبب ضعف کے اور قواے جسمانی اپنے اپنے کار سے دست بردار ہوتے جاتے ہین اور مزاج صرف برودت کا مغلوب ہجاتا ہے اگرچہ حکماکے اقوال مختلف اس باب مین واقع ہوے ہین مگر مستند یہی ہے کہ جو فدوی نے گذارش کیا

نظم

چو عمر از ده گذشت و یا خود از بیست ۔۔ نمی باید دگر چون کودکان زیست
نشاط عمر باشد تا بسی سال ۔۔ چو چهل آمد فرو ریزد پر و بال
پس از پنجه نباشد تندرستی ۔۔ بصر کندی پذیرد طبع سستی
چو شصت آمد نشست آمد پدیدار ۔۔ چو هفتاد آمد افتاد آله از کار
به هشتاد و نود چون در رسیدی ۔۔ بسی سختی که از گیتی کشیدی
وز انجا گر بصد منزل رسانی ۔۔ بود مرگی بصورت زندگانی
اگر صد سال مانی ور یکی روز ۔۔ بباید رفت ازین کاخ دل افروز
پس آن بهتر که خود را شاد داری ۔۔ دران شادی خدا را یاد داری

اس تمام تقریر سے یہہ مطلب ہے کہ ہر درجۂ عمر ایک ایک کام کیواسطے خصوصیت رکھتا ہے مگر حصۂ اول

خاص تعلیم و تعلم کے لئے موضوع ہے بدین جہت کہ صندوقِ دل خزف ریزۂ تفکرات سے خالی ہوتا ہے انسب یہی ہے کہ اوسمین علوم و فنون کے جواہراتِ بیش بہا کا خزانہ مالا مال ہو اس عمر کی تربیت کا اثر ہمیشہ باقی رہتا ہے اور یہہ سب درجے اوسی کیفیت مین طے ہو جاتے ہین اسلئے مناسب ہے کہ حتی المقدور تربیت مین کوتاہی نہونے پاے کہ آغاز بد کے انجام مین خرابی کے سوا کچھہ متصور نہین * فرد * چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ * نشود خشک جز بہ آتش راست * انسان کو جو انہین شرافت ہے اور بادشاہ کو انسانون پر فضیلت جو قول و فعل کہ اونکی زبان سے شرفِ صدور پاتا ہے خلق اللہ کیواسطے ایک زبردست دستور العمل قرار دیا جاتا ہے ہر شہر کا وکیل اور ہر ملک کا سفیر اپنے ولینعمت کو لکھہ بھیجتا ہے کہ آج بادشاہ سے یہہ حرکت ظہور مین آئی پس اگر فعلِ شایستہ و موزون ہے تو اوسکی دانش و بینش کی توصیف مشہور ہوتی ہے اور جو حرکتِ ناملائم سرزد ہوئی تو بجز بدنامی کچھہ حاصل نہین اسلئے اتالیق اور اوستادِ شفیق کو مناسب ہے کہ تعلیم سلاطین کے باب مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرے اور ہردم و ہر لحظہ اونکا نگرانِ حال رہے کہ تمام امورات جہانی اونکی ذاتِ خاص اور نفسِ نفیس سے متعلق ہین اگر عوام الناس سے کوئی فعل قابلِ تحسین یا کوئی حرکت لایقِ تعریف واقع ہو تو کوئی یہہ بھی نہین کہتا کہ تو کس کھیت کی مولی ہے اور کس زمان کا چانول بادشاہونکے حق مین کسی عرب کا قول ہے مثل کلام الملوک ملوک الکلام * اور رعایا و برایا کیطرف خطاب ہے مثل العوام کالانعام * اے شہریارِ عرش وقار اس شہزادۂ نامدار نے یہہ عادت پیدا کی تھی کہ جو چیز بُری یا بھلی ایکبار ہاتھہ آجاتی تو بے گوشمالی و سرکوبی پنجے سے نکلنا محال ہو جاتا ہرچند کوشش کی مگر افسونِ زبانی اصلا سودمند نہوا اور اس مرض لا دوا کا علاج بھی یہی تھا جو اس حکیم نے تشخیص کیا اسمین شک نہین کہ خطرۂ جان تھا مگر خیریت گذری اب یہہ بیماری ہرگز عود نکریگی بادشاہ اس تقریر کو سنکر بہت خوش ہوا اور شہزادے کو ہمراہ لیکے سیر کرکے اوس معلم کا اعزاز و اکرام زیادہ کیا جب وزیر چہارم یہہ نقل بیان کر چکا تو شہنشاہِ والا ہمم عقلِ مجسم بجانب دستور المعظم متوجہ ہوا اور ارشاد فرمایا کہ اے شعور سخن رس یہہ سب تو اپنی اپنی راے دے چکے اب تیری کیا صلاح ہے وزیر اعظم نے تھوڑی دیر سر جھکایا اور ایکبارگی سنبھلکر گویا ہوا

مولف

ستہا قبضہ مین تیرے بحر و بر ہو — جلو مین نصرت و فتح و ظفر ہو
قیامت تک اسی صورت سے ہر روز — سر پر سلطنت پر جلوہ گر ہو

پیشتر ایک عرض سن لیجئے اگر شہزادۂ بلند اقبال کی تربیت اس بندۂ درگاہ کی راے ناقص اور فہم خام کے

مطابق مقرر فرمائی جاوے اور طریقہ تعلیم اس جان نثار کی مرضی کے موافق عمل مین آوے تو البتہ بطور خود کچھہ گفتگوے کارآمد اور طریقہ مفید اور آئین ترغیب علوم وفنون اور قانون تدریس و تعلیم اور نفس ناطقہ کی کیفیت اور حواس ظاہری وباطنی کی حقیقت اور حصول استعداد کی صورت اور ترقی ذہن سلیم کی ترکیبین وغیرہ بطریق اجمال کہ جسمین فوت مطلب نہو گذارش کرون ورنہ بیفائدہ سمجھا اسکے کیا حاصل حضور تو دل مین خیال فرمائین کہ ✦ مصرعہ ✦ شغر با خورد وحلق خود بدرید ✦ اور بندہ بھی جسمین خارج العقل شمار کیا جاوے اس سے بہتر یہی ہے کہ ایسے موقع پر انسان ہو یا ہی جان دم بخود ہو کر خاموش ہو رہے اور فوائد خاموشی حضور پر بخوبی آشکار ہین مولف انری والست مین خاموش رہنا سب سے بہتر ہے خموشی مین وہ معنی ہین کہ مین کچھہ کہہ نہین سکتا ✦ ہوشمند کو لازم ہے کہ ہروقت لب بند رکھے جو کچھہ جانتا ہو وہ بھی نہ کہے اسواسطے کہ جو نہ جانتا ہو اگر کوئی شخص وہی سوال کر بیٹھے تو ذلت وندامت حاصل ہوگی جس کسنے گوشہ خموشی مین مُہر سکوت زبان پر لگائی حرف گیرون کی زبان سے نجات پائی

حکایت کسی شہزادے نے خاموشی کے فائدے معلوم کرکے سکوت اختیار کیا بادشاہ نے ہرچند چاہا کہ باتین کرے مگر کوئی بات کارگر نہوئی وزیرونے صلاح دی کہ حضور اگر سیر وشکار کی اجازت دین تو شاید غنچۂ خاطر شگفتہ ہو

شعر

گل و ریاحین و سیر صحرا ضیافت عمر بے بقا ہے	مسافرو دیکھہ لو تماشا سرای فانی عجب سرا ہے

شاید کہ فضاے دشت وکوہسار اور بہار سبزہ ولالہ زار سے دل بہل جاوے اور کچھہ حال بیان کرین بادشاہ نے فرمایا بہتر ہے وزیر نیک تدبیر شہزادۂ عالم کو ہمراہ لیکر بارادۂ شکار جنگل مین جا پہونچے مگر اتفاقاً اوس روز شکار ہاتھہ نہ آیا جب دولتخانہ کیطرف مراجعت کی اثنائے راہ مین کسیطرف سے تیتر کی آواز آئی ایک شخص نے آواز پر بندوق لگائی اوسوقت بیساختہ شہزادے کے مونہہ سے یہہ بات نکلی کہ نہ بولتا نہ مارا جاتا ✦ وزیر عقلمند یہہ سمجھہ گئے کہ شہزادے نے مصلحتاً خاموشی اختیار کی ہے ✦

مولف

بیہودہ ہی سخن کیا کرتے ہین تقریر	یہہ فائدہ آوازۂ دف سے مجھے پہونچا
خاموش ہوتا سینہ سے معدن گوہر	یہہ نکتہ سربستہ صدف سے مجھے پہونچا

سرمے نے اسی سبب سے آنکھون مین جلہ پائی کہ جو سرمہ در گلو ہوا اوسکی چشم دل کحل الجواہر عرفان سے روشن ہوئی سینہ ونے اسی باعث سرخروئی حاصل کی کہ زبان ناطقہ لال کرتا ہے ✦ فرد ✦ خامشی مرتبہ مہر نبوت دارد ✦ لب بستہ لب سکہ زفیض ید قدرت دارد ✦ حکما کا قول ہے

فوائد خاموشی

حکایت

کہ انسان کا مافی الضمیر دو حال سے خالی نہیں یا نشانِ نعمت یا بیانِ محنت اور یہہ دونوں باتیں پنہان رکھنے کے قابل ہیں اگر نعمت کا بیان ہے تو پوشیدہ اسلئے خوب ہے کہ چشمِ حاسد او سپر کارگر نہو اور بلاِ طمع کی آفت سے محفوظ رہے اور جو محنت کا ذکر ہے تو مخفی اسلئے بہتر ہے کہ دوستون کو ملال نہو اور دشمنو نکو طعنہ زنی کا موقع نہ ملے ❊ مولف ❊ ذکرِ جاہ و بیانِ نعمت سے ❊ حاسدون کا حسد ہوا اور زیاد ❊ داستان سنکے رنج و محنت کی ❊ دوست اندوہگین ہون دشمن شاد ❊ حکایت ❊ سکندر بادشاہ نے ایکبار اپنا رازِ مخفی کسی سے بیان کیا اور ممانعت کی کہ زبان پر ہرگز نہ لانا مگر اوسنے لوگوں میں ظاہر کردیا یہانتک کہ سکندر کو خبر ہوئی

شعر

خامشی بہ کہ ضمیرِ دلِ خویش	با کسے گفتن و گفتن کہ مگوے

حکیم بلیناس کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو کوئی راز فاش کرے اوسکیواسطے کیا سزا تجویز کرنی چاہئے حکیم دانا نے جواب دیا کہ حضور مفصل بیان فرمائیں تو میں عرض کرون سکندر نے کہا کہ رازِ دل میرا کسینے افشا کیا ہے میں چاہتا ہون کہ سزا اوسکو دون بلیناس نے کہا کہ اے بادشاہ اوس سے رنجیدہ ہونا چاہئے کہ تونے اپنا رازِ جو افشا کیا جب تجھی سے ضبط نہو سکا تو اوس بیچارے کا کیا قصور ہے ❊ مولف ❊ بس گیا وہ جو سخن تیری زبان سے نکلا ❊ پھر نہ آیا جو کوئی تیر کمان سے نکلا ❊ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ جو بات سینے نہ کہی اوس سے کبھی پشیمان نہوا اور اکثر کلام جو میں نے نکئے اون سے کمال ندامت حاصل ہوئی

فرد

دل ہست اے خردمند زندانِ راز	چو گفتی نیاید بہ زنجیر باز

جو بات میرے دہن سے نہیں نکلی اوس پر میں زیادہ قدرت رکھتا ہون اوس بات سے کہ جو دہن سے نکل چکی

مولف

غبارِ خاطرِ دانا ہے اظہارِ سخن کرنا	کدر ہو گیا آئینہ جب جوہر ہوئے پیدا

پریشان کہنا بہت سہل ہے اور پریشانی چھپانا نہایت دشوار ❊ فرد ❊ در گوش کسے مگفتی راز ❊ کاز پردہ شوی ز گفتنش باز ❊ جو کچھ میں نے کہدیا اوسپر اقابو نرہا اور جو نکہا ہے اوسکا میں مالک ہون کہنا نکہنا میرے اختیار میں ہے

قطعہ

بہ پیرے رسیدم ز اقصائے یونان	بدو گفتم اے آنکہ با عقل و ہوشی
زمردم چہ بہتر بہر حال گفتا	خموشی خموشی خموشی خموشی

اے شہنشاہِ کیوان بارگاہ فوائدِ خاموشی بیان سے باہر ہیں اور قصہ بطول پرپہونچی اب

مین بھی خاموش ہوتا ہون ؎ بیت ؛ بخاموشی قسم کز گرمی گفتار جو د و ائم ؛ بسان شمع می کاہد تن
من از زبان من ؛ مگر انصاف یہہ ہے نہ دیناچاہئے کہ میری طرح کا بادشاہ دانش پناہ مخاطب ہو اور مین شرف مکالمت سے محروم رہون

مؤلف

فوائد نطق

یہہ دو باتین کسی مین ہون جو موجود	اوسے کہتے ہین ناوان صاحب ہوش
جو وقت خامشی گرم سخن ہو	جو وقت گفتگو ہوجاتے خاموش

جب کوئی کسی سے ہمکلام ہو تو پہلے اوسکو اپنے دل مین اتنا ضرور سوچ لینا چاہئے کہ جس سے مین کلام کرتا ہون اوسکا دل میری بات سننے کو زیادہ چاہتا ہے یا اپنی بات سنانیکو اور حضرت واجب الوجود نے قوت ناطقہ اسیواسطے عنایت فرمائی ہے کہ انسان و حیوان مین تمیز پیدا ہو

فرد

بہ نطق آدمی بہتر است از دواب	دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب

انسان کو اوسوقت تک نہ بولنا چاہئے کہ جب تک گفتگو کا موقع نہ ملے اور جب کوئی سامع ہو تو خاموش رہنا ہرگز مناسب نہین بشرطیکہ تقریر معقول ہو اور گفتگو درست ؎ شعر؛ اس رہ مین قدم تو بیطلب رکہہ ؛ سخن جبتک نہو چپ بند لب رکہہ ؛ کسیکی حیثیت و استعداد سے بڑہ کر کلام نکرنا چاہیے اسلئے کہ کچھی کو بقدر نفط کن اور شکن سفید ہوگا او بقدر اُفق اور اُفعل سود مند نہ ہوگا کلام کی خوبی یہی ہے کہ مضمون اس عمدگی سے ادا ہو جسکو ہرآدمی اچھی طرح سمجھہ سکے اور کوئی شخص کسی امر مین رائے طلب کرے تو صحی القدر صلاح نیک وہی لازم ہے اور سلاطین تیزہوش کو نہایت ضرور ہے کہ جو مشکل مہم حوادث ایام سے پیش آئے تو رائے صائب اور عقل سلیم کی مددگاری سے اوسکا تدارک کرین اور ارکان ریاست سے خواہ بڑے ہون خواہ چہوٹے مگر امین و معتمد ہون مشورہ کرنا چاہئے شاید چہوٹون کی خاطر مین ایسی چیز گذرے کہ بڑون کے دلمین نہ آئی ہو ؎ قطعہ؛ گاہ باشد کہ پیر دانشمند ؛ ندہد ناید درست تدبیرے ؛ گاہ باشد کہ کودکے نادان ؛ بغلط بر ہدف زند تیرے ؛ لیکن اہل ہمت و اصحاب تجربہ و مردم دوراندیش و پیران عاقبت بین کی تدبیر اکثر درست ہوتی ہے کیونکہ آجتک صلاح سے نقصان پایا

فوائد مشورت

فرد

در ہمہ حال مشورت باید	کار بے مشورت نکو ناید

اول کام بسبب مشورت کے درستی و راستی سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہے دوم جو بے صلاح کام کرتا ہے اگر درست نہ آئے تو لوگ اوسپر زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہین اور بعد مشورت کے بھی

درست نہو تو اوسکو سند در رکہتے ہین سوم وہ ہین ایک شخص کا مہم کے اطراف وجوانب احاطہ نہین کر سکتا
اور چند اشخاص باہم وہین لڑائین تو ہر ایک کی خاطر مین ایک نئی بات آتی ہے اور جو رائے درست ہوتی ہے
وہ سب پر ظاہر ہو جاتی ہے پس اہلِ اختیار کو لازم ہے کہ کوئی کام عقلمند ونکی بغیر مشورت شروع نکرے
اور مشورت کو حلِ مشکلات مین حاکمِ عادل سمجہے اور یقین جانے کہ ایک عقل سے دو عقلین مفید ہوتی ہین
بہرام گور نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تہی کہ امورِ مملکت مین عاقلون سے مشورہ کر اس لئے کہ تدبیرِ درست
صید کے مانند ہے جو ایک شخص کے ہاتہہ نہین آتا اور جماعت سے باہر نکلنے نہین پاتا

مولف

کام بے تدبیر ہوتا ہے خراب — رکہہ بنائے کار تو تدبیر پر
فوج و لشکر سے بہی ہے تدبیر خوب — قصد گر ہو ملک کی تسخیر پر

حکایت سلطانِ روم اور عزیز مصر مین نا اتفاقی کیصورت نظر آئی دونون نے باہم لشکر کشی کی ارادہ کئے
لشکر مین مصریون کا ایک مخبر شریک تہا اور عزیز کا اوسپر کمال اعتبار جاسوسون نے یہہ خبر قیصر تک پہونچائی
سلطان نے مطلق التفات نکیا اور نہ اوس شخص کے منہہ پر لایا جب لڑائی نزدیک پہونچی قیصر نے اوسکو
بلایا اور اپنے سامنے کسی کام مین لگا دیا اس اثنا مین لشکر کے سردارون کو طلب کیا اور فرمایا تو مبارک ہو
کہ عزیز مصر کے امیرون اور مصاحبون نے ہمے ازروئے قسم لکہہ بہیجا ہے کہ جسدم دونون لشکر مقابل ہونگے
فوراً عزیز کی مشکین باندہ کر ہم حضور مین حاضر کر دینگے تم بے دہڑک رہو اور کچہہ اندیشہ نکرو اوس شخص نے
جو سنا تو نہایت متحیر ہوا جب مجلس سے باہر آیا اوسیدم یہہ خبر وحشت اثر عزیز کو لکہہ بہیجی عزیز مصر یہہ حال
معلوم کرکے بہت ڈرا اور توقف مناسب نجانکر بے لڑائی کئے ہوئے بہاگ نکلا قیصر نے اوسکے تعاقب
مین فوج بہیجی سب مال واسباب عزیز مصر کا لشکر قیصر کے ہاتہہ لگا حضور غور فرمائین کہ اس ایک تدبیر نے
کتنی فوج کثیر کو شکست دی مولف شعر لشکر جرار سے جو ہو نہ میسر ہو وہ کام کرے عقل درست ایک سخن مین
شعور سخن رس فوائد خاموشی اور فضیلت نطق اور خوبی مشورت بیان کرکے خاموش ہو رہا بادشاہ نے
فرمایا کہ اے وزیر دانشور تیرا ہر کلام خزینہ گوہر آبدار ہے اور ہر سخن معدنِ جواہر تابدار ہر حرف تیری
تقریر کا ایک کتاب دانشوری ہے اور ہر لفظ تیرے بیان کا ایک دفتر ہوشمندی فصاحت وبلاغت
تجہپر ختم ہو چکی اور کل عقل وشعور تیرے حصہ مین آچکا جسنے تیری گفتگو سے بہرہ کافی نہ پایا اوس نے
دانش وتمیز سے حظِ وافی نہ اوٹہایا اور یہہ بات تجہپر بخوبی واضح وآشکار ہے کہ تمام امور سلطنت اور
کاروبار مملکت تیری ذاتِ خاص سے وابستہ ہین کبہی بغیر تیری صلاح کے ہم کوئی کام نہین کرتے بیشک نہین

تیری رائے پر اعتمادِ کلی ہے اور یقینِ کامل اسلئے تعلیم و تربیت شہزادہ والا قدر کی تیری صلاح و اندیش پر موقوف ہے ہمین اوسکے سفید و سیاہ سے کچھہ مطلب نہین مگر ہر برس مین ہم دو بار امتحان لیتے رہین گے تاکہ ہم پر بخوبی روشن رہے کہ اس عرصہ مین معلمِ اخلاق کسقدر محنت کرتا ہے اور خود پرور کتنی ترقی پاتا ہے اس مین دو فائدے ہین اوّل یہہ کہ اتالیق کو خود کوشش و توجہ کا خیال رہے دوم شہزادے کو بدرجہ اتم مشقت گوارا کرے اور ممتحن کے روبرو سرخروئی و نیکنامی کے حاصل کرنے کا شوق زیادہ ہو وزیرِ اعظم نے اون شرطون کو برضا و رغبت و طیبِ خاطر منظور کیا اور زبانِ حقائق بیان سے گویا ہوا

مؤلف

یا الٰہی رہے تا سلسلۂ لوح و قلم — یا الٰہی رہے تا واسطۂ ارض و سما
یا الٰہی رہے تا مرکزِ ماہ و خورشید — یا الٰہی رہے تا دایرۂ صبح و مسا
یا الٰہی رہے تا گلشنِ ہستی مین بہار — یا الٰہی رہے تا عطر فشانِ بادِ صبا
یا الٰہی رہے تا ابر مین آبِ رحمت — یا الٰہی رہے تا جنبشِ موجِ دریا
روزِ نو روز ہو ہر روز فزون تجھے — لیلۃ القدر ہو شب تیری بر ایت سوا
شان و شوکت ہو تری غاشیہ بر داری مین — فتح و نصرت رہے ہمراہ رکابِ والا
لیلیٔ بختِ رسا کا رہے مجنونِ اقبال — اور دولت در دولت کی کنیز ادنیٰ

حضرت سلامت حضرتِ انسان کے خیالات اور نفسِ ناطقہ کی استعداد اور عقل و شعور کے مختلف حالات اور علوم و فنون کی صنعتون کا جداگانہ بیان بیانکی قوت سے باہر ہے اصل ہستی یعنی روح انسانی جسکو حکما اپنی اصطلاح مین نفسِ ناطقہ کہتے ہین عجیب شے ہے کبھی حالتِ سرکشی مین پایا جاتا ہے کبھی صفوت و ملایمت مین کبھی اطمینان حاصل کر لیتا ہے اور کبھی اوسکے سبب سے دلمین مختلف ارادے ظہور پاتے ہین کبھی خبث و جوش پیدا کر لیتے ہے کبھی جوہر لطیفِ ایمانی

قطعه

آدمی زادہ طرفہ معجونیست — از فرشتہ سرشتہ و ز حیوان
گر کند میل این شود کم ازین — ور کند قصدِ آن شود بہ از آن

نفس کے تابع کرنیسے راحت حاصل ہوتی ہے نہ آدمی خوف کا غلام رہتا ہے نہ امید کا الو بنتا ہے نہ حسد سے جلتا ہے نہ غصے سے بھڑکتا ہے غم اوسکو نہین دبا سکتا محنت اوسکو نہین گلا سکتی دنیا مین ہنگامہ ہوا کرے وہ چپ چاپ سیدھا چلا جاتا ہے آفتاب جیسے مشرق سے نکلکر مغرب کی راہ لی نہ مطلع کی صفائی سے غرض نہ ابر کی تاریکی سے خطر جسوقت قوائے اسفل قوائے اعلےٰ پر

محیط ہوجاتے ہیں انسان کمینہ اور ذلیل بنجاتا ہے اور خیال کہ جس سے جذبے کی تولید ہوتی ہے اگر نفس ناطقہ کے تخت کو غصب کرلیتا ہے تو خلل اور بدانتظامی جو بدعملی کا نتیجہ ہے تمام ملک میں پہیل جاتی ہے عقل بمنزلۂ آفتاب ہے اوسکی روشنی مستقیم یکسان اور دائم ہے اور خیال شہاب سے مشابہ ہے جو چمکتا ہے اور قائم نہین چلتا مگر بقاعدے پروردگار نے انسان کو قوت عقلیہ ایسی عنایت فرمائی ہے جس کے ذریعہ سے اپنی حقیقت اور دوسرونکی کیفیت بخوبی دریافت کرسکتا ہے اس لحاظ سے اوسکو چاہئے کہ دنیا کے عجیب و غریب کارخانون کو نظر غور سے دیکھے اور ماہیت اور فوائد اور نتیجون کو دریافت کرے بیہودہ خیالات مین مصروف نہو بلکہ ہمیشہ اپنے دلمین یہہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خداوند تعالے نے ہمکو ایک ذی عقل و ذی شعور بنایا ہے اور پھر یہہ بات فرض ہے کہ اپنی قوتون سے ہمیشہ اونکے خاص خاص کام لیتے رہین چونکہ ہم باتمیز مخلوق ہین اسوجہ سے ہمکو اپنی اوقات عزیز حیوانات بے تمیز کیطرح بسر نہین کرنی چاہئے

فرد

آدمی زادہ اگر بے ادب است انسان نیست ۔ فرق در جنس بنی آدم و حیوان ادب است

انسان کی حالت اور حیوانات کی یہی ہے کہ عقل سلیم اسواسطے عطا کیگئی کہ خیالات فاسدہ سے محفوظ رہے اور ہوا و ہوس کے برخلاف عقل صالح نہایت عمدہ نصیحت کرنیوالی ہے ہمیشہ نیک باتون اور نیک کامون کی ہدایت کرتی ہے پس ہمین یہہ بات دریافت کرنی بہت ضرور ہے کہ ہم دنیا مین کس مقصد کیواسطے پیدا ہوئے اور دنیا سے کیا تعلق رکھتے ہین اور عقبی مین ہماری کیا حالت ہوگی

نظم

نہ شاہم نہ مخدوم نہ حاکم نہ گردون ۔ نہ لفظم نہ مضمون چہ عنقستم من
اگر نامم چیست این شور ہستی ۔ وگر ناقلیم از چہ فانیستم من
نوائے ندارم نفس می شمارم ۔ اگر ساز عہدتا ہم چیستم من

ہر درجے کے آدمی کو علم حاصل کرنا فرض عظیم ہے بغیر اسکے اپنی زندگی کی حفاظت اور آسایش کا بندوبست نہین کرسکتا ہر شخص کو انسان کے طور و طریق اور دستورون اور عقل کی ترقی سے واقف ہونا اور خاص اپنے علم و دانش کو ترقی دینی چاہئے جو بڑے بڑے آدمی اگلے زمانون اور تمام ملکون مین ہوگئے وہ ہمارے واسطے نہایت عمدہ نمونے ہین ہمکو بھی اون طریقے کی پیروی ضرور ہے جسکے ذریعے سے اونہون نے بڑی بڑی عزتین حاصل کین دنیا مین صرف دولت اور لیاقت اور نیکنامی ہماری پیدایش کا خاص ثمرہ نہین ہے بلکہ عقل کی دولت اور لیاقت اور علمی استعداد کے مقابلہ مین وہ محض بے اصل ہے جو لوگ نہایت عالم و دانا ہوگئے اور اونہون نے

جو باتین اپنے علم وعقل کے زور سے ہین لیکن وہ اونکی فضیلت کی نہایت عمدہ یادگار ہین جو مشکل اور مصیبت اونکو پیش آئی اپنی عقل کی قوت سے اوسکو مغلوب کیا سقراط حکیم کا قول ہے کہ جسطرح لڑائی کے وقت لوہا سونیسے زیادہ کام آتا ہے اوسیطرح عقل ہر وقت اور ہر حالت مین سونیسے زیادہ کام آتی ہے قدیم ہوشمندون نے ہماری طبیعتون مین علوم وفنون کے شوق کا تخم بویا اور فقط اس زمین کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے پر اکتفا نکر کے آسمان اور ستارون کیطرف بھی اپنی توجہ مائل کی اور وہ علم ہیأت ایجاد کیا جسکے ذریعے سے ہم اجرام علوی کی حرکت دریافت کر سکتے ہین بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین جنکو بالکل ترقی کی خواہش نہین بلکہ وہ عقلی لیاقتون سے محروم ہوتے ہین اور خود بھی یہہ خیال کرتے ہین کہ ہم کسی قسم کی قوت عقلیہ نہین رکھتے زمانہ بہت جلد گذرتا جاتا ہے اور دنیا مین ترقی روز افزون ہوتی جاتی ہے زمانہ حال مین بھی بہت سی ترقیان ظہور مین آئین اور آیندہ بھی نئی نئی باتین دریافت ہونگی امید ہے وقت ایک حال پر قائم نہین ہمیشہ پلٹتا رہتا ہے وقت سے تمام چیزونکا اندازہ کیا جاتا ہے لیکن وقت کا اندازہ کسی چیز سے نہین ہوسکتا وقت سے تمام باتونکا حال معلوم ہوجاتا ہے مگر وقت کا حال کسی پر نہین کہلتا کسینے آجتک اسکی ابتدا پائی اور نہ اسکی انتہا کسیکے خیال مین آئی عقل اسکے آگے چلتی ہے قابو اسکے ساتھہ رہتا ہے افسوس اسکے پیچھے ہوتا ہے جسنے اسکو دوست بنایا سب دشمنون سے محفوظ ہوگیا جسنے دشمن بنایا وہ اپنے دوستون سے بھی ناامید رہا اکثر آدمی ہم مین سے اپنے اپنے خیالات کے بموجب آسودہ ہونا چاہتے ہین اور وہ جانتے ہین کہ ہم اپنی عقل کے زور سے مراد پر پہونچ جائینگے لیکن انجام کار بجز ناامیدی وتکلیف کے کچھہ نصیب نہین ہوتا دنیوی شان وعظمت کی بے ثباتی کے صدہا ثبوت ہم کو تواریخ سے معلوم ہوتے ہین یعنے ابتداے آفرینش سے ہزارہا سلطنتونکو عروج وزوال ہوا اور کوئی بادشاہ ہمیشہ اپنی سلطنت کو قائم نرکھہ سکیگا شاہ نپولین کا قول ہے کہ مین نے تمام کوششون مین کامیابی حاصل کی مگر اب موت کا وقت سر پر آیا مین نہایت استقلال سے باواز بلند یہہ بات کہتا ہون کہ مین برہنہ ہی آیا تہا اور برہنہ ہی جاتا ہون شعر مؤلف ؎ روندگان عدم کا نشان نہین ملتا ؞ خبر نہین کہ گیا آتے ہی حباب کہان ؞ لیکن ہر ایک آدمی چاہتا ہے کہ مین جیتا رہون زبان سے کوئی نہین کہتا اور اپنی اس آرزو کے چھپانیکو ہزار ہزار باتین بناتا ہے لیکن ہمارے نزدیک وہی آدمی خوش ہے کہ جسکو کچھہ بھی کام کرنا باقی نرہا ہو اور جو موت کے واسطے ایک بھی بہانہ نہین رکھتا ہر روز مرنیکے لئے تیار ہے قطعہ دیکھئے اس چار حد مین کیا حساب زندگی ؞ چند روزہ ہے فروغ آفتاب زندگی ؞ جوانی چار دن کی چاندنی ہے تخیلات کا جادو بڑہاپے مین اوتر جائیگا اور عیش کی پریان بھی جدا کرنا چھوڑ دینگی شعر عہد شباب خوب ہوا جو گذر گیا ؞

اک جن چڑہا ہوا تہا کہ سر سے اوتر گیا ✿ اس زندگی مین ہم مسافرون کے مانند ہین اور دنیا مثل بیابان کے اور اوسکی تمام شان وشوکت بمنزلہ سراب کے ہے ✿ مصرعہ ✿ جو چمکتا ہے وہ سونا ہی نہین ہوتا ہے ✿ ✿ ہم لوگ اندہون کیطرح آنکہین بند کرلیتے ہین اور بیساختہ منہہ کہولکر سیراب ہونیکی امید پر دوڑتے ہین مگر کچہہ حاصل نہین ہوتا ✿ بیت ✿ جہان ہست مانند ہیچ سراب ✿ از وتشنہ دل کے شود کامیاب ✿ کوئی چیز خاص کسیکے واسطے نہین بلکہ تمام چیزین ہر ایک آدمی کے لئے پیدا ہوئی ہین ہر انسان کو اخلاقی خیالات اور عقلی قوتین عطا کیگئی ہین پس جو شخص اپنے دلکی تہذیب کریگا اوسی کو ثمرۂ نیک حاصل ہوگا

مؤلف

نظم آتا ہے جو سفید و سیاہ — بر سر کار سب کو پایا ہے
جو کہ ہے خوب و زشت دنیا مین — کام کے واسطے بنایا ہے

حقیقت مین وہ شخص نہایت ہی بدقسمت ہے جو عمدہ صفات اور بہتر قوتون کو اچہی طرح کام مین نہین لاتا ہمکو یہہ لازم نہین کہ اپنی ہمت پست کردین جبتک کہ کبہی کسی شے کیواسطے کوشش نکرین پس کیونکہ ہم اوسکو حاصل کرسکتے ہین

فرد

گر وقت ہی وہی تہی تو بنایا تہا جام سے — انسان بناکے کیون مری مٹی خراب کی

یہہ بہی اوستاد کا ایک قول ہے کہ اگر ارادہ ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور پیدا ہوجاتا ہے اگر ہم کسی کام کیواسطے کوشش کرین تو وہ ضرور پورا ہوجائیگا محنت کا ثمرہ ضرور حاصل ہوتا ہے اور ہم اس دنیا مین صرف اپنی ہی ترقی کیواسطے نہین بلکہ اونخصوص کے فائدہ رسانی کے لئے بہی آئے ہین

فرد

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو — ورنہ طاعت کے لئے کچہہ کم نہ تہے کروبیان

سعدی کی بلاغت اور بیان کی مختلف صورتون سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ کی برائی اور بہلائی دیکہنے کیواسطے پچہلا زمانہ اوسکے مقابلے مین رکہنا چاہئے کیونکہ تمیز اصلی ہمیشہ نسبت سے تعلق رکہتی ہے آیندہ کا حال کسیکو معلوم نہین نفس ناطقہ زمانہ حال مین بہت کم مصروف رہتا ہے ماضی کا خیال اور آیندہ کی فکر ہی مین اسکی اوقات گذرتی ہے ہمارے جذبون مین سے خوشی اور غم محبت اور نفرت امید اور خوف خوشی اور غم ماضی سے تعلق رکہتے ہین خوف اور امید استقبال کے سطح مین اب محبت اور نفرت باقی رہی اگرچہ زمانہ حال مین شامل ہین مگر انکو بہی ماضی مین داخل کرنا چاہئے کیونکہ باعث نتیجے سے پہلے ہوتا ہے جوکہ اس زمانہ کی صورت ہے وہ ماضی کا نتیجہ ہے پس خواہ مخواہ لازم آیا کہ خواہ ہم

عیش میں ہوں یا مصیبت میں انکے بواعث ضرور دریافت کرنے چاہئیں تاریخ کا وہ حصہ بہت
سودمند وکار آمد ہے جسمیں یہہ بیان ہو کہ نفس ناطقہ کی ترقی کسطرح ہوئی انسان کی عقل کیونکر
بتدریج بڑہتی گئی کس سبب سے ایک علم دوسرے کے بعد آتا رہا اور کس صورت میں علم اور خیال نے جوش نفس ناطقہ کی
روشنی اور سیاہی سے اپنے لئے کہاں سے کسطرح علم غارت ہوگیا کیونکر فنون نے پہر زور کیا اور کون
کون سے انقلاب عقل کے عالم میں ہوئے اگرچہ یورش اور لڑائی کے حال سے واقف ہونا بادشاہ کو ضروری ہے
تو علوم و فنون سے ناواقف رہنا بہی مناسب نہیں اگر انتظام کرنیکے لئے ریاست ہے تو ترقی کرنیکے واسطے
فہم و فراست بہی سوبہہ سے کہئے اور کرکے دکہانے میں بڑا فرق ہے نمونہ ہمیشہ نصیحت سے زیادہ کارگر
ہوتا ہے سپاہی لڑائیوں میں بنتا ہے اور مصور تصویروں کی نقل کہینچ کہینچ کر استاد ہوجاتا ہے اس
صورت میں طریقہ حیات جو فقط تصور سے غرض رکہتا ہے اور طریقوں کی نسبت قدر رہیگا کیونکہ بڑے
بڑے ہوکے تو ہمیشہ ہر ایک کے دیکہنے میں نہیں آتے مگر جسے فنون کا شوق ہے وہ ہمیشہ دیکہہ سکتا ہے کہ
فن کی بدولت کیا کیا ہوا اور کس درجہ تک پہونچا کیونکہ صناع کی صنعت امتحان دینے کو ہر جگہ موجود ہے
جب کسی کے دیکہنے سے آنکہہ یا قوت متخیلہ پر اثر پیدا ہوتا ہے تو نفس فعل خود بباعث ظہور کو آشکار کر دیتا ہے
اہتمام سے تصور کا اصل کام شروع ہوتا ہے ہم نئے نئے صور علمیہ سے اپنے علم کی افزایش کرتے ہیں اور
شاید وہ فن پہر نکل آتا ہے جو انسان کے نزدیک غارت ہو چکا تہا خیر اور کچھہ نہیں تو اپنے وقت کو
پہلے زمانہ سے ملانے میں ترقی دیکہہ کر خوش ہوتے ہیں یا تنزل دیکہکر غمگین جو ذرا غور کیا جاتے
تو اس تنزل کا نظر آجانا ہی ترقی کی بسم اللہ ہے جو چیز دنیا میں آئی ہے اوسکو ہردم اپنے قدردانکی
تلاش ہے اور شہرت کی جستجو جس شے کا قدردان پیدا نہوا اوسکا وجود و عدم برابر ہے اور جسکی شہرت
مشتہر نہو وہ بحکم آنکہ کالمعدوم ہے زاویہ عدم میں مستتر انسان جسکی طلب میں سرگرم رہتا ہے
وہ شے بہی خود اوسکی طلب میں ہمہ تن مصروف ہوتی ہے دریا اسی جستجو میں پہاڑوں سے ٹکراتا ہے
اور جوش وخروش اظہار کرتا ہے کہ کاش کوئی غواص پیدا ہو اور میرے موتیوں کو جوہریوں تک
پہنچائے یاقوت اسی لئے جگر خون ہے اور الماس نے اسواسطے کنی کہائی ہے کہ اس قید تنگی سے
رہائی دینے والا مشکل میسر آتا ہے چاہ کے دل میں یہی چاہ سمائی ہے کہ کوئی تشنہ لب چاہ وارد ہوکر
تشنگی رفع کرے آئینے کو اسی سبب سے حیرانی ہے کہ کسی صورت آشنا سے کیمصورت روشناسی نصیب ہو
علم اسی تلاش میں ہے کہ کوئی قدردان مجہہ سے فیض پائے ہنر اسی فکر میں ہے کہ کوئی اہل جوہر
میرے دم سے فائدہ اوٹہائے ٭ فرد ٭ کرتا ہے کشش دونوں طرف جذبہ الفت ہو تو جسکی طلب میں ہے

وہ ہے تیری طلب مین ॥ اوس شخص کے برابر دنیا مین کوئی نادان اور جاہل نہین جو یہہ سمجھکر کوشش علم سے محروم رہے کہ علم میری قسمت مین نہین محنت وہ چیز ہے کہ محال کو ممکن کردیتی ہے اور مشکل کو آسان بے محنت توکچھہ بہی حاصل نہین ہوتا اور محنت سے سب کچھہ ملجاتا ہے ॥ فرد ॥ بھر کار کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد ॥ حکایت حکیم ارسطاطالیس نے جب علم نجوم حاصل کرلیا تو ایکروز یہہ خیال آیا کہ وہ کونسا علم ہے جو میری قسمت مین نہو فورًا زائچہ کھینچکر دیکھا معلوم ہوا کہ علم طلسمات مقدر مین نہین لکھا ہے نہایت افسوس کیا اور سب کام پر اسکو مقدم جانکر تحصیل طلسمات مین ہمہ تن مصروف ہوا تہوڑے ہی دنون مین وہ کمال پیدا کیا کہ اپنے ہمجنسون پر سبقت اور فوقیت لیگیا اوس حکیم کا قول ہے کہ جو چیز انسان کی قسمت مین نہین وہ بیشک محنت وکوشش اور سعی وتردد اور جستجو وتگاپو سے میسر آسکتی ہے کسی کا یہہ شعر محنت کی شان مین صادق آتا ہے ॥ شعر ॥ مشکل بتوجہ تو آسان ॥ آسان بتغافل تو مشکل ॥ نہایت تعجب کی بات ہے کہ اکثر رئیس اور صاحب ملک تحصیل علم پر مطلق توجہ نہین کرتے صرف سیر وشکار اور ناچ تماشے مین اپنی اوقات ضایع کرتے ہین اسکا اصلی سبب یہہ ہے کہ ان رئیسون کے یہانکے بندہ اور کار مدار اور مختار اور وزیر اور دیوان اور اہلکار وغیرہ ہرگز نہین چاہتے کہ رئیس وامیر کچھہ بہی پڑہنا سیکہین اور ذرا بہی عقل وہوش سنبہالین جانتے ہین کہ اگر رئیس کو لکہنا پڑہنا آجائیگا اور تہوڑی بہت عقل پیدا ہوگی تو وہ ہمارے قابو مین کیون رہیگا پہر یہہ لوٹ کے مال کدہر سے ہاتہہ لگینگے اگر کبہی کوئی رئیس بر تقدیر کسیکی صلاح ومشورت سے حکم دیتا ہے کہ ولیعہد کے پڑہانے اور لکہانے کیلئے ایک آدمی مقرر کرنا چاہیے تو یہانکے منشی عرض کرتے ہین کہ حضور ابہی صاحبزادہ بلند اقبال کی عمر کیا ہے یہہ تو اونکے کہانے پینے اور کہیلنے کے دن ہین مختار کار عرض کرتا ہے کہ ابہی خرچ بڑہانا مناسب نہین ان دنون خزانہ مین روپیہ بہت کم ہے کوئی پرانا مصاحب کہتا ہے کہ آگے کیا کچھہ بڑے حضور نے بہی پڑہا تہا کوئی خیر خواہ بیان کرتا ہے کہ خداوند اگر آپ لوگ خود پڑہنے لکہنے کی تکلیف گوارا فرماوینگے پہر ہم لوگ کس کام آوینگے حاصل یہہ ہے کہ سب تو اپنی اپنی بولیان بول کر بات اوڑا دیتے ہین اور اس بیچارے لڑکے کا پڑہنا لکہنا مفت مٹی مین ملجاتا ہے کار پرداز مزے اوڑاتے ہین ॥

فرد

لکہہ کر ہمارا نام زمین پر مٹا دیا ॥ اونکا تو کہیل خاک مین ہمکو ملا دیا

انسان کو یاد رکہنا چاہئے کہ چہوٹی عمر تحصیل علم کے لئے ایک بہت اچہا زمانہ ہے اسمین قوائے عقلی وجسمی سب صحیح ہوتے ہین پس اگر اس عمر مین ہم علم تحصیل کرین تو یہہ امید کرسکتے ہین کہ ایک وقت مین اپنی محنت اور علم کے ثمرے سے مستفید ہوسکین گے برخلاف اسکے اگر ایام خردسالی کو لہو ولعب مین ضایع کرکے

جوانی میں علم حاصل کرنا چاہیں تو فی الواقع اوس دہقان سے مشابہ ہیں جو فصل پر یہ بات یاد کرتا ہے کہ
سینے تخم ریزی کا وقت ضائع کیا ہے اور جبکہ اور لوگ فصل کاٹ کر ذخیرہ جمع کرتے ہیں اوسوقت وہ بیج
بونے جاتا ہے شاید کہ اوسکے کھیت میں کچھہ سبزی نمایان ہو اور کچھہ عرصے کے لیئے ناج بھرنے بھی لگے
لیکن افسوس ہے کہ پکجانے سے پہلے ہی سردی کا موسم نمودار ہوجاتا ہے پالا اور سرد ہوا اوسکو خراب اور برباد
کرڈالتی ہے ایسا ہی حال اوس شخص کا ہے جو چھوٹی عمر میں خواب غفلت میں بیہوش رہا اور جوانی میں علم
سیکھنا شروع کرتا ہے لیکن پیشتر اسکے کہ اوسکو علم میں اسقدر سرمایہ حاصل ہوجائے جس سے وہ مزا لینے لگے اوسکا
سر سفید ہوجاتا ہے بصارت گھٹ جاتی ہے حافظہ جاتا رہتا ہے اور قبر میں پاؤن لٹکا دیتا ہے ؎ فرد ؎
آئینگے وقت تم تو کہین کے کہین رہے ؎ اب آئے تم تو فائدہ جب ہم نہیں رہے ؎ اگر جوانی میں بھی علم کیطرف توجہ
کرنیکا موقع نہ ملا ہو تو اپنے ہمعصرون میں جنہون نے خردسالی کو علم کی طلب میں صرف کیا ہے ہمیشہ ندامت اور
شرمندگی اوٹھانی پڑیگی جو آدمی کہ جاہل اور ناخواندون پر بزرگی حاصل کرنی چاہے اوسکو لازم ہے کہ نیک
تربیت کے حاصل کرنے میں کوشش کرے استعداد اور عقل و شعور تحصیل کتب اور عالمون اور فاضلون اور حکیمون
اور عاقلون کے فیضان صحبت سے حاصل ہوتا ہے جو ان باتون سے محروم ہیں وہ جاہل رہجاتے ہیں کسیکو تربیت
اچھی ملتی ہے اور کسیکو بالکل نہیں ہوتی اس باعث سے انسانون میں اختلاف ہوجاتا ہے چنانچہ ایک آدمی
منشی ہے اور ایک چپراسی پس ان میں ایک تربیت یافتہ ہے اور دوسرا ناتربیت یافتہ مگر اصل میں دونون
وہی ایک انسان ہیں اسلیئے ممکن ہے کہ ہزارون گنوار اور دیہاتی ایسے گذرے ہون کہ اونکو خدا نے اوسقدر
عقل بخشی ہو جیسی حکیم ارسطو کو حاصل تھی اب کوئی پوچھے کیون ارسطو تو نامی حکیم ہوا اور وہ ناقص مذکور
جہالت ہی میں مرگئے کہ اونکا نام و نشان بھی باقی نہیں اسکا جواب صرف یہہ ہے کہ ارسطو نے تربیت
پائی تھی اور انہون نے نہیں پائی ارسطو نے حکمائے گذشتہ کی کتب و تصنیفات کو ملاحظہ کیا اور ان
گنوارون نے کاشتکاری میں عمر گذاری اور اوسی حالت میں مرگئے اگر ارسطو کے مانند تحصیل کتب وغیرہ پر اونکو
قابو ملتا تو شاید وہ گنوار ارسطو سے بھی سبقت لیجاتے کسی نے سچ کہا ہے کہ گنوارون اور غریبون کے
ذہن و عقل سے کون آگاہ ہوتا ہے وہ مانند اون جواہرات کے ہیں جو سمندر میں پڑے ہیں اور نگاہ انسان سے
پوشیدہ یا مانند اون خوشبودار پھولون کے جو دشت و دق میں شگفتہ ہیں وہان کسی کا گذر نہیں ہے

مؤلف

کب عزیزون سے تربیت پائی ۔ کیا ہو معلوم اونکی دانائی
دشت و صحرا میں کون ہوتا ہے ۔ [illegible] تماشائی

اہلِ یونان تربیت کے فوائد سے آگاہ تھے وہ اپنے بچون کو تربیت کرنے مین ہمیشہ کوشش کرتے رہے چنانچہ بادشاہِ فیلقوس نے اپنے فرزند سلطان سکندر رومی کی تربیت کیواسطے ارسطو کو مقرر کیا اور جیسی تربیت سکندر نے اس حکیم اعظم سے پائی سب پر بخوبی روشن ہے محتاج بیان نہین حکایت ہندوستان مین شہاب الدین شاہجہان بادشاہ نہایت بیدار مغز و دانا اور شجاعت شعار و توانا گذرا ہے ایک روز سعد اللہ خان وزیر نے کہ ہندوستان کے وزیرون مین اسطرحکا صاحب علم و فضل اور ذی استعداد ابو الفضل و فیضی کی ہم پلہ نہین کہتے دوسرا کوئی وزیر نہین گذرا ہے شاہجہان سے تذکرہ کیا کہ اگرچہ ولیعہدی کا منصب فرزند اکبر کے لیئے مناسب ہے مگر آپکے خیال مین اسکی لیاقت کونسا شہزادہ رکہتا ہے بادشاہ [illegible] فرمایا کہ اسکا جواب کل دونگا بعد اس گفت و شنید کے سعد اللہ خان اپنے گہر گیا اوس بادشاہ نے اپنے ایک معتمد کو ہر ایک شہزادے کا عندیہ لینے بہیجا وہ پہلے شہزادہ داراشکوہ کی خدمت مین گیا بعد ادائے آداب بادشاہ کے ملتمس ہوا کہ فی الحال غلہ گران ہے یا ارزان شہزادے نے کہا یہہ حال کسی بقال سے پوچہو پہر گذارش کی کہ ان دنون کسقدر فوج یہان حاضر ہے جواب دیا بخشی فوج سے تفتیش کرو بعد ازان استفسار کیا کہ بہلا ارکین دولت اور خوانین سلطنت سے کون کون امیر اعلیٰ زیادہ تر خیرخواہ و جان نثار اور ترقی طلب ہین فرمایا کہ یہہ حقیقت جاسوسون سے دریافت کرنی چاہیئے پہر عرض کی کہ تمہاری قلمرو مین اور دوسرے ملکون مین کون کون عامل اور صوبہ عادل اور دوسرے بادشاہون کی قلمرو کا کیا کیا حال ہین ارشاد کیا کہ یہہ واقعات وقائع نگار اور خفیہ نویسون سے پوچہنا چاہیئے بعد اس گفتگو کے وہ معتمد شہزادہ دوم سلطان شجاع کے پاس گیا اوسکو بہی اسیطرح آزمایا اس امر مین کہرا نپایا پہر شہزادہ سوم صاحب رائے و اہل تدبیر شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت مین گیا اور غلہ کا نرخ پوچہا اوسنے ہر قسم کے اناج بلکہ ہر ایک طرح کی جنس کا بہاو بیان کیا سپاہ کی تعداد بہی بتائی کہ اسقدر فوج فی الحال یہان ہے اور فلانے فلانے امیر ہمارے ترقی خواہ جان نثار اور اپنی فوج پرگنون اور دوسرے ملکون مین اور فلانے شخص نمک حرام و نابکار ہین فلانے ملک کا صوبہ ہمارا مطیع و فرمانبردار اور رعیت پرور و عادل ہے اور فلانا بدسیرت و ناقابل ایران کے بادشاہ کی اور اس ملک کی کیفیت یہہ ہے توران کی یہہ حقیقت فرنگستان کا یہہ احوال ہے اور روم و روس کا یہہ قال و مقال فرستادہ شاہ اوس سے بہت راضی ہوا پہر شہزادہ چہارم محمد مراد کے حضور مین گیا اور اوس سے بہی وہی سوالات کیئے اوسنے شہزادہ اکبر داراشکوہ اور شہزادہ دوم شاہ شجاع کے موافق جواب دیئے معتمد کو ہو بہو انکا نقشہ نظر آیا اس تحقیقات کے بعد اعلیٰ حضرت یعنی شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین جا کر سب حال کہہ سنایا

جب سعد اللہ خان وزیر آیا تو شاہنشاہ نے سب شہزادون کا عندیہ جو امتحان سے معلوم کر لیا تھا جتا یا اور کہا کہ مین دارا شکوہ کو بہت چاہتا ہون مگر شاہنشاہ حقیقی اورنگ زیب کو زیب اورنگ کیا چاہتا ہے اسی سے تو اوسکو جہانبانی کی کاردانی عطا کی ہے سعد اللہ خان نے عرض کی کہ اس مین شک نہین عالمگیر عالم گیر ہوگا ناظرین پر روشن ہے کہ ایسا ہی ہوا اس بات سے ظاہر ہے کہ بیدار مغزی و کاردانی اور ضرب حصول دولت و یاوری بخت کی نشانی ہے اس سے برعکس سست مزاجی و راحت طلبی اور غفلت شعاری بیدولتی و نحوست کی علامت پس بیدار مغزی و کاردانی بے تحصیل علوم و اکتساب فنون حاصل نہین ہوتی اسلئے افراد بشر پر واجب و لازم ہے کہ اولاد کی تعلیم سے غافل نرہین فرزند کا جاہل ہونا والدین کی بے تمیزی پر دلیل ہے بلکہ بادشاہ پر تو فرض عین ہے کہ شہزادگان والاشان کی تربیت کیواسطے مہذب اخلاق اور معلم اور اتالیق اور خوشنویس اور ہر علم و ہنر کے اوستاد کامل مقرر فرمائے اگر اتفاقات روزگار سے کوئی شخص باین ہمہ صفت موصوف ہاتھہ آجائے تو مغتنم شمار کرین اور بخت یاور و طالع بیدار کے مشکور ہون جب نوبت کلام اس مقام تک پہونچی شعور سخن رس نے دفتر تقریر تہ کیا بعد اوسکے عرض کی کہ خلاصہ اس بیان کا اور نتیجہ اس گفتگو کا یہی ہے کہ سر حد قاف مین ایک پہاڑ ہے موسوم بہ کوہ نور افشان اوسپر ایک مرد خدا تارک دنیا عالم باعمل خلوتگاہ ریاضت مین گوشہ گزین ہے عقل نے اوسکے ضمیر نورانی سے تجلی حاصل کی اور علم نے اوسکے ذہن مستقیم سے فیضان کمال پایا تدبیر اوسکی وابستہ احکام ہے اور تقدیر تابع فرمان اگر عقول معض نکات آیات علوی ہین تو اوسکے عالم محسوسات مین اور دقائق رموز امہات سفلی ہین تو اوسکے زیر اقدام غرض علم نے اوسکے عمل سے رواج پایا اور عمل نے اوسکے علم سے نام پیدا کیا اوس موبد ہوشیار کا نام فرزانہ روزگار ہے جان نثار کو اوس سے ایکطرح کی نسبت اتحاد حاصل ہے اور یہہ نسبت بعینہ ایسی ہی کہ ذرے کو آفتاب سے یا قطرے کو دریا سے نہین نہین بلکہ اصل تو یہہ ہے کہ جو نسبت نار کو نور کے ساتھہ ہے یا ظلمت کو روشنی سے اگرچہ تمام عالم میری نظر سے گذر چکا ہے بڑے بڑے عالمون اور کامل کامل حکیمون سے لیاقت علمی اور استعداد فلسفی کی ماہیت دریافت کر چکا ہون مگر بمصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ شہزادہ خورد و بزرگ کی تعلیم و تربیت اور تہذیب اخلاق کیواسطے ایسا کامل شخص بغیر اس جوہر فرد کے دستیاب ہونا ازل سے ابد تک غیر ممکن ہے اب مین حضور کی خدمت سے مرخص ہوتا ہون آج شبکو فرزانہ روزگار سے نیاز حاصل کرکے علی الصباح دربار شاہی مین ہمراہ لیکر قدمبوسی حاصل کرتا ہون

اگرچہ اوس کا تشریف لانا کسیطرح ممکن نہین مگر اس عقیدتمند کی رضاجوئی و دلدہی
بھی حال تدنظر ہے یہہ کہکر شعورِ سخن رس نے عقلِ مجسم سے رخصت طلب کی دربار برخاست ہوا

مطلع

قاف سے بھی دور اک ملکِ سلیمان اور ہے
ہم ہین دیوانے جہان کے وہ پریشان اور ہے

سیاحِ جہان یعنے وہمِ ذہنِ رسا اسطرح گذارش گر مدعا ہے کہ شعورِ سخن رس دربار شاہی مین ہمیشہ
بصورتِ انسان حاضر رہا کرتا تہا اوس روز جبکہ عقلِ مجسم سے شرفِ رخصت حاصل کرکے فرودگاہ مین
تشریف لایا لباسِ بشری جسم سے علیحدہ کیا اور صورتِ اصلی اختیار کرکے چشم زدن مین ایک نوری شکل جن
بنگیا خلعتِ جناتی بدن پر سجا دو شہپر بازوؤن پر پیدا کیئے اور یکبارگی بسوئے کوہِ قاف سرگرم پرواز ہوا

مؤلف

وہ اوڑنے مین مرغِ نظر بن گیا ؛ وہ چلنے مین بادِ سحر بن گیا
کبھی گرم جولان ہوا مثلِ برق ؛ کبھی موج بنکے تیز تر بن گیا

الغرض ایک ساعت مین کوہِ نورافشان پر جا پہونچا فرزانہ روزگار سے ملاقات حاصل کی اشتیاقِ جانبین
خیریتِ طرفین کی گفتگو ہونے لگی فرزانہ روزگار نے کہا کہ اے سراپا شعور ہماری ان مین تشریف لانے کا
اتفاق ہوا غنیمت ہے کہ بہ سو نہین ہمارا خیال تو آیا فرد ؛ پس از دو دل برآن سروقامت بر فراز آمدہ
قیامت آمد اما بعد چندین انتظار آمد ؛ شعورِ سخن رس نے کہا حضرت یہہ کیا ارشاد فرماتے ہین مؤلف
وہ اور ہوتے ہین اپنے دل سے جو دوستونکو بہلاتے ہین ؛ رہین ہم تیرے نہ اوقات اگرچہ گھر مین خدا کے نہین
آپ پر بخوبی واضح و آشکار ہے کہ امورِ سلطنت جس شخص کے دم سے وابستہ ہون اوسکے لیئے فرصت ممکن
نہین ہرچند دلِ نیازمند سوزشِ فراق سے داغ تہا مگر کوئی صورت ایسی نظر نہ آئی تہی جسکے ذریعے سے
یہانتک رسائی ہوسکتی مؤلف ؛ نہ آیا مین تو بس اسیر نہ آنیکا یہہ باعث تہا ؛ کہ فرصت کاروبارِ سلطنت سے غیر ممکن ہے
فرزانہ روزگار نے جواب دیا فرد ؛ زہے طالع و ہیچ رام تو باد ؛ بسے پر بشارت مقام تو باد ؛
ای شعورِ سخن رس واہ کیا کہنا ہے ایسی عمدہ بات کہی کہ دل تسکین ہوگئی یعنے امورات سلطنت سے تمکو
ایکدم کی فرصت نہ ملی اگر ملتی تو ضرور آجتک کبھی یا تشریف لائے ہوتے اسلیئے اب وعائے ترقی مدارج مین ہی
سہی فرصت ہی ہاتہ سے جاتی ہے قطعہ ؛ روزِ وصلِ دوستداران یاد باد ؛ یاد باد آن روزگاران یاد باد
گرچہ یاران فارغ اند از یادِ من ؛ از من ایشان را ہزاران یاد باد ؛ شعورِ سخن رس نے عرض کی حضرت آپ تو

بالکل بنانے لگے اس گفتگو سے میرا یہہ مطلب تہا کہ اپنے منصب وزارت کا افتخار منظور ہو بلکہ عدیم الفرصتی کا اظہار مدنظر تہا فرزانہ روزگار نے کہا واہ جناب آپ تو خود سمجہتے ہین اور الزام ہمارے سر ہی اوس تقریر سے اور ہی کچہہ مطلب تہا سنیے مین چاہتا ہون کہ کبہی کبہی آپ اسیطرح تشریف ارزانی فرمایا کرین تو میرے حال پر کمال نوازش ہے ✢ بیت ✢ اسطرف ہی نہین لازم ہے لگا ہے گا ہے ✢ دم بدم لحظہ بلحظہ نہین گاہے گاہے ✢ اور آپ اوسکو اوطرف کیون نہ احتمال فرماتین ماشاء اللہ وزیر اعظم ہو چشم بد دور عقل بہت تیز ہو گئی ہے

مولف

کہتے ہین زمانے مین گر عقل و شعور اسکو	رہنے دو نہین ہم تو دیوانے ہی اچہے ہین

شعور سخن رس نے کہا جناب رات دن کے بکہیڑون سے دم بہر فرصت نہین لوگون کو عقل تقسیم کرتے کرتے خرچ ہو گئی ہوش و حواس کہانتک ٹہکانے رہین مین نے اپنی جان دیوانون مین ڈالدی ہے اور اس شعر پر عمل کر لیا ✢ شعر ✢ دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند ✢ آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش ✢ فرزانہ روزگار نے کہا کہ میرا بہی یہی حال ہے اس عالم تنہائی مین ہر دم وحشت و جنون مونس و ہمدم ہے مگر اس دیوانگی مین بہی ایک عجیب کیفیت دیکہنے مین آئی ✢ فرد ✢ گویند مردمان غم دیوانہ می خورند ✢ دیوانہ ہم شدیم و غم ما کسے نخورد ✢ آخر کار انتہا کے درجے پر دیوانہ بکار خویش ہوشیار بنکر یارون سے بہی صلاح کرتا اور دمبدم مضمون اس بیت کا ادا کرتا ✢ شعر ✢ قیس جنگل مین اکیلا ہے مجہے جانے دو ✢ خوب گذریگی جو مل بیٹہین گے دیوانے دو ✢ مگر الحمد للہ کہ آج غنچہ دعا خانہ اجابت سے رنگین ہوا جو تقدیر کی تدبیر سے پہر ہم تم باہم ہوے اور ہنگام فراق ایام وصال سے بدل گیا ✢ فرد ✢ بزبان خوشدلی دریاب دریاب ✢ کہ دائم در صدف گوہر نباشد ✢ یہہ کہہ کر اپنی جگہ سے اوٹہ کہڑا ہوا اور شعور سخن رس سے دل کہول کر بغلگیر ہوا پہر اپنے برابر بٹہا لیا اور کہا کہ اے یار غمگسار اس عدیم الفرصتی مین یہانتک قدم رنجہ کرنیکی فرصت کیونکر دستیاب ہوئی ایسے نصیب کہان کہ صرف بامید ملاقات بے غرض تشریف لانیکی غرض ہو بلکہ کچہہ نہ کچہہ مطلب چہیڑنے کا بہی مطلب ضرور شامل ہوگا ✢ مولف ✢ آئے ہین آپ میری ملاقات کے لیئے ✢ بہیجا ہے یا کسی نے کسی بات کے لیئے ✢ وزیر نے کہا کہ میرا حاضر ہونا دونون باتون پر دلالت کرتا ہے وجہ اول مصرعہ اول سے متعلق ہے اور وجہ ثانی مصرعہ ثانی سے حضرت مین نے وہ تدبیر نکالی ہے جسکو تیر بہدف کہتے ہین یعنی کبہی نہ مین آپسے دور رہون اور نہ آپ مجہسے جدا رہین ہمیشہ کے لیئے ایکہی طور پر ملاقات کا سلسلہ جاری ہوا اور یہہ نیازمند ہر روز نیاز حاصل کرتا ہے ✢ شعر ✢ نقیضین ہٹانے دیجے نرخ سے شب وصال ✢ وہ پیچ کیجیے کہ نہ روئے سحر کہلے ✢ فرزانہ روزگار نے کہا

اے شعورِ سراپا شعور تیری تقریر سے مترشح ہوتا ہے کہ میری گوشہ نشینی میں حرج واقع ہوا یا صحت میں فرق آیا

فرد

دیدہ ام در عالم صحبت ہائے رنگین صد کتاب | کردہ ام یک مصرعہ تنہا نشینی انتخاب

اگرچہ ہنوز تیری زبان سے کوئی ایسی بات نہین نکلی جسکے سبب سے اصلِ مدعا پر عقل و فہم کارگر ہو مگر دل گواہی دیتا ہے کہ کوئی تازہ واردات سر پر آنیوالی ہے سو لطف یہ ہے کہ تمنے تو خبر کوئی سنائی نہین ایسی پھر کیون یہہ دھڑکتا ہے دلِ زار ہمارا ۔ قوتِ واہمہ کو ترقی ہے منجملہ جوش پر آتا جاتا ہے اور متفکرہ دست و گریبان شعورِ سخن رس نے جواب دیا کہ اے فرزانۂ ذی فرہنگ آجکے دن بزمِ شاہی مین شہزادۂ خردپرور کے باب مین گفتگو ہوئی اگرچہ ہر شخص نے رائے معقول دی مگر عقلِ مجسم نے میری تجویز پسند کی اور حضرت کو طلب فرمایا مین نے بھی اقرار کر لیا ہے کہ صبحدم ہم دونون موجود ہونگے اب حضرت کی کیا مرضی ہے میری دانست مین تشریف لیچلنا ایک نہایت عمدہ بات ہے

قطعہ

هر جا که رود غنچه پر گرد و | چون ترک وطن کند خردمند
گوهر چو ز کان خود برون شد | قیمت بودش زیاده صد چند
چون شیره زنیشکر بر آید | در جوش فتاده لیک شد قند

فرزانۂ روزگار نے کہا دیکھو مین اول ہی سمجھ گیا تھا کہ مجھے کسی بلا مین پھنسانا تشریف لانیکا باعث ہے اے شعورِ سخن رس میرا اس شعر پر عمل ہے شعر اگر شہرت ہوس داری اسیرِ دامِ عزلت شو ۔ که در پرواز دارد گوشہ گیری نامِ عنقا را ۔ لیکن تو نے مجھے دام مین الجھانیکی خاصی ترکیب نکالی ہے تیری ہی ہمت ہے کہ مین اسکو جنجال کے جالمین پھنسالون مگر استغفر اللہ فرد عنقا شکارِ کس نشود دام باز چین ۔ کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را ۔ شعورِ سخن رس نے کہا کہ اے روشن ضمیر یکایک کسی قدردان کا پیدا ہو جانا بھی ایک امرِ اتفاقی ہی بار بار جوہر شناس نصیب نہین ہوتا فرد صدف چرا نکند سینہ چاک اے صاحب درین زمانہ کہ گوہر شناس کمیاب است ۔ فرزانۂ روزگار نے کہا کہ مینے روزگار اور اہلِ روزگار سے اسواسطے کنارہ اختیار کیا ہے اول تو بمطلب قدردانی محال اور بالفرض کسی دوسرے نے قدر بھی جانی تو کیا فائدہ انسان وہی ہے کہ اپنی قدر آپ پہچانے دوسرے کی قدردانی کا محتاج نرہے پس من آنم کہ من دانم

فرد

هیچ عزت نبود مردم هر جائی را | هیچ آفت نرسد گوشۂ تنهائی را

شعور سخن رس نے جواب دیا کہ حضرت جمعیت خاطر را ہر چند تنہائی کند کامل عیار ٭ صحبت یاران یکدل کیمیاے دیگر است ۔ اگر وطن میں ہر شخص عزیز ہو جاتا تو یوسف کیوں آغوش پدر سے زندان میں آتا گوہر جب تک خلوت کدہ صدف میں گوشہ گزین رہتا ہے ہرگز اہل نظر کے روبرو قیمت نہیں پاتا

فرد

قدر مردم کے فزاید تا بود اندر وطن ۔ در صدف قیمت نباشد گوہر ارزندہ را

فرزانہ روزگار نے کہا کہ یاران یکدل اس زمانہ میں کہاں پیدا ہیں شاید آپ نے یہ شعر نہیں سنا ٭ شعر ٭ تنہا نشین و صحبت دیو احتیاط کن ۔ ہم کار ابلیس درگہ آدمی نماید ۔ اور آپ جو یوسف کی مثال دیتے ہیں تو سن لیجیے

رباعی

حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر ۔ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد ۔ میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

قطرہ آب گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے تب گوہر بنتا ہے جس دم صدف سے باہر نکلا جگر میں پیکان جواہر تراش سے سوراخ ہوتا ہے آبرو میں فرق آنا شروع ہو جاتا ہے ٭ مصرعہ ٭ تو در صدف تا ہست گوہر ایمن از رہزن محفوظ ہست ٭ اور سچ ہے تو مقتدا کی گوشہ نشینی بھی پسندیدہ نہیں اگرچہ نفوذ نظر خلایق سے مخفی ہے مگر شہرت کا کیا علاج دیکھیے مرزا غالب اس مضمون کو کس خوبی سے ادا کرتے ہیں ٭

نظم

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو ۔ ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زبان کوئی نہ ہو
بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے ۔ کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسبان کوئی نہ ہو
پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار ۔ اور اگر مر جائیے تو نوحہ خوان کوئی نہ ہو

شعور سخن رس نے کہا حضرت میں کچھ نصیحت سننے کو نہیں آیا ہوں نہ کچھ بحث کا ارادہ ہے اور نہ برابری کا دعوے مرزا بیدل کیا خوب کہتے ہیں قول ریاضت سے صفائی باطن حاصل ہوتی ہے تا ایستادی اعتدال اور ضعف قواے جسمانی پر غالب آتا ہے با فراط کمال مدعا اکتساب ریاضت سے مواد فاسدہ کو اصلاح دینا ہے نہ اجزاے صالح کو فاسد بنانا اور زنگار آئینہ طبیعت سے ہوتا ہے نہ آئینہ کو شوق صیقل سے فرسودہ کرنا* غرضکہ اعتدال سب چیزوں سے بہتر ہے آپ اتنی مدت گوشہ وحدت میں رہے اب تھوڑے دنوں عالم کثرت کی سیر کیجیے ان دونوں سے ایک مزاج معتدل پیدا ہو جائے گا اور حقیقتاً ہی صحیح المزاج آدمیوں کی جماعت میں تصور کیے جائیں گے

پھر تو وہی مثل ہے کہ مثل مرگِ انبوہ جشنے دارد ۔ آپ کچھ دنیا سے نرالے نہیں ہیں جو سبکا حال ہوگا
وہی آپکا بھی فرزانۂ روزگار نے کہا کہ فرطِ ریاضت سے بدرجۂ کمال میں ضعیف و نحیف ہوگیا ہوں اور آپکے
قوائے جسمی آمیزشِ خلق کے سبب سے درجۂ اعتدال پر ہیں میں کسطرح اس بارِ گران کا متحمل نہیں ہو سکتا
اور آپ تو وزیر ہیں بلکہ وزیرِ اعظم لغاتِ عرب میں وزیر حمّال کو کہتے ہیں چونکہ بارِ ریاست وزیر کے سر پر
ہوتا ہے اسیواسطے اوسکو وزیر کہا کرتے ہیں آپسے یہہ بوجھہ اوٹھہ سکتا ہے اور ایسا ویسا تو دب مریگا
ابھی جیسی مرزا عبد القادر بیدل کا آپ حوالہ دیچکے ہیں اوسکا مقولہ ہے شعر فلک تکلیفِ طاعت گر کند
فالِ حماقت زن ۔ کہ غیر از گاو نتواند کشیدن بارِ دنیا را ۔ اوسنے کہا جناب میں ان باتوں سے برا نہیں مانتا
بلکہ اپنی سعادت کا وسیلہ سمجھتا ہوں مگر وہی اسد اللہ خان غالب کہ حضرت کو جسکا کلام پسند آیا ہے اور مثال
میں چند شعر فرما چکے ہیں ملازمتِ شاہ کو اپنا فخر تصور کرتا ہے اور اپنی سرگذشت کے پردے میں حضرت کو
بھی حضورِ شاہی میں تشریف لیجانے کی رغبت دلاتا ہے اور بآوازِ بلند پکار پکار کر سناتا ہے فرد ہوا ہے
شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا ۔ ورنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے ۔ اور وہی پھر اسی مضمون کے ضمن میں
دوسری دفعہ اظہار کرتا ہے فرد غالب وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دعا ۔ وہ دن گئے کہ کہتے تھے نوکر نہیں ہوں میں
پھر ہم مرشد شاعروں کے کہنے پر نہ جاؤ اور مضمون کے قول کا اعتبار نہ کرو وہ فرشتوں کیطرح باتیں کرتے ہیں گر آدمیوں کی
طرح رہتے ہیں تقریر کو تو بہت گنجائش ہے جب ہمارا آپکا رہنا ایک جگہہ ہوگا ہر روز گفتگو کر لیا کرینگے
اب رات بہت کم ہے کوئی دم میں صبح کے آثار نمودار ہوتے ہیں بادشاہ سلامت کو آپکے اشتیاق میں تمام
رات نیند نہ آئی ہوگی اور نہایت انتظار ہوگا کہ صبح کب طلوع ہو اور میں فرزانۂ روزگار سے کسوقت ملاقات
کروں آپ اگر چلنے میں انکار فرمائینگے تو اودہر بادشاہ شکستہ خاطر ہوگا اودہر مجھے مونہہ دکھانیکی جگہہ
نرہیگی وہ تو مجھکو جھوٹا سمجھیگا اور میں آپکو دل شکن قرار دونگا پھر تدارک مشکل ہے ۔ فرد
گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود ۔ دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ ۔ فرزانۂ روزگار نے کہا واہ جناب جب
دیکھا کہ تقریر سے کام نہیں نکلتا تو اب دہمکانا شروع کیا بس چلو تم نے ڈرا لیا اور ہم ڈر گئے ۔ شعر
برگزر ہان کہ از تو دل آزردہ نیستوم ۔ جنگِ مرا چو صلح تو ہیچ اعتبار نیست ۔ آپ مجھے دل شکن قرار دیں
تو مضائقہ نہیں اگر کج اخلاق و سخن پرور فرمائیں تو گوارا ہے مگر یہہ بات منظور نہیں کہ بادشاہوں کی
نظر میں ذلیل ہو اگرچہ میری نظر میں ذلیل بھی ہو جائے تو کچھہ اندیشہ نہ تھا کہ میں خود ذلیلِ جہان ہوں
لیکن بادشاہ جھوٹا سمجھے گا یہہ بڑا غضب ہے اسے شعور سخن رس میری باتیں ذرا فرق نہ سمجھنا اور
یقین کرنا کہ اگر قطبِ فلک اپنے مقام سے حرکت کرے مجھے جنبش ممکن نہ تھی اور جو محیطِ عالم حوادثات

سماوی سے تنزل ہوتا ہین مثل مرکز اپنے موقع سے نہ سرکتا لیکن چونکہ تیری خاطر ایسی عزیز ہے کہ اپنے حق مین کثرت کو وحدت اور گمنامی کو شہرت تصور کرتا ہون اور تیرے ہمراہ چلنے پر رضامند ہوتا ہون بیت ✤ از وطن یارے نیاید دامن سندباد برون ✤ آدم مانند دست از آستین تنہا برون ✤ شعور سخن رس نے کہا بسم اللہ تشریف لیچلیے یہہ کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا کہ حضرت میری گردن پر سوار ہوجائین اور اپنی آنکھین بند کرلین ✤ فرد ✤ گر بر سر و چشم من نشینی ✤ نازت بکشم کہ نازنینی ✤ الغرض ایک ساعت مین کوہ نورافشان سے شہر دانش آباد مین آ پہونچے جسدم فرزانہ روزگار نے آنکہہ کہولی دیکہا کہ فرودگاہ وزیر اعظم پیش نظر ہے آسمان کی طرف رخ کیا اور کہا مولف ✤ عدم سے عالم ہستی مین لائی وحشت دل ✤ یہان آگئے ہم خانمان خراب کہان ✤ شعور سخن رس نے پیکر انسانی اختیار کیا رخصت سلام ہوکر طلوع آفتاب کا منتظر ہوا اتنے مین ظہور نور سحر کا نور ظہور نظر آیا اسوقت شعور سخن رس افق مشرق کیطرف متوجہ ہوکر یہہ قطعہ زبان پر لایا

مولف

کشورم از آفتاب علم شد بیت الشرف	ملک باہرگز ندارد احتیاج آفتاب
گرچہ تاج آسمان ہست آفتاب آسمان	آفتاب دانش آباد ہست تاج آفتاب

جسوقت مہر منیر نے جمال جہان افروز کے شعاع نور سے ساحت گیتی کو منور کیا اہل عالم اپنے اپنے کاروبار مین مشغول ہوئے بادشاہ نے دربار آراستہ کیا اور سریر سلطنت پر جلوس فرمایا وزیر فرزانہ روزگار کی ملاقات کا امیدوار ہوا

مولف

زاہد کیون سرنگون ہے گوشۂ مسجد مین تو	اوٹھہ بہار سا تہہ چل بیت الصنم کی سیر کر
عالم وحدت جو ہستی ہے تو ہستی ہی سہی	کچہہ دنون کثرت مین آ ملک عدم کی سیر کر

علی الصباح فرزانہ روزگار دربار شاہی مین شعور سخن رس کے ہمراہ تشریف لائے عقل مجسم نے لب فرش استقبال کیا بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور فرمایا کہ کل کے روز دستورالاعظم کی زبانی حضرت کی توصیف شرافت اور فضل و کمال کی تعریف سنکر دلمین نہایت اشتیاق ملاقات پیدا ہوا اسی سبب تصدیعہ پرداز کی نوبت پہونچی اور آپکو تکلیف فرمانا لازم پڑا شعر للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✤ آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید ✤ فرزانہ روزگار نے کہا اشعار ✤ ہست ہو رہین عالم مین تو کیا ہین ہی نہین ہم ✤ القصہ درپے ہو ہمارے کہ نہین ہم ✤ عنقا سر و برگیم مپرس از فقر ما ہیچ ✤ عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ ✤ اے شہریار عالیوقار علم کا گہر بہت دور ہے ہر کس و ناکس کی گذر اس کوچے مین سخت دشوار ہے مین صورت مثال مین تقریر کی وہ تشبیہ کہینچتا ہون کہ بادشاہ پر سبب حقیقت آئینہ ہوجائے نفس ناطقہ انسانی ایک بحر اعظم ہے اور عقل دریا عمیق علم کشتی ہے

عمل ملاح کوشش بادِ موافق ہے غفلت ہوائے مخالف نادانی گردابِ فنا ہے شیطان طوفان ہے فرد
ناخدا در کشتی اگر نباشد گو مباش + ناخدا داریم مارا ناخدا در کار نیست + اگر بے سفینۂ علم و ناخدائے عمل اس
بحرِ زخار سے کسینے عبور کا ارادہ کیا اور بازوے لاف و گزاف سے شناوری کا بھی دم مارا مگر نہنگِ
جہل سے جانبری نصیب ہونی محال ہے شعر نہ محقق بود نہ دانشمند + چار پائے برو کتابے چند + محقق اور
مقلد مین بڑا فرق ہے تقلید رہزنِ تحقیق ہے اور تحقیق رہبرِ منزلِ مقصود مقلد بیان مین سیکڑون دلیلین
لاتا ہے مگر کسی مین جان نہین پائی جاتی اسلئے کہ مرتبۂ تحقیق کو نہین پہونچا ہے طائرِ عقل جب بلند پروازی
کرے مگر مرغِ تقلید پستی مین ٹھونگین مارتا ہے فرد با مرغ ہوا مرغ سرا گر پرد + بیش از سر دیوار
نخواہد بودن + سخن فہمی کے لیئے فکرِ عمیق درکار ہے اور طبعِ دقیق لازم طبیعتِ ناقص کو کمال حاصل ہونا
محال ہے ہلالِ ابرو سو برس مین بدرِ کامل نہو سکیگا اور طفلِ اشک ہزار قرن مین بھی پیری کو نہ پہونچیگا
جسکو علمِ فیضِ حقیقی تماشاے کائنات کا سبقِ عجائبات تعلیم کرتا ہے وہ شخص جس نقطہ پر نگاہ ڈالتا ہے اپنے
دبستانِ تکمیل کو دیکھ لیتا ہے اور جس حرف پر کان لگاتا ہے اپنی رسائی کے معنے فہم مین آتے ہین
طبیعتِ خداداد کو پر لگتے ہین ایک کتاب کے اسرار منکشف ہوتے ہین اور ہر نقطے سے ایک دفتر کے رموز و انکشاف

فرد

ہوش اگر باشد کتاب و نسخہ درکار نیست | چشم وا کردن زمین تا آسمان فہمیدن است

جو بات کہ نسخۂ دل سے سمجھے گا اگر ایک نقطہ ہی طوفان مثلِ مردمک اوسکو جاے سے بیجا نہین کر سکتا اور
جو خارج سے جمع کریگا اگرچہ ایک فن ہو مگر چشم زدن مین صفحۂ مژگان کے مانند برہم ہو جائیگا تکمیل ہر فن متعذر و دشوار ہے

قطعہ

مرد خردمند ہنر پیشہ را | عمر دو بایست درین روزگار
تا بہ یکی تجربہ آموختے | با دگرے تجربہ بردے بکار

ایک عمر چاہیئے کہ انسان کسی علم یا فن مین دستگاہ کامل حاصل کرے اشعار

روزہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل | شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش | زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ماہ ہا باید کہ تا یک قطرہ آب اندر رحم | صفدرے خیزد ز میدان یا عروسے در چمن
سالہا باید کہ تا یک کودکے از لطفِ طبع | عالمے دانا شود یا شاعرے شیرین سخن
قرنہا باید کہ تا یک سنگِ خارا ز آفتاب | لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

لیکن ہمت و حوصلہ اور قوت و امکان کے موافق علوم متنوعہ سے کچھہ کچھہ بہرہ حاصل کرنا اور نتائج
ہنر سے بھی آگاہ ہونا لازم بلکہ واجب بلکہ فرض عین ہے حق سبحانہ تعالی نے انسان کے لیے چار قسم کی
چیزین پیدا کین اول وہ کہ عقل اوس سے راضی ہو اور نفس بیزار جیسے فقر و افلاس کہ نفس ان چیزون سے
نفرت رکھتا ہے اور عقل ان سے رضامند کسواسطے کہ بخوبی یہہ بات معلوم ہے کہ دنیا کی سب لذتین اور
آسائشین ناپائدار ہین اور عقل بے ثبات چیزون کے ہونے پر قانع و صابر ہوتی ہے دوم وہ کہ نفس
اوس سے راضی ہو اور عقل ناراض مانند لذات نفسانی اور شہوات جسمانی کے سوم وہ کہ عقل اور نفس دونون
اوس سے راضی ہون وہ علم ہے چہارم وہ کہ نہ عقل اوس سے راضی ہو نہ نفس وہ جہل ہے اسواسطے اگر
عالم کو جاہل کہین تو وہ تنگدل ہوتا ہے باوجودیکہ سراسر غلط جانتا ہے اسیطرح اگر جاہل کو عالم کہتے ہین
تو وہ خوش ہوتا ہے اور دلمین خوب سمجھتا ہے کہ لوگ جھوٹ کہتے ہین اسکا سبب یہی ہے کہ دانائی
فضائل صفات سے ہے اور نادانی رذائل اوصاف سے پس نسبت نادانی سے نفس و عقل دونون
رنجیدہ ہوتے ہین اور نسبت دانائی سے خوش علاوہ ازین علم کی فضیلت مین دلائل عقلی و نقلی بکثرت ہین
بادشاہ خیال فرمائے کہ ہر چیز کی فضیلت کمال سے ہوتی ہے چنانچہ فضیلت چشم جب ہے کہ قوت باصرہ
بدرجہ کامل ہو اور فضیلت گوش جب ہے کہ قوت سامعہ قوی علی ہذا القیاس دوسری اشیا کو خیال
کرنا چاہیے جسوقت یہہ مقدمہ دریافت ہو چکا تو اب معلوم کرنا ضرور ہے کہ وجود انسانی دو جوہر سے
مرکب ہے ایک روح دوسرے جسم کمال جسم کا جب ہے کہ اوسمین روح موجود ہو اور کمال روح کا جب ہے کہ اوسمین
علم و حکمت موجود ہون درصورتیکہ علم کو ہر فن پر شرف اور فضیلت حصول ہے پس صاحب علم
بھی ہر اہل فن پر خواہی نخواہی شرف امتیاز زیادہ رکھتا ہے اس سبب سے خردمندان روشن ضمیر پر
واجب و لازم ہے کہ ایام طفلی مین اطفال خردسال کو ناز و نعم سے باز رکھین کہ یہہ زمانہ اونکی تعلیم و
تربیت کا ہے ہر ناز و نعمت رو بزوال ہے شاید کہ انجام بخیر نہو مگر یہہ دولت ہمیشہ بے زوال ہے
اور صلاحیت افعال و تہذیب اخلاق مین کوشش بلیغ فرمائین کیونکہ اگر علم حاصل ہوا و صفات
نکوہیدہ ویسے ہی باقی رہین تو علم سے کچھہ فائدہ متصور نہین بلکہ علم بے ادب زیادہ گمراہی کا سبب ہے
مخفی نرہے کہ پدرون کو فرزندون پر اور مادرون کو دخترون کے حق مین اس سے زیادہ کوئی
درجہ مہر و شفقت نہین ہے کہ عہد طفولیت سے شکنجہ تاکید مین کھینچین اور ایک موقع کے ساتھہ
کبھی نرمی و ملائمت سے کام لین اور کبھی زجر و توبیخ مین مشغول ہون کہ اونکی طبیعت خوگر
اخلاق حمیدہ ہو اور متصف بصفات پسندیدہ فرد درشتی و نرمی بہم در بہ است * چو رگزن کہ جراح و مرہم نہ است

شرائط اوستاد

اگر لڑکپن ہی زمانہ سے نیک اخلاق طبیعت مین قایم ہوتے ہین تو تمام عمر اوسکے قیام کو زوال نہین ہوتا بلکہ جتنی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے اوسیقدر نتیجہ نیک بھی بڑہتے جاتے ہین اور معاذ اللہ اگر اخلاق نکوہیدہ واعمال ناپسندیدہ طبیعت مین جاگزین ہوتے ہین تو اونکا دفع کرنا تا دم زندگی متعذر ہے * بیت * خوے بد در طبیعتے کہ نشست * نرود جز بوقت مرگ از دست * اگرچہ ابجد خوانون کیواسطے اوستاد کم استعداد بھی کفایت کرتا ہے مگر اوسمین دو قباحتین لازم آتی ہین **ایک** تو یہہ کہ اوستاد قاعدہ تعلیم سے خود واقف نہین ہوتا اسلیے طالبعلم کو فایدہ کم ہوتا ہے اور ناقص عادتین اونکی درست نہین ہوتین **دوسرے** یہہ کہ جب ایک مدت اسیطرح گذر جاتی ہے اوسکے شمائل وخصائل نامرضیہ اطفال کے طبائع مین متمکن ہوجاتے ہین اور غرض تربیت سے یہی ہے کہ افعال رذیلہ برطرف اور خصائل جمیلہ طبیعت مین مستقیم ہون لیکن اسصورت مین برعکس نتیجہ پیدا ہوتا ہے اوستاد ذی علم صاحب استعداد نیک شمائل فرخندہ خصائل شریف القوم فخر خاندان والا تبار عالی دودمان ہو اور قواعد تعلیم ودستور تربیت سے خوب واقف وآگاہ ہو اسے شہریار نامدار معلم کیواسطے چند شرائط ضروری ہین **اول** شاگرد کو لطف وملایمت سے نصیحت مناسب ہے اگر متاثر نہو تہدید وتشنیع نمائی ضرور ہے یہہ بھی تاثیر نہ بخشے تو زد وضرب کہ بقدر حال ہو اور حد اعتدال سے نگذرے دریغ نکرین کہ باوجود ہوان رنج کے اور ضرب بھی فائدہ نہ دے تو پتھر پر پیش نہ دے شور ستان ہرگز چمنستان نہو اور سنگ رخام لعل ویاقوت کی صفت پیدا نکرے **دوم** معنی اور مطلب اسطرح فہمایش کرنا چاہیے کہ حسب دلخواہ ذہن نشین ہوجاوے اگر ایکبار سمجھہ مین نہ آئے تو مکرر سہ کرر سمجھانا انسب واولی ہے **سوم** گوش ہوش سے سماعت کرین کہ عبارت فقرہ فقرہ درست اور صحیح ہو کوئی اضافت وغیرہ غلط نہونے پائے **چہارم** نظم ونثر مین اگر کوئی مضمون قصہ طلب آجاے تو وہ داستان تمام وکمال گوشگذار کرین کہ استعداد کو ترقی ہو **پنجم** سبق باندازہ ذہن ولیاقت پڑہانا مناسب ہے اور جو چیز قابل یاد کرلینے کے ہو جبتک زبانی یاد نہوجاوے ہرگز تازہ سبق ندین **ششم** ہمیشہ آموختے مین امتحان لیتے رہین اگر یاد ہے تحسین وآفرین کرین کہ دل خوش ہو اور شوق زیادہ بڑہے اور جو فراموش ہوگیا تو نفرین وملامت کرین کہ شرم وغیرت دامنگیر ہو اور دوبارہ یاد دلائین جبتک خوب حفظ نکرے فرصت ندین **ہفتم** مطلب اور مضمون طالبعلم سے دریافت کرین تاکہ وہ بیان کرے اگر مطلب درست ادا ہو مرحبا کہین اور نادرست ہو تو خود سمجھادین **ہشتم** صنائع وبدائع لفظی ومعنوی خوب ذہن نشین کرنے ضرور ہین اور اچھی طرح مطلب مع نظیر ومثال سمجھانا بہتر کہ دل پر نقش ہوجاوے **نہم** تندخوی اور ترشروی کی عادت نرکھین کہ وحشت اطفال کا باعث ہو اور نہ اسقدر حلیم وسلیم ہون کہ بالکل رعب جاتا رہے **دہم** تالیف قلوب کہ جسکے سبب خورد وبزرگ مبتدی کا دل علوم وفنون کیطرف راغب ومایل ہو اور محبت طبیعت کی

رغبت بڑہے تعلیم وتعلم کے باب مین تالیفِ قلوب ایک جزوِ اعظم ہے اور سُن لیجئے کہ شاگرد کیواسطے بہی کئی باتین لازم ہین اول جسوقت اوستاد کی خدمتمین حاضر ہو آداب وتسلیمات بجالاے دوم اپنے قرینے سے مؤدب بیٹھے اور کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہو دل کو خیال و اشغال سے خالی کرکے ہمہ تن مصروف رہے سوم جب اوستاد درس کے واسطے طلب فرماوے تو اوسکے سامنے جاکر سلام کرے اور دو زانو بیٹھے چہارم عبارت کو اوستاد کی تعلیم کے موافق اضافت اور ترکیب سے درست پڑہے جو مطلب سمجہہ مین آیا ہے بیان کرے اور ناخواندہ لفظونکے معنی اوستاد سے دریافت کرکے قلم ہوش سے صفحہ خاطر پر لکہے پنجم مطلب عبارت اور مراد مصنف خوب سمجہے جبتک دلخواہ سمجہہ مین نہ آئے دریافت کرتا رہے انکار نکرے اسلئے کہ جو فہم مین نہ آئے اوسکو نکرر سمجہنا عیب نہین اور مطلب نافہمیدہ چہوڑ دینا نہایت معیوب ہے ششم جب سبق سے فارغ ہو اوٹہکر تعظیم تمام سے اوستاد کو سلام کرے اور وہان سے اپنے مقام پر آبیٹھے ہفتم حفظ سبق مین مشغول ہو حافظہ پر اعتبار نکرے کہ جو ایک بار اوستاد سے سُن لیا ہے وہ بعینہ بے حفظ کیے ہوے اسطرح یاد رہجائیگا بلکہ جب تک معانی اور مطالب خوب ذہنشین ہون تکرار سبق سے زبان معطل نرہے ہشتم جب کوئی مضمون دوبارہ دریافت کرنا ہو تو جسوقت اوستاد کسی سے مخاطب نہو اوسوقت دریافت کرے کیکا سلسلۂ گفتگو قطع کرکے مخل و مشغول نہ ہے نہم اوستاد جتنا سبق پڑہاتے اوسی پر قناعت کرے زیادہ ہوس کا مناسب نہین اسواسطے کہ اوستاد کو استعداد کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے وہ لیاقت کے موافق محنت لیگا حکیم افلاطون کا قول ہے کہ لڑکا اوس بوتل کے مانند ہے جسکا دہانہ تنگ ہوتا ہے اگر اوس بوتل مین جلدی سے ایکبارگی پانی بہرنا چاہو تو ذرا سا اوسکے اندر جائیگا اور بہت سا باہر گریگا اور خراب ہوگا اگر پانی آہستہ آہستہ اوس بوتل مین ڈالو گے تو آسانی سے بہر جائیگا دہم تحصیل علم کیواسطے حتی المقدور کوشش کرنی چاہیئے چنانچہ راتون کو اپنے گہرون مین سبق یاد کرنا اور طبیعت کے زور سے مطالعے کا فائدہ اوٹہانا ترقی ذہن وافزائش استعداد کا وسیلہ گرامی ہے اور مطالعہ کا طریقہ یہہ ہے کہ ہر فقرے کو اول بنظر اجمال ابتدا سے انتہا تک اسطرح دیکہے کہ تمام معنی اوسکے آئینۂ ذہن مین منعکس اور لوحِ خاطر پر منقش ہوجائین پہر دوبارہ اوسپر دقیق نظر ڈالے اور غور کرے کہ اوسمین کہان کہان اعتراض وارد ہین اور قیدین واقع اور اونکا جواب کیا ہے بعدہ بار سوم خوب فکر باریک سے دیکہے کہ اوستاد نے اسمین کیا کیا مذاق اور باریکیان رکہی ہین اگر توجہ کی احتیاج نہین ہے تو اوسپر التفات نکرے اور جو عظیم الشان اعتراض یا خدشہ پیدا ہو تو دو چار بار متواتر غور و توقف مناسب ہے اگر کوئی مقام حل نہو تو اپنی جماعت کے ہمسرون اور ہم استعدادون سے مباحثہ لازم ہے پہر اوستاد سے سبق کے وقت استفسار ضرور ہے جب اول سے آخر تک مطالعہ کر چکے تو پہر

طریقہ مطالعہ

غور کرے کہ میرا ذہن صحت پر ہے یا خطا پر اور کاتب کا سہو ہے یا مصنف کی غلطی جب اس ترکیب سے بہی الفراغ
حاصل ہو تو دوبارہ اول سے آخر تک اوسی طریق سے کہ پہلے دیکہہ چکا ہے نظر کرے اگر نظر ثانی مین پہر
فہم کا قصور باقی رہے تو جبتک کہ فہم بخوبی کارگر ہو طبیعت پر زور دینا چاہئے اگر خاطر نے گوارا کر لیا تو بہتر
ورنہ اوستاد کی خدمت مین درس کے وقت شکوک رفع ہو جائین گے یہہ تو ظاہر ہے کہ تمام جہان کی کتابین
انسان سبق سبق کر کے پڑہ نہین سکتا اسواسطے چاہئے کہ اپنے مطالعہ کو چست کرے اور اوسکو ایسی
قوت دے کہ سب قسم کے مضمون خود نکال سکے اور مطالعہ مین **اول** ارادہ شرط ہے یعنی جسطرح ہو سکے یہہ
مطلب ہمین قطعی نکالنا ہے **دوم** یہہ کہ کس طرح سے مطلب حاصل ہوگا پہر اس کشمکش و پیچ مین نہ رہین اور
جہٹ پٹ ہر بات کا تصفیہ کر کے آزادانہ طور پر آپ سوچین اور آپ نکالین اور جو کچہہ سمجہہ مین آئے بیدہڑک
لکہین اور پڑہ کر استادین دوسرے کی صلاح و مشورت کے پابند نہ رہین اسمین دو قباحتین ہین **اول** تو دلکی
اومنگ رہجاتی ہے اور اوستاد کی روک ٹوک سے دل جہجک جاتا ہے **دوم** ہر بار کے بتانے سے طبیعت بہانا
ڈہونڈہنے لگتی ہے اور ذہن کا جوش و خروش تنزل پذیر ہو جاتا ہے اطفال خردسال کی مثال ایسی ہے
جیسے پیراک کہ مشک اور تونبے کے آسرے سے یا اوستاد کے ہاتہون کے سہارے سے تیرتا ہے جہان
سہارا چہوٹا پیراک ڈوبا اسلئے واجب ہے کہ طلبا کو حتی الامکان ایسی حالت نہ ڈالین کہ ہمارے سہارے کے
محتاج نہ رہین جب کوئی کتاب اونکے سامنے آئے تو اوستاد کے پاس لیکر نہ دوڑین کہ جو وہ بتائین گے
وہی مطلب ٹہیک ہوگا ہماری سمجہہ مین اوستاد کے نہ کب آسکتا ہے بلکہ اپنی استعداد و قابلیت پر
بہی کچہہ نہ کچہہ بہروسا رکہنا چاہئے ایک حکیم کہ علم زبان اور فن انشا مین بڑا صاحب کمال تہا وہ اپنی
ساری ترقی اور علم و فضل کا سبب فقط یہی لکہتا ہے کہ جس مضمون پر مینے قلم اوٹہایا سمجہہ لیا کہ پہاڑ
مضامین کے سامنے ہون تو مین کوہکن ہون اور قلم میرے ہاتہہ مین تیشہ فرہاد ہے وہ حکیم کہتا ہے کہ جب
ہمارے ہم جنس بہائیون سے پوچہا جاتا ہے کہ تمہاری تحصیل اتنی تہوڑی کیون رہگئی تو وہ فکر معاش اور
پریشانی خاطر وغیرہ مختلف قسم کے عذر پیش کیا کرتے ہین میری دانست مین انکو صرف اسقدر کہنا چاہئے
کہ استعداد کا کیا قصور ہے ہم آپ قصد و ہمت نہین کرتے ہم دیکہتے ہین کہ زمانہ حال مین تحصیل علم کیطرف سے
لوگ بے شوق تو نہین مگر شوق اونکا بلہوسون کی ہوس ہے کہ محنت سے جی چراتے ہین دیکہو علم و
ہنر کے جواہر گرانبہا کے لئے محنت بمنزلہ قیمت ہے اور بے ادائے قیمت جواہر ہاتہہ آنے محال خالی شوق سے
کیا ہوتا ہے محنت بہی تو کرین صدہا سال ہوئے کہ ایک حکیم نے اپنی کتاب مین لکہا ہے کہ آج کل کے
مطالعہ مین بیصبری و اضطراب ایک ایسا مرض ہے کہ عام ہو رہا ہے کتاب اوٹہاکر دیکہی اور رکہدی کہ

مشکل ہے سمجھہ مین نہین آتی مگر ہم کہتے ہین کہ یہہ مرض کہنہ گیا نہین ابتک موجود ہے کیونکہ شائع علم وہی سرمایہ قدیم ہے اور اوس تک پہونچنے کے لیے ہی شاہراہ وہی صبر و بے اضطرابی اب ہم سب یہی چاہتے ہین کہ کوئی ایسی ترکیب نکلے جس سے محنت نکرنی پڑے اور علم و ہنر مفت مال کیطرح ہاتہہ آجائے اسپر لطف یہہ ہے کہ بچون کیصورت حلب مین سے ایک تنکہ یا سمندر مین سے ایک قطرہ لیتے ہین اور اوسی پر اوچھلتے ہین اور جانتے ہین کہ ہم ترقی کر رہے ہین مگر یاد رکہین کہ حقیقت مین یہہ ترقی نہین بلکہ کہیل ہے بمنحت اضطرار یا بد نصیب بے صبری ایک جگہ کیا بلکہ قدم قدم پر خلل انداز ہوتی ہے بعضے لوگ تو اول ہی قدم ہمت ہار بیٹہتے ہین یا اگر ایک آدہ قدم آگے بڑہتے ہین تو علم کے اوپری اوپری شاخون پر ہاتہہ لپکاتے رہتے ہین اور اوسکے ثمر یعنی مغز مطلب تک پہونچنے کا قصد نہین کرتے چہ جائیکہ خود ایجاد و اختراع کی قوت حاصل ہو اگر ابتدا مین طبیعت پر جبر کیا جاے تو چندان مشکل نہین کام آسان ہے ذہن ہی کاوش و غور کا عادی ہو جاتا ہے مشکل تو یہہ ہے کہ علم کو شروع کرتے ہی اوسکے نفع اور نتیجے کا انتظار شروع کر دیتے ہین اور چاہتے ہین کہ نتایج و فوائد اوسکے ابہی مجسم ہون اور ابہی ہمارے سامنے آجائین ایسے جلد بازون کی مثال ایسی ہے جیسے بچون کے کہیلنے کی کیاریان کہ ابہی زمین مین بیج بویا ابہی ایک دم مین کریدنے لگے کہ کچہہ اوگا بہی یا نہین ایسا آدمی جو محنت کرتا ہے تو اسطرح اوسکو ضائع کر دیتا ہے پس شائقین کو لازم ہے کہ مطالعہ اور علم کے اکتساب مین غور و محنت اور سرگرمی و استقلال سے مصروف رہین اور اوسکے نتایج و فوائد کے لیے بہ صبر و تحمل انتظار کرین ایک دانا نے مطالعہ کے باب مین صبر و استقلال کا بہت کچہہ ذکر لکہا ہے اور بہتے ہوتے آخر کو کہا ہے کہ یہی ذہن ہے ہمین شک نہین کہ اعلے درجے کی ترقی باہستگی حاصل ہوتی ہے مگر کیا مبارک وقت ہوتا ہے جس وقت کوشش کرنیوالون کو نتیجہ ملتا ہے ایک طالبعلم اپنے مطالعہ مین یا کوئی مصنف اپنے غور و فکر مین ہوتے ہوتے جب ایک مطلب پا جاتا ہے تو اسقدر خوش ہوتا ہے کہ شاید سکندر ملک دارا کو بہی لیکر ایسا ہی خوش ہوا ہوگا

مؤلف

اے خوشا وقتِ ہمایون بنیاد ۔ وے خوشا ساعتِ فرخندہ نہاد
بر رہانیکہ در آئینۂ دل ۔ جلوہ پرداز شود عکسِ مراد
آب و رنگِ رخِ امکان گردد ۔ آبروے گہرِ استعداد
گوئیا دیدۂ بینا یابد ۔ کور چشمے کہ بود مادرزاد
ہمچو لیلی بکنارِ مجنون ۔ ہمچو شیرین بکنارِ فرہاد
ہمچو درویش کہ گردد سلطان ۔ ہمچو شاگرد کہ گردد استاد
ہمچو از وصلِ بتان شاد شود ۔ زار و دلخستہ نظامِ ناشاد

خلاصہ اس تقریر کا صرف چار باتین ہین اون مین سے دو معلم کیواسطے ضرور ہین اور دو متعلم کے لیے درکار
اوستاد خوش اخلاق و شفیق ہو تعلیم و تربیت کا عمدہ طریق ہو طاقت محنت بالاستعداد ہو تحصیل علم و فن مین کوشش زیادہ ہو

قطعہ

چارچیز است کہ در سنگ اگر جمع شود | لعل و یاقوت شود سنگ بدان خارائی
پاکی طینت و اصل گہر و استعداد | تربیت کردن مہر از فلک مینائی

حکماے قدیم تا بافلاطون الٰہی نکات علوم و حکمت زبانی تعلیم کرتے تھے اور بسبب ریاضت و توجہ باطن کے
انکا فیض شاگردون کو سینہ بسینہ پہونچتا تھا مگر ارسطو نے علم کو بذریعہ تحریر سکندر رومی کی خاطر سے یادگار چھوڑا اور
زبان یونانی مین بڑی بڑی کتابین اور عمدہ رسالے تصنیف کئے اسیواسطے اسکا لقب معلم اول ہے اور اوسکے
وقت سے حکماے مابعد مین ہمیشہ درس و تدریس کے ذریعے سے علوم نے رواج پایا یہہ علم حکمت ایک زمانہ دراز تک
یونانیون مین رہا پہر ابو نصر فارابی نے زبان یونانی سے اون کتابون اور رسالون کو زبان عربی مین ترجمہ کیا
اس سبب سے اوسکا لقب معلم ثانی قرار پایا اقسام علوم مین سے تحریر ایک بہت بڑا حصہ ہے اسلئے واسطے علم حاصل کرنا
ضرور ہے اور بغیر تحصیل علم اسکا جنون دشوار اگرچہ تحریر ایک فن ہے مگر علم سے متعلق ہو جانیکے باعث تمام فنون اور ہنروں
اسکو فوقیت مل گئی یہہ تحریر ایک بڑی کارآمد چیز ہے جسکے وسیلے سے ہم جو بات کہ زبان سے کرتے ہین اوسکو اپنی
اصطلاحی نشانیون سے دوسرے لوگونکو بہی سمجہا سکتے ہین اور اون نشانیونکے نام حروف ہین دنیا مین جسطور
زبانین مختلف ہین اوسیطرح حروف بہی علحدہ مروج ہین اور ہر زبان مین جداگانہ علوم و فنونکی کتابین بہی
اون ہی لوگونکے حروف مقررہ مین لکہی جاتی ہین بس تحریر ایک نہایت ہی عجیب چیز ہے جسکی بدولت ہم ہزارون
کوس کے فاصلے پر دوستون اور عزیزون سے گفتگو کرسکتے ہین اور جو کچہہ وہ کہنا چاہتے ہین ہمکو یہان خبر
ہو جاتی ہے اور جن لوگونکو انتقال کئے ہوئے ہزارون برس گذرے اونکے دلی خیالات بہی معلوم کرسکتے
ہین اسیواسطے پڑہے لکہے آدمی کی عقل ہزارون برس کے برابر گنی جاتی ہے اگرچہ پڑہنا اور سننے سے
اور لکہنا اور چیز مگر ہم اپنی دانست مین ان دونونکو لازم و ملزوم جانتے ہین اسلئے کہ پڑہنا دوسرے شخص کے
دل کا حال دریافت کرنا ہے اور لکہنا اپنے مدعا دلی کا اظہار بس جو شخص دوسرے کا حال سنے اور اپنا مطلب
ظاہر نکرسکے یا اپنی کہے اور دوسرونکی نہ سنے تو بیشک یہہ بات نقصان عقل پر دلیل واضح ہے عقل کامل
وہی شخص رکہتا ہے جسکو دونون مین کمال حاصل ہو اور جو عروج کمال پر پہونچگیا وہ گویا کہ اہل عالم کے حق مین محسن
و مرید گویا گون اور معدن فیوضات بے انتہا ہے اوسکی ہمنشینی و فیضان صحبت کا ثمرہ ہزار ہا طرح کے محاسن افعال و تہذیب اخلاق کا
نتیجہ رکہتا ہے اوضاع و اطوار اوسکے ایک عمدہ دستور العمل پند و حکمت اور سخن دلپسند اوسکا واسطے دل سخن پسند کے ایک دفتر وعظ و نصیحت

بیان تحریر

قطعہ

اگر با مردم دانا نشینی | بمعنی از ہمہ بالا نشینی
وگر نادان بود ہم صحبت تو | ہمان بہتر کہ خود تنہا نشینی

اور فی الحقیقت انسانکو مناسب ہے کہ جو شخص کسی باتمین اپنے سے زیادہ ہو اوسکی صحبت مین رہنا اپنی ترقی عقل کا ذریعۂ اعظم تصور کرے

فرد

زخود بہترے جو و فرصت شمار | کہ چون با خودے گم کنی روزگار

نہ کہ برخلاف اس کے انجمن جہلا مین شریک ہوکر نادانون کا شیوہ سیکھے اور اراذل مخلوقات مین شامل ہوجاے

قطعہ

منشین با بدان کہ صحبت بد | گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتاب ارچہ روشن است اورا | پارۂ ابر ناپدید کند

صحبت علما گل و ریاحین سے مشابہت رکہتی ہے کہ مغز جان اوسکی خوشبو سے معطر ہو اور ہم نشینی جہلا کو آتش سوزان سے مناسبت ہے کہ ہوش و حواس کو خس و خاشاک کیطرح جلا دیتی ہے یہ نہین کی کمی کرتی

قطعہ

صحبت با عالمان صحبت عطاران | گر نہ دہد عطر خویش لیک رسد بوی آن
صحبت با جاہلان صحبت آہنگران | گر نہ دہد نار خویش لیک رسد اخگران

جب دم فرزانۂ روزگار یہہ گفتگو تمام کر چکا عقل مجسم نے وزیر اعظم کی طرف مخاطب ہوکر بکمال خندہ پیشانی و شگفتہ روئی فرمایا کہ مین تہ دل سے تم دونون صاحبون کا شکریہ ادا کرتا ہون اور بصدق نیت ہمیشہ احسانمند رہونگا پہر شہزادۂ خرد پرور کو طلب کرکے فرزانۂ روزگار کے سپرد کیا اور یہہ شعر پڑہا

شعر

سپردم بتو مایۂ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را

سکونت اور تربیت کے واسطے ایک قصر عالیشان عنایت فرمایا
فرزانۂ روزگار شہزادۂ خرد پرور کو اپنے ہمراہ لیکر
مکان پر تشریف لیگئے دربار برخاست
ہوا

آغاز عقول عشرہ

باب اول موسوم بہ عقل دہم

مؤلف

شریک ہو کے بہم باغبان و گلچین نے — تباہ کیا مرے صیاد کو نشان میرا
پھنسا کے دام مین اور کر کے پابند قفس — اوٹھا دیا چمنستان سے آشیان میرا
سلام و شوق ملاقات ہمصفیرون کو — کہ اب تو خانۂ صیاد ہے مکان میرا
ہزار شکر کہ مجھ سے نصیب سے صیاد — ملا ہے طبع شناس و مزاجدان میرا
ذرا نسیم سحر گوش گل مین کہہ دینا — حضور کو بھی ہے لازم خیال ان میرا

غرضکہ یہ دونون اوس عمارت عالیشان مین پہونچے ہر طرح کا سامان ضروری ہر علم کی کتابین ہر باب کے صحیفے ہر مضمون کے رسالے ہر فن کے نسخے طاقون اور الماریون مین برابر چنے ہوئے نظر آئے جابجا تصویرین موقع سے لگی ہوئین اوپر ہر جنس کی حاضرین قلمدان بہت نفیس قلمتراش بہت تیز قینچیان بہت آبدار سیاہی بہت عمدہ کاغذ بہت صاف وصلیان بہت شفاف جغرافیہ و تواریخ کے واسطے کرۂ ارض اور تمام روے زمین کے نقشے موجود علم سیارات و نجوم کیواسطے اصطرلاب اور رصدین مہیا جرثقیل کیواسطے سب طرح کی کلین اور کمانیان تیار ریاضی و حساب وغیرہ کیواسطے پرکار و پیمانے اور ہر قسم کے آلات و اسباب مستعد ایکطرف نہایت تکلف کے ساتھہ ایک مسند فضیلت آراستہ اور متصل اوسکے ایک چوب تعلیم رکھی ہے فرزانۂ روزگار نے اوسپر جلوس فرمایا اور شہزادہ خردبروز کو روبرو بیٹھنے کی اجازت دی پھر مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ او میان صاحبزادے تم کچھ دودہ پیتے بچے نہین ہو کہ ہماری بات خیال مین نہ آے ذرا کان کھولکر خوب خوب سے سن لو کہ تمہارے والد بزرگوار نے خاص اسیواسطے مجھے طلب فرمایا ہے کہ تمہاری تعلیم و تربیت میرے سپرد کی جاے چنانچہ تمکو میرے حوالے کر چکے اب ہمہ وجوہ مجھے تمہارا اختیار ہے اور بادشاہ سلامت کو تمسے کچھ سروکار نہین پس آج سے اگر بغیر میری اجازت کے تمسے کوئی حرکت صادر ہوئی تو تم کو بہت سزا ملیگی اور جو میری مرضی کے موافق تم کام کرتے رہوگے تو مین تمسے رضامند رہونگا اور یاد رکہنا کہ جو لڑکا اشراف ہوتا ہے اوسکو ایکبار سمجھا دینا کفایت کرتا ہے اور جو کمینہ ہوتا ہے اور شرارت سے باز نہین آتا اوسپر ہمیشہ مار پیٹ ہوتی ہے اور بدن لہولہان ہوجاتا ہے ہڈی پسلی ٹوٹ جاتی ہے مار کے آگے بھوت

مہاگتا ہے تمہاری کیا حقیقت ہے شہزادہ یہہ تقریر سنکر تہرتہرانے لگا اور دست بستہ عرض کی کہ جو حضرت نے فرمایا وہ مجھے ایسا یاد رہیگا کہ گویا میرے دل پر کالنقش فی الحجر ہو گیا اور والد ماجد نے اگر حضرت کے سپرد کیا ہے تو مین بکمال نیازمندی عرض کرتا ہون کہ حضرت بھی میرے حال پر شفقت پدری فرماتے رہین اور مین حکم عالی کو اپنا دین و ایمان سمجھتا ہون فرزانہ روزگار نے دعائے خیر دی اور درس و تدریس مین مشغول ہوا

مؤلف

اومرے غلمان بنایا تونے مکتب کو بہشت
منصب رضوان مبارک ہو ترے اوستاد کو

اب شہزادہ خرد پرور بہروز تحصیل علم مین سرگرم ہے اور مدرب علوم نے اپنی رای کے مطابق تعلیم شروع کی اول حروف مفردہ کہ جنکو حروف تہجی اور حروف جمل اور حروف ابجد بھی کہتے ہین یاد دلوائے جب شناخت حاصل ہوئی تو سمجھادیا کہ زبان اردو مین باون حروف مروج ہین یعنے

ا	ب	بھ	پ	پھ	ت	تھ	ٹ	ٹھ	ث	ج	جھ	چ
چھ	ح	خ	د	دھ	ڈ	ڈھ	ذ	ر	رھ	ڑ	ڑھ	ز
ژ	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع	غ	ف	ق	ک	کھ
گ	گھ	ل	لھ	م	مھ	ن	نھ	و	ہ	لا	ء	ی

انمین سے یہہ آٹھہ حرف خاص عربی کے ہین فارسی مین نہین آتے * ث * ح * ص * ض * ط * ظ * ع * ق *
اور یہہ چار حرف خاص فارسی کے ہین عربی مین داخل نہین ہوتے * پ * چ * ژ * گ *
اور یہہ چھہ حرف ترکی مین ہرگز استعمال نہین کیے جاتے * ث * ح * ذ * ض * ع * ف *
باقی اٹھارہ حرف خاص ہندی کے ہین عربی اور فارسی اور ترکی مین شامل نہین وہ دو قسم ہین اول مفرد یہہ تین حرف ہین ٹ ڈ ڑ دوم مرکب جو ہا ہوز سے مخلوط ہو کر ہندی کہلاتے ہین یہہ پندرہ ہین * بھہ پھہ تھہ ٹھہ جھہ چھہ دھہ ڈھہ رھہ ڑھہ کھہ گھہ لھہ مھہ نھہ * جیسا بھید بمعنی راز بھول بمعنی گل پھیلی بمعنی کیسہ ٹھگ بمعنی دغاباز جھوٹ بمعنی دروغ چھڑی بمعنی چوب تعلیم دھوان بمعنی دخان ڈھال بمعنی سپر سرھانا بمعنی بالین ڈاڑھی بمعنی ریش کھوج بمعنی سراغ گھر بمعنی خانہ چولھا بمعنی دیگدان کمھار بمعنی کوزہ گر اونھون بمعنی آنان اور معلوم کرنا چاہیے کہ (لا) ایک حرف نہین بلکہ لام اور الف سے مرکب ہے اسکا سبب یہہ ہے کہ جسوقت (ل) ملفوظی لکھتے ہین تو اوسمین الف داخل ہے اور (ا) ملفوظی تحریر کرتے ہین تو اوسمین لام موجود پس بسبب اتحاد لفظی کے یہہ دونون حرف ملکر ایک ہو گئے اور اوسکے سبب سے الف کا

عقدہ کھل گیا کہ ہمیشہ ساکن رہتا ہے اور بغیر جھٹکا دئے ادا ہوتا ہے (ء) وہی الف ہے مگر متحرک رہتا ہے
اور ہمیشہ جھٹکے سے بولا جاتا ہے اسواسطے قلم کے جھٹکے سے لکھتے ہین الف متحرک کو ہمزہ اور ہمزہ کو الف متحرک
بھی کہتے ہین اور بعضے محققین کے نزدیک ہمزہ کا وجود قابل تسلیم نہین اور لام الف کے بعد خاص اسیوجہ سے لکھا جاتا ہے
کہ لا بصورت حرف نفی اثبات ہمزہ کا منفی ہوسکے ہر حرف اصل مین اپنے نام کا حصہ اول ہوتا ہے ہمزہ دراصل
اترہ ہے مگر بباعث قرب مخرج کے الف کو ہائے ہوز سے بدل دیا ہر حرف کا مخرج علیحدہ ہے اور حرف چھہ مقام سے
پیدا ہوتے ہین اول حلق دوم بن زبان سوم میان زبان چہارم کرانہ زبان پنجم سر زبان ششم لب
اسکا جھگڑا بہت طول وطویل ہے جب تمیز ہوگی تو خود سمجھہ لوگے کہ کونسا حرف کہان سے نکلتا ہے سب حرف
حقیقت مین سہ حرفی ہین اور اونکی تین قسمین ملفوظی مکتوبی مسروری مسروری وہ حرف ہین کہ اونکے
آخر مین ہمزہ پوشیدہ ہے یعنے بار تار وغیرہ مگر یہہ ہمزہ نہ لکھنے مین آتی ہے نہ پڑہنے مین وہ بارہ
حرف ہین با تا ثا حا خا را زا طا ظا فا ہا یا عربی مین پوشیدہ بات کو سر کہتے ہین اور مسروری اوسی سے
مشتق ہے ان حروف مین الف آخر کو یائے مجہول سے بدلکر بے تے ثے حے خے وغیرہ بنا لیتے ہین
اور اس قاعدے کو امالہ کہتے ہین ملفوظی وہ ہین کہ اونکے تینون حرف لکھنے پڑہنے مین آتے ہین جیسے
الف جیم دال ذال سین شین صاد ضاد عین غین قاف کاف لام یہہ تیرہ حرف ہین مکتوبی اون
حرفون کو کہتے ہین کہ جو سیدھے اولٹے یکسان ہوتے ہین وہ تین حرف ہین میم نون واو انکو شاعر
اپنی اصطلاح مین مقلوب مستوی کہتے ہین اس صنعت کا حال ہم علم بدیع مین مفصل بیان کرینگے جس حرف پر
نقطہ ہو اوسے معجمہ اور منقوطہ اور نقطہ نہو تو مہملہ اور غیر منقوطہ اور نقطے اوپر ہون تو فوقانی اور نیچے
ہون تو تحتانی کہتے ہین مگر اصطلاح صرف مین ب کو موحدہ اور ت کو مثناۃ اور ث کو مثلثہ اور بڑی
ح کو حائے حطی اور چھوٹی ہ کو ہائے ہوز یا ہائے مدورہ یا ہائے دوچشمی اور خاص ت کو فوقانی اور
ے کو تحتانی اور جو حرف فارسی مین نہین آتے اونکو تازی اور جو عربی مین نہین آتے اونکو عجمی لکھا
کرتے ہین اور کل حروف دو قسم پر منقسم ہین حرف صحیح اور حرف علت پس حرف علت تین ہین واو الف
یے چونکہ یہہ حرف علیلونکی طرح سے حرکت اور ثقالت کے متحمل نہین ہوتے اور ہمیشہ محتاج علاج رہتے ہین
اور بیمار اکثر واے واے کہتے ہین اسواسطے انکو علت سے منسوب کیا باقی سب حرف صحیح ہین اور ہر ایک
حرف علت دو قسم ہے اول الف پہلی قسم الف ممدودہ دوسری قسم الف مقصورہ ممدودہ پر مد ہوتا ہے
اور دراز پڑہا جاتا ہے جیسے آب کہ فارسی مین فیض اور خوبی اور عزت اور رونق اور درخشندگی اور
تیزی تیغ اور پانی کو کہتے ہین مقصورہ کو تاہ پڑہا جاتا ہے اور اوسپر مد نہین ہوتا جیسے اَب کہ عربی مین

بمعنی پدر ہے اور ہندی مین الکون کے معنی دیتا ہے اسیطرح واو اور یے بھی معروف و مجہول مین جیسے زور
بمعنی طاقت مجہول واو سے اور مکر و فریب کے معنے مین معروف واو سے علیٰ ہذا القیاس شیر کہ یائے مجہول سے
درندہ جانور کا نام ہے اور یائے معروف سے دودھ کو کہتے ہین ایک قسم یے کی ہے جسکو یائے مقصورہ کہتے ہین
وہ حقیقت مین الف بصورت یا ہے جیسے مصطفیٰ بمعنی برگزیدہ اس حرف کو الف پڑھتے اور یے سب لکھتے ہین
اور سب حرفونکے واسطے اعراب مقرر ہین اول حرکات ثلثہ یعنے زبر زیر پیش انکو صرفیونکی اصطلاح مین
فتحہ کسرہ ضمہ اور نحویونکی اصطلاح مین نصب رفع جر اور اوس حرف کو جسپر زبر ہو مفتوح و منصوب
اور زیر ہو تو مکسور و مجرور اور پیش ہو تو مضموم و مرفوع نام رکھے ہین دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ایک حرف پر
ہون تو اوسکا نام تنوین ہے اور اوس مین ایک نونِ ساکن پیدا ہوتا ہے اوسکا نام نونِ تنوین ہے اور ایک قسم نون کی
نونِ غنہ ہے وہ کسی حرفِ علت کے بعد بوقف واقع ہوتا ہے جیسے فارسی مین ہمان زمین ہمون یا
اردو مین کہان کہین کہون وغیرہ اور جس حرف پر کچھہ نہوگا اوس سکون جسکو جزم کہتے ہین یاد مقصور ہوگا
جسپر جزم ہوتا ہے اوس حرف کو ساکن اور رمزہ اور بعد ساکن کے دوسرا حرف بھی ساکن ہو اوسکو موقوف کہتے ہین
حرکت کی ایک قسم اور ہے جسکو تشدید کہتے ہین اور تشدید جس حرف پر ہوگا اوسکو مشدد تشدید کا حرف دو بار
پڑہا جاتا ہے اول مرتبہ ساکن اور دوسری بار حرکات ثلثہ مین سے کسی حرکت کے ساتھہ متحرک اور ایک دوسری
قسم بھی حرکت کی ہے اوسکو اشباع کہتے ہین اوسکا طریق یہہ ہے کہ حرکت کو اسقدر دراز پڑھتے ہین کہ فتح کی
درازی سے الف اور کسرہ کی درازی سے یائے تحتانی اور ضمہ کی درازی سے واو پیدا ہو جیسے اجار سے اجار
اور آتش سے آتیش اور افتاد سے اوفتاد غرض جب شہزادہ خرد پرور حروفِ مفردات اور اونکے قاعدے
اور مرکبات اور ماقبل و مابعد اور حذف و محذوف اور ملفوظ و غیر ملفوظ اور واو معدولہ و ہائے مختفی اور تخفیف
و مخفف اور مرادف و مقدر وغیرہ اور الفاظ ثنائی و ثلاثی و رباعی و خماسی و سداسی و سباعی سے فرصت پا لی
اور یہہ سب باتین یاد کر چکا تو فرمایا کہ یہہ اٹھائیس حرف جو اصلی ہین انمین سے ہر حرف کے معنی علیحدہ ہین اور خواص
جداگانہ ہین اوسکو علم صرف مین سمجھا دینگے اور اون حروف سے کچھہ الفاظ بنائے گئے ہین چنانچہ ابو البشر
حضرت آدم علیہ السلام نے یہہ سات لفظ تصنیف کئے ابتث جخد ذرزس شصضط ظعغف قکلم نوہی
اسکا نام ابجدِ آدم ہے اور ہرمس الہرامسہ حضرت اخنوخ یعنے ادریس علیہ السلام نے انکو ترکیب دیکر آٹھہ
لفظ بامعنی بنائے وہ یہہ ہین ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ اسکو ابجد ادریس کہتے ہین
اب مینے بھی ایک نئی ابجد تصنیف کرکے مختصر الحروف اوسکا نام رکھا ہے اسمین حرفونکا بہت اختصار ہے چنانچہ
کل اونیس حرف بسم اللہ الرحمن الرحیم کے برابر ہوگئے ہین گویا دریا کوزے مین سماگیا وہ مختصر الحروف یہہ ہے

ابجد خرد

ابجد ہوزی کلمن سعفص شقخ غرق اور آج سے ہم اسکا نام ابجد خرد رکھتے ہیں طلسمات میں اسکی کیفیت بیان
کرینگے شہزادہ خرد پرور نے تسلیم ادا کی پھر فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ ہم ابجد آدم کا بیان فن تحریر میں اور ابجد
اور پس کا بیان فن تاریخ گوئی میں سمجھا چکے اہل نجوم نے بھی سات کلمے چار حرفی علیحدہ قرار دیتے اور ابجد نجوم
نام رکھا ابجد ہوزح طیکل منسع فصقر ستثخ ذضظغ ان ساتوں کلموں کو سبعہ سیارہ سے اور اٹھائیس
حروف کو بست و ہشت منازل قمر سے متعلق کیا ہے اسکو ہم علم جفر میں تعلیم کرینگے ابھی تمکو استعداد نہیں
آیندہ بخوبی سمجھہ سکوگے جب اس بیان سے فرصت پائی اور شہزادہ نے سب یاد کر لیا پھر مصدر وغیرہ پڑہانے شروع
اور فرمایا کہ مصدر کی علامت فارسی میں دن یا تن ہے جیسے آمدن و رفتن لیکن بعضے نام ایسے ہوتے ہیں
کہ جن پر ہندی کو مصدر کا دہوکا گذرتا ہے جیسے گردن گلے کو اور برتن ظرف کو یا گردن گینڈے کو اور تہمتن
رستم کو کہتے ہیں یا جیسے زدن اور شدن کے وزن پر عدن اور ختن ایک جزیرے اور شہر کا نام ہے اگرچہ ان میں
دن اور تن موجود ہے مگر مصدر نہیں اسواسطے مصدر کے معنی پر بھی خیال رکھنا ضرور ہے جیسے خوردن کھانا گفتن کہنا
ہندی میں یہہ علامت ہے کہ معنی میں نا ہو مگر ایک فرقت اونہی واقع ہوتی ہے جیسے خفتن سونا اور کندن
سونا خفتن مصدر ہے سونا اوسکے معنی یعنے خواب کرنا اور کندن ایک شے کی قسم ہے یعنی زرخالص اسیطرح
خویشتن اپنا اور اشتن جپنا یہہ بھی دونوں مصدر نہیں بلکہ وہم ہیں کہ فارسی میں انکے آخر تن ہے اور معنوں میں
نا موجود اس سبب سے خوب غور کر لینا لازم ہے کہ مصدر سے صیغوں کا اشتقاق بھی ممکن ہو اور ازمنہ ثلثہ میں سے
کوئی زمانہ اوسکے صیغے میں پایا جائے زمانے تین ہیں ماضی مستقبل حال ماضی زمانہ گذشتہ کو کہتے ہیں مستقبل
زمانہ آیندہ کو اور حال زمانہ موجود کو + فرد + گذشت ماضی و معلوم نیست استقبال + زمان حال غنیمت شمار و ہمہ حال
ہم اسکا بیان علم صرف میں مفصل تعلیم کرینگے جب شہزادہ خرد پرور تمام مصدر اور صیغے وغیرہ یاد کر چکا اور کچھہ
کچھہ استعداد حروف مرکب پڑہ لینے اور عبارت نکال لینے کی پیدا ہوئی تو مختصر مختصر فقرے اور ضرب المثل
وغیرہ جو دو ایک بطریق مثال یہاں تحریر ہوئی ہیں یاد کرنیکا حکم دیا اردو اور فارسی ضرب المثل کی
چند مثالیں الله بس باقی ہوس + آج ہے سو کل نہیں + از پسر ناخلف دختر بہتر + آٹے کے ساتھہ
گھن پس جاتے + ارزان بعلت گران بحکمت + آنکھوں کے اندہے نام شیخ روشن + بزرگی بعقل است
نہ بسال + بغل میں لڑکا شہر میں ڈہونڈہورا + باغ و بوستان لائق دوستان + بات کی بات خرافات کی
خرافات + پیر من خس است اعتقاد من بس است + پانچوں اونگلیاں برابر نہیں + تعظیم کاریگران معاف
تاریکی و اشتاق ابرو + بہانے قاضی روی راضی آئی + تیتر کے مونہہ لچھمی + تخم تاثیر صحبت اثر + ثانی از اول
ہم بد + ثواب عذاب کمر ٹوٹی سو مفت میں + جا اوستاد خالی ہست + جیسی روح ویسے فرشتے + جوئندہ یابندہ +

ابجد نجوم

مصدر کا بیان

ضرب المثل

جنگل میں مور ناچا کسنے دیکھا + جوابِ جاہلان باشد خموشی + چراغ کے پیچھے اندھیرا + چہ خوش چرا باشد +
چار دنکی چاندنی پھر وہی اندھیری رات + حکمِ حاکم مرگِ مفاجات + حساب جو جو بخشش سو سو + حکمت لقمان
آموختن + خاموشی کنیا محل کی جھول + خس کم جہان پاک + خالی ہاتھ روسیاہ + خود فضیحت دیگران را نصیحت +
دیر آید درست آید + دودھ کا دودھ پانی کا پانی + دہنِ سگ بلقمہ دوختہ بہ + ذات خدا کی بے عیب ہے +
ذکرِ خیر وظیفہ نیکان + ذرے کو خورشید سے کیا نسبت + ذوقِ چمن زخاطرِ بلبل نمیرود + رسی جل گئی بل نہ جلا +
راست ودروغ بگردنِ راوی + راجہ کے گھر موتیوں کا کال + زندگی را عشق است + زبان شیرین ملک گیری
زبان ٹیڑھی ملک بانکا + زر دادن ودرد سر خریدن + زورِ ظلم عقل کی کوتاہی + سوال دیگر جواب دیگر +
سو غلام گھر سونا + ساون کے اندھے کو ہرا سوجھے + شملہ بمقدار علم + شہر میں اونٹ بدنام + شاگرد رفتہ رفتہ
باستاد میرسد + شیر دنکا منہ کسنے دھویا + صدر ہر جا کہ نشیند صدر است + صدقہ دیا رد بلا + ضرب الغلام
اہانت المولی + ضامن نہو جیئے گرہ سے دیجیئے + حفظ مشکل ہے + طویلے کی بلا بندر کے سر + طاقت
مہمان نداشت خانہ مہمان گذاشت + طوفان شیطان اللہ نگہبان + ظرفِ شکستہ صدا نمیدہد + ظالم کا
زور سر پر + ظاہر از شیخ و باطن از شیطان + عقلمندونکی دور بلا + علم ستے بہ از جہل ستے + عیان را چہ بیان
عیب بھی کرنیکو ہنر چاہیئے + غم نداری بز بخر + غریب کو کوڑی اشرفی ہے + غلط العام فصیح + غلام کی ذات
بیوفا + فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست + فقیر کی صورت سوال ہے + فردا کہ دید + فتح دادِ الٰہی ہے + قہرِ
درویش بر جانِ درویش + قاضی جی دبلے کیوں شہر کے اندیشے سے + قدرِ نعمت بعد از زوال + کم خرچ
بالانشین + کاسے کے آگے چراغ نہیں جلتا + کار بکثرت + کھری مزدوری چوکھا کام + گذشتہ را صلواۃ
آئندہ را احتیاط + گدڑی گدڑان کیا جھونپڑی کیا میدان + گربہ کشتن روزِ اول + گھر کی مرغی دال برابر +
لعنت بکارِ شیطان + لاتوں کے دیو باتوں سے نہیں مانتے + لیلی را بچشمِ مجنون باید دید + لگا تو تیر نہیں تو تکا
مالِ مفت دلِ بیرحم + مرتا کیا نکرتا + مردہ بدستِ زندہ + ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ + نیم حکیم خطرۂ جان +
نادان کی دوستی جی کا زیان + نیکی برباد گنہ لازم + ولی را ولی می شناسد + وہ دن گئے کہ خلیل خان فاختہ
مارتے تھے + وہی تین بیسی وہی ساٹھ + ہر کارے و ہر مردے + ہاتھ کو ہاتھ پہچانتا ہے + ہمتِ مردان
مددِ خدا + ہاتھی کے پاؤں میں سبکا پاؤں + یک من علم را دہ من عقل باید + یار باقی صحبت باقی +
یار کی یاری سے کام یار کے فعلوں سے کیا کام + یک شد دو شد + جب شہزادہ ہوشمند انکو حفظ کر چکا
تو فرمایا کہ میاں لڑکے ہر ایک ضرب المثل کسی نہ کسی وارداتِ گذشتہ کا خلاصہ اور سوانحاتِ قدیم کا نتیجہ ہے
اسمیں یا نصیحت کا مضمون ہوگا یا عبرت کا اسکے ذریعے سے زمانہ سلف کا حال جانکے زمانہ سے بہت

حکایت

جلد مطابق ہوسکتا ہے چنانچہ مثل یک نشد دو نشد +کا یہہ معاملہ ہے **حکایت** ایک عورت پیرزال کفن چور
تہی اور اوسکو ایسا عمل یاد تہا کہ جب کسی قبر پر دم کرتی تو فوراً گور شق ہوجاتی اور مردہ باہر نکل کر اپنا کفن اپنے
ہاتہہ سے اوتار دیا کرتا پہر یہہ دوسرا عمل پڑہتی تو وہ مردہ قبر مین سما جاتا اور قبر برابر ہوجاتی غرضکہ اوس عورت کا
ایک لڑکا تہا اوسنے یہہ حال دریافت کرکے والدہ سے کہا کہ مجہے بہی یہہ عمل بتا دیجئے اوسنے ایک ہی عمل سکہایا تہا
کہ لڑکے کو سفر پیش آیا اور کچہہ ایسی ضرورت پڑی کہ تن تنہا دم نقد جیسا بیٹہا تہا اوسیطرح چل نکلا مگر وہ شہر
ایکمنزل تہا یہہ جہٹ پٹ جا پہونچا دو چار روز گذرے تہے کہ وہان ایک بڑا آدمی قضائے الہی سے فوت ہوگیا
عزیز و اقربانے اوسکو بہت عمدہ کفن دیکر دفن کیا یہہ بہی جنازے کے ساتہہ تہا جب سب لوگ چلے گئے اور
رات ہوئی تو اسکا دل پہر آیا کہ آج اس امیر کا کفن چرا کر اپنے واسطے دو چار جوڑے معقول بنالون اور
خاصا بہلا مانس بنجاؤن چنانچہ آدہی رات کو قبرستان مین جا پہونچا جنگل سنسان ہُو کا میدان تنہائی کا عالم قبر پر
سناٹا نظر آیا اول تو ہمت نہ پڑی مگر لالچ گلا کٹوا دیتا ہے یہہ دلکو مضبوط کرکے آگے بڑہا اور اوس قبر پر
عمل دم کیا اوسیوقت قبر شگافتہ ہوئی اور نعش نے کفن اوتار کر نذر کیا پہر وہ مردہ سامنے کہڑا ہو رہا اسنے کہا کہ مین
کفن لے چکا اب تو کیون کہڑا ہے مگر کون سنتا تہا غرض اسنے چند بار کہا لیکن ذرا قبول نہوئی پہر اسنے کہا
کہ بہر اول شاید کفن جدا کرنیسے ٹہنڈ ہوئی آتی ہے اور دم سبکتا ہے اگر اسلئے نہین جاتا تو لے اپنا کفن لے اور لمبا ہو
رستا تاپ مگر وہ جانیوالی آسامی نہ تہا کیونکہ دوسرا عمل اسکو یاد نہین لاچار یہہ بیچارہ جان چہوڑ کر بہاگا اور وہ مردہ
کفن بغلین مار کر ساتہہ ہولیا آپ آگے آگے یہہ شخص اور پیچہے پیچہے وہ مردہ شہر مین دونون داخل ہوئے گویا پڑا
جن سر چڑہا تہا ہوش باختہ حواس منتشر حیران و پریشان خائف و ترسان لیکن ہول سمایا ہوا یہہ شیطان نہیں
جو لاحول سے بہاگ جاتا پہر دلکو مضبوط کیا اور سوچا کہ دوسرا عمل یاد نہین ہے اسواسطے یہہ کیفیت گذری اب چلکر ماں سے
دریافت کرنا مناسب ہے تاکہ اس بلائے ناگہانی سے نجات حاصل ہو یہہ خیال کرکے وطن کیطرف روانہ ہوا مگر کبہی
انسان موت کو دور سمجہے جب یہہ شخص گہر پہونچا تو لوگون نے کہا کہ تیری والدہ مرگ مفاجات سے کل کے روز
قضا کر گئی اسکو بہت رنج ہوا اور ماں کی قبر پر جاکر خوب رویا مگر وہ بلا قدمون لگی تہی پہر اسنے والدہ کی قبر پر
بہی وہی عمل چہو کر دیا قبر شق ہوئی پیرزال باہر نکل آئی اور کفن اسکے حوالے کرنے لگی اوسنے عرض کی کہ اے
ماں مین کفن لینے تو نہین آیا ہون لیکن مجہے دوسرا عمل جہٹ پٹ سکہا دو کہ یہہ مردہ پیچہے جہاڑ کیطرح مجہسے چمٹا
کسیطرح پیچہا نہین چہوڑتا اوس عورت نے مطلق جواب نہ دیا پہر اسنے کہا کہ اری ماں کیا مجہسے خفا ہے جو بات بہی
نہین کرتی مین تو تیرا بیٹا ہون کیا مجہے ابہی سے بہول گئی وہ پہر خبر نہوئی اور کفن سامنے بڑہا دیا کہ لیجا الغرض
جب مایوس ہوا تو چلا کر کہنے لگا کہ جو عمل نہین بتاتی تو پیچہا پہرتی ڈرنگی کیون کہڑی ہے جا چلی جا میرے

کس کام آتنگی اوسنے کچھہ خیال بھی نکیا کہ لڑکا لکہتا کیا ہے آخرکار جب ناک مین دم آگیا تو کہا کہ اوہان تو چاہے جا
چاہے نہ جا میری طرف سے اجازت ہے مین تو اب جاتا ہون اور کچھہ دوسری تجویز نکالون یہہ کہکر چلدیا وہ عورت
بھی اسکے ساتھہ ہولی جب تو یہہ اور بھی گھبرایا اور بھاگ کر شہر مین آیا تو لوگون نے دیکھا تہا کہ جاتے وقت
ایک مردہ اسکے ساتھہ تہا اور آیا تو دوسری شخص بھی ہمراہ ہے اسبات سے لوگون کو نہایت تعجب ہوا اور انہین
فرطِ حیرت سے بیساختہ کہنے لگے کہ یہہ حضرت ایک شد دو شد ۰ غرضکہ دونون ذاتِ شریف تا دمِ زندگی
اوسکے ساتھہ ہے اور بعد مرگ وہ تینون ایک ہی قبر مین مدفون ہوئے پھر فرزانہ روزگار نے کہا کہ میان
تمہارے کچھہ نصیحتین اور حکیمون کے قول بھی یاد کرلو کہ بڑی کار آمد شے ہے انکے سبب سے عقل بڑہتی ہے زمانہ کا
تجربہ حاصل ہوتا ہے اہلِ عالم کی طبیعتون کا حال کہل جاتا ہے خوب زشت کی تمیز پیدا ہوتی ہے بد و نیک
اور دشمن و دوست سے خبردار ہوجاتا ہے **مواعظِ حکما و عقلا** عالمونکی صحبت اختیار کرو اور حکیمونکی باتین نصیحت
سنو کہ دلِ مردہ نورِ حکمت سے اسطرح زندہ ہوتا ہے جیسے زمینِ مردہ آبِ باران سے بشاش ہے اوسکو جسکی عقل
حاکم ہے اور نفس قیدی افسوس ہے اوسکے حال پر جسکی خواہشِ نفسانی امیر ہے اور عقل اسیر تین چیزین تین چیزون سے
حاصل نہین ہوتی ہین تمنے دولتمندی خواہشون سے جوانی خضاب سے تندرستی دواون سے انسان تین چیزون سے
جلد ہلاک ہوتا ہے زیادہ کلام سے زیادہ کہانے سے زیادہ سونے سے جسپر تو احسان کرے اوسکا حاکم ہے
جس سے کچھہ مانگے اوسکا قیدی ہے جس سے بے پروا ہو اوسکے برابر ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو سمجھایا کہ دنیا مین
لوگ تین تہائی مین ایک تہائی اللہ کی ایک تہائی نفس کی ایک تہائی کیڑونکی جو اللہ کی ہے وہ روح ہے
جو نفس کی ہے وہ عمل ہے جو کیڑونکی ہے وہ بدن ہے، ایک حکیم نے بہت سی کتابین جمع کرکے اونمین سے
چالیس ہزار کلمے انتخاب کئے پھر اونمین سے چار ہزار پھر اونمین سے چار سو پھر اونمین سے چالیس پھر اونمین سے چار باتین اختیار
کین ایک یہہ کہ کسی حال مین عورت پر اعتماد نکرو دوسرے یہہ کہ کبھی مال و دولت پر فریفتہ نہو تیسرے یہہ کہ
اپنے معدے مین اوسکی طاقت سے زیادہ بوجہہ نڈال چوتھے یہہ کہ وہ علم جمع نکر جس سے تجھے نفع نہو جیسے
تونگری مال مین نہین بلکہ قناعت مین ہے، راحت دولتمندی مین نہین بلکہ تہوڑے مال مین ہے، لذت نعمتون مین
نہین بلکہ تندرستی مین ہے رزق زمین مین نہین بلکہ آسمان مین ہے غنیمت جان جوانی کو اول پیری کے
اور تندرستی کو اول بیماری کے اور تونگری کو اول فقیری کے اور زندگی کو اول موت کے اور فرصت کو
اول شغلے کے دنیا مین پانچ چیزین خوب ہین اول بادشاہی اور اوسمین عدل نہو تو ایسی ہی جیسے کہ
ابرِ بے باران دوم فقیری اور اوسمین صبر نہو تو ایسی ہے جیسے کہ چاہ بے آب سوم جوانی اور اوسمین
علم نہو تو ایسی ہے جیسے کہ خانہ بیچراغ چہارم زنِ حسین اور اوسمین شرم نہو تو ایسی ہے جیسے کہ زبان بے نمک

پنجم تونگری اور اوسمین سخاوت نہو تو ایسی ہے جیسے کہ تجربے ثمر عقل پیدایشی سب سے بہتر ہے اگر یہہ نہو تو طریقۂ نیک اور یہہ نہو تو یار موافق اور یہہ نہو تو اللہ سے دل لگانا اور یہہ نہو تو خاموشی اور جو یہہ بھی نہو سکے تو موت حاضر ہے بادشاہ کو مصاحبت مین چھہ آدمی رکھنے لازم ہین اول وزیر دانا دوم دبیر قلم سوم شاعر خوش گفتار چہارم مہندس کامل پنجم ندیم جامع ششم طبیب حاذق سات چیزون کو سات چیز پر اختیار کرے اول درویشی کو تونگری پر دوم گرسنگی کو سیری پر سوم فروتنی کو زبردستی پر چہارم ذلت کو عزت پر پنجم تواضع کو تکبر پر ششم غم کو خوشی پر ہفتم مرگ کو زندگانی پر وہ آدمی سب سے برا ہے کہ لوگونکو دشمن بنائے اور لوگ اوسے دشمن سمجھین خردمند وہ ہے کہ تمام عالم اوسے خصومت رکھے اور اوسکو کسیسے خصومت نہو جو ادب نہ سیکھے حیوان ہے جو عذر قبول نکرے شیطان ہے تین چیزون کی قدر تین وقت پر موقوف ہے جوانی کی قدر پیری مین تندرستی کی قدر بیماری مین نعمت کی قدر محتاجی مین تین چیزین سب سے افضل ہین دشمن کو دوست بنانا نادان کو دانائی سکہانا گمراہ کو نصیحت سے راہ پر لانا جو چیز زندہ ہے پاک ہے جب مرتی ہے پلید ہوجاتی ہے مگر نفس جبتک زندہ رہتا ہے پلید ہے جب مرتا ہے پاک ہوجاتا ہے انسان کو مناسب ہے کہ ہر صبح اوٹھکر آئینہ دیکھے اگر صورت اچھی ہے تو سیرت بھی اچھی اختیار کرے کہ دونون نیک ہوجاوین اور جو صورت بری ہے تو عادت نیک پیدا کرے کہ دو خرابیان ایکجا باہم نہونے پاوین انسان جسوقت کوئی کام کرے اول خیال کرلینا چاہئے کہ اچھا ہے یا برا اگر عمدہ ہے تو اوسمین تاخیر نکرے اور برا ہے تو چھوڑدے ہر شخصکو لازم ہے کہ جسدم بستر خواب پر استراحت کرے پہلے دلمین سوچ لے کہ آج مینے کسقدر نئی باتین معلوم کین اور مجہے زمانہ سے کون کون سا تجربہ حاصل ہوا اونکو لوح دل پر لکہے اور جو دن مفت برباد ہوا تو اپنے حال پر افسوس کرے یہہ چارون چیزین نیک زندگی کا نتیجہ ہین گفتار نیک کردار نیک نیت نیک صحبت نیک انسان کو دس باتین لازم ہین خدا کے ساتھہ راستی خلق کے ساتھہ انصاف نفس کے ساتھہ قہر درویشون کے ساتھہ لطف بزرگونکے ساتھہ خدمت چہوٹونکے ساتھہ شفقت دشمنون کے ساتھہ تحمل دوستون کے ساتھہ مروت جاہلون کے ساتھہ خاموشی عاقلون کے ساتھہ تواضع تین شخصون پر رحم لازم ہے اول وہ دانا جو کسی جاہل کا محکوم ہو دوم وہ ضعیف جو کسی قوی کا غلام ہو سوم وہ کریم جو کسی لئیم کا محتاج ہو آدمی چار قسم ہین ایک لئیم جو نہ آپ کہاتے نہ دوسرے کو کہانے دے دوم بخیل جو آپ کہاے مگر دوسرے کو نہ دے تیسرے سخی جو آپ بھی کہاتے اور دوسرے کو بھی دے چہارم کریم جو آپ نہ کہاتے اور دوسرے کو کہلاتے نادان خود اپنا دشمن ہے کسی اور کا دوست کیونکر ہوگا چار چیزین چار وقت مین بہت سخت ہین پیری عالم تنہائی مین بیماری غربت اور سفر مین قرض مفلسی مین پیادہ پائی

دوری راہ مین آٹھہ چیزونکی نیت آٹھہ چیزون سے کبھی نہین بھرتی آنکھہ دیکھنے سے زمین بارانسے سایل سوال سے مادہ نر سے عالم علم سے حریص جمع کرنیسے دریا پانی سے آگ لکڑیسے زمین پکارتی ہے اور ہمیشہ زبان حال سے یہہ دس باتین کہتی ہے کہ

اے فرزند آدم دوڑتا ہے تو میری پیٹھہ پر اور رجوع ہے تیری میرے پیٹ مین ۱

اے فرزند آدم گناہ کرتا ہے تو میری پیٹھہ پر اور عذاب دیا جائیگا تو میرے پیٹ مین ۲

اے فرزند آدم ہنستا ہے تو میری پیٹھہ پر اور روئیگا تو میرے پیٹ مین ۳

اے فرزند آدم خوشی کرتا ہے تو میری پیٹھہ پر اور غم کریگا تو میرے پیٹ مین ۴

اے فرزند آدم مال جمع کرتا ہے تو میری پیٹھہ پر اور پشیمان ہوگا تو میرے پیٹ مین ۵

اے فرزند آدم کہاتا ہے تو لقمہ حرام میری پیٹھہ پر اور کہائینگے تجھکو کیڑے میرے پیٹ مین ۶

اے فرزند آدم تکبر کرتا ہے تو میری پیٹھہ پر اور ذلیل ہوگا تو میرے پیٹ مین ۷

اے فرزند آدم چلتا ہے تو خوش خوش میری پیٹھہ پر اور گریگا تو غمگین میرے پیٹ مین ۸

اے فرزند آدم چلتا ہے تو روشنی مین میری پیٹھہ پر اور گریگا تو اندہیرے مین میرے پیٹ مین ۹

اے فرزند آدم چلتا ہے تو جماعت مین میری پیٹھہ پر اور گریگا تو اکیلا میرے پیٹ مین ۱۰

جو چیز بڑہتی اور گہٹتی ہے وہ نور قمر ہے جو چیز گہٹتی نہین اور بڑہتی ہے وہ حرص ہے جو چیز گہٹتی ہے اور بڑہتی نہین وہ عمر ہے جو چیز نہ بڑہتی ہے اور نہ گہٹتی ہے وہ روزی مقدر ہے عاقل وہ ہے کہ موت کو ہردم یاد رکھے شقی وہ ہے کہ جسمین بغض و حسد ہو خوشخو وہ ہے کہ بدون کو نیکی سے یاد کرے جوانمرد وہ ہے کہ لوگون کے حق مین احسان کرے اور زبان پر نہ لاوے ہنرمند وہ ہے کہ تحصیل علم و فن مین زیادہ کوشش کرے بلند ہمت وہ ہے کہ امیری اور غریبی مین یکسان رہے صاحب جمال وہ ہے کہ لباس علم و حیا اور زیور اخلاق و وفا سے آراستہ و پیراستہ ہو دانا وہ ہے کہ زمانہ کے موافق کام کرے بینا وہ ہے کہ اپنے عیب اور دوسرون کے ہنر سے آگاہ رہے سخن سنج وہ ہے کہ جو بات کہے خوب سوچ سمجہہ کے کہے خوشوقت وہ ہے کہ دنیا کی زبردستی سے ملول نہو آسودہ وہ ہے کہ اسباب وہم سے فارغ ہووے خرم وہ ہے کہ کسیکو آزار نہ دے زورمند وہ ہے کہ غضب اور ہوا و ہوس کو مغلوب کرے ہردل عزیز وہ ہے کہ خود بینی و خود پرستی سے نجات پائے نیک بخت وہ ہے کہ دوسرون کے حال سے خود عبرت پیدا کرے بدبخت وہ ہے کہ اوسکے حال کے دیکھنے والونکو عبرت حاصل ہو ایک حکیم کا قول ہے کہ اہل جہان جس کام پر تونگرون کو تحسین و آفرین کرتے ہین اوسی بات پر مرد ناچیز کو طعنے دیتے ہین اگر فقیر دلیری کرے اوسکو مستی و شرارت کہتے ہین اگر سخاوت کرے اوسکو اسراف کہتے ہین اگر تحمل کرے اوسکو بے غیرتی کہتے ہین اگر وقار و تمکین کرے اوسکو

سُستی و کاہلی کہتے ہین اگر سخن پردازی و فصاحت اختیار کرے اوسکو بیہودہ گوئی کہتے ہین اگر خاموشی
قبول کرے اوسکو نقشِ دیوار کہتے ہین اگر خندہ روئی سے پیش آئے اوسکو مسخرہ کہتے ہین اگر خلوت گزین ہو
دیوانہ کہتے ہین اگر آدمیون مین رہے دربدر اور ہرجائی کہتے ہین اگر کہانے اور پہننے مین تکلف کرے تن پرور
کہتے ہین اگر میلے پرانے کپڑے پہنے مفلوک و محتاج و کثیف کہتے ہین اگر تواضع کرے خوشامدی کہتے ہین
اگر آزادی ظاہر کرے مغرور کہتے ہین اگر وطن مین رہے خام اور سایہ پرور کہتے ہین اگر سفر کرے سرگشتہ
و کمبخت کہتے ہین اگر مجرد رہے عیاش یا نامرد کہتے ہین اگر کدخدا ہو بد نفس و شہوت پرست کہتے ہین حکیمون
اور عقلمندون نے بہت کچھ مبالغہ کیا ہے کہ سنو زیادہ اور کہو کم اس قول کا ہم نے ایک نہایت عمدہ نتیجہ
نکالا ہے یعنے جسوقت کوئی شخص کچھ بات کہتا ہے تو سننے والون کو اوس سے نصیحت و عبرت حاصل ہوتی ہے
مگر متکلم کو سوا اسکے کہ اپنا موہنہ تہکاتے اور گلا دوکہاتے کچھ فائدہ نہین اور دوسرونکے کلام سننے سے طرح طرح کے
فوائد حصول ہوتے ہین مصرعہ ہو مجلسیکہ گوش توان بند زبان مباش دو سننے کیا خوب کہا ہے
کہ اگر کوئی شخص کمال مفلسی و تہیدستی مین اپنی زیست سے بیزار اور موت کا خواستگار ہو تو اپنے دلکو اسطرح
تسلی دے کہ ایک بہت بڑا سوداگر مالدار ہے اوسکے ہزارون جہاز دریا مین چلتے ہین اور وہ خود بہی ایک عمدہ
جہاز پر سوار ہے مگر دریا پر ایکبار ایسا طوفانِ سخت آیا کہ وہ سب جہاز آپس مین ایک ٹکرا کر تباہ ہوگئے اور تمام اسباب
گران قیمت و مالِ نفیس یک لخت غرقِ دریا ہوا لیکن یہہ سوداگر تنِ تنہا ایک تختہ پر بہتا پہرتا ہے اور تختہ کا
یہہ عالم ہے کہ گہڑی ساعت کا ہو رہا ہے اوسوقت کوئی شخص جرأت کرکے اوسکے نکالنے پر آمادہ ہوا کہ اگر
تو اپنے گہر کا سارا مال و اسباب میرے حوالے کر دے تو اس شرط پر مین تجہکو اس بلائے ناگہانی سے نجات دون اور
وہ سوداگر اپنی جانِ عزیز بچانیکے لیے باقیماندہ اسباب اوسکی نذر کرے اور خود صحیح و سالم دریا سے نکل آئے اسصورت
مین اوسکو مال کا اصلا رنج نہوگا اور تندرستی کو ہزار نعمت سے بالا تر سمجہیگا یا ایک بڑا امیر کبیر ہے کہ بہت ملک و دولت
رکہتا ہے اور کسی زبردست دشمن نے لشکرِ جرار و فوجِ بیشمار سے اوسکو محاصرہ کر لیا اور مار ڈالنے یا آگ مین جلا دینے کا
ارادہ ہے مگر اوسکو مقابلہ کرنیکی تاب و طاقت نہین اور بہاگ بہی نہین سکتا اوسوقت البتہ سب ملک و مال چہوڑ کر
جان سلامت بچا لیجانیکو غنیمت جانیگا اور خلاصیِ نفس کو ایک نعمتِ عظمیٰ و دولتِ کبریٰ شمار کریگا پس اے مردِ نادان
اوس حالتِ مفلسی مین تو سمجہہ لے کہ مین وہی سوداگر اور وہی امیر ہون جسنے دریا اور دشمن سے نجات پائی ہے اور اپنا
تمام مال و اسباب دیکر جان بچائی ہے پہر صبر و شکر کر اور جانِ عزیز کی قدر جان زندگانیکو ہلاکت مین نڈال
عمرِ بے بدل کو غنیمت سمجہہ اور اس شعر پر عمل کر فرد انچہ نصیب است ہم بیرسد ۞ گر نہ ستانی بہ ستم میرسد ۞
حکیم افلاطون نے اپنے شاگردونکو وقتِ آخر یہہ وصیت کی تہی وصیت خدا کو پہچانو اوسکا حق نہ بہولو ۞

تمثیلِ مفلس

وصیت نامہ حکیم افلاطون

ہمیشہ علم سیکہنے سکہلانے مین مصروف رہو اللہ تعالے سے وہ چیز نہ مانگو جسکو زوال ہو اور بس دولت کی
دعا کرو جو ہمیشہ رہے ہر دم ہوشیار رہو کیونکہ بدی کے اسباب بہت ہوتے مین معلوم نہین کہ تمہین کس
سبب سے پہونچے جو بری بات ہو اوسکی آرزو نکرو جانو کہ اللہ تعالے بندون سے براہ غضب انتقام نہین لیتا بلکہ
اسواسطے کہ تربیت اور اصلاح کرے زندگی وہی بہتر ہے جسمین نیکی ہوسکے جبتک اپنے نفسون سے تین چیزونکا
حساب نکرلو خواب نکرو ایک یہہ کہ آج کوئی خطا کی یا نہین دوسرے یہہ کہ کوئی نیکی کی یا نہین تیسرے یہہ کہ
کوئی نیک کام کاہلی سے کہو دیا یا نہین یاد کرو کہ قبل پیدایش کے تمہاری کیا حقیقت تہی اور بعد موت کے کیا صورت
ہوگی کسیکو مت ستاؤ کہ جہان کے کام ہمیشہ بدلتے رہتے ہین وہ شخص بدبخت ہے جسکو عاقبت کی فکر ہو
نہ گناہ کا خوف وخطر مستحقون کی حق رسانی مین سوال کے منتظر نرہو بغیر مانگے پہونچاؤ حکیم اوسکو سمجہو
کہ جو دنیا کی لذتون سے خوش اور مصیبتون سے آزردہ ہو ہمیشہ پیش موت کو یاد رکہو مردون کے احوال سے عبرت
حاصل کرو بیہودہ بکنا اور بے پوچہے جواب دینا حماقت کی علامت ہے اور زوال کی دلیل جو کوئی کسی کے
لیے بدی چاہتا ہے وہ خود بدی سے اکثر اوقات فکر واندیشہ کیا کرو نصیحت کرو اور خود بہی عمل کرو سکے دوستانہ ہو
خشم کی عادت نرکہو تحمل کا شیوہ اختیار کرو تمہارا جو نیکی کارروائی مین نیت و عمل نیک ہو مصیبت زدونکی مدد کرو
مگر جسکی خو بد ہو اور خلقت کو ضرر پہونچاتے جبتک خبر یقین حاصل نہون مقدمہ فیصل نکرو عمل کو مقصود سمجہو کیونکہ
حکمت قولی کا نتیجہ صرف دنیا مین ہے اور حکمت عملی کا ثمرہ عقبی مین نیکیونکی طلب مین اگر رنج اوٹہاؤگے نیکی
رہجائیگی رنج نرہیگا اور اگر بدی سے لذت پاؤگے لذت کو بقا نہین اور افسوس وندامت دائمی ہے یقین
جانلو اکدن وہ ہوگا کہ آنکہہ ناک کان جملہ حواس بیکار ہوجائینگے اور کوئی دوست ہوگا نہ آشنا پس کسی
مین عیب نہ لگاؤ تمکو وہ جگہ جانا ہے کہ جہان غلام اور آقا دونون برابر ہین پس یہان غرور مت کرو
ہمیشہ زاد سفر تیار رکہو نہین معلوم کسوقت کوچ ہوجاے اللہ تعالی کی نعمتون مین حکمت سے بڑی کوئی
نعمت نہین اور حکیم وہی ہے جو قول و فعل دونون مین حلیم ہو نیکی کے عوض نیکی کرو اور عفو تقصیر لازم
جانو کسی کام مین ملول نہو کسیوقت سستی نکرو کسی حال مین نیکی کرنے سے باز نرہو بدی مین کبہی نیکی نجانو
حظ نفس کی جو بات قابل ترک ہے اوسکو ترک کرو حکمت کو عزیز رکہو اور حکما کی باتین سنو دنیا کی
محبت دل سے دور کرو اچہے آداب سیکہو وقت پر کام کرو اور بے سوچے سمجہے کوئی کام شروع
نکرو تونگری پر گہمنڈ نرکہو اور مفلسی مین تنگدل نہو دوست سے ایسا معاملہ کرو کہ حاکم تک نوبت نہ پہونچے
دشمن سے ایسی چال چلو کہ اگر حاکم کے سامنے پیش ہو تو پہر صورت تمکو غلبہ حاصل ہے کسی سے جہالت نکرو برابر والے سے
تواضع کرنیوالے کو ذلیل و خوار نجانو حسب امرین خود معذور ہو وہ ہمسر کو ملامت نکرو نیکی کرکے کبہی پشیمان نہو کہ ثمرہ اوسکا

ضائع نجائیگا دنیا مین نہین تو عقبی مین پل رہیگا بیکاری سے خوش نرہو اقبال اور بخت پر بہروسا نکر دکسی سے
لڑائی اور جہگڑا اکثر کہو فساد نکر صلح بہتر ہے ہمیشہ انصاف کا لحاظ او نیکی کا التزام رکہو حکیم ارسطاطالیس
وزیر اور استاد سکندر فیلقوس کا جبکہ بسبب ضعف و پیری کے گوشہ نشین ہوا اور خدمت بادشاہ سے معذور
رہا اور سکندر بعد فتح ملک ایران کے انتظام ملک دارا اور سیاست و تدبیر شہزادگان عجم مین متحیر ہوا تو ایک خط شوقیہ
بنام ارسطاطالیس تحریر کیا مضمون یہہ تہا کہ مفارقت کے باعث اکثر معاملات مین تردد رہتا ہے خصوصاً اس واقعہ
خاص مین کوئی تدبیر نظر نہین آتی جسطرح ہوسکے یہان تشریف لائیے ارسطاطالیس نے جواب مین لکہا کہ شوق ملاقات
حضور مین کسیطرح کا قصور نہین مگر ضعف و ناتوانی سے مجبور ہون معاف کیجیے اسلیئے ایک دستور العمل بہیجا جاتا ہے
اگر اوسپر ہمیشہ عمل رہیگا تو میری احتیاج نرہیگی خلاصہ اوسکے مضمون کا یہہ ہے کہ عجم کے احوال مین جو مشورہ کیا گیا اوس کی
صورت تو یہہ ہے کہ تو وہانکے امرا اور ارکان سلطنت کو ممکن ہے کہ ایکدم مین تہ تیغ بیدریغ کر دے مگر آب و ہوا کی تبدیل
تیرے اختیار مین نہین اور انمین سے جو پیدا ہوگا اوسکی بنیاد مین تیری عداوت ہوگی اسصورت مین علاج یہہ ہے کہ اون پر
احسان کر اور اطراف ملک کو انہین تقسیم کر دے تاکہ باہم نزاع مین مشغول رہین اور تیری فکر سے فرصت نپائین پہر تو
خاطر جمع ہو کر ملک داری کر اسکے بعد لکہا کہ بادشاہ چار قسم مین ایک وہ کہ اپنے ساتہہ بہی سخی ہو اور رعیت کے ساتہہ بہی
سخی دوسرے وہ کہ اپنے ساتہہ سخی ہو اور رعیت کے ساتہہ بخیل تیسرے وہ کہ رعیت کے ساتہہ سخی ہو اور اپنے ساتہہ بخیل
چوتہے وہ کہ دونوںکے ساتہہ بخیل ہو قسم اول سبکے نزدیک محمود ہے اور دوسری اور چوتہی قسم سبکے نزدیک
مذموم تیسری قسم مین اختلاف ہے حکمائے ہند اوسکو محمود جانتے ہین اور حکمائے فارس مذموم اور سخاوت اوسکو
کہتے ہین کہ بقدر حاجت مستحقون کو دیا جاے اور زیادتی مین اسراف ہے اور کمی مین حق تلفی جو بادشاہ اپنے مقدور سے
زیادہ سخاوت کریگا اوسکے ملک مین بیشک فساد آئیگا خزانے خالی ہوجائین گے لشکر کمزور اور دشمن قوی اے
سکندر بار ہا مینے تجہسے کہا ہے اصل سخاوت یہہ ہے کہ لوگونکے مال مین طمع نکر اور یہہ بہی ایک قسم کی سخاوت ہے
کہ ظلم نکر اور لوگونکے پوشیدہ عیبون کو نہ ڈہونڈہ اور انعام و بخشش کرکے یاد نکر اور بڑا فضل و کرم یہہ ہے کہ نیکونکی
عزت رکہہ اور آدمیونکے ساتہہ بہ اخلاق پیش آ اور لوگونکے سلام کا جواب دے اور جاہلونکی خطا سے درگذر اے
سکندر سب تدبیرونکا مدار عقل پر ہے اور بڑا عاقل وہ ہے جو نیکنامی کو دوست رکہتا ہو کیونکہ سلطنت سے لذت و شہوت
غرض نہین ہے اے سکندر بادشاہونکو چاہیے کہ بلند ہمت اور صاحب راے سلیم اور فصیح و شیرین زبان اور بلند
آواز ہون بات کم کرین سفلون کو خدمت و مصاحبت مین نرکہین اور دربار مین سلطنت کے لائق زینت
کرین جو سوداگر دور دور کے ملکون سے آئین اونپر لطف و کرم کرتے رہین کہ آمد و رفت زیادہ اور اطراف و
جوانب مین آوازہ نیکنامی بلند ہو ملک و سلطنت کی آبادی و رونق بڑہے اور ہیبت ہمیشہ رہتا ہین کہ ہیبت و وقار

لوگونکے دلسے جاتا ہے اور حرارتِ غریزی مین ضعف آتا ہے اے سکندر شہوت کی حرص نکر کہ یہہ بہائم کا خاصہ ہے اوسکی کثرت سے بدن ناتوان اور قوے بدن ضعیف ہوتے ہین مسکینون اور ضعیفونکے حال سے غافل مت رہ اونکی رضامندی مقدم جان کیونکہ خلق کی رضامندی سے خالق کی خوشنودی متصور ہے اور غلہ ذخیرہ کر کہ قحط سالی مین کام آوے خلق اللہ سے ایسا سلوک کرنا چاہیے کہ نیک امین رہین اور بد خایف اے سکندر تجہکو بار بار سینے وصیت کی ہے اور پہر تاکید کرتا ہون کہ خونریزی مین دلیری نکر کیونکہ زندہ کرنا اور مار ڈالنا خدا کی صفت ہے کیا معلوم کہ قتل ناحق ہے یا حق حضرت ادریس پیغمبر سے مجہکو یہہ خبر پہونچی ہے کہ جو کوئی کسیکو قتل کرتا ہے فرشتے جناب باری مین بعجز و نیاز عرض کرتے ہین کہ اس بندہ قاتل نے قتل مین تیرے ساتہہ مشابہت کی ہے پہر اگر وہ قصاص مین مارا گیا ہے تو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرے حکم سے قتل کیا ہے اور اگر ظلماً مقتول ہوا تو فرماتا ہے کہ مجہکو قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ مینے خون قاتل کا مباح کر دیا بس تمام ملائکہ اوسکے حق مین دعاے بد کرتے ہین یہانتک کہ قصاص مین قتل کیا جاے اور یہہ اوسکے حق مین بہتر ہے یا اپنی موت سے مر جاے اور یہہ بدتر ہے کیونکہ آخرت کا عذاب دائمی ہے اے سکندر عہد شکنی اور جہوٹی قسم سے احتراز کر کہ سلطنتِ یونان اسی سے خراب ہوئی اور رعایا کو علم سیکہنے کا حکم فرما جو کوئی علم مین فائق ہوا اوسکی تعظیم و توقیر نگاہ رکہہ تا کہ لوگون کے دلون مین تیری محبت زیادہ ہو اور ملک و دولت اور نامِ نیک پایدار باقی رہے جبتک یہہ دونون خصلتین سلطنتِ یونانمین باقی رہین ملک مین زوال نہ آیا یونان کے بادشاہ اپنی رعایا کو تحصیلِ علوم مین اسقدر رغبت دلاتے تہے کہ اونکے زمانہ مین اپنے مان باپ کے گہر لڑکیان فرائض اور آدابِ شرائع اور علمِ نجوم و علمِ طب مین دستگاہ کامل پیدا کرتی تہین اے سکندر جسپر اعتماد نہو اوسکے ہاتہہ سے کوئی چیز تناول نکر اور اپنی حفاظت سے غافل مت رہ اس قصے کو یاد کر کہ بادشاہِ ہند نے تحفے بہیجے تہے اونمین ایک لڑکی بہی تہی جسکو صغر سن سے زہر مین پرورش کیا تہا حتی کہ سانپ کی خاصیت اوسمین آگئی تہی اور اس تدبیر سے اونکو تیرا قتل کرنا منظور تہا اے سکندر ایک دلیل سے حکم جاری نکر بلکہ جملہ دلائل مین جو قوی ہو اوسکو اختیار کر اے سکندر عدل اللہ کی صفت ہے اور عدل سے زمین و آسمان قائم ہے اور عدل سے گردنین قابو مین آتی ہین اے سکندر اہلِ ہند نے کہا ہے کہ بادشاہ کا عدل مینہ برسنے سے بہتر ہے اور بادشاہِ عادل آب باران سے نافع تر شیخ ابوالفضل بن مبارک محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کا وزیر کہ جو آئین و قانون سلطنت سے بخوبی خبردار تہا اوسکے مکتوب کا خلاصہ یہہ ہے اس زمانہ مین کہ راستی و نادرستی مانند راستی و درستی کے اہلِ عالم کو محبوب مرغوب ہے اور حیلہ و خیانت و مکر و فریب نے جابجا رواج پایا ہے اور ظلم و تعدی و رشوت ستانیکی رسم پڑگئی ہے اور چالاکون نے لوٹ مار کا ہاتہہ دراز کیا ہے اور خود غرض کہ اپنی بہلائی اور دوسرونکی برائی ہردم سوچتے رہتے ہین بہت ہوگئے یہہ سب نتیجہ لقمہ حرام کا ہے اور لقمہ حلال حاصل ہونا

قول ابوالفضل

محال ہیں غذائے ناگوارِ طبعی سے جسطرح فسادِ بدن اور ہلاکتِ ظاہری متصور ہے اسیطرح غذائے ناگوارِ روحانی سے خرابی نفسِ ناطقہ اور مرگِ معنوی پیدا ہوتی ہے اور نفسِ ناطقہ مردہ سے دین و دنیا کا کچھہ کام نہیں ہو سکتا صاحب نصیب کو لازم ہے کہ امورِ دین و دنیا میں غرض کو شامل نکرے اور مزاجکو صلاحیت پر قائم رکھے اور ہر دوست و دشمن سے سلوک کرے کہ رفاہِ رعیت و معموری ولایت اسی میں ہے اور معاملات کی تحقیقات میں عقل پر اکتفا نکرے بلکہ مختلف و فنون میں تقریرِ جداگانہ سے دریافت کرے اور فراست و دوربینی سے اظہارِ حق میں کوشش بلیغ کرے اور ہمیشہ نیازمندی کے ساتھہ تہذیبِ اخلاق کا اہتمام بجا لاوے اور خراب عادتوں کی درستی میں نہایت عرقریزی کرے اگر کسیکو دوست نہ بنا سکے بہر صورت صلح کل اختیار کرے سینہ زندانِ کینہ نہ بنائے خود پسند نہو اپنی بات کی پچ نکرے اور بوقت کسرِ نفسی بھی اچھا نہیں جو بات خلوت میں نکہے حق شناسی اپنا شیوہ کرے خوش طبعی کا دروازہ بند رکھے بیہودہ کام نکرے رات دن کے چوبیس گھنٹے معاملات دینی و دنیوی میں قسمت کرے ہر ہفتہ میں اول اپنے اعمال و احوال کا حساب لے کہ کتنے کام موافق رضائے الٰہی کے اور کتنے کام خلاف مرضی واقع ہوئے اونکا شکر کرے انکا عذر خوشامد حد سے زیادہ نکرے نہ سنے اور جو کسیسے کہے ہی تو راستی تلخ و سخن کہنی ضرور ہے کہ بدلا ہو جائے

مؤلف

خوشامد ہے بڑہ شیریں زبانوں کی یہی عادل | یہہ شیرینی میں گو یا زہرِ قاتل کو ملاتے ہیں

ہر کام میں جسطرح عقل سے صلاح لیتا ہے اسیطرح مردمِ دانا سے بعوض سے مصلحت کرے جب کوئی نیک کام ظہور میں آئے تو خودبینی و رعونت کو راہ ندے اور گوشہ نشینانِ آگاہ دل سے ہمت و وسیلہ طلب کرتا رہے حافظہ پر اعتماد نرکھے بلکہ قلم و کاغذ کو رازدار کرے لوگوں کی درستی و تربیت کا اہتمام کرے ہر بات سے عبرت حاصل کرے مصاحبوں اور خدمتگاروں سے خبردار رہنا لازم ہے کہ شریر سے بہرہ ور نہوویں ظلم نکریں جو شخص کہ سخنِ تلخ اور سچی بات کہے اوسکا عاشق رہو کہ ایسا آدمی نایاب ہے ہو وے ایسا کہ ہی نہی خلافِ آدم اند نیستند آدم خلافِ آدم اند سخن چینکے صدقِ قول سے معلوم نہو اعتبار نکرے اور تو انکو بیکار نکہوتے بالکل مغلوب الغضب نہو جاوے اور بدرجہ کمال حلیم و بردبار بھی نہ ہو

فرد

کند تحمل بسیار مرد را بے قدر | کمان چون نخمیدن دہد کبادہ شود

نشہ کی عادت نڈالے بہت خندہ نکرے تکلیف کیوقت پریشان نہو اگر کسی طرح کا غم و اندوہ لاحقِ حال ہو تو کاروبار میں مصروف نہو بہت خلوت پسند نکرے اور کثرت میں بھی ہر دم نرہے طریقہ میانہ روی خوب ہے خدا جسکو عزت دے اوسکو عزیز رکھے فقرا و مساکین و اربابِ حاجت کا مددگار رہے اور گناہ کے لائق سزا تجویز کرے بعضے کو صرف نگاہِ تند کافی ہے بعضے کو زیر بند تازیانہ مفید نہیں اور قسم کہانیکی عادت اختیار نکرے کہ نسبت

اپنے جہوٹ کی تہمت لگانی ہے کسی بزرگ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کچہہ بات کہے تو اوسپر صدق و کذب کا
احتمال ہے اور جو مکرر کہے تو جہوٹ کا شک غالب ہوا اگر قسم کہائی تو دروغ کا یقین ہوگیا مولف قسم سے
بڑہ کے نہین جہوٹ کی دلیل کوئی ✤ کہ راستی کے سخن سے قسم ہے نامحرم ✤ جبتک نوکرون سے کام ہوسکے فرزندون کو
حکم نہ دے اور فرزندون سے ممکن ہو تو خود اوسکا ارادہ نکرے اسواسطے کہ جو دوسرون سے نہوسکے اوسکا تدارک خود
کرسکتا ہے مگر جب تجہہ ہی فوت ہوا تو بندوبست مشکل ہے دنکا کام رات پر چہوڑے نہ آج کا کام کل پر اور کسب
کمال مین بہت مصروف رہے خرچ آمدنی سے کم کرے وعدے سے نہ پہرے خوشخوئی اور کشادہ پیشانی سے زیست
بسر کرے **نظام الملک وزیر ملکشاہ** نے جو مکتوب اپنے فرزند عزیز فخر الملک کو لکہا ہے سراسر وعظ و نصیحت سے
بہرا ہوا تہا اوسکا خلاصہ یہہ ہے اے عزیز خوشحالی و کم آزاری کے ساتہہ زندگی بسر کرنی چاہیے علم کی روشنی سے
راہ راست معلوم ہوتی ہے خاموشی سے عزت زیادہ ہوتی ہے والدین اور اوستاد اور قبائل کے حق مین زیادہ تر
نیکی کرنی لازم ہے اے فرزند بار خدا اعتقاد نیک دونون جہان کی نیکیون کا سرمایہ ہے اور شناخت حضرت پروردگار
وحدانیت کے ساتہہ کہ ہمیشہ سے تہا اور ہے اور رہیگا اور زوال و انتقال سے پاک ہے ہو سکے ہمیشہ کسی حال مین کسی
چاہیے عالمون کی عزت و حرمت بجالانی ضرور ہے صبحدم بیدار ہو کہ اوسوقت جاگنا برکت رکہتا ہے اور اوسیکے کامونکو
سلجہاتا ہے اور زندگانی زیادہ کرتا ہے ادب اختیار کر ہنرمندون اور قابلونکی صحبت قبول کر علم و فضل حاصل کرنے مین
کوشش کر جہوٹ نہ بول غیبت نکر سچ بولنے کی عادت رکہہ جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اگر کسی مصلحت کے
سبب سے کبہی جہوٹ بولیگا تو اوسکو بہی لوگ سچ سمجہینگے شعر جہوٹ کہنے مین جو کہ ہو مشہور ✤ اوسکی سچ بات بہی
ہو نہ منظور ✤ وعدہ وفا کا ارادہ درست رکہہ کہ یہ دل عزیز ہونیکا ذریعہ اور حسن چلن ہے اور درو غگو اور حیلہ ساز اور اوباش
وغیرہ کی مصاحبت سے کنارہ کر کہ اونکی ہمنشینی زہر قاتل ہے خدمتگار با ادب رکہہ خوش اخلاق لوگون سے دوستی
پیدا کر کسیکے ناموس کو نظر بد سے نہ دیکہہ اور جو کوئی تجہے اسباب کی رغبت دلائے اوسکو دشمن جانی جان ہر دم
تازہ رو اور خوش خلق رہنا مناسب ہے کہ لوگونکا دل تیری ملاقات پر مائل ہو ظلم پر جرات نکر دعا مظلومکی قبول ہے

مولف

دعا کرتے ہین مقبولان درگاہ خدا جسدم ✤ قبولیت فلک سے بہر استقبال آتی ہے

انصاف سے درگذر نکر حسد اور کینہ دل مین نہ رکہہ ہر وقت تکلف نکر رعیت کو آسودہ رکہہ مظلومون کی فریاد سننے کیلئے
ایک روز عدالت کیواسطے مقرر کر اور اپنی ذات خاص سے انصاف پر مستعد ہو خادمون اور نوکرون کو معزز رکہہ
اگر وہ بیمار ہون عیادت کی تکلیف کر اگر اونکو کوئی مشکل درپیش ہو معاونت کر سبکو پہچان اور نام و لقب اونکا
یاد رکہہ اور کشادہ پیشانی سے کلام کر کہ وہ تیری خدمت زیادہ کرین اور اونپر ہمیشہ احسان کر اور حاجتین برلا

لطائف ظرافت

انسانکو ہر موقع پر نیکنامی حاصل ہوتی ہے اور ایک ادنیٰ بات مین بدنام ہوجاتا ہے خدا توفیقِ نیک رفیق کرے
الغرض ایسی ہزار ہا باتین سمجھادین کہ جسکے باعث شہزادہ بلند اقبال زمانہ کے نشیب و فراز سے بخوبی خبردار ہوگیا
عقلِ رسا نے طرفہ جولانی پیدا کی خیال دور دور پہونچنے لگا طبیعت نے ہر بات کی کنہ حقیقت تک رسائی کی راہ نکالی
اوسوقت فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اے خرد پرور لطافتِ تقریر اور ظرافتِ بیان ایک عجیب چیز ہے جو کہ انسانکو
اپنے ہمجنسون پر درجۂ فوقیت بہت جلد عنایت کرتی ہے اور کسی شخص کو رنج و غم یا فکر و تردد سے سروکار ہو تو
اوسکا دل خوش کرنیکے واسطے یہہ طریقہ بہت عمدہ ہے بشرطیکہ درجۂ اعتدال کے ساتھہ رہے بزرگونکی نصیحت ہے
کہ اپنے بڑے اور اپنے چھوٹے سے ظرافت و بذلہ سنجی مناسب نہین اسلئے کہ بزرگ ناراض ہوتا ہے اور خرد
گستاخ لیکن برابر والے سے گاہے بگاہے مضایقہ نہین مگر رضامندی کا لحاظ رہے اوسکا طریقہ ہم تمہین سمجھاتے ہین
اسی پر قیاس کرلینا مناسب ہے **لطیفہ** ولایتِ غور کے رہنے والے اکثر احمق ہوتے ہین ایکروز کوئی ظریف وہان
جا پہونچا اوس شہر کے جانبِ شمال ایک کوہ بلند واقع ہے جسکی حرارت سے وہانکی ہوا نہایت گرم ہے اور لوگ
ہمیشہ مرض مین مبتلا رہتے ہین مردِ ظریف نے اونسے کہا کہ اگر ایکسال میری خدمت کرو اور مجھے عمدہ عمدہ
کھانے کھلاؤ تو برس بھر بعد مین اس پہاڑ کو اوٹھا کر دور پھینک دونگا غوری بہت خوش ہوئے اور اوسکی خدمت پر
کمر باندہی ایک برس تک غذاے لطیف و میوۂ پاکیزہ اوسکو کھلاتے رہے جب وہ برس تمام ہوا سبنے ظریف سے کہا کہ
چل وعدہ پورا کر اوسنے کہا بہت اچھا اس شہر کے تمام باشندے میرے ساتھہ چلین اور تماشا دیکھین وہ سب
ملکر زیرِ کوہ جا پہونچے مردِ ظریف پہاڑ کے نیچے پشت خمیدہ کرکے کھڑا ہو رہا اور کہا کہ اب تم سب لوگ یکبارگی
زور کرکے اس پہاڑ کو میری پیٹھہ پر رکھدو پھر مین اسکو دور لیجاکر جہان بتاؤ وہان پٹکدون غوریون نے
کہا کہ تو کچھہ دیوانہ ہوا ہے یہہ کام ہماری طاقت و مقدور سے باہر ہے اوسنے جواب دیا کہ تم سبکے سب دیوانے ہوگئے ہو
بھلا ہزارون آدمی جمع ہین اور اس پہاڑ کو اوٹھا نہین سکتے پھر مین اکیلا کسطرح اوٹھا لونگا اہلِ شہر یہہ بات سنکر
نہایت پشیمان ہوئے اور ظریف نے اپنا راستہ لیا **لطیفہ** کسی شخص کا ایک غلام تھا ہر روز پانی بھرتے بھرتے
تھک جاتا ایکدن شام کو آقا نے پوچھا کہ اے غلام تو اپنا حال اور میرا حال کیسا پاتا ہے اوسنے جواب دیا
کہ اس گھر مین سب سے زیادہ دو شخص کمبخت ہین ایک مین دوسرا تو مالک نے کہا اسکی دلیل کیا ہے اوسنے جواب دیا
کہ رات بھر تجھے اونکی روٹی کی فکر ہے اور دن بھر مجھے اونکے پانی کی مگر اونکو میرا تیرا کچھہ رنج نہین اور بالکل
احسان نہین مانتے بلکہ دونونکو اپنا خدمتگار شمار کرتے ہین صاحب نے کہا واللہ تو سچ کہتا ہے اور غلام کو آزاد
کردیا **لطیفہ** ایک چور نے کسیکا جامہ چرایا اور بازار مین دلال کے حوالے کیا کہ اسکو فروخت کرے دوسرا
چور دلال کے پاس سے وہ کپڑا چرا لیگیا یہہ چور خالی ہاتھہ یارون کے پاس آیا اونہون نے پوچھا کہ وہ جامہ کس قیمت کو

فروخت کیا اوسنے جواب دیا کہ جس قیمت کو لیا تہا لطیفہ ایک شخص بحالِ تباہ سکندر کے دربار مین حاضر ہوا اور اپنا
مطلب بدل کمال فصاحت وبلاغت کے ادا کیا سکندر نے فرمایا کہ جسطرح تیرا مافی الضمیر کلماتِ دلپذیر سے آراستہ ہے اسیطرح
اگر ظاہر بھی لباس پر تکلف سے پیراستہ ہو تو بہت عمدہ بات ہے اوسنے عرض کی کہ خوبی تقریر مین مجھکو دسترس ہے
اور پوشاک نفیس عطا فرمانیکو بادشاہ بس ہے، یہہ کلمہ ذوالقرنین کو پسند آیا اور خلعت گران بہا مع زرِ نقد عطا فرمایا
لطیفہ کسی شخص نے اپنے غلام سے انگور منگائے وہ بازار گیا اور بہت دیر مین آیا مالک اوسپر غصہ ہوا اور کہا
کہ جسوقت مین تجھے ایک کام کو بھیجون لازم ہے کہ چند کام سرانجام دیکر جلد آجایا کر غرض کچھہ دنون مین آقا بیمار ہوا
اور غلام سے کہا کہ کسی طبیب کو بلا لا غلام گیا اور چند شخصون کو جھٹ پٹ اپنے ہمراہ لاکر حاضر کردیا جسدم صاحب نے
پوچھا کہ اتنے آدمی کسواسطے آئے ہین کہا کہ اے خواجہ او سرور کیا تیری نصیحت مجھے خوب یاد ہے تونے فرمایا تہا
کہ مین ایک کام کا حکم دون تو جلدی جلدی کئی کام کر لیا کر لہذا مینے تیرے حکم کے موافق اس فرصتِ قلیل مین
اتنے کام کئے ہین یعنے طبیب کو لایا کہ تیرا علاج کرے دواساز کو لایا کہ تجھے دوا پلائے مطرب کو لایا کہ صحت ہو تو
نغمہ سرائی کرے غسال کو لایا کہ مرجائے تو تجھے غسل دے شاعر کو لایا کہ تیرا مرثیہ بناکر تاریخ وفات کہے گورکن کو
لایا کہ تیری قبر تیار کرے اور حافظ کو لایا کہ تیرے جنازے کی نماز پڑہائے اور گور پر قرآن ختم کرے لطیفہ
ایک امیر دولتمند نے جین حیات مین اپنے واسطے مقبرہ بنوانا شروع کیا ایکبرس کے عرصہ مین تعمیر کردیا جب
تیار ہوچکا تو اوس امیر نے معمارون کے اوستاد سے پوچھا کہ اب اس عمارت مین اور کیا چاہئے اوسنے کہا صرف ایک
آپکا جسم شریف اور زیادہ کچھہ نہین لطیفہ ایک جوان عورت نے کسی بوڑہیا کو کوزہ پشت دیکھکر کہا کہ بڑی بی
یہہ کمان کتنی قیمت مین فروخت کرتی ہو اوسنے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا کہ بیٹی جب تو میری برابر
ہوجائیگی تو اوسوقت ایسی کمان تجکو بھی مفت ملرہیگی کچھہ قیمت دینے کی حاجت نپڑیگی لطیفہ
دہقانون کی ایک جماعت بادشاہ کے حضور مین کسی عاملِ ظالم کی فریاد لائی بادشاہ نے فرمایا کہ عاملون مین اوسکے برابر کوئی
شخص عادل اور راستگو نہین ہے سر سے پاؤن تک اوسکے تمام اعضا مین عدل و انصاف بھرا ہے اون دہقانون مین ایک ظریف بھی حاضر تہا اوسنے
جواب دیا کہ اے بادشاہ جو اوسکے تمام اعضا مین عدل و انصاف بھرا ہے تو ہر ایک عضو اوسکا ایک ایک ملک مین جدا جدا بھیجدے کہ ہر ملک تیرا عدل سے معمور ہوجائے
بادشاہ نے تبسم فرمایا اور اوس عامل کو معزول کیا لطیفہ ایک ظریف کو کسی گناہ مین ماخوذ کرکے بادشاہ کیخدمت مین
لائے ثبوتِ جرم کے بعد بادشاہ نے حکم صادر فرمایا کہ اسکی ناک مین سوراخ کرو ظریف نے کہا کہ واللہ میری
ناک مین دو سوراخ ہین اور یہہ بخوبی مجھے کفایت کرتے ہین تیسرے سوراخ کی حاجت نہین بادشاہ کو
بے اختیار ہنسی آئی اور اوسے چھوڑ دیا لطیفہ ایک شہر عالم فاضل کہین چلے جاتے تہے اثنائے راہ مین ایک شخص
کوٹھے سے گرا اور حضرت کی گردن پر آپڑا وہ تو خیر سے اوٹھہ کھڑا ہوا مگر انکو نہایت صدمہ پہونچا کئی روز تک

بستر پر پڑے رہے لوگ عیادت کیواسطے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مولانا حال کیسا ہے آپنے فرمایا اس سے زیادہ
کیا ہوگا کہ گرے کوئی اور گردن ٹوٹے ہماری لطیفہ ایک غوری کا گدہا چور چرا لیگئے اوسکو جب خبر ہوئی
سجدۂ شکر ادا کیا لوگون نے کہا کہ اے غوری یہہ کیا سجدۂ شکر کا مقام ہے اوسنے جواب دیا کہ خدانخواستہ اگر مین اوسوقت
سوار ہوتا تو مجکو بھی چور لیجاتے خر گدہا گیا تو جانے دو مین بچ رہا یہی غنیمت ہے لطیفہ ایک بادشاہ نے
دشمن پر فتح پائی اور اوسے قید کر لیا پھر از راہ عتاب فرمایا کہ اب تیرا کیا حال ہے اور مین تیرے حق مین کیا کرون اوسنے
جواب دیا کہ خدا جس چیز کو دوست رکھتا ہے وہ عفو ہے اور تو جس چیز کو دوست رکھتا ہے وہ ظفر ہے جبکہ حضرت
پروردگار نے وہ ظفر کہ جسکو تو دوست رکھتا ہے تجھے ارزانی فرمائی تب وہ عفو کہ خدا جسکو دوست رکھتا ہے
تو بجالا کہ اوسکے شکر سے ادا ہو بادشاہ کو رحم آیا اور اوسکو رہا فرمایا لطیفہ شاہجہان بادشاہ کے زمانہ مین ایک
شخص بڑے علامۂ عصر تھے ہمیشہ خلوت مین رہا کرتے ہرچند بادشاہ نے کئی بار طلب فرمایا مگر وہ کبھی تشریف نلائے
لوگون نے عرض کی حضور یہہ شخص نہایت مغرور معلوم ہوتا ہے آپنے چند مرتبہ یاد فرمایا اور وہ حاضر نہوا بادشاہ نے
کہا ہم خود اوسکی ملاقات کیواسطے چلتے ہین دیکہین کہ فی الحقیقت متکبر ہے یا نہین شاید کہ حاضر نہونیکی کوئی دوسری
وجہ معلوم ہو غرض بادشاہ جب وہان گیا کیا دیکہتا ہے کہ آپ دیوار سے تکیہ کیے ہوئے پاؤن پہیلائے کتاب کے
مطالعہ مین مصروف ہین شاہجہان دو ساعت تک برابر بیٹہا رہا مگر وہ متوجہ نہوئے اور کچھہ خیال نکیا بادشاہ نے
یقین سوچا کہ اسکو بیشک بڑا غرور ہے پھر براہ طنز کہا کہ حضرت آپکے پاؤن کب سے لمبے ہوگئے ہین جواب دیا کہ جب سے
اہل دنیا کی جانب سے ہاتھہ کوتاہ کیا ہے پاؤن دراز کرنیکا خوب موقع ہاتھہ آیا بادشاہ یقین نہایت پشیمان ہوا اور
بالیقین سمجھہ گیا کہ یہہ صاحب فی الحقیقت صاحب فضل و کمال ہین ۔ خلاصہ یہہ ہے کہ شہزادہ خرد پرور کی تعلیم و تربیت کو
اسیطرح چھہ مہینے گذر گئے اوس سرور دانائے ہوشیار یعنے وزیر یگانہ روزگار نے فرمایا کہ اے عزیز با تمیز تم اول پڑہ چکے ہو
کہ یک من علم را دہ من عقل باید اس مثل پر ہر دم خیال رکہنا اور کبھی فراموش نکرنا کل کے روز امتحان درپیش ہے
بادشاہ ذیجاہ یاران سلطنت جو سوال کرین اوسکا جواب معقول بہت غور و تامل سے ادا کرنا جو جو تمہین یاد ہے
ہم اوسکا موقع بھی سکہا چکے ہین ایسا نہو کہ عین وقت پر مطالب اور مقاصد وغیرہ بیان کرنے مین کوتاہی واقع ہو اور
ہمنے اجتک تمہین جسقدر تعلیم کی ہے اوسکو ہمارے سامنے پھر تمام و کمال بیان کر دو اگر خوب یاد ہے تو ہم تحسین و
آفرین کرینگے اور جو کچھہ کسر رہگئی ہوگی تو وہ آج ہی نکل جائیگی شہزادہ نے دست بستہ عرض کی کہ اس کمترین کو
روز اول سے امتحان کی فکر ہردم رہتی ہے اور جو کچھہ آپنے تعلیم فرمائی ہے وہ مجملاً تو اب سن لیجئے اور مفصل
حضور شاہی مین گذارش کرونگا اوسوقت حاضرین دربار تحسین و آفرین فرمائین تو آپکا دل خوش اور خاکسار کی
قدر و منزلت زیادہ ہو یہہ کہکر اول سے آخر تک جو کچھہ پڑہا تہا فرفر زبانی سنا دیا اور کہا کہ اے بہترین بہی

اگر بادشاہ کو بھی اسطرح سنایا تو مطلق کارآمد نہین بلکہ جو سوال کیاجاے اوسکے جواب مین حسب گفتگو کا موقع ہوا تحمل کرنی ضرور ہے اسواسطے کہ اگر وہ کوئی بات پوچھین اور مین عبارت پڑہنی شروع کر دون تو بہت نازیبا ہے یعنے بادشاہ فرمائینگا کہ بغیر سمجھے طوطے کیطرح یاد کرلیا ہے حضرت کی ناراضمندی کا موجب ہوگا اہلِ محفل خندہ زنی کرینگے اور کہینگے کہ سوال دیگر جواب دیگر اگر حضرت کی توجہ اِلٰہن اور عنایت بے نہایت شاملِ حال ہے تو میرے امتحان کا بھی کل امتحان ہوجائیگا فرزانہ روزگار بہت خوش ہوا اور فرمایا قہ قہ مرحبا اے عندلیب چمن نوا خاطر جمع کر وہی رخصت ہوا جسوقت روز دوم خسرو خاورنے سریر فلک چہارم پر جلوس فرمایا بادشاہ گیتی پناہ نے دربار عام آراستہ کیا علماے کرام و حکماے عظام حاضر تھے وزیر با تدبیر اپنے قرینے سے ایستادہ تھے اسنے مین سلطان والا شان وزیر اعظم کیطرف مخاطب ہوا اور ارشاد کیا کہ امی شعور سخن سنج آج فرزانہ روزگار کیخدمت مین جا اور ہماری طرف سے بعد سلام شوق کے عرض کر کہ اگر مرضی مبارک ہو تو آپ تشریف آوری سے اہلِ دربار کو ممتاز و سرفراز فرماتے اور خرد پرور کو بھی ہمراہ لائیے وزیر اعظم یہہ حکم سنتے ہی فوراً دولتگاہ خرد پرور مین جا پہونچا اور نیاز حاصل کرکے پیغام بادشاہی سنایا فرزانہ روزگار نے کہا بہتر ہے اور اوسیوقت مع شہزادہ خرد پرور دربار بادشاہی مین تشریف لاتے

امتحانِ اول

مولف

ہوئی مدت فراموشی کہانتک	ہماری یاد سے کیون بے خبر ہے
ہمین وس بار چاہے آزمالے	یہہ کیا اک امتحان مدنظر ہے

جسدم فرزانہ روزگار بارگاہِ شہریار مین داخل ہوا بادشاہ دانش پناہ کمال تعظیم و تکریم سے پیش آیا شہزادہ خرد پرور آداب تمام سے آداب بجالایا فوراً دو کرسیان جواہر نگار موجود ہوئین اوستاد شاگرد بیٹھے اول بادشاہ نے فرمایا کہ اے خرد پرور تم نے آجتک کیا کیا پڑہا ہے پہلے بیان کرو پھر ہم تمہارے پڑہے ہوئے مین کچھہ سوال کرین شہزادہ نے عرض کی کہ جناب عالی فدوی نے بحث حروف تہجی اور ضرب المثل اور پند حکما اور لطائف کلام وغیرہ سے فرصت حاصل کی مگر اب حضور کی خاطر اقدس مین ان مضمونکا جو سوال گذرے بلا تامل ارشاد کرین اور ہرگز یہہ خیال نفرمائین کہ اس سمجھہ اونکے دایرہ حقیقت سے خارج ہے بندہ حتی الوسع اپنی فہم ناقص کے موافق اوسکا جواب دیگا عقل مجسم یہہ تقریر سنکر حیران رہ گیا اہل دربار کو نہایت تعجب ہوا کہ آج پہلا ہی امتحان ہے مگر شہزادہ کی جولانی گفتگو اور شوخی تقریر یہہ بات بخوبی ثابت کر رہی ہے کہ درجہ تکمیل حاصل ہوچکا الحاصل بادشاہ نے فرمایا کہ قرینہ قیاس سے ایسا پایا جاتا ہے کہ شاید

ابھی عرصہ قلیل میں کتب درسیہ کے عبور کی نوبت گذر گئی شہزادہ نے کہا کہ جناب عالی کتب کا طریقہ تعلیم و تعلم جداگانہ ہے اگرچہ ایشیا میں کا زمانہ گذر گیا اب فی زمانا علم کا مدار کتاب پر ہے اور ظاہر ہے کہ عموماً کتابوں کی دو قسمیں ہیں ایک درسی دوسری غیر درسی درسی اون کتابوں سے عبارت ہے جو کسیوقت میں درجہ میں تک اوستاد سے پڑھتے ہیں کیواسطے ایک گروہ کی رائے سے خاص ہوں اور غیر درسی اون کتابوں سے جو ان قیدوں سے آزاد ہیں مگر یہہ امر مسلم ہے کہ صرف درسیہ کے عبور سے تکمیل حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اوس سے یہی غرض ہے کہ طالب کو حل مطالب کی استعداد پیدا ہو اور عموماً کتاب بینی سے تکمیل حاصل کرے اسواسطے کہ علم دریائے ناپیدا کنار ہے اور عمر بہت قلیل علاوہ ازین کتب درسیہ بہت کم ہیں طبائع مختلف اور تالیفات و تصنیفات کثیرہ اور ہر زمانہ میں درسیہ کے انتخاب میں تغیر و تبدل واقع ہوتا ہے اور ہمیشہ مختلف ممالک میں مختلف درس جاری رہتے ہیں پس یہہ تغیرات و اختلافات صاف ناطق ہیں کہ درسیہ کے انتخاب میں کتابوں کا انحصار دشوار ہے اور جب یہہ امر ثابت ہوا تو کتب کا قول صادق آگیا کہ صرف درسیہ کے عبور سے تکمیل ناممکن ہے اور اسحالت میں کتاب بینی کی ضرورت معلوم ہوتی ہے واقع میں کتاب بینی ایسی چیز ہے کہ انسان کے دماغ کو روشن عقل کو جلا دلکو آئینہ کر دیتی ہے اگر کسی شخص کو ایسی دوا کی تلاش ہو کہ گہر بیٹھے ہفت اقلیم کی سیر کیا کرے اور زمین و آسمان کے قلابے ملایا کرے اور اگلے پچھلے حالات دیکھا کرے تو کوئی حکیم یہہ کہہ نہیں سکتا کہ سوائے کتاب بینی کے اسکے لیئے دوسرا نسخہ بھی ہے سابق میں اگرچہ مصنفین و مؤلفین زیادہ گذرے مگر عام لوگوں کو کتابیں بہت کم میسر ہوتی تہین اب چھاپے نے ایسی راہ نکالدی ہے کہ ہر قسم کی کمیاب و نایاب کتابیں دیکھنے میں آتی ہیں مگر ناظرین کے دلوں پر ہر دم یہی قلق رہتا ہے کہ اجل سر پر کھڑی ہے فرصت کو بقا نہیں وقت کا قیام غیر ممکن ہے اور موت کا کچھہ علاج نہیں ❊ فرد ❊ غافل تجھے گھڑیال یہہ دیتا ہے منادی ❊ گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹادی ❊ اوسدم ایک حکیم دانا نے کہ دربار شاہی میں حاضر تہا خرد پرور کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ شہزادہ عالم کی عمر دراز ہو اگر بار خاطر نگذرے تو میں بھی ایک سوال دریافت کروں شہزادہ نے جوابدیا کہ خاص کچھہ تمہیر منحصر نہیں بلکہ ہر شخص کو اجازت ہے کہ جسکو میری تقریر میں جائے گفتگو ہو بیتکلف خاموش نرہے اگر تمہیں کچھہ تحقیق کرنا ہے تو بسم اللہ اوس حکیم دانا نے کہا کہ مطالعہ کتب سے کیا منافع متصور ہیں اور عقل کیونکر ترقی حاصل کرتی ہے اور آخر کار اسکا نتیجہ کیا پیدا ہوتا ہے شہزادہ خرد پرور اوس سے مخاطب ہوا اور کہا کہ اے حکیم فہیم اسکی کیفیت مجھسے سنیے تعلیم ضروری کارروائی کے لائق بہت جلد آسکتی ہے اور اپنی زبانکا لکھنا پڑھنا تو کچھہ دشوار نہیں اطفال خردسال ایک برس میں بخوبی حاصل کر سکتے ہیں علم چاہیئے اور ہوش حواس جبکہ ایک برس کی تعلیم میں اپنی زبانکا لکھنا پڑھنا آگیا تو اوقات عزیز کو علوم مفیدہ کی تحصیل میں صرف کرنا چاہیئے لیکن ہر قوم کو لازم ہے کہ تمام علوم کو اپنی زبان میں ترجمہ کرے جسطرح انگریزوں نے بکمال کوشش تمام زبانوں کے علوم ترجمہ کیے

اپنی زبانین بہرتے اور جو اگر کتابین اصل مقصد سے گمراہ کردیتی ہین اور بالعوض فائدے کے نقصان حاصل ہوتا ہے اسکا سبب یہہ ہے کہ یا تو وہ کتابین خود حقیقت حال نہین سکہا سکتین یا سکہنے والا کتابین خوب اور علم مرغوب بہم نہین پہونچاتا بہرحال ضرور ہے کہ کتب مفیدہ کی سیر کرین اور علوم بہبودی خلائق کی تحصیل مین مصروف ہون ورنہ جیسا طریقہ تعلیم ایک مدت سے عوام الناس مین جاری ہے اگر اسیطرح قیامت تک جاری رہے گا تو کچھہ بہی حصول نہوگا اور حکماے یونان و انگلستان کا حال اور اونکی ایجادون کا بیان اور اونکی تصنیفات کا مضمون مطالعہ کرنے اور اپنی عقل پر زور دینے سے ترقی عقل حاصل ہوتی ہے اور یہہ بات تو آج کل تمام دنیا کے لوگ جانتے ہین کہ اسوقت ملکی ترقی اور تعلیم و تربیت وغیرہ مین انگلستان کے مقابل کوئی ملک نہین ہے بلکہ تمام دنیا کی ترقی اور ترغیب تعلیم و تربیت کے وقت انگلستان ہی کی نظیر پیش کیجاتی ہے اور اوسکی علمی روشنی کی چمک اور عقلی نور کا پرتو ایک عالم مین پہیل رہا ہے اور ملک ولایت کا ایک نہایت لائق و فائق حکیم فہیم کہ سررشتہ تعلیم انگلستان جسکی ذات گرامی سے متعلق ہو اور ایسے شائستہ و تربیت یافتہ ملک مین اوسکی رائے عالی سے ترقی تعلیم کی نگرانی کا کام لیا جائے اور جسکے کلام واجب التسلیم کو بڑے بڑے خوش تدبیر لوگ کمال درجہ قابل اعتبار سمجھین جس صورت مین اوسکا یہہ قول ہو تو غیر ملکون کے باشندے کہ جو ہنوز خواب غفلت سے مست و مدہوش ہین اونکا احوال کسقدر قابل عبرت ہے وہ **قول یہہ ہے** کہ مین انگلستان کی جہالت سے نہایت سخت لڑائی لڑ رہا ہون اور اس دشمن سخت سے از بس خائف و ترسان ہون اور جسقدر اوسکی طاقت کا حال مجکو معلوم ہوتا جاتا ہے اوسیقدر اوسکا خیال کرتا ہون ملک کی جہالت درحقیقت ایک نہایت خوفناک اور ایسا زبردست دشمن ہے کہ جسسے سلطنت اور رعایا دونوکو خطر عظیم ہے پس جہان تک ہمکو اوسکی شکست دینے کے سامان دستیاب ہوسکین فراہم کرکے اوسکا مقابلہ کرین ہمکو ابہی تک اس دشمن جان کے مقابلہ مین ہرگز چین نہین اور ابہی بہت کچھہ کرنا باقی ہے پس مقام غور ہے کہ ایسا مستعد اور ہوشیار شخص جہالت انگلستان کے مقابلہ مین فتحیاب ہونا نہایت مشکل کام خیال کرتا ہے اور باوجود اس بات کے کہ انگلستان کے باشندون نے جہالت کی جڑ کاٹ دی ہے اور اس دشمن سخت کی کمر توڑ دی ہے مگر پہر بہی وہ جہالت کی اس شکستہ اور نہایت ضعیف حالت کو ایک خطرناک اور قوی دشمن سمجھکر نہایت انصاف اور کمال انسانیت سے اوسکی برائی دفع کرنے مین کوشش کرتے ہین اور ہرچند کہ بہت کچھہ فتح پا چکے ہین مگر اپنی فتحمندی کا مطلق دعوی نہین کرتے اسصورت مین وہ ملک نہایت قابل افسوس ہے کہ جہان ابتک ترقی تعلیم کیا معنی بلکہ آغاز تعلیم بہی جیسا کہ چاہئے ویسا نہین ہے اور زعم باطل نے اسقدر گہیر لیا ہے کہ گویا ہمین سب کچھہ آتا ہے اور ہم اعلی درجہ کے ترقی یافتہ ہین مگر اسطرف ذرا بہی توجہ

مصروف نہین کرتے اور جہالت کو اپنا یارِ غار اور مونسِ غمگسار تصور کرتے ہین فـرد بعد مردن دور اگر
ہمسے جہالت ہو تو ہو ✦ غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو ✦ اِسّے صاف ظاہر ہے کہ جب اُونکہین اوس
جہالت کا قابو چلیگا تو او مملک کو اپنا دار السلطنت قرار دیگی اور جاہل قوم کہ جسکو جہالت کی رعیت وضع کرنا چاہیے
کبھی اپنے آقا کی خیر خواہی سے انحراف نکریگی اس عالم مین اوس مملک کے بادشاہِ وقت پر فرض ہے کہ اوسکو اپنا
غنیم تصور کرکے بر سرِ جنگ آمادہ ہو اور اس دشمن کو حتی المقدور زندہ نچھوڑے ورنہ بقولِ سعدی شیرازی دو بادشاہ
در اقلیمے نگنجند ✦ اسکے عہدِ سلطنت پر خواہی نخواہی زوال آجائیگا اور یہہ دشمنِ قوی کہ جو ہر دم ہر لحظہ اپنی گہات مین ہے
تختِ فرمانروائی کو غصب اور تمام ملک کو تہ و بالا کردیگا اس نظر سے باشندوں پر واجب ہے کہ اپنے ملک کی حمایت اور
طرفداری مین سر مو کوتاہی نکرکے دوست اور دشمن مین اصلی تمیز پیدا کرین اور اس دشمن سے مقابلہ کرنیکے لئے علم و ہنر کے
ہتیاروں سے زیادہ بہتر جنگ آزمائی کا دوسرا سامان نہین مگر صرف تعلیم و تعلم پر اکتفا نکرکے زور و طاقت سے بھی بمقابلہ
پیش آئین اسلئے کہ قوائے باطن کی ریاضت سے عقل درجۂ اعلیٰ پر پہونچتی ہے اور اعضائے جسمانی کی مشقت سے جسم کو
قوت اور ترقی نصیب ہوتی ہے پس جسقدر کہ جسم تندرست ہوگا اوسقدر عقل بھی سلیم ہوگی اِسّے بخوبی ثابت
ہوگیا کہ ریاضتِ جسمانی بھی اکتسابِ علوم کے ساتھہ لازم و ملزوم ہے جبتک کہ انسان کو علم حاصل نہین ہوتا اندہونکی
جماعت مین شمار کیا جاتا ہے پس جسکو تہوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ کبھی پسند نکریگا کہ سب لوگ عجیب و غریب
تماشے بلاحظہ کرین اور وہ آنکہین بند کئے بیٹھا رہے بلکہ یہان وہی مثل صادق ہوگی کہ اندہا مانگے دو آنکہین ✦
مگر جو کور مادرزاد ہین اونکو معذور رکہنا چاہئے لیکن علم وہ کحل الجواہر بینائی ہے کہ چشمِ بصیرت مین لگانا گویا کہ
ازل سے ابد تک کی حقیقت آنکہوں سے دیکہہ لینی ہے اور نتیجہ اوسکا بے انتہا یعنی اپنی کیفیت اور اپنے وجود
و عدم کی ماہیت اور اپنا باعثِ تولید کہ ہم دنیا مین کسواسطے پیدا ہوئے اور کہانسے آئے ہین کہان جائینگے بخوبی
ظاہر ہوجاتا ہے جبکو یہہ بات معلوم نہو اوسکا وجود و عدم برابر ہے جسطرح حیواناتِ بے تمیز دنیا کی صورت دیکہہ کر
چلے گئے اور یہہ نسمجھے کہ ہم کیا چیز ہین اور دنیا کیا شئے ہے وہ گویا ایک پتھر سے بھی زیادہ ناچیز اور بے حیثیت ہین

فـرد

در بہاران زاد و مرگش در دے است ✦ پشہ کے داند کہ این باغ از کے است

بیانِ عقل

اسی اثنا مین ایک اور عالمِ دانشمند نے سوال کیا کہ اے دُرّۃ التاج سلطنت و اے قرۃ العین خلافت
آپنے جو کچھہ زبانِ مبارک سے فرمایا بہت درست ہے ہمین کسیکو جائے دم زدن نہین مگر یہہ فرماتے کہ عقل کسکو کہتے ہین
اور وقت پر اسکو کسطرح کام مین لانا چاہئے شہزادہ نے کہا عقل وہ جوہرِ لطیف ہے کہ منزلِ مقصد کے لئے اس سے بہتر
کوئی رہنما نہین مل سکتا اور عقل وہ جوہرِ لطیف ہے کہ جسکے سبب انسانکو اشرف المخلوقات کا لقب عطا ہوا

اور عقل وہ جوہر لطیف ہے کہ جسکے سبب سے زمین و آسمانکا حال دریافت ہو سکتا ہے اور عقل وہ جوہر لطیف ہے کہ انسان جسکے باعث اپنی موت و حیات کا انتظام بخوبی کر سکتا ہے اور عقل وہ جوہر لطیف ہے کہ جسم کی زندگانی روح پر منحصر ہے اور بقائے روحانی اسکے ذریعے سے قائم رہ سکتی ہے اور عقل وہ جوہر لطیف ہے جسکو اصل الاصول کل جوہروں کا قرار دینا چاہیے اے مرد دانشمند عقل انسانی اگرچہ ایک جوہر فرد ہے مگر اختلاف ظہور کے اعتبار سے دو قسم پر منقسم ہے قسم اول عقل معاد قسم دوم عقل معاش پس عقل معاد وہ ہے کہ مرجانیکے بعد اوسکا ثمرہ حاصل ہو اور عقل معاش وہ ہے کہ جو بحین حیات اس دنیا میں کام آئے ان دونوں کا مرکب نتیجہ یہہ ہے کہ انسان اپنی دو قائم عزیز کا پابند ہے اور دنیا کو اپنا مدرسہ تعلیم خیال کرکے معلم عقل سے قیاس اور تجربہ کا وہ درس لینا لازم ہے کہ جو زندگی اور مرگ دونوں حالتوں میں نہایت مرتبہ کارآمد اور کمال درجہ مفید ہو۔ فرد ۔ وہ بات کیجیے کہ رہے یادگار جہان ۔ دو روزہ زندگی کا نہیں اعتبار کچھہ ۔ مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اپنی زندگی کے طور طریقے اور اون کاموں سے کہ جو اونکو اپنی عمر کے ایک حصہ میں کرنے چاہئیں واقف ہوں حیف تو یہہ ہے کہ ہم لوگ ہر روز دیکھتے ہیں کہ صبح ہوتی ہے اور پھر وقت گذرتے گذرتے شام ہو جاتی ہے اور اسیطرح زمانہ گذرتا چلا جاتا ہے مگر اس انقلاب سے بھی کہ جسکے معاینہ سے سراسر ناپائداری اور بے ثباتی ہماری زندگانی کی نمایاں ہے ہماری آنکھوں کا پردہ نہیں اوٹھتا بلکہ ہم لوگوں کے دلوں میں یہہ بات سمائی ہوئی ہے کہ ہمکو اپنی زندگی میں یہی تھوڑے سے کام کرنے ہیں کہ کھانا کھایا پانی پیا اور پاؤں پھیلا کر سو رہے اس کوتہ اندیشی کا نتیجہ آخرکار یہہ ہے کہ ہم لوگوں کو یہہ بھی اچھی طرح میسر نہیں ہوتا جانوروں وغیرہ کیطرح جنگل ناپتے اور خاک چھانتے پھرتے ہیں ۔ فرد ۔ اب خاک کے ہیں ڈھیر تو کیا اس خرابے میں ۔ پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اوڑا چکے ۔ اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے دو عمدہ جوہر ایک شہوت دوم عقل انسان کی ذات میں پیدا کئے ہیں اور ان دونوں کی ترکیب سے خمیر اس طرفہ معجون کا بنایا اسی سے فرشتے ایسے ہیں کہ جنکو شہوت سے محروم اور جانور ایسے ہیں کہ جنکو عقل سے بے بہرہ پیدا کیا انسان کی خلقت اکمل و افضل ہے اگر آدمی عقل کو شہوت کا تابع کرے اور حیوانات کیطرح حلیہ عقل و دانش سے معرا ہوکر شہوت پرستی اختیار کرے جانوروں سے بدتر اور گدہے سے بڑہ کر ہے اور جو شہوت کو عقل کا فرمانبردار بنائے اور نفس ناطقہ کی تکمیل اور محاسن اخلاق اور خوبیوں اور نیکیوں کے حاصل کرنے میں کوشش بلیغ کرے پس فرشتوں میں مل گیا دنیا میں اوسکو ہر طرح کی نعمتیں حاصل اور عقبی میں ہمیشہ کے لئے نجات ہے اسبات سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ کی تکمیل اور روشنائی علم حاصل کرکے تاریکی جہالت کو دور کرنا آدمی پر بڑا بھاری فرض ہے کیونکہ بدون حصول علم کے انسانیت نصیب ہونی ممکن نہیں اور بغیر دور کرنے تاریکی جہالت کے آدمیت حاصل کرنی دشوار بلکہ محال ہے اقبال و دولت سلطنت اور جملہ مراتب و درجہ علے تابع علم کے ہیں جس قوم کو علم حاصل ہوا اوسکے اقبال کا ستارہ چمکا

دیکھو ہر قوم اپنے تکمیلِ علوم پر نازان ہے چنانچہ یونان والے اپنے علم پر فخر کرتے ہین کہ سب سے پہلے ہمنے طریقہ کا
ہفت اقلیم کو زیرِ نگین کیا ہندوستان والے کہتے ہین کہ ہمارا علم سب سے قدیم ہے چنانچہ صدہا سے ورقے علاوہ
دنیا کے علوم و فنون کا مخزن تہا عرب والے ناز کرتے ہین کہ علم کے ذریعے سے فتوحات کے وسیع ہا عناصر کے
ہمارا جہنڈا سر بلند ہوا مصر والے دعوی کرتے ہین کہ ہمنے یونانیون سے پہلے علوم و فنون کی مدد سے کہتے ہین
کامیابی حاصل کی اور ہر قوم کے پاس اپنی وجہِ ثبوت کی ہزارہا دلیلین موجود ہین آئیے ہین اور ایک شخص
کرنے شہزادہ بلند اقبال ان دونون عقلونکا جداگانہ بیان فرماتے کہ عوام الناس بہی استفادہ حاصل کرین
شہزادہ نے کہا کہ **عقلِ معاد** کی یہہ حقیقت ہے کہ اوسکے ذریعے سے انسان اپنے معبودِ حقیقی کی شناخت
مین کمال حاصل کر لیتا ہے اور ریاضت و عبادت اور زہد و تقوی اور دینداری و پرہیزگاری کا پابند ہوجاتا ہے
دنیا کی طرف اصلا رغبت نہین ہوتا اگرچہ ہر چیز کی صنعت و ندرت کاری صناعِ حقیقی کی ذاتِ والاصفات کا بخوبی
اثبات کر رہی ہے مگر انسان کو تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب سے وہ درجہ حاصل ہوجاتا ہے کہ ہر دم جمالِ معنویکا نظارہ
دیدۂ دل کے پیش نظر رہتا ہے اور یہو شخص خداپرست کے لقب سے ملقب ہوتا ہے جسمین یہہ عقل نہین ہوتی وہ نصف
انسان نصف خر ہے مثلاً فرض کرو کہ دو شخصون مین ایک خدا کو مانتا ہے اور دوسرا منکر ہے پس جو شخص خدا کا
قائل ہوگا وہ بہرصورت بہتر رہیگا اس دلیل سے کہ اگر بعد مرگ خدا سے سروکار نہوا تو اسکا کچہہ نقصان نہین اور بالفرض
اگر خدا کوئی چیز ہے تو مرجانیکے بعد روحِ منکر کو عذابِ دائمی ہے اور دوسرا کوئی بچانیوالا زبردست نہین جو اوس وقت
کام آئے خداپرست سے کہ نہ دورِ تسلسل اوسکو نقصان پہونچا سکتا ہے نہ تناسخ مشرقی اوسکی زندگی مین خلل پیدا
کر سکتی ہے اتنے مین ایک اور شخص بولا اگر خدا نہو تو خداپرست نے خوفِ بیفائدہ و امید موہوم مین اپنی زندگی
برباد کی اور کل کے وعدون پر آجکی لذتون سے بہی محروم رہا شہزادہ نے جوابدیا کہ جو شخص لذاتِ دنیاوی پر فریفتہ
اوسکو پورا اگر ہاوارہ دنیاچاہتے کہ وہ عقلِ معاش سے بہی بے بہرہ ہے جسکے تجربہ سے دنیا کی نعمتون کا بے بقا
ہونا اور گردشِ روزگار کا انقلاب بوجہِ احسن ثابت ہوجاتا ہے یعنی نعمتِ دنیاوی پایدار نہین اور ناپایدار چیزون کو
ہرگز کوئی عقلمند پسند نکریگا بلکہ ہمیشہ راحتِ دائمی کی طلب مین ہمہ تن مصروف و سرگرم رہے گا ❊

فرد

ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے — پر چاہیئے کہ تجہکو تگ و دو لگی رہے

جب اسکے جواب سے فارغ ہوا پہر سائل اول کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے مردِ دانشمند تمام عالم مین محققون نے
ایک ہزار مذہب کے قریب شمار کئے اور اونکے ماتحت فرقے بیشمار ہین لیکن عموماً مذاہبِ معقول و منقول کی تفریق
بطورِ کلیات اسطرح خیال کیگئی ہے کہ مذاہبِ معقول مین چہہ گروہ ہین اول سوفسطائیہ اس مذہب والے

اور عقل وہ عالم کو خیالی جانتے ہین اور وجودِ محسوسات و معقولات کے قائل نہین دوم طبیعیان کا
کہ انسان جسکے باہر محسوس ہوتی ہے وہ موجود ہے سوا اسکے غیر محسوس کوئی شے وجود نہین رکھتی انسان حیوان
روح پر منحصر ہے پیدا ہوتے ہین اور خشک ہوجاتے ہین قدیم سے اسی وضع پر موجوداتِ عالم کی ساخت ہوتی رہی ہے
کل جو ہر و کُلا ہو گی اور سوا اس عالم کے کوئی دوسرا عالم نہین ہے اکثر انمین سے عناصر کی پرستش کرتے ہین وجودِ
دوقسم پر منقد کو نہین مانتے سوم فلاسفہ دہریہ اس مذہب کے معتقد سوا محسوسات کے عالمِ معقول کا ہونا بھی
تصور کرتے ہین اور کہتے ہین کہ سوا ہے عقل کے انسان کو کسی نوعِ بشر کے ذریعے کی احتیاج نہین اور
مقصد اونکا یہہ ہے کہ عقلی دلائل پر کار بند ہونا چاہیئے یہی وسیلہ نجاتِ دو جہانی ہے منقول کی حاجت نہین
مگر عاقلون یا پیغمبرون کے اقوال جہانتک معقول ہین اونکے ماننے مین کچھہ مضائقہ نہین چہارم فلاسفہ الٰہیہ
یہہ لوگ باوجود اثباتِ عالمِ محسوس و معقول کے انبیا پر بھی ایمان رکھتے ہین اسواسطے کہ انبیا نے محض نظامِ عالم
اور بہبودیِ مخلوقات کے لیئے شریعت وضع کی اونکو علمِ نظامی بخاطر خواہ حاصل ہے اثباتِ احکام و اشیا سے
حلال و حرام بیان کرنیکے واسطے تا یہ بین جانب اللہ ہوئی اور عالمِ ارواح و ملائک و عرش و کرسی و لوح و قلم
وغیرہ کا جو احوال اونہون نے بیان کیا وہ سب امورِ معقول ہین مگر عوام الناس کے سمجھانیکو اونکی خیالی اور جسمی
صورت مین بیان کرتے ہین اسیطرح قیامت و بہشت و حور و قصور و نہر و میوجات وغیرہ کا بیان تالیفِ قلوب
و رغبت کے لیئے کہ اکثر عوام کی طبیعت لذتون کی طرف مائل ہے لہٰذا اس ترغیب سے وہ نیک عمل کرین
اور عملِ بد کے تارک ہون علیٰ ہذا القیاس دوزخ و حساب و کتاب و منکر نکیر و کراماً کاتبین و عذاب وغیرہ کا بیان
خوف و ہیبت کے واسطے پنجم صابیہ یہہ لوگ محسوس و معقول اور احکامِ عقلیہ کے قائل ہین مگر شریعتِ انبیا کے
معتقد نہین ششم برواقیہ یہہ فرقہ محسوسات و معقولات اور احکامِ عقلیِ اہلِ دین کو مانتا ہے اور اس مذہب والے
کہتے ہین کہ شریعتِ انبیا عقلی چاہیئے جو نبی آتا ہے وہ نبی اول کا مخالف نہین ہوتا امر خود پسند کی شریعت
معتبر نہین ہے یہی چھہ مذہب معقول کہلاتے ہین اور وہ لوگ جو کہ شریعتِ نقلی کے قائل ہین مذاہبِ منقول کے
پابند شمار کیئے جاتے ہین یعنے اونکے بعضے اقوالِ شرعی بظاہر دلائلِ عقلی کے مخالف معلوم ہوتے ہین یہہ لوگ
پانچ گروہ پر منقسم ہین اول ہنود دوم یہودی سوم مجوسی چہارم نصاریٰ پنجم مسلمان یہہ پانچون فرقے اس
بات کا دعوے کرتے ہین کہ ہماری شریعت خاص حضرتِ واجب الوجود کی ہدایت سے برحق ہے یعنے کتبِ
آسمانی کے موافق سب احکامِ شرعی عقلی و نقلی کو تصور کرتے ہین ہنود برہما کے چار وید کو یہود موسیٰ کے
عہدِ عتیق یعنے توریت کو مجوس زردشت کی ژند یعنے اصولِ آتش پرستی کی تحریر کو نصاریٰ عہدِ جدید یعنے
عیسیٰ مسیح کی انجیل کو اور مسلمان محمدِ عربی کے قرآنِ شریف کو اپنا دین و ایمان اور آسمانی کتاب قرار دیتے ہین

لیکن جبکہ منقولات میں سے کسی مذہب کو بنظرِ غور دیکھتے ہیں تو وہ مطلقاً معتقدِ منقولات نہیں ہیں اونمین سے بہی بعضے باوجودیکہ ہندو یا مسلمان یا عیسائی وغیرہ ہوتے کسی نہ کسی ایک معقول طریقہ کا عقیدہ رکہتے ہیں ہرچند بظاہر مذاہبِ منقول کے شامل رہیں اور یہی سبب ہے کہ بہت سے فرقے علحدہ علحدہ ایک ہی مذہب مین پائے جاسکتے ہیں اور سلسلہ اونکا ہر قوم مین موجود ہے مثلاً طبعیئہ ہمہ اوست یعنے محض عناصر کے معتقد اور واجب الوجود کے منکر ہر ایک مذہب مین موجود ہین مگر پابندِ شریعت اونکو بد مذہب اور بے ایمان کہتے ہین

مؤلف

پہونچی نظر کسی کی نہ اوسکے جمال پر | ھر خیرہ چشم کھیل رہا ہے خیال پر
ہم ممکن الوجود کے قائل ہین اے نظام | ہے آفرین ہمارے خیالِ محال پر

اے مردِ دانشمند عقلِ معاد کا حال معلوم کیا تو نے اب عقلِ معاش کا بیان سن کہ دنیا مین ظاہرا دو قسم آدمی ہین ایک وہ کہ جو ذاتی محنت و مشقت سے زر و مال حاصل کرتے ہین دوسرے وہ کہ جو اپنے زرِ حاصلہ کو واہیات مین کہو دیتے ہین جو لوگ سست اور کوتہ اندیش ہین کبہی دنیا مین اپنی ترقی نہین کرسکتے محنت و کفایت شعاری اور اعتدالِ مزاجی و دیانت داری سے کم رتبے کے لوگ اچہے بڑے مرتبے پر ترقی حاصل کرسکتے ہین اور انسان کے عقلِ معاش کی کسوٹی یہی ہے کہ وہ دولت و مال کو کسطرح سے حاصل کرکے جمع کرتا ہے اور کس طور پر اوسکو استعمال اور کام مین لاتا ہے اگرچہ بیشک و شبہ دولتِ دنیا اور مال و اسباب کو انسان کی زندگی کا ثمرہ اور حیاتِ بے بدل کا اصلی مقصود خیال نکرنا چاہئیے لیکن اوسکو نفرت سے ترک کرنا اور یک قلم ہاتہہ سے کہونا بہی مناسب نہین اسواسطے کہ دولت و حشمت اور مال و مکنت انسان کے آرامِ جسمانی اور بہبودیِ اجتماع کا ایک نیک ذریعہ ہے حقیقت مین انسان کی اکثر عمدہ خصلتین زر کے استعمالِ مناسب سے متعلق ہین مثلاً فیاضی و انصاف اور منفعتِ غیر کو اپنی مصلحت پر مقدم رکہنا اور امانت و دیانت وغیرہ اور اوسکے مقابل مین بری خصلتین بہی اسی دولت کے باعث پیدا ہوتی ہین مثلاً طمع و فریب و ظلم و خود غرضی وغیرہ اور زر کی واجبی تحصیل کا طریق اور استعمال کا حق ادا کرنا کمالِ عقلِ معاش کا جوہر کہا تا ہے یعنی دولت حاصل کرنے اور خرچ مین لانے اور لین دین اور قرض و وصیت مین حدِ اعتدال کو ملحوظ رکہنا ہوشیاری و احتیاط کو ظہور مین لانا ہے ہر انسان کو لازم ہے کہ آسایشِ دنیوی کے حاصل کرنے مین و اچہی طور سے کوشش کرے کیونکہ اسی سے وہ فرحتِ جسمانی اور آسایشِ بدنی میسر آتی ہے جو انسان کی ترقیِ فضل و کمال کیلئے ضروری ہے ہر شخص دولت سے اپنے لواحقون اور متعلقون کی پرورش کا سامان تیار کرسکتا ہے جو لوگ کہ آمدِ روزینہ کو طعمۂ شبینہ کرتے ہین اور کچہہ باقی نہین رکہتے وہ نہایت ہی پست ہمت رہتے ہین اور بالضرور

کم زور و بیکس ہوتے ہین ہمیشہ دوسرے لوگون کے دست نگر او محتاج رہا کرتے ہین اس قسم کی وسعت اور تنگی اور خوشحالی اور بدحالی محض موسم اور وقت کے ہاتھہ مین ہوتی ہے اگر زمانہ فراخ سال او موسم آمدنی مال کا ہے تو خوشحال ورنہ ذلیل و پامال

مؤلف

نہ اتنا دے کہ ہونا چیز اے بار
کہ ہے نا چیز سے ہر ایک کو عار
کہلا بھی اور کھلا بھی اور دے بھی
ذخیرہ پھر تو رکھہ کل کے لئے بھی
اگر زندہ رہا تو بیکسی مین
بلا ہے پیر ہونا مفلسی مین

سرمایہ اگرچہ کتنا ہی تھوڑا اور کم مقدار کیون نہو لیکن ایک نوع کی قوت بخشتا ہے جسکو یہہ قوت نہو وہ بیشک اپنے اہل و عیال کی طرف خیال کرکے خوف و لرزے مین پڑیگا عاقبت اندیش آدمی خواہمخواہ دور بین ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی زندگی کو صرف حال ہی کے لئے نہین سمجھتا بلکہ پیش بینی سے استقبال کا اہتمام حال مین کرتا ہے اوسے اپنے مزاج کو خواہمخواہ اعتدال مین رکھنا پڑتا ہے اور وہ بصورت اپنی تکلیف گوارا کرکے کام ناکام محنت و مشقت اوٹہاتا ہے اور اپنا کار و بار ایک زمانہ دراز کے واسطے اس خوبی و خوش اسلوبی سے سرانجام دیتا ہے کہ اوسکے بعد بھی ہر کام وقتاً فوقتاً اپنے اپنے موقع پر نہایت خوبصورتی کے ساتہہ ظہور پاتے رہتے ہین اور اوس کے باقی ماندون کی حسرتِ دل گویا کہ جیتے جیاہت مین پوری کر جاتا ہے

فرد

نشان سدا نہین رہتا ہے نام رہتا ہے
وہ کام کر کہ زمانے مین واہ واہ رہے

اس کو عقلِ معاش کہتے ہین اہل دربار نے یہہ تقریر دل پذیر آویزہ گوش کرکے ذہن و ذکا اور فہم رسا کی نہایت تعریف و توصیف کی عقلِ مجسم نے تبسم فرمایا اور فرزانہ روزگار کے چہرے نے دل کی خوشی کہا لی الغرض جس جس نے جو سوال کیا شہزادے نے فوراً جواب دیا اور ہر سوال کا جواب بہت شایستگی و لیاقت سے ادا کیا پھر بادشاہ فلک بارگاہ نے ارشاد کیا کہ اے خرد پرور ہم بہت خوش اور نہایت محظوظ ہوئے اب مانگ کیا مانگتا ہے خرد پرور نے عرض کی کہ خداوند آپ کی خوشنودی مزاج کمترین کے واسطے دونون جہان کی نعمتون کا نعم البدل ہے دل مین کسی چیز کی آرزو باقی نہین اور بیشک آرزو ہوتی تو ایک چیز کی ہوتی مگر وہ فضل الہی سے حضور کے اقبال عالم پناہی نے اول ہی سے مہیا کر دی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ وہ کیا چیز ہے شہزادے نے کہا کہ بندہ ایک نقل جو کہ اصل حقیقت مین حقیقتاً اصل ہے گذارش کرتا ہے اوس سے اچھی کی تمنائے دل کا بخوبی اظہار ہو سکیگا بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر خرد پرور نے کہا کہ

حکایت خلفاے عباسیہ مین ایک شخص ہارون رشید بڑا نامور خلیفہ گذرا ہے اوسکے تین لڑکے تھے ایک محمد امین دوسرا مامون رشید تیسرا معتصم باللہ محمد امین اوسکی بی بی زبیدہ خاتون کا فرزند تھا مگر ہارون رشید اپنے فرزندِ دوم مامون رشید کو زیادہ پیار کرتا تھا ایکشب خاتونِ موصوفہ نے گلہ کیا کہ تم میرے محمد امین کو جو تمہارا فرزند اکبر اور بی بی زادہ ہے کم چاہتے ہو اور مامون کو جو پرستار زادہ ہے زیادہ تر پیار کرتے ہو اوسنے جواب دیا کہ مین ہر ایک فرزند کو اوسکے حوصلے کے موافق چاہتا ہون اور تمکو امتحان منظور ہو تو مین تماشا دکہادون یہہ کہکر مسرور داروغہ محل کو حکم دیا کہ محمد امین کو اسوقت جس حالت مین ہو اوسی ہیئت سے دلاسا دیکر بلا لا اسوقت بے اعتدالی معاف ہوگی بلکہ انعام دیا جاے گا مسرور محمد امین کو بلا لایا دیکہا تو وہ مستی مین سرشار ہے پاؤن نہین ٹہیرتا ہارون رشید نے کہا گہبراؤ نہین آج مینے تجہے انعام دینے بلایا ہے جو دل کی خواہش ہو طلب کر تو کہا کنیزانِ مہر و زولیدہ مو جو علم موسیقی جانتی ہون دلادو اور ایک عیش باغ میری مرضی کے موافق بنوادو ہارون رشید نے مسرور سے پوچہا کہ تو اس کو کس حالت مین سے بلا لایا اوسنے عرض کی کہ باغ مین گلبدنانِ سرو قد کے ہمراہ عیش منا رہے تہے راگ و رنگ کی محفل گرم تہی دورِ جام جاری تہا خلیفہ نے مسرور سے کہا کہ میر عمارت اور نخاس بان سے کہو کہ اسکو باغ اسکے حسب دلخواہ بنوادو اور کنیزین بخاطر خواہ دلادو بعد اوس کے رخصت کیا اور مامون رشید کو بلوایا وہ کمر باندہ کر ہتیارون سے مسلح اور زرہون سے اوتچی بنکر حاضر ہوا پہلے خواجہ سرا سے پوچہا کیا کرتا تہا کہا مطالعہ کر رہے تہے اس سے پوچہا کہ کیا کتاب تہی کہا تواریخ کہا اوس کی سیر سے فائدہ کہا آئینِ جہانداری معلوم ہوتے ہین کہ فلانا بادشاہ عدل گستری رعیت پروری اور ہوشیاری و بیدار مغزی کا کاربند رہا تو اوس کی سلطنت نے قیام پایا وہ نیکنام ہوا اور فلانا بادشاہ ظالم یا عیش دوست امورات خلافت سے بے خبر راحت طلب رہا تو اوسکی سلطنت تباہ ہوئی اسصورت مین ہمکو تنبیہ کے حاصل ہونے سے علاوہ ایک عبرت بہی حاصل ہوتی ہے کہ کیسے کیسے بادشاہ گذرے مگر آخر اونکا بستر خاک ہوا اب سوا عملِ نیک کے کچہہ کام نہ آتا ہوگا خیر پہر خلیفہ نے پوچہا تو مسلح بنکر کیون آیا کہا مینے قیاس کیا کہ آج خلافِ عادت نصف شب کے وقت یاد فرمایا ہے تو کسی نہ کسی سبب سے خالی نہین شاید کسی غنیم کے دست درازی کی خبر آئی ہو یا کوئی ایسا قصہ گذرا ہو جو مجہے اوس مہم پر بہیجنے کی صلاح ٹہیری ہو اب کمر بستہ تیار ہوجاؤن کہ اس کام پر روانہ ہونے مین تاخیر نہو پہر فرمایا کہ آج تیرے دل کی جو بڑی آرزو ہو طلب کر مین عنایت کرونگا عرض کی کہ ایک بڑا کتب خانہ بنوادو اور ہر علم و فن کی کتابین جمع کرادو اور فلانے فلانے معروف و مشہور اوستاد فلانے فلانے

مقام مین ہین اونکا وظیفہ خاطر خواہ معین کرکے بلوا دو ؂ اگر ہوس است ہمین قدر بس است ؂
یہہ حال قال اوسکا سماعت کرکے خلیفہ سے پہلے زبیدہ خاتون نے اوسے سینے سے لگا لیا اور کہا کہ الحق
سیر اوسکا کم تو بھی کا اور یہہ زیادہ تلطف کا سزاوار ہے پھر سرور کو حکم دیا میر عمارت سے کہنا کہ کتب خانہ کے
لئے مکانِ عالیشان اسے بنوا دے اور وزیر کتابین اور سب خواہشین اس کی موجود کر دے آں نقل سے
صاف ظاہر ہے کہ جو لڑکا اچھے طریقے کا پابند ہوتا ہے اوسپر دشمن کو بھی پیار آتا ہے اور بد رویہ سے دوست کو بھی
انکار و عار رہتا ہے غرض کہ ان دونون شہزادون کے برے بھلے افعال و اطوار کا نتیجہ بعد تھوڑون زمانے کے
تھوڑے ہی دنون مین سب کو معلوم ہو گیا یعنے محمد امین نے برس بھر ہی چین سے بادشاہت کی
اور مامون رشید ایک زمانہ دراز تک نہایت دبدبہ و ترقی کے ساتھہ سریرِ سلطنت پر رونق افروز رہا

مؤلف

درس و تدریس مین کوشش جو کوئی کرتا ہے　　زندگانی مین وہی عیش کا دم بھرتا ہے

جب شہزادہ یہہ حکایت تمام کر چکا تو کہا کہ حضور نے ایسا کتب خانہ لاثانی اور اسلحہ کا علم بے مثال اس خاکسار بیمقدار کو مرحمت فرمایا جس کا شکر ادا ہونا کسی صورت سے ممکن نہین ہے

شعر

سنگِ فیضِ تو چمن چون کند اے ابرِ بہار　　کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست

یہہ بات سنکر دربارِ سراپا انوار مین چارون طرف سے احسنت و آفرین کی صدا
بلند ہوئی عقلِ مجسم نے خرد پرور کو پاس بلاکر اپنے سینے سے لگا لیا اور کہا

مصرع ؂ مارا باین گیاہِ ضعیف این گمان نبود ؂ پھر فرزانہ روزگار کو
بالطبع خوشنودی مزاجِ اقدس ایک خلعتِ بیش بہا عنایت فرمایا
دربارِ امتحان برخاست ہوا لوگ اپنے اپنے مکانون پر
تشریف لے گئے جابجا تمام شہرون
اور ملکون مین شہزادہ عالیشان کی
لیاقت و سعادتمندی کا چرچا ہوا
اور فرزانہ روزگار کی
تعریفین اوڑنے
لگین ؂

بابِ دوم موسوم بہ عقلِ نہم

مؤلف

ساقی ہمین نہ بہولیو ایسا ہو غضب | آراستہ ہو بزم تو ہمرہ یاد کیجیو
تا دورِ نہ فلک رہے آباد میکدہ | جاتے ہین آج کل ہی ہمین شاد کیجیو

جسوقت فرزانہ روزگار یعنی شہزادہ والا تبار سکونت گاہ مین داخل ہوئے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہوا خرد پرور کو اپنے روبرو بٹہایا کہا ابہی امتحانِ اول تہا تم ہرگز خیال نکرنا کہ مینے سوالون کا بہت عمدہ جواب ادا کیا اور تمہار بازان نہونا کہ مین کچہہ معقول تقریر کر سکتا ہون اے خرد پرور سب جانتے ہین کہ ابہی تمنے کوئی علم حاصل نہین کیا صرف حروف شناسی کا مادہ اور قدرے عبارت پڑہ لینے کی طاقت پیدا ہوئی ہے اسلئے اہلِ دربار نے دیدہ و دانستہ ذرا ذرا سے سوال کئے تہے وہ دلمین خوب جانتے ہین کہ ابہی تم نوآموز مبتدی ہو ابہی تمہاری استعداد کیا ہے ابہی لیاقتِ علمی کا پہرہ کہان ہے آیا اور یہہ ہرگز نہ سمجہو کہ عقلِ مجسم نے تعریف کر کے سینے سے لگا لیا کسلئے کہ اگر تم نہایت خراب امتحان دیتے اور تمہین بہت بڑی خفت و ذلت بہی ہوتی اور کوئی تمہاری تعریف نکرتا اور سب تمہین برا کہتے تو بادشاہ کچہہ تمکو دربار سے نکلوا نہ دیتا کہ وہ تمہارا باپ ہے، اور تم اوسکے بیٹے دیکہو یہہ مثل مشہور ہے **قول** ہر کسے را عقل خود بکمال نماید و فرزند خود بجمال ۔ مگر جو لڑکا نالائق و بدلیاقت ہوتا ہے اوسے ناخلف کہتے ہین صرف کچہہ باپ کی محبت سے عزت و حرمت حاصل نہین ہوتی باپ اوسکو ہزار عزیز سمجہے لیکن تمام زمانہ کی نظر مین وہ ذلیل و حقیر اور بے توقیر رہیگا۔

فرد

کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہان شوی | کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من

تم جبتک سب علم و فن مین دستگاہ کامل پیدا نکروگے کوئی تمہین علامہ زمان نہ کہیگا اول ہم تمہین علم صرف تعلیم کرتے ہین جسکو اہلِ عرب اپنی اصطلاح مین اُمّ العلوم کہتے ہین پہر علم نحو اور منطق وغیرہ سکہائینگے یاد رکہنا چاہیئے کہ ہر علم کیواسطے ایک موضوع ہے موضوع اوسکو کہتے ہین کہ جسکا بیان ایک علمِ خاص مین کیا جائے وضع ایجاد کرنا اور واضع ایجاد کرنیوالا چنانچہ صرف کا موضوع کلمہ اور نحو کا موضوع کلام اور منطق کا موضوع تصدیق و تصور ہے پس ہر ایک کا حال موقع بموقع بیان کرینگے اب ہم علم صرف کا بیان کرتے ہین اے خرد پرور جو بات انسان کے مونہہ سے نکلتی ہے اوسے لفظ کہتے ہین وہ

دو قسم ہے بامعنی اور بےمعنی لفظ بامعنی کو کلمہ اور بےمعنی کو مہمل کہتے ہیں پھر کلمہ تین قسم پر منقسم ہے **اسم فعل حرف** اسم نام کو کہتے ہیں اوسکی تین اقسام ہیں جامد مصدر مشتق اسم جامد پھر دو قسم ہے نکرہ معرفہ اسم نکرہ غیر معین چیز پر دلالت کرتا ہے جیسے مرد و زن وغیرہ اسکو اسم جنس بھی کہتے ہیں اسم معرفہ وہ ہے جسسے کوئی معین چیز سمجھی جاوے جیسے زید عمرو وغیرہ کہ خاص کسی شخص کا نام ہے اسکی سات قسمیں ہیں **قسم اول علم** یہہ کسی خاص چیز کا نام ہے چنانچہ کبھی خطاب ہوتا ہے جیسے احتشام الدولہ یا فیروز جنگ یا عمدۃ الملک یا خان بہادر وغیرہ اور کبھی کنیت ہوتی ہے یعنے باپ بیٹے بھائی وغیرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے جیسے عرب میں ابوالقاسم یا ام ایمن یا ابن حجر وغیرہ علے ہذا القیاس ہندی میں جیسے بدہو کے باوا گنگا کی ماں نورا کے بیٹے کیسر کے بہائی وغیرہ اور کبھی عرف ہوتا ہے یعنے نام کچھہ اور ہو لوگ کچھہ اور کہکر پکارتے ہوں جیسے اسد اللہ خان نام ہے عرف مرزا نوشہ مشہور ہیں اور کبھی تخلص ہوتا ہے یعنے شاعر ایک مختصر نام اپنا مقرر کرکے اشعار میں لاتا ہے اور وہ نام سے بہی زیادہ شہرت پاجاتا ہے جیسے سعدی یا جامی وغیرہ کہ نام انکا مصلح الدین اور عبدالرحمن ہے مگر جبتک سعدی یا جامی نکہو کوئی نہیں سمجھتا اور کبھی القاب ہوتے ہے یعنے ذات اور قوم وغیرہ کے نام سے مشہور ہو جیسے میر صاحب یا خانصاحب اور مرزاجی یا شیخجی وغیرہ اور کبھی ہندی میں سنگہ اور ناتہہ اور رائے اور داس وغیرہ بھی علم میں داخل ہوتے ہیں **قسم دوم** ضمیر اکثر ضمیر سے پہلے اسم یا فعل واقع ہوتا ہے اور جس حال میں ضمیر اول اور مرجع اسکے بعد بیان کرتے ہیں اوسکو اضمار قبل الذکر کہتے ہیں اگرچہ عربی و فارسی میں بہت سی ضمیریں ہیں اور انمیں فرق بھی ہوتی ہے جیسے ضمائر متصلہ اور ضمائر منفصلہ ضمیر متصل وہ ہے کہ کسی کلمہ سے ملی ہوئی واقع ہو ضمیر منفصل وہ ہے کہ بذات خود ایک علیحدہ کلمہ ہو اور ان دونوں قسموں میں سے ہر ضمیر تین طور پر ہے مرفوع منصوب مجرور مرفوع ضمیر فاعل کی ہے منصوب ضمیر مفعول کی اور مجرور ضمیر مضاف الیہ کی اسصورت میں ضمیر چھہ قسم پر منقسم ہوتی ہے مرفوع متصل مرفوع منفصل منصوب متصل منصوب منفصل مجرور متصل مجرور منفصل مگر اردو میں کچھہ اسکی قید نہیں یعنے ضمیر کے لیئے تین لفظ مقرر ہیں اور عربی میں مذکر و مونث جدا جدا ہیں فارسی میں اسکا لحاظ بہی ملحوظ خاطر نہیں بلکہ دونوں کو ہمیشہ ایک ہی طور پر استعمال کرتے ہیں ہرچند کہ اردو میں مذکر و مونث کی جداگانہ علامت ہے لیکن ضمیر میں دونوں یکسان ہیں چنانچہ واحد غائب مذکر و مونث کیواسطے وہ اور جمع غائب مذکر و مونث کیواسطے وہ یا وے مقرر ہے مگر فی زماننا وہی ضمیر واحد یعنے وہ کا لفظ بجائے جمع بہی فصیح و مستعمل ہے اور واحد حاضر مذکر و مونث کیواسطے تو اور جمع حاضر مذکر و مونث کیواسطے تم اور واحد متکلم مذکر و مونث کیواسطے میں اور جمع متکلم مذکر و مونث کیواسطے ہم مقرر ہے

اور ضمیر کے پھیرنے کو راجع اور ضمیر جسطرف پھرتی ہے اوسے مرجع کہتے ہین قسم سوم کلمات اشارہ
جنکے ذریعے سے کسیکی طرف اشارہ کرین یعنے وہ کلمہ جو خاص واسطے اشارہ کے موضوع ہوا ہو جسکیطرف
اشارہ کرتے ہین اوسکو مشار الیہ اور اشارہ کرنیوالیکو مشیر اور جس لفظ سے اشارہ کیا جاتا ہے اوسکو اسم
اشارہ کہتے ہین اردو مین اسکے واسطے دو لفظ مقرر ہین ایک واسطے قریب کے اور دوسرا واسطے بعید کے
پس اونمین سے قریب کے لئے یہ اور بعید کے لئے وہ اور اگرچہ انکی جمع بھی یے اور وے ہے مگر اہل فصاحت
جمع مین بھی وہی دونون لفظ جاری رکھتے ہین جو واحد کے محل پر استعمال کئے جاتے ہین اور کبھی محاورے
مین ضمیر متکلم کے مقام پر فروتنی اور کسر نفسی کیواسطے بحسب مراتب لفظ بندہ اور غلام اور نیازمند اور
خاکسار اور احقر اور مخلص اور فدوی اور عاصی اور کمترین اور گنہگار اور خانہ زاد وغیرہ اور ضمیر مخاطب
غائب مین آپ اور حضرت اور جناب اور خود بدولت اور خداوند اور پیر و مرشد وغیرہ مستعمل ہوتے ہین
قسم چہارم اسم موصول جو بغیر صلہ کے تنہا نہ مبتدا ہوسکے نہ خبر اوسکے واسطے یہہ الفاظ مقرر ہین
جو جس جسکو جسے واحد کے لیے اور جن جنکو جنہین جنہون کو جمع کے لیے مگر جو کا لفظ واحد اور جمع
دونون کیواسطے کافی ہوسکتا ہے اور صلہ اوسکا ایک جملہ ہوا کرتا ہے جیسے جو آدمی کل آیا تھا اب
حاضر ہے اس مثال مین جو آدمی اسم موصول ہے اور کل آیا تھا اوسکا صلہ اور اسمائے موصول کبھی شرط کے
معنی بھی دیتے ہین اونکی جزا مین سو یا وہ وغیرہ آتا ہے جیسے جو آئیگا سو پائیگا مگر سو کا محاورہ اب
غیر فصیح ہے اور وہ کی مثال اس مصرعہ مین موجود ہے مصرعہ ¶ جو گیا ملک عدم وہ نہ پھرا صد افسوس
علی ہذا القیاس اور مثالین سمجھہ لو اے خرد پرور یاد رکھنا چاہیے کہ ضمیر اور اسمائے اشارہ اور اسمائے
موصول مین تبدیل بھی واقع ہوتی ہے یعنے انکے اکثر حروف دوسرے حرفون سے بدلجاتے ہین
جیسے ضمائر مین مین اور تو اور وہ سے مین نے تونے اوسنے اور مجھکو تجھکو اوسکو اور مجھے تجھے
اوسے وغیرہ ضمیر واحد مین اور ہم تم وہ سے ہمکو تمکو اونکو اور ہمین تمہین اونہین وغیرہ ضمیر جمع مین
اور اضافت کی صورت مین میرا تیرا اوسکا اور ہمارا تمہارا اونکا اونہون کا وغیرہ اور ضمیرونکی تبدیل
کیواسطے حروف معنوی کا لفظون مین ہونا ضرور ہے مقدر کبھی نہین آتے خواہ متصل ہون یا
فاصلے سے مگر تبدیل یکسان ہے، اسمائے اشارہ کی تبدیل بعینہ ایسی ہے جیسے ضمیر غائب کی اور اسمائے
موصول کی تبدیل کا قاعدہ بھی اسی طور پر قیاس کر لینا چاہیے اور ہر تبدیل ان تین صورتون مین سے
ایک صورت پر واقع ہوگی فاعلی یا مفعولی یا اضافت قسم پنجم حرف ندا جو نکرہ کو معرفہ بنا دیتا ہے
جیسے اے آدمی کیونکہ جو سامنے ہوتا ہے اوسکو پکارتے ہین مگر اندھا آدمی کسی غیر معین کو پکاریگا وہ نکرہ ہی رہیگا

قسم ششم وہ ہے کہ نکرہ کسی خاص لفظ کے سبب سے معرفہ ہو جاے جیسے مرد معلوم سے کہو مرد نکرہ ہے مگر معلوم وغیرہ کی طرحکا لفظ ملیگا تو معرفہ ہو جائیگا قسم ہفتم یہہ ہے کہ اگر اسم نکرہ معرفہ کیطرف سواے ندا کے مضاف ہوگا تو وہ بھی معرفہ بن جائیگا جیسے کتاب کا ورق نامہ ایسق یا اپنا مال وعلی ہذا القیاس اے خردپرور اسم کی کیفیت معلوم کی تم نے اب فعل کی حقیقت سنو فعل کام کو کہتے ہین اور یہہ سب اسم مصدر سے مشتق ہوتے ہین مصدر تمہین سب یاد ہین اونکی علامتین اور شناخت کے قاعدے بھی ہم بخوبی سمجھا چکے ہین مگر اونکے اقسام اور اسماے مشتقات کا یاد کر لینا بھی ضرور ہے یاد رکھو کہ باعتبار وضع کے مصدر کی دو قسمین ہین وضعی اور غیر وضعی وضعی وہ کہ جسکو واضع نے خاص مصدر کے معنے مین وضع کیا ہے جیسے آمدن آنا اور رفتن جانا غیر وضعی وہ کہ ہندی یا عربی کے لفظون مین فارسی کی علامت لگا دی یا فارسی و عربی لفظ مین ہندی علامت ملا کر مصدر بنا لیا چنانچہ رقصیدن طلبیدن فہمیدن یعنے رقص اور طلب اور فہم عربی لفظ ہین اور چلیدن چلنا تنیدن تننا چریدن چرنا ہندی سے بنا لے گئے یا خریدنا بخشنا بدلنا داغنا قبولنا وغیرہ خرید اور بخش اور بدل اور داغ اور قبول عربی فارسی لفظ ہین انپر نا کہ ہندی مین علامت مصدر کی ہی زیادہ کرکے مصدر بنا لیا اور ایک قسم مصدر مرکب ہے وہ دو لفظون سے ملکر بنایا جاتا ہے جیسے نگاہداشتن اور خرچ کردن یا خوش ہونا اور تماشا دیکھنا وغیرہ یاد رکھنا چاہئے کہ مصدر مرکب کے صیغے بھی مرکب ہوتے ہین اور جس مصدر کا فعل ایسکے فاعل پر تمام ہو جاے اوسکو مصدر لازم کہتے ہین اور جسکا فعل فاعل سے تجاوز کرکے مفعول بھی طلب کرے وہ متعدی ہے اور جو ایک مفعول سے زیادہ کا محتاج ہو اوسکو متعدی التعدی اور متعدی بدو مفعول یا متعدی بسہ مفعول کہتے ہین جیسے کہانا پینا مصدر لازم ہے کہ فاعل پر تمام ہو گیا اور کہلانا پلانا متعدی ہے یعنے فاعل کے ہاتھ سے یہہ فعل دوسرے شخص پر واقع ہوا اور کہلوانا پلوانا متعدی المتعدی ہے یعنے ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ سے تیسرے شخص کو کہلوایا یا پلوایا اور فارسی مین ایک قسم مصدر کی مصدر مشترک ہے اوسکے معنے کبھی لازم ہوتے ہین کبھی متعدی جیسے تاختن دوڑنا اور دوڑانا چنانچہ اس رباعی اور شعر مین دونون مثالین موجود ہین

رباعی

تا پست و بلند روزگاران دیدیم / با فصل خزان و نوبهاران دیدیم

در راه طلب دواسپه می باید تاخت / تا تاختن شاهسواران دیدیم

شعر

نه همه جاے مرکب توان تاختن / که جاها سپر باید انداختن

اور ایک قسم مصدر کی مقتضب ہے یعنی بریدہ اوس سے تمام صیغے مشتق نہین ہو سکتے جیسے سختن یعنی سنجیدن

کہ اسکا صیغہ مضارع و مستقبل نہین ہے۔ اصطلاح بعضے افعال ہی ناقصہ کہلاتے ہین جنکا مصدر نہین ہوتا چنانچہ استْ اَند ۂ اید ام اَم یا ہستْ ہستند ہستی ہستید ہستم ہستیم اور باشد باشند باشی باشید باشم باشیم بہی اسی مین داخل ہین اسواسطے کہ شدن کا مضارع شود اور بودن کا بود بنتا ہے بعضے کہتے ہین کہ استن اور ہستن بمعنی بودن مصدر ہین ہست اور است اوسکی ماضی اور بودن سے خلاف قیاس باشد بہی مضارع ہے مگر انکو ناقص اسواسطے کہتے ہین کہ بغیر اسم و خبر کے ان صیغون کے معنی مفید مطلب نہین ہوتے اور افعال ناقصہ ہمیشہ اسم و خبر کو طلب کرتے ہین اے خرد پرور مصدر باعتبار معنی کے دو قسم ہے اول صحیح دوم غیر صحیح صحیح وہ ہے جسکی ماضی مصدر سے ایک قاعدہ پر بنتی ہو یعنی علامت مصدر کہ لفظ نا ہے مصدر سے دور کرکے دیکہین اگر الف یا واو باقی رہے تو لفظ یا زیادہ کرین جیسے کہانا سے کہایا اور سونا سے سویا اور جبکہ ان دو حرفون کے سوا کوئی اور حرف ہو تو فقط الف زیادہ کرنا کافی ہے جیسے گذرنا اور دوڑنا سے گذرا اور دوڑا غیر صحیح وہ ہے جسکی ماضی مین یہہ قاعدہ جاری نہو جیسے جانا سے گیا اور ہونا سے ہوا اور مرنا سے موا وغیرہ اگرچہ جانا سے جایا بہی ماضی اکثر مقام پر بولی جاتی ہے جیسے تم جایا جاتے ہو یا ہم جایا کرتے ہین مگر یہہ قاعدہ خلاف قیاس ہے اب سمجہو کہ فعل دو قسم ہے ایک لغوی جسکو مصدر کہتے ہین دوسرا اصطلاحی جو مصدر سے بنایا جاتا ہے فعل کا معنی کام کرنیوالا سفعول کام کیا گیا یعنی جسپر فعل صادر ہوا اور جس فعل کا فاعل معلوم ہوا اوسکو فعل معروف اور جسکا فاعل معلوم نہوا اوسکو فعل مجہول کہتے ہین مگر فعل لازمی کبہی مجہول نہوگا اور فعل متعدی معروف و مجہول دونون ہوسکتا ہے فعل معروف اور فعل مجہول بہی دو قسم ہے اثبات و نفی اثبات فعل کا سرزد ہونا ثابت کرتا ہے جیسے کردکیا اوس ایک شخص نے نفی سے فعل کے واقع ہونیکا انکار پیدا ہوتا ہے جیسے نکرو نکیا اوس ایک شخص نے انکو فعل مثبت اور فعل منفی بہی کہتے ہین مگر امر و نہی کبہی اثبات و نفی مین شامل نہین کیا جاتا اے خرد پرور مصدر سے اول صیغہ ماضی بنایا جاتا ہے ماضی چہہ قسم پر منقسم ہے **اول ماضی مطلق** یعنے کسیطرح کی قید اوسمین نہو اور فقط زمانہ گذشتہ پر دلالت کرے جیسے آمد آیا وہ ایک شخص گذرے ہوے زمانہ مین اور اوسکے بنانیکا طریقہ اوپر بیان ہوچکا یعنے اردو مین نا کے مقام پر مصدر مین سے الف یا فقط الف لانیسے ماضی بنجاتی ہے اور فارسی مین علامت مصدر سے نون دور کرکے ماضی بنا لیتے ہین **دوم ماضی قریب** اسکی علامت فارسی مین ہ است ہے اسکو ماضی مطلق سے بناتے ہین جیسے آمد سے آمدہ است آیا ہے اور ہندی مین ہے کا لفظ ماضی مطلق پر بڑہاتے ہین جیسے آیا سے آیا ہے **سوم ماضی بعید** فارسی مین اس کی علامت ہ بود ہے اور ہندی مین تہا جیسے آمدہ بود آیا تہا **چہارم ماضی استمراری** جسکو ماضی دوامی اور ماضی ناتمام بہی کہتے ہین

فارسی مین اسکی علامت یہہ ہے کہ ماضی مطلق کے ماقبل می زیادہ کرتے ہین جیسے آمد سے می آمد اور ہندی مین
اسکا یہہ قاعدہ ہے کہ مصدر سے نا دور کرکے تا تہا لگا دیتے ہین جیسے آنا سے نا دور کرکے اور تا تہا بڑہایا تو
آتا تہا بنگیا یہی ماضی استمراری ہے **پنجم ماضی احتمالی** جسکو ماضی تشکیہ اور ماضی موہوم بہی کہتے ہین اسکی
علامت فارسی مین ماضی مطلق پرہ باشد اور ہندی مین ماضی مطلق پر ہو زیادہ کرنا ہے جیسے آمد سے آمدہ باشد
اور آیا سے آیا ہو **ششم ماضی تمنائی** جسکو ماضی شرطیہ بہی کہتے ہین اسکی علامت فارسی مین ے مجہول ہے
کہ جو ماضی مطلق کے آخر مین زیادہ کرتے ہین جیسے آمدے اور ہندی مین ماضی بعید سے تہا دور کرکے ماضی تمنائی
بنا لیتے ہین جیسے آیا تہا سے تہا دور کیا تو آیا باقی رہا یہی ماضی شرطیہ ہے یہہ چہہ قسمین جو ابہی بیان کی گئین
علاوہ اسکے باصطلاح جدید **قسم ہفتم ماضی معطوفہ** ہے فارسی مین یہہ صیغہ بالکل اسم مفعول سے مشابہت کیا گیا ہے
یعنے ماضی مطلق کے آخر مین ہائے ہوز بڑہاتے ہین اور ہندی مین امر کے صیغے پر کر یا کے زیادہ کرتے ہین جیسے
آمدہ آکر یا کردہ کرکے اور ماضی معطوفہ کبہی تنہا واقع نہوگی بلکہ ہمیشہ دو فعل باہم ہونگے انمین سے فعل اول کو
ماضی معطوفہ کہتے ہین جیسے ایک شخص نے کہانا کہا کر پانی پیا یا ہم بازار ہوکے آتے ہین اب **مضارع** کا بیان
سنو لغت عرب مین مضارع کے یہہ معنے ہین کہ ایک پستان سے دو بچے دودہ پئین مگر صرفیون کی اصطلاح مین ایک
صیغے سے دو زمانے پائے جائین فعل مضارع مین حال و استقبال دونون زمانے موجود ہوتے ہین اس کو
اردو مین اصطلاح بناتے ہین کہ نا جو علامت مصدر کی ہے دور کرکے دیکہین اگر الف یا واو ہو تو لفظ وے
یا ئے کا زیادہ کرین جیسے سونا اور جانا وغیرہ سے سوئے اور جائے یا سووے اور جاوے وغیرہ اور جو مصدر کی
علامت دور کرنیکے بعد کوئی دوسرا حرف باقی رہے تو صرف ے مجہول کافی ہے جیسے پڑہے اور یاد کرے
وغیرہ اور جسجگہ ے باقی رہے وہان دونون طرح مضارع درست ہے جیسے جینا سے جیئے یا جیوے لیکن ہونا
جو مصدر ہے اسکا مضارع بدون علامت کے بہی آتا ہے چنانچہ ہو اور مضارع کے صیغون مین مذکر و مؤنث یکسان ہے
فارسی مین دال ماقبل مفتوح علامت مضارع کی ہے مگر چونکہ ماضی کا صیغہ سہ حرفی شاذ ہے اور قاعدہ ہے کہ دو حرفی
ماضی مین ایک حرف زیادہ کرکے سہ حرفی مضارع بناتے ہین جیسے زد سے زند اور شد سے شود اور
یاد رکہنا چاہیئے کہ مضارع کی دال سے ماقبل کبہی اصلی حرف مصدر کا بحالت اصلی مفتوح رہیگا جیسے افشردن سے
افشرد اور گستردن سے گسترد وغیرہ اور کبہی ابجد کے گیارہ حرفون مین سے کسی حرف کے ساتہہ بدلا جاتا ہے
یعنے ا ح ر ز س ش ف م ن و ی چنانچہ ان حروف کا مجموعہ یہہ ہے **شرفم ارحمن وی یا ازمی
فن سرخوش** اور ان حرفون مین کسی مقام پر ایک حرف کے عوض ایک حرف اور کسی محل پر ایک حرف کے
بدلے دو حرف لاتے ہین اور کسی موقع پر اوس حرف اصلی کو باوجود قائم رکہنے کے انہین سے بہی کوئی حرف

مضارع کا بیان

فعل مستقبل

زیادہ کردیتے ہین اب مستقبل کا حال سنوا سے خود بدو رجس صیغے مین زمانہ آیندہ پایا جائیگا اوسکو مستقبل کہتے ہین اسکے بنانیکی ترکیب یہہ ہے کہ اردو مین مضارع کے صیغے پر واحد مین گا زیادہ کرتے ہین جیسے وہ پڑہیگا اور جمع مین گے جیسے وہ پڑہین گے اور حاضر غائب متکلم سب مین ان علامتون کی یہی صورت رہیگی جیسے مین کرونگا تو کریگا وہ کریگا وغیرہ اور مونث کیواسطے گا کا الف یاے معروف سے بدل جائیگا جیسے وہ پڑہیگی تم پڑہوگی وغیرہ اور جو بعضے اشخاص نے محاورے مین ماضی قریب اور حال کے صیغے مین بہی گا اور گے لاتے ہین وہ بالکل غیر فصیح اور بے معنی ہے جیسے وہ سوتا ہیگا یا ہم دیکہہ رہے ہینگے وغیرہ اور کبہی مستقبل کا صیغہ اسطرح بناتے ہین کہ مصدر اردو کے الف آخر کو یاے مجہول سے بدل کر کا اور کے کاف تازی سے بڑہاتے ہین جیسے مین نہین پڑہنے کا اور تو نہین لکہنے کا وغیرہ اور فارسی مین یہہ قاعدہ ہے کہ صیغہ ماضی مطلق کے اول مین خواہد زیادہ کرتے ہین جیسے خواہد آمد آئیگا خواہد رفت جائیگا اور لطف یہہ ہے کہ ہمیشہ اِہین صیغہ واحد غائب ماضی مطلق کا بدستور قائم رہیگا صرف خواہد کی تصریف ہوا کریگی جیسے اِس مثال سے ظاہر ہے خواہد آمد خواہند آمد خواہی آمد خواہید آمد خواہم آمد خواہیم آمد

فعل حال

حال زمانہ موجود کو کہتے ہین اگرچہ زمانہ حال کو کسی طرح قرار نہین یعنے دمبدم ماضی مین شامل ہوتا جاتا ہے لیکن جو وقت موہوم کہ ماضی و استقبال کا فرق ظاہر کرتا ہے اوسکا نام حال ٹھیرایا گیا ہے اسکو فارسی مین مضارع سے بناتے ہین اور طریق اوسکا یہہ ہے کہ مضارع کے صیغے پر می یا ہمی زیادہ کردینے سے صیغہ حال بنجاتا ہے جیسے آید اور رود سے می آید و میرود یا اس مصرع مین مصرع تشکیکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید ۔ اردو مین صیغہ ماضی تمنائی سے حال بنتا ہے یعنے اوسکے آخر مین ہے کا لفظ بڑہاتے ہین جیسے آتا اور کرتا سے آتا ہے اور کرتا ہے وغیرہ اور کبہی مضارع کے آخر مین ہی ہے زیادہ کرنیسے حال کے معنی پیدا ہوتے ہین چنانچہ اِس شعر مین مصرع رخصت اے زندان جنون زنجیر در کہڑکاتے ہے ۔ مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا کہجلاتے ہے ۔ یعنے کہڑکاتا ہے اور کہجلاتا ہے مگر فی زماننا اسطرح کا محاورہ فصاحت کے برخلاف زمانہ سابق مین البتہ جائز ہوگا اور کبہی ماضی تمنائی کو بہی حال کے موقع پر استعمال کرتے ہین جیسے تو نہین پڑہتا مگر یہہ محاورہ اکثر نفی مین یا استفہام کے مقام پر ہے اور اوسوقت حرف استفہام کو مقدر جانتے ہین

امر کا بیان

امر وہ فعل جسمین کسی کام کرنیکا حکم ہو اوسکے صیغے بعینہ مضارع کے صیغے ہوتے ہین صرف اسیقدر فرق ہے کہ مضارع واحد حاضر کے آخر مین یے مجہول یا وے ہوتا ہے اور امر واحد حاضر کے آخر مین اسکو نہین لاتے اسی سبب سے کچہہ علامت ملانیکی ضرورت نہین کہ خود بخود مضارع واحد سے امر واحد کا صیغہ علیحدہ ہے مگر غائب اور متکلم کے صیغے مین تمیز کیواسطے کچہہ اور الفاظ ملاے جاتے ہین جیسے چاہئے کہ وہ کرے یا لازم کہ ہم کرین یا مناسب کہ مین کرون وغیرہ اور جمع حاضر کیواسطے صیغہ واحد حاضر کے

آخر واو مجہول بڑھاتے ہین جیسے تو چل سے تم چلو یا بڑھ سے پڑھو وغیرہ اور بمقام تعظیم مین امر حاضر کے
آخر یاے مکسور مجہول زیادہ کرکے اول مین آپ کا لفظ لاتے ہین جیسے آپ بیٹھیے یا آپ بولیے وغیرہ
اور جو امر کے آخر مین الف ہوگا تو ہمزہ اور یے بڑھاتے ہین جیسے آئیے لائیے وغیرہ اور جو امر کے
آخر مین واو یا یے ہوگی تو ہمزہ کی جگہ جیم بولین گے جیسے دیجیے یا ہوجیے اور کبھی واو مین بھی الف کا
قاعدہ جاری کرکے کہوئیے اور سوئیے بولتے ہین اور کبھی یہی صیغہ مضارع کے معنے مین آتا ہے جیسے
کیا آپ کچھہ نہین پڑھتے یعنی کیا کرین اور کبھی امر کے واسطے آیئے گا بیٹھیے گا بھی کہتے ہین اسمین کا
کچھہ استقبال کے لیئے نہین ہے، بلکہ زیادہ آتا ہے اور کبھی اس امر کے آخر کی یاے مجہول کو واو مجہول سے
بدل لیتے ہین اوسوقت امر کے صیغے مین خاص زمانہ مستقبل پیدا ہو جاتا ہے جیسے کہا کیجیو وغیرہ
مگر اس طرح کا امر کبھی دعا کا فائدہ بخشتا ہے جیسے خدا تمکو زندہ رکھیو یا تمہاری عمر دراز ہوجیو وغیرہ اور
یاد رکھنا چاہیئے کہ مضارع کیطرح امر مین حال و استقبال دونون موجود ہوتے ہین اور امر اسنے اپنے محل پر
مختلف معنی پیدا کرتا ہے فارسی مین علامت مضارع کی یعنی دال ما قبل مفتوح دور کرنیسے امر واحد حاضر
بنجاتا ہے جیسے سازد سے ساز اور شناسد سے شناس وغیرہ اور دعا کیواسطے مضارع کی دال سے ما قبل الف
دعائیہ زیادہ کرکے امر بنا لیتے ہین جیسے کند سے کناد اور شود سے شواد اور اردو مین مصدر بھی امر
حاضر کے مقام پر مستعمل ہے جیسے یہہ کتاب لانا یعنی لاؤ اوسمین جمع اور واحد برابر ہے نہی اوس فعل کا نہی کا بیان
نام ہے جسمین سے کسی کام کے نکرنیکا حکم پایا جاے اوسکو فارسی مین اسطرح بناتے ہین کہ امر کے صیغے پر ایک
میم مفتوح جو علامت نہی کی ہے زیادہ کرتے ہین جیسے تراش سے متراش اور کن سے مکن وغیرہ اور امر
دعائیہ کی نہی کیواسطے بھی یہی میم مقرر ہے جیسے کہ اور صیغون کے لیئے فارسی مین نفی کا نون آیا کرتا ہے
چنانچہ رسد سے مرساد اور بیفتد سے مبیفتاد وعلی ہذا القیاس اردو مین تین لفظ مقرر ہین مت اور نہ اور نہین
یہہ الفاظ موقع بموقع اپنے مقامات پر واقع ہوتے ہین اور یاد رکھو کہ خاص محاورۂ زبان فارسی مین ماضی
اور مضارع اور امر پر باے موحدہ تحسین کلام کے لیئے اکثر لایا کرتے ہین اوسکو معنی مین اصلا مداخلت
نہین ہے جیسے بگفت بگوید بگو وغیرہ اے خرد پرور یہہ طریقہ جو مینے بیان کیا مثبت فعلون کا تھا
اور اگر منفی بنانا منظور ہو تو نون مفتوح جو علامت نفی کی ہے فارسی اور اردو دونون مین یا نہین کا
لفظ خاص اردو مین ہر فعل پر واقع ہونیسے نفی کا صیغہ بن جایگا غرضکہ خزانۂ روزگار نے ہر فعل کا بیان
مفصل شہزادۂ دانش پناہ کو خاطر خواہ سمجھا دیا پھر فرمایا کہ اگر کوئی فعل کبھی مکرر واقع ہو تو کثرت کا فائدہ
دیتا ہے جیسے بولتے بولتے تھک گیا یا مارتے مارتے ہوش کھو دیئے یعنے بہت باتین کین یا بہت مارا

اور کبھی کیفیت ظاہر کرنیکے واسطے فعل مکرر واقع ہوتا ہے جیسے جاگتے جاگتے سوگیا اور کبھی اظہار تبدیل
حال کے واسطے مکرر آتا ہے جیسے ہنستے ہنستے رو دیا اسیطرح کبھی تدریج کے معنے مستفاد ہوتے ہین جیسے رفتہ رفتہ
باندہ شدہ اور یا اردو مین جیسے کہین کہ پڑہتے پڑہتے پڑہنا آجائگا وعلی ہذا القیاس اب مصدر سے جو اسماء

اسماء مشتقات کا بیان

مشتقات پیدا ہوتے ہین اونکا معلوم کرنا بہی ضرور ہے اور وہ سات ہین حاصل مصدر اسم فاعل اسم مفعول اسم آلہ
اسم ظرف اسم حالیہ اسم تفضیل **حاصل مصدر** اوس کام کے اثر کو کہتے ہین کہ جو کام فاعل سے سرزد ہو اوس سے

حاصل مصدر

مصدر کی کیفیت دریافت ہوجاے اور علامت مصدر اوسمین نہو اردو مین اسکے واسطے اکثر یہہ قاعدہ ہے
کہ مصدر سے نا دور کرنیکے بعد جو باقی رہے وہ حاصل مصدر ہے اور یہہ امر واحد حاضر سے بالکل مشابہت
رکہتا ہے جیسے مارنا سے مار اور پیٹنا سے پیٹ وغیرہ اور کبہی ماضی کے آخر واو یا پے زیادہ کرکے
بناتے ہین جیسے لگاو چڑہاو ملاپ وغیرہ اور فارسی مین حاصل مصدر کے واسطے کئی صورتین ہین کبہی
مصدر کا نون دور کرکے بنا لیتے ہین جیسے خریدن اور فروختن سے خرید و فروخت وغیرہ اور یہہ ماضی مطلق
واحد غائب سے التباس رکہتا ہے کبہی امر حاضر کے آخر شین قابل مکسور زیادہ کرتے ہین جیسے گردش
سوزش آرایش زیبایش وغیرہ اور کبہی صیغہ ماضی کے آخر گی زیادہ کرنیسے اور کبہی ار بڑہانے سے

اسم فاعل کا بیان

بہی حاصل مصدر بنجائیگا جیسے آسودگی و آلودگی اور رفتار و گفتار وغیرہ **اسم فاعل** وہ اسم ہے جس سے
فعل کا ظہور مین لانیوالا دریافت ہو جو فعل اختیاری ظاہر ہوتا ہے اوسکو صادر کہتے ہین جیسے مارنا
آنا جانا وغیرہ اور فعل غیر اختیاری کو قائم کہتے ہین جیسے مرنا جینا وغیرہ اردو مین اسکا یہہ قاعدہ ہے
کہ الف مصدر کو یائے مجہول سے بدل کر والا کا لفظ آخر مین زیادہ کرتے ہین جیسے مارنیوالا اور مرنیوالا
اور آنے والا جانے والا وغیرہ اور فارسی مین اسم فاعل کی دو صورتین ہین اول قیاسی کہ جو امر واحد حاضر سے
ندہ کے لگانیسے بنایا جاتا ہے جیسے پرندہ اور زنندہ اور کنندہ اور روندہ وغیرہ دوم سماعی کہ جس کو
اسم فاعل ترکیبی کہتے ہین وہ ہمیشہ اسم اور فعل سے ملکر بنایا جاتا ہے جیسے دستگیر اور جلد ساز وغیرہ اور کبہی
امر حاضر کے آخر مین الف زیادہ کرتے ہین جیسے دانا بینا وغیرہ اور یاد رکہنا چاہیے کہ اسم و فعل مرکب
ہوکر پانچ معنی مین استعمال کیا جاتا ہے **اول** اسم فاعل اسم اور امر سے جیسا کہ ہمنے بیان کیا **دوم** اسم
مفعول جیسے دوات خانہ ساز یعنے گہر کی بنی ہوئی **سوم** اسم ظرف جیسے زمین زرخیز یعنی زر پیدا ہونیکی
جگہ **چہارم** اسم آلہ جیسے گلگیر یعنے گل تراشی کا آلہ **پنجم** حاصل مصدر جیسے آرزوے قدمبوس یعنے تمنا
قدم چومنے کی اور علاوہ اسکے اور بہی کچہہ لفظ ہین جنکو اسماء پر زیادہ کرکے اسم فاعل ترکیبی بنا لیتے ہین

اسم مفعول کا بیان

جیسے گر اور گار اور ار وغیرہ چنانچہ ستمگر گنہگار خریدار **اسم مفعول** وہ ہے کہ جسپر فعل کسی فاعل کا واقع ہو

اردو مین اوسکی علامت یہہ ہے کہ ماضی مطلق پر ہوا یا گیا زیادہ کرتے ہین جیسے مارا اور پیٹا سے مارا گیا اور پیٹا ہوا اور کبھی فعل ماضی خود مفعول کے معنی پیدا کرتا ہے جیسے وہ میرا مارا ہے یعنی مارا ہوا اور فارسی مین ماضی مطلق پر ہ زیادہ کرتے ہیں اسم مفعول بنجاتا ہے جیسے گشت سے گشتہ اور شنید سے شنیدہ وغیرہ اور یاد رکہو کہ مفعول کی چہہ قسمین ہین مفعول مطلق مفعول بہ مفعول لہ مفعول معہ مفعول فیہ مفعول مالم یسم فاعلہ انکا بیان ہم علم نحو مین کرینگے

اسم آلہ

اسم آلہ وہ ہے جسکے ذریعے سے فاعل اپنا فعل کر سکے اردو مین اسکے واسطے یہہ طریقہ ہے کہ مصدر کے آخر کا الف یائے معروف سے بدل دیتے ہین جیسے بیلنی اور کترنی وغیرہ اور کبھی الف کو حذف کرکے نون کا فتحہ ما قبل کو دیتے ہین جیسے بیلن اور لٹکن وغیرہ اور کبھی کسی اور طریقے سے بھی بنایا جاتا ہے اور فارسی کا وہی قاعدہ ہے جو ہم بیان کر چکے ہین یعنے امر کا صیغہ جب کسی اسم سے ملتا ہے اوسوقت اسم آلہ کے معنی حاصل ہوتے ہین جیسے جاروب اور دوال وغیرہ

اسم ظرف

اسم ظرف وہ ہے کہ کسی مکان یا زمان پر دلالت کرے اسکے بنانیکے مختلف قواعد ہین کبھی مصدر خود ظرف کے معنے پیدا کرتا ہے جیسے جھرنا یعنی پانی جھرنیکی جگہ اور کبھی علامت مصدر کے مقام پر کاف تازی لاتے ہین جیسے بیٹھک اور کبھی مرکب کرکے بطور اضافت بناتے ہین جیسے لکھنے کی جگہ اور سونیکا وقت وغیرہ اور اسم ظرف اردو فارسی مین مصدر سے بہت کم مشتق ہوتے ہین اسکا بیان ہم مفعول فیہ مین کرینگے

اسم حالیہ

اسم حالیہ وہ ہے کہ فاعل یا مفعول کی ہیئت یا دونونکا حال بیان کرے اسکا صیغہ بعینہ ماضی تمنائی کا صیغہ ہے اور یہہ صیغہ تین معنون مین آتا ہے اول ماضی تمنائی جسکا ہم بیان کر چکے دوم فعل حال سوم اسم حالیہ جیسے زید مسکراتا جاتا ہے مسکراتا کا لفظ حال فاعل کا بیان کرتا ہے کہ زید کی ہیئت یہہ تھی اسیواسطے مسکراتا اسم حال ہے اور کوتلے کو چلتا دیکھا یہان چلتا حالت مفعول کی بیان کرتا ہے اور کبھی اوسپر ہوا بھی زیادہ کرتے ہین جیسے مسکراتا ہوا جاتا تھا اور فارسی مین یہہ قاعدہ ہے کہ امر کے صیغے پر یا صفت پر الف و نون بڑہا کر بناتے ہین اور وہ اردو مین بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے خندان شادان

اسم تفضیل

اسم تفضیل اوس اسم کو کہتے ہین جس سے کسیکی نسبت کسی وصف مین زیادت ثابت ہوسکے بنانیکا یہہ قاعدہ ہے کہ صیغہ اسم فاعل پر زیادہ یا بہت یا اسکا مرادف زیادہ کرین جیسے زید زیادہ جاننے والا ہے اور فارسی مین اسم فاعل پر لفظ تر اور ترین اور جو لفظ مفید کثرت ہو زیادہ کرتے ہین جیسے خوشترین اور پایندہ تر اور بسیار گو وغیرہ اسکی دو قسمین ہین اول تفضیل بعض کہ جسمین بعض پر زیادہ ہونا پایا جائے اسکی علامت فارسی مین تر اور اردو مین بہت وغیرہ ہے جیسے بہت اچھا دوم تفضیل کل جسمین بہت زیادہ ہونا پایا جاتے جیسے سب سے اچھا اسکی علامت اردو مین سب سے وغیرہ اور فارسی مین لفظ ترین ہے اور یہہ دونون قسمین اسم تفضیل مین داخل ہین اور علاوہ ان اقسام کے اسم کی ایک اور قسم ہے

اسم تصغیر

جسکو **اسم تصغیر** کہتے ہین اور یہہ تین معنون کیواسطے استعمال کیا جاتا ہے وصف تحقیر پیار چنانچہ پیالی وصف کا بیان یعنے پیالے سے چھوٹی اور دوسرے حقارت کیواسطے او بچوا پیارکے

تقسیم حروف اور اونکا بیان

طور پر بولا جاتا ہے اردو مین اسکے واسطے کوئی قاعدہ خاص نہین ہے مگر وا اور یا آخر اسم مین علامت تصغیر کی ہے جیسے مرد سے مردوا اور آنکہہ سے انکہیا وغیرہ اور فارسی مین ک اور چہ آخر اسم مین تصغیر کے لیے آتا ہے جیسے مرد سے مردک اور باغ سے باغچہ وغیرہ الغرض اسیطرح شہزادہ خسرو پرور فرخندہ اختر کو فعل معروف و مجہول اور اثبات و نفی اور تبدیل و غیر تبدیل اور مبہمات و متعلقات اور اسم کے مذکر و مونث اور حقیقی و غیر حقیقی اور اوسکے واحد و جمع ہونیکا قاعدہ اور جمع سالم و جمع تکسیر کی حقیقت اور جمع الجمع کی کیفیت بخوبی گوشگذار کر کے فرمایا کہ اب حرف کا بیان سنو **حرف** وہ ہے کہ اسم یا فعل سے ملکر معنی اوسکے مفید مطلب ہون وہ دو قسم ہین تہجی و معنوی **حروف تہجی** بست و ہشتگانہ کا حال ہم تمہین ابتدا مین سمجہا چکے ہین مگر اونکے معنی اور خاصیتین جداگانہ ہین چنانچہ ہم اونکا بیان اسوقت مناسب جانتے ہین **الف** بمعنی مرد مجرد و جواد و سخی اور یہہ حرف کئی خواص رکہتا ہے جیسے کبہی فاعل کیواسطے چنانچہ دانا و بینا وغیرہ اور کبہی عطف کیواسطے جیسے تگاپو اور شبا روز وغیرہ اور کبہی اتصال کیواسطے جیسے لبالب اور دمادم وغیرہ اور کبہی دعائیہ جیسے مبادا اور کناد وغیرہ اور کبہی کثرت کیواسطے جیسے بسا اور خوشا وغیرہ اور کبہی مصدر کیواسطے جیسے درازا وغیرہ اور کبہی قسم کیواسطے جیسے حقا وغیرہ اور کبہی تکلم کیواسطے جیسے ولا وغیرہ اور کبہی ندا کیواسطے جیسے پروردگارا وغیرہ اور کبہی ندبہ یعنی افسوس کیواسطے جیسے دریغا حسرتا دردا وغیرہ غرض اسی طرح ہر حرف کی بہت کچہہ خاصیتین ہین چنانچہ الف پچیس خواص رکہتا ہے **بے** بمعنی مرد کثیر الجماع یعنی جو شخص عورتون سے بہت شوق رکہتا ہو **تے** بمعنی خمیر اور شیر دوشیدہ **ثے** بمعنی چیز نرم اور چشم زخم یعنی نظر بد **جیم** بمعنی شتر مست اور سوار شتر **حے** بمعنی زن طویل القامت اور تیز زبان **خے** بمعنی موئے گردن و موئے سرین **دال** بمعنی زن فربہ و رہنما و بیل **ذال** بمعنی تاج خروس اور مرغ کا بانگ دینا **رے** بمعنی مرد کینہ جو اور کفچہ خرد **زے** بمعنی زن بدخو اور مرد بسیار خوار **سین** بمعنی مرد فربہ اور جو شخص بہت کہاتا ہو **شین** بمعنی مرد دوندہ اور جو شخص بہت عورتین رکہتا ہو اور بالفتح بمعنی عیب **صاد** بمعنی صحیح اور درخت تلخ اور وہ مرغ جو خاک مین لوٹتا ہو **ضاد** بمعنی جنگ و خصومت اور جو خروس ماکیان پر آواز کرے **طوے** بمعنی مرد حریص اور شادی کتخدائی **ظوے** بمعنی زن بزرگ پستان اور پستان پیرزن کو بہی کہتے ہین **عین** بمعنی چشم اور چشمہ آفتاب اور ناف شتر اور نقش ہر چیز اور جاسوس اور مال نقد اور برادر حقیقی اور مرد بزرگوار اور ترازو اور دیدبان اور زر اور ذات اور کوہان شتر اور چشم زخم اور راہ قبلہ رو اور آشکارا اور خیر اندیش اور گہٹنے کی آنکہہ اور بارش کی جہڑی اور ہر چیز عمدہ اور بالکسر اول بمعنی فراخ چشم جیسے حور العین اور گاؤ وحشی اور ہل ہانکنے کا بیل **غین** بمعنی تشنگی اور ابر سیاہ اور بلبل **فے** بمعنی کف دریا اور گرداب **قاف** بمعنی مرد تونگر

اور مستغنی اور مرد متقی اور کوہ لاجورد کہ جو اطراف عالم مین حلقہ زن ہے، کاف بمعنی مرد خشمناک اور کفایت کرنیوالا
لام بمعنی شتر اور زرہ اور کلاہ فقرا اور دفع نظر کیواسطے اطفال کے بناگوش پر جو سیاہی کا نشان
دیتے ہین اوسکو بھی لام کہتے ہین میم بمعنی خرمائے دراز اور شراب نون بمعنی ماہی بزرگ اور دوات اور
تنہ درخت اور ایک شہر کا نام بھی ہے واو بمعنی گوہان شتر ہے بمعنی افسوس اور رخسار کودک پر جو پنجہ مارنا
یے بمعنی شیر عورت اور جانور کا دودہ کہ جو بعد بچون کے پینے اور یا دوہ لینے کے پستان مین باقی رہجائے

بیان حروف معنوی

اب **حروف معنوی** کا حال سنو کہ وہ کئی قسم ہین چنانچہ **حروف ضمائر** جو ضمیر کیواسطے آتے ہین
جیسے فارسی مین **شین** غائب کیواسطے اور **تے** حاضر کیواسطے اور **میم** متکلم کیواسطے اور اردو مین یہہ اور وہ
وغیرہ اور **حروف تشبیہ** جیسے فارسی مین چون چو ہمچون ہمچو مانند مثل سان شبیہ رنگ وغیرہ
اور اردو مین سا اور ایسا اور جیسا اور ویسا اور چنانچہ وغیرہ اور **حروف مواضع** کہ جو کثرت اور ظرفیت
کیواسطے مستعمل ہین جیسے لاخ زار سار ستان وغیرہ سنگ لاخ اور کوہسار اور لالہ زار اور گلستان و
دبستان وغیرہ ہین اور اردو مین دان اور خانہ وغیرہ الفاظ فارسی اور سالہ اور گھر وغیرہ الفاظ ہندی
دونون صورتین مروج ہین جیسے نگدان اوگالدان اور گاڑی خانہ بگھی خانہ اور دہرم سالہ گاؤسالہ
اور عجائب گھر ڈاک گھر وغیرہ اور **حروف صفت** جیسے مند اور ور اور ناک خردمند ہنرور خطرناک وغیرہ
ہین اور **حروف شک** جیسے باشد اور آیا اور بود اور شاید فارسی مین اور خدا جانے دیکھیے دیکھا
چاہیے اور شاید کہ اور ہوگا اور واللہ اعلم اردو مین آتے ہین اور **حروف تمنی** جیسے فارسی مین کاش
اور کاشکے وغیرہ اور اردو مین کیا ہوتا اور خوب ہوتا اور کیا خوب ہو کیا اچھی بات ہو وغیرہ آتا ہے
اور **حروف استفہام** کہ جو سمجھنے اور سمجھانے سے متعلق ہین اسکے واسطے فارسی مین چہ کہ چیست کیست
چرا چون کی کجا چگونہ کدام وغیرہ اور اردو مین کیا اور کون اور کب اور کہان اور کس کا وغیرہ مقرر ہین

استفہام کا بیان

استفہام کسی بات کے دریافت کرنیکا نام ہے اوسکی تین قسمین ہین **اول** استفہام اقراری جس سے اقرار
دریافت ہو جیسے تم دانا نہین ہو تو اور کون ہو یعنے تم دانا ہو **دوم** استفہام انکاری کہ اوس سے انکار معلوم ہو
جیسے کیا دنیا مین ہمیشہ رہوگے یعنے ہمیشہ نہ رہوگے **سوم** استفہام استخباری جسمین نہ انکار ہو نہ اقرار اور اوس سے
صرف کوئی خبر پوچھین جیسے تمہارا کیا نام ہے یا تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو اور کب جاؤگے وغیرہ جملہ
اسی طریق پر حروف نسبت اور حروف حفاظت اور حروف لون اور حروف لیاقت اور حروف اشارات
اور حروف تنبیہ اور حروف عطف اور حروف جار اور حروف تردید اور حروف ندا اور حروف ایجاب اور
حروف تفسیر اور حروف کنایہ اور حروف اصوات اور حروف مفاجات اور حروف ندبہ و افسوس اور حروف

شرط و جزا اور حروفِ تعظیم اور حروفِ تصغیر و تحقیر اور حروفِ تعجب اور حروفِ استثنا کہ جو مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ مین
آتے ہین اور استثنا کے متصل و منفصل اور حروفِ زوائد و تحسین کلام اور تاج الکلام و اواخر الکلام یعنے جو حروف
کلام مین اول و آخر واقع ہوتے ہین اور زیادات و محذوفات و مقدرات کے تمام و کمال قاعدے اور مثالین بآئین
شائستہ و طریقِ معقول بیان کرکے ہر ایک کی حقیقت اور کیفیت شہزادہ خرد پرور کو حسب دلخواہ سمجھا دی
پھر فرزانۂ روزگار نے فرمایا کہ اب کچھہ علمِ نحو بھی سیکھہ لو کہ اس علم کے ذریعے سے کلام کی ترکیب اور فعل
فاعل مفعول اور مبتدا و خبر معلوم ہو جاتی ہے دو کلمونکے باہم ملانیکو ترکیب کہتے ہین اور نحوین مین لفظ دو قسم پر
مستعمل ہے مفرد و مرکب مفرد وہ لفظ ہے کہ جو تنہا ایک معنی پر دلالت کرے اوسکی تین قسمین ہین اسم فعل
حرف کہ جنکی بحث علمِ صرف سے متعلق ہے اور وہ سب تم ہمین یاد ہو چکے ہین اور مرکب وہ لفظ ہے جو دو
کلمونسے یا زیادہ کلمون سے حاصل ہو وہ دو قسم ہے مفید و غیر مفید مرکب غیر مفید وہ ہے جسکے سننے والونکو
فائدہ کامل حاصل نہو بلکہ دوسری بات کا منتظر رہے اور اسکو مرکب ناقص بھی کہتے ہین جیسے زید کا غلام اور مرکب
ناقص ہمیشہ جملہ کا جزو ہوا کرتا ہے بغیر اور لفظون کے جملہ نہین ہو سکتا اسواسطے اسکا اور مفرد کا ایک حکم ہے
اسکی چار قسمین ہین **اول** مرکب اضافی یعنے ایک اسم کو دوسرے اسم کیطرف نسبت کرین جیسے فارسی مین مکانِ زید
مکان مضاف ہے اور زید مضاف الیہ اور مکان کے نون پر جو کسرہ ہے اوسکو اضافت کہتے ہین اردو مین
ہمیشہ مضاف الیہ مضاف پر مقدم ہوگا جیسے زید کا مکان پس زید مضاف الیہ ہے اور کا علامت اضافت
اور مکان مضاف ہے، اگرچہ مضاف بھی مقدم ہوتا ہے مگر فصیح وہی ہے محققین کے نزدیک اضافت کی قسمین بھی
زیادہ ہے مگر محاورۂ اردو مین یہہ چار قسم اکثر بہت مستعمل ہین **اول** اضافتِ تخصیصی جسمین مضاف خاص ہو واسطے
مضاف الیہ کے جیسے میرا دوست **دوم** اضافتِ تملیکی جسمین مضاف ملک ہو مضاف الیہ کی جیسے میری کتاب
سوم اضافتِ بیانی یعنے مضاف الیہ مضاف کا بیان ہو اور دونون ایک ہو سکتے ہون جیسے لوہے کی میخ
یہان لوہا بیان ہے میخ کا اور دونون ایک ہو سکتے ہین اور اضافتِ توضیحی بھی اسمین داخل ہے جیسے شہر بریلی
چہارم اضافتِ ظرفی جسمین مظروف مضاف ہو اور ظرفِ مکان یا ظرفِ زمان مضاف الیہ جیسے دریا کا
پانی پانی مضاف ہے، اور مظروف یعنی ظرف مین کی چیز اور دریا مضاف الیہ اور ظرفِ مکان ہے، یا جیسے سونیکا
وقت سونا مظروف مضاف الیہ اور وقت مضاف اور ظرفِ زمان اب سنو کہ ان چارون اضافتون مین اگر
مضاف کا ثبوت درحقیقت مضاف الیہ کیلئے ہو سکتا ہو تو اضافتِ حقیقی کہینگے جیسے میرا گھوڑا کہ یہان مضاف
یعنی گھوڑے کا ثبوت متکلم کیواسطے اصل مین ممکن ہے اسلئے یہہ اضافتِ حقیقی ہے اور اگر حقیقت مین کچھہ نہو
بلکہ صرف کہنے والے نے مضاف الیہ کو ایک امرِ خیالی فرض کرکے کوئی مضاف اوسکا بیان کیا ہو تو اوسکو

اضافت مجازی کہینگے جیسے ہوش کا سر اور فکر کا پاؤن کہ ہوش اور فکر کوئی ایسی چیز نہین ہے جو سر پاؤن
رکہتی ہو مگر خیال مین اونکو صاحب سر و پا فرض کرلیا اور پہر سر اور پاؤن کو اونکی طرف مضاف کیا اسی لیے
یہہ اضافت مجازی مین داخل ہے اور اضافت تشبیہی وہ ہے جسمین مشبہ کو مشبہ بہ کی طرف مضاف کیا کرتے ہین
جیسے تیر و نگاہ یعنی تیر مانند نگاہ کے دوم مرکب توصیفی جو صفت اور موصوف سے ملکر بنایا جاے اس ترکیب مین

مرکب توصیفی

جو لفظ کہ ذات پر دلالت کرے خواہ وہ اسم ظاہر ہو یا ضمیر اوسکو موصوف جانو اور جس سے کچہہ بہلائی یا برائی
معلوم ہوتی ہو اوسکو صفت سمجہو جیسے اچہا آدمی اور مین ناتوان ہین آدمی اور مین موصوف ہین اور اچہا
اور ناتوان صفت اور اردو مین یہی محاورہ فصیح ہے کہ صفت کو موصوف سے اول بیان کرین جیسے اچہا آدمی
اور فارسی مین موصوف مقدم ہوتا ہے تو اوسپر کسرہ پڑہتے ہین جیسے ترکیب اضافی مین چنانچہ مرد نیک
ورنہ آخر ساکن پڑہینگے جیسے نیک مرد اور اسکو اضافت مقلوب کہتے ہین اور صفت دو قسم ہے مدح یعنی تعریف
اور ذم یعنی مذمت سوم مرکب امتزاجی جو دو لفظ ملکر ایک ہو جائین اور اونمین دو ہونیکی تمیز باقی نرہے

مرکب امتزاجی

جیسے بغداد کہ یہہ لفظ باغ اور داد سے مرکب ہے یعنی نوشیروان عادل نے ایک باغ بنوایا تہا اور اوسمین روز
وہان اجلاس فرماکر خود بہ نفس نفیس ہر مقدمہ فیصل کیا کرتا تہا اب کثرت استعمال سے دونون ایسے ملگئے کہ تمیز
نہین ہوتی چہارم مرکب غیر امتزاجی کہ جسکے اجزا ملکر ایک نہوگئے ہون بلکہ جدا جدا سمجہہ مین آتے ہون جیسے اکبر آباد

مرکب غیر امتزاجی

اور شاہجہان آباد وغیرہ اسے خود پرود مرکب غیر مفید کی یہہ چار قسمین تہین جو سمجہے بیان کین اب مرکب مفید کا

مرکب مفید کا بیان

بیان سنو مرکب مفید وہ ہے کہ جسکے سننے والے کو اور کسی بات کا انتظار باقی نرہے بلکہ سنتے ہی متکلم کا
مطلب دریافت ہوجاے کہ کسی چیز کی خبر دیتا ہے یا کچہہ خواہش وغیرہ ظاہر کرتا ہے اور مرکب مفید کو جملہ بہی کہتے ہین
جملہ دو چیز سے بنتا ہے ایک مسند دوسرا مسند الیہ مسند حکم کو کہتے ہین اور مسند الیہ جسپر حکم کیا جاتا ہے
اسم مسند اور مسند الیہ دونون ہوتا ہے فعل مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ نہین ہوتا حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ

جملہ خبریہ کا بیان
جملہ اسمیہ

اب یاد رکہو کہ جملہ دو قسم ہے خبریہ اور انشائیہ جملہ خبریہ دو قسم ہے فعلیہ اور اسمیہ جملہ اسمیہ وہ ہے کہ اول
جزو اوسکا اسم ہو اور وہ دونون اسم ہوتے ہین یعنے دو اسم سے مرکب ہوتا ہے اونمین ایک کا نام مسند اور
دوسرے کا نام مسند الیہ ہے اور اس جملہ اسمیہ مین مسند الیہ کو مبتدا اور مسند کو خبر کہتے ہین اور ایک حرف
دونون مین باہم ربط پیدا کرنیکے لیے لاتے ہین جیسے زید امیر ہے زید مبتدا امیر اوسکی خبر اور ہے حرف ربط

جملہ فعلیہ

اور جملہ فعلیہ اوسے کہتے ہین جو فعل اور فاعل سے ملکر بنے اونمین مسند کو فعل اور مسند الیہ کو فاعل کہتے ہین
بس اگر فعل لازمی ہے تو فعل اور فاعل سے جملہ تمام ہوگا اور فعل ناقص ہے تو اسم و خبر کو طلب کریگا اور فعل متعدی ہے
تو مفعول کی بہی ضرورت پڑیگی اور یاد رکہو کہ کبہی ایک فاعل ہوتا ہے کبہی زیادہ اور اسیطرح کبہی ایک مفعول ہوتا ہے

متعلقات فعل کا بیان

کبھی دو کبھی تین اور کبھی اس سے بھی سوا اور مفعول کی سب قسمین کہ جنکو متعلقات فعل بھی کہتے ہین چنانچہ **مفعول بہ** کہ جسپر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے کتاب پڑھی اس جملہ مین کتاب مفعول بہ ہے کہ پڑھنے کا فعل اسکے اوپر واقع ہوا اور **مفعول لہ** کہ جسکے باعث فعل کیا جاے جیسے کاہلی کے سبب نہ پڑھا یہان کاہلی مفعول لہ یعنی علت نہ پڑھنے کی ہے اور **مفعول فیہ** کہ جس مکان اور جس وقت مین فعل کیا جاے جیسے گہر مین بیٹھا ہے یا شام کو آیا تہا گہر اور شام مفعول فیہ ہین اور مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہین اور **مفعول معہ** کہ جسکے ساتھ فعل واقع ہوا اور جو حال فاعل یا مفعول کا ہو وہی اوسکا بھی ہو جیسے گنگا جمنا کے برابر ہو گئی اسمین برابر ہو گئی فعل ہے گنگا فاعل اور جمنا مفعول معہ کہ برابر ہونے مین فاعل کی شریک ہے اور **مفعول مطلق** کہ مصدر یا حاصل مصدر کسی فعل کا ہوتا ہے جو فعل سے اول یا آخر واقع ہو جیسے خوب چال چلا یا امیر کی بیٹھک بیٹھا یا اچھا کھیل کھیلو وغیرہ اور مطلق کے معنے بے قید ہین چونکہ اس مفعول مین کوئی حرف بہ یا فیہ یا لہ یا معہ جیسا کہ پہلے چارون مفعولون مین تہا مذکور نہین اسواسطے اسکو مفعول مطلق کہا اسیطرح خواہ اسکی کہ قریب اور بعید اور استمراری اور تمنائی اور احتمالی کی قید سے آزاد ہے اوسکو ماضی مطلق کہتے ہین اور یہہ پانچون مفعول جو ابھی بیان کیے متعلقات فعل کہلاتے ہین اور علاوہ انکے ایک اور بھی قسم ہے جسکو **مفعول مالم یسم فاعلہ** کہتے ہین اور فعل مجہول کا یہہ مفعول ہوتا ہے فعل مجہول وہ ہے جسکا فاعل معلوم نہو جیسے زید مارڈالا گیا اسمین زید کا مارڈالنے والا معلوم نہوا کہ کسنے مارڈالا پس یہہ مفعول ایسا ہے کہ جسکے فاعل کا نام و نشان نہین اسواسطے خود فاعل کا قائم مقام بنجاتا ہے اور فعل لازمی کبھی مجہول نہین آتا متعدی مجہول ہوگا غرضکہ ان پانچون مفعولونکے سوا متعلقات فعل اور بھی ہین جیسے **حال** یعنے جو مفرد یا مرکب فاعل یا مفعول یا دونون کی ہیئت بیان کرے جیسے زید روتا ہوا جاتا تہا اسمثال مین روتا ہوا زید کا حال ہے جو کہ فاعل ہے جانیکا اور جاتا تہا فعل ماضی ناتمام اور زید اس حال کا ذوالحال ہوا فعل مین جسکا حال بیان ہوا اوسکو ذوالحال یعنی حال والا کہتے ہین اور حال مرکب مفید بھی ہوتا ہے جیسے زیدکو مینے دیکہا اور اوسکا باپ کہڑا تہا اسمثال مین اوسکا باپ کہڑا تہا حال ہے اور مرکب مفید جسطرح مثال اول مین روتا ہوا حال تہا اور مرکب غیر مفید اور تمیز یعنے جس سے شک رفع ہو جیسے دو سیر مٹہائی دو سیر مین شک تہا کہ کیا چیز مگر مٹہائی سے شک رفع ہوگیا اسلیئے مٹہائی تمیز ہے اور جس شے سے تمیز ہوتی ہے اوسکو ممیز کہتے ہین چنانچہ اسمثال مین سیر کا لفظ تہا اور جار مجرور کہ یہہ بھی ہمیشہ فعل کے متعلق ہوتے ہین اور فعل خواہ کسی قسم کا ہو یعنی لغوی یا اصطلاحی یا معنی فعل یا مشابہ فعل لغوی و اصطلاحی کا بیان ہم پیشتر کر چکے اور معنی فعل جیسے بس ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ کفایت کرتا ہے ایسے نامونکو جو فعل کے معنے مین مستعمل ہوتے ہین اسماے افعال کہتے ہین اور وہ جاری مجری یعنے فعل کے قائم مقام ہوکر فعل کے مانند فاعل اور مفعول چاہتے ہین

اور مشابہ فعل اسم فاعل اور اسم مفعول اور صفت وغیرہ کو کہتے ہیں اور کبھی فعل محذوف ہوگا مگر قرینے سے مقدر مانا جاتا ہے اور جار و مجرور اوسکے ساتھ متعلق کئے جاتے ہیں جیسے کسینے ایک شخص کو جاتے ہوئے دیکھا اور پوچھا کہ کدھر اسکا یہہ مطلب ہے کہ تم کدھر جاتے ہو اسکے جواب میں اوسنے کہا کہ بازار یعنی میں بازار کو جاتا ہوں اور جملہ اسمیہ میں کبھی خبر مقدم اور مبتدا موخر بھی لاتے ہیں جیسے احمق ہے زید احمق ہے خبر مقدم اور زید مبتدا موخر پس خبر مقدم اپنے مبتدا موخر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا علی ہذا القیاس **جملہ انشائیہ** وہ ہے کہ سننے والیکو فائدہ تام ہو مگر اوسکے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں اسکی نو قسمیں ہیں **اول** امر جیسے پڑھو اچھا لکھو خوش رہو وغیرہ **دوم** نہی جیسے شرارت مت کرو بری صحبت میں نہ بیٹھو وغیرہ مگر فی زماننا مت کا لفظ بھی نہی کیواسطے متروک ہے **سوم** استفہام جیسے تم کہاں گئے تھے تمہارا نام کیا ہے یہہ کیا چیز ہے وغیرہ **چہارم** تمنی یعنی ایسے جملے جنمیں کسی ممکن یا غیر ممکن چیز کی آرزو اور تمنا پائی جائے جیسے کیا خوب ہوتا جو ہم لکھ پڑھ جاتے یا کیا اچھا ہو جو آدمی کے پر ہو جاتیں وغیرہ **پنجم** ندا جیسے اے لڑکو ادہر متوجہ ہو وغیرہ **ششم** عرض یعنی مخاطب کو کسی کام کے واسطے آمادہ و برانگیختہ کرنا جیسے تم کیوں نہیں محنت کرتے کہ تمکو انعام ملے وغیرہ **ہفتم** قسم یعنی وہ جملہ جو قسم سے بنے اور قسم اوسکو کہتے ہیں کہ خود کسی چیز کو لازم کریں یا مخاطب کو کسی بات کا یقین دلائیں خواہ وہ خدا کے نام سے ہو یا اور کسی بڑی شے اور عزیز چیز کے نام سے مثلاً خدا کی قسم میں رشوت نہ لونگا یا بخدا کہ اسمیں شک نہیں یا آپکے جان عزیز کی قسم کہ میں سچ کہتا ہوں وغیرہ جس چیز کی قسم کہاتے ہیں اوسکو مقسم بہ اور بعد اوسکے جو جملہ واقع ہوتا ہے اوسکو جواب قسم کہتے ہیں جیسے اوپر کی مثال میں خدا مقسم بہ اور رشوت نہ لونگا جواب قسم ہے **ہشتم** تعجب جیسے واہ وا بہت خوب ہے اور سبحان اللہ کیا کہنا وغیرہ **نہم** عقود یعنی وہ جملے جو معاملات کے وقت بولتے ہیں جیسے کوئی کہے کہ میں کتاب بیچتا ہوں اور کوئی کہے کہ میں خریدار ہوں تو یہہ دونوں جملے عقود اور انشائیہ ہیں اب سنو کہ اگر مضامین میں یا فاعل و مفعول وغیرہ ہونے میں ایک کلمہ جو دوسرے کلمے کا شریک ہو اوسکو تابع کہتے ہیں اور اوسکی چہہ قسمیں ہیں **اول** تاکید اسکی دو قسمیں ہیں لفظی اور معنوی **تاکید لفظی** لفظ کے مکرر لانے سے ہوتی ہے یہہ تاکید اسم فعل حرف سب میں آتی ہے اسم کی مثال جیسے زید آیا ہے زید پہلا زید متبوع ہے اور دوسرا تابع یعنی سننے والا شاید کسی اور کا آنا سمجھا ہو یا اچھی طرح خیال نرکہتا ہو تو دوبارہ زید کہنے سے معلوم ہوا کہ آنیوالا زید ہے کوئی دوسرا نہیں اور فعل کی مثال جیسے مارا مارا زید نے اور حرف کی مثال جیسے ہاں ہاں ہمنے کیا ہے اور **تاکید معنوی** وہ ہے جو دوسرے لفظوں سے ہو جیسے زید خود آیا ہے اسمیں خود کا لفظ تاکید ہے علی ہذا القیاس **دوم** نعت یعنی صفت **سوم** بدل اسکی چار قسمیں ہیں **اول** بدل کل جیسے کسی سے کہیں کہ اے شخص احمد تیرا بہائی

جملہ انشائیہ کا بیان

توابع کا بیان

گھر لے احمد مبدل منہ ہے اور تیرا بھائی بدلِ کل ہوا یہاں مبدل منہ اور بدل ایک ہی شے ہیں دوم
بدلِ بعض یعنے بدل اپنے مبدل منہ کا جزو ہو جیسے یہہ کتاب سینے اوسکا ورق پہاڑ ڈالا ہے یہاں کتاب مبدل منہ ہے
اور اوسکا ورق بدلِ بعض اور مبدل منہ کا جزو ہے سوم بدلِ اشتمال جو مبدل منہ کا نہ کل ہو نہ جزو بلکہ متعلق ہو
جیسے یہہ کتاب اوسکا جزدان اچھا ہے اسمین جزدان نہ کتاب کا کل ہے نہ جزو بلکہ کتاب سے متعلق ہے چہارم بدلِ غلط
جو غلطی کے بعد واسطے صحت کے بولا جاوے مثلاً بولنا منظور تھا کہ مدرسہ کو چلنا چاہتے اور بیساختہ زبان سے نکل گیا کہ گھر کو
بعد اوسکے یون کہا کہ مدرسہ کو چلنا چاہیتے اسصورت مین گھر مبدل منہ ہوگا اور مدرسہ بدلِ غلط چہارم عطفِ بیان
یعنے جو ایک چیز کے دو ناموں مین سے زیادہ مشہور ہو اور اوسکو عرف بھی کہتے ہین جیسے محمد جلال الدین اکبر شاہ
اسمین محمد جلال الدین معطوف علیہ اور اکبر شاہ عطفِ بیان ہے، اور یاد رکھو کہ بدلِ کل اور عطفِ بیان مین بہت
کم فرق ہے پنجم عطف بحرف جیسے زید کا غلام اور اوسکا نوکر آیا ہے اسمین زید کا غلام معطوف علیہ اور اوسکا
نوکر معطوف ہے، اسیطرح عطف جملہ کا جملہ پر یعنے مرکب کا مرکب پر بھی آتا ہے جیسے احمد آیا ہے اور محمود جاتا ہے اسمین
اول جملہ معطوف علیہ ہے اور دوسرا معطوف ششم تابع مہمل جو لفظ بے معنی صرف زینت کلام کیواسطے بولا جاتا ہے
جیسے روٹی ووٹی اور پانی وانی مگر یہہ اردو مین بہت مروج ہے اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ کسی کلمہ کے حرفِ اول کو
واو سے بدل کر اس قسم کا تابع بناتے ہین اور واو پر وہی حرکت ہوتی ہے جو کلمہ کے حرفِ اول پر تھی جیسے
جزدان وزدان اور کتاب وتاب اور قلم ولم وغیرہ اور کبھی اور طرح سے بھی آتا ہے اسے خوب یاد رکھو ہمیشہ
یاد رکھنا چاہتے کہ اول مضاف بغیر مضاف الیہ کے جملہ کا جزو نہوگا دوسرے موصوف ہمیشہ صفت کے ساتھ ہوگا
تیسرے معطوف علیہ کو ہمیشہ معطوف کی ضرورت ہے چوتھے موصول کہ صلہ کے ساتھ ہوگا پانچوین
ذوالحال کہ حال کا محتاج رہتا ہے چھٹے اسم اشارہ کہ بدون مشار الیہ لفظی یا مقدر کے نہوگا ساتوین مبدل منہ
کہ بدل کے ساتھ ہوگا آٹھوین مشبہ بہ کہ مشبہ کے ساتھ ہوتا ہے نوین مستثنیٰ منہ کہ بغیر مستثنیٰ کے نہین آتا
دسوین مفسر کہ ہمیشہ مفسر کے ساتھ ہوگا گیارہوین عدد کہ اپنے معدود کے ساتھ آئیگا بارہوین
ممیز کہ ہمیشہ تمیز کے ہمراہ واقع ہوگا تیرہوین مبین کہ ہمیشہ بیان کے ساتھ ہوتا ہے چودہوین جار
کہ ہمیشہ مجرور کے ساتھ ہوگا پندرہوین افعالِ ناقصہ کہ ہمیشہ اسم و خبر کو طلب کرتے ہین اور جملہ بھی چند
اقسام پر منقسم ہے چنانچہ جس جملہ سے کلام شروع ہو اوسکو جملہ مفتتحہ اور جسمین کسی چیز کی صفت ہو اوسکو
جملہ وصفیہ اور جو جملہ موصول کا صلہ واقع ہو اوسکو جملہ موصولہ اور کسی چیز کا حال واقع ہو تو جملہ حالیہ
اور بدل ہو تو جملہ مبدلہ اور تمیز پر مشتمل ہو تو جملہ ممیزہ اور کسی چیز کی تاکید ہو تو جملہ موکدہ اور کسی
چیز کی تفسیر ہو تو جملہ مفسرہ اور تشبیہ پر متضمن ہو تو جملہ تشبیہیہ اور جو ایک جملہ دوسرے جملہ پر عطف ہوتی

جملہ معطوفہ اور جملہ مین استثنا ہو تو جملہ استثنائیہ اور کسی چیز کی علت ہو تو جملہ معللہ اور جملہ متضمن شرط ہو تو جملہ شرطیہ اور جملہ مین سوال معلوم ہوتا ہو تو جملہ استفہامیہ اور جملہ جواب ہو کسی سوال مقدر کا تو اوسکو جملہ مستانفہ اور ندا پر متضمن ہو تو جملہ ندائیہ اور قسم پر شامل ہو تو جملہ قسمیہ اور کسی چیز کے بیان پر مبنی ہو تو اوسکو جملہ مبینہ اور جو ماقبل و مابعد سے کچہہ علاقہ نرکہتا ہو تو جملہ معترضہ اور جو ایک مضمون سے دوسرے مضمون کیطرف پہر جائیگا تو جملہ اضرابیہ اور اگر کوئی جملہ پہلے جملون سے پیدا ہوتا ہو تو اوسکو جملہ نتیجہ اور تعجب پر مشتمل ہوگا تو جملہ تعجبیہ اور جہڑکی ہو تو جملہ تہدیدیہ اور تنبیہ ہو تو جملہ تنبیہیہ اور جو دو جملون کا ایک مضمون ہوگا تو جملہ متوافقہ اور جو دو جملون کا مختلف مضمون ہو تو جملہ متباینہ کہتے ہین اور جو امر و نہی پر مبنی ہوگا اوسکی تین قسمین ہین اگر بڑے کیطرف سے چہوٹے کو ہے تو اسصورت مین جملہ حکمیہ اور برابر والیکے واسطے ہے تو جملہ التماسیہ اور چہوٹے کی جانب سے بڑے کی خدمت مین ہو تو جملہ عرضیہ اور اسیطرح بندہ کچہہ خدا سے کہے تو جملہ دعائیہ کہلاتا ہے پہر فرزانہ روزگار نے شہزادہ عالی وقار کو ہر جملہ کی مثال اور ترکیب حسب دلخواہ سمجہا دی خلاصہ یہہ ہے کہ شہزادہ بلند اقبال صرف و نحو خوب یاد کر چکا تو اوستاد والا نژاد نے ارشاد کیا کہ تمنے بڑے جہگڑے سے رہائی پائی اب منطق کی بہی کچہہ کیفیت دریافت کر لینی ضرور ہے کہ کلام کے حسن و قبح اور عیب و صواب سے انسان بغیر اسکے واقف نہین ہو سکتا اس علم کے جاننے والونکو متکلمین کہتے ہین جبتک انسان کو علم منطق مین دخل نہین حیوان ناطق کا اطلاق اوسپر خطا ہے بلکہ حیوان صامت ہے ہر چند منطق کوئی خاص علم نہین لیکن حکیم ارسطاطالیس اوسکو سب علمون مین مستثنی کر کے اپنی تصنیف مین زبان یونانی لکہتا ہے کہ اگرچہ کچہہ منطق جداگانہ علم نہین ہے مگر اوسکو تحصیل علوم اور فصاحت و بلاغت اور سلاست بیان کیواسطے ایک نہایت عمدہ و کار آمد معاون اور بہت اچہا چلتا ہوا اوزار سمجہنا چاہیئے اے شہزادہ خرد پرور حضرت پروردگار نے انسان کو وہ قوت مدرکہ عنایت فرمائی ہے جسمین اشیا کی صورتین اسطرح منتقش ہوتی ہین جسطرح آئینہ مین لیکن آئینہ مین صور محسوسات کے سوا کچہہ حاصل نہین ہوتا اور قوت مدرکہ انسان مین صور محسوسات و معقولات دونون جلوہ گر ہوتے ہین محسوس وہ ہے کہ کسی حواس پنجگانہ ظاہری یعنی باصرہ سامعہ شامہ ذائقہ لامسہ سے دریافت ہو اور معقول وہ ہے جو انسے مدرک نہو اور جو صورت قوت مدرکہ انسانی مین کہ جسکو ذہن کہتے ہین حاصل ہوتی ہے وہ دو قسم پر منقسم ہے تصور یا تصدیق تصور وہ ہے کہ جو حکم سے خالی ہو مثلاً تصور زید یعنی فقط زید کی صورت کو ذہن مین لانا اور اگر اوسمین حکم ہو تو وہ تصدیق ہے مثلاً زید عقلمند ہے حکم اوسکو کہتے ہین کہ ایک شے کو دوسری شے کے ساتھہ منسوب کرین جیسے زید اور چیز ہے اور عقلمندی اور چیز ہے مگر جب کہا کہ زید عقلمند ہے پس دونون مین نسبت پیدا ہو گئی اب سنو کہ حکم دو قسم ہے حکم بالایجاب اور حکم بالسلب ایجاب اثبات کو اور سلب نفی کو

علم منطق کی تحقیق

تصور و تصدیق کا بیان

کہتے ہین اور ایک چیز کی نسبت دوسری چیز سے خواہ بالایجاب خواہ بالسلب تین صورت پر ہے ایک نسبت حملی دوسری نسبت اتصالی تیسری نسبت انفصالی اوران نسبتون کا دریافت کرنا تصدیق ہے اسکو حکم بھی کہتے ہین اور سوا اسکے دوسری چیز کا ادراک تصور ہوتا ہے اور یاد رکھو کہ تصدیق مین بھی تین تصور موجود ہین اول تصور منسوب الیہ کا جسکو محکوم علیہ کہتے ہین دوم تصور منسوب کا جسکو محکوم بہ کہتے ہین سوم تصور نسبت درمیانی کا جسکو نسبت حکمیہ کہتے ہین مثلاً اس مثال مین کہ زید قائم ہے اول تصور زید کا کہ محکوم علیہ ہے ضرور ہوگا دوم تصور قائم کا کہ محکوم بہ ہے سوم تصور اوس نسبت کا کہ جو درمیان زید اور قائم کے موجود ہے جسکو نسبت حکمیہ کہتے ہین بعد ازان نسبت مذکور کا ادراک بروجہ ایجاب یا بصورت سلب حاصل ہوتا ہے لیکن تصورات ثلثہ مین سے اہل تحقیق کے نزدیک کوئی بھی تصدیق کا جزو نہین ہے اور تصور دو قسم ہے ایک وہ کہ جسکا حصول استعانت نظری و فکری کا محتاج نہو جیسے سیاہی و سفیدی اور حرارت و برودت کا تصور اور اس قسم کو تصورات بدیہی ضروری کہتے ہین دوسری قسم وہ ہے جسکا حاصل ہونا محتاج نظری و فکری ہو جیسے روح اور فرشتون اور جنات وغیرہ کا تصور انکو تصورات نظری کہتے ہین اسیطرح تصدیق بھی دو قسم ہے ایک تصدیق ضروری کہ محتاج نظری و فکری نہو جیسے تصدیق اسکی کہ آفتاب روشن ہے اور آتش گرم ہے دوسرے تصدیق نظری کہ جسکے حصول مین نظر اور فکر کی احتیاج ہو جیسے تصدیق اسکی کہ صانع عالم قدیم ہے اور عالم حادث ہے تصور نظری کو تصور ضروری سے اور تصدیق نظری کو تصدیق ضروری سے بطریق فکر اور نظر کے حاصل کر سکتے ہین اور وہ اسسے عبارت ہے کہ دوسرے تصورات یا تصدیقات سے ایک تازہ تصور یا تصدیق حاصل ہو جیسے حیوان کے تصور کو ناطق کے تصور سے ملا کر کہے کہ حیوان ناطق اس سے انسان کا تصور کہ جو پہلے حاصل نہ تہا حاصل ہوتا ہے اسیطرح تصدیق اسکی کہ عالم متغیر ہے ساتھہ اس تصدیق کے کہ جو چیز متغیر ہے وہ حادث ہے جمع کرنے سے ایک نئی تصدیق حصول ہوتی ہے یعنی اگر کہے کہ عالم متغیر ہے اور جو چیز متغیر ہے وہ حادث ہے اسسے تصدیق اسکی کہ عالم حادث ہے حصول ہوجائیگی اہل منطق کی اصطلاح مین دوسرے تصورات سے جو تصور حاصل ہوتا ہے اوسکو معرف اور قول شارح کہتے ہین اور دوسری تصدیقات سے جو تصدیق حاصل ہوتی ہے اوسکو حجت اور دلیل کہتے ہین پس مقصود اس علم سے یہی ہے کہ معرف اور حجت کو سمجھنا چاہتے اور معرف و حجت فی الحقیقت معانی ہین کچھہ الفاظ نہین مثلاً انسان کہ یہہ حیوان ناطق کے معنے ہین پس لفظ سے غرض نہین بلکہ معنی سے مطلب ہے اور حدوث عالم کی حجت قضایائے مذکورہ کے معنی ہین نہ الفاظ اس صورت مین ہرچند الفاظ کی احتیاج نہین مگر چونکہ معانی سمجھنے سمجھانے کیواسطے عبارت و الفاظ

دلالت کا بیان

ضرور ہین اسلئے واجب ہوا کہ حالِ الفاظ پر دلالتِ معانی کے اعتبار سے نظر کرین اور دلالت وہ شے ہے
کہ جسکے معلوم کرنیسے دوسری شے پر علم حاصل ہوتا ہے اور جو لفظ جس معنی کیواسطے موضوع ہوا اگر اوس معنی پر
دلالت کرے تو اوسکو **دال بالمطابقت** کہتے ہین جیسے لفظِ انسان کہ حیوانِ ناطق پر دلالت کرتا ہے
پس حیوانِ ناطق لفظِ انسان کے تمام معنی ہین اور جو لفظ جزو معنی پر دلالت کرے اوسکو **دال بالتضمن** کہتے ہین
جیسے لفظِ انسان کے معنے ہین دو جز ہین اول حیوان دوم ناطق، اور جو لفظ اوس معنی پر دلالت کرے
جو اوسکے معنی موضوع سے خارج ہو مگر اوس لفظ کیواسطے لازم پڑے اوسکو **دال بالالتزام** کہتے ہین
جیسے علم و صنعت کی قابلیت لفظِ انسان کیواسطے غرضکہ ہر چیز کی اوس حالت کو دلالت کہتے ہین جسکے علم سے
دوسری چیز پر علم حاصل ہو شئ اول کو **دال** اور شے دوم کو **مدلول** کہتے ہین اور **وضع** ایک شی کا
دوسری شے کے ساتھہ خاص کرنا ہے اسطرح کہ شے اول شے ثانی سے حاصل ہو پس دریافت ہوا کہ وضع
ایک سبب ہے اسبابِ دلالتِ وضعیہ سے اور وضع کو اوسمین دخل ہے اور یاد رکہو کہ **دلالت وضعیہ** کبہی
الفاظ مین ہوتی ہے جیسے لفظِ انسان کہ حیوانِ ناطق پر دلالت کرتا ہے اور کبہی غیر الفاظ مین بہی پائی
جاتی ہے جیسے دلالت خطوط اور اشارات کہ فقط اونکے وجود سے معنی سمجہہ مین آجاتے ہین دوم **دلالت عقلیہ**
جیسے کسی دیوار کے پس پشت سے کوئی لفظ سنا جائے تو وہ وجودِ لافظ پر دلالت کرتا ہے اور کبہی دلالت عقلیہ
غیر الفاظ بہی ہوتی ہے جیسے دلالت مصنوعات کی وجود صانع پر سوم **دلالت طبعیہ** جیسے دلالت
اح اح کی کہانسی پر یعنی اگر کوئی اح اح کریگا تو معلوم ہوگا کہ یہہ کہانستا ہے اور غیر الفاظ مین بہی پائی
جاتی ہے جیسے غضب کی حالت مین رنگ سرخ ہو جانا اور شرمندگی کے وقت زردی کا مونہہ پر آجانا
مگر ان سب دلالتون مین **دلالت لفظیہ وضعیہ** سب سے زیادہ معتبر ہے اور لفظ دو قسم ہے مفرد
اور مرکب اور کبہی ایک اعتبار سے مفرد ہوتا ہے اور دوسرے اعتبار سے مرکب جیسے عبد اللہ کہ باعتبار علم
ہونیکے مفرد ہے یعنی ایک شخص کا نام ہے اور باعتبار اضافت کے مرکب ہے یعنی مضاف اور مضاف الیہ اور

مفرد کا بیان

لفظِ مفرد دو قسم ہے مفرد کلی اور مفرد جزئی خلاصہ یہہ ہے کہ مفرد کلی سے نکرہ مراد ہے اور مفرد جزئی سے
معرفہ اب یہہ سنو کہ مفرد کلی دو قسم ہے ایک کلی ذاتی دوسرا کلی عرضی **کلی ذاتی** وہ ہے کہ جو اپنی حقیقت جزئیات سے
خارج نہو جیسے لفظِ حیوان بہ نسبت انسان کے کلی ہے اور افراد حیوانات اوسکے جزئیات ہین اور **کلی عرضی**
اوسکے برخلاف جیسے لفظِ ضاحک بہ نسبت انسان کے یعنی انسان بنفسہ ضاحک ہے برخلاف دوسرے افراد
حیوانات کے اور یاد رکہو کہ کلی ذاتی پانچ قسم ہے **جنس**[1] **نوع**[2] **فصل**[3] **خاصہ**[4] **عرض عام**[5] جنس کی مثال
حیوان کہ سب حیوانات اور انسان پر اسکا اطلاق ہو سکتا ہے نوع کی مثال انسان یعنی آدمی کہ زید

اور عمرو اور بکر وغیرہ پر سوا حیوانات کے اطلاق ہو سکتا ہے فصل کی مثال **ناطق** یعنی باتین کرنے والا
جسکے سبب سے انسان کی تمیز ہو سکتی ہے خاصہ کی مثال **ضحک** یعنے ہنسنا کہ انسان مین بالخاصیت موجود ہے
اور حیوانات مین نہین عرض عام کی مثال **مشی** یعنی چلنا کہ کل انسان اور اکثر حیوانات کی نوع مین موجود ہے
اور مخفی نرہے کہ لفظ **مرکب** بھی دو قسم ہے **مرکب تام** اور **مرکب غیر تام** مرکب تام وہ ہے کہ سکوت اوسپر صحیح ہو
اور مخاطب کو انتظار نرہے جیسے زید قائم ہے پس زید مبتدا اور قائم خبر ہے مگر اہل منطق کی اصطلاح مین مبتدا کو
محکوم علیہ اور **موضوع** اور خبر کو **محکوم بہ** اور **محمول** کہتے ہین اور مرکب غیر تام کہ جسکو مرکب ناقص بھی کہتے ہین
وہ ہے کہ متکلم کا سکوت اوسپر صحیح نہو جیسے مرکبات دو اسم یا دو فعل یا دو حرف کا اور حکماے منطق کی اصطلاح مین
معرف چار قسم ہے اول حد تام کہ جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہوتی ہے جیسے حیوان ناطق دوم
حد ناقص کہ جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہوتی ہے جیسے جسم ناطق سوم **رسم تام** کہ جنس قریب اور خاصہ سے
مرکب ہے جیسے حیوان ضاحک چہارم **رسم ناقص** کہ رسم بعید اور خاصہ سے مرکب ہے جیسے موجود ضاحک اور یہہ
چارون مثالین انسا کی تعریف مین ہین اے عزیز ور تصورات مین الفاظ و معانی سے بحث ہے اور تصدیقات
مین قضایا سے چونکہ قضایا بے الفاظ و معانی کے نہین ہین اسواسطے اول تصورات کا بیان کیا گیا اب تصدیقات کا
حال سنو عزیز من خلاصہ یہہ ہے کہ **تصدیقات** مین پانچ بحث ہین **بحث اول** قضایا مین معلوم کرنا چاہئے
کہ قضیہ تین قسم ہے حملیہ اور شرطیہ متصلہ اور شرطیہ منفصلہ اور ان تین قضیون مین ہر قضیہ یا موجبہ ہوگا یا سالبہ
اگر دو لفظ مفرد ہین اوسکو **قضیہ حملیہ** کہتے ہین جیسے زید قائم ہے پس زید اور قائم دو لفظ مفرد ہین اور
قضیہ شرطیہ متصلہ دو قضیون پر مشتمل ہوگا اسیطرح **قضیہ شرطیہ منفصلہ** بھی اور **بحث دوم**
تناقض مین اور وہ عبارت ہے دو قضیون کے اختلاف سے کیفیت اور کمیت اور جہت اور ایجاب و سلب مین
اور **بحث سوم** عکس کے بیان مین عکس اوس سے عبارت ہے کہ موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کرتے ہین اس
طرح کہ ایجاب و سلب اور صدق و کذب اپنی حالت اصلی پر برقرار رہین **بحث چہارم** حجت کے بیان مین حجت
تین قسم ہے **اول** قیاس یعنی حال کلی سے حال جزئی پر دلیل ثابت کرنی **دوم** استقرا یعنی حال جزئی سے
حال کلی پر ثبوت دلیل **سوم** تمثیل یعنی ایک حال جزئی سے دوسرے حال جزئی کے معنی مین شراکت باہمی
پیدا کرنیکے لیے دلیل لانی پس استقرا اور تمثیل مفید ظن اور **قیاس** مفید یقین ہوتا ہے اور تحصیل تصدیقات کے
باب مین قیاس بہت عمدہ شے ہے **بحث پنجم** قیاس کے بیان مین قیاس دو قسم ہے **قیاس اقترانی**
اور **قیاس استثنائی** قیاس استثنائی وہ ہے کہ جسمین نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور ہو جیسے اگر یہہ آدمی
ہوگا حیوان ہوگا لیکن آدمی ہے پس حیوان ہے لیکن حیوان نہین ہے پس آدمی نہوگا اور قیاس اقترانی وہ ہے

جسمین نتیجہ بالقصد نتیجہ بالفعل موجود نہین ہوتا جیسے سب انسان حیوان ہین اور سب حیوان حساس ہین اور اسکا نتیجہ یہہ کہ سب انسان حساس ہین مقدمات قیاس مین مذکور نہین ہے الغرض تمام علمِ منطق کی کیفیت بوجہِ احسن ذہن نشین کرکے علمِ اخلاق بہی بخوبی تعلیم فرمادیا خلاصہ یہہ ہے کہ چہہ مہینے کا عرصہ منقضی ہوا اور وہی روزِ امتحان پیش آیا اس مدت مین جسقدر علم کی آمدنی اور محنت کا خرچ ہوا تہا شہزادہ نے اوستاد کی خدمت مین ایک روز پیشتر سے اوس کا حساب پاک کردیا تہا صبح کو شہریارِ عرش وقار نے وزیرِ اعظم کو فرزانہ روزگار کی خدمت مین روانہ کیا اور دربارِ دُربار مین یاد فرمایا ۞

امتحانِ دوم

مولف

اوسے بلبل قدم رکہے چمن مین جبتک گل بلاے | حضار کہینچے بہار دامن ہزار دل اوسکا کہلاے

حسب الطلب سلطانِ عالی نسب و خسروِ والاحسب خردپرورِ صاحب ادب اور فرزانہ روزگار روشن نفس مع دستور المعظم شعورِ سخن رس بارگاہِ عالی مین جلوہ فرما ہوے بادشاہ سلامت نے بدستورِ قدیم اعزاز و تکریم کی شرطین ادا کین پہر فرمایا کہ اے خردپرور اس عرصہ مین کیا کیا باتین حاصل ہوئین اول بیان کرو پہر سوال کیا جاے شہزادہ دانا دل نے عرض کی کہ حضور سے غلام کی اس کمترین نے پہلے علمِ صرف و نحو مین کوششِ بلیغ کی ہے بادشاہ نے کہا کہ صرف کسے کہتے ہین اور نحو کسکا نام ہے شہزادہ نے بیان کیا کہ صرف ام العلوم ہے اس مین کلمہ سے بحث کیجاتی ہے اور نحو مین کلام سے اس گفتگو کے اثنا مین ایک عالم جید جو وہان حاضر تہا بولا کہ اے شہزادہ عالیجناب میرا ایک سوال ہے اور تم خوب جانتے ہو کہ دنیا مین جو بات انسان کے منہ سے برآمد ہوتی ہے وہ تین قسم ہے یا اسم یا فعل یا حرف پس اگر مفرد ہے تو اوسے کلمہ کہینگے اور وہ صرف سے متعلق ہوگا اور اگر دو تین کلمے باہم ہین پس وہ مرکب مفید ہوگا یا غیر مفید اسکی ترکیب نحو سے متعلق ہے شہزادہ نے کہا مولانا یہہ جو آپنے بیان کیا اسکو تو مبتدی بہی جانتے ہین مگر مطلب کی بات ارشاد کیجیے کہ مین جواب گذارش کرون اوس عالم دانا نے کہا کہ میرا سوال یہہ ہے سوال بہلا وہ کونسا کلمہ ہے جسمین یہہ تینون صفتین موجود ہون کہ باعتبار کیفیتِ معنی کے وہی کلمہ اسم بہی ہو اور فعل بہی ہو اور حرف بہی ہو یہہ سنتے ہی ہرایک پر عالمِ حیرت طاری ہوا کہ آجتک اسطرح کا سوال علمِ صرف و نحو مین کبہی نہ سنا تہا مگر شہزادہ نے اوسیوقت یہہ جواب دیا جواب مولانا یہہ کلمہ دَر ہے یعنی جسوقت یہ باین کے معنی مین آیا حرف ہے اور جب دریدن کے مصدر سے امر بنایا گیا فعل ہے اور دروازے کے معنی مین بہی کلمہ اسم ہی ہے مگر بڑا تعجب ہے کہ حضرت نے دو صفتین

اور بیان نہ کریں یعنی وہی کلمہ نہ اسم ہو نہ فعل ہو نہ حرف اور وہی کلمہ مہمل بھی ہو اوس عالم نے کہا یہہ کیونکر ہوسکتا ہے خرد پرور نے جواب دیا کہ حرف کی یہہ صفت ہے کہ دوسرے کلمے سے ملائے بغیر معنی اوسکے مفید مطلب نہو سکیں مگر جسوقت صرفیوں کی اصطلاح میں زائد کہلاتا ہے اوسدم نہ اسم کے معنی دیتا ہے نہ فعل کے نہ حرف کے اور جو کلمہ کچھہ معنی نہ رکھتا ہو وہ مہمل کہلاتا ہے اسیطرح بر کہ حرف ہے اوپر اور بر کے معنی میں اور اسم ہے ثمر و میوہ اور آغوش و بغل کے معنی میں اور فعل ہے بُردن مصدر سے امرِ حاضر ہو جیسے اور زائد بھی آتا ہے پس پانچ صفتیں اس کلمہ میں موجود ہیں یہہ سنتے ہی ہر طرف سے شورِ تحسین بلند ہوا اور صرف و نحو کا اسقدر امتحان تمام فیصلہ ہوگیا پھر شہزادہ نے کہا کہ مینے بعد اسکے علمِ منطق تحصیل کیا اتنے میں اون چاروں وزیروں میں سے وزیرِ اول نے کہا کہ **شکلِ بدیہی الانتاج** جو منطق کی **شکلِ اول** ہے اوسکی کیفیت بیان فرمایئے شہزادہ نے کہا کہ سنئیے شکل مرکب ہوتی ہے دو قضیوں سے قضیہ اول کو صغری اور قضیہ دوم کو کبری اور نتیجہ کے موضوع کو اصغر اور نتیجہ کے محمول کو اکبر اور جو لفظ دونوں مقدمتہ قیاس یعنی آخر صغری اور وسط کبری میں مکرر ہوتا ہے اوسکو حدِ اوسط کہتے ہیں اور اسیطرح محکوم علیہ کو قضیہ حملیہ میں موضوع کہتے ہیں اور محکوم بہ کو محمول اور جو لفظ کہ نسبتِ حکمیہ اور حکم پر دلالت کرے اوسکو رابطہ کہتے ہیں اور قضیہ شرطیہ میں محکوم علیہ کو مقدم اور محکوم بہ کو تالی کہتے ہیں مثلاً ہم کہیں کہ سب انسان حیوان ہیں اور سب حیوان صاحبِ حواس ہیں اس مثال میں انسان کو اصغر اور صاحبِ حواس کو اکبر اور حیوان کو اوسط کہتے ہیں اور مقدمِ اول اس قیاس کا کہ سب انسان حیوان ہیں اس مقدمہ کو صغری کہتے ہیں اور مقدمِ دوم اس قیاس کا کہ سب حیوان صاحبِ حواس ہیں اس مقدمہ کو کبری کہتے ہیں اور جب حدِ اوسط کو دور کرتے ہیں تو شکل سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے یعنی کل انسان صاحبِ حواس ہیں اور **شکلِ اول** کہ جسکو بدیہی الانتاج کہتے ہیں یہہ ہے کہ اوسط محمول ہو صغری میں اور موضوع ہو کبری میں جیسے کل انسان حیوان ہیں اور کل حیوان جسم ہیں پس نتیجہ یہہ ہے کہ کل انسان جسم ہیں پھر **وزیرِ دوم** بولا کہ **شکلِ دوم** کا بیان فرمایئے خرد پرور نے کہا دوسری شکل یہہ ہے کہ حدِ اوسط اوسکی صغری و کبری دونوں میں محمول ہو جیسے سب انسان حیوان ہیں اور کوئی پتھر حیوان نہیں ہے پس نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ کوئی انسان پتھر نہیں ہے پھر **وزیرِ سوم** نے کہا کہ **شکلِ سوم** کی کیا [illegible] ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ تیسری شکل یہہ ہے کہ حدِ اوسط اوسکی موضوع ہو صغری [illegible] دونوں میں جیسے سب انسان حیوان ہیں اور سب انسان ضاحک ہیں پس نتیجہ اسکا [illegible] حیوان ضاحک ہیں پھر **وزیرِ چہارم** نے کہا کہ **شکلِ چہارم** کی صورت کیا ہے شہزادہ [illegible] اوسط اوسکی موضوع ہو صغری میں اور محمول ہو کبری میں جیسے

[illegible] قسمِ سوم احوال

کل انسان حیوان ہین اور کل ناطق انسان ہین پس نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ بعض حیوان ناطق ہین اور فقط انہی چار
شکلون پر منطق کا دار و مدار ہے بعد اسکے شہزادہ خرد پرور نے کہا کہ مینے علم آداب اور علم اخلاق بہی حاصل کیا ہے
چنانچہ حکمتِ منزلی اسکی ایک شاخ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ **حکمتِ منزلی** کسکو کہتے ہین شہزادہ نے کہا اسکی
تین قسمین ہین اول وہ کہ جو اپنی ذاتِ خاص سے متعلق ہو دوم وہ کہ جو دوسرے شخصون کی نسبت عمل مین لانی
لازم ہے سوم نصائح عام اور حکما کے قول وغیرہ **حکمتِ منزلی کی قسمِ اول** وہ چیزین جو اپنی ذاتِ
خاص سے تعلق رکہتی ہین وہ سات ہین **پہلے** کہانا کم کہائے لقمہ برابر ہو ایک چیز بہت نکہائی جائے کہانیکے وقت
چاٹنے اور بُری طرح چبانے سے احتراز کرے دوسرے کے نوالون پر نظر نڈالے سب لوگ جس چیز سے کراہیت
کرین اوسکو تناول نکرے کہانے وقت ناک اور مونہہ پاک وصاف نکرتا جائے دوسرون سے آگے یا پیچہے
نکہائے جو چیز گرم ہو یا جسمین نشہ پایا جائے اوس سے اجتناب کرے **دوسرے** پینا گرم پانی نوش نکرے ایکبار
تمام پانی نپئے پینے کے وقت خندہ نکرے خواب سے بیدار ہو کر فوراً پانی پینے سے باز رہے **تیسرے** پوشاک
اچہے کپڑے پہنے جامہ پاک وصاف رکہے اپنی لیاقت وحیثیت کے موافق پہنے **چوتہے** گفتگو بہت
باتین نکرے بے تامل اور مکرر کوئی بات نہ کہے جبتک گفتگو کا موقع نہ ملے ہرگز نہ بولے جواب مین
سبقت نکرے دوسرون کی بات قطع نکرے آواز کو اعتدال کے ساتہہ نگاہ رکہے جو بات کہ لوگ تجہسے پوشیدہ
کرین اوسکے دریافت کرنے مین مبالغہ نکرے ہمیشہ سچ بولے حق کو باطل نکرے وقتِ طلب آوے محل بات نکہے
اشارون مین کلام نکرے ہر شخص کے ساتہہ اوسکی سمجہہ کے موافق تقریر کرے گفتگو کے وقت ہاتہہ یا پاؤن ہلا ہلا کر
باتین کرنی شروع نکرے بیہودہ اور بیکار سخن زبان سے نہ نکالے جبتک تجہہ سے حال نپوچہین خود آپ نہ کہے
سخن چین کو اپنی محفل مین نہ آنے دے اور اوس سے زیادہ افترا پرداز کی احتیاط لازم ہے

قطعہ

سخن چین را دوا سے می توانم | چو من چیزے نگویم او چہ چیند
ولیکن مفتری را چارہ نیست | کہ از خود حیلہ ہاے آفریند

پانچوین رفتار چلنے کیوقت نظر کو نگاہ رکہے بے ضرورت نہ دوڑے راہِ خطرناک اور مکانِ وحشت انگیز
مین نجائے راستہ مین کبہی چلتے چلتے کوئی چیز تناول نکرے **چہٹے** حرکتِ اعضا آفتاب پر نظر نڈالے
اول شب اور آخر شب اور روزِ روشن اور شبِ تاریک وبے ... صبح صادق مین مجامعت نکرے
شیرین زبانی اور کشادہ پیشانی کے ساتہہ اوقات گذارے عیب ... ہرگز نگاہ بد نکرے **ساتوین**
سکون پاؤن پر پاؤن نرکہے زانو پر سر نہ جہکائے مضطرب نہ ... ہے مگر بڑا تعجب نہ بہت نہ کہوے

حکمت منزلی کا بیان

بار بار انگڑائیان نہ لے اپنے اعضا اور ریش و بروت سے بازی نکرے محفل مین سو نجاے اور جب
دوسرے سو جائین تو ہرگز بیدار نرہے اور نہ سونا اختیار نکرے سحر خیزی کی عادت رکھے نیک صحبت قبول
نکرے فسق و فجور سے باز رہے صبر کرے فضولی چھوڑ دے دیانت و امانت کا شیوہ مدنظر رکھے ہمیشہ قائم مزاج
رہے شتابکاری ہرگز نکرے خرچ اندازہ سے زیادہ مناسب نہین **شعر** ہر احوال آنکس بباید گریست + کہ دخلش
بود نوزدہ خرچ بیست + **حکمت منزلی کی قسم دوم** وہ ہے جو دوسرون کے ساتھہ لازم آتی ہے اور اسکی
آٹھہ قسمین ہین **اول** والدین انکی خدمت فرض جان تعظیم و تواضع ہر حال مین نگاہ رکھہ بزرگون سے زبان درازی نکر
اونکی رضا جوئی مین مصروف رہو ہر وقت ادب سے پیش آ بے ادبی اور گستاخی نکر اونکی بات نصیحت جان کر
یاد رکھہ **دوم** آقا اپنے حاکم اور مالک کے حضور مین جھوٹ نبول کہ دروغ کو فروغ نہین ہر وقت اوسکی تعظیم و توقیر
جو بات آقا کی زبان سے نکلے اوسکو دل سے سن اور بجالا اگر اوسنے تیرے حق مین کسیطرح کا نقصان تصور کیا ہو
اوسکی شکایت نکر بلکہ مشکور رہو شرم رکھہ حد ادب سے قدم باہر نہ نکال عنایت پر مغرور نہو سخن برمحل کہو اور بادیانت
[illegible] نت رہو **سوم** دوست دانا دوست قبول کر اور سود و زیان مین دوست کو امتحان کر اگر دوست
[illegible] ے اوس سے دل صاف رکھہ اور دوستی مین اپنا مطلب طلب نکر **چہارم** برادر بھائیون کو عزیز رکھہ
[illegible] ان مہمان کی خدمت کر اور جو بات اپنے لئے ناپسند کرے دوسرون کیواسطے بھی پسند نکر
[illegible] کہہ وعدہ وفا کر خوشخو رہو نیک صحبت اختیار کر حوصلہ فراخ اور ہمت بلند رکھہ **پنجم**
[illegible] ن عورت سے نکہو دلبری اور رضا جوئی عورت کی ہر دم ملحوظ رکھہ اپنی ہیبت ہر حال مین اوسکے
دلپر برقرار رہنے دے ایسا نہو کہ بیخوف ہو جاے گھر کے کامون مین اوس سے مصلحت طلب کر زیادہ اختیار نہ دے
زن فاحشہ کی صحبت سے محفوظ رکھہ **ششم** فرزند اولاد کے روٹی کپڑے کا خبرگیران رہو تحصیل علم سے
فرصت نہ دے صحبت بد سے بچا اسقدر مہلت نہ دے کہ بے شرم ہو جاے گستاخ نہ بنا بے ادب نکر ہر وقت اوسکی
احتیاط لازم ہے **ہفتم** نوکر ملازم معتبر پیدا کر عفو کی عادت اختیار کر نوکر سے بدگمان نہو اوسکو اپنے اعضا کی
طرح دوست رکھہ جو کام اوسکے لائق نہو ہرگز اوس سے نہ لے اگر کوئی قصور سرزد ہو تو حتی المقدور معاف کر
مگر اسقدر منہہ نہ لگا کہ بیخوف ہو جاے **ہشتم** غلام غلام کو نظر کے روبرو رکھہ اوسکی پرورش کا خیال دل سے
باہر نکر اگر باوفا ہے تو اپنے عضو جسمانی کیطرح آرام سے رکھہ اور جو بیوفا ہے تو آزاد کر کہ ایک نہ ایک روز
فساد کریگا اور نہایت ضروری واجبات سے ہے کہ فقیرونکی خبرگیری اور رعیت کی رعایت اور ہمسایگی تواضع
اور خلق عام ہمیشہ اپنا شعار کر **شعر** آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است + با دوستان تلطف با دشمنان مدارا
حکمت منزلی کی قسم سوم احوال حکما ہے یعنے اونکا پابند ہونا اور اونکے پند و نصایح پر عمل کرنا لکھے ہوے

قول بے انتہا ہین اور اسقدر مشہور و معروف کہ بیان کی حاجت اصلا نہین ہے اس گفتگو مین ایک فاضل فضیلت نہاد نے کہا کہ اے شہزادہ تیز ہوش بہلا آپ نے علم اخلاق کی ایک شاخ کا بیان کیا ہم یہہ سوال کرتے ہین کہ وہ درخت کیسا ہے اوسکی جڑ کیا ہے اور دوسری شاخین کونسی ہین اور اوس درخت کا پہل کیا ہے خردپرور نے کہا کہ یہہ درخت وہ درخت ہے جسکی تعریف آپ نے سنی ہوگی کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ اس درخت کی جڑ عبادت ہے اور پرستش معبود حقیقی اور درستی اعتقاد مگر اسکے واسطے ریاکاری دیمک ہے کہ اسکو کہاجاتی ہے اور وہ جڑ مستحکم و محکم نہین ہونے پاتی صدق و اخلاص اسکے لیئے بمنزلہ آبیاری ہے پس شاخ درشاخ یہہ درخت بلند اسطرح نشوونما پاتا ہے کہ عبادت کے ساتہہ اخلاص ہو اور اخلاص کے ساتہہ دعا و عرض نیاز اور دعا کے ساتہہ عاجزی و تضرع اور عجز کے ساتہہ صبر و شکیبائی اور صبر کے ساتہہ رضا بقضائے الہی اور رضا کے ساتہہ شکر و سپاس منعم حقیقی اور شکر کے ساتہہ توکل و قناعت ضرور ہے

نظم

علم و فضل و عقل و دانش زور و زر — ان پہ اسے نادان کبہی تکیہ نکر
جو کوئی مرد توکل پیشہ ہے — پہر اوسے کس بات کا اندیشہ ہے

حضرت من درخت اخلاق کی بہت شاخین ہین چنانچہ اون مین سے ایک حیا ہے

مؤلف

دل جو گنہگار حیا ہو گیا — آئینۂ نور خدا ہو گیا

اور ایک عفت ہے یعنی حرامکاری سے دامن آلودہ نکرنا اور ایک ادب ہے یعنی بیہودہ فعلون اور بیہودہ قولون سے اجتناب کرنا

مؤلف

ہم خدا سے ہین طلبگار ادب — بے ادب بہرہ نہ پائے فضل رب

اور ایک بلند ہمتی ہے پست ہمت ہمیشہ مقصد سے محروم رہتا ہے اور عالی حوصلہ بہت جلد مقصود دلی پر کامیاب ہوجاتا ہے اور ایک جد و جہد ہے یعنی ہر کام مین بدل و جان کوشش کرنی مگر یہہ صفت ہمت عالی کی تابع و مطیع ہے اور ایک عدالت ہے اور ایک احسان ہے اور ایک عفو ہے اور ایک حلم ہے اور ایک خوشخوئی ہے اور ایک نرمی و دلجوئی ہے اسیطرح سخاوت اور شجاعت اور تواضع اور امانت و دیانت اور صدق و راستی اور آہستگی و تامل اور ادائے حقوق اور نیک مردونکی صحبت اور شریرونکا تدارک اور غیرت اور استقامت اور ایفائے وعدہ اور فرصت غنیمت جاننا اور افشائے راز نکرنا یہہ سب اوسی درخت کی شاخین ہین اور پہل اسکا یہہ ہے کہ پروردگار خوشنود و رضامند ہو اور ذائقہ اوس پہل کا یہہ ہے کہ دنیا و عقبی کا فائدہ حاصل ہو اور بادشاہون کے واسطے جو اخلاق درکار ہین اونکا بیان بہت طول طویل ہے نوشیروان عادل کے

وزیرِ اعظم حکیم بزرجمہر کا یہہ قول ہے کہ بادشاہ کیواسطے گیارہ باتین ضرور ہین جنکو اخلاقِ بایدہ کہتے ہین اول خشم و غضب سے احتراز کرنا مگر چونکہ ریاست کو سیاست لازم ہے پس قہر بحدِ اعتدال ہو اسکا نام عدل ہے اور جو مجرم عذر کرے اوسپر سیاست نکرنی اسکا نام عفو ہے دوم صداقت و راستی سوم دانشوروں سے مصلحت لینی اور عقلمندوں سے صحبت رکھنی چہارم تواضع اور فروتنی اختیار کرنی پنجم قیدیوں کے حال سے خبردار رہنا اور قید کا سبب تحقیق کرنا ششم رندوں اور چوروں اور رہزنوں سے راہ کی حفاظت رکھنی ہفتم سیاست و عفو بمقدارِ جرائم یعنی چوروں اور رہزنوں اور مفسدوں اور فتنہ انگیزوں اور ظالموں اور قاتلوں اور قمار بازوں اور مفتریوں اور خیانت کرنے والونکو سیاست لازم ہے تاکہ دوسرونکو عبرت حاصل ہو اور جو کبھی حسبِ اتفاق نیک بختوں سے کوئی خطا واقع ہو تو اون کا عذر قبول کرنا بہتر ہے

مؤلف

گنہ گار کوئی جو مانگے پناہ ہے لازم کہ کر عفو اول گناہ
جو سمجھاے تو اور نہ مانے وہ پند تو بس ہے سزاوار زندان و بند
اگر دونوں باتین نہوں کچھ مفید اوکھیڑ اوسکو وہ ہے درخت پلید

ہشتم سپاہ کو آراستہ و پیراستہ اور سامانِ جنگ درست اور لڑائی کے ہتیار موجود رکہنا نہم اپنے قبائل اور عزیزوں کی رعایت کرنی دہم جاسوس مخبر اور ہرکارے تعین فرمانا یازدہم ارکانِ سلطنت اور ارباب خدمت کے حال پر نظرِ عنایت رکہنی اور قدیمی نوکروں مین سے بعلتِ ضعفِ پیری اگر کوئی خدمت سے معذور ہے اوسکا حق فراموش نکرنا اور ہوشنگ بادشاہ کی یہہ چودہ وصیتین نہایت کار آمد ہین پہلی وصیت جسکو بادشاہِ جہان پناہ اعزاز و سربلندی عطا فرماوے اوسکو کسی کے کہنے سے یکبارگی ذلیل نکرے کسلیے کہ حاسد بہت ہوتے ہین دوسری وصیت سخن چین اور مفتری کو محفل مین بار زنہار ندین اور جب کوئی شخص ایسا معلوم ہو تو فوراً دربار سے بلکہ شہر سے بلکہ ملکِ محروسہ سے خارج کردین تیسری وصیت ارکانِ دولت اور بندگانِ خیرخواہ کی دلدہی مین مصروف رہین اور اونکی آزردگی کسیصورت جائز نہ رکہین چوتہی وصیت دشمن ہرچند دوستوں کی صورت بناکر خوشامد کرے لیکن اوسکے فریب مین نہ آئین اسواسطے کہ جب دشمنِ ضعیف مقابلہ نہین کرسکتا تو دوستی کے لباس مین دشمنی کرتا ہے پانچوین وصیت جب کوئی مقصد حاصل ہو اوسکی نگہبانی ضرور ہے ایسا نہو کہ بسبب غفلت کے گوہرِ مقصود مفت ہاتھ سے جاتا رہے اور حسرت و افسوس باقی رہجاے چھٹی وصیت کاموں کے سرانجام دینے مین جلدی اور تعجیل نکرنی بلکہ بخوبی و تامل ضرور ہے ساتوین وصیت ہر کام تدبیر کے ساتھ کرنا لازم ہے گہبرانے سے کچھ نہی حاصل

نہین ہوتا اٹہوین وصیت منافق سے اورکینہ داران بانی فساد سے بچنا ہے اونکی جڑ بانی پر نقصان ہوتا ہے نوین وصیت عفو کی عادت
نہین ملازمون کو تہوڑی خطا پر بہت سزا دین بلکہ نصیحت فرما کر درگذر کرین دسوین وصیت کیسکے درپے آزار نہون کہ دنیا دار المکافات ہے

مؤلف

تو جو بدی کرے نہ سمجہنا کہ وہ بدی ۔ گردون کرے معاف زمانہ رہا کرے
افعال بد ہین قرض ترے روزگار پر ۔ جسوقت جس زمانہ مین چاہے ادا کرے

گیارہوین وصیت ہر شخص کو اوس کی لیاقت کے موافق منصب و خدمت عطا کرین ؎

شعر

بوریا باف گرچہ بافندہ ست ۔ نبرندش بہ کارگاہ حریر

بارہوین وصیت بردباری و ثابت قدمی سے اپنا حال آراستہ و پیراستہ کرین

مؤلف

کی ہو جس شخص نے بدی تجہسے ۔ اوس کا بدلا بدی تو ہے آسان
مرد گر ہے تو اوس سے کر نیکی ۔ جو کہ تیری بدی کا ہو خواہان

صاحب حلم کے تین نشان ہین ایک یہہ کہ جو اوسکے ساتہہ سختی کرے یہہ اوس سے بہ نرمی پیش آئے دوسرے شدت غضب کیوقت سکوت اختیار کرے تیسرے عذر قبول کرے اور گناہ معاف فرمائے تیرہوین وصیت جو شخص امین و معتمد ہو اوسکو ملازم رکہین مکارون اور خیانت کرنیوالون سے احتراز لازم ہے چودہوین وصیت یہہ ہے کہ جسپر سب وصیتون کا اختتام ہے یعنی چاہیے کہ محنت روزگار اور انقلاب چرخ دوار سے دامن ہمت غبار ملال نہ بیٹہے اور آئینہ استقلال پر گرد اضطراب نہ جمے بلکہ ہر حال مین خوش و خرم رہین اسواسطے کہ مرد عاقل ہمیشہ اندیشہ دور و دراز مین مبتلا رہتا ہے اور اوسکی روشنی طبع اوسکے حق مین خود بلا ہوجاتی ہے اور جو شخص غافل ہوتا ہے اوسکی اوقات چین سے گذرتی ہے اور زمانہ کا بہی یہی قاعدہ ہے کہ فلک سفلہ پرور ہمیشہ اہل کمال او صاحب ہنر کو ذلیل رکہتا ہے اور جاہلون اور بے ہنرون کی ترقی مین شب و روز سرگرم رہتا ہے جنابعالی سکندر رومی نے ایک روز دربار آراستہ کیا اور حکیمون کو حکم دیا کہ تم مین سے ہر ایک شخص جداگانہ ایک ایک پندنامہ نصیحت و حکمت آمیز تحریر کرے تا بروقت احتیاج کار آمد ہو چنانچہ حسب الحکم جہاندار گیہان خدیو ارسطاطالیس اور افلاطون اور بقراط نے علحدہ علحدہ خردنامہ نگارش کیا اور شہنشاہ گیتی پناہ اوسکو آئین جہانداری تصور کرکے ہمیشہ اوس پر کاربند رہا اور روز بروز سلطنت کو ترقی ہوتی گئی خردنامہ ارسطو حکیم یہہ ہے اے سکندر دلکو نور دانش سے منور فرما بے تمیزون سے اختلاط نکر جسوقت کوئی مشکل اور مہم درپیش ہو تو

دانایانِ مشکلکشا سے استعانت ضرور ہے ہر فتح و فیروزی کے حاصل ہونے پر سجدہ شکر سے پیشانی کو نورانی کر اپنے زور و زر پر مغرور نہو اور خداوندِ زبردست سے ہمیشہ ڈرنا لازم ہے ہر روز علی الصباح چشمِ بد کی حفاظت کیواسطے سپند کو آتش پر بخور کر حسد کو دل مین اور حاسد کو محفل مین راہ نہ دے سینے کے آئینہ کو کینہ کے زنگ سے صاف رکہہ اگر اتفاقِ وقت سے ایسا موقع بھی آجائے تو کینہ دل کسی پر ظاہر نکر بیگناہون کو سزا نہ دے کہ آئین انصاف سے بعید ہے نیکی پر راغب ہو بدی سے حذر کر سفلہ پروری اختیار نہ فرما نیکون کی عزت و حرمت زیادہ کر بد اصل کی پرورش خوب نہین کہ سانپ اور بھیڑیے کا پالنا نہایت پرگزند ہے بزرگون کی صحبت اور خردمندون کی ہمنشینی قبول کر جو شخص جس لائق ہو اوسکے ساتہہ اوسی کام کا مشورہ کر اگر قصدِ کارزار ہے تو شیردلانِ صف شکن اور بہادرانِ جنگ آزما سے مصلحت ضرور ہے کہ جو فروش سے جواہر فروشی ممکن نہین بدمزاجون کے ساتہہ درشتی سے پیش آ ہو دشمن قوی ہو اوسکو ملائمت و نرمی سے قبضہ مین لا اگر دو شخص متفق ہو کر تیری بدخواہی پر کمربستہ و مستعد ہون اور تجھکو مقابلہ کی تاب نہ ہے تو ایسی چال چل کہ باہم دونون آمادہ جنگ ہو کر آپسمین لڑ مرین اور تو تماشا دیکھہ ہر وضیع و شریف کو حسب لیاقت رتبہ عنایت کر جس شخص کے پاس قاصد بھیجنے کی ضرورت ہو تو اوسکا مجلس دانا تجویز کر کہ غیر جنسیت مخل صحبت ہے دشمن کبھی شیرین زبانی سے مسخر ہوتا ہے اور کبھی احسان سے اور کبھی بخشش سیم و زر سے مگر جبکہ اس درجہ سے تجاوز کر جائے اوسوقت تو بھی مستعدِ جنگ ہو لیکن باطن مین صلح کا طالب رہو جہان کو عدل و انصاف سے آراستہ کر اپنی آرایش کا پابند نہو خودپسندی نکر اہلِ جہان سے بہ نیکی پیش آ کہ جہان تیرے ساتہہ نیکی کرے اور زمانہ تجھسے بسلوک پیش آئے جس منزل مین فروکش ہو بیدہڑک استراحت نفرما اور آزمایش کے بغیر پانی بھی نوش نکر کہ ہر مقام کی آب و ہوا مزاج سے موافق ہونی دشوار ہے جس میوہ کا فائدہ و نقصان معلوم نہو اوسکے تناول پر جرأت نفرما جس راہ سے کبھی کوئی نگذرا ہو ہرچند تیرے ساتہہ بہت ہمراہی موجود ہون مگر ہرگز نجا راہِ دور و دراز کو کہ صاف اور بیخطر ہو راہِ نزدیک اور اندیشہ ناک سے بہتر تصور کر جو مال تاراج مین ہاتہہ آیا ہو بیقدر جانکر مفت برباد نکر سفر کے وقت استعمال اپنے ساتہہ لے کہ گرانباری نہو محتاج اور مفلسون کے ساتہہ اسطرح بخشش کر کہ کسیکو خبر نہو سپاہ و لشکر کو اندازہ سے نگاہ رکہہ نہ اسقدر آسودہ کر کہ مست ہو جائین نہ اتنا بیخبر ہو کہ تنگدستی مین مبتلا ہون ہر روز اپنے خوانِ کرم پر افسرانِ فوج کی دو مرتبہ مہمانی کر ممالکِ غیر مین شرابخواری ہرگز نکر کہ بیہوشی اور نادانی ہے جبتک سفر مین رہے جفاکشی پر کمر باندہ راستگو اور اہلِ دیانت کو امانت تفویض کر مقبلون کو عزیز و گرامی رکہہ جنکا بخت یاور ہو اور طالع مددگار اوسکے ساتہہ مخالفت اور ستیزہ کاری خلاف

مصلحت ہے گردشِ روزگار پر صبر و شکر کر کہ صابر و شاکر ہمیشہ آسائش میں رہتا ہے مصیبت و سختی کے وقت نا امید و ہراسان نہو جو تیرے ساتھ بدی کرے اور تو جسکے ساتھ نیکی سے پیش آئے دونوں کو فراموش کر بیداریٔ شب کو دولتِ عظمیٰ شمار کر اگر توانائی سے مقصدِ دل حاصل ہو خوشی سے خندہ نکر اور جو ناتوانی سے مراد برآئے تو اپنا رنج و ملال ظاہر نہونے دے وقتِ جنگ جو گروہ کسی لڑائی میں شکست کہا کر فرار ہو چکا ہو پھر اُسکو معرکۂ کارزار میں [illegible]

مؤلف

عدو پر جو چاہے کہ ہو فتحیاب ۔ تو فوجِ ظفر موج رکھ ہمرکاب
اگر ہیں جوانانِ فیروزمند ۔ تو ہو فتح زیرِ سمندِ بلند
نہوں مردِ کار آزمودہ اگر ۔ تو بیشک شکست آئے جائے ظفر

خردنامۂ افلاطون حکیم اے سکندر تمام جہان دو صورت سے مسخر ہو سکتا ہے یا بزورِ شمشیر یا بحسنِ تدبیر مگر شمشیر ہرگز تدبیر کو نہیں پہونچتی بلکہ شمشیر نے بہی دانشمندوں کی تدبیر سے تیزی حاصل کی پس نہایت ضرور ہے کہ تیری بزمِ خسروی نسیم اور کسی لطفۂ خردورانِ زمان اور زیرکانِ جہان سے خالی نرہے دنیا کو ایک مرحلۂ کمین گاہِ دزدان سمجہنا اور کمالِ خبرداری و ہوشیاری سے زندگی بسر کرنی چاہیے خواب و خورش اور شہوت یہہ تینوں درجۂ افراط پر سخت آفتوں کا باعث ہوجاتی ہین جسطرح بہت کہانا بدہضمی پیدا کرتا ہے اسیطرح بہت گفتگو موجبِ ذلت و خواری ہے جبکہ مرنا مسلم ٹہیرا اور موت سے تمام آرزوئیں اور حسرتیں بہی فوت ہو جاتی ہین پس مردِ زیرک و دانا وہی ہے کہ جو مرگ سے پیشتر ہی آرزوؤں کو فنا کر کے خداپرستی پر قائم ہو جاتے ہزاروں کا یہہ حال ہے کہ حرص دل میں اور زر زمین میں مگر آخر کار جستجوئے زر میں خود بہی زر کیطرح زیرِ زمین دفن ہوئے تنہا طعام تناول فرمانا مناسب نہیں جسطرف عزمِ سیر و سفر ہو ادہر سے پہلے چند واقفِ کار اور محرمِ اسرار خبررسانی و رہبری کے لیے ہمراہ رکہنے ضرور ہیں پیش پیش اور چپ و راست اپنے چاروں طرف نیک اندیشوں اور اخلاص کیشوں کو حصار کیطرح رکہنا چاہیے بیداری کو اپنی حفاظت کا ایک رکنِ اعظم حساب کرنا مناسب ہے ہر حال میں ہوشیاری لازم ہے سخنِ بیگانہ سننا کچھ خوب نہیں اور اگر حسبِ اتفاق سن لیا جائے تو نیک و بد پر قیاس واجب ہے کسی مقام پر برخلافِ روزگار سے امین نرہنا چاہیے اپنی جماعت پراگندہ نکرنی چاہیے جبتک نرمی سے کاربرآری ہو سکے ہرگز سخت گیری مناسب نہیں اگر ایک آدمی سے گناہ سرزد ہو تو سوائے مجرم کے دوسروں پر سیاست روا رکہنی بہتر نہیں جس محکمہ میں دعویٰ پیش نہ چلے وہاں جرأت خوب نہیں جس کام میں دشواری لاحق ہو اوسمین تدبیر کو شکیبائی سے ملا اور بمقتضائے جہالت شتاب کاری نکر کہ زنہار مفید مطلب نہیں عقدۂ مشکل آہستگی و خردمندی حل ہو سکتے ہیں

خردنامۂ افلاطون حکیم

مؤلف

سخن گرچہ ہے یہہ نہایت درست | کیا پیش میں نے مضمونِ چست
مگر اس سے ازبس بہ فضلِ الٰہ | فزون ہے سخن دانیٔ بادشاہ
تجھے کس کی پروا ہے یہہ خسروا | خرد جبکہ خود ہو تری رہنما

خرد نامۂ بقراطِ حکیم اے سکندر دنیا ایک چادرِ خس پوش ہے خردمند کو نہایت ہشیاری سے قدم رکھنا چاہئے اور مرگ ایک شیر ہے کمین گاہ میں جس کے پنجہ سے رہائی ممکن نہیں زندگی غفلت میں بسر نکر تجھے لہو و لعب کیواسطے نہیں پیدا کیا انجامِ کار پر غور فرما اور سواے فرزانہ عقلمند کے کسی کو رفیق و ہمنشین نہ بنا کہ اس سے ہوش و خرد زیادہ ہوتا ہے اور مصاحبِ نادان و بے تمیز سے دونوں جہان کے کام تباہ ہوتے ہیں رنج و غمگین پر نگاہ نکر کہ تیری خوشی غم سے نہ بدل جاے جس وقت دربارِ عام ہو اوسدم وقار و تمکین سے اجلاس فرما اور جو لوگ کہ خلوت میں بے تکلف ہیں اون پر التفات نکر کہ مبادا بدستورِ خلوت کوئی الفاظِ گستاخانہ اون سے وہان بھی سرزد ہو تنہا طعام تناول نکر کہ ہر شخص کو رزقِ مقسوم پہونچانے سے تیرا نام بلند ہوتا ہے

شعر

شکر بجا آر کہ مہمانِ تو | روزی خود میخورد از خوانِ تو

حرص کو دل میں راہ نہ دے کہ خورش تیری دوسرون کی خوراک سے زیادہ نہیں غذا کم کر کہ زیادہ کہانے سے بہت نقصان ہوتے ہیں اور یہہ بھی ممکن نہیں کہ جو بہت کہاے وہ بہت دن زندہ رہے اشیاے گرم و تر اور سرد و خشک اسقدر نوش جان کر کہ تیری طبیعت درجۂ اعتدال سے نگذرے بخشش و کرم اپنا شعار کر کہ آدمی زاد کے لئے بہترین صفات ہے مال نگاہ رکھہ کہ حوادث کا احتمال ہے طعامِ خوشگوار ملاحظہ فرما مگر فریفتۂ حلاوت نہو اگر سرکہ استعمال میں آیا ہو تو شیر کیطرف رغبت نکر کہ ناگواری کا باعث ہے سفرِ آخرت کا خیال اور زادِ راہ کی فکر ہر دم مدِ نظر رکھہ اپنے دست و پا اور اعضاے جسمانی کو کام میں مصروف رکھہ ہرچند غلام و خدمتگار بکثرت ہون مگر شاید ایسا اتفاق پڑے کہ وہ نہ ہوں اوسوقت بے دست و پائی کے سبب تو نہایت عاجز ہو اور زمانہ کی چال چلن سے یہہ بات کچھ بعید نہیں ہے سخن صلاحیت آمیز نرمی کے ساتھہ ضرور ہے مگر کم کہ زیادہ گوئی ہرچند خوب ہو لیکن دلیل دیوانگی ہے جس چیز کی طلب میں تو نہایت کوشش کرے اور اوس کا حاصل ہونا سخت دشوار ہو اوسوقت صبر کر اور دل کو امید سے تسکین دے ظالمون کی مدد ہرگز نکر

کہ اوس کی باز پرس کا تو ذمہ دار ہوگا خون ریزی کا قصد نکر کہ روزِ حساب ایک خون کی جوابدہی سے بھی بری الذمہ نہو سکیگا دولت و اقبال پر مغرور نہو کہ ظاہر مین تجھ پر مہربان اور باطن مین کینہ جو ہے ہر چند آہستگی زیبا ہے مگر جس کام مین کہ غم سے نجات ملتی ہو شتابی و عجلت نہایت ضرور ہے اور جب کہ ارادہ جنگ و فساد ہو تو اوسمین جسقدر تاخیر ہو سکے بہتر ہے ہر گناہ کو قابلِ عفو تصور کر لیکن خونی و دزد کو ہرگز نہ چھوڑ جو تجھ سے درجے مین کم ہین اونکے مقابلے پر متوجہ نہو کمینون کو مونہہ نہ لگا کہ شرافت سے بعید ہے اپنا رازِ دلی مخفی رکھ جاہلون کا کلام نہ سُن جو کام کہ ہو چکا یا تیرے اختیار سے باہر ہو اوس پر افسوس نکر افسوس ہے کہ افسوسِ بے فائدہ مین تیرا وقتِ گرامی ضائع ہو

مولف

کیا سینے اظہارِ مافی الضمیر
لکھے نکتے بھتیرے دلپذیر
اگرچہ بہت اور باتین ہین یاد
مگر سب سے ہے عقل تیری زیاد
عطا کی خدا نے جو حکمت تجھے
نہین احتیاجِ نصیحت تجھے

جس وقت شہزادہ خسرو پرور نے تقریرِ دلپذیر کو اس درجہ تک پہونچایا اہلِ دربار نے ہر طرف سے تحسین و آفرین کا غل مچایا عقلِ مجسم نے فرزانہ روزگار کے تعلیم و تربیت کی بہت کچھ تعریف و توصیف کی اور خلعتِ بیش بہا عنایت فرما کر رخصت کیا اور دربارِ امتحان برخاست ہوا

۹

باب سوم موسوم بہ عقل ہشتم

مولف

جاتے ہین اٹھو بزم سے خلوتکدے مین ہم | اہل نظر کو اپنا تماشا دکھا چکے
گر اتفاق سے کبھی آنا ہوا تو خیر | لیکن کئی دنون کے لیے اب تو جا چکے

جسوقت فرزانۂ روزگار رئے ہمراہ خرد پرور نامدار مقام قیام مین نزول اجلال فرمایا شہزادہ کو اپنے روبرو بٹھا کر ارشاد کیا کہ اب ہم تمہین **علم معانی** تعلیم کرتے ہین جسکے باعث ذہن سلیم خطا سے محفوظ رہتا ہے **علم بیان** اور **علم بدیع** بھی اسی ذیل مین شمول ہین ان علوم ثلثہ کو **علم بلاغت** کہتے ہین ہرچند فوائد ان کے جداگانہ ہین مگر قدمائے عرب نے کچھ فرق نہین کیا اور ان سب علمون کو ملا کر علم بدیع نامزد کرتے ہین اسیطرح **فصاحت** اور **بلاغت** مین بھی کچھ تفاوت نہین جانا ہے اے خرد پرور یاد رکھیو کہ خوبی کلام دو قسم ہے ذاتی اور عرضی **حسن ذاتی** الفاظ فصیح اور معانی بلیغ سے ظاہر ہوتا ہے **الفاظ فصیح** وہ ہین جو اہل زبان کے محاورہ اور روزمرہ کے مطابق ہون وحشی و غیر مانوس نہون جسکے دریافت کرنے مین صراح و قاموس کی حاجت پڑے اور **معانی بلیغ** وہ ہین کہ لفظ کے معنی سے حسب دلخواہ مطالب دلی واضح و آشکار ہو جائین اور بخوبی تمام ایک دلپسند موقع سے مناسب مقام نظر آئین **حسن عرضی** خوبی تمہید اور رعایت مناسبات صناعات سے کلام مین جلوہ گر ہوتا ہے جو شخص ان دونون باتون کا لحاظ رکھیگا اوسکا کلام بھی فصیح و بلیغ ہوگا کلام کی فصاحت لفظی و بلاغت معنوی مین چند وجوہات سے خلل واقع ہوتا ہے چنانچہ اول ضعف تالیف یعنی فصحائے زباندان کے محاورہ سے برخلاف الفاظ کا استعمال کرنا دوم اخلال یعنی ترکیب کلام مین کسی لفظ مناسب مقام کے ترک کرنے سے خلل واقع ہونا جیسے اس مصرعہ مین مصرعہ بہت رنج و غم سے خوشی خوب ہے ؛ چونکہ رنج و غم کیواسطے بہت کا لفظ موجود ہے تو خوشی کے لئے بھی تھوڑی کا لفظ ضرور تھا اسکے نہونے سے ترکیب کلام مین خلل واقع ہوا چنانچہ یہ مصرعہ اسطرح درست ہوگا مصرعہ بہت غم سے تھوڑی خوشی خوب ہے ؛ سوم تنافر کلمات یعنی ارباب فصاحت و بلاغت کے برخلاف چند کلمے ایک مقام پر جمع کرنا جیسے اس شعر مین

شعر

آن شاہ شجاع گر بکشد تیر و کمان را | از یک کشش شش صد و شش شیر بلرزد

چہارم اتصال یعنی دو لفظ ایسے ملانا کہ لفظ اول کا حرف آخر لفظ ثانی کا حرف اول ہو جیسے نفع علم

پنجم تعقید یعنی رعایت وزن کے لئے الفاظ مین تقدیم وتاخیر کرنی اور وہ دو قسم ہے تعقید لفظی و تعقید
معنوی مگر بعضون نے لفظی کو عیب او معنوی کو ہنر لکہا ہے ششم تکرار الفاظ کہ جسمین کچہہ خوبی پیدا نہو ہفتم
توالی اضافات یعنی چند اضافتون کا پے درپے لانا ہشتم تذبیب یعنی کوئی حرف بے موقع کسی لفظ مین
زیادہ کردینا نہم مخالفت قیاس لغوی یعنی محاورہ اہل زبان سے برخلاف کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا
دہم کلمہ مبتذل یعنی ذلیل وخوار وبیقدر وفحش وغیرہ کہ حتی الامکان اوس سے احتراز واجب ولازم ہے
یازدہم غرابت یعنی ایسا کلمہ لانا کہ جتنے سب لوگ واقف نہون اور وہ طبیعتون سے غیر مانوس ہو جس کے
سمجھنے مین وقت پڑے اے خرد پرور علم معانی مین کلام سے بحث ہے اور کلام دو قسم پر منقسم ہے خبر
اور طلب خبر واقعات کے بیان کو کہتے ہین اور اوسپر صدق وکذب کا احتمال ہوتا ہے طلب وہ ہے
کہ متکلم اپنے نفس کے واسطے کوئی سخن زبان پر لاوے پس خبر کے لئے مسند الیہ اور مسند ضرور ہے مسند الیہ مبتدا
اور مسند کو خبر اور جو نسبت ان دونون مین ہوتی ہے اوسکو اسناد کہتے ہین اسناد دو قسم ہے ایک
حقیقت عقلیہ دوسرے مجاز عقلیہ حقیقت عقلیہ نسبت کسی فعل کی طرف فاعل حقیقی کے جیسے عالم کا
قول کہ خداتعالی نے جہان کو سرسبز فرمایا اس مثال مین سرسبز کرنیکی نسبت خداتعالی کیطرف قول عالم کے بموجب
نسبت حقیقی عقلیہ ہے اسلئے کہ ہر فعل کا فاعل حقیقی وہی ہے اور مجاز عقلیہ فعل کی نسبت فاعل مجازی کیطرف
کہ وہ فعل مجازا اوس سے منسوب ہو جیسے جاہل کا قول کہ فصل بہار نے جہان کو سرسبز کیا پس جہانکو سرسبز کرنیکی
نسبت فصل بہار کیطرف جاہل کے بقول نسبت مجازی عقلیہ ہے اور یاد رکہو کہ اگر مسند یعنی خبر مین کہ جسکو حکم
بہی کہتے ہین سامع کو تردد یا انکار واقع ہو تو واسطے رفع تردد کے اور دفع انکار کے الفاظ موکدات
زیادہ کرتے ہین اور وہ لفظ یہہ ہین قسم اور ہرگز اور ہر آئینہ ہرگز سلب کیواسطے ہے اور قسم اور ہر آئینہ
ایجاب وسلب دونون کے لئے مقرر ہین ایجاب اقبال کو اور سلب انکار کو کہتے ہین اور جسقدر تردد
وانکار زیادہ ہوتا ہے تاکید بہی زیادہ ہوتی ہے اب سنو کہ طلب دو قسم ہے ممکن اور محال طلب ممکن کو
ترجی اور طلب محال کو تمنی کہتے ہین ترجی پانچ قسم ہے اول استفہام دوم امر سوم نہی چہارم
ندا پنجم دعا اور طلب محال کہ جسکو تمنی کہتے ہین اوسکے واسطے کاش اور کاشکے حرف تمنا ہین جیسے
یہہ مصرعہ ہے مصرعہ کاشکے عمر رفتہ باز آید یعنی عمر گذشتہ کا عود کرنا یعنی دوبارہ پلٹنا محالات مین داخل ہے
اور اسکو طلب محال کہتے ہین اے شہزادہ خردپرور علم بیان مین چار باتین ہین تشبیہ اور استعارہ اور
مجاز مرسل اور کنایہ اول تشبیہ کا بیان سنو تشبیہ کے پانچ ارکان ہین اول مشبہ دوم مشبہ بہ سوم
وجہ شبہ چہارم غرض تشبیہ پنجم حروف تشبیہ جیسے پہول سا چہرہ اس مثال مین چہرہ مشبہ اور پہول

تشبیہ کا بیان

مشبہ بہ اور نکلیقی وجہ شبہ اور اظہار جو بروی معشوق غرض تشبیہ اور سا حرف تشبیہ ہے اور کبھی مشبہ اور مشبہ بہ دونون حسّی ہوتے ہین یعنی کسی حواس ظاہری سے متعلق جیسے باصرہ اور سامعہ اور شامّہ اور ذائقہ اور لامسہ چنانچہ سرو ساعد کہ باصرہ سے متعلق ہے وعلی ہذا القیاس اور کبھی مشبہ اور مشبہ بہ دونون عقلی ہوتے ہین یعنی متعلق کسی حواس خمسہ باطنی سے جیسے حسِ مشترک اور خیال اور متصرفہ اور واہمہ اور حافظہ چنانچہ شہادت مثل حیات ابدی ہے شہادت اور حیات ابدی دونون مدرک بعقل ہین وعلی ہذا القیاس اور کبھی مشبہ اور مشبہ بہ مین ایک حسّی اور ایک عقلی بھی ہوتا ہے جیسے تشبیہ عدل کی ترازو سے اور خلق کی عطر سے یہان ترازو اور عطر دونون محسوسات مین سے ہین اور عدل اور خلق دونون معقولات مین سے ہین اور وجہ شبہ اس معنی سے مطلب ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ اوسمین شرکت رکھتے ہون جیسے تشبیہ شجاع کی شیر کے ساتھہ اور قد کی تشبیہ سرو سے یہان راستی اور بلندی وجہ شبہ ہے سرو اور قد مین اور دلیری و بہادری وجہ شبہ ہے شیر اور شجاع مین اور کبھی ایک ہیئت مجموعی کو دوسری ہیئت مجموعی سے تشبیہ دیتے ہین اور اوسکو تشبیہ مرکب کہتے ہین جیسے اس فقرے مین فقرہ اوسکی دونون زلفین اسطرح ہولناکی ہین جیسے ایک کہلونے پر دو بچے مچلتے ہین کبھی دو اشیا سے متضادہ کو ظرافت وطنز کے طور پر تشبیہ دیتے ہین جیسے بخیل کی تشبیہ حاتم کے ساتھہ اور تشبیہ مین اگر وجہ شبہ مذکور ہو تو اوسکو مفصل کہتے ہین ورنہ مجمل اور غرض تشبیہ کی بہت قسمین ہین چنانچہ اول غیر ممکن کو ممکن کردینا جیسے اس شعر سے ظاہر ہے

سولف

مخلوق پر ہے خلقتِ انسان کو فوقیت	تو دیکہہ لے کہ مشک بہی خونِ غزال ہے

اس شعر کے یہہ معنی ہین کہ کل حیوانات اور نباتات اور جمادات پر جنس بنی آدم کو فضیلت حاصل ہے باوجودیکہ یہہ بہی داخلِ مخلوقات ہے مگر یہہ بات ممکن ہے کیونکہ مشک بہی خونِ آہو کا ایک اونسے حصہ ہے لیکن اب خون مین شمار نہین بلکہ اپنی جنس سے جدا ہوکر کمال فوقیت حاصل کی اسیطرح انسان نے بہی تمام مخلوقات سے زیادہ شرف پایا ہے دوم غرض تشبیہ سے مشبہ کا حال ظاہر کرنا اور اسمین شرط ہے کہ حال مشبہ بہ کا بہی واضح ہو چنانچہ اس مصرعہ مین مصرعہ داغِ یار سے دل جیسے دیگ آتش پر ہو دل مشبہ اور دیگ مشبہ بہ اور آتش پر حال ہے مشبہ بہ کا غرضکہ اسیطرح غرض کی بہت سی صورتین ہین جیسے مشبہ کی زینت کا ظاہر کرنا اور مذمت وعیب کہولنا وغیرہ اب سنو کہ متقدمین کا یہہ دستور تہا کہ اونکا کلام تشبیہات سے کم خالی ہوتا اور ہر بحث پر ایک دلیل بصورتِ تشبیہ بر سبیل تمثیل پیش کرتے اور مخفی نرہے کہ تشبیہ کو غیر جنسیت لازم ہے جیسے رخ کی تشبیہ آفتاب و مہتاب سے اور زلف کی تشبیہ سنبل و مشک سے انکی

مغائرت اور غیر جنسیت ظاہر ہے اور ادنی کی تشبیہ اعلی سے اور اعلی کی تشبیہ ادنی سے درست ہے مگر فی زماننا شعر و غزل میں حسن و عشق کا مضمون زیادہ باندھتے ہیں اور اکثر سراپائے معشوق کی تعریف خصوصاً چہرہ کی بہت صفت ہوتی ہے اس نظر سے ہم چند تشبیہات یہاں بیان کرتے ہیں اوسکے مطابق ہر چیز کی تشبیہ تصور کر لینی چاہیے تشبیہ قامت سرو سروِ صنوبر سروِ شمشاد سروِ آزاد سروِ سہی سروِ ناز طوبی شاخِ طوبی شاخِ گل قیامت نخل نہال وغیرہ اور کبھی قدِ راست کو تیر اور قامتِ خمیدہ کو کمان سے بھی تشبیہ دیتے ہیں جیسے شعر÷ اوس جوان سے وصل کیونکر ہوسکے اس پیر کا ÷ شہرہ یا شکل ہے آغوشِ کمان میں تیر کا ÷ تشبیہ خرام بہار برق نسیم نسیم صبح نسیم سحر بادِ صبا شمیم گل وغیرہ اور نرمی رفتار کو آب سے تشبیہ دیتے ہیں تشبیہ موئے سر شب نیم شب شبِ دیجور شبِ یلدا ظلمات مشک عنبر دام شام دامِ شکین ابرِ سیاہ وغیرہ تشبیہ فرق یعنی مانگ راہِ ظلمات خطِ استوا خطِ کہکشان برق درخشان تیغ خطِ سحر وغیرہ اور اس شعر میں ایک عمدہ تشبیہ موجود ہے

شعر

دلا پر درد کہا وے مانگ یار میں شانِ مسیحائی | نہیں تو سیدھ سے ہر اک دل میں سنگ سی کی

زلف و کاکل اور گیسو کی تشبیہ سنبل دستہ سنبل ریحان دستہ ریحان کمند زنجیر طناب مشک شام شب عمرِ دراز شمشاد حبش تازیانہ مار عقرب عنبر سارا رشتہ رسن دود لام میم چوگان چلیپا ابرِ سیاہ قلاب دام ہند ہندو کافر خطا ختن تاتار چین وغیرہ رخ کی تشبیہ ماہ آفتاب شمع چراغ کعبہ مصحف گل شعلہ مشعل شعلہ طور مشعل طور تجلی طور لالہ ارغوان صبح روز گلستان گلشن گلزار چمن بہشت باغ ارم وغیرہ خال کی تشبیہ ہندو زنگی بچہ حبشی زادہ مشکدانہ دانہ اسپند نقطہ سویدا مردمک حجر الاسود تخم سیب وغیرہ تشبیہ جبین آئینہ لوح جبین لوح محفوظ ماہ ہلال بدر ماہِ نو خورشید زہرہ مشتری سہیل وغیرہ چین جبین کی تشبیہ تیغ رگِ گل موج وغیرہ تشبیہ ابرو موج محراب ہلال کمان قوسِ قزح ذوالفقار شمشیر خنجر حلقہ کمند طاق کلید ہلالِ عید نون خطِ نسخ وغیرہ تشبیہ چشم بادام نرگس ترک ہندو زہرہ بابل ہاروت ساحری ساحر جادوگر فسونگر جام ساغر آہو غزال رہزن ستمگار صاد عین وغیرہ پلکوں کی تشبیہ خنجر تیغ سنان نیزہ تیر خار سوزن چنگل باز چنگل شاہین خدنگ پیکان نیش نشتر وغیرہ تشبیہ گردن صراحی دستہ عاج بیاضِ صبح گردن آہو وغیرہ مٹھی کی تشبیہ الف غنچہ نرگس غنچہ شبو غنچہ گل غنچہ یاسمین انگشت قدرت بندوق دو نالی وغیرہ تشبیہ لب غنچہ برگِ گل

رنگ گل آب حیات خرما پستہ موج آبحیات سوئی کوثر صبح تسنیم موج شراب رشتۂ مریم رشتۂ جان مسیحا تشبیہا شکر نبات قند لعل یاقوت عقیق مرجان لعل بلال آتش خاموش شفق اخگر وغیرہ تشبیہ خط بنفشہ ہندو ریحان زمرد خط ریحان خط غبار نامۂ خضر سبزہ موچہ بالہ زنگ حبش عنبر مشک جدول مشکین جدول عنبرین جدول زنگاری جدول قرآن وغیرہ تشبیہ دہن غنچہ پستہ انگشتری جوہر فرد نقطۂ موہوم صفر عدم صدف قطرہ تنگ شکر حقۂ لعل حقۂ مرجان حقۂ یاقوت حقۂ مروارید میم دل مور چشم مور نمکدان کوزۂ نبات وغیرہ تشبیہ دندان گوہر در ثریا الماس انجم دانۂ انار عقد پروین عقد گوہر سلک در غنچۂ یاسمین غنچۂ نسترن وغیرہ خندہ و تبسم کی تشبیہ برق لمعۂ برق شکر ریز نمکین غنچۂ نیم شگفتہ صبح وغیرہ تشبیہ زنخدان سیب شفتالو گوے سیمین و سنبو یہی سیب جنت سیب سیم قند وغیرہ علی ہذا القیاس ہر عضو کی تشبیہ بخوبی سمجھا سکے ہو۔ فرمایا کہ یہ ضرور خواہ وہ حسی ہو یا عقلی اوسکے واسطے تشبیہات مقرر ہیں اور طبع رسا تشبیہ تازہ بھی پیدا کر سکتی ہے اب سنو کہ لطف کو ابر اور دریا اور چشمۂ کوثر اور چشمۂ آبحیات اور باران رحمت اور باغ جنت اور باد بہار وغیرہ اور خلق کو مشک کافور نسیم صبح شمیم گل باغ گلستان بہشت اور عطریات وغیرہ سے تشبیہ دیتے ہیں اور قہر و غضب کو برق آتش دوزخ باد سموم باد صرصر سیلاب تند صور قیامت باد خزان طوفان باد وغیرہ سے تشبیہ دیا کرتے ہیں اور یاد رکھو کہ مناسبات کلام وہ ہے کہ نظم ہو خواہ نثر اور جس کسیکی تعریف شروع کیجاتی ہے یا مذمت یا کسی قسم کا مضمون ہو اوسکے موافق کلمات اور الفاظ برمحل داخل کریں چنانچہ مناسبات حسن بیمہری بیوفائی خود بینی خود نمائی عشوہ غمزہ ناز کرشمہ چالاکی سفاکی سنگدلی انداز خوبی جلوہ محبوبی شوخ چشمی وعدہ خلافی دیر آشتی زود خشمی تلخگوئی تند خوئی دلبری دلربائی ترکتازی رقیب نوازی خونخواری دل آزاری خوش ادائی جانفزائی ستمگاری جفاکاری کم اختلاطی خونریزی بے اعتنائی فتنہ انگیزی بہانہ جوئی درونگوئی فریب سازی عربدہ پردازی اور اسکے سوا بہت سے لوازم مناسب حسن و جمال ہیں اور مناسبات عشق آہ نالہ فریاد فغان بیخوابی بیتابی زاری نزاری ناتوانی جانفشانی خودسری جامہ دری آرزو شوق انتظار درد اندوہ سوز گداز تمنا نیاز صحراگردی کوہ نوردی نالہ فرسائی خانہ بدوشی جنون شیرلی گریہ نیم شبی سوداگری تنہا نشینی بیخودی ہذیان گوئی بے اختیاری قلق تپش دیوانگی بیگانگی آوارگی بیچارگی گشتگی سراسیمگی حیرانی پریشانی اور سوا اسکے طرح طرح کی حالتیں ہیں علی ہذا القیاس مناسبات فقر صبر توکل ہمت تحمل مراقبہ مشاہدہ مجاہدہ معاملہ محاسبہ مجادلہ عبادت ارادت قناعت ریاضت خاکساری پرہیزگاری استغنا ترک دنیا شریعت

مناسبات کا بیان

طریقت حقیقت عزلت خلوت معرفت تجرید تفرید صوم صلوٰۃ حج زکوٰۃ دم قدم فکر ذکر تقویٰ طہارت
محنت مشقت حق پرستی خداشناسی عفت عصمت راستی مقام رضا مقام تسلیم اور دوسرے مقامات اور
منازل تصرف جیسے ہوش دردم نظر برقدم خلوت در انجمن سفر در وطن اور علم الیقین اور عین الیقین اور
حق الیقین اوراسطرح مناسبات غنا جاہ وجلال دولت واقبال حشمت وکنت سخاوت عدالت
شجاعت عنایت مرحمت شفقت عزم حزم شان شوکت قدر منزلت رعیت پروری کرم گستری فتح
نصرت ایثار کرامت کامرانی فیض رسانی کشورکشائی لشکر آرائی ملک داری بردباری شکوہ تجمل کوس نوازی
علم افرازی وغیرہ اور مطابق ان مثالوں کے ہر شئے کے لوازم اور مناسبات قیاس کرنے مناسب ہیں آخر دفتر
ہم اسی بیان میں رعایت کا بیان بھی مناسب جانتے ہیں تم خوب یاد رکھو کہ رعایت کلام دو قسم ہے
ایک لفظی دوسری معنوی رعایت لفظی اوسے کہتے ہیں کہ جس چیز کا بیان ہو اوسکے مناسب حال
الفاظ بھی عبارت میں داخل ہوں جیسے اس مصرعہ میں مصرعہ چھپنے کو مرے در پردہ کیا شوق ستارہ
اسمیں رعایت لفظی یہہ ہے کہ ستارہ میں پردے ہوتے ہیں اور ستار بجانیکو مطربوں کی اصطلاح میں ستار چھیڑنا کہتے ہیں اسیطرح ان شعروں میں

مؤلف

صحن گلشن میں نیا گل پھولا	شاخ گلبن پہ گل تر جھولا
جھونکے جب دینے لگی باد بہار	عندلیبوں کو ہوا رشک سے خار

شاعر کا مطلب یہہ ہے کہ ہوا سے پھولوں کی ڈالیاں ہلتی ہیں لیکن رعایت لفظی سے یہہ مضمون دو شعروں میں
ادا ہوا یعنی گل کیواسطے تروتازگی لازم ہے اور گل کی شگفتگی کو بہار درکار اور جب بہار آتی ہے باغ سرسبز
ہوتا ہے اور صحن گلشن میں نہال گل نشو و نما پاتے ہیں اور گلبن کیواسطے شاخ اور شاخ کے لیئے پھول کھلنا
لازم ہے چونکہ شاخ گل نازک ہوتی ہے اسواسطے بار گل اور تحریک نسیم سے اوسکی حرکت ظاہر ہے اوس
حرکت کو جھولا جھولنے سے استعارہ کیا جھولے کیواسطے ایک حرکت دینے والا چاہیئے اسواسطے باد بہار کو
چونکہ لوازم باغ سے ہے جھولا جھولانیوالا مقرر کیا اور گل کیواسطے خار بھی ضرور ہے اور باغ میں بلبلوں کا
ہونا بھی لازم ہے چونکہ عندلیب گل تر پر عاشق زار ہے اسواسطے اوسکو رشک آیا کہ مجھے کس سبب سے
گل نے جھونکا دینے کی خدمت عنایت نہ کی اور باد بہار کو کسواسطے اس کام پر مقرر فرمایا اور بلبل جب
شاخ گل پر بیٹھتی ہے اوسوقت بھی شاخ کی حرکت ثابت ہے اسصورت میں بلبل نے اوسکو اپنا رقیب
تصور کیا اور عاشق کو رقیب پر ہمیشہ رشک آتا ہے اور نیا گل پھولا کلمہ توجیہ جیسے کہ این گل دیگر شگفت
اور یہہ فقرہ صرف رعایت لفظی کیواسطے ہے اسیطرح خار کے معنی کی جلنا اور حسد کرنا ہے مگر اس لفظ سے

رعایت کلام کا بیان

گل کی رعایت مدنظر ہے پس ہماری دانست مین رعایت لفظی کیواسطے اسیقدر مثال کفایت کریگی اور
رعایت معنوی اوسے کہتے ہین کہ ظاہرا الفاظ مین مناسبات کی پابندی نہو مگر معنی مین تمام کیفیت
معلوم ہوجاے جیسے اس شعر مین ؎ شعر ؎ مگس کو باغ مین آنے نہ دینا ؎ کہ ناحق خون پروانونکا ہوگا ؎ سبحان اللہ
اس شعر مین کسقدر رعایت معنوی ہے آفرین باد برجان مصنف یعنی مگس سے شہد کی مکھی مراد ہے اور اوسکو باغ
مین داخل ہونیکی ممانعت اسواسطے کرتا ہے کہ جب وہ باغ مین آئیگی تو بیشک پہولون کا رس چوسیگی
اور اپنے چہتے مین کہ جسکو شان عسل کہتے ہین لاکر شہد بنائیگی اور کوئی شخص اگر شہد کے لالچ سے
اوس چہتے کو توڑیگا تو اوسمین سے موم نکلیگا اور موم سے شمع بنائی جاتی ہے وہ شمع مومی جب محفل مین
روشن ہوگی تو پروانے اوسکے گرد جمع ہونگے اور جل جلکر اپنی جان ہلاک کرینگے مفت مین اون کا
خون ہوگا اسواسطے اول ہی سے تدارک لازم ہے الغرض اسکو رعایت معنوی کہتے ہین **قسم دوم**
استعارہ ہے یعنی کوئی چیز کسی سے مستعار طلب کرنیکو **استعارہ** کہتے ہین اسمین مشبہ کو **مستعار لہ**
اور مشبہ بہ کو **مستعار منہ** اور وہ معنی کہ جو دونون مین باہم شریک ہون اوسکو **وجہ جامع** کہا کرتے ہین
جیسے نرگس کو اوسکے معنی سے واسطے چشم یار کے مستعار کیا پس مستعار منہ گل نرگس ہے کہ مشبہ بہ ہوتا ہے
اور مستعار لہ چشم معشوق کہ مشبہ ہے اور لفظ نرگس چشم یار کیواسطے مستعار ہے اور اس عمل کو استعارہ کہتے ہین
اصل مطلب یہہ ہے کہ کلام کرنیوالا مشبہ بہ کا ذکر کرے اور مشبہ کو مطلق نلاوے جیسے رخ کو گل سے اور
زلف کو سنبل سے تشبیہ دیتے ہین پس فقط گل اور سنبل کو بیان کرکے اوسکے معنی رخ اور زلف سمجہین یہہ استعارہ ہے
جیسے کہ اس مصرعہ کے معنی ؎ مصرعہ ؎ نمایان ہے سنبل گل یار پر ؎ یعنی اصل مطلب یہہ ہے ؎ مصرعہ ؎ نمایان ہے کاکل رخ یار پر ؎ جیسے اس شعر مین

استعارہ کا بیان

شعر

برق ہے ہاتہہ مین اور دوش پہ ہے ابر سیاہ ؎ زیر ران چرخ ہے اور سر پہ نمودار ہے ماہ

شمشیر کو برق اور سپر کو ابر اور اسپ کو چرخ اور چتر کو ماہ سے استعارہ کیا ہے برق کہ مشبہ بہ ہے
مستعار منہ اور شمشیر کہ مشبہ ہے مستعار لہ ہے اور ابر اور ماہ اور چرخ کو بہی اسی پر قیاس کیا چاہیے اور
وجہ جامع ان چارون مین ظاہر ہے یعنی درخشندگی اور چمک برق و شمشیر مین اور سیاہی و سایہ ابر
و سپر مین اور تیز روی و گردش چرخ و اسپ مین اور مدوری و مدوری ماہ و چتر مین غرض کہ اسکا نام استعارہ ہے
اسی ذکر مین مبالغہ کا حال سنو **مبالغہ** سخن مین تین قسم ہے تبلیغ اور اغراق اور غلو **مبالغہ تبلیغ** وہ ہے
کہ قریب القیاس اور ممکن الوقوع ہو جیسے یہہ شعر کسی زنگی کی تعریف مین ؎ شعر ؎ وہ زنگی تہا مانند نخل بلند ؎
ہراسان ہو جسسے دل نخلبند ؎ یعنی قیاس سے بعید نہین کہ کسی زنگی کا قد و قامت درخت خرما کے برابر بلند ہو

مبالغہ کا بیان

اس نظر سے کہ سابق میں مرد اکثر طویل القامت ہوا کرتے تھے اور اونچے نخلبند یعنی باغبان کا ڈرنا بھی ممکن ہے ۔ اور مبالغۂ اغراق وہ ہے کہ قریب القیاس اور غیر ممکن الوقوع ہو جیسے اس شعر میں

مؤلف

بہ چمن حسن سے لے تیرے جو زنبور عسل	کیا عجب گر ہو گل شمع سے تیار گلاب

یعنی اگر شہد کی مکھی تیرے حسن کے باغ سے شہد حاصل کر کے سان عسل بنا اور جو موم اوس میں سے نکلے اوس سے شمع تیار کر کے روشن کریں تو جو وقت اوسکا گل بنے اوس گل سے اگر گلاب کھینچیں تو کچھ تعجب نہیں اور مبالغۂ غلو وہ ہے کہ خلاف قیاس اور غیر ممکن الوقوع ہو جیسے اس شعر میں **مؤلف** چوکڑی سے اوس ہرن کے سایہ یوں مارا پھرے جیسے زاغ آشیان گم کردہ آوارا پھرے ۔ یہہ شعر حسب وضع آہو کی صفت میں ہے یعنی وہ ہرن صحرا میں اس تیزی سے رم کرتا ہے کہ وقت رمیدن اوسکا سایہ اوس سے جدا ہو کے پیچھے رہگیا اور مانند زاغ گم کردہ آشیان کے سراسیمہ پھرتا ہے اور اوسکو نہیں پاتا سایہ کا جدا ہونا اور آوارہ پھرنا خلاف قیاس اور غیر ممکن الوقوع ہے مبالغہ کی تین قسمیں ہیں جو ہمنے بیان کیں مبالغہ اوسے کہتے ہیں کہ نظم یا نثر میں کوئی مضمون ایسا بیان کیا جائے کہ درجۂ اعتدال سے اوپر تجاوز کا گمان واقع ہو **قسم سوم مجاز مرسل** ہے مجاز مرسل اوسکو کہتے ہیں جو سوا اپنے معنی حقیقی کے کسی غیر معنی میں استعمال کیا جائے اور وہ کئی قسم ہے کبھی بجائے سبب کے مسبب کو لاتے ہیں جیسے میں آفتاب میں بیٹھا یعنی پرتو آفتاب میں بیٹھا پس آفتاب سبب ہے اور پرتو مسبب اور صورت بیان میں سبب مسبب سمجھا جاتا ہے اور کبھی مسبب کو سبب کے مقام پر لاتے ہیں جیسے دن نکلا یعنی آفتاب نکلا دن مسبب ہے اور آفتاب سبب یہاں مسبب کے بیان سے سبب دریافت ہوتا ہے اور کبھی ظرف کو بجائے مظروف استعمال کرتے ہیں جیسے قارورہ کہ شیشے کو کہتے ہیں پیشاب کے معنی میں مستعمل ہے چنانچہ کہینگے کہ قارورہ حکیم کو دکھاؤ پس قارورہ ظرف پیشاب ہے اور بول مظروف اور کبھی مظروف کو بجائے ظرف استعمال کرتے ہیں مثلاً گلاب کو طاق میں رکھدو اس سے یہہ مراد ہے کہ شیشۂ گلاب کو طاق میں رکھو پس گلاب مظروف ہے اور شیشہ ظرف اسیطرح کبھی لفظ کو باعتبار حالت زمانہ ماضی استعمال کرتے ہیں جیسے امیر کو امیرزادہ اور کبھی باعتبار زمانہ مستقبل کے ذکر کرتے ہیں جیسے طالبعلم کو مولوی کہنا اور کبھی جز کو بجائے کل اور کبھی کل کو بجائے جز اور کبھی عام کو بجائے خاص اور کبھی خاص کو بجائے عام استعمال کرتے ہیں اور سوا اسکے مجاز مرسل کی بہت قسمیں ہیں اب **قسم چہارم کنایہ** کنایہ لغت میں پوشیدہ بات کو کہتے ہیں مگر اصطلاح میں ایسی عبارت ہے کہ اصلی معنی کا ارادہ کیا جاتے اور کنایہ تین قسم ہے قسم اول کنایہ سے مقصود فقط ذات موصوف ہے اوسکی دو قسمیں ہیں اول قریب دوم بعید کنایۂ قریب وہ ہے

مجاز مرسل کا بیان

کنایہ کا بیان

کہ ایسی ایک صفت خاص کسی موصوف کی ذکر کرین جسسے موصوف کی ذات مراد ہو جیسے شجاع ارغوان تن مریخ سے کنایہ ہے اسواسطے کہ سرخ رنگ ہے اوسکو جلاد فلک اور ترک فلک بہی کہتے ہین اور سپاہی و جلاد کے واسطے شجاعت لازم ہے پس باعتبار بہادری اور سرخی رنگ کے مریخ کو شجاع ارغوان تن کہا اور کنایہ بعید وہ ہے کہ چند صفتین کسی موصوف کی بیان کرکے اون سب سے ذات موصوف مقصود ہو جیسے اس مثال مین پہر مصرع مین چاہتا ہون کہ طبیعت کو قوت حاصل ہو اور کام و زبان کو لذت نصیب ہو اور چشم کو سرخی میسر ہو اور دل کو فرحت پہونچے اور دماغ کو خوشبو یعنی جسمین یہہ سب صفتین موجود ہون وہ شراب مقصود ہے اس تقریر سے یہہ مدعا ہے کہ مین شراب کا طلبگار ہون قسم دوم وہ کنایہ ہے کہ جسسے فقط صفت غرض ہو اور ذات موصوف سے کچہہ سروکار نہو یہہ بہی قریب و بعید ہے قریب وہ ہے کہ لازم سے ملزوم کیطرف ذہن بے وسیلہ انتقال کرے جیسے اس شعر مین

مؤلف

جس نے دامن کمر سے باندہ لیا
اوس کو اندیشہ کیا رہا باقی

دامن کمر سے لپٹنا آمادہ سفر ہونیسے کنایہ ہے کسواسطے کہ مسافر راہ چلنے کیوقت دامن کمر سے باندہ لیتے ہین پس دامن باندہنا لازم اور سفر کرنیوالا ملزوم ہے اور اس قسم کا بعید وہ ہے کہ ذہن لازم سے ملزوم کیطرف کسی وسیلہ سے انتقال کرے جیسے اس مثال مین

مؤلف

گر سبکیسہ باندہنا ہو تجھے
ای تحی تار عنکبوت سے باندہ

یعنی تہیلی کا موہنہ مکڑی کے جالے سے باندہنا کنایہ ہے بند مضبوط نہونیسے اور تہیلی کے جلد کہلجانیسے اور بہت جلد بخشش کرنیسے قسم سوم وہ ہے کہ جسسے کنایہ کی غرض معلوم ہو اور اسکی بہی دو قسمین ہین اول موصوف کیواسطے اثبات صفت دوم موصوف سے نفی صفت اثبات صفت کی مثال

مؤلف

گردون چرخ کا گریبان ہے
دامن ہمت بلند اوس کا

دامن ہمت ممدوح کو گریبان آسمان کہنا کنایہ ہے آسمانسے زیادہ ہمت بلند ہونیکا یعنی اوسکی ہمت آسمانسے اسقدر بلند ہے کہ سر آسمان سے زانو تک ہے اور گردن آسمان پنڈلیونتک جو کہ اکثر دامن ساق پر رہتا ہے اسواسطے اسکی اور اوسکی نسبت باہم دیگر ہی نفی صفت کی مثال

مؤلف

ماہ نے کان مین بالے کا جو بالا ڈالا
کس کے یہہ شعلہ ہیبت نے گرائی بجلی

یعنی اپنی صفت اصلی ترک کرکے غلام بنگیا کان مین بالا ڈالنا غلام ہونیسے کنایہ ہے اور یاد رکہو کہ استعارہ کبہی بالتصریح اور کبہی بالکنایہ ہوتا ہے اور ایک قاعدہ یہہ بہی اسی ذیل مین شامل ہے کہ ایک شی عقلی کو مجسم فرض کرکے اوسکا ایک عضو کہ جسکی ضرورت ہو قرار دیتے ہین جیسے سر ہوش اور پای فکر اور چشم حیرت

علم بدیع کا بیان

اور دست جنون وغیرہ یعنی ہوش اور فکر اور حیرت اور جنون کو ایک شخص سراپا مجسم مقرر کیا اور اوسکے تمام اعضا وضع کرکے سر اور پاؤن اور آنکھہ اور ہاتھہ قرار دیتے ہین غرضکہ اس علم کا نام علم بیان ہے اب ہم علم بدیع کا ذکر کرتے ہین اے عزیز من علم بدیع وہ علم ہے جسکے الفاظ کو صنائع اور بدائع سے زینت بخشی جاتی ہے مخفی نرہے کہ کلام دو قسم ہے نظم اور نثر کلام نظم کو بہمہ وجوہ کلام نثر پر فوقیت حاصل ہے اور اس دلیل سے کہ جس ملک مین دیکہو سب پرانے ہی شعر ونکو اچہا بتاتے ہین یہہ بات بحول پایۂ ثبوت کو پہونچی ہے کہ شاید ابتدا ابتدا مین ہر قوم نظم کے عجائبات دیکہکر حیران رہ گئی اور جو رتبہ اوسے حاصل ہوگیا وہ ابتک بدستور چلا آتا ہے ایک وجہ یہہ ہے کہ نفس ناطقہ کے جذبے اور طبیعات کے عالم سے تعلق رکہتا ہے انکو نے محسوسات فی الخارج مین سے اون چیزونکو بیان کردیا جن پر سب کی نظر جاتی ہے اور فورا اونکا اثر ہوتا ہے قصے کہانیون جن سے وہ واقعات چہانٹ لئے کہ جنمین خاصیت نفس پائی جاتی ہے طبیعت متقدمین کے اختیار مین تہی صنعت متاخرین کے حصے آئے اونکا کلام زبردست اور مضمون تہا انکی زبان خوبصورت اور زخمی ہے یون تو جسکی طبیعت موزون ہوئی وہ شاعرونکی راہ پر لگ گیا مگر تتبع سے بزرگی حاصل نہین ہوتی شاعرونکے لئے ہر علم پر توجہ کرنی ضرور ہے شاعری کا ارادہ ہو تو دنیا کو نئے مطلب سے دیکہنا چاہئے تشبیہ اور معانی کی تلاش مین جنگلون مین پہرنا اور پہاڑونمین ٹکرین کہانی ضرور ہین چنانچہ ایک شاعر کا بیان ہے کہ اگر جنگل کا درخت ہے تو میرے دلبن اور وادی کا پہول ہے تو میرے جگر مین پہاڑ کا ٹیلا ہے تو میرے لئے اور قلعہ کا کنگورہ ہے تو میرے واسطے کبہی ندیون کے ساتہہ جہک کہاتے پہرنا اور کبہی بادل کی بدلیون کے تماشے دیکہنا غرضکہ شاعر کیواسطے کوئی چیز بیکار نہین جو کچہہ دنیا مین خوبصورت یا مہیب اوسکے خلاق معانی کے پاس چاہئے اوسکو ہر چیز سے واقف ہونا ضرور ہے خواہ وہ عظمت کے سبب سے ہیبت ناک ہو یا نزاکت کے سبب سے فقط خیال کا وہم باغ کے پودے جنگل کے حیوان زمین کے معدنیات آسمان کے تہاتے ان سبکو کر شاعر کے مغز کو بہر دینا چاہئے کہ ضرورت کیوقت کسی چیز کا محتاج نرہے اور ہر ایک خیال اوسکا سود مند عالم ہو جسکے پاس سامان زیادہ ہوگا وہی غالب رہیگا وہ ایسی تصویرین باندہیگا کہ آدمی خواہ مخواہ خوش ہوجائینگے اور وہ اسطرح نصیحت کرجائیگا کہ حریف دیکہنے کے دیکہتے رہجائینگے فرد کو دیکہنا شاعر کا کام نہین ہے اوسکی نظر ہمیشہ نوع پر جاتی ہے وہ بڑے بڑے سانچون پر غور کرتا ہے اشیائی عام خاصیتین دیکہتا ہے کچہہ پہولون کی پتیان گننے کو نہین بیٹہتا مرغزار کے مختلف سایون کو نہین دیکہتا جب وہ عالم طبیعات کی تصویر کہینچتا ہے تو فقط اون خال وخط پر نظر رکہتا ہے جن پر عوام کی نظر جاتی ہے اور جنکا اثر فورا ہوتا ہے کیونکہ اوسکی غرض تو یہہ ہے کہ نفس ناطقہ کی ایک خاص دلالت سے یہہ خاکا اصل صورت کو سامنے کہڑا کردے اسکو اون باریک امتیازون سے مطلب نہین جنپر بعضون نے خیال کیا ہو اور بعضون نے

گیا ہو مگر ابہی شاعر ہو نہین آوہی کر ہے اسکو زیست کے مختلف طریقے بہی معلوم ہونے چاہئین جسکی ضرورت سے لازم ہوا کہ وہ ہر حالت کے رنج و راحت کا اندازہ کرے حرکات نفس کو اون حرکتون کی مختلف جہات اور مختلف صورتون مین دیکہے اور طفلی کی شوخی سے لگاکر پیری کی مایوسی تک اون تبدیلوں کا سراغ لگائے جو کہ آب و ہوا اور دستور ملک کے سبب سے نفس ناطقہ مین واقع ہوتی ہین اپنے زمانے اور اپنے ملک کے تعجب کو چہوڑ دے اور حق و باطل کو اوس خاص صورت مین دیکہے جہان اونہین کسیطرح کی تبدیلی نہین ہوسکتی اپنے وقت کی رائے یا قانون کا لحاظ نکرے اور اون حقائق اعلی کیطرف چلے جنکی حالت مین کچہہ بہی فرق نہین ہو سکتا اگر شہرت مین دیر ہو تو کچہہ مضائقہ نہین اوسکو اپنے وقت کی تعریف ہیچ سمجہنی چاہئے اور وہ اپنا انصاف اونپر چہوڑ دے جو قدرت کے نظام سے اس زمانہ کے بعد آئینگے تحریر ایسی ہو کہ گویا وہ زمانہ کا مترجم اور انسان کا واضع قانون ہے جب شعر کہنے بیٹہے تو یہہ خوب سمجہہ لے کہ جو لوگ مختلف نسلون مین آئندہ پیدا ہونگے مین اونکے اطوار اور طرز خیال پر اسطرح کا حاکم ہون کہ زمان و مکان سے اونپر کچہہ اثر نہین کرسکتا ابہی ذراسی کسر اور باقی ہے شاعر کو بہت سی زبانین اور بہت سے علم بہی جاننے چاہئین اوسکی عبارت مضمون کے رتبہ کی ہو اسلیئے ضرور ہوا کہ وہ مشق کی کثرت سے کلام کے ہر قسم کی نزاکت اور ہر طرح کے ربط و ضبط کو اپنے

اقسام نظم

اختیار مین کرلے اے خرد پرور یاد رکہو کہ نظم کی دس قسمین ہین غزل قصیدہ تشبیب قطعہ رباعی فرد مثنوی ترجیع بند مسمط مستزاد **غزل** مین حسن و عشق اور ہجر و وصل کا بیان ہوتا ہے اول شعر مین دونون مصرعہ کا قافیہ برابر ہوگا اور آخر شعر مین کبہی شاعر اپنا تخلص لاتا ہے کبہی نہین لاتا اور کبہی مطلع مین بہی تخلص آجاتا ہے غزل کے اشعار پانچ سے سترہ تک ہوتے ہین اور انتہا پچیس شعر ہین مگر متاخرین نے چالیس شعر سے بہی زیادہ کہے ہین لیکن غزل کے شعر اکثر طاق ہوتے ہین **قصیدہ** اوسے کہتے ہین جسمین حمد و نعت یا تعریف اور مذمت یا کسیکا حال وغیرہ لکہتے ہین اور یہہ بعینہ غزل کے مانند ہے مگر صرف اسیقدر فرق ہے کہ غزل مین ذکر معشوق کی خصوصیت ہے قصیدہ کے شعر پندرہ یا پچیس سے ایکسو بیس یا ایکسو ستر تک ہوتے ہین اور قصیدہ مین چند مطلع مختلف مقامات پر بہی آیا کرتے ہین قصیدہ دو قسم پر ہوتا ہے تمہیدیہ او مجرد تمہیدیہ اوسکو کہتے ہین کہ شراب و کباب اور مستی و صحبت یار اور صنم پرستی و موسم بہار اور ابر و باران اور باغ و دشت و کوہسار وغیرہ کا ذکر بیان کرکے بعد اوسکے تعریف کیطرف رجوع کرتے ہین اور اسی کو گریز شاعرانہ کہتے ہین اور جس قصیدہ مین یہہ باتین نہون اور اول ہی سے تعریف شروع ہوجائے اوسکو مجرد کہتے ہین **تشبیب** وہ ہے جسمین اپنے عہد شباب اور ایام جوانی کے زور و شور کی ترنگین اور جوش و خروش کی امنگین بیان کرین **قطعہ** عبارت ہے ایک وزن اور ایک قافیہ کی دو یا زیادہ بیتون سے اور اسمین مطلع ہو یا نہو مگر مضمون

تمام ابیات کا باہم متعلق ہو قطعہ کے اشعار کم سے کم دو اور زیادہ ایکسو ستر تک ہوتے ہین رباعی کے فقط
چار مصرع متفق الوزن والقوافی ہوا کرتے ہین مصرع سوم مین اگر قافیہ ہو تو بہتر ہے اور نہو تو کچہہ مضائقہ نہین
اور رباعی مین تو زحاف واقع ہوتے ہین زحاف تغیرات کا نام ہے ان تغیرات سے چوبیس وزن مختلف بن گئے
ہین اونمین سے بارہ وزن اخرب اور بارہ اخرم کہلاتے ہین مگر خلاصہ یہہ ہے کہ اکثر رباعی اس وزن پر ہوتی ہے
وزن لاحول ولا قوۃ الا باللہ + مگر رباعی کا مصرع چہارم تینون مصرعون سے چرب اور عمدہ ہوتا ہے
فرد ایک شعر کو کہتے ہین خواہ مقفی ہو یا غیر مقفی اور اوس کا مضمون بہی غزل اور قصیدے کے مضمون سے
علیحدہ ہو مثنوی اوسے کہتے ہین جسکے ابیات متفق الوزن ہون اور ہر بیت کے دونون مصرع باہم
مقفی ترجیع بند وہ ہے کہ چند اشعار متفق الوزن والقوافی قصیدہ وغزل کے طور پر ہون بعد اوسکے
ایک شعر اوسی وزن پر کہ جو مختلف قافیہ رکہتا ہو لاتے ہین اور وہ مطلع کی طرز پر ہو اوسکو بند کہتے ہین
اسیطرح کئی بند ہون اور ہر بند کے آگے وہی شعر آتا جاوے تو اوسکو ترجیع بند کہین گے اور جو بعد ہر بند کے
نیا شعر مختلف القافیہ ہو اوسکو ترکیب بند کہتے ہین بند کے ساتہہ جس شعر کو گرہ دیتے ہین وہ مطلع ہوتا ہے
اسکے آگے پہر دوسرے قافیہ کا مطلع کہکر اوسمین شعرونکو غزل کے طور پر شامل کرتے ہین اور ترکیب بند
یا ترجیع بند امین ہر بند کے اشعار مساوی ہوتے ہین خواہ وہ سات ہون یا نو یا گیارہ یا جسقدر مناسب
نظر آئین مسمط اوسے کہتے ہین جسکا پہلے ایک بند کئی مصرعہ کا ایک وزن اور ایک قافیہ پر لکہا جاوے
پہر اوسمین ہر بند کا قافیہ جدا ہو تاآنکہ آخری مصرع اوسی قافیہ پر آتا جاوے اور یاد رکہو کہ یہہ بند تین مصرع سے
کم اور دس مصرعہ سے زیادہ نہین ہوتا اسلیے اسکی آٹہہ قسمین قرار پائی ہین اول مثلث یعنی تین مصرع کا بند
خواہ وہ تینون مصرع اپنی تصنیف سے ہون یا دوسرے مصنف کے شعر پر ایک مصرعہ چسپان کرین علی
ہذا القیاس بند کے چار مصرعہ ہون تو مربع اور پانچ ہون تو مخمس مگر فی زماننا مخمس زیادہ مروج ہے اور
چہہ مصرع ہون تو مسدس مگر اسکی دو قسمین ہین اول یہہ کہ پانچ مصرعہ ایک طرح پر ہون اور چہٹا مصرعہ
بند اول کے قافیہ پر ہو دوسری قسم یہہ کہ چار مصرع ایک قافیہ پر ہون اور اوسکے آگے بطور گرہ بند
اوسی وزن کا ایک مطلع کہ جداگانہ قافیہ رکہتا ہو جیسے اکثر واسوخت اور مرثیہ مین مروج ہے اور کبہی چار
چار مصرعہ کے بعد وہی ایک مطلع ہر جگہ لاتے ہین اسکو گرہ بند کہتے ہین اور سات مصرعہ ہون تو مسبع
اور آٹہہ ہون تو مثمن اور نو ہون تو متسع اور دس ہون تو معشر کہتے ہین پہر ہر ایک قسم کی مثال
بخوبی سمجہا دی بعد اوسکے ارشاد کیا کہ مستزاد اوسے کہتے ہین کہ ایک مصرع کے بعد خواہ ایک شعر کے
ایک چہوٹا سا فقرہ جو کسی ارکان شاعری کے وزن پر ہو اور اوس مصرعہ یا شعر سے ربط بہی رکہتا ہو یا وہ

کرتے ہین ہر مصرعہ کے ساتھہ فقرہ مستزاد ایک مشہور طریقہ ہے جسے سب جانتے ہین اور مثال اوس مستزاد کی جو ایک شعر کے بعد آتا ہے یہہ ہے

مؤلف

محفل مین ہمین دیکھہ کے وہ دلبر عالم ... کہتا ہے خدا کے لیئے بس آپ اسی دم

اُٹھہ جائین تو اچھا

ناچار چلے جاتے ہین غیرت سے مگر آہ ... اوس وقت کا کیا حال نظام اپنا کہین ہم

مر جائین تو اچھا

تاریخگوئی کا بیان

اور جو مستزاد ہر مصرع کے بعد آتا ہے وہ مشہور و معروف ہے مخفی نرہے کہ اقسام شعر مین سے ایک قسم تاریخگوئی ہے تاریخ اوسے کہتے ہین کہ ایک لفظ یا فقرہ خواہ مصرعہ یا شعر ایسا تجویز کیا جائے جسسے کسیکی وفات یا تولد یا تصنیف کتاب یا لڑائی کی فتح کا سنہ و سال یا بادشاہ کے جلوس یا کسی اور واقعات وغیرہ کا زمانہ سمجھا جائے اسکی دو قسمین ہین تاریخ صوری اور تاریخ معنوی متقدمین کا قاعدہ تہا کہ شعر یا عبارت مین سنہ بیان کر دیتے تہے جیسے سعدی کہتے ہین شعر در ششصد فزون بود پنجاہ و پنج ✦ کہ پر دُر شد این نامہ بر دانگیج ✦ سنہ ۶۵۵ھ یہہ قسم صوری ہے اور معنوی وہ ہے کہ کسی مصرعہ یا فقرہ مین حروف تہجی کے اعداد جمع کرنیسے مادہ تاریخ پیدا ہو اب اعداد حروف کا قاعدہ یاد رکھنا چاہیئے یعنے منجملہ اٹھائیس حروف ابجد اول کے ان دس حرفون کے عدد ایک سے دس تک مقرر ہین ابجد ہوز حطی اسکو آحاد کہتے ہین تفصیل اسکی یہہ ہے الف کا ایک بے کے دو جیم کے تین دال کے چار ہے کے پانچ واو کے چھہ زے کے سات حے کے آٹھہ طوے کے نو یے کے دس پھر گیارہوین حرف سے آٹھہ حرفون تک دس دس عدد بڑہا کر نوے پر شمار پہونچایا ہے یعنی کلمن سعفص اسکو عشرات کہتے ہین تفصیل اسکی یہہ ہے کاف کے بیس لام کے تیس میم کے چالیس نون کے پچاس سین کے ساٹھہ عین کے ستر فے کے اسی صاد کے نوے پھر انیسوین حرف کے سو عدد ٹہرا کر نو حرفون پر سو سو عدد زیادہ کرکے ہزار تک درجہ بڑہایا ہے یعنی قرشت ثخذ ضظغ اسکو مئات کہتے ہین تفصیل اسکی یہہ ہے قاف کے سو رے کے دو سو شین کے تین سو تے کے چار سو ثے کے پانسو خے کے چھہ سو ذال کے سات سو ضاد کے آٹھہ سو ظوے کے نو سو غین کے ہزار یہہ سب اٹھائیس حرف ہوئے اگرچہ حرف مشدد کو دو بار پڑہتے ہین مگر ایک حرف کا عدد شمار مین آتا ہے اسیطرح الف ممدودہ کا عدد بھی ایک ہے اور ہمزہ کا عدد نہین لیا جاتا کہ ابجد سے خارج ہے مگر بعض نے ہمزہ مکتوبی کو الف اور پ چ ژ گ کو ب ج ز ک اور ٹ ڈ ڑ کو ت د ر کے حساب مین رکھا ہے اور جو حروف ہائے ہوز سے مخلوط ہین جیسے بھہ پھہ تھہ ٹھہ وغیرہ انہین ھ کے عدد جو پانچ مقرر ہین شامل کئے جائینگے جب تم یہہ قاعدہ معلوم کر چکے تو اب تاریخ کا سمجھنا اور کہنا بہت

سہل ہو گیا دیکھو ادب میں سب حرف آحاد کے موجود ہیں اور علم میں سب حرف عشرات کے اور شرق
میں سب حرف مئات کے اور بہتر میں ایک حرف آحاد کا اور ایک عشرات کا اور ایک مئات کا موجود ہے
مگر اسکی قید نہیں کہ تاریخ اسطرح پر ہوا کرے بلکہ لفظوں میں جو اعداد مضمر ہیں اونکو سنہ فصلی یا ہجری یا عیسوی یا سنبت
وغیرہ کے ساتھہ مطابق کر کے جس برس میں جو واقعہ گذرا ہو اوسکی تاریخ کہنی چاہیے اور جس مضمون کی تاریخ ہو
اوسی مضمون کے اشعار یا عبارت مناسب ہے جیسے وفات کی تاریخ ۱۲۸۱ آہ واویلا وادریغ کے عدد ایکہزار دوسو
اکاسی ہوتے ہیں یعنی سنہ ۱۲۸۱ھ اور اسطرح تولد کی تاریخ ۱۲۸۱ نیک اختر کہ اسکے عدد بھی ایکہزار دوسو اکاسی ہیں
جس لفظ میں تاریخی عدد ہوتے ہیں اوسکا نام مادہ ہے اور تاریخ کے مادے کو اکثر مصرع آخر میں اسطرح موزون
کرتے ہیں کہ ہاتف یا سروش فلک یا الہام غیب یا خضر یا مسیح وغیرہ نے یہہ تاریخ ارشاد کی اور شعروں میں
اپنے تخلص کے ساتھہ یہہ مضمون لکھتے ہیں کہ مجھے نہایت فکر تھی اوسوقت یہہ آواز آئی اور کبھی تاریخ
ایک ہی مصرعہ میں دو مادے یا زیادہ بھی لاتے ہیں چنانچہ غالب دہلوی نے اپنے ولادت کی تاریخ اسطرح موزون کی ہے

رباعی دو تاریخ

غالب چو ز تار ساتے فرجام نصیب | ہم ہمعدد وارم وہم ذوق حبیب
تاریخ ولادت من از عالم قدس | ہم شورش شوق آمد وہم لفظ غریب

یعنی اس مصرع آخر میں شورش شوق اور غریب یہہ دونون مادہ تاریخ ہیں اسکے عدد سنہ ۱۲۱۲ھ ہوتے ہیں
اور اے خسرو پرور تمہارے نام کے عدد بھی بارہ سو بارہ سنہ ۱۲۱۲ھ ہیں پس یہہ تینون لفظ ہمعدد کہلائینگے
اور جسقدر الفاظ باہم برابر عدد رکہتے ہیں وہ سب ہمعدد کہلاتے ہیں جیسے باد صبا اور صبح اور زندہ دل
اور اہل وعین ہمعدد ہیں یا دہان اور زبان یا عقل اور اعجاز مسیح یا تسلی اور امتحان یا گلخن اور شرر
یا افتخار اور عیش بخش یا مظہر علم اور خجستہ اطوار یا فروغ اور ذی شعور یا سرخ جان اور دل غلطان
یا ساغر دل اور آفتاب ضیا وغیرہ غرض ہے ہزارون لفظ ہمعدد ہیں مگر خیال اور غور شرط ہے چنانچہ اس شعر میں دو دو جز ہمعدد موجود ہیں

مؤلف

جور و مہر و صحبت و مادر | جوش یاس غم و تلخی و گل و می عاشقی و آفت و ناز و محبوب

اور تاریخ اکثر صنائع میں بھی کہی جاتی ہے چنانچہ صوری و معنوی دونون صورتین ایک مادہ تاریخ سے واضح و
آشکار ہون یعنی الفاظ میں سنہ واقعہ موجود اور اعداد سے تاریخ نمود ہو جیسے سنہ نہصد و ہشتاد
اس فقرہ میں عدد بھی اسیقدر موجود ہیں کہ جسقدر الفاظ سے ظاہر ہوتے ہیں یعنی سنہ ۹۸۰ھ اور کبھی ایک لفظ کے
مکرر لانے سے تاریخ پیدا ہوتی ہے جسوقت سنہ مطلوبہ آدہے آدہے برابر تقسیم ہو سکیں جیسے ہمکو سنہ بارہ سو اٹہتر ۱۲۷۸ھ

درکارہین اس کے آدہے چہہ سو اوتتالیس ہوتے اسکے عدد کیا خوب کے لفظ مین موجود ہین جب اس کو دو بار کہین گے تاریخ حاصل ہے پھر خواہ اجمال کے ساتہہ ہو جیسے یہہ شعر

تاریخ

جو فرمائے اسے قند مکرر ۔ تو پیدا ہو سنہ تاریخ کیا خوب ۱۲۹۶

یا تفصیل کے ساتہہ ہو جیسے شعر کہا گردون سے پھر سال تاریخ ۔ سروش غیب نے کیا خوب کیا خوب اور کبھی اس سے زیادہ تکرار بھی واقع ہوتی ہے جیسے کسی محل کی عیسوی تاریخ مین دیکھو

مؤلف

یہ منظر سجے ہو جو تاریخ عیسوی ۔ گردون سے آفتاب کہے کاخ کاخ کاخ

یعنی کاخ کے عدد چہہ سو اکیس ہین اس کو سہ چند کرنے سے اٹھارہ سو ترسٹھہ عیسوی ہو جاتے ہین اور ایک دروازہ عالیشان کی تاریخ بارہ سو اسی ہجری مین اس طرح واقع ہے

مؤلف

دردولت جو قصر عالی کا ۔ چرخ ہفتم سے ہے زیادہ بلند
سے یہہ لازم کہ ہون پئے تاریخ ۔ عدد باب ہشت بار دوچند

یعنی باب کے عدد پانچ ہین اسکو دوچند کیا دس ہوئے دس دونی بیس بیس دونی چالیس چالیس دونی اسی اسی دونی ایکسو ساٹہہ ایکسو ساٹہہ دونی تین سو بیس تین سو بیس دونی چہہ سو چالیس چہہ سو چالیس دونی بارہ سو اسی ہوتے ہین اور درجہ ہشتم پر یہی اعداد تاریخی ہین شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی نے عجیب صنعت مین ایک تاریخ لکھی ہے اور بہت خوبی سے عدد مطلوبہ کی شکل پیدا کرکے نقش مراد کو کرسی بیان پر بٹھایا ہے

تاریخ طرز جدید

افتادہ حکیم از نیابت ۔ تاریخ بطرز نو رقم کن
از حائے حکیم ہشت برگیر ۔ سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

حائے حطی کے آٹہہ عدد ہین اوسکے آدہے چار اوسکے آدہے دو اور دو کا آدہا ایک باقی رہتا ہے پس تاریخی اعداد کی یہہ صورت ہوئی سنہ ۱۲۴۸ ہجری اور یہہ ہیئت مجموعی بارہ سو اڑتالیس ہوئے اسیطرح کسی تاریخ کا یہہ مضمون ہے کہ بادشاہ نے جب ستارہ فتح کیا اوسوقت خوش ہو کر شکر الہی بجالایا اور عقد انامل پر اسم اعظم شمار کرنے لگا جبکہ ابہام کو خنصر کے نیچے لایا تو چار اونگلیون سے چار الف پیدا ہوئے یہی فتح ستارہ کی تاریخ ہے یعنی گیارہ سو گیارہ ہجری جسکی یہہ صورت ہوئی سنہ ۱۱۱۱ھ عقد انامل اونگلیون پر شمار کرنیکا نام ہے

عقائدِ اہلِ اسلام مین یہہ طریقہ مسنون ہے اسکے وسیلے سے ہزارون لاکھون کی گنتی گن لیتے ہین اور ہر ایک کیواسطے جداگانہ علامت مقرر ہے عربی مین پانچون اونگلیون کے یہہ نام ہین خنصر بنصر وسطی سبابہ ابہام غرضکہ اکثر اشعار اور فقرات ایسے ہوتے ہین کہ جسکے ہر مصرع مین سے یا ہر فقرے مین سے تاریخ برآمد نکلی جاتی ہے اور بعضے قطعات اور قصائد وغیرہ ایسے ہین کہ جنکا ہر مصرعہ تاریخی ہے اور دو دو مصرع کے حروف منقوط اور غیر منقوط سے اور ایک مصرع کے منقوط دوسرے کے غیر منقوط اور ایک مصرع کے غیر منقوط دوسرے کے منقوط ملانیسے بہی وہی مادۂ تاریخ جلوہ گر ہوتا ہے اور کبہی تاریخ زُبُر و بَیِّنَہ مین ہوتی ہے یعنی ہر حرف کے ملفوظی عدد لیتے ہین مثلاً سین کہ اسکے ساٹہہ عدد ہین اسکو اسطرح پر لکہینگے کہ سین اور اسکو بیس عدد لینگے یعنی حرف اول کا نام زُبُر ہے اور باقی حرفون کا نام بَیِّنَہ چنانچہ سین مین س زبر ہے اور ین بیّنہ اور کبہی تاریخ کہنے مین ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ مادۂ تاریخ عمدہ ہاتہہ آجاتا ہے مگر ایک دو عدد کم رہجاتے ہین یا زیادہ ہوجاتے ہین پس اگر دو چار کم ہین تو اوس عدد کا ایک حرف خوبصورتی کے ساتہہ بڑہاتے ہین جیسے دو کے واسطے خوشی کے موقع پر سرِ بشارت اور چار کے لئے غم کے محل پر سرِ درد وغیرہ اور اسکو تاریخگوئی کی اصطلاح مین تعمیہ کہتے ہین اور عدد زیادہ ہوتے ہین تو اسیصورت سے اوسکو خارج کرکے اوسکا نام تخرجہ رکہتے ہین جیسے اس شعر مین ساٹہہ عدد مطلوب ہین اور مادۂ تاریخ مین چونسٹہہ ہوجاتے ہین اوس چار کو سنگ سے نکالا ہے شعر گفت تاریخ شاہ سکندر ✦ سرِ زین را برید بید سنگ ✦ اور یہی قاعدہ زیادہ اعداد تخرجہ تعمیہ پر بہی جاری ہوسکتا ہے غرضکہ اسیطرح فرزانۂ روزگار نے لغز و معما اور ہر قسم کی صنعتِ لفظی و معنوی اور عروض و قافیہ و بحور و زحافات کا مفصل بیان شہزادۂ خرد پرور کو تعلیم فرما دیا اتنے چہہ مہینے کا عرصہ منقضی ہوچکا اور وزیرِ اعظم یعنی شعورِ سخن رس دونون کو باعزاز و اکرام دربارِ شاہی مین لے گیا

امتحانِ سوم

مؤلف

کبہی تو بحرِ کرم کا ہو ساقیا ملاح — کبہی تو کشتیِ مَی اسطرف روان ہوجائے
دکہائین مستقبن ابہی اگر عجیب و غریب — تو ہم بہ دخترِ رز کیون نہ مہربان ہوجائے
کیا ہے ہمنے جو دعوی اگر کسی کو ہین — ہماری بات مین شک ہو تو امتحان ہوجائے

جسدم شہزادۂ عالیوقار اور معلمِ یکتاے روزگار داخلِ دربار ہوئے بادشاہ نے بعد السلام علیکم رسمِ تعظیمِ مراتبِ علماے فضیلت آثار اداکرکے شہزادۂ نامدار سے حسبِ عادتِ معہودہ ارشاد فرمایا

صنائع معنوی کا بیان

کہ اے خرد پرور اس مدت مین کس علم کے سبق پر سبقت حاصل کی شہزادہ دانشور نے جواب دیا کہ اس کمترین نے علم معانی اور علم بیان اور علم بدیع اور علم عروض اور علم قوافی وغیرہ سے حظ کافی پایا اور بہرہ وافی اوٹھایا معانی اور بیان اور بدیع مین متقدمین عرب نے فرق نہین سمجھا مگر متاخرین نے علم بدیع کو بلاغت کا تتمہ شمار کیا ہے اسواسطے کہ اسمین صنعتین داخل ہین عقل مجسم نے کہا کہ علمی صنعتین کسطرح معلوم ہوتی ہین اسکا بیان کرنا بھی مناسب ہے شہزادہ نے عرض کی کہ صنعتین دو قسم پر منقسم ہین لفظی اور معنوی صنائع معنوی بکثرت ہین چنانچہ صنعت تضاد یعنی دو لفظ ایک دوسرے کی ضد مین لانا جیسے راستی کیواسطے کجی اور نیکی کے لئے بدی وغیرہ صنعت مراعات النظیر یعنی ایسے الفاظ کے جنمین سوا تضاد کے کوئی اور نسبت ہو جیسے فلک اور کہکشان ماہ اور آفتاب وغیرہ صنعت ایہام یعنی وہم مین ڈالنا جیسے سونیکا پلنگ کہ سونیکا لفظ زر کیطرف ایہام رکہتا ہے تصحیف یعنی تغیر نقاط سے دوسرا لفظ بنا لینا جیسے تحسین اور تجنید سکین تزلزل یعنی تبدیل حرکات سے لفظ کے معنی پلٹ جائین جیسے مَطلَب مُطلِب اول مطلب مدعا کے معنی مین اور دوسرا مطلب طلبیدن سے نہی کا صیغہ ہے لف ونشر وہ ہے کہ اول چند چیزیں متواتر ذکر کرین پھر ہر چیز کیواسطے ایسا ایک ایک لفظ کہ جو اون چیزون سے مطابق ہو بیان کرین اور یہہ دو قسم ہے مرتب اور غیر مرتب لف ونشر مرتب کی مثال فقرہ سرو گل تیرے قد و عارض کے شوقین قمری و بلبل کیطرح نالے کرتے ہین ۔ لف ونشر غیر مرتب کی مثال اس شعر سے واضح ہے

شعر

وہین میم یعنی الف زلف لام	ہے سورۃ الف لام میم اسکا نام

مصرعہ اول سے ترتیب وار یہہ حرف پیدا ہوئے ہین کہ میم الف لام مگر ترتیب کا لحاظ نکیا اور اون سبکو مختلف صورت سے جمع کر کے (الٓمٓ) بنا لیا صنعت حسن التعلیل یعنی کسی امر کی علت بطرز پسندیدہ ثابت کر لی کہ جو در حقیقت اوس طور پر نہو جیسے اس مثال مین فقرہ برنگ کباب مین چشم یار کا سودا خشکی کا باعث ہے محتمل الضدین یعنی وہ کلام جو دو مختلف معنی پر دلالت کرے جیسے تیری صحبت مین احمق دانا ہوجاتے ہے تجاہل العارف یعنی کسی چیز سے دیدہ و دانستہ بیخبری کا اظہار کرنا جیسے فقرہ یہہ زلف معشوق ہے یا شام غریبان یا شمع جمال کا دہواں ہے، یا ابر سیاہ آفتاب سے متصل آگیا تعجب یعنی کسی کلام مین حیرت ظاہر کرنی جیسے فقرہ سرو مین ایک پہل نہین آتا مگر تماشا ہے کہ قامت یار مین دو پستان نمودار ہین تلمیح یعنی وہ کلام جو کسی قصہ معروف اور مضمون مشہور پر مشتمل ہو جیسے فقرہ عشق نے کبھی آتش کو گلزار بنایا ہے اور کبھی کوہ کو برنگ کاہ جلایا ہے یہہ تلمیح ہے قصہ ابراہیم اور قصہ

موسیٰ کے حال سے یعنی جب حضرت ابراہیم کو نمرود مردود نے شیطانِ ملعون کی اغوا سے آگ مین ڈالا
خالقِ نار و نور نے حکم دیا کہ اے آتش تو سرد ہو جا کہ ابراہیم سلامت رہے حکمِ الٰہی سے وہ فوراً گلزار بنگئی
اور حضرت موسیٰ جب کوہِ طور پر جلوہ فرما ہوئے اور کہا کہ رَبِّ اَرِنِی یعنی اے میرے پروردگار مین تیرے
دیدار کا امیدوار ہون حکم ہوا کہ لَن تَرَانِی یعنی اے موسےٰ تو مجھے نہ دیکھ سکیگا غرض جب تجلی ظاہر ہوئی
موسیٰ عالمِ بیہوشی مین زمین پر گر پڑے اور کوہِ طور جل کر خاکِ سیاہ ہو گیا اسیطرح ہر شعر کی تلمیح کو قیاس
فرمانا مناسب ہے علیٰ ہذا القیاس بہت صنعتین ہین کہ جنکا بیان طول و طویل ہے اب **صنائع لفظی** کا حال
عرض کرتا ہون حضرت سلامت اول **تجنیس** اور یہہ چند قسم ہے **تجنیسِ تام** جیسے رخ سارے اور رخسارے
یا پیش آئی اور پیشانی یا خاک ساری اور خاکساری یا جیسے پہونچے کا لفظ اس مصرعہ مین مصرعہ
یا تہہ پہونچے ترے پہونچے پہ تو کیونکر پہونچے ؛ اور **تجنیسِ زائد** جیسے بیٹ اور بیست یا قامت
اور قیامت یا چشم اور چشمہ یا شامت اور شام وغیرہ اور **تجنیسِ ناقص** جسکی مثال بھی تجنیسِ زائد کی مثال سے
ظاہر ہے مگر بعضون کے نزدیک تجنیسِ ناقص وہ ہے کہ وہ حرف متجانس ہون لیکن اونکی حرکت مختلف ہو جیسے
مَلَک فرشتہ اور مَلِک بادشاہ اور کتابت مین صورت یکسان نظر آئے پس اگر تبدیلِ نقاط سے دوسرے
معنی پیدا ہون یا دوسرا لفظ بنجائے تو اوس کو **تجنیسِ خطی** یا **تصحیف** کہتے ہین جیسے زحم اور رحم یا بساط
اور نشاط وغیرہ اور تجنیس کی ایک قسم قلب ہے اوسکی دو صورتین ہین ایک قلبِ کل دوسرے قلبِ بعض **قلبِ کل**
وہ ہے کہ حروفِ کلمہ بالترتیب قلب کیے جائین جیسے بارش اور شراب یا مالک اور کلام وغیرہ چنانچہ مہتاب رائے کا نام اس شعر کے مصرعۂ ثانی مین

شعر

ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا ؛ بہلا کیونکر نہو سب کار اولٹا

یعنی ہم کا قلب مہ اور بات کا قلب تاب اور یار کا قلب رائے ہے یہہ سب لفظ ملکر مہتاب رائے ہوجاتا ہے
اور اگر کسی کلام کو قلب کرین اور اوس سے پھر وہی کلام حاصل ہو اوسکو **مقلوبِ مستوی** کہتے ہین جیسے
باب اور بے عیب اور شاباش اور نادان اور مرا دے وارم اور برآید یا رب اور کاخ ہمہ خاک اور اقبال
ہمہ لابقا وغیرہ اور اکثر شعر بھی اس صنعت مین مشہور ہین جیسے شعر شکر بہ ترازوے وزارت برکش ؛ شو
ہمرہِ بلبل لب ہر مہوش ؛ یا یہہ شعر شعر آرا اے رخ زہر یارا ؛ آرام زروت و زرمارا ؛ اور
قلبِ بعض وہ ہے کہ ایک صورت کے دو کلمون مین کوئی حرف کسی مقام پر مقدم مؤخر ہوجائے
جیسے رعب اور عرب یا عجم اور جمع یا کلام اور کمال وغیرہ جب شہزادہ ہوشمند تجنیس اور تقلیب اور
تصحیف کی صفت بیان کر چکا ایک شخص حاضرینِ مجلسِ امتحان مین سے بول اوٹھا کہ اے شہزادہ

صنائع لفظی کا بیان

عالیمقام آپکا قطعِ کلام ہوتا ہے معاف فرمانا مگر اسوقت ایک شعر مجھے یاد آیا ہے آپ اوسکا مضمون بیان فرمائیے

شعر

به تصحیف و به تقلیب و به ترادیف ۔ ز روئے یار خواہم ضدِّ شرقی

خرد پرورنے کہا کہ حضرت یہہ تو ذراسی بات ہے کہ جسکو ہر شخص بادی النظر مین سمجھہ سکتا ہے یعنی اسکا مضمون یہہ ہے کہ عاشقِ زار رخسارِ یار سے بوسہ کا طلبگار ہے اوسنے کہا کہ یہہ تو مین بھی جانتا ہون مگر ان لفظون مین بوسہ کہان موجود ہے اور مقدر یا محذوف بھی نہین ہوسکتا شہزادہ نے کہا واہ سبحان اللہ وہ مصرعۂ اول مین ترکیب صاف بیان کرچکا ہے یعنی ضدِّ شرقی کو غربی تصور کرنا چاہیئے اسواسطے کہ وہ طلوع کا مقام ہے اور یہہ غروب کا پھر غربی کی تصحیف عربی ہے کہ تبدیلِ نقاط سے لفظ بدل گیا اور عربی کو مقلوبِ بعض کیا تو بیع ہوا اور یہہ ایک فصل کا نام ہے جسکو بہار کہتے ہین اور بہار مرادف ہے ربیع کی پھر بہار کو تصحیف کیا تو نہار ہوا یعنی روز کہ جسکو یوم بھی کہتے ہین اور یوم نہار کا مرادف ہے جب یوم کو مقلوبِ کل کیا تو موے ہوا اور موے بال کو کہتے ہین کہ جسکی عربی شعر ہے اور یہہ شعر تجنیس اوس شعر کی ہے کہ جسکو بیت کہتے ہین اور بیت مرادفِ شعر ہے اور گھر کو بھی بیت کہتے ہین جسکی عربی دار ہے بیت اور دار مرادف ہین دار کا مقلوبِ کل راد ہے یعنی سخی اور راد کو قاعدۂ تصحیف سے نقطہ زیادہ کرکے زاد بنایا زاد توشے کو کہتے ہین کہ اوسکا مرادف ہے اور توشہ تجنیسِ خطی یعنی تصحیف سے بوسہ ہوجاتا ہے پس یہی جواب ہے سائل کے سوال کا جب شہزادہ نے اسقدر تصحیح بیان کی سبکو جودتِ طبع اور رسائی ذہن پر یقین واثق ہوا اور بالاتفاق آوازہ تحسین و آفرین بلند کیا شہزادہ نے کہا صاحبو خاموش ابھی اور گفتگو باقی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ وہ بھی درجۂ اختتام کو پہونچا دو خرد پرورنے کہا کہ اب مین تقریر مختصر کرتا ہون صنعتِ منقوط وہ ہے کہ سب حروف معجمہ ہون غیر منقوط وہ ہے کہ سب حروف مہملہ ہون رقطا وہ ہے کہ ایک حرف منقوط اور ایک غیر منقوط ہو خیفا وہ ہے کہ ایک کلمہ معجمہ اور ایک مہملہ ہو مقطع وہ ہے کہ سب حرف جدا جدا لکھے جائین موصل وہ ہے کہ سب حرف ملکر تحریر مین آئین واسع الشفتین وہ ہے کہ جسکے پڑھنے مین لب سے لب بہم ہون واصل الشفتین وہ ہے کہ جسکے ہر کلمہ مین لب سے لب ملتے جائین تحت النقاط وہ ہے جسمین حرفون کے سب نقطے نیچے ہون فوق النقاط وہ ہے جسمین حروف کے سب نقطے اوپر ہون صنعتِ توشیح وہ کلام نظم ہے کہ جسمین ہر مصرع کا حرف اول جمع کیا جائے تو اوس سے کوئی شعر یا عبارت یا نام پیدا ہو جیسے ان دو شعرون کے سرِ حروف کو ایک جگہ باہم جمع کرنے سے لفظِ نظام ظاہر و آشکار ہوتا ہے

نظم

ن	نورِ ایمان کا ہر طرف ہے ظہور	ظ	ظلمتِ کفر ہے جہان سے دور
ا	آج توحید کی وہ کثرت ہے	م	موج در موج بحرِ وحدت ہے

جامع الحروف وہ صنعت ہے جس مین سب حروفِ تہجی موجود ہون **براعۃ الاستہلال** وہ ہے کہ دیباچہ کتاب یا آغازِ قصیدہ و مثنوی مین ایسے الفاظ داخل کرین جنسے وہ مضمون جو آگے بیان کیا جائے گا بیان سے پہلے ہی معلوم ہوجائے **صنعتِ ترصیع مع التجنیس** وہ ہے کہ جسکا مصرعہ ثانی ہوبہو مصرعہ اول کی نقل ہو یعنے وہی مصرع بعینہ دوبارہ لکھدین مگر معنی جداگانہ ہون جیسے

شعر

من نیازارم از تو نازاری ۔ من نیازارم از تو نازاری

بابہ شعر

چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت ۔ چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

بابہ شعر

چون شدی از او دو عالم از تو شد ۔ چون شدی از او دو عالم از تو شد

بابہ شعر

شیر آن باشد کہ آدم می خورد ۔ شیر آن باشد کہ آدم می خورد

ان سب شعرون مین ہر مصرع کے معنی علحدہ ہین **صنعتِ ذوبحرین** وہ ہے کہ ایک شعر دو بحرین پڑھا جاتا ہے

مؤلف

ماہِ تابان کو ترے چہرے سے طلعت ہے نصیب ۔ مہرِ انور کو ترے جلوے سے حاصل ہے فروغ

اول فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات کے وزن پر جیسے یہہ مطلع **فرد** وعدے پر روز رہا اور تم آہی رہے ہمکو دیکھو کہ لگے چلنے تو جاتے ہی رہے ۔ دوم فاعلاتن فاعلاتن فاعلات کے وزن پر جیسے یہہ مطلع

فرد

آج دکھلاؤنگا اپنی پیاس کی تاثیر کو ۔ آب پیکان پیکے خود آنا پڑے گا تیر کو

اور کبھی ایک شعر کئی بحرون مین پڑھا جاتا ہے جیسے یہہ شعر جامع البحرین **شعر** آج و ابرو تو بدر و ہلال شاہدِ خوبی تو حسن و جمال ۔ اول بحرِ رمل مسدس مقصور یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلات جیسے **فرد** بشنو از نے چون حکایت میکند ۔ وز جدائیہا شکایت میکند ۔ دوم بحرِ رمل مسدس مخبون یعنی فاعلاتن

فعلاتن فعلات جیسے فرد مرحبا ساقی میخانہ ما ٭ کام بخش لب مستانہ ما ٭ سوم بحرِ خفیف مسدس یعنے فاعلاتن مفاعلن فعلات جیسے فرد حمد را با تو نسبتے است درست ٭ بر درِ ہر کہ رفت بر درِ تست ٭ چہارم بحرِ سریع مطوی موقوف یعنی مفتعلن مفتعلن فاعلات جیسے فرد برفگن از ماہِ رخ خود نقاب ٭ تا شکند دعوی حسن آفتاب ٭ استے مین ایک شخص نے سوال کیا کہ اے شہزادہ ہمایون فال آپ نے جو مفاعلن اور فاعلاتن اور مفتعلن وغیرہ الفاظ بیان کئے اس سے کیا مطلب ہے خرد پرور نے فرمایا کہ یہ بحث علم عروض سے متعلق ہے جسکے ذریعے سے اشعار کے بحرون کا وزن معلوم ہوتا ہے اور شعر وہ کلام موزون ہے جو متکلم سے قصداً صادر ہو متقدمین نے اوسکے واسطے اونیس[۱۹] بحر مقرر کئے ہین اور متاخرین نے اوسکے علاوہ گیارہ[۱۱] بحر نکالے ہین چنانچہ نوزدہ بحور کا نام اس قطعہ مین موجود ہے قطعہ اسامی بحور

رجز خفیف و رمل منسرح و دگر مجتث	بسیط و وافر و کامل ہزج طویل و مدید
شاکل و متقارب سریع و مقتضب است	مضارع و متدارک قریب و نیز جدید

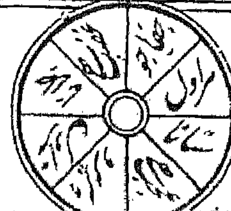
بحرِ طویل کا وزن فعولن مفاعیلن چار بار بحرِ مدید فاعلاتن فاعلن چار بار بحرِ بسیط مستفعلن فاعلن چار بار بحرِ وافر مفاعلتن آٹھہ بار بحرِ کامل متفاعلن آٹھہ بار بحرِ ہزج مفاعیلن آٹھہ بار بحرِ رجز مستفعلن آٹھہ بار بحرِ رمل فاعلاتن آٹھہ بار بحرِ سریع مستفعلن مستفعلن مفعولات دو بار بحرِ منسرح مستفعلن مفعولات چار بار بحرِ خفیف فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن دو بار بحرِ مضارع مفاعیلن فاعلاتن چار بار بحرِ مقتضب مفعولات مستفعلن چار بار بحرِ مجتث مستفعلن فاعلاتن چار بار بحرِ متقارب فعولن آٹھہ بار بحرِ متدارک فاعلن آٹھہ بار بحرِ قریب مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن دو بار بحرِ جدید فاعلاتن مستفعلن دو بار بحرِ شاکل فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن دو بار اور بحرین ضیا بارنی جداگانہ گیارہ بحر ایجاد کئے ہین اونکا نام یہہ ہے

مؤلف

عریض و عمیق و صریم و کبیر	مذیل و قلیب و حمید و صغیر
سلیم و حمیم و اصم اے نگار	ہمین یازدہ بحر دیگر شمار

بحرِ عریض کا وزن مفاعیلن فعولن چار بار بحرِ عمیق فاعلن فاعلاتن چار بار بحرِ صریم مفاعیلن فاعلاتن فاعلاتن دو بار بحرِ کبیر مفعولات مفعولات مستفعلن دو بار بحرِ مذیل مستفعلن مستفعلن فاعلاتن دو بار بحرِ قلیب فاعلاتن فاعلاتن مفاعیلن دو بار بحرِ حمید مفعولات مستفعلن مفعولات دو بار بحرِ اصم فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن دو بار بحرِ سلیم مستفعلن مفعولات مفعولات دو بار بحرِ صغیر مستفعلن فاعلات مستفعلن دو بار بحرِ حمیم فاعلاتن مستفعلن مستفعلن دو بار اور جبتک کہ شعر کے وزن مین ارکان بحر بعینہٖ اسکے مطابق رہتے ہین

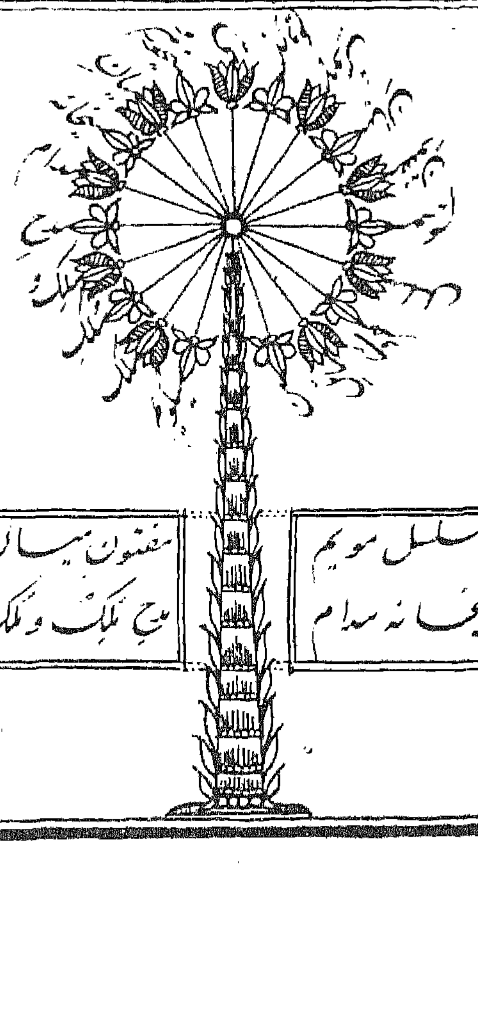
تو بحر سالم کہلاتا ہے اور جو اون میں کچھہ تغیر و تبدل اور کمی و بیشی وغیرہ واقع ہو جاے تو اوسکا نام زحافات و علل ہے غرضکہ شہزادہ موزون طبیعت نے عروض و قوافی وغیرہ کا بہ نہایت شرح و بسط ارشاد کیا پھر مطلب اصلی کیطرف متوجہ ہوکر عقلِ مجسم کے حضور میں گذارش کرنے لگا کہ خاکسار جن صنعتوں کی حقیقت عرض کر چکا ہے اون کے علاوہ اور بہت سی صنعتیں ہیں چنانچہ **صنعت مدوّر** یعنے ایک دائرہ بنا کر اوس کو چند خانوں پر تقسیم کرکے ہر خانہ میں ایک رکن تحریر کرتے ہیں پھر اوسکو جس خانہ سے شروع کریں پورا شعر بن جاے شعر



اسی طرح **صنعتِ مربع** ہے کہ عرض و طول میں وہی ایک قطعہ برابر پڑہا جاے قطعہ

کرون لیا	خفا جسے	الٰہی	وہ دلبر
خفا ہے	وہ جسے	غیبت لیوں	ستمگر
الٰہی	غیبت لیوں	خفا ہے	غضب ہے
وہ دلبر	ستمگر	غضب جسے	ستمگر

اسیطرح **صنعتِ مشجر** جو بصورت شجر لکھ کر پڑہتے ہیں جیسے یہ رباعی رباعی



من مایلِ عہد و ستی سلسلہ مویم
می نخورم و میانِ میخانہ مدام

مفتون میانِ مہوشِ عہد ویم
تاج ملک و ملک ملک میگویم

صنعت معما

اور خیال بعالی یہہ رباعی جو فدوی نے عرض کی اسمین صنعت وصل الشفتین بھی موجود ہے اور ان سب صنعتون سے زیادہ مشکل **صنعت معمّا** ہے عقلِ مجسم نے فرمایا کہ اسکو سب سے زیادہ مشکل کس نظر سے قرار دیا ہے خرد پرور نے کہا کہ یہہ فنِ دقیق ہے اور اسکی اصطلاحین بھی جداگانہ مگر حضور نے استفسار کیا ہے اسلئے گذارش کرتا ہون حضرت سلامت اس فن مین لفظ کا جزو تین صورت سے باہر نہوگا اول یا اوسط یا آخر پس اگر ابتدائے کلمہ مین واقع ہو تو اوسکی تعبیر لفظِ مطلع اور تارک اور سر اور لب اور اول اور تاج اور افسر اور کلاہ اور رخ اور مبتدا اور فرق وغیرہ سے کرتے ہین اور وسطِ کلمہ مین ہو تو لفظِ قلب اور درون اور دل اور مغز اور مرکز اور میان اور وسط اور کمر اور موضع اور مقام وغیرہ کہتے ہین اور انتہائے کلمہ مین ہو تو لفظِ پائے اور قدم اور دامن اور پایان اور انجام اور انتہا اور آخر اور ذیل اور غایت اور تمام وغیرہ سے کہتے ہین اور غرہ وسلخ اور اوج وحضیض اور فراز ونشیب اور پوست وجامہ اور بالا وزیر اور صاف ودرد اور شاخ وبیخ اور جیب ودامن اور اسطرح کے لفظون سے فنِ معما مین حرفِ اول وآخر مراد ہوتی ہے اور اگر لفظِ جانب اور لب اور سوے اور طرف اور گوشہ اور کنار اور پہلو واقع ہو تو اوس سے حرفِ اول اور کبھی حرفِ آخر لیتے ہین اور ناقص اور مختصر اور کوتاہ اور ابتر حرفِ آخر کے نقصان پر دلالت کرتا ہے اور مجوف اور تہی اور خالی مابین الطرفین کے نقصان پر اور سرو اور علم اور نیزہ اور نخل اور خدنگ اور ناوک اور تیر اور خار اور قد وبالا حرفِ الف سے کنایہ ہے اور اژدہ اور دندان اور پشتِ نہنگ حرفِ سین سے کنایہ ہے اور ابرو اور ہلال حرفِ نون اور جیم اور دال سے کنایہ ہے اور زلف حرفِ لام سے کنایہ ہے اور خال اور ستارہ اور قطرہ اور گرہ اور گوہر اور ذرہ نقطون سے کنایہ ہے اور کبھی صرفیون کے طرق پر کلمہ کے حرفِ اول کو فا اور دوم کو عین اور سوم کو لام کہتے ہین اور کبھی کوئی لغت بیان کرکے فارسی مین اوسکے معنی مراد رکھتے ہین اور کبھی فارسی بیان کرکے عربی مطلب لیتے ہین اور کبھی کوئی لفظ بیان کرنے سے ترکی مراد ہوتی ہے اور کبھی جو لفظ بیان کرتے ہین اوسی سے وہی ارادہ ہوتا ہے اور کبھی عدد بیان کرکے اوسے بحسابِ جمل کوئی حرف بنالیتے ہین اور کبھی نجومیون کی اصطلاح سے کام پڑتا ہے چنانچہ سبعہ سیارہ حرفِ آخر سے ارادہ ہوتا ہے جیسے قمر سے رے اور عطارد سے دال اور زہرہ سے ہے اور شمس سے سین اور مریخ سے خے اور مشتری سے یے اور زحل سے لام اور کبھی ایام اسبوع یعنی ہفتہ کے دنون مین سے حروف ابجد کے اوسی حرف کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو اوسدن کے شمار سے معدود ہو چنانچہ الف ایک عدد رکہتا ہے اوسے یکشنبہ اور بے کے دو عدد ہین اوسے دوشنبہ اسیطرح جیم سے سہ شنبہ اور دال سے چہار شنبہ اور ہے سے پنجشنبہ اور واو سے جمعہ اور زے سے ہفتہ مراد ہے کبھی سال کے لفظ سے تین سو ساٹھ ۳۶۰

لیتے ہین یعنی سین شین اور کبھی ماہ کہتے ہین اور شین مراد ہوتی ہے یعنی لام وعلی ہذا القیاس اعراب وغیرہ بھی اصطلاح ثبوت کرتے ہین جیسے اس نمونہ مین علی کا لفظ مع حرکات وسکنات ظاہر ہے

معمّا باسمِ علی

چشم بکشا زلف بشکن جانِ من | بعد تسکین دلِ بریانِ من

چشم کو عربی مین عین کہتے ہین اور واسطے حرفِ عین مراد ہے اور کھولنے کو عربی مین فتح کہتے ہین اور فتح صرفیون کی اصطلاح مین زبر کا نام ہے پس چشم بکشا سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ عین مفتوح ہے اور زلف کو لام سے تشبیہ دیتے ہین اوسنے حرفِ لام مراد ہے اور شکستگی کو عربی مین کسر کہتے ہین اور کسر صرفیونکی اصطلاح مین زیر کا نام ہے پس زلف بشکن سے لام مکسور مراد ہے اور مصرعہ ثانی مین تسکین دلِ بریان سے یہہ بات عیان ہے کہ لفظِ بریان کا دل اور جو دل تمام جسم کے درمیان واقع ہوا ہے اسواسطے حرفِ اوسط یعنی یائے تحتانی سے مدعا ہے اسلئے کہ دو حرف اسطرف اور دو حرف اوسطرف باقی رہے اور تسکین سکون سے مطلب ہے سکون صرفیون کی اصطلاح مین جزم کو کہتے ہین پس تسکین دلِ بریان سے یائے ساکن حاصل ہوئی غرضکہ ان حروف کے ملانیسے لفظِ علی پیدا ہوا اور اکثر معمے کی سیدھی سادی ہوتے ہین جیسے یہہ شعر

معمّا باسمِ محمّد

خم چو نگون گشت سیکے قطرہ ریخت | ہوش ز مدہوش محبت گریخت

لفظِ خم کو جسوقت نگون کیا یعنی اولٹا تو مخ ہوا اور قطرہ کہ باعتبار تشبیہ کے نقطہ سے کنایہ ہے جسوقت مخ سے نقطہ ساقط ہوا مح باقی رہا اور مصرعہ ثانی مین لفظِ مدہوش سے جب ہوش کا لفظ جدا ہو گیا تو مد رہگیا اور مح کو مد سے باہم ملایا تو اسم محمد پیدا ہوا اتنے مین ایک عالم فاضل کہ حاضر دربار تہا کہنے لگا کہ میان شہزادے صاحب یہہ بات سند نہین ہے کہ خود معما بیان کرو اور خود اوسکی کیفیت بھی کہو بلکہ اس علم کا حال جب معلوم ہو کہ کوئی دوسرا شخص معما بیان کرے اور تم اوسکو حل کرو تو البتہ تمہارے ذہن کی رسائی ثابت ہو شہزادہ نے کہا کہ اگر آپکو کچھہ یاد ہو تو آپ ہی فرمایئے اوسنے کہا کہ ہم کسی شئے کا معما اوسکی زبانِ حال سے بیان کرتے ہین شہزادہ نے کہا کہ حضرت بہتر ہے ارشاد کیجئے اوسنے کہا اے خسرو پرور معما جسم ہمارا پانچ حروف سے مرکب ہے مگر ہم شمار مین ششیار ہین یون تو ہم ہمیشہ سب کے سر پر رہتے ہین مگر کبھی کبھی جب اخیر حرف ہمارا گرا دیا جاتا ہے تو ہم ہاتھہ مین بھی آجاتے ہین جب سر پر رہتے ہین تو ہمکو قوتِ باصرہ سے کام رہتا ہے اور جب ہاتھہ مین آتے ہین تو قوتِ سامعہ سے سروکار ہوتا ہے جب آخر حرف ہمارا گرا دیا جاتا ہے تو تا وقتیکہ موالیدِ ثلثہ تینون موجود نہون ہمارا عدم و وجود برابر ہوتا ہے

جسم ہمارا آجتک کسیکو معلوم نہین ہے فارسی یونانی پہلوی رومی سیکسن جرمن لاٹن ڈچ پسلٹک بنگلہ ہندوستانی انگریزی ان سب زبانون مین ہمارا نام ایک ہے صرف حرفِ علت تلفظ بدل دیتے ہین جب ہم مسلم رہتے ہین تو آدمی ہمارے اختیار مین رہتا ہے اور جب ہم تیمورِ لنگ ہو جاتے ہین تو ہم لوگون کے اختیار مین ہوتے ہین ذرا ذرا سے لڑکے ہمارے کان اینٹھا کرتے ہین بستی مین ہمارا مقام بھی ہے لوگ ہم مین رہتے ہین اور ہم لوگون پر رہتے ہین تو فرماتیے ہم کون ہین + شہزادہ خسرو پرور نے کہا کہ جناب حلِ معما آپ ستارہ ہین کہ پانچ حرف سے لفظِ ستارہ مرکب ہے، اور آپ شمار مین بھی بیشمار ہین اور درجہ بھی آپ کا بلند ہے مگر جب حرفِ آخر یعنی ہ گر گئی تب ستار نکلتے اور سب کے ہاتھہ مین آگئے جب آسمان پر رہتے ہو تو قوتِ باصرہ سے کام ہے اور جب ستار بنتے ہو تو حقیقت مین قوتِ سامعہ سے سروکار رہتا ہے اور تاوقتیکہ موالیدِ ثلثہ یعنی تینون تار موجود نہون آپکا وجود و عدم برابر ہے یا یہہ کہ آپکا جسم نباتات سے متعلق ہے اور تار وغیرہ جمادات ہے اور کوئی نہ کوئی روح آپکو بجانیکے لیے درکار ہے اور وہ شمارِ حیوانات مین داخل ہوگا یہہ گویا اصلی موالیدِ ثلثہ ہین بغیر انکے آپ بیکارِ محض ہین اور صورت تمہارے جسم کی درحقیقت کسیکو معلوم نہین اور زبانہاے مسطورہ مین ایک ہی نام ہے اور جب مسلم رہتے ہو تو آدمی تمہارے اختیار مین ہے یعنی سب لوگ ستارہ کی گردش کے محکوم ہین اور جب تم تیمورِ لنگ ہوتے ہو یعنی حرف ہ گر جاتی ہے اوسوقت تم ستار بنکے آدمی کے اختیار مین ہوتے ہو اور کان اینٹھنے سے ستار کی کھونٹی مروڑنی مراد ہے، اور بستی مین تمہارا مقام ہے یعنی اوس سرزمین مین پونا کے قریب ستارہ ایک شہر کا نام ہے اوسمین لوگ رہتے ہین اور ستارہ ہوکر آپ آدمیون پر امیر ہین + یہی جواب ہے آپ کے سوال کا اوس عالم نے کہا شہزادے شاباش مرحبا خوب جواب دیا پروردگار تمہارے ذہن مین برکت عنایت کرے اب دوسرا سوال سنو

معما نہ تو ہم مین گوشت ہے نہ خون مگر ہڈیان بکثرت نہ ہمارے کوئی عضو ہے مگر ایک ٹانگ لیکن ہم اوس ٹانگ سے کھڑے نہین ہو سکتے کبھی تو ہم لوگون کی بغل مین ہوتے ہین اور کبھی جب ہمارا آفتاب برج سرطان مین ہوتا ہے تو ہم لوگون کے سر پر ہوتے ہین کبھی ہم آدمی کی مٹھی مین ہوتے ہین اور کبھی آدمی ہماری مٹھی مین کبھی ہم لوگون کے سرپرست ہوجاتے ہین اور کبھی ہم بڑھاپے کی لکڑی بنجاتے ہین ہمارے دوستون کی دنیا مین انتہا نہین سب ملکون مین پائے جاتے ہین مگر باوجود اس دوستی کے ہم سے خاک مین ناک رگڑواتے ہین اور بیجا ہمارے سر پر خاک ڈالتے ہین + نہ تو ہمارے دروازہ ہے نہ کھڑکی لیکن لوگ ہمیشہ بند کیا کرتے ہین اور کھولتے ہین تو بتلاتیے ہم کون ہین + شہزادہ نے کہا جناب سن لیجیے حلِ معما آپ چھتری ہین کہ آپ مین نہ گوشت ہے

نہ خون گوشت ہڈیان بکثرت ہین اور ایک ٹانگ ہے یعنی ڈنڈی اوس ٹانگ سے آپ کھڑے نہین ہوسکتے
اور لوگون کی بغل مین رہتے ہو اور جب آفتاب جبہہ اور اساڑہ کے مہینے مین ثور اور سرطان
مین ہوکے سر پر ہوتا ہے اوسوقت تم ہی دہوپ اور بارش کے سبب سب کے سر پر پہنچے ہو اور آپ
آدمی کی مٹھی مین رہتے ہو اور آدمی آپ کی مٹھی مین اور تمام عالم آپکا دوست ہے اور ہر شخص
تمہاری ناک زمین پر رگڑتا ہے اور بغیر کھڑکی اور دروازے کے تمکو کہولتے اور بند کرتے ہین +
اوس عالم نے کہا جزاک اللہ تمنے خوب معقول جواب دیا بیشک یہی جواب تہا اسی اثنار
مین ایک اور دانشمند کہنے لگے کہ اے شہزادہ عالم ہم بھی ایک سوال کرنا چاہتے ہین اگر
خاطرِ اقدس پر گران نگذرے حضرو پرور نے فرمایا کہ حضرت مین تو ہمیشہ اسی بات کا
خواہشمند رہتا ہون کہ کوئی نئی بات معلوم ہو آپ ارشاد کرین جیسا کہ بات ناقص مین آئے گا
گذارش کیا جائے گا اوس نے کہا کہ بہلا فرماتے معما وہ کون جانور ہے کہ پر ہون
اور اوڑ نہ سکے اگر اوس کا پاؤن کاٹ ڈالین تو زمین وآسمان کا فرق ہوجائے اور جو
بالکل بے سر وپا کردین تو ملکِ فارس مین رنج وتکلیف کے وقت ظاہر ہو اور جو سر
کاٹ ڈالین اور بجائے سر کے پاؤن لگا کر مقلوب کرین تو ہندمین وہی غم کی حالت
پیدا کرے اور اگر بجنسہ فارس مین لیجائین تو کہانیکی چیز بنجائے پاؤن کاٹنے سے فارس مین
ہمیشہ نظر پڑے اور ہندمین اوس کے برعکس ایک مدت کے بعد بھی ایک دفعہ کا دیکھا ہوا
پھر دوبارہ نظر آئے + شہزادہ نے کہا کہ جناب من حلِ معما دو ماہی ہے کہ پر ہی ہین اور
اوڑ سکنے کی طاقت نہین اور پاؤن کاٹنے سے یعنی صرف یائے تحتانی دور کرنے سے ماہ
باقی رہتا ہے پس ماہ سے ماہی تک زمین وآسمان کا فرق ہے اور سہ اور پیر دور کرنے سے
یعنی میم اور یے جدا ہونے سے آہ رہگیا اہلِ فارس مقامِ غم مین آہ کہتے ہین اور سر کاٹ کر
پاؤن لگانے سے یعنی میم دور کرکے اوس مقام پر یائے تحتانی قائم کرنے سے یاہ ہوتا ہے
اور یاہ کو مقلوب کرنے سے ہائے ہوا ہندمین مقامِ غم پر یہہ لفظ وردِ زبان ہوتا ہے اور
فارس مین ماہی کہانے کی چیز ہے یعنی مچھلی اور سر کاٹنے سے ماہ رہجاتا ہے ماہ فارسی مین چاند کو
کہتے ہین وہ ہمیشہ نظر آتا ہے اور ہندمین ماہ کا مہینا ایک سال کے بعد ہوا کرتا ہے + +
جبکہ شہزادہ والاقدار نے اس جواب سے بھی فرصت حاصل کی پہر اصل مطلب کی طرف
متوجہ ہوا اور شاہنشاہِ عقلِ مجسم کی خدمت مین عرض کی کہ خداوندا ایک صنعتِ سرا پا ندرت

صنعتِ منقوط اور مقلوبِ مستوی سے بھی زیادہ تر مشکل ہے اوسکو صنعتِ اظہارِ مضمر کہتے ہین وہ اصطلاح یہہ ہے کہ ایک مصرعہ پانزدہ حرفی جس مین سب حروف غیر مکرر واقع ہون موزون کرکے پھر چار مصرعہ خواہ بطریقِ رباعی خواہ جس وزن پر چاہین تصنیف کرین گر حروف کا لحاظ مدِ نظر رہے اور کسی سے کہین کہ اس مصرع مین سے ایک حرف پہچان کر فرض کرلو اور خود اوس رباعی سے دریافت کرلین کہ کونسا حرف سائل کا مافی الضمیر ہے چنانچہ کمترین دو تین مثالین گذارش کرتا ہے

مصرعہ

سحرِ عشق جنبد بہار مگو

رباعی

۱	آن شاہِ بتان ہمہ و با حسن و جمال	۲	چوگانِ خط و گوے کہ آن نقطۂ خال
۴	شد ہوشِ دلم چو جلوہ گر شد معشوق	۸	یارب کہ مباد برگزت ہیچ زوال

مصرعہ

صفتِ سنبلِ شاہان گویم

رباعی

۱	مخزونم و در دل ز تو دارم صد غم	۲	بے لعلِ لبت حریفِ دردم ہمہ دم
۴	زین گونہ ملولم منِ مسکین و غریب	۸	کاخر شود آرام گہم کوے عدم

مصرعہ

آہِ دلِ من زچرخ بگذشت

رباعی

۱	برتر ز حواس و فکرِ مردم ذات	۲	بشکستہ ز شوق خوش زنج وحدت
۴	ذی منتی و ملتزمِ منت گشت	۸	ذی روح و شعور و چرخ و گیتی بصفات

حروف کے دریافت کرنے کا یہہ قاعدہ ہے کہ رباعی کے مصرعِ اول پر ایک کا ہندسہ اور مصرعۂ دوم پر دو کا اور مصرعۂ سوم پر چار کا اور مصرعۂ چہارم پر آٹھ کا عدد لکھین اور جو مصرعہ جامع علحدہ کہا گیا ہے کسی شخص کے روبرو پڑہ کر کہین کہ اس مین سے کوئی حرف اپنے دل مین لیلو پھر آپ رباعی کے چارون مصرعہ پڑہ کر اوس سے دریافت کرین کہ وہ حرف جو تمنے لیا ہے کون کون سے مصرعہ مین موجود ہے اگر وہ شخص بیان کرے کہ صرف اول مصرعہ مین ہے اور باقی تین مصرعہ مین نہین

پس حرفِ اول ہوگا اور جو فقط دوسرے مصرعہ مین ہے تو حرفِ دوم ہے
اور جو حرف تیسرے مصرعہ مین ہے تو حرفِ چہارم اور فقط چوتھے مصرعہ مین ہے
تو آٹھوان حرف ہے اور اگر وہ حرف مصرعہ اول اور دوم دونون مین ہے سوم اور
چہارم مین نہین ہے تو حرفِ سوم اور اگر اول اور سوم مین ہے تو حرف پنجم اور جو اول
اور دوم اور سوم مصرعہ مین ہے چہارم مین نہین تو ساتوان حرف ہے اور چارون
مصرعہ مین موجود ہے تو پندرہوان حرف ہے اور جو دوم اور سوم مصرعہ مین ہے
اول اور چہارم مین نہین تو چھٹا حرف ہے اور اگر مصرعہ دوم و چہارم مین ہے اول
اور سوم مین نہین تو دسوان حرف ہے اگر سوم اور چہارم مین ہے اول اور دوم مین
نہین تو بارہوان حرف ہے اگر اول مصرعہ اور آخر مصرعہ مین ہے تو نوان حرف ہے
اور اول و سوم و چہارم مین ہے تو تیرہوان حرف ہے اگر دوم اور سوم اور چہارم
مصرعہ مین ہے تو چودہوان حرف ہے اور جو اول اور دوم اور چہارم مین ہے تو
گیارہوان حرف ہے غرض خلاصہ اس تقریر کا یہہ ہے کہ جس جس مصرعہ مین
حرف مطلوبہ موجود ہوا اونکے اعداد مقررہ جو ابہی بیان ہوچکے باہم
جمع کرکے جس قدر اعداد حاصل ہون اوسی درجہ کا حرف
مصرعہ جامع مین شمار کرکے بیان کرین بیشک وہی
حرف ہوگا اس کے بنانے کا بہی یہی طریقہ ہے جو مذکور ہوا
اور حروفِ مصرعہ جامع غیر مکرر کو اسی ترکیب سے
ہر مصرعہ مین لاکر خصوصیت کے ساتہہ موزون کرین
یہہ کہہ کر شہزادہ تو خاموش ہوا اور ہر طرف سے
واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اور احسنت
و مرحبا کی دہوم مچی بادشاہ گیتی پناہ
کمال محظوظ ہوا اور بسیم سنہرہ
خلعت فاخرہ عنایت فرماکر ممتاز
و سربلند کیا دربار
برخاست ہوا

باب چہارم موسوم بہ عقل ہفتم

مؤلف

ہوا بہار مین پیدا خزان مین موت آئی | یہہ باغ کب سے ہے آباد پتہ کیا جانے
یہہ غنچے کیسے ہین یہہ گل کہان سے آئے ہین | یہہ طائران چمن کون ہین خدا جانے

فرزانۂ روزگار اور خرد پرور قیام گاہ مین تشریف لائے امتحان سے تو فرصت ہو چکی تھی اب دوسرے علوم کیطرف توجہ فرمائی اوستاد نے کہا کہ اے خرد پرور قدرے علوم ضروری سے بھی واقف ہونا ضرور ہے چنانچہ جغرافیہ و تواریخ و ریاضی و ہیئات و طبیعات وغیرہ ہر ایک مین کم معلومات بھی زیادہ کار آمد ہے اول ہم تمہین علم جغرافیہ سے آگاہ کرتے ہین مخفی نرہے کہ جغرافیہ وہ علم ہے جسکے ذریعہ سے احوال ممالک و بلاد اور بقاع و بحار اور انہار و جویبار اور کوہسار روے زمین کا معلوم ہوتا ہے اگرچہ فی زماننا اسمین نہایت اختلاف واقع ہو گیا مگر حقیقت مین اصل مدعا ایک ہے اب یہہ علم دو قسم پر منقسم پایا جاتا ہے اول حکماے یونان نے اوسکی کیفیت دریافت کی تھی اوسکے بعد اہل فرنگ نے تحقیقات کرکے قواعد و ضوابط جداگانہ مقرر کئے ہین ہم ان دونون کو مختصر طور پر بیان کرتے ہین باور کہو کہ یونانیون نے کرۂ زمین کو گیند کیصورت پر مدوّر قرار دیکر دریافت کیا ہے کہ دو ربع جنوبی اور ایک ربع شمالی اوسکا غرق آب ہے، اور ایک ربع شمالی پانی سے باہر ہے اوسکو ربع مسکون کہتے ہین ہفت اقلیم اور خرابے اور کوہسار اسی مین محصور ہین حکما نے ربع مسکون کا عرض خط استوا سے نوّے ۹۰ درجہ تخمینہ کیا ہے اوسمین سے تیس ۳۰ درجے سمت قطب شمالی سے خارج کرکے عرض اقالیم سبعہ کا ساٹھہ ۶۰ درجہ قرار دیا ہے اور جو زمین کہ بسبب غلبہ برودت کے آبادی کے قابل نہین ہے تیس ۳۰ درجہ عرض کی گئی طول مین مشرق سے مغرب تک آفتاب جس خط پر چلتا ہے اوسکو خط استوا کہتے ہین وہ ایک خط موہوم ہے کہ ایک سرا اوسکا مشرق مین ہے، اور دوسرا سر مغرب مین اوسکو حکما نے دائرۂ معدل النہار کے مقابل وسط زمین پر فرض کیا ہے اور خط استوا جنوب چین سے شروع ہوکے لنگ فرا اور جزیرۂ جکوٹ پر سے ہوتا ہوا جزیرۂ ارض ذہب اور جنوب سراندیپ اور جزائر زنگ مین ہوکے چلتا ہے اور شمال جبال قمر سے اور جنوب سیاہان مغرب سے بحر اوقیانوس پر منتہی ہوتا ہے درجہ اصطلاح علم نجوم و ہیئات مین تین سو ساٹھوان ۳۶۰ حصہ آسمان کا ہے اور آسمان کو بارہ ۱۲ حصے پر تقسیم کرکے ہر حصہ کو برج کہتے ہین اور برج کو جب تیس ۳۰ حصہ پر منقسم کرین ہر حصہ اوسکا درجہ ہوتا ہے اور جب درجہ

علم جغرافیہ کا بیان

جغرافیہ بطور اہل یونان کا بیان

ساٹھہ حصّہ پر تقسیم کرین ہر حصّہ کو دقیقہ کہتے ہین اور ہر دقیقہ کے ساٹھہ ثانیہ اور ہر ثانیہ کے ساٹھہ ثالثہ اور ہر ثالثہ کے ساٹھہ رابعہ ہوتے ہین علی ہذا القیاس جسطرح فلک کو تین سو ساٹھہ درجہ پر قسمت کیا ہے اسیطرح زمین کو بھی تین سو ساٹھہ درجون پر بانٹا ہے مگر درجہ فلک کی مسافت درجہ زمین کی مسافت کے برابر نہین ہے بلکہ درجہ فلک درجہ زمین سے بہت بڑا ہے چنانچہ درجہ فلک کی مسافت گیارہ لاکھہ ستر ہزار چھہ سو چھبیس کوس کی ہے اور درجہ زمین کی مسافت تقریبا پاو کوس کم تینتیسہ کوس کی ہے کوس چار ہزار گز کا اور گز دو ہاتھہ کا اور ہاتھہ آٹھہ گرہ کا ہوتا ہے اور ہفت اقلیم یہ ہے اقلیم اول کا نام ارزہ ہے اسکو ستارہ زحل سے تعلق ہے طول اس اقلیم کا ایکسو ساٹھہ درجہ ہے کہ بحساب صحیح تین ہزار بائیس فرسنگ ہے اور عرض تیس درجہ اڑتالیس دقیقہ اور عرض آخر چھبیس درجہ سینتیس دقیقہ یعنی ایکسو سینتالیس فرسنگ ہے حکیم بطلمیوس کا قول ہے کہ ایک درجہ پچیس فرسنگ کا ہوتا ہے اور حکیم ابو ریحان کا قول ہے کہ ہر درجہ کی مسافت کچھہ کم اٹھارہ فرسنگ اور ہر فرسنگ کا طول بقدر تین میل کے اور ہر میل کی مسافت بقدر دو آوازون کے یعنی مرد بلند آواز چلاوے اور جہانتک اوسکی آواز پہونچے اور ہر آواز کو چار آماج کہا ہے یعنی تیر پرتاب اور ہر آماج موافق دس رسیون کے ہے اور ہر رسیہ پچاس گز کا ہے اور ہر ایک گز چوبیس انگل کا اور ہر انگل موافق چھہ دانہ جو کے اور ہر جو بقدر سات بال دم اسپ کے ہے اس اقلیم مین بیس پہاڑ اور تیس نہرین ہین باشندے اس اقلیم کے سیاہ رنگ اور درازی روز پونے تیرہ ساعت تک اقلیم دوم کا نام سفوت ہے اور ستارہ مشتری سے تعلق مگر بقول ابو ریحان و ابو معشر اسکو آفتاب سے علاقہ ہے اس اقلیم کا طول پچاس درجہ یعنی دو ہزار اٹھہ سو تیس فرسنگ اور عرض اسکا سات درجہ ایک دقیقہ ہے کہ ایکسو تیس فرسنگ ہوتے اور عرض آخر اسکا ستائیس درجہ اٹھائیس دقیقہ ہے اس اقلیم مین سات پہاڑ اور اسیقدر نہرین ہین باشندے یہانکے گندم گون مائل بسیاہی اور درازی روز پونے چودہ ساعت مین اقلیم سوم کا نام درحش ہے اس اقلیم کو فارسیون کے نزدیک مریخ سے علاقہ ہے اور ابو معشر کے نزدیک عطارد سے اس اقلیم کا طول ایک سو چالیس درجہ یعنی دو ہزار دو سو چوالیس فرسنگ ہوتا ہے عرض چھہ درجے نو دقیقے یعنی ایکسو سولہ فرسنگ اور عرض آخر چھتیس درجہ سینتیس دقیقہ اس اقلیم مین تینتیس پہاڑ بائیس نہرین ہین باشندے یہانکے نہایت گندم گون اور درازی روز ساڑھے چودہ ساعت اقلیم چہارم کا نام بدرحش ہے فارسیون کا قول یہہ ہے کہ آفتاب سے متعلق ہے اور ابو معشر کے نزدیک مشتری سے ہے طول اس اقلیم کا ایکسو بیس درجہ یعنی دو ہزار دو سو چھیاسٹھہ فرسنگ اور عرض پانچ درجہ ستر دقیقہ یعنی ننانوے فرسنگ اور عرض آخر اڑتیس درجہ چون دقیقہ سے

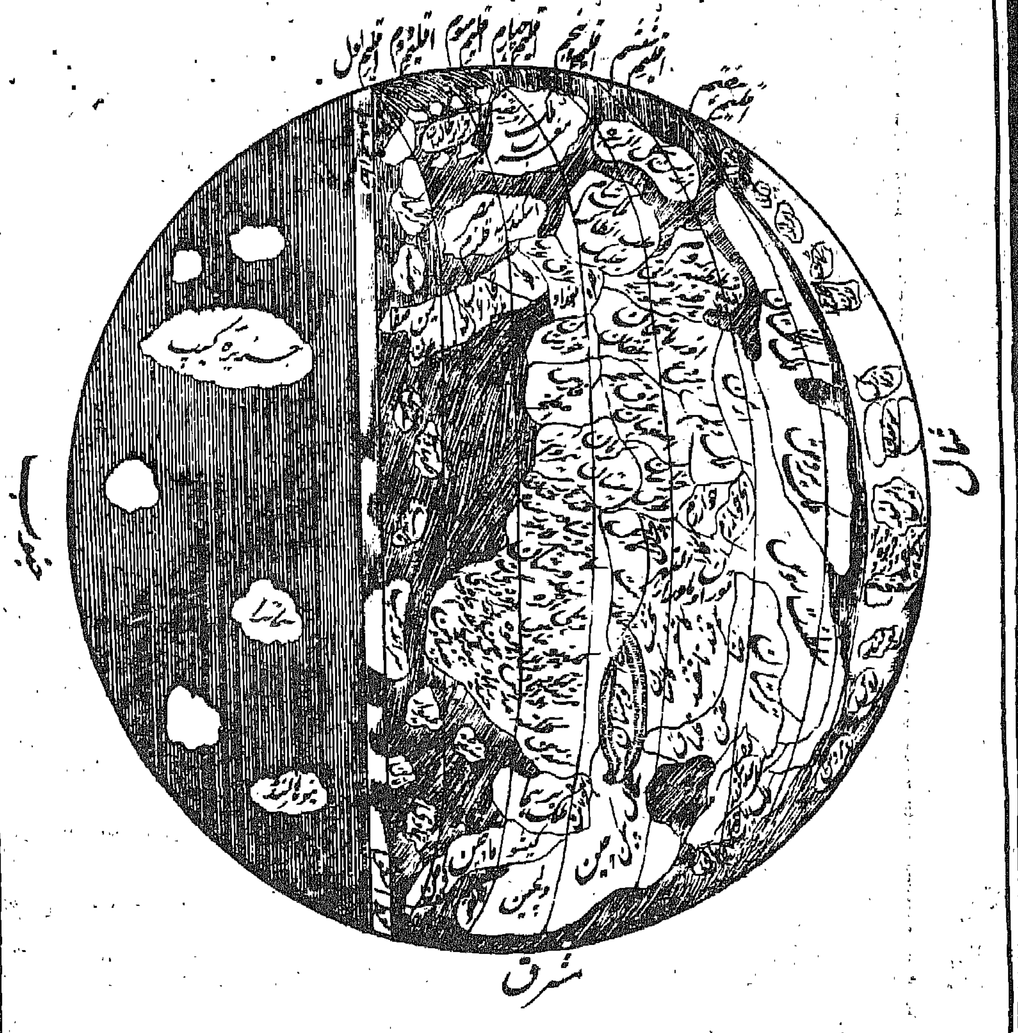
ہفت اقلیم کا بیان

اسمین چھبیس پہاڑ بائیس نہرین ہین باشندے یہانکے گندم گون اور سفیدی مائل درازی روز پونے
پندرہ ساعت اقلیمِ پنجم کا نام اوریرسیت ہے اسکو زہرہ سے تعلق ہے طول اس اقلیم کا سو درجہ
یعنی ایک ہزار سات سو ستاسی فرسنگ اور عرض چودہ درجہ اوتیس دقیقہ کہ چوراسی فرسنگ ہوتا ہے
اور عرض آخر اسکا ینتالیس درجہ اٹھائیس دقیقہ ہے اس اقلیم مین تیس پہاڑ اور پندرہ نہرین ہین باشندے
یہانکے سفید رنگ درازی روز ساڑہے پندرہ ساعت اقلیمِ ششم کا نام خوسست ہے فارسیونکے
نزدیک اسکو عطارد سے تعلق ہے اور ابو معشر کے نزدیک مریخ سے طول اس اقلیم کا اسی درجہ ہے کہ پندرہ سو
گیارہ فرسنگ ہوا اور عرض تین درجہ اڑتالیس دقیقہ یعنی اکہتر فرسنگ اور عرض آخر سینتالیس درجہ گیارہ
دقیقہ اس اقلیم مین دس پہاڑ اور چالیس نہرین ہین باشندے یہانکے سرخ رنگ درازی روز پونے سولہ ساعت
اقلیمِ ہفتم کا نام خمرہ ہے اسکو قمر سے علاقہ ہے طول اس اقلیم کا ساٹھہ درجہ یعنی گیارہ سو تینتیس فرسنگ
اور عرض چودہ دقیقہ یعنی اکسٹھہ فرسنگ اور عرض آخر پچاس درجہ چھبیس دقیقہ ہے یہانکے باشندونکا رنگ
سرخ و سفید ہے اس اقلیم مین دس پہاڑ اور چالیس نہرین واقع ہین اور سوا سولہ ساعت کا روز ہوتا ہے اور اس اقلیم
ہفتم مین بلغار ایک شہر ہے اس شہر مین درازی روز بیس ساعت کی اور کوتاہی شب چار ساعت کی ہے
اور پھر برعکس ہوجاتا ہے یعنی کوتاہی روز چار ساعت اور درازی شب بیس ساعت ہے اور اوائلِ فصلِ گرما مین
سرخیِ شفق یہان سے غائب نہین ہونے پاتی کہ آثارِ صبح نمودار ہوجاتے ہین اسے خرد پرور معلوم کرنا چاہیے کہ معمورہ
ربع مسکون کا طول بحرِ محیط کے ساحلِ غربی سے ساحلِ شرقی تک حکیم بطلیموس کے نزدیک ایکسو اسی درجہ اور عرض
اوناسی درجہ اور بعضون کے نزدیک جزائرِ خالدات سے کہ آبادیِ ربع مسکونکی حدِ غربی ہے گنگ دِز تک
کہ حدِ شرقی ہے آبادیکا طول ایکسو ستر درجہ اور عرض خطِ استوا سے کہ حدِ جنوبی ہے انتہائے آبادی جانبِ
شمال تک چھیاسٹھہ درجہ ہین اور جو زمین حسابِ ہفت اقلیم سے باہر ہے اوسکا نام قبۃ الارض ہے اہلِ ہند
اوسکو پرستان کہتے ہین وہان ہمیشہ روز و شب برابر ہین اور ہوا بھی ہمیشہ معتدل رہتی ہے کوئی درد
اور بیماری اوس سرزمین مین نہین ہے اگرچہ سوا اسکے کوہ نیرا اور اطراف کے جزیرے کہ دریائے
الاطیقون سے متعلق ہین اور اونکا نام ورانک ہے یہہ بھی پیمائشِ ہفت اقلیم سے باہر اور مقامِ فرشتگان فلکی ہے
اس سرزمین کی مسافت بقولِ بطلیموس حکیم نوے درجہ یعنی ساڑہے بائیس سو فرسنگ ہے اور بقولِ ثانی دو ہزار
فرسنگ اور بقولِ ثالث سترہ سو فرسنگ ہے اور اٹھارہ ہزار عالم کے باب مین صاحبِ بصائر کا قول ہے
کہ اربعِ عالم مین سے ہر ربع مین شرقی و غربی و جنوبی و شمالی چار ہزار پانسو عالم ہین کہ اونکا مجموع ہژدہ ہزار عالم ہوتے
ہین اور سید علی ہمدانی کا قول ہے کہ عالم ساٹھہ ہزار تین سو ہین اور بقولِ بعضے ستر ہزار اور اکثر کے نزدیک

ہژدہ ہزار عالم کا بیان

اٹھارہ عالم ہین چنانچہ عقلیہ اور نوریہ اور روحیہ اور نفسیہ اور طبعیہ اور جسمیہ اور عنصریہ اور مثالیہ
اور خیالیہ اور برزخیہ اور حشریہ اور جنانیہ اور جہنمیہ اور اعرافیہ اور رویتیہ اور صوریہ اور جمالیہ اور کمالیہ
اور بعضون نے بجائے کمالیہ کے جلالیہ بھی لکھا ہے اور مجموع ان اٹھارہ عالمون کا دو عالمون مین کہ غیب
اور شہادت سے مراد ہے مندرج ہے اور بعضے محققین کا قول ہے کہ اٹھارہ عالم اسطور پر شمار کئے گئے
کہ عالمِ عقول اور عالمِ ارواح دو ہوئے اور عالمِ افلاک نو ہوئے اور عالمِ عناصر چار اور عالمِ موالید تین عالم ہین
پس مجموع ان عالمون کا کہ اٹھارہ ہوئے بھی اٹھارہ ہزار ہوجاتے ہین اسطور سے کہ جنابِ قدس الٰہی کے ہزار اسم ہین
اور ان اٹھارہ عالمون مین ہر ایک اسم کا تصرف لازم پڑا لہذا جب ہزار کو اٹھارہ مین ضرب دیا اٹھارہ ہزار ہوئے
اب ہم جغرافیۂ اہلِ یونان کے موافق کرۂ زمین کا نقشہ بنا کر اوسکی کیفیت سے تمہین واقف کرتے ہین

نقشہ کرۂ زمین بطریق اہلِ یونان



اسے خورد بروہ اہلِ فرنگ نے جو طریق اختراع کیا ہے وہ یہہ ہے کہ زمین کو مدوّر مانتے ہین مگر اسصورت سے کہ وہ اپنے قطبِ شمالی وجنوبی سے کسیقدر مسطح یعنی اوسکا قطر مشرق سے مغرب تک بہ نسبت قطرِ شمال وجنوب کے چھبیس میل اطول ہے پس اوسکا قطرِ استوائی سات ہزار نوسو چھبیس میل ہے اور قطرِ قطبی سات ہزار نوسو میل اور زمین کے مدور ہونے پر اہلِ فلاسفہ حکیم فیثاغورس کے عہد سے یعنی پانسو برس حضرت مسیح کے پہلے سے ابتک متفق ہین مگر اوسکا مسطح ہونا اپنے قطبون کے دونون طرف سے فیلسوف اسحاق نیوٹن نے عیسوی اٹھارہوین صدی کے شروع مین ظاہر کیا اور زمین کے مدور ہونے پر بہت سے دلائل ہین جغرافیہ دان لوگون نے سب دائرون کو تین سو ساٹھہ درجون مین اور درجون کو ساٹھہ مساوی دقیقون مین اور دقیقون کو ساٹھہ ثانیون مین تقسیم کیا ہے اور ہرایک درجہ جغرافوی میل کے حساب سے خطِ استوا پر ساٹھہ میل ہے اور انگریزی میل سے جو فی الحال مروج ہے چھہ ہزار نوسو دو میل ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایک میل جغرافوی برابر ایک سو پندرہ میل اور دوسو ساٹھوین حصہ میل کے ہے اور یاد رکھو کہ انگریز خطِ استوا کو اکوئٹر کہتے ہین اور دائرہ نصف النہار کو کہ قطبین پر سے گذرتا ہوا معدل النہار اور منطقۃ البروج کو تنصیف کرتا ہے انگریز میریڈین کہتے ہین قطبِ شمالی کو نارتھہ پول اور قطبِ جنوبی کو ساوتھہ پول اور خطِ سرطان کو ٹراپک آف کینسر اور خطِ جدی کو ٹراپک آف کیپری کارن کہتے ہین اور برجون کے نام اور فصلون کا حال ہم تمھین اس نقشہ مین بخوبی یاد دلواتے ہین +

جدولِ بروجِ دوازدہ گانہ و فصولِ اربعہ

فصولِ اربعہ	عربی	انگریزی	فارسی	ہندی	موسم چہارگانہ
ربیع	حمل	رام	برہ	میکھہ	بہار
	ثور	بل	گاو	برکھہ	
	جوزا	ٹوینس	دوپیکر	متھن	
صیف	سرطان	کریب	خرچنگ	کرکہ	تابستان
	اسد	لائن	شیر	سنگھہ	
	سنبلہ	ورجن	خوشہ	کنیان	
خریف	میزان	لیبلس	ترازو	تلا	خزان
	عقرب	سکارپین	کژدم	برچھک	
	قوس	آرچر	کمان	دھن	
شتا	جدی	گوٹ	بزغالہ	مکر	زمستان
	دلو	واٹربیرر	دلو	کنبھہ	
	حوت	فش	ماہی	مین	

اصطلاحات علم جغرافیہ

اے خرد پرور انسان کو لازم ہے کہ جو علم سیکھے اوسکی اصطلاحوں سے بخوبی آگاہی حاصل کرے چونکہ زمین
دو سطحوں پر منقسم ہے ایک سطح خشک دوسرا سطح تر پس یہہ اصطلاحات سطح خشک مین مروج ہین برّاعظم
جزیرہ نما جزائر خاکنائے راس ساحل پہاڑ میدان گہاٹی جنگل وغیرہ برّاعظم خشکی کا وہ بڑا
قطعہ ہے جسمین بہت سے ملک شامل ہون جیسے یورپ ایشیا افریقہ امریکہ جزیرہ نما وہ قطعہ خشکی سے
جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو جیسے جزیرہ نمائے عرب اور جزیرہ نمائے ہند اور جزیرہ نمائے افریقہ
جزیرہ وہ قطعہ خشکی ہے جسکے چارون طرف پانی گہرا ہو جیسے سنگدیپ اور برٹن کلان وغیرہ خاکنائے
وہ تنگ قطعہ خشکی ہے جو بڑے بڑے دو قطعات خشکی کو وصل کرے جیسے خاکنائے سوئیز کہ جو ایشیا کو افریقہ سے
وصل کرتی ہے راس وہ گوشہ خشکی ہے جو دور تک پانی مین چلا گیا ہو جیسے راس کماری اور راس امید
وغیرہ اور راس کو گریبان زمین بھی کہتے ہین ساحل اوس خشکی کو کہتے ہین جو ایک بڑے قطعہ آب کے
متصل واقع ہو جیسے ساحل کورومنڈل اور ساحل ملیبار پہاڑ وہ قطعہ سنگین ہے جو زمین سے اونچا ہو اور جو کئی پہاڑ
برابر ایک قطار مین دور تک پہیلے ہون تو اونکو سلسلہ کوہ کہتے ہین اور چہوٹے چہوٹے پہاڑونکو
ٹیکری اور ٹیلہ بھی کہا کرتے ہین کوہ آتش خیز وہ ہے جسمین سے آگ اور دہوان یا گندہک وغیرہ نکلے
جیسے کوہ اِٹنا میدان وہ قطعہ خشک ہے جو قریب بہ ہموار ہو اور سطح مرتفع وسیع بلند میدان کو
کہتے ہین گھاٹی وہ قطعہ خشکی ہے جو پہاڑ یا پہاڑون کے درمیان واقع ہو جنگل وہ بنجر قطعہ زمین ہے جو ریت
اور پتہرون سے بہرا ہو جیسے صحرائے افریقہ تری کی اصطلاحین بحر بحیرہ بحر الجزائر خلیج جہیل آبنائے
رود بار دریا وغیرہ بحیرہ بڑا قطعہ پانیکا مگر بحر سے چہوٹا اور قریب تمام اطراف کے خشکی سے گہرا ہوا جیسے
بحیرۂ روم اور بحیرۂ اسود وغیرہ بحر الجزائر وہ قطعہ آب ہے جسمین بہت سے جزیرے ایک یا دوسرے کے متصل واقع
ہون جیسے بحر الجزائر واقع مشرق یونان اور جو زمین کا تہوڑا حصہ کہ دو جزیرونکو شامل کرتا ہے اوس کو
گردن زمین کہتے ہین خلیج یعنی کہاڑی وہ قطعہ آب ہے جو دور تک خشکی پر چلا گیا ہو جیسے خلیج فارس
اور خلیج بنگالہ پس اگر خلیج تنگ ہے تو لنگر گاہ اور فراخ ہے تو دہانہ کہتے ہین جہیل وہ قطعہ آب ہے
جو چارون طرف خشکی سے گہرا ہو جیسے جہیل مانسرور جو ملک تبت مین واقع ہے اکثر جہیلین کہاری ہین اونکو
بحیرہ بھی کہتے ہین آبنائے وہ قطعہ آب ہے جو بڑے بڑے دو قطعات آب کو وصل کرے جیسے آبنائے
جبل طارق جو بحیرۂ شام کو دریائے اوقیانوس سے وصل کرتا ہے رود بار جو کہ آبنائے سے چوڑا ہوتا ہے
دریا وہ ہے جو بہت سا پانی پہاڑ یا جہیل سے نکلکر خشکی پر بہتا ہے اور میدان مین سے ہو کر سمندر مین گرتا ہے
اور دریا جہان سے نکلتا ہے اوسکو منبع کہتے ہین اور جہان ختم ہوتا ہے اوسکا نام دہانہ ہے اور جو حصہ کوہ

پانی مین داخل ہو تو اسکو بھی کوہ کہتے ہین تمام زمین پر ایک بحر ہے جس قطعہ آب کا پانی کہاریا ہے وہ سب جگہہ ایک ہے مگر جغرافیہ والون نے آسانی کے واسطے کئی حصون پر تقسیم کیا ہے اور بحر کی تہاہ ناہموار ہے جسطرح زمین خشکی مین بلند و پست ہے اور بحر کا زیادہ سے زیادہ عمق جو اب تک دریافت ہوا نو میل ہے مگر بعضے مقام پر اب تک تہاہ نہین ملی اور تری کے بڑے بڑے حصے یہہ ہین بحر محیط جسکو بحر اوقیانوس بہی کہتے ہین اور بحر الکاہل اور بحر منجمد اور بحر ہند اور بحر شمالی اور بحر جنوبی بحر اوقیانوس کہ انگریزی مین جسکا نام اٹلینٹک ہے پرانی دنیا کے مغربی اور نئی دنیا کے مشرقی کنارون کے درمیان ایک دریا کی صورت پہیلا ہوا ہے اور اوسکا زیادہ سے زیادہ طول قریب نو ہزار میل کے ہے اور عرض تین ہزار میل سے چار ہزار میل تک اور نہایت گہرا و شمال و جنوب کی طرف ہے اس سبب سے بحر اوقیانوس دو قسم پر منقسم ہے اوقیانوس شمالی اور اوقیانوس جنوبی اور یاد رکہو کہ اوقیانوس مغرب کو اٹلینٹک اور بحر ظلمات اور اوقیانوس شرقی کو بحر الکاہل اور منجمد اور بحر بستہ کو بحر شمالی اور بحر منجمد اور بحر ہند کو بحر جنوبی اور بحر ہند کہتے ہین اور بحر الکاہل جو سب بحرون سے بڑا ہے وہ درمیان ایشیا اور امریکہ کے واقع ہے اور وہ کرہ زمین کے ایک تہائی حصہ کو گہیرے ہوئے ہے اوسکا طول شمالاً و جنوباً قریب نو ہزار میل کے اور عرض شرقاً و غرباً قریب بارہ ہزار میل کے ہے اور بحر ہند ایشیا کے جنوب کو واقع ہے اوسکا طول و عرض دونون قریب چہہ ہزار میل کے ہے بحر شمالی و بحر جنوبی کا حال آج تک تحقیق نہین ہوا تری کی تو یہہ کیفیت ہے اب خشکی کے پانچون حصون کا احوال سنو اول ایشیا

بیان ایشیا

یہہ ایک بر اعظم ہے جسمین کئی ملک واقع ہین اسکے حدود اربعہ یہہ ہین حد شمالی بحر شمالی حد شرقی بحر الکاہل حد جنوبی بحر ہند حد غربی بحیرۂ قلزم اور بحیرۂ شام اور بحیرۂ یورپ طول ایشیا کا شمال مشرق سے جنوب مغرب تک چہہ ہزار نو سو میل اور عرض شمال سے جنوب تک پانچ ہزار تین سو چالیس میل یعنی طول شرقی چہبیس درجے سے ایکسو نوے درجہ تک شمار کیا جاتا ہے اور عرض شمالی ایک درجہ اور بیس منٹ یعنی بیس دقیقہ سے اٹہتر درجہ تک اور کل ایشیا کا رقبہ ایک کرور چہتر لاکہہ میل مربع ہے اسمین سب طرحکے آدمی رہتے ہین اور جواہرات اور چاندی اور سونا بہت پیدا ہوتا ہے دوم یورپ یہہ ایک

بیان یورپ

بر اعظم ہے جسکے حدود اربعہ یہہ ہین حد شمالی بحر شمالی اور حد شرقی کوہ یورال اور دریا یورال اور حد جنوبی بحیرۂ روم اور بحیرۂ اسود اور بحیرۂ مارمورا اور کوہ کاکیشس اور حد غربی بحر اوقیانوس ہے یہہ بر اعظم شمال مشرق سے جنوب مغرب تک تین ہزار تین سو ستر میل لمبا اور شمال سے جنوب تک دو ہزار چار سو میل چوڑا ہے یہہ حصہ اگرچہ دنیا کے سب حصون سے چہوٹا ہے اور پیداوار بہی کم ہے مگر بہت باتون مین دنیا کے

حصوں پر غالب ہے، دولت اور کلوں کی ایجاد اور ہر طرح کے علوم کی ترقی وہاں ہے اور آدمی اکثر عاقل اور عالم اور ادیب اور چالاک اور ذی شعور ہوتے ہیں اور ہنر و صنعت میں کامل سوم افریقہ یہہ برّ اعظم یورپ کے جنوب و مغرب کی طرف واقع ہے اس ملک کے حدودِ اربعہ یہہ ہیں حدِ شمالی بحیرۂ روم حدِ جنوبی بحرِ ہند اور اٹلانٹک حدِ غربی بحرِ اوقیانوس حدِ شرقی بحیرۂ قلزم و بحرِ ہند اس برّ اعظم کا طول شمال سے جنوب تک پانچہزار دو سو میل اور عرض مشرق سے مغرب تک چار ہزار چھہ سو پچاس میل ہے چونکہ بہت سا حصہ اس برّ اعظم کا منطقۂ محترقہ میں ہے، اور اوسمیں کوئی پہاڑ ایسا نہیں جو ہمیشہ برف سے مستور رہے اسواسطے وہاں گرمی زیادہ ہوتی ہے اور جاڑا مطلق نہیں ہوتا اس برّ اعظم افریقہ میں ایک بہت بڑا صحرا تین ہزار میل لمبا اور ایک ہزار میل چوڑا ہے یہہ صحرا ایک وسیع سمندر کے مانند ریگستان ہے، اوسکی سطح جب ہوا سے موج مارتی ہے تو بعض اوقات پہاڑ کے برابر اونچی اوٹھتی ہے اور اکثر جب بادِ تند چلتی ہے تو کاروان کے کاروان مسافروں کے ہلاک کرتی ہے اور بعضے وقت بلونڈر یعنی بگولے سے ایک ستون متحرک اسقدر بلند ہوتا ہے کہ اوسکا سر بادل سے چھو جاتا ہے اور جب پچیس تیس ایسے ستون یکبارگی اوٹھتے ہیں اور اکطرف گہومتے ہوئے دیکھنے والیکے اور آفتاب کے درمیان واقع ہوتے ہیں تو اونکی عجیب ہولناک صورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب سورج کی کرن اونمیں سے گذرتی ہے تو وہ ایک بڑے ستونِ آتشی کے مانند دکھلائی دیتے ہیں

بیان افریقہ

چہارم امریکہ عالم کے پانچوں برّ اعظم میں سب سے بڑا ہے اسکے حدودِ اربعہ یہہ ہیں حدِ شمالی بحرِ منجمد حدِ شرقی بحرِ اوقیانوس حدِ غربی بحر الکاہل حدِ جنوبی بحرِ جنوبی اور یاد رکہو کہ برّ اعظم امریکہ دو حصوں پر منقسم ہے اول امریکہ جنوبی دوم امریکہ شمالی اور امریکہ شمالی بہ نسبت امریکہ جنوبی کے زیادہ وسیع ہے اور جو قطعہ زمین کہ امریکہ شمالی کو امریکہ جنوبی سے وصل کرتا ہے اوسکا نام خاکنائے پانامہ ہے اسکے چاروں طرف بحرِ محیط واقع ہے سنہ ۱۴۹۲ء ایکہزار چار سو بانوے عیسوی میں کلمبس نامی ایک حکیم نے جو سلطنتِ ہسپانیہ کا ملازم تہا اپنی عقل و حکمت اور تردد و تگاپو سے کہ جسکا بیان ایک قصہ طول و طویل ہے اس ملک کو دریافت کیا اور اس سے پہلے اہلِ فرنگستان کو اس برّ اعظم کی خبر مطلق نہ تہی

بیان امریکہ

پنجم آسٹرالیشیہ زمینِ خشک کے حصوں میں سے آسٹرالیشیہ ہی ایک حصہ ہے اسمیں چند جزائر شامل ہیں مگر اعلیٰ وہ ہیں جنکا ذکر ہم خلاصہ طور پر کرتے ہیں شمال میں نیوگنی اسکے شرق کی طرف نیو برٹن اور نیو آئرلینڈ اسکے جنوب کی جانب جزائرِ سولومن اور نیو ہبرائڈز اور نیو کیلیڈونیا اور جزیرہ نیوگنی سے جنوب کی سمت نیو ہالینڈ یعنی آسٹریلیا ہے جو تمام جہان کے جزیروں سے بڑا ہے اسکا طول چھبیس سو میل و عرض انیس سو میل کے قریب ہے، پولینیشیا اون بیشمار خوبصورت جزائر کا نام ہے جو بحر الکاہل کے گرم حصہ میں

بیان جزائر

واقع ہین اور اونمین سے اکثر ان مجموعون مین شامل ہین لینڈرون اور کبر ولائین اور پین دوج خطِ استوا کے شمال مین فی جی اور فرینڈلی اور نیوگینیز اور جزائر لک وغیرہ وہانکے باشندے وہمین اور متفحص اسرار مین خرد پرور نے عرض کی کہ پیر و مرشد امریکہ کو لوگ نئی دنیا کہتے ہین اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی پھر تلاش کرے تو شاید اور تیسری دنیا بھی میسر آجاے اگرچہ آپنے اوسکی حقیقت سے مجھے خوب آگاہ فرمادیا کہ حکمانے زمین کو دو حصون پر منقسم کرلیا ہے ایک حصہ مین ایشیا یورپ اور افریقہ واقع ہے دوسرے حصہ مین برِ اعظم امریکہ شمالی و جنوبی مگر حسبِ اتفاق کسی اور طرف بھی کوئی برِ اعظم پیدا ہو جاے یا گردنِ زمین وغیرہ کے مقادیر کرۂ ارضی سے امکان پذیر ہو تو کیا تعجب ہے. اور بہت جہات اور سمتین ہنوز ایسی باقی ہین جنکے استدراکِ حالات سے عقلِ انسان عاجز و قاصر ہے اور باوجود تحقیقاتِ بسیار کے ابتک اوسکی مفصل کیفیت نہین معلوم ہوئی اور اس برِ اعظم کے باب مین جو حضرت نے فرمایا. کہ سنہ ۱۴۹۲ چودہ سو بانوے عیسوی مین یہہ ملک دریافت ہوا بھلا یہہ کیا سبب تھا کہ حکماے متقدمین نے اسکی جستجو پر توجہ نہ کی یا تو وہ متاخرین سے عقل مین کم تھے یا اونہون نے اس برِ اعظم کا سراغ لگایا اور اون بادشاہون نے پست ہمتی سے وہان کا جانا دشوار سمجھا اور یا اوسوقت کے لوگون نے بسبب آرام طلبی اور حب الوطنی کے سرزمینِ غیر پر بسنا اور بود و باشِ قدیم سے دل اوٹھانا مناسب نجانا فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اے خرد پرور حکماے متقدمین نے کوئی چیز ایسی نہین چھوڑی کہ جسکی تحقیقات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت رہ گیا ہو ہمنے جو تمہین جغرافیہ یونان مین سمجھادیا ہے کہ حسابِ ہفت اقلیم سے جو زمین باہر ہے اوسکا نام قبۃ الارض ہے جسکو اہلِ ہند پرستان قرار دیتے تھے پس قبۃ الارض اوسی زمینِ امریکہ سے مراد ہے چونکہ زمانہ سلف مین حکماے اشراقین قومِ جنات سے باہم ربط و ضبط رکھتے تھے اسواسطے بادشاہونکو اوسیر متصرف اور قابض ہونیکی رغبت نہ ولائی اور بنی جان یعنی قومِ جنات نے بھی دوسرے ملکون مین سکونت کا قصد نکیا جبکہ وہ زمانہ منقضی اور سلسلہ اتحاد منقطع ہوگیا قومِ جن بھی اطراف و جوانب مین منتشر ہونے لگی چنانچہ اکثر نے دریا اور نہرونکے کنارون پر اور باغون اور بیابانون اور خرابون اور ویرانون اور تاریک مکانون اور تہہ خانون اور حماموں اور چھتون اور گورستانون وغیرہ مین جابجا اقامت اختیار کی اس قوم مین جو کہ شریر اور ایذا رسانِ خلایق ہین وہ دیونکے نام سے خلق اللہ مین پکارے جاتے ہین اونمین کچھہ ایسے بھی تھے کہ جسوقت بطریقِ سیر و تماشا ممالکِ انسان مین گذرتے تو چھوٹے چھوٹے آدم زادون کو اوٹھا لیجاتے اور اپنی قوم مین نمونہ کے طور پر پیش کرتے کہ اسطرح کی شکل و شمائل کی چند صورتین زمین کے ایک حصے پر آباد ہین چنانچہ اون آدم زادون مین نر و مادہ

قبۃ الارض کا بیان

باہم ہونیکے سبب سے اولاد بنی آدم کا سلسلہ وہان بہی شروع ہوگیا اور وہی لوگ امریکہ کے قدیم باشندے
ابد اوس سرزمین کے اگلے زمانہ والے شمار کئے جاتے ہین غرضکہ جب حکیم کلمبس کی ترقی علوم وحکمت
درجۂ اعلی پر پہونچی تو اوسنے ازروے علم نجوم یہہ بات دریافت کی کہ بالفعل قطعۃ الارض سکونت
جنات سے خالی ہے اور یہہ مثل تو سب مین مشہور ہے کہ مثل خانۂ خالی را دیو میگیرد + مگر کسی نے
کبہی یہ سنا ہوگا کہ ملک جنات پر حضرت انسان قابض ہوگئے یہہ دریافت کرکے اوس سرزمین کو
بہار کوشش تلاش کرنیکے بعد آبادی کی فکر مین مصروف ہوا بعد اوسکے ایک شخص موسوم بہ امریکس نے
اوس ویرانۂ وسیع کو اپنے نام سے معمور کرکے برّ اعظم امریکہ کے لقب سے نامزد کیا شہزادہ نے پوچہا
کہ کلمبس وہان کیونکر پہونچا اور کسطرح اوس برّ اعظم کو تسخیر کیا فرزانۂ روزگار نے کہا کہ جب حکیم کلمبس برّ اعظم
یورپ مین پیدا ہوا اور لکہنا پڑہنا سیکہہ کر اپنے جوہر عقل سے علم ہندسہ اور مصوری اور نقاشی
اور زبان لاٹینی سے بہی واقف ہوا اور سمندر کے کنارے سکونت پسند کرکے نہایت خوشی سے
جہاز رانی شروع کی اور چودہ برس کی عمر مین دریاؤن کے سفر کرنے لگا ہمیشہ اپنے علم کو اچہی طرح پر
استعمال مین لاتا اور تجربے کو روز بروز ترقی دیتا اور خیال کیا کرتا کہ زمین اس زمانہ کے اعتقاد کے
موافق سطح اور ہموار ہے یا نہین وہ ان باتون کو دل مین سوچتا اور رات کو خواب مین دیکہتا پہر اوسکو
یقین کلی ہوگیا کہ مغربی سمندر کے دوسری طرف ایک ایسا ملک واقع ہے جسکو کسی نے ابہی تک دریافت
نہین کیا اور یہہ بات بہی دلپذیر نقش ہوگئی کہ خدا نے اوسکے دریافت کرنیکو مجہے مقرر کیا ہے اسواسطے
اوسنے اپنی کل زندگی اسی کام مین صرف کرنی تجویز کی اور بادشاہ اسپین سے مدد مانگنے کی امید پر ملک
مذکور کیطرف روانہ ہوا اور سردار خانقاہ کی معرفت وزیر اعظم سے ملاقات کی پہر اوسکے ذریعہ سے درگاہ
بادشاہ مین رسائی حاصل کرکے اپنے مطالب دلی اور اولوالعزمی کا اظہار کیا اور بادشاہ و وزیر کی
صلاح سے کلمبس کے بیان کی تحقیقات کرنیکے لئے ایک جلسہ پادری لوگون کا منعقد ہوا اس حکیم سلیم نے
نہایت دلیری سے اس باب مین گفتگو کی کہ سمندر کے پار ایک ایسا برّ اعظم واقع ہے جو اب تک دریافت
نہین ہوا اور زمین کے گول ہونیکی بابت بہت کچہہ دلیلین بیان کین مگر اوسکے بیانات بیہودہ سمجہے گئے
اور لوگون نے کلمبس سے ناراض ہوکر جلسہ برخاست کیا لیکن اوسنے فصاحت تقریر سے یہہ امر بادشاہ کے
ذہن نشین کردیا کہ اسبات مین ہرگز شک نہین ہے چنانچہ اوسکی عرض قبول ہوئی اور تاریخ سترہوین ماہ
اپریل سنہ ۱۴۹۲ عیسوی کو ایک عہد نامہ لکہا گیا کہ جسنے کلمبس نے آپ کو بادشاہت اسپین کا تابع مقرر کیا
اور اوسی سال مین تاریخ تیسری اگست کو اوسنے جنگی جہازون اور فوج کے ہمراہ جو حضور ملکۂ اسپین سے

ملے تھے لنگر اوٹھایا اس فتحِ بحری مین تین جہاز تھے الحاصل چند روز مین کنارہ کے جزیرون تک جو
اوس زمانہ مین مغربی حد سمجھی جاتی تھی پہونچ گئے اوس سے آگے کسیکو کچھہ معلوم نہ تھا سوائے ایک تخمین کے
کہ جسمین ابتدائے دنیا سے ایک چھوٹا سا جہاز بھی نکلا تھا اونمین وہ روز بروز اور رفتہ رفتہ آگے بڑہتے چلے گئے
بادِ موافق چلتی اور سفید جھاگ بہتے رہے اور اونکے پیچھے جہاز کی لکیر سے کھنچی گئی پہلے اودہر کوئی نگیا تھا
کلمبس کے ہمراہیون کو خوف پیدا ہوا اور بغاوت کا ارادہ کرنے لگے کہ اوسکو سمندر مین ڈالکر واپس چلے جائین
مگر یہہ ارادہ دلمین پست ہوگیا اور کچھہ نہ کرسکے دو مہینے کے بعد سبکو پہر زمین کے ملنے کی امید ہوئی کچھہ لکڑی کے
منقش ٹکڑے اور گہاس کے خوبصورت تنکے بہتے اور عجیب عجیب قسم کے پرند اوڑتے اور جہاز کے رسون
وغیرہ پر بیٹھتے نظر آتے اور ایکروز ایک خاردار شاخ سرسبز جسمین سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے پہل لگے تھے
دیکھی کلمبس نے اوس روز سبکو دلاسا دیکر کہا کہ آج رات کو بہت ہوشیار رہنا چاہئے اوسی شبکو زمین ملی تو دیکہا
گیا تھی کہ قریب دو میل کے لمبا ایک جزیرہ تھا کلمبس نے جہاز کی مسلح فوج ساتھہ لی اور ایک کشتی مین سوار
ہوکر کنارہ تک گیا وہان کوئی پہاڑ یا ٹیلا نہ تھا مگر درخت بکثرت تھے اوس جزیرہ کے رہنے والے غول کے
غول جمع ہوکر ان نئے آنیوالونکو نہایت تعجب سے دیکھنے لگے اور جسوقت کلمبس نے جو گلنار رنگ کی پوشاک
پہنے تھا گھٹنے جھکاکر زمین کو بوسہ دیا اور جھنڈا کھڑا کرکے بادشاہِ ملکِ اسپین کے نام سے جزیرہ مذکور پر قبضہ کیا
اوسوقت کی یہہ کیفیت دیکھکر وہ لوگ زیادہ تر حیران ہوئے رفتہ رفتہ اوسنے اسقدر نئے ملک دریافت کئے
کہ خاص برِ اعظم امریکہ تک پہونچ گیا جسروز کلمبس ملکِ اسپین کو واپس آیا اور فیروزمندی و کامیابی کے
ساتھہ شہر مین داخل ہوا اوسروز وہان نہایت خوشی ہوئی بیشمار جھنڈیان اور نشان ہوا مین لہرا رہے تھے
اور لوگ عمدہ عمدہ پوشاک پہنے ہوئے غول کے غول شاہراہون مین جمع تھے قلعہ بندی کی فصیل پر توپین
سر ہوئی تھین اور سب گرجا گھرون مین گھنٹے بج رہے تھے جنکی آواز سے کل شہر گونجتا تھا اوسطرف کو کلمبس
بڑی شان و شوکت سے سوار ہوکر آیا سب لوگ اس سے نہایت محبت سے ملے مگر بسبب اس کی
کامیابی کے اکثر لوگ اوس سے بغض بھی رکھتے تھے نئی دنیا کے کچھہ انڈین لوگ جنکو کلمبس اپنے ساتھہ لایا تھا
پاؤن مین سونیکے کڑے اور سرون پر تاج پہنے وہ قطار مین چلے جاتے تھے انکے بعد جہاز کی جماعت سونیکے
تاج پہرکے بت نہایت خوبصورت رنگ کی چڑیان بڑے بڑے کچھوے گھڑیال اور اجنبی درختونکی شاخین
لیے ہوئے آتے ان سب کے اوپر میر بحری کا نشان بلند تھا جسپر یہہ لکھا تھا کہ کلمبس نے اپنے بادشاہ کو
ایک نئی دنیا دی ✤ اسکے بعد کلمبس نے بہت ملک دریافت کئے مگر بسبب اس ناموری کے اکثر لوگ رشک سے
اوسکے دشمن ہوگئے اور بغض و کینہ رکھنے لگے اور رشک و ذلت کے درپے ہوئے لیکن وہ سب بیکی

پیش آتا تہا یہانتک کہ اوسپر خود سری اور سخت گیری اور خیانت و بغاوت کی تہمت لگائی گئی اور ان جرموں کی تحقیقات کیواسطے ایک شخص مقرر کیا گیا کلمبس اوسکی مداخلت سے ناراض ہوا کیونکہ وہ شخص کلمبس سے نہایت دشمنی رکہتا تہا اگر اوسکے اختیار میں ہوتا تو کلمبس کو بالکل تباہ کر دیتا چنانچہ اوسنے کلمبس کے مکان پر قبضہ کر لیا اور بہ الزام بغاوت اوسکو قید کر کے بیڑیاں پہنائیں اور قیدی کیطرح ملک اسپین کو روانہ کیا مگر دربار میں پہونچنے کے بعد فوراً اوسکی رہائی ہوئی اور عزت و تعظیم کیگئی لیکن اوسکا دل ٹوٹ گیا تہا اور وہ دولت دیکہنے کو بہت دنوں تک نہ جیا اونتیسوین ۲۹ مئی ۱۵۰۶ پندرہ سو چہہ عیسوی کو وفات پائی اور ایک بڑے عبادتخانہ میں دفن کیا گیا اور اوسکا نام بڑے نیک آدمیوں کی تواریخ میں مشہور ہوا مگر یہہ کیفیت بہی ایک نہایت حیرت آمیز کیفیت ہے کہ جو برِ اعظم کلمبس نے دریافت کیا وہ امریکس کے نام سے شہرۂ آفاق ہوا جو صرف اوسکا ایک پیرو اور مقلد تہا

شعر

نہ خریدار کا حصہ ہون نہ حق بائع کا | مین وہ دانہ ہون جو گرجاے کفِ میزان سے

کیسے کلمبس کے اس نئی دنیا دریافت کرنے کی کچہہ بہی قدر نکی بہت سوچہہ چال مرا جوب خشک صحراہون لگا کے آگ مجہے کاروان روانہ ہوا بعضے لوگ جو دوسرے شخصکی نیکنامی نہین چاہتے تہے کہنے لگے کہ اگر کلمبس مغربی سمندر کے پار نجاتا اور نئی دنیا کو دریافت نہ کرتا تو کوئی شخص جا کر دریافت کرتا اور جب برِ اعظم امریکہ دریافت ہو گیا تو سب کہنے لگے کہ اوسکا دریافت کرنا بہت آسان تہا

فرد

سرمۂ مفت نظر ہون مری قیمت یہہ ہے | کہ رہے چشمِ خریدار پہ احسان میرا

اب سنو کہ ہر برِ اعظم میں بہت ملک اور بہت پہاڑ اور بہت دریا اور بہت چشمے اور بہت صحرا واقع ہین اور ملک باہم ایک دوسرے کی نسبت چہوٹے بڑے ہوتے ہین چنانچہ برِ اعظم ایشیا مین سب سے بڑا ملک انڈیا یعنی **ہندوستان** ہے اور یہہ ایک بہت وسیع ملک ہے جو بسبب آبادی اور حاصلات اور ادب اور قاعدہ کے قدیم سے مشہور چلا آیا ہے اسملک کا ذکر ہم تفصیل مختصر کے ساتہہ اسواسطے بیان کرتے ہین کہ اسملک میں سب طرح کے انسان ہر قوم ہر مذہب ہر ملک والے بلکہ ہر برِ اعظم کے باشندے تہوڑے بہت موجود ہین اور اکثر آمد و رفت اور تجارت و سیاحی کے ذریعہ سے نظر آجاتے ہین اور جب ایک ملک کا حال بخوبی معلوم ہو جاتا ہے تو دوسرے ملکونکی کیفیت بہی مجملاً عقل میں آسکتی ہے **ہندوستان** کے حدودِ اربعہ یہہ ہین حدِ شمالی تاتار اور تبت اور حدِ جنوبی بحرِ ہند اور حدِ شرقی ملکِ برہما اور خلیج بنگالہ اور حدِ غربی خلیج فارس اور ہندوستان کی بڑی نہرون مین سے گنگا ہے جو سات سو کوس بہہ کر خلیج بنگالہ مین گرتی ہے اسمین جمنا اور گہاگرہ اور برہم پتر یعنی سانپو تبت اور آسام سے ہو کر گنگا مین ملتی ہین اور پچہم مین رودِ سندہ جسکو نیلاب بہی کہتے ہین پانچ نہرون سے مخلوط

یعنی ستلج راوی جہلم چناب بیاس چنانچہ اسی جہت سے اوس ملک کو پنجاب کہتے ہین دکہن مین نربدا
اور گوداوری اور کشنا ہے یہہ تینون ندیان پورب کیطرف ہوکر خلیج بنگالہ سے جاملی ہین اور ہندوستانکے
نامی پہاڑون مین سے کوہِ ہمالہ تمام جہان مین نامی ہے اور وہ پہاڑ ہندوستان و تبت کے درمیان واقع ہوا ہے
اور راج محل کی پہاڑی اور دکہن مین کوہ گہاٹ یعنی ہندہیاچل جسکا سلسلہ لبِ دریا سے شرقاً و غرباً محاذی ہے
ہندوستانکی پیداوار اور تجارت مین نیل روئی افیون ململ ریشم چاول وغیرہ اور ہندوستانکے جواہرات سے
الماس اور زمرد اور لعل تمام جہان مین مشہور ہین بلکہ کوہِ نور ہیرا جسکی شہرت تمام روے زمین پر ہے اور غالباً
اوسکی قیمت سب سے زیادہ ہے اور یقین ہے کہ دنیا مین کوئی ایسا قیمتی پتھر نہوگا کہ جسکا قصہ صحت کے ساتہہ معلوم ہو
اور جسکے واسطے کئی بادشاہون نے کشت و خون کیا ہو شہزادہ نے کہا کہ یہہ نایاب ہیرا کسطرح پر ہاتہہ آیا
اوستاد نے بیان کیا کہ کوہِ نور ہیرا ۱۵۵۰ء پندرہ سو پچاس عیسوی مین گولکنڈے کی کان سے برآمد ہوا
اور شاہجہان بادشاہ کے عہد مین گولکنڈے سے دہلی کو لایا گیا اور ۱۶۶۵ء سولہ سو پینسٹہہ عیسوی مین
تاریخ دوسری نومبر کو ایک فرانس کے سیاح ٹاورنیر نامی کو اورنگ زیب عالمگیر نے دیکہنے اور پرکہنے کی
اجازت دی یہہ پہلا غیر شخص تہا جسکو اول مرتبہ کوہِ نور دیکہنے کا اتفاق ہوا حاصل کلام ۱۷۳۹ء سترہ سو
اونتالیس عیسوی مین نادر شاہ نے دہلی پر چڑہائی کی اور نوّے لاکہہ روپیہ کا خزانہ مع کوہِ نور ہیرا اسکو لیگیا
پہر ۱۸۱۳ء اٹھارہ سو تیرہ عیسوی مین شاہ شجاع کی جلاوطنی کے عہد مین یکم جون کو رنجیت سنگہ والی لاہور نے
جبراً اوس سے لے لیا جب رنجیت سنگہ کے ساتہہ افواجِ انگریزی کا مقابلہ ہوا اور بمقام لاہور مین اوس نے
شکستِ فاش کہائی تو کوہِ نور انگریزون کے ہاتہہ لگا اور تاجِ انگلستان کا اول قسم جواہر مقرر ہوا اور ۱۸۵۱ء
اٹھارہ سو اکاون عیسوی کی بڑی نمایش مین کوہِ نور نمایشگاہ مین رکہا گیا تہا جسکو لاکہون بلکہ کروڑون
روپیہ کی مالیت کہین تو کچہہ مبالغہ نہین ہے لوگون نے مفت بے کہٹکے دیکہا اس ہیرے کی مقدار عموماً اسطرح بتائی
جاسکتی ہے کہ مرغی کے ایک چہوٹے آدہے انڈے کے برابر ہے اور اس ہیرے کا وزن ۳۲۹ تین سو انتیس رتی ہے
یعنی تین تولہ تین ماشہ سات رتی غرض وزانہ روزگار نے اسی تذکرہ مین جواہرات کی شناخت اور خواص وغیرہ
بہی خاطر خواہ شہزادہ کو یاد دلواے پہر فرمایا کہ ملکِ ہندوستان بڑا زرخیز ملک ہے باشندے یہانکے دس کروڑ
اونمین سات کروڑ پچاس لاکہہ ہندو اور ایک کروڑ ستاسی لاکہہ پچاس ہزار اہلِ اسلام اور عیسائی اور یہودی وغیرہ
باسٹہہ لاکہہ پچاس ہزار ہین آب و ہواے ہندوستان کی یہہ صورت ہے کہ اوتر اور پچہم یعنی شمال اور مغرب کے
صوبجات مین موسمِ سرما مین سردی ہوتی ہے مگر باقی تمام ہندوستان مین اور کوئی علامت سردی کی نہین
لیکن کثرتِ بارش یا گرمی زیادہ ہونیسے موسمونکا تفاوت معلوم ہوتا ہے اور اہلِ ہند ادب و قاعدہ مین بہتر ہین

کوہ نور ہیرا کا بیان

تعداد باشندگان ہندوستان

مگر راستی اور صفائے دلی سے عاری اور اکثر باہم بے اعتبار ہین کسیکو کسی پر اعتماد ہرگز نہین ہوتا اور دوستی بے غرض نہین رکہتے صرف مطلب کے آشنا ہین اور آلات حرب و تفنگ کی صنعت سے بالکل ناواقف ہین اور بدرجہ کمال نامرد و بزدل بہی ہین دوسرے ملک والے ہمیشہ ان پر غلبہ اور حملہ کرتے رہے اور شکست نصیب ہر معرکہ مین مغلوب ہوے ان مین کوئی بادشاہ یا راجہ ایسا نہوا کہ حوصلہ بڑہاتا اور دوسری ولایت پر فوج کشی کرتا البتہ یہہ لوگ حیلہ گر اور مفتری اور بیوقوف زیادہ ہین اور خوشامد گو اور خوشامد پسند بہی ہین اے خرد پرور اب ہم تمہین یہہ تہوڑے سے شعر یاد دلواتے ہین جس مین ہندوستان کی خلاصہ کیفیت ایک طریق معقول سے مندرج ہے تم اس مختصر کے یاد کرلینے سے فائدہ کثیر اوٹہاؤ گے

نظم حال ہندوستان

ہند ہے اک عجب جزیرہ نما — غیرت روم و روس و چین و تتار
نقشۂ ایشیا کے سوئے جنوب — ہے نمایان یہہ کشور غدار
شرق و غرب و جنوب کی جانب — بحر اعظم نے کرلیا ہے حصار
چین سے ہے شمال مین محدود — ہے جو کوہ ہمالہ کے اوس پار
ملک آسام سے کراچی تک — وسعت ہند ہے سن اے ہشیار
طول اس کا حد جنوب سے ہے — تا بہ کشمیر رشک باغ و بہار
عرض اسکا ہے پندرہ سو میل (١٥٠٠) — طول اونیس سو ہے بے تکرار (١٩٠٠)
لوگ رہتے ہین اسمین بیس کروڑ (٢٠) — جنکے ہین مختلف طریق و شعار
مشتہر ہے یہان کی زرخیزی — گرد ہین جس سے جملہ شہر و دیار
اوسکے اوتر مین ہے ہمالہ کوہ — جسمین رہتا ہے برف کا انبار
چوٹیان ہین وہ دہول گیر پر گل — جن پہ مشکل ہے آدمی کا گذار
اونچی ہین چوٹیان ہزارون فٹ — بیس پچیس کوئی تیس ہزار
کوہ بندہیا ہے بیچ مین اسکے — اوسپہ بہی دشت و شہر کی ہے بہار
مغربی مشرقی جو گہاٹ ہین دو — جانب غرب و شرق ہین وہ دوچار
اسکے مغرب مین بحر ہے اک سندہ — موج در موج پر خطر زخار
راوی و ستلج و چناب و جہلم — بیاس دریاے تیرہ و تہہ دار
مل گئے ہین یہہ سندہ مین پانچون — ششدر انسان یہہ دیکہکر اک بار

ہے برہم پتر شرق میں اک بحر — پر خطۂ ہند و سوبہ و بہار
بہا جمنوتری سے بحرِ جمن — بھی گنگوتری سے گنگ کی دھار
ایک جا پر پراگ میں جا کر — ہوگئے دونوں وصل وصلی وار
رامتی کوسی گھاگرا گنڈک — ملے گنگا میں بہہ کے آخرِ کار
ہند میں سے سون نربدا تاپی — ہیں رواں مثلِ اشکِ دیدۂ زار
کرشنا تن بہدرا بھیما کاویری — نکلے ہیں گھاٹ مغربی سے یہ چار
اس میں تیرتھ بھی ہیں بہت مشہور — جاتے ہیں سر کے بل جہاں زوار
بدری ناتھ ہیں ہمالیہ پر — واں سے سوئے جنوب ہے ہردوار
مندر اک شہرِ نگرکوٹ میں ہے — لو نکلتی ہے جس سے لیل و نہار
بند سیہ پر بندھ باسنے میں ہندو — جن پہ ہندو ہیں جان و دل سے نثار
ہیں جگن ناتھ جی سوئے مشرق — معتقد ہیں ہزارہا دیندار
غرب میں دوارکا پوری ہے شہر — سجدہ گاہِ ہنود بے تکرار
ہے بسوئے جنوب رامیشر — لوگ جاتے ہیں واں پئے دیدار
وسط میں سوئے شرق کاشی ہے — معبدِ ہندوانِ خوش کردار
شہر متھرا ہے اک کنارِ جمن — جس میں سری کرشن کا ہوا اوتار
اور بھی ہیں یہاں بہت تیرتھ — شرح میں جنکے خامہ ہے بیکار
ہستنا پور تخت گاہِ ہنود — لبِ جمنا تھا شہرِ رونق دار
اہلِ اسلام جب ہوئے قابض — ہوئی دہلی کی رونقِ بازار
آگرہ کو محمد اکبر نے — دیا دار الخلافت اپنا قرار
ہوئے انگریز جب سے حاکمِ ہند — شہرِ کلکتے کا بڑا ہے وقار
ہے وہ گنگا کی شاخ ہوگلی پر — جس میں رہتے ہیں سیکڑوں تجار
ملکِ بنگال بمبئی مدراس — ہیں یہ تینوں احاطۂ سرکار
گورنر لفٹنٹ ہیں ان میں — خیمہ افگن ہے لشکرِ جرار
سندھ پنجاب ناگپور اودھ — اسطرح کے جو ملک ہیں دو چار
منتظم ان میں چیف صاحب ہیں — یا کمشنر ہیں مالک و مختار

پرگورنر ہین سب پہ بالادست — جنکے ماتحت ہین صغار وکبار
ملک ہین چار قسم کے اس مین — نام کرتا ہون شرح وار اظہار
ملکِ انگریزی و ممالکِ غیر — ملکِ محفوظ و ملکِ خود مختار
اِنڈِپنڈنٹ یعنی خود سر ہین — بہوٹ نیپال واقع کہسار
حیدرآباد راجپوتانہ — ملکِ محفوظ مین ہے ان کا شمار
تھسہ گوا و پانڈیچری ہین — ڈچہہ اور پرتگیز ہین سردار
باقی جو کچھہ کہ ہین ممالکِ ہند — سب مین سرکار کا ہے دار و مدار
مختصر مین بیان طول ہو کب — جائے تنگ است و مردمان بسیار
ہے یہہ بالاختصار صورتِ ہند — ہے یہہ مشتے نمونہ از خروار

اے خرد پرور یہہ خیال نکرنا کہ سب ملکون مین اسیقدر لوگ بستے ہین اور یہی حال وہان کا بھی ہوگا بلکہ ہر ملک مین باشندے جداگانہ اور انتظام کی علیحدہ صورتین اور آبادی کے نئے طور و طریقے اور آب و ہوا کی مختلف خاصیتین ہین اگر انسان سفر اختیار کرے اور سیاحی پر مستعد ہو تو عجیب و غریب لطف او کیفیتین حاصل ہوتی ہین سفر مین تکلیف تو بیشک ہے مگر تجربہ کاری و پختگی بغیر اسکے حصول نہین ہو سکتی مصرع ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے ✤ زمانہ سلف سے آجتک تمام تربیت یافتہ قومون نے سفر کو ہمیشہ تہذیب و ترقی کا ذریعہ تسلیم کیا ہے صرف کتابون کے پڑہنے اور دیکہنے یا مطالعہ کرنیسے دنیا کے لوگونکا پورا پورا حال ہرگز نہین معلوم ہو سکتا جو شخص کہ تحصیلِ علوم سے فارغ ہوکر سفر سے خوب حظ اوٹھا چکا ہوگا اوسکی دانشمندیکا مرتبہ کمال پر پہونچ گیا ترقی عقل اور تہذیب اخلاق کیواسطے سفر بہت کارآمد ہے سفر سے آدمی کی فہم و فراست نہایت وسعت پاتی ہے اور اخلاق کو یہہ نفع پہونچتا ہے کہ اوسکے دلمین لوگونکی ہمدردی اور اونکی جانب سے دلسوزی پیدا ہوجاتی ہے اور ایسی تنگ ظرفی سیّاح کی ذات مین نہین رہتی جسکے سبب سے آدمی یہہ سمجھکر کہ فلانا شخص مجھسا نہین ہے، یا میرے ملک مین پیدا نہین ہوا یا میرا سا رسم و رواج نہین رکھتا یا میرا سا لباس نہین پہنتا ہر شخص کو بنظرِ تحقیر دیکھتا ہے بلکہ یہہ بات سیاح سے بہت دور رہجاتی ہے اور وہ معلوم کرلیتا ہے کہ اسبابِ مختلف بہت قلیل اور سراسر ظاہری ہین مگر اسبابِ مناسبت و اتفاق واقعی ہین اور سمجھہ لیتا ہے کہ تمام انسانون مین بلباسِ ظاہری اختلاف ہے لیکن حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے چنانچہ انگریز اپنے ملک کو نہایت وسیع اور عمدہ بتاتے ہین فرانس والے فرانس کی تعریف کرتے ہین یہہ تعصبات کچھہ اسباب کو منحصر نہین ہے اور جو جہالت اور تنگ حوصلگی اور پست ہمتی ایک معین جگہ پر پڑے رہنے سے پیدا

ہوتی ہے وہ سب سفر کے ذریعے سے جمع ہو جاتی ہے مگر تواریخ بھی عجیب شغلہ ہے اور خاص گھر بیٹھے کی سیاحت بلکہ سیاحت کی کیا حقیقت ہے سیاحت میں صرف زر اور مصائب سفر پھر اونہیں چیزوں کی سیر جو بالفعل موجود ہیں کتب تواریخ کے مطالعہ میں بہت سے دیار و امصار کی کیفیت بے مشقت پیش نظر رہتی ہے صدہا بلکہ ہزار ہا برس پیشتر کے حالات گویا مشاہدہ ہو جاتے ہیں گھر بیٹھے آدمی جہاندیدہ بنجاتا ہے عموماً سب امراء و رؤسا خصوصاً والیان ملک کو تاریخ دانی بہت ضرور ہے کہ اگلے راجاؤں اور بادشاہوں کا حال دریافت ہو جن امور سے اونکے سلطنت کی ترقی اور اونکے بلند نامی ہوئی اوسے اس زمانہ کے والیان ملک اپنا دستور العمل مقرر کریں جن باتوں سے اگلی سلطنتوں کی خرابی اور بادشاہوں کی بدنامی ہوئی اوس سے پرہیز کریں شائستگی و تہذیب پر کاربند ہوں اور یاد رکھو کہ جن ملکوں میں سب سے پہلے آثار شائستگی نمودار ہوئے اونمیں کا پہلا خطہ یونان تھا اور مصر والوں کا قول ہے کہ یونان سے پہلے حضرت علم کی بدولت ہمکو ہر طرح کی کامیابی حاصل ہوئی غرض جبکہ **خطہ یونان** پر اقبال کا ستارہ چمکا تو اون لوگوں نے قوائے جسمانی کی نگہداشت اور ترقی کے باب میں نہایت کوشش کے ساتھ توجہ بلیغ مبذول رکھی بعد اوسکے رومیوں کو جسمانی تربیت کا شوق پیدا ہوا اور اون لوگوں نے تربیت جسمانی کو فروغ دیا اور اب بھی جن ملکوں میں نہایت شائستگی ہے وہاں جسمانی تربیت کا خیال بدرجہ کمال ہے چنانچہ انگلستان میں لڑکیوں کو بھی جسمانی تعلیم دیجاتی ہے جرمن کے لوگوں نے اکھاڑے بنانے سے زیادہ کسی چیز کو مفید نہ سمجھا جیساکہ ہم اپنی عقل کو ترقی دیتے ہیں لازم ہے کہ ایسا ہی ہم اپنے جسم کو تر و تازہ رکھیں دیکھو کہ ہندوستان کے دہقان اور محنتی لوگ شہریوں سے زیادہ تندرست پائے جاتے ہیں اسے خرد و بزرگ جسطرح کہ اہل فرنگ اور اہل یونان کے جغرافیہ میں اختلاف ہے اسیطرح تواریخ میں بھی بہت تغیر و تبدل واقع ہے ہر قوم کے مورخوں نے اپنی اپنی تصنیفات کو حاکموں کی خوشامد اور مذہبی تعصبات سے بھر دیا جہاں کہ اپنا حاکم ذلیل ہوا یا کسی آفت اور گردش کے نیچے میں پھنسا ہے وہاں تو بالکل بال بال بچا گئے ہیں اور جس مقام پر حسب دلخواہ ایک امر بھی وقوع میں آیا وہاں کیا کیا عبارت آرائیاں اور مبالغہ پردازیاں بروئے کار لائے ہیں کہ خارج از قیاس ہے اور ہمیشہ تعصب کے ساتھ تحریر کیا کہ غیر کے طور و طریق میں یہ خرابیاں اور ہمارے چال چلن میں اسقدر خوبیاں موجود ہیں اور جس قوم والوں نے جو کام جس نتیجے اور خوبی کیواسطے تجویز کیا تھا اوسکو یک لخت نسیاً منسیاً کر دیا مگر عقل سلیم خود بخود طلبی اور باریک بینی سے سراغ مطلب پیدا کر لیتی ہے خیالات حکیمانہ پر نظر کرو کہ سب ایک طریقے کے پابند ہوتے ہیں مگر ہنوز بحث عقلی ناتمام ہے یعنی حکیم یا فلاسفر اوسکو کہتے ہیں کہ جو عالم علویات و سفلیات کی حقیقت اشیا سے بخوبی واقف ہو چنانچہ زمانہ حال میں جسطرح کارو بار عالم جاری ہیں جب اوسپر نظر ڈالکر ہم زمانہ سلف کا خیال کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دنیا کا عجیب ڈھنگ ہوگا

ذکر یونان

بیان حکمائے یونان

اسمین تو شک نہین کہ جسطرح کوئی قطعۂ زمین بغیر روئیدگی کے نہین رہ سکتا اسیطرح انسان کا دل بھی کہ جو بجاے خود ایک جہانِ جداگانہ ہے خیالات سے خالی نہین رہ سکتا حکمت کا سلسلہ بھی یہی ہے کہ انسان کے نفسِ ناطقہ کا معطل رہنا ممکن نہین کچھہ نہ کچھہ اُودھیڑ بُن کیے جاتا ہے جس جس سر زمین پر انسان تھا وہان وقتاً فوقتاً جیسی ضرورتین پیش آتی گئین اوسکے سامان وہین نکالتا گیا اونہین اصول کا نام حکمت و فلسفہ ہے ہر ہر قطعۂ زمین کی خاصیت علحدہ ہے اور آب و ہوا کی تاثیر بھی جداگانہ چنانچہ روئیدگی اور نباتات قسم قسم کے پیدا ہوتے ہین ہر ولایت کے آدمی کا قد و قامت چہرہ مہرہ رنگ و روغن نرالا ہے دل گواہی دیتا ہے کہ جیسا ہر شخص کے اعضاے ظاہری مین فرق ہے ویسا ہی اوسکے خیالاتِ دماغی مین بھی ضرور اختلاف ہوگا دیکھو ہر ایک حکیم یا خاص خاص فرقہ کے صاحبِ تصنیف جو گذرے ہین اونکی رائین اور ہدایتین اور اونکے مختصر حالاتِ عمری کا ایک چمن پھولا ہوا ہے ہر ایک کے نئے نئے خیالات جدا جدا رنگ ڈہنگ دیکھہ کر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک باغ مین مختلف طائر بولتے ہین اور نہین معلوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی سنی ہوئی کہتا ہے ان سب کو بے تعصب ایک نظر سے برابر دیکھنا عجب لطف و کیفیت پیدا کرتا ہے **علم تواریخ** مین حکماے فلاسفہ کا (علم تواریخ کے بیان)
حال قابلِ غور ہے کہ ان دانشمندون نے عالمِ بے ثبات مین کس کس طرز پر معیشت کی اور آغاز و انجام کیا کیا ہوا **فلاسفہ** جمع ہے فیلسوف کی اور فیلسوف کے معنی ہین حکیم فلسفہ دان یہہ لفظ یونانی ہے اصل اسکی دو لفظون سے مرکب ہے یعنی فیلا اور سوفا فیلا کے معنی محب کے ہین اور سوفا کے معنی علم و حکمت کے اسکا یہہ مطلب ہوا کہ **دوستدارِ حکمت** اور بعضون کا قول ہے کہ **فلسفہ** کے معنی ریاضت اور منقبت کرکے حضرتِ واجب الوجود سے مشابہت پیدا کرنیکے ہین متقدمین کے مسائل زیادہ تر الہیات اور طبیعیات مین ہوتے تھے متاخرین نے اوس مین ریاضی کو بھی داخل کرکے تین قسم پر منقسم کیا **اول** علمِ ماہیتِ شئی یعنی کیا چیز ہے **دوم** علمِ کیفیتِ شئی یعنی کیسی چیز ہے **سوم** علمِ مقدارِ شئی یعنی چیز قلیل ہے یا کثیر پس ماہیت کے باب مین جو گفتگو ہو وہ **علمِ الٰہی** ہے اور کیفیت کے باب مین جو گفتگو ہو وہ **علمِ طبیعی** ہے اور مقدار کی کمی و بیشی مین جو گفتگو وہ **علمِ ریاضی** ہے انکو علمِ وہمی اور علمِ عقلی اور علمِ حسی کہتے ہین **مولف** ÷ علمِ وہمی علمِ عقلی علمِ حسی یاد کن ÷ زین معالید بلکہ عالمے ایجاد کن ÷ پس ریاضی علمِ وہمی دان الٰہی عقلی ہست ÷ علمِ حسی شد طبیعی دل ز حفظش شاد کن ÷ حکماے فلاسفہ کا قول ہے کہ ترقی کی خواہش انسان کے دل مین طبعی ہے چونکہ نفسِ ناطقہ کی ترقی سب سے اعلیٰ درجہ کی ترقی ہے اسواسطے جو انسان ہے وہ تحصیلِ سعادت مین کوشش کرتا ہے مگر خلاصہ یہہ ہے کہ اسکے لیے سیکھنا اور عمل کرنا دونون لازم ہین کیونکہ جو عقل مین زیادہ ہوگا وہ زور مین بھی غالب رہیگا **حکایت** (حکایت) قدیم الایام مین یہہ دستور تھا کہ ہر زمانہ مین روم کے حکماے فلاسفہ جمع ہوکر باہم ایک مجلس آراستہ کرتے تھے اور اوسمین ہمیشہ گفتگوے علمی ہوتی جب کہ

سکندر رومی کا زمانہ آیا تو حکیم ہرمس ہرمجلس میں تمام محفل سے عمدہ تقریر اور رازِ روحانیان اس خوبی سے بیان کرتا کہ یونانیون کو رشک پیدا ہوتا چنانچہ ایکبار ستر حکیمون نے متفق ہوکر اوسکے قول کو لا تسلیم کرنیکے واسطے ایک انجمن ترتیب دی کہ جو بات ہرمس بیان کریگا ہم اوسکو کسیطرح تسلیم نکرینگے الغرض حکیم ہرمس نے گفتگو شروع کی اور عقل کا دروازہ کہولا ہر نکتہ ایسا بیان کرتا کہ دلنشین ہوتا مگر دیکہا کہ یہہ لوگ پسند نہین کرتے اور علانیہ منکر ہوتے ہین دوبارہ تقریر کرنے لگا اور حکمت کا خزانہ لٹایا پہر بہی نظر آیا کہ سب انکار کے درپے ہین بار سوم از راہِ مشکلکشائی وہ بیانِ علمی کا دریا بہایا کہ حقیقتِ اشیا کے اظہار مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوا لیکن کسینے نمانا اور سر بہی نہ ہلایا جب ہرمس نے دریافت کیا کہ یہہ سب لوگ برسرِ عداوت ہین اور مجہے ذلیل کرنیکی یہہ تجویز نکالی ہے ہنسا اور پہر فقط سوبہ پہیر اپہرا ایک نعرہ مارا کہ جبر وار قیامت تک اسیطرح بجنبش و حرکت رہو اور اپنے مقام سے نہین ورا جنبش نہوا سیاہم وہ ستر آدمی سرنگون ہوکر گر پڑے اور سرد ہوگئے پس جو لوگ کہ ریاضتِ جسمانی سے قوتِ بدنی کو بڑہاتے ہین اونکا نام پہلوان ہے اور جو کہ مشقتِ علمی سے قوائے عقلی کو ترقی دیتے ہین اونکا نام حکیم اسنے معلوم ہوا کہ جسم کے زور آور کو پہلوان اور عقل کے پہلوان کو حکیم کہتے ہین جسطرح کہ پہلوانونمین نریمان اور سام اور زال اور رستم اور فرامرز اور سہراب اور برزو اور بہمن و اسفندیار وغیرہ کہ جنکے شاہنامہ فردوسی مین تہین اونکی سرگذشت سے بخوبی مطلع کر دیا ہے گذرے ہین اسیطرح بڑے بڑے نامور حکیم بہی پیشتر ہوچکے ہین چنانچہ اونکا مختصر بیان اسطور پر ہے کہ حکمائے نامی و گرامی مین سے اول **لقمان حکیم** ہے اگرچہ بنظر ظاہر نہایت کریہہ منظر سیاہ رنگ تہا مگر باطن اوسکا جمالِ روحانی اور کمالِ نفسانی سے آراستہ و پیراستہ تہا حضرتِ عیسیٰ مسیح سے چہہ سو تیس ۶۳۰ برس پہلے شہر افریقہ واقع ملکِ نوبہ نان مین پیدا ہوا حضرتِ داود علیہ السلام کا معصر اور شاگرد تہا ملکِ شام مین علمِ حکمت کو بخوبی تحصیل کیا ہمیشہ بلادِ یونان مین وعظ و نصیحت اور عاداتِ بد کی مذمت کیا کرتا تہا جب شہرِ دیقیس مین اوسکا گذر ہوا وہان کے دشمن الاخلاق لوگون نے پانسو اکانوے ۵۹۱ برس حضرتِ مسیح سے پیشتر اوسکو اونتالیس ۳۹ برس کی عمر مین قتل کیا صد پند سود مند اوسکی تصنیفات سے مشہور ہے اوسکا قول ہے **قولِ سخی** اور مصیبت کیوقت استقلال اور مشکلات و حوادث کے وقت صبر اور نعمت و صحت کے وقت شکر لازم ہے دوسرا **فیثاغورس حکیم** سیاح اور ناصحِ خلائق تہا پانسو نوے ۵۹۰ برس پہلے حضرتِ مسیح سے شہرِ صور مین پیدا ہوا کبہی کسینے اوسکو گریان و خندان نہ دیکہا یہہ حکیم شام سے مصر مین آیا اور اصحابِ سلیمان سے ملاقات کرکے علمِ الٰہی و حکمتِ طبعیات مین دستگاہ حاصل کی اور علمِ موسیقی ایجاد کیا اور ایسا بہی کہتے ہین کہ پہلے شہر سوس کو گیا پہر انطاکیہ مین آیا وہان کے حاکم نے فرزندی مین لیا اور معلمون کے سپرد کیا لغت اور علمِ ادب اور علمِ موسیقی سیکہا پہر حکیم تالیسِ ملطی کے حوالہ کیا

حال پہلوانی

حال لقمان حکیم

حال فیثاغورس حکیم

وہان علم ہندسہ اور علم نجوم سے بہرہ ور ہوا پھر حکمت یاد کر کے سوس کیطرف مراجعت کی اور وہان ایک مدرسہ
جاری کر کے لوگونکو حکمت عملی اور تہذیب اخلاق کا درس دینے لگا جسوقت وعظ کہتا تو اوسکی یہہ صفت ہوتی تہی
داڑہی دراز جبہ سفید نہایت طویل پہنے ہوئے بڑے تمکین و وقار سے وادِ تلقین دیتا اور اکثر اوقات تاج سر پر رکھے
ہوئے ہوتا کہ اوسکی عظمت لوگونکے دلونمین ذہن نشین ہو اور اوسکا کلام جلد اثر کرے اس حکیم کے مذہب مین
قتل حیوانات بالکل ناجائز تہا دو سو اسّی[280] کتابین حکمت کی اسکی تصنیفات سے ہین اسّی برس کی عمر مین مردمانِ اجلاف کی
ظلم و تعدی سے ایک عبادتخانہ مین پناہ لی اور کئی روز تک بے آب و دانہ وہان چہپا رہا یہانتک کہ بہوک پیاس کی
شدت سے روح عالم بالا کو پرواز کر گئی اوسکا قول ہے **قول** اپنی کردار و گفتار کو نگاہ رکہہ اور اندیشہ کر اسواسطے
کہ جو بات فرمان روایے ہوس کے فرمان سے پیدا ہوتی ہے وہ تیرے واسطے ایک دیو ایذا رسان بنجاتی ہے کہ وقت زندگی
تیرے حق مین بلا ہے جانگزا اور بعد مرگ حجاب نور مطلق ہے اور جو امر کہ سلطان خرد کے حسب الحکم عالم ظہور مین آتا ہے
وہ ایک ایسا سروش فرخ فال ہوتا ہے کہ جسکی ہمنشینی سے لذت حیات دنیا میسر اور عقبی مین تیری بخشش و
کرامت کا رہبر ہو **تیسرا بقراط حکیم** یونان کے حکمائے کبار مین شمار کیا جاتا ہے چار سو ستر[470] برس پہلے پیدائش حضرت
مسیح سے مدینۃ الحکما مین پیدا ہوا فلسفہ حکیم انکساغورس سے سیکہا اور علم بلاغت و بیان فرودیقس سے جو بڑے فصحائے
یونان مین معدود تہا اور موسیقی دیمون سے جو اس فن مین لاجواب تہا غرض اسیطرح ہر علم کو حسب دلخواہ حاصل کیا
اکثر اوقات برہنہ پا پرانی چادر اوڑہے پہرتا اور سب سے بہ خندہ پیشانی پیش آتا اس حکیم کے بارہ ہزار شاگرد ہین
اور حکیم فریطون اور علسبیدس اور زینوفون اور افلاطون اور اقلیدس ارشد تلامذہ مین سے ہین ان سبکو علم اخلاق
اور علم سیاست مدن اور منطق اور بلاغت اور حساب اور ہندسہ اور تمام علوم تعلیم کیے اور کفر و ایمان اور رذیلت
و فضیلت اور ظلم و انصاف اور عقل و حماقت اور بہادری و نامردی مین امتیاز سکہایا نہایت کم خوراک اور
جفاکش تہا اوسکے اقوال اور افعال اور احوال مین کسنے کوئی بات خلاف حکمت مشاہدہ نکی بڑا موحد تہا ہمیشہ
بت پرستی کو منع کرتا امر معروف اور نہی منکر کا حکم دیتا اسلیئے سقراط زاہد کے لقب سے ملقب ہوا بادشاہ وقت نے
کہ بت پرست تہا اوسکو قید کر کے زہر پلوا دیا ایکسو نو[109] برس زندہ رہا کوئی کتاب تصنیف نکی زبانی تعلیم حکمت
جاری رکہتا بسبب فرط زہد و ریاضت کے روشن ضمیر ہوگیا تہا اوسکا قول ہے **قول** اَلدُّنیَا غَنِیمَتُ العُقَلَاءِ
وَحَسرَتُ الحُمَقَاءِ **چوتہا افلاطون حکیم** اشرف اور افضل اور اعلم حکمائے یونان سے ہے اور طبقہ اشراقیہ کا مقتدا
و پیشوا چار سو تیس[430] برس پہلے پیدائش حضرت مسیح سے جزیرہ مجینیہ مین پیدا ہوا لڑکپن سے شاعری کا ذوق و
شوق تہا ہنوز بیس[20] برس کو نہ پہونچا تہا کہ کئی دیوان تالیف کر چکا اتفاقاً ایکروز سقراط کی مجلس مین گذر ہوا
اوسدن سقراط بہی حسب اتفاق اوس جماعت کی مذمت بیان کر رہا تہا کہ جو تمام اوقات اپنی شعر و شاعری مین

سقراط حکیم کا حال

افلاطون حکیم کا حال

مصروف رہتے ہین افلاطون کے دلپر اوسکے قول کا نہایت اثر پیدا ہوا اپنی بیہودہ گوئی پر کمال افسوس کیا آخرالامر
اپنی تالیفات آگ مین جلاکر سقراط کی شاگردی اختیار کی اور آٹھہ برس تک اوسکی خدمتمین رہا جب سقراط کو
زہر دیا گیا تو وہ اپنے شاگردون کے روبرو اونکی اطمینان خاطر کے لیے بقاے نفس کے باب مین وعظ وپند کرنے لگا
افلاطون نے سب تقریر یاد کر لی اور بعد اوسکے وہ تمام مضمون کتاب کے طور پر تحریر کر کے اوسکا نام فیدون رکھا پہر بغرض
تحصیل علوم ایطالیہ اور مصر اور فارس کا سفر کیا جب واپس اپنے وطن مین آیا تو بمقام آتینہ مین باغ اقدمس تجویز کر کے
مدرسہ قایم کیا اور اوسکا نام اقدیمیہ رکہا اور اوسمین علم الہیات کا درس جاری کیا اسواسطے اوسکو افلاطون الہی
کہتے ہین اور اونکے حسن صورت وخوبی سیرت کے بیان مین لوگون نے نہایت مبالغہ کیا ہے چنانچہ کسی نے ارسطو سے
اوسکی صفت پوچہی اوسنے کہا کہ اگر تو افلاطون کو دیکہتا تو اوسکی شان مین کہتا کہ یا انسان ہے کہ بصورت خدا نظر
آتا ہے یا خدا ہے کہ ہیکل انسان مین جلوہ گر ہے شاید کہ اسی سبب سے اوسکو افلاطون الہی کہتے ہون اس حکیم کی
تالیفات وتصنیفات بکثرت ہین اون سبکو فلسفیات افلاطونیہ کہتے ہین پینتیس [۳۵] بحثین اور تیس [۳۰] مکتوب اوسمین
مندرج ہین علم طبیعیات اور منطق اور سیاست مدن اور تہذیب اخلاق اور الہیات کا بیان ہے عمر عزیز اوسکی
اکاسی [۸۱] برس کی اور بروایتے ایکسو تیرہ [۱۱۳] برس کی ہوئی اوسکا قول ہے **قول** مجہے تین شخصون پر نہایت
افسوس اور رحم آتا ہے اول وہ تونگر کہ جو درویش ہو جاے دوم وہ صاحب عزت کہ جو بنحہ ذلت مین گرفتار ہو
سوم وہ اہل علم کہ جاہل جسپر ہنس کہاتے ہین اور اوسکا قول ہے **قول** سب چیزون سے دو زخم زیادہ بدتر ہین
اول کوئی کریم کسی لئیم سے یا کوئی سخی کسی بخیل سے مراد مانگے اور وہ ہاتہہ نہ آے دوم کوئی مرد
اشراف کسی کمینہ کے دروازے پر جاے اور بار نپاوے **پانچوان ارسطاطالیس حکیم** سردار اور رئیس
فلاسفہ مشائین کا ہے اسکو فیلسوف اکبر اور معلم اول اور ارسطو بہی کہتے ہین تین سو چوراسی [۳۸۴] برس پہلے
پیدایش حضرت مسیح سے شہر اسطاغیریہ مین پیدا ہوا افلاطون حکیم کہ اسکا اوستاد تہا وہ اسکو بسبب فہم سلیم
اور جودت طبع کے نہایت دوست رکہتا اور کمال محبت سے روح المدینہ یعنی شہر کی جان کہا کرتا تہا ارسطو
نو [۹] برس کی عمر مین علوم متداولہ سے فضیلت حاصل کی پہر افلاطون کی خدمت مین بیس [۲۰] برس تک تحصیل علوم
کرتا رہا اور متقدمین ومتاخرین پر سبقت لیگیا پہر مدینۃ الحکما مین مدرسہ بناکر درس وتدریس مین مشغول ہوا
بعد اوسکے مقدونیہ کا عزم کیا فیلقوس بادشاہ نے اپنے فرزند یعنی سکندر کی تعلیم پر ارسطو کو تینسو تینتالیس [۳۴۳]
برس پہلے حضرت مسیح سے مامور کیا اوسوقت سکندر کی چودہ [۱۴] برس کی عمر تہی حکیم ارسطاطالیس آٹھہ [۸]
برس برابر سکندر کی تعلیم مین مشغول رہا اور تمام علوم وفنون سے اوسکو بہرہ ور کیا جب سکندر تخت
سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تو ارسطو شہر آتینہ کو واپس روانہ ہوگیا اور وہان ایک باغ مین کہ جسکا

ارسطاطالیس حکیم کا حال

نام لیقصیم ہے مدرسہ کہولا اور بارہ برس تک وہان تعلیم و تلقین کرتا رہا جب عقائد ازروی سے سکندر نے انتقال کیا تو حاسدون کو بن پڑی اور اوسکو اتھینہ سے نکالدیا چنانچہ وہ شہرِ خلقیس مین جاکر مرگیا تریسٹھ برس تک دنیا مین زندہ رہا اور بعضے محققین کا قول ہے کہ ایکسو آٹھہ برس کی عمر مین ملکِ عدم کو سفر کیا ایکسو بیس کتابین انواعِ علوم مین تصنیف کین اور علمِ منطق کو سب علومون سے علحدہ مرتب کیا اوسکا قول ہے **قول** بادشاہ دریا کے مانند ہے اور امرا و ارکانِ دولت نہرون کے مانند جو اوس دریا سے جاری ہوتی ہون آبِ دریا مین جو مزا ہوتا ہے وہی ذائقہ نہرون کے پانی کا بھی ہوگا اگر دریا شیرین ہے تو نہرین بھی شیرین ہین اور شور ہے تو شور علیٰ ہذا القیاس ارکانِ سلطنت اور ایالیانِ ریاست کا طور وطریق بھی عدل و ظلم مین مطابق سیرتِ بادشاہ کے ہوگا **چھٹا ابیقورس حکیم** حکمت کے چند اصولِ جدید کا موجد ہے حضرتِ مسیح سے تین سو چوالیس برس پیشتر قریہ جارجیطس نواحِ اتھینہ مین پیدا ہوا اور تمام علوم حاصل کرکے انتیس برس کی عمر مین شہرِ اتھینہ مین گیا وہان ایک باغ مول لیکر اوسمین مدرسہ جاری کیا اور اوسکا نام فلسفۂ البستان قرار دیا یہہ حکیم عیش و راحت کو دوست رکہتا اور زہد و ریاضت کو بد جانتا حکمتِ عملی اور طبیعیات پر کاربند تہا منطقیات کو بیفائدہ جانکر اپنے فلسفے سے خارج کر دیا نہایت قانع مزاج تہا چنانچہ جس باغ مین وہ رہتا تہا اوسکے دروازے پر یہہ عبارت لکہدی تہی **کتبۂ دروازہ** اس مکان کے مالک کے پاس کہ جو سرور کو منتہائے کمالات جانتا ہے لوگونکی مہمانی کے واسطے صرف پانی اور جو کی روٹی ہے اس ضیافت مین سوا اسکے کہ سدِ رمق باقی رہے کسی قسم کی لذت نہین کیا یہہ ضیافت اچہی نہین ہے ؟ اس حکیم کے تابعین کو ابیقوریہ کہتے ہین اور اس طبقہ کے مشاہیر حکما مطرقسس اور پلیناس اور لوقریاس اور لارطیس ہین **ساتوان فیروحون حکیم** پیشوائے فرقۂ سوفسطائیہ اور سرگروہ اہلِ تشکیک ہے وہ تین سو چالیس برس پیشتر حضرتِ مسیح سے شہرِ ایلیس متعلقہ بلادِ یونان مین پیدا ہوا نقاشی و تصویر کشی اور علومِ حکمت و فلاسفہ مین یکتائے روزگار تہا اس حکیم نے ملکِ ہند مین آکر برہمنون سے فلسفہ حاصل کیا اور یہین اوسکی طبیعت مین تشکیک و اوہام خلل انداز ہوئے یہانسے جب یونان کو مراجعت کی تو وہان پہونچکر مدرسہ کہولا اور اس امر کی تلقین کرنے لگا کہ تمامی تحقیقاتِ انسان شک سے خالی نہین اور انسان ہرگز قدرت نہین رکہتا کہ حقائقِ اشیا کی حقیقتِ اصلی سے مطلع ہوسکے پس جو کچہہ انسان جانتا ہے وہ اعتبارات اور تخیلات ہین کہ واقع مین جنکی کچہہ اصل نہین یہہ حکیم نہایت فصیح و بلیغ تہا حکمتِ سابقہ کو غلط جانکر اوسکے ہر مسئلے پر بیہودہ اعتراض کیا کرتا تہا بسبب فصاحت کے اوسکا کلام لوگون پر بہت جلد اثر بخشتا اور بخوبی تمام دلنشین خلائق ہوتا نوے برس کی عمر مین رہگرائے عالمِ فانی ہوا اور ہمیشہ اپنے حینِ حیات مین اصولِ حکمتِ قدیم کا بطلان کرتا رہا اوسکا قول ہے **قول** غرور وہ بلندی ہے کہ تمام پستیون سے زیادہ پست ہے اور تواضع وہ پستی ہے کہ تمام بلندیون سے زیادہ بلند ہے **آٹہوان زینولن حکیم** اہلِ سطال کے اصولِ حکمت کا بانی مبانی ہے

جنکو فلاسفۂ اسطوئیہ کہتے ہین تین سو باسٹھہ برس پیشتر حضرت مسیح سے جزیرہ قبرس مین پیدا ہوا تیس برس کی عمر مین اکثر علوم رسمیہ کی تحصیل سے فارغ ہو گیا اسکا باپ سوداگر تھا زینون کو مال تجارت کے ہمراہ جہاز مین سوار کرکے شہر اثینہ کیطرف روانہ کیا اتفاقاً وہ کشتی طوفان کے باعث غریق آب فنا ہو گئی اسکی زندگی باقی تھی ڈوبتے ڈوبتے بچا اور بہزار دقت شہر اثینہ مین داخل ہوا وہان اپنے دل مین خیال کیا کہ زندگی نقش بر آب ہے انسان گویا حباب ہے ابھی مین غرق ہو جاتا تو باوجودیکہ دولتمند تھا مگر کوئی میرا نام بھی نہ جانتا اسسے بہتر یہہ ہے کہ علم حاصل کرون جسکے ذریعے سے دنیا مین نام اور عقبی مین نیک انجام ہو غرض اوس مفلسی کی حالت مین حسب اتفاق ایکروز حکیم قریطس کی مجلس مین گذر ہوا وہ حکیم دیوجانس کلبی کے تلامذہ مین سے تھا اوسکے کلمات حکمت سے بہرہ ور ہونیکے سبب دلمین مطالعہ کتب فلسفہ کا شوق پیدا ہوا اور قریطس کی خدمت مین تحصیل علوم حکمت کرنے لگا اسیطرح اور حکماسے بھی استفاضہ کیا چونکہ اوسکو مفلسی مین اسقدر مقدور نتھا کہ کتابین خرید کرسکے اس لئے ایک کتب فروش سے دوستی کی اور جن کتابون کو دیکھا تھا اونکا مطالعہ کرنے لگا اسیطرح ہر علم و فن کے دفتر دیکھہ لیے ذہن اچھا تھا اکثر علوم ازبر ہو گئے پھر ایک سائبان بنا کر اوسمین درس کرنے لگا اٹھانوے ۹۸ برس کی عمر مین جہان فانی سے انتقال کیا اور موت کی یہہ وجہ ہوئی کہ ایکروز اتفاقاً بلند پہاڑ سے گر گیا اور ایک انگلی ٹوٹ گئی اس واقعہ سے اوسکو یہہ توہم ہوا کہ گویا غیب سے مجھے یہہ اشارہ ہے کہ مجھہ مین اب زندگی کی قابلیت نہین اور اس جینے سے مرنا بہتر ہے یہہ سوچکر اپنے ہاتھہ سے اپنے آپ کو قتل کرکے خودکشی کا مرتکب ہوا اوسکا قول ہے **قول** ایک آدمی کی زبان ہزار آدمی کو قابو مین رکھہ سکتی ہے بشرطیکہ اوس بشر کے قابو مین ہو **نوان بلیناس حکیم** شاگرد ارسطو کا ہے اور آئینہ سکندر اس حکیم کی صنعت گری کا ایک نمونہ ہے یعنی جسوقت سکندر نے سرحد فرنگ پر ایک شہر آباد کرکے اوسکا نام سکندریہ رکھا اوس شہر مین شورش اہل فرنگ سے آگاہی حاصل کرنیکے لئے بلیناس نے ایک منارہ بلند بنایا اور ایک آئینہ طلسم وحکمت سے تیار کرکے اوسپر نصب کیا اور ایک دیدبان مقرر کردیا دیدبان اوسے کہتے ہین کہ جو کوئی شخص کسی بلند مقام پر بیٹھہ کر بار بار چارون طرف نگاہ کرتا ہے اور فوج دشمن کی آمد سے قلعہ نشینون کو اطلاع دیتا ہے چنانچہ دو بار اس ترکیب سے فتح پائی مگر بار سوم بسبب دیدبان کی غفلت کے اہل فرنگ نے آکر شہر اسکندریہ کو خراب کیا اور آئینہ دریا مین ڈالدیا جب سکندر کو خبر ہوئی تو اوسکو دریا مین سے نکلوا کر پھر کنارہ منارہ پر نصب کیا یہہ منارہ تین سو گز بلند تھا اور آئینہ مدور کہ جسکا قطر سات گز اور دور تخمیناً بائیس گز تھا جسوقت اوسمین نگاہ کیجاتی جو کچھہ استنبول مین گذرتا وہ اس آئینہ مین ظاہر ہو جاتا تھا اوسکا قول ہے **قول** بیمار گرسنہ صحت سے قریب تر ہے بہ نسبت تندرست بے اشتہا کے **دسوان انطسطیس حکیم** فرقہ کلبیہ کا مقتدا و پیشوا ہے اس فرقہ کو کلبیہ اسلئے کہتے ہین کہ یہہ لوگ محنت و مشقت اور قہر نفس کو دوست رکھتے ہین راحت و لذت کو مکروہ جانتے ہین خورد و نوش اور پوشش مین

بدترین اقسام کو پسند کرتے ہین نفس کو سخت عذاب مین مبتلا رکہتے ہین کسی خواہش نفسانی کو پورا نہین کرتے آدمیون کے اختلاط سے متنفر رہتے ہین کلام مین درشتی وخشونت روا رکہتے ہین گویا کتّے کیطرح بہونکتے ہین جوکہ عربی مین کتّے کو کلب کہتے ہین اسلئے کلب کے ساتہہ منسوب کیا چنانچہ اس حکیم کے شاگردون مین دیوجانس کلبی شاگرد رشید ہے گیارہوان دیوجانس حکیم شہر قوبطس مین پیدا ہوا اسکا باپ کسی جرم مین وہان سے نکالا گیا یہہ بہی عہد طفلی مین اوسکے ساتہہ جلاء وطن ہوا جب شہر اثینہ مین پہونچا وہان حکیم عنطنطیس کی تعریف سنکر اوسکی خدمت مین حاضر ہوا جبکہ عنطنطیس نے دیوجانس کو علم کی طلب مین ثابت قدم پایا بہت خوش ہوا اور شاگردونمین داخل کیا یہانتک کہ یہہ زہد وقناعت مین اوستاد سے بہی بڑہ گیا اپنے جسم کو نہایت تکلیف پہونچاتا اور بات نہایت درشتی سے کرتا اور بغیر گالی کے کسیکو تعلیم نہ دیتا مگر اسصورت مین بہی اوسکی باتین نکات حکمت اور غرائب لطائف سے خالی نہوتین ہمیشہ عالم تجرید مین زندگانی بسر کرتا اور کلمۂ الحق کے بیان مین کچہہ مضائقہ اور ملاحظہ نکرتا اسلئے بعد چند مدت کے اوسکا لقب دیوجانس کلبی مشہور ہوا **قول** کسینے اوسسے سوال کیا کہ کہانا اور پینا کسوقت بہتر ہے جواب دیا کہ اہل دولت کو جسوقت اشتہا غالب ہو اور اہل افلاس کو جبدم میسر آجائے ایک شخص نے پوچہا کہ تیرا کیا حال ہے کہا کیسا حال ہوگا اوس شخص کا جوکہ ہر روز موت سے ایک منزل قریب ہوتا جائے بارہوان بقراط حکیم معصر بہمن بن اسفندیار کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سکندر رومی کے عہد سلطنت سے سو برس پہلے تہا سولہ برس کی عمر مین تحصیل علوم سے فارغ اور صدر تدریس پر قائم ہوکر علم طب کو اہل عالم پر ظاہر وآشکار کیا اسسے پیشتر تمام حکما اوسکو اسرار غیبی جانتے تہے اور اس باعث سے کسی غیر پر ظاہر نکرتے اوسکا قول ہے **قول** داناترین مردم وہ ہے کہ جو حالت عسرت وتنگدستی مین تنگدل نہو اور وقت عشرت وآسودگی مین اپنے قدیم رفیقون کو فراموش نکرے اور نادان ترین مردم وہ ہے کہ اوس شخصکو چاہے جو اسکو نچاہے اور دنیا کی دولت کو عقبی کی نعمت پر مقدم سمجہے تیرہوان بقراطیس حکیم شاگرد بقراط کا اور دانا کامل تہا تزکیۂ نفس مین مدارج بلند ہم پہونچایا تہا اوسکا قول ہے **قول** جبتک خطرات خسیس دل مین سے باہر نہین نکلتے ہین علوم شریف ہرگز دلنشین نہین ہوتے اسلئے کہ لطیف کبہی کثیف کے ساتہہ مجتمع نہوگا چودہوان سقراطیس حکیم شاگرد سقراط کا ہے بڑا عالم وفاضل اور حکیم دانا دل تہا اوسکا قول ہے **قول** مجہے فضیلت سے صرف یہی مرتبہ حاصل ہوا کہ مین اپنی جہالت سے خبردار ہوگیا پندرہوان انتافلس حکیم شاگرد لقمان کا ہے دانائے حقائق اسرار اور واقف راز نہان وآشکار تہا اوسکا قول ہے **قول** عالم اجسام ایک شعبہ ہے عالم ارواح کا اور عالم ارواح محصور ہے حصار قدرت مین اور حصار قدرت ایک دائرہ ہے مرکز فضائے نامتناہی کا سولہوان بطلمیوس حکیم علم ہندسہ اور ہیئت اور نجوم مین اوستاد وقت اور یکتائے روزگار گذرا ہے کتاب مجسطی۔

کہ علم ہیئت مین نہایت معتبر ہے اسکی تصنیفات سے مشہور و معروف ہے اور ان دونون علوم کو مین
اسنے بہت سی کتابین تصنیف کی ہین تحقیقات اجرام فلکی کیواسطے اسنے رصد بہی تیار کی تہی اٹہتر برس
زندہ رہا اوسکا قول ہے **قول** صاحب تصنیف ہمیشہ زندہ ہے اگرچہ کسی زمانہ مین مرگیا ہو حریص ہمیشہ مفلس ہے
اگرچہ تمام جہان اوسکا ہو قانع ہمیشہ تونگر ہے اگرچہ کچہہ بہی نہ رکہتا ہو **سترہوان جالینوس حکیم** بروایت
صحیح دو سو برس بعد حضرت عیسی مسیح کے پیدا ہوا ممالک روم و مصر مین علم حکمت حاصل کیا اور اپنے تمام معصرونپر
سبقت لیگیا اوسکا قول ہے **قول** سب نعمتون سے بہتر وہ نعمت ہے کہ جو بے محنت و مشقت اور بے سوال و
جستجو ہاتہہ آئے **اٹھارہوان ومقراطیس حکیم** کہتے ہین کہ فلاطون سے پیشتر گذرا ہے اور علم و حکمت مین بہی
اوسنے زیادہ تہا اوسکا قول ہے **قول** مغلوبان غضب اور مطیعان شہوت کو آدمیون مین حساب نکرنا چاہیے
اونیسوان سولون حکیم مادر فلاطون کا جد امجد ہے ولادت اوسکی شہر مدینۃ الحکما مین یہہ حکیم نہایت
فصیح گفتار و لطیف بیان تہا **قول** اسسے کسینے کہا کہ بادشاہ وقت کو تجہسے عداوت ہے جوابدیا کہ بہلا وہ
کونسا بادشاہ ہے جو اپنے سے بہتر و بزرگ اور بے پروا شخص کو دوست رکہتا ہو **بیسوان اسقیلبیوس حکیم**
ہمعصر اور شاگرد ادریس علیہ السلام کا ہے شہر بابل مین ہمیشہ نصیحت گر خلائق رہا اوسکا قول ہے **قول** مجہے
اوسنے نہایت تعجب آتا ہے کہ جو خوف مرض کے باعث ماکولات ردیہ یعنی غذائے بد سے پرہیز کرے اور عذاب
آخرت کے اندیشہ سے گناہ و خطا کو نچہوڑے **اکیسوان اقلیدس حکیم** ہر علم و فن مین افضل و اکمل تہا
ریاضی و ہندسہ اوسنے وضع کیا چنانچہ مقالات تحریر اقلیدس اوسکی تالیفات سے ہے اوسکا قول ہے **قول**
متاع دنیا گویا سر راہ ایک آتش روشن ہے جسنے ایک کنارہ سے بقدر احتیاج لیکر اختیار کیا وہ سلامت رہا
اور جسنے ضرورت سے زیادہ لینے کی آرزو کی وہ بیشک جلیگا اور اپنا گہر جلائیگا **بائیسوان ارشمیدس حکیم**
علوم ریاضی و ہیئت اور جر ثقیل مین بعدیل و بیمثال اور صاحب فضل و کمال تہا اوسکا قول ہے **قول** اگر کوئی چیز
مجہے اس دنیا سے زیادہ وسیع نظر آئی تو زمین و آسمان کو بذریعہ آلات اور بوسیلہ تدابیر یہان سے اوٹہا کر وہان لیجاتا
اسے خردپرور اسطرح یونان مین بہت حکیم گذرے ہین اور علاوہ یونان کے اور ملکون مین بہی حکمت کا رواج پایا جاتا ہے
چنانچہ **ملک عجم** مین اور **ملک عرب** مین اور **ملک ہند** مین بہی اعلے درجے کے حکیم عالم وجود مین
جلوہ گر ہوتے ہین ازانجملہ **جاماسپ حکیم عجمی** شاگرد لقمان حکیم کا گشتاسپ بادشاہ ایران کا وزیر اور علوم
رمل و نجوم مین کامل و بے نظیر تہا اوسکا قول ہے **قول** سب سے مشکل کام یہہ ہے کہ کوئی کریم کسی لئیم کے روبرو
دست احتیاج دراز کرے **ارجاسپ حکیم عجمی** علم حکمت مین یکتائے روزگار تہا جب اوسکی موت کا وقت
سر پر آیا اپنے فرزند کو یہہ وصیت کی **قول** اے فرزند جگربند بادشاہونکو خدمت پسندیدہ سے خوشنود رکہہ

اور دوستوں کے ساتھ لطف و احسان سے پیش آ اور دشمنوں کو دلاسا اور تسلی دے اور زن و فرزند کی تادیب
کہ کبھی تیرا عیش منغص نہو ؛ بعد اوسکے قبلہ رو ہو کر جان عزیز حضرت جان آفرین کو سپرد کی **بزرجمہر حکیم** بادشاہ
کسریٰ ملقب بہ نوشیروان عادل کا وزیر اور حکمائے عصر کا پیشوا تھا اوسکا قول ہے **قول** بادشاہ کو لازم ہے (حکیم بزرجمہر کا حال)
کہ چار چیز سے ہمیشہ محترز رہے غضب اور بخل اور دروغ اور قسم اسلئے کہ غضب عاجزوں کا کام ہے اور بادشاہ
عاجز نہیں ہے، دروغ امید و بیم کے وقت کام آتا ہے اور بادشاہ دونوں سے بری ہے بخل بسبب احتیاج زر و مال کے
ظہور پاتا ہے اور بادشاہ محتاج نہیں ہے، قسم نفی تہمت کیواسطے مخصوص ہے، اور بادشاہ مقام تہمت سے باہر ہے
حکیم بیدپا برہمن افضل حکمائے ہند ہے بڑا موحد اور خدا پرست اور عارف وقت تھا اس راہ سے کوئی نجانے
کہ جیسے اسوقت کے برہمن بت پرست ہوتے ہیں اوس زمانہ میں عارف و درویش کو برہمن کے لقب سے ملقب کرتے تھے (حکیم بیدپا برہمن کا حال)
کتاب کلیلہ و دمنہ اسکی تصنیفات سے مشہور آفاق ہے اوسکا قول ہے **قول** سینے حکمت سے چار ہزار کلام فراہم کیے
اونمیں سے چار باتیں انتخاب کیں دو یاد رکھنے کے قابل ہیں اول خالق دوم موت اور دو فراموش کرنیکے لائق اول
وہ کہ تو دوسروں کے ساتھ جو احسان کرے دوم وہ کہ دوسرے تیرے ساتھ جو بدی کریں **حکیم عمر خیام نیشاپوری**
اہل اسلام اور بے نظیر وقت گذرا ہے علم و حکمت میں بو علی سینا کے برابر تھا سلطان سنجر سلجوقی والی بخارا اوسکو
اپنے برابر تخت پر بٹھاتا اور نظام الملک نے بارہ ہزار مثقال طلا املاک نیشاپور سے اوسکا وظیفہ مقرر کر دیا تھا اشعار (حکیم عمر خیام کا حال)
اور رباعیات اوسکی مشہور عالم ہیں وقت رحلت نماز ادا کرکے سجدہ میں سر رکھا اور کہا **قول** خدایا میں نے تجھے
یہ پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے اپنے لطف و کرم سے مجھپر رحم فرما اور میرے گناہ معاف کر، یہہ کہہ کر سجدہ میں
جان بحق ہو گیا وفات اوسکی سنہ ۵۱۵ھ پانسو پندرہ ہجری میں واقع ہوئی **ابو نصر فارابی** یہہ حکیم مدتوں بغداد
اور شام وغیرہ میں دنیا سے گریزان تھا اوقات عزیز ریاضت و عبادت میں صرف کرتا اکثر کتابیں زبان یونانی (حکیم ابو نصر فارابی کا حال)
عربی میں ترجمہ کیں اسواسطے معلم ثانی کے لقب سے مشرف ہوا سنہ ۳۴۴ھ تین سو چوالیس ہجری میں رہزنوں نے اوسکو
شہید کیا اوسکا قول ہے **قول** موتیں اولاد مرضوں کی ہیں اور امراض اولاد خلطوں کی اور اخلاط اولاد غذاؤں کی
اور اغذیہ اولاد نباتات کی اور نباتات اولاد زمین کی پس جو چیز زمین سے نکلتی ہے پھر وہ زمین میں داخل ہو جاتی ہے
شیخ الرئیس ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا کہ عوام الناس جسکو بو علی سینا ہی کہتے ہیں
اعظم فلاسفۂ اہل اسلام ہے شیخ الرئیس کے لقب سے ملقب ہوا اٹھارہ برس کی عمر میں سب علوم معقول و منقول (حکیم بو علی سینا کا حال)
حاصل کرکے شمس الدولہ والی ہمدان کا وزیر مقرر ہوا ہر روز جبتک کہ اکیس بیس بیماروں کا علاج نکر لیتا ہرگز طعام نکھاتا تھا
اوسکا قول ہے **قول** طبیعت مدعی ہے اور مرض مدعا علیہ اور علامات گواہ اور نبض و قارورہ سند و دستاویز
اور یوم بحران روز انصاف اور مریض وکیل اور طبیب منصف عادل ہے آیندہ جیسا فیصلہ ہو وہ علم حکمت میں

قانون اور اشارات وغیرہ اسکی تصنیف سے یادگار ہیں اور فنِ شاعری میں بھی یکتاے دہر تھا عربی میں کتاب ارجوزہ نظم اور فارسی میں بہت اشعار اور رباعیات اسکی مشہور ومعروف ہیں ۳۷۳ھ تین سو تہتر ہجری میں پیدا ہوا اور ۴۲۸ھ چار سو اٹھائیس ہجری میں وفات پائی پچپن برس کی عمر میں دریاے ہستی سے کشتی فنا پر عبور کیا

حکیم شہاب الدین مقتول کا حال

شہاب الدین مقتول طریقہ اشراقین ومشائین دونوں میں حکیم آزاد کیش وریاضت اندیش تھا ملکِ طاہر بن ملک صلاح الدین اوسکی نسبت کمال اعتقاد رکھتا جو کہ اکثر ذوق ومستی کیوقت بے اختیار اوس سے کلمات خلافِ شریعت زبان سے سرزد ہوتے تھے اسواسطے فقیہوں نے اوسکے قتل پر فتوی دیا اور بادشاہ کے حکم سے ۵۸۷ھ پانسو ستاسی ہجری میں مقتول ہوا

حکیم ناصر خسرو کا حال

حکیم **ناصر خسرو** صوفیہ مذہب اور سیاح ہفت اقلیم تھا بعضے اوسکو اہل عرفان وتوحید سمجھتے ہیں اور بعضے دہریہ قرار دیتے ہیں اسواسطے کہ ہر ایک دین سے بحث رکھتا تھا اور کبھی کبھی شرع کیطرف بھی راغب ہوتا یہہ قطعہ اوسکا ہے

قطعہ

ناصر خسرو براہے میگذشت ۔ مست ولا یعقل نہ چون مے خوارگان
دید گورستان ومبرز روبرو ۔ بانگ بر زد گفت این نظارگان
نعمت دنیا ونعمت خوارہ بین ۔ اینش نعمت اینش نعمت خوارگان

میر محمد باقر کا حال

میر محمد باقر عمدہ حکماے اشراقین ومشائین اور صاحب توحید وعرفان تھا مشہد مقدس میں علم حاصل کر کے تھوڑے دنوں میں عالم بے بدل اور فاضل بے مثل بنگیا اور مباحثہ ومناظرہ میں علماے معاصر پر ہمیشہ غالب تھا سلاطین اوسکی صحبت سے رغبت رکھتے اور وہ اونسے متنفر تھا صراط المستقیم اور افق المبین اور حاشیہ شرح مختصر اصول اسکی تصنیفات ہیں اسکا قول ہے **قول** انسان میں آنکھوں کی شرم ہے خدا کو دیکھتا تو گناہ نکرتا

خواجہ نصیر الدین طوسی کا حال

خواجہ نصیر الدین طوسی حکیم اعظم وافضل اور صاحب تصنیفات کثیرہ ہے اوسکا قول ہے **قول** جو وقت ایسے مختلف دو کام تجھے پیش آئین کہ اونمیں سے بہتر اور درست کام حقیقت میں تجھے معلوم نہو تو دونوں میں جو کام تیری خواہش نفس کے موافق ہو اوسکو ترک کرے اور جو خواہش نفس کے مخالف ہو اوسے عمل میں لا اسلئے کہ امر حق اور اظہار صواب سے نفس ہمیشہ مخالفت رکھتا ہے ؛ حاصل کلام خرد پیرو عالی مقام کو دانائے ہوشیار فرزانہ روزگار نے گذشتگان سلف کی تواریخ سے خاطر خواہ آگاہ کردیا اور وقت مقررہ تک زمانہ قدیم کا حال تمام وکمال تفصیل وار بخوبی یاد دلوادیا اور فرمایا کہ امتحان کے دو چار دن باقی رہ گئے ہیں اسواسطے وہ علوم جو حکماے ایجاد کئے ہیں ابھی ہم ملتوی رکھتے ہیں بعد امتحان کے تعلیم کرینگے غرض کہ استنے میں وہی وقت موعود اور روز معہود آپہونچا شعور سخن رس حاضر ہوا اور دونوں کو

ہم امتحان میں لیگیا

امتحانِ چہارم

مؤلف

کبھی ترقی کبھی تنزل کبھی عروج و زوال دیکھا — جسے کہ کہتے ہین بدر کامل اوسیکو ہمنے ہلال دیکھا
کبھی تغیر کبھی تبدل عجیب ہے انقلابِ عالم — ہے آج جس گھر مین عیش و راحت کل اوسمین رنج و ملال دیکھا
جو ہمسے پوچھے تو ہم بتا دین کہ سارے عالم کی سیر کی ہے — تجھے کب اے ہمنشین خبر ہے جہان کا ہمنے جو حال دیکھا
یہی زمین ہے یہی فلک ہے یہی ہین خورشید و ماہ و انجم — پھرے ہین مشرق سے تا بمغرب جنوب سے تا شمال دیکھا

سیاحتِ شش جہت مین ہردم ہمارے ہمراہ جا بجا تھا
نظام آوارہ گرد کو بھی محقق باکمال دیکھا

فریانہ روزگار مع شہزادہ خرد پرور دربار خسروی مین تشریف لایا حسب قاعدہ مستمرہ رسم استقبال اور طریق اعزاز و اکرام عمل مین آیا عقل مجسم نے نظر قیافہ سے خرد پرور کے چہرہ انور کو مشاہدہ فرمایا دیکھا کہ لوح جبین سے رونقی علوم آشکار اور صفحہ بشرہ سے کیفیت حالات علوی نمودار ہیں استفسار کیا

مؤلف

اے نور نگاہ و قرۃ العین — حاصل ہو تجھے علوم کونین
ہشیار کہ وقت امتحان ہے — انبوہ جہانیان یہان ہے

اے فرزند عزیز بیان کرو کہ اب تک کس کس علم کی تحقیقات کی اور کون کون سی بات حاصل ہوئی شہزادہ نے عرض کی

مؤلف

شہا بحرِ محیط و اوقیانوس — لب ساحل سے ہو ترا قدمبوس
زمین تا حشر اے سلطانِ عالم — ترے قبضے مین پانچون برِ اعظم

جناب عالی فدوی نے مقدار زمین کا حال اور ویرانی و آبادی کی حقیقت دونون طریقون پر دریافت کی ہے یعنی حکمائے یونان نے کیا رائے قائم کی ہے اور محققین فرنگ اس باب مین کیا مذہب رکھتے ہین پس دریافت ہوگیا کہ وہ زمانہ خاص ایجاد کیواسطے موضوع تہا اور یہہ وقت عالم تجربہ کا ہے اگرچہ زمانہ سابق مین بھی تجربہ کا چرچا تہا مگر درجہ تکمیل کو نہ پہونچا چنانچہ اسقلینوس اول کی رائے فقط تجربہ پر تہی اور اسیطرح ایک ہزار چار سو برس تک یہہ قول یون ہی جاری رہا پھر سینوس طبیب ظاہر ہوا اور تجربہ کو خطا جانکر قیاس بہی شامل کیا سات سو گیارہ برس تک سب اوسکی پیروی کرتے رہے بعد اسکے برانیدس طبیب پیدا ہوا اور تجربہ کو بالکل خطا سمجھہ کر قیاس ہی پر عمل کیا مگر اوسکے شاگردون مین اختلاف واقع ہوگیا پھر فلاطون نے جانا کہ تجربہ بے قیاس خطرناک ہے

اور قیاس بے تجربہ مستلزمِ ہلاک لاجرم قیاس کو تجربہ سے ملایا اور طوائفِ ثلثہ کی کتابین جلادین اور جو کتب قدیم کہ تجربہ و قیاس دونون پر مبنی تہین اون پر اعتماد کیا عہدِ فلاطون سے ایک ہزار چار سو برس بعد طبیب اسقلیبوس ثانی کا ظہور ہوا اور اوس کی رائے درست دیکہہ کر اوسی پر کاربند رہا

سولف

مرو خرد مندِ ہنر پیشہ را	عمر دو بایست درین روزگار
تا بیکے تجربہ آموختے	با دگرے تجربہ بردے بکار

شہزادہ بیدار مغز اسقدر تقریر کرنے پایا تہا کہ بادشاہِ دانش پناہ نے فرمایا ذرا توقف کرنا پہر وزیر دانائے ہوشیار یعنی خزانۂ روزگار کیطرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ ہمارے شہر مین ایک سوداگر ملک التجار سیاحِ جبال و سیاحِ بحار سیارِ گیتی نورد کہ نام سے مشہور و معروف ہے تازہ وارد ہے کل ہمارے سلام کو حاضر ہوا تہا شاعر ہے اور اکثر علوم مین دستگاہ رکہتا ہے مجالسِ علما مین استفاضہ حاصل کیا اور تقریرِ علمی کا بہی شوقین ہے اگر مرضی مبارک ہو تو اوسکو بلوالین خزانۂ روزگار نے کہا بہت مناسب ہے اسمین دو فائدے متصور ہین اول یہہ کہ سیاح اور تجار وغیرہ کے ساتہہ آئینِ سلوک و خاطر داری سے پیش آنا گویا اپنی نیکنامی و والاہمتی کا ذریعہ اعظم اور وسیلہ اکبر ہے دوم اوسکی تقریر بہی سامعین کے حقمین تواریخ کا حکم رکہتی ہے اسواسطے کہ احوالِ زمانہ موجود کو بچشم خود معاینہ کرکے وہ ایک زندہ تواریخ بنجاتا ہے اتنے مین شہورِ سخن رس نے عرض کی کہ سب سے زیادہ لطف یہہ ہے کہ جو جو ملک اوسکی نظر سے گذرے ہین شہزادۂ عالم کی زبانِ صداقت بیان سے اوسکی حقیقت اور حالات سنکر اوسکو نہایت حیرت ہوگی کہ جو کیفیتین سینے اسقدر خشکی و تری کے سفر کرکے پیرانہ سالی تک حاصل کی ہین وہ فضلِ الہی سے نورِ چشمِ سلطنت کو بلا مشقت عالمِ خرد سالی مین بہم پہونچ گئین اور جو عجائبات کہ غیر زمانا اوسکو نظر آئے ہین اونکا تذکرہ سنکر شہزادہ کو بہی حظِ کافی اور لطفِ وافی حاصل ہوگا غرضکہ بمجرد صدورِ حکمِ محکم وہ سوداگر جہانگرد سیارِ گیتی نورد حاضر بارگاہِ شہریار ہوا کیا دیکہتا ہے کہ دربارِ عام ہے عجب ازدحام ہے بڑے بڑے حکمائے عظام و علمائے کرام درجہ بدرجہ موجود ہین اور تختِ خسروِ ہمایون بخت کے روبرو کرسی جواہر نگار مرصع کار پر ایک طفلِ ہشت سالہ نہایت کرّوفر اور کمال تزک و احتشام سے انجمن افروز ہے

تولف

نشستہ بکرسی زر نگار	بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
ز بخت جوان شد بہ طفلی جوان	بزرگی بعقل است بے اشتباہ

برابر اوسکے دوسری کرسی زرین بہی موجود ہے اوسپر ایک شخص مبارک صورت فرشتہ سیرت مشتری طلعت آفتاب شوکت کہ اوسکے چہرۂ نورانی پر جوہرِ اول کا یقین اور اوسکے جمالِ فرخ فال پر عقلِ کل کا گمان ہوتا تہا زیب افزا ہے

فوراً سمجھہ گیا کہ یہہ نازنین مہ جبین کجکلاہ اوس شاہنشاہِ عالم پناہ کا فرزند دلبند ہے جو اپنے تحصیلِ علوم و فنون کے ہمراہ معرکہ امتحان مین رطب اللسان ہے، لوگون کی زبانی تعریف تو پہلے ہی سن چکا تہا زیادہ تر مشتاق ہوکر قدم بڑہایا آداب گاہ سے شہریارِ گیہان خدیو کی خدمت مین آداب بجالایا اور پہر اپنے مقامِ قیام پر پہونچ کر شہزادہ گل اندام کیطرف متوجہ ہوکر ترقی عمر و دولت کی دعادی اور فی البدیہہ اوس کی تعریف مین یہہ چند اشعار آبدار پڑہے

مؤلف

جب سے بلند تو نے کیا ہے نشانِ علم
کس اوج وارتفاع پہ پہونچی ہے شانِ علم

تو آفتاب ہے بہ سرِ آسمانِ علم
روشن ہوا ہے نور سے تیرے جہانِ علم

ہے علم جانِ اہلِ جہان تو ہے جانِ علم
ہے تیری ذات مغز پئے استخوانِ علم

فیضِ ازل نے جب سے بچہایا ہے خوانِ علم
سب ریزہ چین ہین اور ہے تو میہمانِ علم

تیرے سبب سے اے گلِ گلزارِ سلطنت
آئی بہارِ علم گئی اب خزانِ علم

ذہنِ رسا کی تیرے زمانے مین دہوم ہے
ملکون مین مشتہر ہے تری داستانِ علم

سب اہلِ انجمن ہمہ تن گوش کیون نہون
تیرا سخن ہے جو ہے بہ نطق زبانِ علم

دامانِ عقل گوہرِ نایاب سے بہرین
وا ہون اگر ترے لبِ گوہر فشانِ علم

تیری طرح کا غیرتِ یوسف جو ساتہہ ہو
پہر کیون نہ تجہہ پہ ناز کرے کاروانِ علم

اب ہے جواہراتِ مضامین کی کیا کمی
اوستاد مل گیا تجہے گویا کہ کانِ علم

کوئی رقم نظر سے نگذری تری طرح
گیتی نورد دیکہہ چکا ہر دوکانِ علم

خسروپرور نے تبسم فرمایا اور بذلہ سنجی و ذہن رسا کی تعریف و توصیف کرکے یہہ چند شعر برجستہ اوس کے جواب مین آویزہ گوش سیّارِ گیتی نورد فرمایا ہوش گئے

مؤلف

دلِ لبشر کو ہے جب تک وطن سے مانوسی
رہے گا اوس کا گلو گیر طوقِ منحوسی

سفر ہے نقش و نگارِ نگارخانہ عقل
خجل ہے نقش سے جسکے نگارِ طاؤسی

سفر ہی جس کا لقب ہے وہ عینِ آزادی
وطن ہی جس کا لقب ہے وہ عینِ محبوسی

سفر سے اہلِ جہان مستفیض ہوتے ہین
وہ تازی و عجمی ہون کہ رومی و روسی

سفر مین ہاتہہ لگے فیضِ صحبتِ حکما
سفر مین ہو علما کی نصیب پابوسی

سفر سے مشتعل ہے لو جو ہے فروغ حصول — وہ روشنی نہین رکھتی ہے شمعِ فانوسی
اگر سفر مین کوئی شے ملے غنیمت جان — جو تنگ بھی ہو تو ہے افتخارِ ناموسی
مصائبِ سفر اوس سے ہزار بہتر ہین — وطن مین گر ہو میسر نشاطِ کاؤسی
عجائباتِ سفر کا مشاہدہ کرنا — ہے بارگاہِ شہِ عقلِ کل کی جاسوسی
کیا ہے تمکو جہاندیدہ سیرِ عالم نے — ہمین سفر سے ہے اب تک حصولِ مایوسی

بہت درست ہے صاحب اگر قبلے سے
خضر جو کہے تمھین رشکِ محققِ طوسی

سوداگرِ جہان گرد سیارِ گیتی نورد نے زمینِ ادب پر بوسہ دیا اور جولانیٔ طبیعت کا لوہا مان گیا کمال توصیف وتعریف اور نہایت تحسین وآفرین کرکے چند قطعہ جواہرِ بیش قیمت و بے بہا حاصلِ کوہ ودریا انتخاب ونایابِ معدن ومخزن خدمتِ والامین پیشکش کئے شہزادہ نامدار نے نشست کی پروا نگی بخشی اور اون جواہرات کو نظرِ تعمق سے ملاحظہ فرماکر نہایت پسند کئے پھر ارشاد کیا کہ اے سوداگرِ والاگوہر تم جانتے ہو کہ جواہر کسطرح پیدا ہوتے ہین اور اونکے فوائد وخواص کیا ہین سیارِ گیتی نورد نے عرض کی کہ اے گوہرِ درجِ فرمانروائی واے اخترِ برجِ کشور کشائی اس خاکسارِ جان نثار کو بجز اسکے کہ گوہر ومرجان دریا مین اور یاقوت والماس وغیرہ کوہسار ومعدن مین سے نکلتے ہین اور کچھ نہین معلوم خرد پرور نے کہا کہ اونکی پیدایش اس وضع پر ہے کہ بارش کا پانی پہاڑون کے مساموں مین جاکر آفتاب کی حرارت سے لطیف بخار بنجاتا ہے جب وہان سے نکلنا چاہتا ہے اور کوئی جگہ نہین پاتا ہے تو وہ کثیف ہوجاتا ہے اور کچھ مدت کے بعد اومین ایک طرح کی صفائی اور غلظت آجاتی ہے اوسوقت وہ بالکل سیماب کے مشابہ ہوجاتا ہے پھر بسبب آمیزشِ اجزائے ارضی کے ہوا سے نضج پاکر رنگ برنگ کے جواہرات بنجاتے ہین اور اختلافِ رنگ کا باعث ہر ملک اور زمین کی تاثیر وخاصیت پر منحصر ہے مروارید جسکو موتی کہتے ہین صدف کے شکم سے پیدا ہوتا ہے صدف ایک جانور ہے مچھلی کیطرح انڈے بچے دیتا ہے اوسکے گوشت مین بیضۂ مرغ کی سفیدی کا مزا ہوتا ہے اس جانور کے دونون بازوؤن پر دو سخت استخوان ہوتی ہین جیسے کہ کچھوے کی پشت پر سخت ہڈی کی ایک سپر پائی جاتی ہے جسکے ذریعے سے دریائی جانور اوسکو کسی نوع کی اذیت نہین پہونچا سکتے جب اس جانور کی عمر پانچ برس کی ہوتی ہے تو اول حمل مین بارش کے وقت پانی سے اوپر آتا ہے اور پانی پیکر پھر دریا کی تہ مین اوتر جاتا ہے جبتک کہ آفتاب برجِ حمل مین رہتا ہے روحی اوس مہینے کو نیسان کے نام سے نامزد کرتے ہین اس ماہ مین جو پانی برستا ہے

اوسکو بہی مجازاً نیسان کہتے ہین غرض جسوقت مہرِ عالمتاب جوزا مین داخل ہوتا ہے تو یہہ جانور پہر اوپر آتے
اور دن بہر آفتاب کے مقابل پہرتا رہتا ہے جب آفتاب غروب ہوجاتا ہے تو یہہ بہی دریا کی تہ مین بیٹھہ جاتا ہے
پہر جسوقت آفتاب کا گذر برجِ سرطان مین ہوتا ہے اوسوقت صدف کے شکم مین گوہر بنجاتے ہین پس اگر
بخارات مزاج کے موافق جذب ہوئے ہین تو موتی بہتر و عمدہ نکلتے ہین اور جو حرارت زیادہ ہوتی ہے تو سیاہ
پڑجاتے ہین اور جو اثر کم ہوتا ہے تو شمعی اور کاہی رہجاتے ہین جسوقت اسکو نکالتے ہین تو اسپر پیاز کیطرح سے
چہلکے بہی پائے جاتے ہین موتی اکثر بحرِ سراندیپ اور قطیف او بحرین ولایتِ ہرمز سے نکلتا ہے اور قطیف کے
قریب قیس ملکان ایک جزیرہ ہے وہان دُرِ یتیم پیدا ہوتا ہے اور تحت الارض مین سے بہی نکالتے ہین اور بنگالہ (دُرِ یتیم)
لیکن دریائے عمان اور حوالیہ مصر تک بہی پایا جاتا ہے موتی کا حسن و قبح تین باتون سے دریافت ہوتا ہے اول
رنگ دوم شکل سوم مقدار پس رنگ مین سفید و آبدار بہتر ہے اور جسکا رنگ چونے کے رنگ سے مشابہ ہو وہ
بدتر ہے اگر موتی کی رنگت مین تہوڑی سی زردی ہو تو بہتر جانتے ہین اور ملوک و سلاطین اوسکو پسند کرتے ہین
کہ اوسمین آبداری زیادہ ہے اور جو سفید ہوتا ہے وہ کم آبدار ہوگا اور جو مروارید سفید خالص کہ ستارے کیطرح
چمکے اور اوسکے رنگ مین کسی رنگ کی آمیزش نہو اوسکو دُرِ خوشاب کہتے ہین وہ سب مین بہتر اور عمدہ (دُرِ خوشاب)
و نایاب ہے اور جو سفیدی مین دودہ کا رنگ پایا جاتا ہے تو اوسکو شیر فام اور زردی مائل ہوگا تو اوس کو
تبنی اور سرخی مائل ہوگا تو وردی اور سبزی مائل ہوگا اور روشنی مین قوس قزح کے رنگ پیدا کریگا تو رصاصی
کہینگے اسکی آبداری قابلِ اعتبار نہین بلکہ جلد زائل ہوجاتی ہے اور ایک قسم ہے کہ رنگ اوسکا موم کیطرح
سبزی و زردی دونون مین شمول ہوتا ہے اوسکو شمعی کہتے ہین اور سیاہی کی جہلک دیگا تو رامی کہینگے
اور از روئے شکل بہتر وہ ہے کہ بالکل گول ہو عربی مین اوسکو مدحرج اور فارسی مین دُرِ غلطان کہتے ہین اور (دُرِ غلطان)
جو ذرا درازی مائل ہوگا تو اوسکو اہلیلجی اور جو دونون گوشے یکسان ہون تو بیضی اور چوڑا ہوگا تو شلجمی اور
جو ایکطرف باریک اور دوسری جانب پہن ہو تو مسطح اور جو بہت لمبا موتی ہوگا تو اوسکو صراحی دار کہینگے
اور ایک موتی ایسا ہوتا ہے کہ گویا دو موتی باہم طول مین توام ہین اوسکو کردار کہتے ہین سوا انکے دوسری
شکلین ناپسند اور کم قیمت ہین اور بحسبِ مقدار وہ بہتر ہے کہ ایک مثقال یا اوس سے زیادہ ہو اور اوسکا
جوڑا بہم نہ پہونچے اس سبب سے اوسکو دُرِ یتیم کہتے ہین مثقال ساڑہے چار ماشہ وزن کا نام ہے اور جو موتی
مثقال سے کم ہو اور اوسکا جوڑا بہی بآسانی دستیاب ہوسکے وہ کم قیمت ہوگا کہتے ہین کہ خلفائے عباسیہ کے
خزانہ مین ایک دُرِ یتیم تین مثقال کا دریائے فارس مین سے نکلا ہوا موجود تہا اوسکا خواص یہہ ہے کہ حرارتِ آتش سے
زرد ہوجاتا ہے اور جسم انسان کی گرمی سے بہی آب اوڑجاتی ہے اور اسیطرح عطریات مثلِ کافور و مشک وغیرہ سے بہی

اسکی آب و تاب کے دشمن ہین اور جائے نمناک مین بھی آبداری زائل ہوجاتی ہے اور دوسری قسم کے جواہرات مین بھی شامل رکھنے سے بے رونق ہوجاتا ہے اور سرکہ اور نوسادر مین گل جاتا ہے دُرِّ یتیم کو احتیاط سے رکھنے کا یہہ طریقہ ہے کہ شیشے مین نگاہ رکھین اور سرِ شیشہ مضبوط بند کرین اور ہر برس ایک دو بار ہوا دیکر پھر شیشے مین رکھدیا کرین اور شیشہ بھی مقامِ معتدل مین رہے خاصیت اسکی یہہ ہے کہ اگر موتی کو کھرل کرکے مفرحات اور معجونات وغیرہ مین داخل کرین تو قوتِ اعضا بخشتا ہے اور خفقان زائل کرتا ہے اور اندوہ دل سے کھوتا ہے اور سرمہ مین حل کرکے آنکھون مین لگانے سے بصارت زیادہ ہوتی ہے اور چشم اکثر بیماریون سے محفوظ رہتی ہے اور موتی کو پاس رکھنا قوتِ بصر اور حدتِ نظر کو مفید ہے اور نکسوری اور نزلۂ حار کو دفع کرتا ہے طبیعت اسکی سرد ہے

الماس — **الماس** جسکو ہیرا کہتے ہین ہندوستان مین بندیل کھنڈ کیطرف اور گلبرگہ علاقہ دکن مین کنوئین کے مانند زمین کھودی جاتی ہے اور دشتِ قپچاق متعلقہ جنگل مین کہ جو نہایت لق و دق ہے اور اکثر جزائر ملکِ شرق مین اور ظلمات کے قریب کہ جہان سکندر ذوالقرنین گیا تھا پیدا ہوتا ہے اسکی بہت قسمین ہین چنانچہ بلورین کہ نہایت سفید و شفاف ہوتا ہے زیتی کہ زردی مائل پایا جاتا ہے سیمابی کہ پارہ کی جھلک دکھاتا ہے نباتی کہ سبزی مائل ہوتا ہے اسکو گربہ چشم بھی کہتے ہین زاغی کہ سیاہ رنگ ہوتا ہے اوسکو حبشی بھی کہتے ہین اور سرخ اور زرد اور سرخی و سیاہی مائل وغیرہ اور ہیرا اسقدر سخت ہوتا ہے کہ سنگ و آہن یا اور کسی سخت و کرخت چیز سے نہین ٹوٹ سکتا لیکن سیسے یا رانگ کے ذریعے سے شکستہ ہوجاتا ہے اور جب سفید ہیرے کو آگ مین گرم کرکے سرد پانی مین غوطہ دین تو آبدار ہوجاتا ہے اور اگر اوسکے کنارون پر موم لگاکر آفتاب کے مقابل رکھین تو قوسِ قزح کا رنگ نمودار ہوتا ہے اور ہیرے مین اکثر جوہر اوٹھا نظر آتا ہے الماس کی نگینہ تراشی اہلِ فرنگ پر ختم ہے یہہ لوگ بدرنگ اور بے جلا ہیرے کو بھی دوا لگاکر خوشرنگ اور آبدار بنالیتے ہین اسکا

ہیرے کی کنی — خواص یہہ ہے کہ ریزۂ الماس جسکو عوام الناس ہیرے کی کنی کہتے ہین اگر کوئی کہالے یا کسیکو کھلاوے تو جگر پاش پاش ہوجاتا ہے مگر فوراً بکری کا جگرِ خام نگل کر استفراغ کرنیسے باہر آجاتا ہے اگر ہیرے کی نوکدار کنی کو فولادی قلم مین جڑدین تو اوسسے آئینہ اور فولاد اور پتھر کٹ جاتا ہے اور اس قسم کی سخت چیزون مین سوراخ بھی اسی سے کرتے ہین ازروے طب ہیرے کا پاس رکھنا امراضِ برص اور جذام اور سنگِ مثانہ اور مالیخولیا اور صدمۂ برق اور نظرِ بد کیواسطے مفید ہے اسکی تاثیر سے انسان ہر دشمن پر غالب آسکتا ہے اور مزاج اسکا چوتھے درجہ مین سرد و خشک ہے

یاقوت — **یاقوت** جزیرۂ سراندیپ اور بوکنگ واقع بنگالہ مین پیدا ہوتا ہے اور حدود زنگبار مین ایک پہاڑ ہے جسکو کوہ برف کہتے ہین اوسکے نیچے بھی پایا جاتا ہے اسکی چند قسمین ہین چنانچہ شمعی ترنجی کاہی سرخ رمانی ارغوانی زرد میگون لحمی طاؤسی نیلی کحلی سبز خام کبود وغیرہ اور قسم کبود شتران

مین بہی نکلتا ہے بعضے محققین کا قول ہے کہ یاقوتِ سیاہ بہی ہوتا ہے سرخ رنگ سب مین بہتر ہے اول
بہرمانی جو گشنبہ کی رنگت رکہتا ہو بعد ازان رمّانی کہ دانہ انار کیطرح سرخ ہو اگرچہ بعضے جوہریون کے نزدیک رمّانی
بہتر ہے مگر ابو ریحان کی دانست مین دونون ایک ہین جسکو عراق مین رمانی کہتے ہین اوسیکا نام خراسان
مین بہرمانی ہے پہر ارغوانی مائل بہ تیرگی بہتر ہے پہر سیگون یعنی جو شرابِ سرخ کا ہمرنگ ہو پہر گلناری کہ
جو سرکہ سرخ رنگ سے مشابہ ہو پہر گلابی یعنی جو گلِ سرخ کی رنگت رکہتا ہو کہتے ہین کہ نوشیروان کے خزانہ مین ایک
یاقوتِ شب افروز تہا اوسکو کوکب کے لقب سے ملقب کیا تہا شب تاریک مین وہ چراغ کیطرح روشن نظر آتا اور
گوہرِ شب چراغ اوسی سے عبارت ہے اور یہہ کچہہ بعید نہین اسلئے کہ یاقوت کی خاصیت یہی ہے کہ انگر کیطرح درخشان ہو
چنانچہ سلطان ملکشاہ نے ایک قاصد سلطان ابراہیم کے پاس جو سلطان محمود کی اولاد مین تہا بہیجا جب کہ
قاصد سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سردیکا موسم تہا دیکہا کہ ایک آتشدانِ زرین سلطان کے روبرو موجود ہے
اور انگارے اوسمین آگ سے زیادہ سرخ نظر آتے ہین درحقیقت وہ سب یاقوتِ سرخ تہے قاصد حیرت مین ہوگیا
بو ضکہ یاقوتِ سرخ وزن مین بہاری ہے مگر محققون کا اتفاق ہے کہ یاقوتِ کحلی یعنی سیاہ سب سے زیادہ بہاری
ہوتا ہے اور یاقوت عموماً سب جواہرون سے زیادہ سنگین اور سخت ہے اور بلور برخلاف اسکے نہایت سبک
اور نرم ہوتا ہے اور یاقوت کا رنگ آتش سے متغیر نہین ہوتا مگر اوسوقت سفید نظر آتا ہے لیکن جب آگ سے
باہر نکلتا ہے تو فوراً اپنے رنگِ اصلی پر آجاتا ہے اور جبکہ یاقوت کو استعمالِ ادویات کے لئے نرم کرین تو
آگ مین گرم کرکے پانی مین بجہائین اور چند بار اسی ترکیب کو عمل مین لانے سے اس قابل ہوجاتا ہے کہ نرمی کے سبب سے
باریک پیس لین اور یاقوت ہر قسم کے پتہر کو سوائے الماس کے پیستا ہے مگر الماس یاقوت کو بہی پیس ڈالتا ہے
اور یاقوت کے دانون مین الماس کی نوک سے سوراخ کرتے ہین اسکا خواص یہہ ہے کہ جو کوئی اوسکو اپنے پاس
رکہتا ہے طاعون سے امن مین رہتا ہے اور یاقوت موںہہ مین رکہنے سے دلکو تقویت زیادہ حاصل ہوتی ہے
اور غم واندوہ زائل کرتا ہے اور غلبہ تشنگی فرو ہوتا ہے اور جو شخص ہر وقت اوسکو پاس رکہتا ہے وہ
چشمِ مردم مین عزیز ومحترم رہتا ہے اور معجونات مین استعمال کرنیسے بہت قوت بخشتا ہے اور مصفّی خون ہے
لعل کو بدخشان سے کچہہ اسواسطے منسوب نہین کیا ہے کہ خاص وہین پیدا ہوتا ہے بلکہ اوسکے معدن کا راستہ
بدخشان کیطرف سے ہے اور متصل بدخشان کے کوہ شکنان نامی ایک پہاڑ ہے وہان سے نکال کر بدخشان مین
فروخت کرتے ہین اور معدنِ لعل کوہستانِ ولایتِ ختلان مین ہے چنانچہ زمانہ سابق مین لعل کا وجود
نایاب تہا ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ اوس نواح مین پے درپے چند زلزلہ شدید آئے جنکے صدمہ سے
وہ پہاڑ شق ہوگیا اور شگافِ کوہ مین سے لعل کے ٹکڑے جو بیضہ مرغ کے برابر اور بعضے اوس سے بزرگ

اور بعضے چھوٹے تھے نمودار ہوتے اوس نواح کی عورتون نے جب اونکو دیکھا تو دلمین جانا کہ اس سے
کپڑون پر خوب سرخ رنگ چڑھیگا یہہ سوچکر اونکو ہر چند پیسا اور گھسا مگر کچھہ رنگ نہ نکلا آخر چھوڑ دیا بعد اوسکے
جوہریون کی نظر پڑی تو جواہرات کی قسم جانکر اوٹھالائے اور نگینہ تراشون کو دیا کہ پتھر سے جدا کرے عمدگی
ساتھہ اونکو تراشین غرضکہ جوہری اوسکو تراش کر طرح طرح سے جلا دیتے تھے مگر خوب جلا نہین آتی تھی آخر کار
سونا گھی سے کہ جسکو مرقیشا سے وہبی کہتے ہین جلا دی تو اوسکے ٹکڑے آگ کے انگارون کیطرح چمکنے لگے اور لعل شب چراغ
یاقوت سے زیادہ روشن اور بڑے نظر آتے اور اول زمانہ مین نہایت عزیز ہوتے اور اوسکے روبرو یاقوت کی
قیمت کم ہوگئی اوسکے بڑے بڑے ٹکڑے جو کسی بادشاہ اولوالعزم کے ہاتھہ لگے تو اوسکا لقب لعل شب چراغ
ہوا بعد اوسکے جب آزمایش سے معلوم ہوا کہ رنگ کی پائداری اور وزن کی گرانی یاقوت کے برابر نہین ہے
لہذا اوسکی عزت یاقوت سے کم ہوگئی لعل بزرگ ساٹھہ اور ستر مثقال تک پایا جاتا ہے اوسکی چند قسمین ہین سرخ
اور زرد اور سبز بھی ہوتا ہے برنگ زمرد بلکہ اوس سے بھی زیادہ صاف اور شفاف اور سب مین بہتر پیازی سے
پیاز ولایت ختلان مین ایک معدن کا نام ہے اور جو لعل کہ پانچ مثقال سے زیادہ وزنی اور پاک و بے عیب ہوتا ہے
اوسکی قیمت منحصر نہین ہوسکتی بعضے کاریگر بلور کو صنعت سے لعل بنا لیتے ہین اوسمین اور لعل مین صرف یہی فرق ہوتا ہے
کہ لعل سخت اور وزن دار ہوگا اور بلور نرم و سبک اور لعل کی محافظت بھی سونے کیطرح مناسب ہے، اسکا خواص مفرحات
اور معجونات اور ادویات چشم وغیرہ مین بعینہ خاصیت یاقوت کے برابر ہے اگر آدمی پاس رکھے تو خواب پریشان
نظر نہین آتے ہین مزاج اسکا گرم و خشک ہے زمرد پہلے مصر کے گنبد بریان سے نکلتا تھا اب فرنگستان سے آتا ہے زمرد
اور دوسری ولایت کے بہ نسبت ملک ہند مین اوسکی عزت زیادہ ہے زمرد کی بہتر قسم کو زبرجد کہتے ہین مگر بعضے
محققین کا قول ہے کہ زبرجد ایک علیحدہ جوہر ہے اور وہ زمرد سے بہتر ہوتا ہے مگر بہر حال مزاج اور خواص مین زبرجد
دونون ایک ہین زمرد چند قسم ہے سلقی یعنی چقندر کیطرح سرخی مائل اور زنگاری یعنی برنگ زنگار اور ذبابی یعنی مکھی
کیطرح سبزی کی جھلک دکھاتا ہوا اور صیقلی یعنی آہن صیقل زدہ کے مانند کہ بشکل آئینہ اوسمین چہرہ نظر آئے اور ریحانی
کہ برگ ریحان کیطرح سبز ہو سب مین سلقی اور ریحانی اور زنگاری کم قیمت ہوتا ہے اور زمرد بزرگ و یکرنگ کمیاب ہے
زمانہ قدیم مین ایک ٹکڑا زمرد کا بارہ درم وزنی بارہ ہزار دینار مغربی مین خرید اگیا تھا درم ساڑھے تین ماشہ وزن کا
نام ہے زمرد کا خواص یہہ ہے کہ جو کوئی پاس رکھے وہ صرع سے محفوظ رہے اور خواب ہولناک نہ دیکھے اور قوت دل
زیادہ ہو اور خون شکم اور اسہال کو بند کرتا ہے اور ایک دانگ استعمال اسکا سمیات کے اثر اور گزندون کے زہر سے
نجات دیتا ہے دانگ چھہ رتی وزن کا نام ہے اور زمرد پاس رکھنا سبب زہرونکو دفع کرتا ہے آنکھہ کی روشنی
زیادہ ہوتی ہے اور زن حاملہ اپنے پاس رکھے تو وضع حمل باآسانی ہوتا ہے اور سانپ کی نگاہ زمرد پر پڑجاتے

یا مرد کا سایہ سانپ پر پڑے ان دونوں صورتوں مین سانپ اندہا ہوجاتا ہے اور زنِ حاملہ کا سایہ بہی
سانپ کی بصارت کہو دیتا ہے مزاج اسکا سرد و خشک ہے اور بعضے معتدل جانتے ہین **فیروزہ** پانچ مقام پر دستیاب
ہوتا ہے اول نیشاپور مین جہان کے فیروزے بواسحاقی اور سبز فام آبدار اور گران بہا ہوتے ہین دوم خجند مین
یہان کے فیروزے اوسط درجہ مین شمار کئے جاتے ہین سوم کرمان کے متصل شیاوک نامی ایک قصبہ ہے یہان کے
فیروزے ایسے نرم ہوتے ہین کہ چند روز مین بدرنگ ہوجاتے ہین چہارم زنجان مین یہان کے فیروزونکا بہی رنگ
جلد متغیر ہوجاتا ہے پانچوین نواحِ تبت مین فستقی رنگ کا فیروزہ نکلتا ہے فیروزے کا رنگ بو یہا تیل اور روغنِ گرم
وغیرہ سے زائل ہوجاتا ہے چربی اسکے واسطے مفید ہے کہ اوس سے رونق اور آب و تاب زیادہ ہوتی ہے حکمانے
بہ وجہِ فرحی اسکا نام **سنگِ فرح** رکہا ہے فیروزہ کا پاس رکہنا نظر کو فائدہ پہونچاتا ہے اور دوسرے لوگون کو
خواہ وہ کتنے ہی غضبناک ہون مہربان کرتا ہے **عقیق** ولایتِ یمن مین پیدا ہوتا ہے اور علاقۂ گجرات مین بہی
نکلتا ہے مگر عقیقِ یمنی تمام زمانہ مین مشہور ہے خوشرنگ اور قیمتی ہوتا ہے اسکی بہت رنگتین ہین چنانچہ سرخ
اور جگرگون اور زرد اور سفید اور سرخ و زرد اور زردی و سفیدی مائل وغیرہ مگر سب مین سرخ اور زرد بہتر ہے چونکہ
عقیق بکثرت میسر آتا ہے اسواسطے زیادہ قیمت نہین رکہتا اور عقیق کی انگوٹھی کو مبارک جانتے ہین اور کہتے
ہین کہ جس ہاتہہ مین عقیق ہوتا ہے اوسکو اگر دعا کے لئے اوٹہائین تو حقتعالی رد نہین کرتا چنانچہ مکہ مدینہ
اور حبش کے عمائد عقیق کو بموجب عقائد مذہبی کے اپنے پاس رکہتے ہین **مرجان** دیارِ فرنگ مین پیدا ہوتا
ہے اور وہ چند قسم ہے سرخ اور سرخی و تیرگی مائل اور سفید اور سیاہ ان مین سرخ اکثر فرنگستانی ہوتا ہے
بندرِ مصر سے نکلتا ہے مگر ناقص ہوتا ہے اور سیاہ طوس سے جو بلادِ مغرب کے بڑے شہرون مین سے ساحل پر واقع ہے
قعرِ دریا مین مونگا پیدا ہوتا ہے پانی مین سفید اور نرم رہتا ہے مگر جب غواص یعنی غوطہ خور خشکی مین نکالتے ہین
اور ہوا لگتی ہے تو سخت اور سرخ یا سفید یا سیاہ بنجاتا ہے کبہی پتہر اور کبہی چوبِ کرم خوردہ سے مشابہ ہوجاتا ہے
اسکو بُسّد اور مونگا اور مرجان کہتے اور جو سوراخ دار اور خانہ دار ہوتا ہے اوسکو بیخ مرجان کے لقب سے ملقب کرتے ہین
اسکا خواص یہہ ہے کہ اگر خون حلق اور سینے سے آتا ہو تو اوسکو موقوف کرتا ہے اور طحال یعنی تلی اور قرحِ امعاء
اور عسر البول کو زائل کرتا ہے مرجان کا پاس رکہنا قوتِ بصر کے لئے نہایت سودمند ہے اور اس سبب سے
ارزان ہے کہ بکثرت میسر آتا ہے **لاجورد** حدودِ ختلان اور بدخشان کے پہاڑون سے نکلتا ہے اوسکی معدن کا نام
کوہِ لاجورد ہے اسکی بہتر قسم وہ ہے کہ جسپر نقطہ ہائے زر نمودار ہون جو زیادہ صاف اور خوشرنگ ہوتا ہے اوسکی
انگوٹہیان اور کٹورے اور پیالے وغیرہ بنائے جاتے ہین ادویۂ چشم کیواسطے استعمال اسکا مفید ہے اور اسہالِ
صفراوی کے لئے اس سے بہتر کوئی دوا نہین اور مالیخولیا اور بیخوابی کیواسطے بہی بہت نافع ہے اگر پلکِ چشم

فیروزہ

عقیق

مرجان

لاجورد

طلا کرین تو پلکے بالون کو پیدا کرتا ہے یشب جسکو سنگِ یشم بہی کہتے ہین ولایتِ چین مین نکلتا ہے
دو قسم ہے سفید اور سیاہ اسکی انگوٹھیان اور پیالے اور دوسرے ظروف وغیرہ بنائے جاتے ہین خواص اسکا
یہہ ہے کہ جو کوئی یشب کو اپنے پاس رکھتا ہے بجلی گرنیسے محفوظ رہتا ہے مقوی دل اور مقوی معدہ اور دافع
خفقان ہے کثرت سے بہم پہونچنے کے سبب سستا فروخت ہوتا ہے **فادزہر** معدنِ چین سے برآمد ہوتا ہے
زرد اور سفید اور سبز اور خاکستری رنگ نکلتا ہے اور اوسپر نقطے بہی ہوتے ہین فادزہر سے چھری اور چاقو
وغیرہ کے دستے بنائے جاتے ہین بہتر دستہ پانچ دینار تک قیمت پاتا ہے اوسکی شناخت کا امتحان یہہ ہے
کہ گہسکر تہوڑا سا دودہ مین ڈالدیتے ہین اگر دہی جمادے تو بہتر جانتے ہین خواص اسکا یہہ ہے کہ اگر کسی کو زہر
دیا ہو یا سانپنے کاٹا ہو تو ایک دانگ فادزہر گہسکر پلا دینے سے زہر کا اثر دفع ہو جاتا ہے الحاصل شہزادہ خردپرور نے
نہایت شرح و بسط کے ساتھہ آفرینشِ جواہرات کی کیفیت اور مقاماتِ معدنیات کی حقیقت اس خوبی و عمدگی سے
بیان فرمائی کہ تمام حاضرینِ دربار ششدر ہو گئے اور سوداگرِ دانشور یہہ تقریرِ دلپذیر سنکر لوٹ گیا اور بیساختہ اس شعر آبدار سے رطب اللسان ہوا

مؤلف

اوسکی عمر بہت دراز باد کہ علامِ علیم غیب	وارثِ تراکیب در علم آفرید

کہ بعد اسکے شہزادہ نامور نے فرمایا کہ اے سوداگرِ والا گوہر قدیمی وطن کہان ہے یہان کس ملک سے آئے ہو اب کونسی ولایت کا
اور سفر تازہ ہے اتنا راہ مین کیا کیا کیفیت نظر سے گذری سیارِ گیتی نورد نے عرض کی کہ خاکسارِ پریشان روزگار کا
وطن نہین ہے گردش نگر ہے ہر ملک اور ہر ولایت کی سیر کرتا ہوا بمقتضائے آب و دانہ اس شہر لطافت بہر مین وارد
ہوا اور وارد ہوا کوئی مقامِ خاص مقرر نہین کہ جسطرف کا مصمم ارادہ ہو سودائے سفر دامنگیر ہے کچہہ خبر نہین کہ تقدیر کس سمت لیجائے اور کہانکا سفر پیش آئے

شعر

ما ہمچو گوئے میدان چوگان بدستِ ما راست	او می برد بہر سو ما را چہ اختیار است

اے نورِ چشمِ شہریاری و اے لختِ جگرِ جہانداری سرگذشتِ سفر اس خانہ بردوش کی ایک داستانِ طولِ طویل ہے
اور گفتگو کا موقع نہایت قلیل ہے مگر جو عجائبات اور عجایب بات دیکہنے یا سننے مین آئی مختصر گذارش کرتا ہون
ابتدائے سیاحت مین ایکبار یورپ مین ملک اطالیہ کی جانب فرودگاہ گذر ہوا وہانکے باشندونے بیان کیا کہ
یہان سے قریب ایک پہاڑ ہے اوسمین سے ہمیشہ بکثرت آگ کے شعلے نکلا کرتے ہین چنانچہ ابہی چند روز ہوئے کہ
اوس پہاڑ مین ایک نئی دراڑ کہل گئی اور اوسمین سے اسقدر آگ نکلی کہ جسکی روشنی دور دور تک میدانون مین
پہونچی اور اوسکے دوسرے روز رات کیوقت اوسی مین سے تین قسم کے درختو نکی شکل کے بڑے بڑے شعلے نکلے
اور عجیب تماشا نظر آیا کہ ہزارون آدمی اوسکو دیکہنے کے لئے جمع ہوئے یہہ بات سنکر بے اختیار فدوی نے

جاتا کہ اوسکی دید سے محروم نرہے اسواسطے کہ یہہ بہی عجائبات روزگار مین داخل ہے مگر اوس پہاڑ کا نام جان نثار کو
اسوقت فراموش ہو گیا ہے یہہ سنکر خدیو پرور مسکرایا اور فرمایا کہ بیشک اوس ملک مین شہر نیپلز کے قریب
ایک آتش خیز پہاڑ ہے اوسکو وہانکے باشندے **کوہِ وسوویس** کہتے ہین اور اوس سے اکثر آگ اور فلزات
جوش کہاکر اوبلتے ہین چنانچہ اٹھارہ سو برس کے قریب عرصہ گذرا یعنی ۷۹ سنہ ع اوناسی عیسوی مین وہان
ایک بڑے زور و شور کا جوش آیا تہا اور جو مواد اوسمین سے نکلتے تہے دو بڑے بڑے شہر اوسکے نیچے دبگئے اور
ڈہائی لاکہہ سے زیادہ باشندے ہلاک ہوے گیتی نورد نے عرض کی کہ حضور کی عمر دراز ہو واللہ کہ اوس پہاڑ کا
یہی نام ہے فدوی کو یاد آگیا اور حضور نے جو زبانِ مبارک سے فرمایا اسمین کسیطرح کا فرق نہین ہے کیونکہ فدوی اوس پہاڑ پر
سیر کرنے گیا تہا اور جب وہان پہونچا تو اتفاق سے رات ہو گئی اسواسطے مشعلین اور راہبر ساتہہ لیتے تہے اول
پہاڑ پر جس راہ سے گذر ہوا اوسکے دونون طرف دور تک دہات کا خبث یعنی میل اور فلزات وغیرہ تہے جو پہاڑ سے
کبہی اوبل کر نکلے تہے سبزہ کا نام کہین نشانہ تہا رات کا وقت تہا چاہیے کہ اندہیرا ہوتا مگر فلزات جو نہرونکی
طرح پہاڑ سے بہہ رہے تہے اونکے سبب سے اوجالا ہو رہا تہا اور بعض بعض مقامون پر دہوئین کی کثرت تہی کہ
جسسے کل مقام ایسا نظر آتا تہا جیسے کسی بڑے شہر مین آگ لگجاتی ہے اور وہ آدہا روشن نظر آتا ہے اور آدہا جل کر
خاک ہو جاتا ہے جو جل کر خاک ہو گیا اوسمین سے دہوان نکل رہا ہے غرضکہ یہہ صورت دور تک دکہلائی دیتی تہی مگر
حقیقت مین تین میل سے زیادہ نہ تہی صرف دہوئین کی کثرت سے اسقدر فاصلہ معلوم ہوتا تہا چونکہ وہان
چلنے کو کوئی راستہ نہ تہا اسواسطے اول فدوی اوس میدان سے گذرا کہ جہان پہلے کبہی کے فلزات نکلے ہوے تہے
اور پہر ایسے مقام پر جہان پندرہ ہی دن پہلے یہہ مادہ بہہ کر آیا تہا اور پہر اوسپر کہ جو ایکدن پہلے نکلا تہا اور
اوسوقت تک بہی گرم تہا ہم لوگون کے پاؤن کے نیچے پہاڑون کی درزون اور شگافون سے اسطرح آگ چمک رہی تہی
کہ اوسکے دیکہنے سے خوف معلوم ہوتا تہا یہان سے گذر کر ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان سے چار فوارے
نکلتے ہوے دکہائی دیتے تہے اور اون سے فلزات اور آگ کے شعلونکا خروج ہو رہا تہا اونکے گرد دہوئین کے
سرخ اور سفید اور کالے بادلونکا ہجوم تہا ہر چند ان سب چیزون پر نظر ڈالنے سے خوف معلوم ہوتا تہا مگر پہر بہی
اس عجیب سیر کے دیکہنے کا شوق اسقدر غالب تہا کہ فدوی گرتا پڑتا اور بہی آگے بڑہ گیا اور ایک فوارہ کے
دامن مین کہ وہان سے کل کیفیت دکہائی دیتی تہی جا کہڑا ہوا جس مقام سے فوارہ نکلتا تہا وہ پیالے کیصورت
نظر آتا تہا وہان سے تیس گز کے فاصلہ پر دو پہاڑونکے درمیان گہاٹی کے سبب سے اونچے مقام پر ایک اور
بڑا فوارہ تہا اوسمین سے گویا مادہ مذکور کا دریا بڑے جوش و خروش سے جاری تہا کمترین نے کسی پہاڑی نالہ کو
اس تیز رفتاری سے بہتے نہین دیکہا اول تو مواد ہی فوارہ مین سے بڑے زور و شور سے نکلتے تہے پہر جس پہاڑ پر

یہہ دریا بہتا تہا وہ ڈہلوان تہا اور چونکہ وزن مواد کا زیادہ تہا اسواسطے اوسکی رفتار کو اور بہی تیزی ہوگئی تہی کبہی کبہی
یہہ بہی دیکہنے مین آتا تہا کہ فوارہ مین سے مواد کا اخراج زیادہ ہوتا تہا تو اوسوقت دریا کا چڑہاؤ چند منٹ مین ساٹہہ فیٹ سے
سو فیٹ تک پہونچ جاتا تہا گہاٹی اسمقام پر تنگ تہی اسواسطے مواد ہوا کے زور سے اوپر اوٹہہ آتا تہا اور پہر سمندر کی لہر کیطرح
نیچے گرتا تہا مگر یہہ حال بیس بائیس سکنڈ تک رہتا تہا اور بعض اوقات اس سے بہی زیادہ اور دہوئین کا یہہ حال تہا
کہ اس تمام دریا پر شامیانے کی صورت سے چہایا ہوا تہا اوس کی رنگت بہی مختلف مختلف مقامون پر
مختلف تہی کہین سفید کہین سرخ اور کہین سیاہ اور دہوئین نے اس دریا کا پاٹ اس قدر بڑہا کر
دکہایا تہا کہ گویا پگہلے ہوئے دہات کی جہیل نظر آتی تہی جس مقام پر ہم لوگ کہڑے تہے وہان گرمی کی
ایسی شدت تہی کہ چہرون پر اوس کی اوٹ کرنی پڑی وہین آبشار کے اوپر کیطرف ایک بڑا پتہر
جہکا ہوا تہا جب دریا چڑہتا تو اس پتہر سے اوسکا فاصلہ صرف دس فیٹ رہجاتا گرمی ہی کی شدت سے
اوس کا رنگ تغیر ہوکر سفید ہوجاتا تہا اور پگہلے ہوئے مواد کی سفید چادرین نیچے گرتی ہوئی
معلوم ہوتی تہین گرمی ہی کے باعث سے اوس مقام پر کہڑا نہوا جاتا تہا اسواسطے ہم گر نیچے اوترکر ایک
چہوٹے چشمے کے دامن مین ہم لوگ جا کہڑے ہوئے یہہ چشمہ بہی بذات خود چہوٹا وسوویس تہا اور اوپر سے
اوس کی جڑ مین دریا اس تیزی سے بہکر آتا تہا کہ ہر لحظہ اوس کے بہہ جانے کا خوف تہا یہہ چشمہ سولہ فیٹ
اونچا تہا اور اوس کا قطر چہہ فیٹ اس کے دہن سے بڑے جوش وخروش کے ساتہہ آگ کے شعلے اور
فلزات کے دہکتے ہوئے دندانہ وار ٹکڑے برابر نکل کر اوڑتے تہے اور ہم لوگون کے سرون پر
ہوکر جاتے گرمی کے باعث ان کی رنگت سفید روپہلی تہی بعضے ٹکڑے ہمارے برابر گرتے اور گرنیکے بعد
دو تین منٹ مین ٹہنڈے ہوجاتے چنانچہ ایسے کئی ٹکڑے فدوی کے ساتہہ والون نے اوٹہا کر اپنی
جیبون مین ڈال لیئے اور فدوی نے کوئلے کے بڑے بڑے ٹکڑے اوٹہا کر چشمے کے دہن مین ڈالے
وہ اوسی وقت جوش کہا کر فدوی کے سر سے پچاس فیٹ اونچے گئے اونکی رنگت ایسی سفید نظر آتی تہی
جیسی پگہلی ہوئی قلعی ہوتی ہے ہوا کا رخ اوسوقت ایسے موقع پر تہا کہ ہم پر ٹکڑون کے گرنے کا خوف
بہت ہی کم تہا اور دہوئین سے بہی دم نہ گہٹتا تہا اس عرصہ مین کئی دفعہ مینہہ بہی برسا مگر گرمی ایسی تہی
کہ کپڑے تر ہونے پاتے مواد خارجہ کی ندی جو اوپر سے آتی تہی آبشار سے گذر کر ہمارے پاس سے ہوتی
اور پہلکر کہائی ہوتی جاتی تہی اور اوس مین سے ایسی غمناک اور ہروگ کی صدا آتی تہی جیسے کوئی آدمی
درد سے کراہتا ہے غرضکہ چہہ سات گہنٹے تک اوس مادے پر جو ایک روز پہلے پہلکر نکلا تہا کہڑے رہے
ہر طرف آگے پیچہے پاؤن کے نیچے آگ ہی آگ دکہائی دیتی تہی اور زمین کی سطح ایسی سوراخ سوراخ نظر آتی تہی

کہ جیسے پتہر کے جلے ہوئے کوئلے وہان بکہرے رہتے ہین اور اون کے سرے ایسے تیز تہے جیسے
سوئی کی نوکین اور یہہ سواد اوسوقت تک جم کر سخت نہین ہوئے تہے گویا پاؤن رکہنے سے اوپر کا
چہلکا ٹوٹ جاتا تہا اور پہر ہمارے پاون آگ پر پڑتے تہے مگر ہم جلدی قدم اوٹہالیتے تہے جس چشمے کے
پاس ہم کہڑے ہوئے تہے اور وہ ہم سے دو گز پرے تہا اوس کے کنارے ایسے پتلے پتلے تہے جیسے
ہر طرف سے شعلے نکلتے تہے اگر یہہ جان نثار کود کر اوسکی طرف جاکہڑا ہوتا تو وہ میرے بوجہہ سے دب جاتا
یقین ہے کہ وہان سے ہم لوگون کے چلے آنے کے بعد دو تین ہی گہنٹے مین گہل گہل کر اوسکا کام تمام
ہوگیا ہوگا یعنی اوسکے چارون طرف کے پتہر اور مٹی وغیرہ سب پگہلکر چشمے مین گر پڑے ہون گے
اور یہہ بہی اوس صورت مین کہ جب دریا نے جو اوس کے برابر بہتا تہا اوس کو چہوڑا ہو اس دریا کی
رفتار ایسی تیز تہی کہ ہم مین سے بعض لوگون نے پچاس میل فی گہنٹہ قرار دی تہی مگر تیس میل فی گہنٹہ
ہونے مین تو کلام ہی نہین وہ سو گز تک بہنے کے بعد اوسکی رفتار مین کمی ہوتی جاتی تہی اور ہر قدم پر
کمی ہی تہی یہانتک کہ اون پتہرون کے سوا جنکا ذکر ابہی اوپر کر چکا ہے حرکت معلوم ہی نہوتی تہی
جب دریا طغیانی پر آکر دونون طرف کے کنارون پر تین تین سو چار چار سو گز تک پہیل جاتا تو اوس کی
لہرین بہی آہستہ آہستہ پہیلتی تہین اور جب دریا اوتر جاتا تو وہی لہرین سطح پر اسطرح جم جاتین جیسے
قند سیاہ جم جاتا ہے مگر آگ اوسکے نیچے دہکتی تہی ہمارے رہبرون کو اس قسم کے جمے ہوئے سواد کا
بڑا خیال رہتا تہا مگر اس سے بہی زیادہ اون کی نظر ایک اور چشمے سے لڑی ہوئی تہی جو دو سو گز
اوپر کی طرف چند گہنٹے پیشتر جوش مین آیا تہا اور اوس سے متواتر راکہہ اور پتہرون کی بوچہارین
پڑ رہی تہین اس چشمے کا حال ایسا ہی تہا جیسے آتشبازی مین انار چہوٹا کرتے ہین تمام شب اس کا یہی
حال رہا چشمے سے پٹاخون کے چہوٹنے کی ایسی آوازین آتی رہی جیسے کسی رفل رجمنٹ کے سپاہی
باڑہ مار رہے ہین اگر اس چشمے سے خدانخواستہ پتہرون کی جگہ فلزات کا مادہ بہکر آتا تو ہمارا ٹہکانا
نہ تہا کیونکہ زمین ڈہلوان تہی اور پہر نیچے بڑے بڑے غار چلے جاتے تہے اسی سبب سے رہبر اوسطرف سے
نظر بہت ہی کم ہٹاتے تہے مگر احقر کو تو یہہ خوف تہا کہ کہین پاؤن کے نیچے سے کوئی چشمہ نہ اوبل کہڑا ہو
پرانے چشمے سے بہی دہوئین اور راکہہ اور چنگاریون کے بادل بڑے زور و شور سے نکل رہے تہے غرضکہ
ہم لوگ تین بجے تک وہان کہڑے رہے اوسوقت ہوا پلٹی اور دہوان ہماری طرف آنے لگا پہر
پہاڑ سے سب اوتر آئے اور اپنے اپنے گہر کا راستہ لیا فدوی بہی فرودگاہ مین داخل ہوا آجتک وہ کیفیت
لوحِ دل پر منقوش ہے حاضرین دربار نے دونون کی گفتگو سے نہایت لطف اوٹہایا پہر سوداگر نے بیان کیا کہ ایلچیا

جب گذر ہر سبیل سیر و سفر بر اعظم امریکہ مین ہوا تو مین نے وہان کے ڈاکٹرون کا ایک عجیب
علاج کمال دیکھا کہ اگر کسی کے بدن مین کوئی زخم اتفاقاً اسقدر بگڑ جاتے کہ قابل اندمال نرہے تو اوس کو
تراش کر دوسرے مقام سے اوسقدر گوشت اور چمڑا کاٹ کر وہان پیوند لگا دیتے ہین اور زخم
اچھا ہوجاتا ہے اسمین یہہ ضرور نہین کہ وہ گوشت و پوست کچھہ اوسی شخص کا ہو بلکہ یہانتک کہ کسی
دوسرے کا گوشت بھی قطع کر کے زندے کے جوڑ مین برابر ملا دیتے ہین شہزادہ دانشمند نے جواب دیا
کہ یہہ تو ایک اونٰی سی بات ہے مگر امریکہ والون نے اکثر تیہہ یہہ کارستانی کی تھی کہ جس وقت دو
خونی شخصون کا سر تلوار سے اوڑا دیا گیا تو ایک عیار ڈاکٹر نے فوراً اسے دون کو گردنون سے ملا کر
مادۂ برقی کی حرارت پہونچانا شروع کردی چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین دست و پا وغیرہ نے
حرکت پیدا کی اور قوتِ برقی کے اثر سے زخم درست ہونے شروع ہوگئے اسمین زیادہ تعجب یہہ ہے
کہ اوس جلدی مین ایک لاش کا سر دوسرے کی لاش پر لگا دیا گیا اور تندرست ہوجانے کے بعد انسانو کی
طرح اپنے تمام کاروبار سرانجام دیتے رہے صرف عیب یہی تھا کہ اون دونون مین ایک شخص کا جسم
فربہ اور تنومند تھا مگر سر چھوٹا اور دوسرے کا سر بہت بڑا تھا لیکن جسم نحیف و لاغر اسواسطے کہ
پہلے اون دونون مین ایک جوان قوی ہیکل تھا اور دوسرا لاغر اندام پھر سوداگر نے بیان کیا
کہ وہان کے کاریگرون نے ایک بہت بڑا مکان آلاتِ جرِ ثقیل اور کلون کے ذریعے سے مع تمام صحن
اور فرشِ زمین کے ایک مقام سے اوٹھا کر بہت دور کے فاصلہ پر رکھہ دیا اور وہ اس خوبی کے ساتھہ
بجنسہ قائم ہوگیا کہ اوس کی تعمیر مین کسیطرح کا خلل واقع نہوا خسرو پرور نے فرمایا کہ وہان کے
صناعون نے ایک بہت بڑی عمارت عالیشان ایک آئینے کی تیار کی ہے کہ جسمین بہت وسیع دالان
اور کمرے اور دیوارین اور ستون اور سقف اور بام وغیرہ سب ایک ہی آئینے کے ڈہلے ہوئے
ہین غور کا مقام ہے کہ فقط ایک ہی سانچہ تیار کر کے وہ آبگینہ یکبارگی اوسمین ڈہال دیا کہ سب جگہہ
برابر پہونچ جاتے کسقدر دشوار ہے ظرف اور سانچہ کی وسعت تو بالائے طاق مگر صناع کی عقلِ وسیع کی
وسعت قابلِ ستایش ہے سوداگر نے عرض کی کہ بجدائے لایزال فدوی نے جس روز سے
اوس عمارت کو دیکھا تھا آجتک اوس صناع کی صنعت کاری کا قائل ہے ہمیشہ اپنے دلمین خیال کرتا تھا
کہ یا الٰہی ان آئینون کو کس قسم کے مصالح سے اس عمارت مین منعب کیا ہے کہ جوڑ اصلا نظر نہین آتا
لیکن حضور کے ارشاد سے آج عقدہ حل ہوگیا پھر عرض کی کہ جب فدوی کا گذر براعظم افریقہ کی
طرف ہوا تو ایک بھول بھلیان بنی ہوئی اسقدر وسیع نظر آئی کہ جس مین بارہ محلِ عالیشان داخل ہین
بھول بھلیان

جو بہ ترتیب ایک دوسرے کے پاس بنے ہوئے ہین جو کوئی اون کے دیکھنے کو اندر جاتا ہے
پھر باہر نکلنے کا راستہ نہین پاتا ہے مگر ظاہرا ایک عجیب شئے ہے خسرو پرور نے فرمایا کہ شاید
آپ کو اس کا مفصل حال معلوم نہین یعنی جسقدر یہہ عمارت اوپر بنی ہوئی ہے اوسی قدر زمین کے نیچے
بھی ہے یہہ عمارتین بادشاہون کے قبرستان کے لئے بنائی گئی تہین اس بھول بھلیان مین
کمرون اور دالانون کی سیر کے لئے اندر جانیوالے کو داخل ہونے سے پیشتر اپنے نکلنے کی تدبیر
سوچ لینی ضرور ہے چنانچہ ایک بھول بھلیان جزیرہ کریٹ کی جو ملکِ یونان کے جنوب مین واقع ہے
اوس مین بھی سیکڑون پیچدار راستے اور ہزارون دروازے اور بیشمار تہہ خانے اور بے انتہا
بالاخانے بنے ہوئے ہین پھر سیارِ گیتی نورد نے عرض کی کہ حضورِ عالی اسطرح سے ایک دفعہ خانہ زاد کو
برِّ اعظمِ ایشیا کی طرف سفر کا اتفاق ہوا جسوقت ہندوستان مین وارد ہوا بہت سے عجائب
و غرائب نظر سے گذرے یہان کے باشندون کو ہر علم کی طرف متوجہ پایا اور مکانات و عمارات
وغیرہ دور دور مشہور و معروف ہین چنانچہ اکبر آباد مین روضۂ منورۂ تاج گنج تین میل
یعنی ڈیڑہ کوس کے فاصلے پر جانبِ مشرق واقع ہے اول حاشیہ در پر سورۂ والفجر بخطِ ثلث
تختۂ سنگِ سفید پر حروفِ سنگِ سیاہ سے مرصع لکہی ہے اگرچہ باعتبارِ حروف ایک والفجر ہے
مگر بحیثیتِ سواد و بیاض واللیل بھی اوسی مین حروفِ سنگِ سفید سے آشکار ہے عقل اس طلسمات سے
حیران ہے کہ ہر حرف جیسا نزدیک سے نظر آتا ہے اوسیطرح دور سے بھی دکھائی دیتا ہے
جبکہ فدوی نے دروازے مین قدم رکہا تو گویا بے حساب و کتاب جنت مین داخل ہو گیا یعنی ایک
باغِ فردوس نگار پُر بہار نظر آیا روشون پر دورویہ سرو و صنوبر کی قطار ہر خیابان سے خیابانِ
بہشت کی کیفیت آشکار نہرین جابجا روان فوارے موقع بموقع نمایان حوضِ دلاویز قرینہ بقرینہ
لبریز جبکہ فدوی اوس باغ سے آگے بڑہا وہ روضۂ رفعت انتما نظر آیا ہیئتِ مجموعی اس روضۂ
روح افزا کی ہشت پہلو بنائی ہے اور اوس پر آٹھ مینار با گنبد بہائے آفتابی
و کلسِ طلائی ترتیب دیئے ہین مقبرے کے اندر جاکے دیکہا تو وہان طرفہ تجلیاتِ
انوارِ الٰہی اور عجائباتِ صنعتِ کبریائی کا مشاہدہ کرکے دیدۂ بصارت اور چشمِ بصیرت کو منور
و مجلّے کیا کہ نہ کبہی دیدۂ دیدنے دیکہا اور نہ کبہی گوشِ شنیدنے سنا مدفنِ اصلی ایک تہہ خانے
مین واقع ہے واقع مین وہ تہہ خانہ انوارِ رحمتِ الٰہی کا خزانہ ہے اور اوپر کے درجے مین مدفنِ
اصلی کے مقابل دو تعویذ علٰحدہ ہین اون دونون مقابرِ اسفل و اعلٰی کی نقش طرازی اور پچین کاری کے

نظارہ سے نقاشِ عقل و شعور کو حیرانی اور مصورِ قوتِ مصورہ کو سرگردانی ہے صناعانِ نازک دست نے
پتھر کے ہر پھول پتے میں ایسا رگ و ریشہ باریک بنایا ہے کہ جسکے روبرو آدھا بال بھی موٹا ہے اور
رشکِ نگارخانۂ آذر رنگ کی ادنی صنعت یہہ ہے کہ ایک پھول میں باستثنا پانچ سنگ رنگا رنگ ایسے
وصل کئے ہیں کہ ہرگز اوسکے پیوند ثابت نہیں ہوتے سطح اکثر سنگِ زرد سے تختہ مرمر پر تحریر کی ہیں
گویا طلاے مہر سے صفحہ ماہ پر جدولیں کھینچی ہیں اور سنگ مرمر کی جالیاں اس خوبی و لطافت سے
بنائی ہیں کہ فدوی نے اونکو چادرِ گلہاے نسترن جانا پھر قفسِ نور طایرانِ گلشن عدن سمجھا اوس روضہ
رفیع انشان کا گنبدِ عرش فرسا ایسا بنایا ہے کہ ایک کرہ سنگ مرمر کا مانند ایک دانۂ گوہر عظیم کے
معلوم ہوتا ہے شاید گوہرِ نورِ اول اوسی کو کہتے ہیں غرض تمام درجے اوسکے مشاہدہ کئے اور ہر
درجہ کے نظارہ سے مدارجِ دانائی و بینائی زیادہ ہوتے عقب میں اوسکے ایک مسجدِ وسیع اور
مسجد کے مقابل تسبیح خانہ رفیع اور نیچے اوسکے شمال رویہ دریاے جمن شرفِ پابوسی میں ہمیشہ مشرف ہے
اوسجگہ سے کوسوں تک عالمِ آب نظر آتا ہے بروزِ یکشنبہ ہفتہ وہاں میلہ بھرتا ہے حوض اور نہریں
پانی سے لبریز کیجاتی ہیں فوارے چھوٹتے ہیں شہر کی خلقت اور صاحب لوگ جمع ہوتے ہیں
تماشائیوں کا ازدحام ہوتا ہے فدوی نے وہ روزِ بہجت افروز دیکھا ہے اور اوسکا نقشہ صفحۂ خاطر پر
آجتک کھنچا ہوا ہے اوس جنت میں سے انسان کا جی باہر نکلنے کو نہیں چاہتا حضرت
ادریس علیہ السلام کا سا حال ہو جاتا ہے اور یہہ شعر بیساختہ زبان پر بار بار آتا ہے

فرد

اگر فردوس بر روے زمین ست ۔ ہمین ست و ہمین ست و ہمین است

شہزادہ خسرو پرور نیک اختر نے ارشاد کیا کہ اے سوداگر گیتی نورد تم نے اس روضہ
معلی کی کیفیتِ ظاہری بیان کی مگر حقیقتِ اصلی سے حاضرینِ دربار آگاہ نہوئے لہذا ہم گوشگذار
سامعین کرتے ہیں اوسدم تمام باریافتگانِ بارگاہِ خسروی نور دیدۂ خسرو عالیوقار کیطرف مع سوداگر
جہانگرد متوجہ ہوئے خسرو پرور نے ارشاد کیا کہ اگرچہ وہ روضۂ مقدسہ ہنوز میری نظر سے
نہین گذرا لیکن ازروے تحقیقاتِ اہلِ تواریخ مجھے اسقدر معلوم ہے کہ جسوقت ارجمند بانو بیگم زوجہ
شاہجہان بادشاہ کا کہ جو آصف جاہ برادرِ نورجہان بیگم کی دختر تھی انتقال ہوا تو اوس بادشاہِ
وفاشناس نے بناے روضۂ فلک رفعت کا حکم دیا اور تمام قلمرو ہند اور بلادِ دور دست میں فرامین
و تنقیحات سنگہاے عجائب و غرائب کی طلب میں جاری کئے اور بنایانِ بدیع کار و معمارانِ شگرف آثار

اور خوشنویسانِ جواہر رقم و نقاشانِ مانی قلم کو ہر کشور و ولایت اور ہر اقلیم و بر اعظم سے بلوایا چنانچہ بیلدارانِ قوی ہیکل اور حجارانِ سنگ خارانِ فولاد بازو نے بنیاد اوسکی تا سر آب پہونچا کر ایک چبوترہ تین سو چوہتر گز طول اور ایک سو چالیس گز عرض میں نہایت متانت و استحکام کے ساتھ تیار کرکے اوسپر زمین سے سولہ گز کرسی بلند مرتب کی اور سطحِ کرسی پر وہ عمارتِ سراپا کرامت بارہ برس کے عرصہ میں درجۂ اختتام کو پہونچی دائرہ اوس گنبدِ بزرگ کا دو سو دس گز ہے کہ جسکا قطر قریب ستر گز کے ہوتا ہے اندر سے سقف بتیس گز بلند ہے اور سرِ گنبد سے کلسِ مطلا گیارہ گز اور زمین سے کلس کی نوک تک ایکسو سات گز ارتفاع ہے اس روضۂ مقدسہ کی چاردیواری کے باہر ایک جلوخانہ ہے طول اوسکا دو سو چار گز اور عرض دو سو پچاس گز اور اوسکے چاروں اضلاع میں ایکسو اٹھائیس حجرے ہیں اور دو بڑے بڑے کمرے کہ ہر ایک طول میں چہتر گز اور عرض میں چونسٹھ گز ہے اور اوسمیں بتیس بتیس حجرے اور چاروں طرف ایوان وسیع اور اوسکے روبرو بازار چار سو کہ جسکو عرف میں چوپڑ کا بازار کہتے ہیں بہت عریض و طویل اور چار سرائیں نہایت فراخ و وسیع کہ جنمیں سے ہر ایک کا عرض و طول تین سو ساٹھ گز اور چھتیس چھتیس حجرے ہیں اور یہہ عمارتیں مع ایوان اور دالانوں کے سب پختہ سنگِ سرخ سے مرتب ہیں غرض یہہ مقامِ محمود اور روضۂ مسعود ہر موسم میں خلدِ ثانی اور بہشتِ جاودانی ہے سردی میں تابشِ آفتاب سے حمامِ معتدل اور گرمی میں ہوائے خنک سے راحتِ جان آرامِ دل برسات میں آبشار و سبزہ زار سے فردوسِ نظر اور بہار میں لالہ و گل سے رشکِ قطعۂ کشمیر

مؤلف

عجب مرقدِ پاکِ بلقیسِ عہد — کہ بانوئے آفاق کا ہے وہ مہد
مرصع جواہر سے دیوار و در — ہوا آبِ گوہر سے بھی تازہ تر
خجل کیوں نہو اوس سے باغِ بہشت — کہ ہے رشکِ فردوسِ عنبر سرشت
وہاں کی ہے جاروب مژگانِ حور — کہ آنکھیں بچھاتے ہیں دامانِ حور

باغ کا وہ عالم کہ لالۂ کوہِ خاور اس کے شقائقِ رنگین کی غیرت سے ہر صبح زرد رو و لرزاں اور شب بوئے روضۂ سپہر اوس کے گلِ چاندنی کی حسرت سے ہر شب باغ در پہلو و سرگرداں

مؤلف

دیکھ کر نیرنگیِ سبزیِ رنگِ چمن — حوضِ فوارے سے ہے انگشتِ حیرت در دہن

اوسکے سرو و شمشادِ بلند کے سامنے خوبیِ قامتِ خوبانِ جہان پست اور اوسکی بہارِ دلکش کے روبرو رونقِ چمن گلرخان در شکست نظم عالم چنین باغ نادیدہ پدید ✤ نہ قصر اینچنین چشمِ افلاک دیدہ ✤ خیابان کز چشمِ بد باد دور ✤

کنارِ چمن سبزہ بین السطور ہے زیرِ مصرعِ شاخِ گل ہے درنگ ہے برآوردہ سرخی رنگ رنگ ہے اوسکے حوض
حیات بخش کی شرم سے آبِ حیوان پردۂ شرم مین روپوش اور اوسکی نہرِ مصفا کی حسد سے دلِ کہکشان پر آبلہ در جوش

مولف

آئینہ حوض ہے وہ روشن — پنہان نہین ہے جس سے رازِ گلشن
فوارۂ ارتفاع مشحون — باقامتِ راستی و صف موزون
ہر لحظہ براہِ دستگیری — گردون کے لیے عصا ہے پیری
فوارہ ہے یا کہ نخلِ سیماب — یا سروِ روانِ عالمِ آب

مہندی کی ٹٹیان گلِ تر نے شکارِ دلِ بلبل کے لیے باندھی ہین یا باغبانِ عصمت نے پرگیانِ چمن کیواسطے قنائین سبز مخملی کی کہڑی کی ہین

قطعہ

بہارِ گل طرب انگیز گشت و توبہ شکن — بشادی رخِ گل بیخِ غم ز دل برکن
طریقِ صدق بیاموز از صفای دل — براستی طلبِ آزادگی ز سروِ چمن

اِس باغ کا طول و عرض چالیس بیگہ مین ہے فرش و روشین تمام سنگِ سرخ کی اور اونمین سبزہ و گل جیسے عقیق مین کی
پٹڑی مین یاقوت و زمرد کی جٹیان جڑی ہین سنگِ مرمر کی نہرونمین آبِ روان مسطح آئینہ جہان نما کے اطرافِ جداول مین کہنچی ہین

مولف

وہ نہرین زیبِ دریا زیورِ باغ — کہون یا اون کو روحِ پیکرِ باغ
وہ نہرین رشکِ آبِ زندگانی — طراوت بخشِ باغِ کامرانی

اوس گلزمین کے وسط مین ایک چبوترہ بیضا رنگ جلوہ نما ہے اور درمیان اوسکے نقطۂ مرکز کے مانند ایک حوض کالشمس فی السماء
جو سنگِ مرمر و سنگِ موسی اوس عمارتِ عالیشان مین صرف ہوا ہے نورِ چشمِ تجلی طور ہے اور سواد و بیاضِ دیدۂ حور
اور جو عقیق و لاجورد اوس بنائے سماوی بنیان مین خرچ کیا ہے لختِ جگرِ یمن اور نورِ چشمِ معدن ہے اوسکی محراب
خورشید قباب کے رشک سے ہلال ہمہ تن ناخنِ سینہ خراش بنگیا ہے اور اوسکے کمانچہ طاقِ رفیع کے سامنے فلک بہی قوسِ قزح کو نقش برآب ہوا جانتا ہے

قطعہ

پیشِ مرغولۂ محراب و درِ والانش — طاقِ ابروے بتان بہرِ سلام آمدہ خم
پایۂ بنیادِ قویمش بسرِ گاوِ زمین — از لبِ بام زند بوسہ بعرشِ اعظم

اس قصرِ نادر العصر کا تہ خانہ نورانی کاشانہ کہ آفتاب ہر روز اوسکی باریابی کیواسطے رخنہ جو اور ماہتاب کو ہر شب اوسکی
آستانہ بوسی مین لگا ہوا ہے وہان برابر برابر سلطان ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی مخاطب بہ شاہجہان بادشاہ

اور ارجمند بانو بیگم ملقب بہ ممتاز محل کا مدفن ہے بادشاہ کی تاریخ انتقال رضی اللہ عنہ اور ممتاز محل کی تاریخ وفات یہ ہے

تاریخ

زین جہان رفت چو ممتاز محل	در جنت بر رخش حور کشاد
بہر تاریخ ملائک گفتند	جائے ممتاز محل جنت باد

اس مصرع میں سے ایکہزار چالیس ۱۰۴۰ سنہ ہجری اور رضی اللہ عنہ سے ایکہزار چہہ ۱۰۰۶ سنہ ہجری برآمد ہوے ہیں قصہ مختصر زمانہ سابق میں وہان ایک شہر جداگانہ بنام ممتاز محل آباد تہا مگر ابتلاے انقلاب روزگار سے ویران ہو گیا ہے لیکن تاہم کچہہ کچہہ نشان بطور یادگار کہین کہین باقی ہین

فرد

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ	آثار پدید ست صنادید عجم را

الحاصل سوداگر یا مور سیاح جہانگرد سیارگیتی نورد جو عجایب غرائب اور بدائع گوناگون صنوعے تلوّن بیان کرتا تہا شہزادہ عالیجناب دانش مآب والاگوہر خرد پرور اوسکی حقیقت اور کیفیت اس عمدگی و لطافت سے ارشاد فرماتا کہ حاضرین محفل امتحان گوش سماع سے چشمِ بصیرت کا لطف مشاہدہ کرتے تہے اور جس چیز کو خواب میں بہی کسینے نہ دیکہا تہا شہزادہ روشن بیان کی فصاحت تقریر سے قوتِ مصوّرہ اوسکی تصویر صفحہ خاطر پر منقوش کر دیتی تہی اور نقشہ اوس کا قوتِ متخیلہ کی آنکہون میں بہہ جاتا تہا

مؤلف

دُرفشانی جو وہ فرخندہ اثر کرتا تہا	صدفِ گوش کو لبریزِ گہر کرتا تہا

حضارِ محفلِ بہشت مشاکل اور سامعینِ تقریر دلپذیر نے غلغلۂ تحسین و آفرین تا گنبدِ فلکِ ہفتم پہونچایا اور زمزمۂ احسنت و مرحبا ہر طرف سے اسقدر بلند ہوا کہ حاملانِ عرشِ اعظم نے سنا اور شہزادہ دانش پناہ کی ترقی مدارجِ علم و عقل کیواسطے درگاہِ پروردگار میں التجا کرنے لگے اور افزونی عمر و دولت کے لیئے بارگاہ کردگار سے بدل و جان خواستگار ہوئے

مؤلف

کیا خوش نصیب ہے کہ جسے حاملانِ عرش	دیتے ہین دمبدم یہہ دعا طال عمرہٗ
اس عندلیبِ گلشنِ اقبال کے لیئے	ہے مرغِ سدرہ نغمہ سرا طال عمرہٗ
الیاس و خضر و عیسیٰ و ادریس بے نظام	رکہتے ہین وردِ صبح و مسا طال عمرہٗ

سلطان التاجرین سیاح نے روپیئے درہم و دینار بیشمار اور اطباقِ زر و جواہر آبدار شہزادہ نامدار کے فرقِ مبارک پر نثار کیئے
شہریارِ ہوش و وقار نے ہزار پارچہ کا خلعتِ گران بہا مرحمت فرماکر سوداگرِ دانشور کو
رخصت کیا اور فرزانہ روزگار کو بہی نوازش بیحد و بیحساب سے معزز
و ممتاز فرمایا دربار برخاست ہوا

باب پنجم موسوم بہ عقل ششم

مؤلف

ساقیا تجھکو دعا دیتے ہوئے جاتے ہین | شاد رہ تو کہ تری بزم سے ہم شاد چلے
وقت پر بھول نجانا کبھی ہان یاد رہے | دور ساغر اگر اے شیخ پہ بیداد چلے

فرزانۂ روزگار اور خرد پرور قیامگاہ مین تشریف لائے امتحان سے تو فرصت ہو چکی تھی دوسرے علوم کیطرف متوجہ ہوئے اوستاد نے کہا کہ اے خرد پرور اب کچھ علم کارآمد مثل حساب وجبر ومقابلہ ومساحت وریاضی وطبیعیات وہیئت وجر اثقال وغیرہ بھی تھوڑا تھوڑا سمجھہ لو ☆ فرد ☆ کار دنیا کسے تمام نکرد ☆ ہرچہ گیرید مختصر گیرید ☆ اگرچہ ان مین سے ہر علم ایک دریا ہے مگر ہم کوزے مین بند کرکے تمہین اوسکی کیفیت سے واقف وآگاہ کرتے ہین شہزادۂ ہوشمند آداب بجالایا فرزانۂ روزگار نے دعاے خیر دی اور کہا کہ ان علوم مین سے پہلے درجے پر علم حساب ہے اسلیے ہم بھی اوسکو اول بیان کرنا مناسب سمجھتے ہین حقیقت مین علم حساب چہرۂ جمیع معاملات دنیوی کے لیے آئینہ اور جملہ امورات ظاہری وباطنی کیواسطے کسوٹی ہے جو شخص اسمین کامل نہین وہ ہر بات مین ناقص ہے اگر یہہ علم نہوتا تو حق وباطل مین کچھہ تفاوت نکیا جاتا اور انسان مثل حیوان بے تمیز ونادان رہتے ایک سے ایک کو شرف امتیاز ہرگز نہوتا جو آدمی خواہ غریب ہو خواہ امیر امور دنیا مین اپنے مخدوم وخادم اور ملک وحشم سے اور مراتب دین مین اپنے نفس نفیس اور اوقات عزیز سے شب وروز بر سر حساب رہتا ہے وہ بجز سود ومفاد کے زنہار نقصان وزیان مین نہین پڑتا پس ہر شخص کو واجب لازم ہے کہ یہہ علم حاصل کرے اور اس نعمت عظمی ودولت کبری سے محروم وبے نصیب نرہے خصوصًا اہل سلطنت وریاست اور صاحب فرمان وحکومت کو تو نہایت ضرور ہے کہ اونکو ہر وقت اس سے کام پڑتا ہے اے خرد پرور اس علم شریف کے ذریعے سے عدد مجہولات کو عدد معلومات سے دریافت کرلیتے ہین اور اس علم کا موضوع عدد ہے یعنی خاص عدد سے بحث کیجاتی ہے پس عدد کی دو قسمین ہین ایک **مطلق** یعنی **صحیح** دوسرے **مضاف** یعنی کسر اور اوستادان علم حساب نے صورت اعداد کیواسطے ۹ نو قسمین مقرر کی ہین چنانچہ اونکی شکل یہہ ہے ۱ ؛ ۲ ؛ ۳ ؛ ۴ ؛ ۵ ؛ ۶ ؛ ۷ ؛ ۸ ؛ ۹ ؛ اور دسوین شکل صفر کی یہہ ہے ؛ ۰ ؛ یاد رکھو کہ صفر حساب کی اصطلاح مین اوس نقطے کو کہتے ہین جو حفظ مراتب کیواسطے لکھا جاتا ہے اور متقدمین صفر کی صورت کو ہاے ملفوظی کیطرح مدور لکھتے تھے

علم حساب کا بیان

یعنی ۵، اور پانچ کی رقم کو چہوٹی عین کیصورت پر اسطرح کہ جسکا دامن سر سے ملا ہوا ہو یعنی ٥، لیکن متاخرین نے
پانچ کو صفر متقدمین کی شکل اور صفر کو نقطہ حروف تہجی کیصورت لکہنا شروع کر دیا اسکا یہہ دستور ہے کہ اگر
بڑا عدد تحریر کرنا منظور ہے اور اوسکے پہلے کوئی عدد نہو تو اول مین جسقدر مرتبے واقع ہون اوسی
قدر نقطے لکہدیتے ہین چنانچہ دس اور بیس وغیرہ مین نوّے تک درجۂ آحاد پر ایک نقطہ موجود ہے
یعنی ۱۰، ۲۰، ۳۰، ۴۰، ۵۰، ۶۰، ۷۰، ۸۰، ۹۰، اور سو دوسو وغیرہ مین نوسو تک درجۂ
آحاد و عشرات پر دو نقطے موجود ہین یعنی ۱۰۰، ۲۰۰، ۳۰۰، ۴۰۰، ۵۰۰، ۶۰۰، ۷۰۰، ۸۰۰،
۹۰۰، اور ہزار دو ہزار وغیرہ مین آحاد و عشرات و مئات کا مرتبہ خالی ہونیکے سبب سے تین نقطے موجود ہین
یعنی ۱۰۰۰، ۲۰۰۰، ۳۰۰۰، ۴۰۰۰، ۵۰۰۰، ۶۰۰۰، ۷۰۰۰، ۸۰۰۰، ۹۰۰۰، وعلیٰ ہذا القیاس اور
جب اس سے پہلے کوئی عدد ہوگا جیسے ۳۲ بتیس یا ۴۵۷ چارسو ستاون وغیرہ تو اون اعداد کے
سبب سے بڑا عدد اپنے مرتبے مین ہوتا ہے نقطونکی کچہہ ضرورت نہین اور جسکہ بعضے مراتب مین اعداد ہون
اور بعضے مین نہون تو جن مرتبون مین عدد نہوگا وہان نقطہ رکہدینگے مثلاً چہہ سو نو یا تیس ہزار دوسو
سات اسطرح لکہتے ہین ۶۰۹ اور ۳۰۲۰۷ وعلیٰ ہذا القیاس اور ہر بالا کا عدد اپنے ماقبل کے عدد سے
مرتبے مین دہ چند ہوگا اور ہر مرتبے کیواسطے ایک نام جداگانہ مقرر ہے چنانچہ اکن، دہن، سہن،
ہزارن، دہ ہزارن، لکہن، دہ لکہن، کروڑن، دہ کروڑن، اربن، دہ اربن، کہربن، دہ کہربن،
نیلن، دہ نیلن، پدمن، دہ پدمن، سنکہن، دہ سنکہن، وغیرہ اسکی طرف اشارہ ہے اور محاسبین
متقدمین و حکمائے سلف تعداد ایام و شہور و سنین اور آنہ پائی وغیرہ اور وزن اشیا کے لیئے اور عدد
صغیر کو عدد کبیر کے مقابل لکہنے کیواسطے یہی اعداد مذکورہ استعمال مین لاتے ہین اور تعداد مبالغ و نقرہ و طلا
واراضی وغیرہ کو رقوم عربی سے لکہتے ہین عربی رقمین یہہ ہین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ان رقمون مین ایک سے لگا کر انیس تک برابر شکلین
متواتر موجود ہین اور بیس سے نوّے تک دہائیان اور سو سے نوسو تک سینکڑے اور ہزار سے بیس ہزار تک
رقمونکی صورتین معلوم ہوتی ہین انکے دریافت کر لینے سے انسان ہر طرح کی رقم لکہہ سکتا ہے نمونے کیلیے

جمع

اسقدر بہہ وجوہ کافی ہین اور لاکہہ کیواسطے عربی مین یہہ شکل مقرر ہے لک اے خرد پرور
پیشتر ہم بیان کر چکے ہین کہ عدد یا صحیح ہوگا یا کسر لہذا پہلے عدد صحیح کی تشریح کرتے ہین اول عمل جمع
اور وہ دو عدد یا زیادہ عددون کے اکہٹے کرنیکو کہتے ہین یہہ عمل داہنی طرف سے شروع کیا جاتا ہے اس کا
طریق یہہ ہے کہ جن عددونکو جمع کرنا منظور ہو اونکو دو سطرونمین اسطرح لکہو کہ اکائی کے نیچے اکائی
اور دہائی کے نیچے دہائی اور سینکڑے کے نیچے سینکڑا وعلیٰ ہذا القیاس جہانتک ہو پہر اسکے
نیچے ایک خط کہینچکر حاصل جمع کو اوسکے نیچے لکہدو اسلیئے کہ وہ خط عدد مجموع سے عدد حاصل کو جدا کرتا ہے
اس خط کا نام خط عرضی ہے اب اس خط کے نیچے اکائی کو اکائی کے ساتہہ جمع کرکے لکہو اور دہائی کو
دہائی کے ساتہہ غرضکہ آخر تک یہی طریقہ جاری رکہو پس اگر دو عددونکی جمع دس سے کم ہو تو اوسکو بجنسہ
اوس عدد کے نیچے لکہدو اور دس سے زیادہ حاصل ہو تو اوس زیادہ کو تحریر کرلو اور جو پورے دس حاصل ہون تو
اوس مرتبے کے نیچے صفر لگاؤ اور ان دونون صورتونمین دس کے بدلے ایک عدد اپنے ذہن مین محفوظ
رکہو اسواسطے کہ ہر مرتبہ اپنے اگلے مرتبے سے دہ چند ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ دو سطرون کی جمع مین
ایک سے زیادہ دہائی کبہی حاصل نہوگی غرضکہ مرتبہ آئندہ کے حاصل جمع مین وہ ایک زیادہ کرنا پڑتا ہے
اور جو آئندہ کوئی عدد نہو تو صرف وہی ایک نیچے لکہدو اے خرد پرور اسکی چار صورتین ہین ایک
یہہ کہ وہ مرتبہ ایک سطر مین ہو اور دوسری مین نہو چنانچہ ۳۴/۴ دوسرے یہہ کہ ایک سطر مین وہ مرتبہ
موجود ہے مگر عدد نہونیکے سبب سے صفر دیا گیا اور دوسری سطر مین وہ مرتبہ نہین ہے چنانچہ ۳۰۴/۴
تیسرے یہہ کہ وہ مرتبہ دونون سطرونمین پایا جاے مگر ایک سطر مین عدد اور دوسری سطر مین صفر ہو چنانچہ
۳۴۴/۴۰۴ چوتہے یہہ کہ وہ مرتبہ دونون سطرونمین موجود ہو مگر دونون جگہ بجاے عدد صفر لگا ہو چنانچہ
۳۰۴/۴۰۴ پس اگر حاصل جمع کی سطر مین کوئی چیز محفوظ نہو تو عدد کو یا صفر کو بعینہ رقم کرو اور جو محفوظ ہے
تو صورت اول اور سوم مین محفوظ اوس مرتبے کے اعداد مین ملادو اور صورت دوم و چہارم مین محفوظ کو
بعینہ اوس مرتبے کے صفر کے نیچے لکہدو اور ان چارون صورتونکی مثال اس عمل سے ظاہر ہے
یہہ طریق دو سطرونکے جمع کرنیکا ہے اور جو بہت سطرین ہون یعنی تین چار یا اس سے زیادہ تو اونکو بہی اسیطرح
نیچے اوپر لکہو چنانچہ اکائی کے نیچے اکائی اور دہائی کے نیچے دہائی وغیرہ اور عمل کو سیدہی طرف سے
شروع کرکے ہر دس کے لیئے ایک ایک یاد رکہتے جاؤ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہین ان دونون عملون مین
کچہہ فرق نہین ہے مگر صرف اسیقدر کہ دو سطرونمین ایک سے زیادہ دہائی حاصل نہین ہوتی اسلیئے ایک یاد رکہنا
پڑتا تہا اور اسمین زیادہ دہائیان حاصل ہوتی ہین اور ہر دہائی کیواسطے ایک ایک یاد رکہتے ہین یعنی اگر بیس

حاصل ہون تو دو اور بیس حاصل ہون تو تین اور چالیس حاصل ہون تو چار وعلی ہذا القیاس چنانچہ اوسکی مثال یہہ ہے

اعداد مجموع

۳ ۷ ۳ ۲ ۷
۸ ۱ ۲ ۳
۴ ۱ ۵
۶ ۹
۷

خط عرضی

حاصل جمع ۸ ۰ ۲ ۶ ۷

عمل جمع کے امتحان کا طریق یہہ ہے کہ اعداد مجموع مین سے بے لحاظ مراتب نو نو طرح دین جو باقی رہے اوسکا نام میزان ہے اسیطرح حاصل جمع مین سے بہی نو نو طرح کرین جو اس مین سے باقی رہے وہ اگر میزان کے برابر ہے تو غالبًا عمل صحیح ہے ورنہ غلط چنانچہ عمل مذکورہ کی میزان یہہ ہے ۶ × ۶

عمل تضعیف

دوم عمل تضعیف اور وہ عددون کے دو چند کرنیکو کہتے ہین یہہ عمل داہنی طرف سے شروع ہوتا ہے اسکا یہہ طریق ہے کہ ایک سطر لکہو اوسکے نیچے ایک خط عرضی کہینچو پہر ایک ایک عدد کو دوگنا کرکے اوس مرتبہ کے نیچے لکہتے جاؤ اور باقی حاصل ہو تو عدد آیندہ کی تضعیف مین شامل کرو یہہ عمل بہی جمع کے مطابق ہے صرف اسقدر فرق سمجہو کہ اوسمین دوسری طرف تحریر کرکے جمع کرتے ہین اور اسمین فرض کرلیتے ہین کہ دوسری سطر بہی بجنسہ اوسکے مشابہ موجود ہے اور تصور مین دونون کو باہم جمع کرکے حاصل جمع کو نیچے لکہتے جاتے ہین چنانچہ عمل تضعیف کی یہہ صورت ہے مضعف ۲۵۲۰۷۳ ضعف ۵۰۴۱۴۶ اسکا امتحان یہہ ہے کہ مضعف کو نو نو کی طرح دو جو میزان باقی رہے اوسکو دونا کرکے لکہو پہر ضعف یعنی حاصل تضعیف کی میزان نکالو اگر دونون مساوی عدد ہین تو غالبًا عمل صحیح ہوگا ورنہ غلط ہے چنانچہ ۲ × ۲

عمل تنصیف

سوم عمل تنصیف اور وہ عددون کے نصف یعنی آدہا کرنے کو کہتے ہین یہہ عمل بائین طرف سے ابتدا کیا جاتا ہے اے عزیز برادر یاد رکہو کہ عدد صحیح دو قسم ہے ایک زوج یعنی جفت جو دو حصون پر صحیح تقسیم ہو جاتا ہے جیسے چار چہہ آٹہہ وغیرہ دوسرے فرد یعنی طاق کہ جو دو صحیح حصون پر منقسم نہو سکے جیسے تین پانچ سات وغیرہ اب سنو کہ ایک سطر برابر لکہو اور ہر عدد کو دو حصے کرکے ایک حصہ بائین طرف سے خط عرضی کے نیچے لکہتے جاؤ اگر صحیح ہے تو فبہا اور جو کسر واقع ہو تو اوسکے واسطے پانچ اپنے ذہن مین محفوظ رکہو اور اس مرتبے سے داہنی طرف جو عدد ہے اوسکی تنصیف کرکے یہہ پانچ اوسمین ملادو اور جو سیدہی طرف صفر ہو تو وہی پانچ اوسکے نیچے لکہدو اور جو ایک کا عدد ہو تو یہہ پانچ اوسکے نیچے بہی لکہے جائینگے مگر اوس ایک کا آدہا یعنی پانچ پہر اگلے عدد کی تنصیف مین ملایا جائیگا اسلئے کہ اگلا مرتبہ اپنے بائین طرف مرتبے سے دس حصے کم ہے تو بایان عدد ایک کا اس داہنے مرتبے مین دس بنجائیگا جسطرح دس اپنے

بائین طرف کے مرتبے سے دس حصے کم ہے تو بایان عدد ایک کا اس واسطے مرتبے مین دس سمجھا گا جسطرح دس اپنے بائین مرتبے مین ایک سمجھا تا ہے اور جبکہ عملِ تنصیف مین اکائی کے مرتبے پر ایک واقع ہوگا تو اوسکے واسطے آدہے کی شکل جدا بنانی پڑے گی اور اوسکے نیچے اگر پانچ محفوظ ہے تو بجنسہ لکھہ یا جا ئیگا ورنہ صرف ایک صفر لگادینگے اور جو اوپر اکائی مین کوئی اور عدد طاق ہوگا تو اوسکی تنصیف کے بعد پہر اکائی کا آدہا لکھنا پڑیگا چنانچہ عملِ تنصیف کی یہہ صورت ہے $\frac{1}{2}$ $\frac{4}{2}\ \frac{3}{1}\ \frac{0}{5}\ \frac{21}{10}$ اور نصف کی علٰحدہ صورت یہہ ہے $\frac{1}{2}$ شمار کنندہ / نسب نما اس خط کے نیچے جو دو کا عدد ہے اسکو نسب نما اور اوپر جو ایک کا عدد ہے اوسکو شمار کنندہ کہتے ہین اسکا حال ہم تمہین کسر کے بیان مین سمجہائینگے اسکے امتحان کا یہہ طریق ہے کہ سطرِ بالا کی میزان بطریقِ مذکور جو باقی رہے اوسکو تضعیف کرکے داہنی طرف لکھو اور حاصلِ تنصیف کی میزان کو بائین جانب لکھو اگر دونون مساوی ہین تو غالباً عمل صحیح ہوگا چنانچہ اس عملِ تنصیف کی میزان یہہ ہے $\frac{9}{9}\ \frac{7}{8}\ \frac{5}{2}\ \frac{2}{1}\ \frac{4}{2}$ ✕ ۲ چہارم عملِ تفریق یعنے بہت عددون مین سے تہوڑے عددون کو کم کرنا یہہ عمل سیدہی طرف سے شروع ہوتا ہے اسکا یہہ طریق ہے کہ زیادہ اعداد کو اوپر اور کم اعداد کو بطریقِ معلوم نیچے لکہکر ایک خطِ عرضی کہینچو اور بڑے عدد مین سے چہوٹے عدد کو کم کرکے جو باقی رہے اوسکو اوسی عدد کے مقابل خطِ عرضی کے نیچے لکہو اگر کچہہ نہ بچے تو صفر تحریر کرو اور جو اوپر والا عدد کم ہو تو بائین طرف سے ایک ہاتھ اوسمین ملاؤ یعنی اگر ایک ہو تو گیارہ اور دو ہون تو بارہ بنالو علیٰ ہذا القیاس اٹھارہ تک احتیاج ہے اور اوسکے واسطے احتیاج نہین پڑتی اسلئے کہ نو سب مین بڑا عدد ہے اگر اسکے نیچے نو ہونگے تو بعد تفریق کے ایک نقطہ لگا یا جائے گا غرضکہ اس عددِ مرکب مین سے وہ عدد کم کرکے جو باقی رہتا ہے اوسکو لکہدو اور جس مین سے یہہ دہائی لی ہے اوسمین ایک کم شمار کرو یعنی پانچ تہے تو چار رہ گئے اور چہہ تہین تو پانچ وعلیٰ ہذا القیاس اور جو دہائی ملانیکی ضرورت مین بائین طرف ایک صفر ہو یا زیادہ تو ہر صفر پر نو کا عدد لکہدو اور اون صفرونکے بعد جہان کوئی عدد ہو اوسمین سے ایک کم کرکے وہ رقم اوپر تحریر کرو اور جو آخر مین ایسے موقع پر ایک کا عدد ہوگا تو وہ خود فنا ہو جائیگا اور اوسکے اول کے نقطے پر صرف نو باقی رہجائینگے اور اون نقطون کے نیچے اوپر والے عدد کی تفریق کیجاتے گی اور یاد رکہو کہ زیادہ عدد زنہار نیچے واقع نہون گے چنانچہ عملِ تفریق کی مثال یہہ ہے دیکہو

۲	۴	۰	۷	۵	۳	مفروق منہ
	۲	۹	۸	۷	۲	مفروق
۲	۴	۰	۸	۹	۱	حاصلِ تفریق

چہارم عملِ تفریق

تفریق کا امتحان اسطرح کیاجاتاہے کہ نونو کیطرح کے بعد مفروق منہ کی میزان سے مفروق کی میزان کم کریں میزانوں کی حاصل تفریق کو اوپر کے خانہ مین لکھو اور حاصل تفریق کی میزانکو نیچے کے خانہ مین لکھو اگران دونون خانونکی میزانین برابر ہون تو عمل صحیح ہے

دونون کی حاصل تفریق

مفروق منہ کی میزان ۶ ۵ ۱ مفروق کی میزان

۵

حاصل تفریق کی میزان

عمل ضرب

پنجم عمل ضرب یعنی ایکعدد کو دوسرے عدد کی مقدار پر بڑہالینا جیسے پانچ کو چہہ مین ضرب دینے سے یہہ مطلب ہے کہ پانچ کو چہہ بار اکہٹا کرلین اور جن دو عددونکو باہم ضرب کرتے ہین ایک مضروب اور دوسرے کو مضروب فیہ اور تیسرے عدد کو جو ان دونونکی ضرب سے حاصل ہوتا ہے حاصل ضرب کہتے ہین اور ہمکو اختیار ہے کہ ان دونون عددونمین جسکو چاہین مضروب اور جسکو چاہین مضروب فیہ قرار دین مگر دستور یہہ ہے کہ زیادہ کو مضروب اور کم کو مضروب فیہ مقرر کرتے ہین آخر دیرو عمل ضرب کی تین قسمین ہین اول مفرد کی ضرب مفرد مین یعنی اکائی کو اکائی مین ضرب دینا اور اسکیواسطے ایک عمدہ نقشہ ہم تمہین یاد دلواتے ہین نقشہ مندرج عمل ضرب

نقشہ ضرب

۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
								۱	۱
							۴	۲	۲
						۹	۶	۳	۳
					۱۶	۱۲	۸	۴	۴
				۲۵	۲۰	۱۵	۱۰	۵	۵
			۳۶	۳۰	۲۴	۱۸	۱۲	۶	۶
		۴۹	۴۲	۳۵	۲۸	۲۱	۱۴	۷	۷
	۶۴	۵۶	۴۸	۴۰	۳۲	۲۴	۱۶	۸	۸
۸۱	۷۲	۶۳	۵۴	۴۵	۳۶	۲۷	۱۸	۹	۹

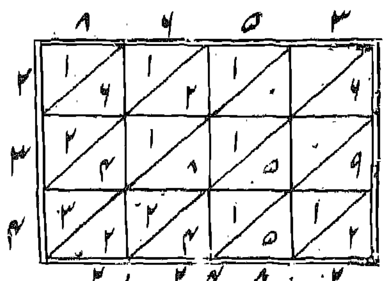
اس نقشہ مین داہنی طرف کے عدد مضروب اور اوپر کے مضروب فیہ اور باقی حاصل ضرب ہین اسکے دریافت کرنیکا یہہ طریق ہے کہ دونون عددونکا حاصل ضرب اوسی خانہ مین موجود ہے جو مضروب اور مضروب فیہ کے مقابل واقع ہوا ہے مثلاً چہہ کو چار مین ضرب کرین تو چوبیس ہونگے یہہ عدد اوس خانہ مین موجود ہے جو عرضاً چہہ کے مقابل اور طولاً چار سے محاذی ہے وعلی ہذا القیاس اور اگر آحاد کو غیر آحاد مین یعنی اکائی کو دہائی یا سینکڑے وغیرہ مین ضرب کرین یا غیر آحاد کو غیر آحاد مین یعنی دہائیون کو دہائیون مین اور سینکڑونکو سینکڑونمین یا ہزارونکو ہزارونمین ضرب دین تو اوسکا یہہ قاعدہ ہے کہ ایک عدد کی صورت کو دوسرے عدد کی صورت مین بغیر لحاظ مراتب کے ضرب کرو حاصل ضرب کو تحریر کرکے ایک جانب یا دونون

دائیں میں جتنے صفر ہوں اون سبکو اس حاصل ضرب کے داہنی طرف لکھدو اب بلحاظ مراتب وہ عدد حاصل ضرب ہے مثلاً چار کو پچاس میں ضرب دینے سے دو سو ہوتے ہیں پس ۴ کو ۵ میں ضرب دیا ۲۰ ہوئے اوسپر جو ایک صفر ۵۰ میں موجود ہے لکھدیا ۲۰۰ ہوئے اسیطرح ۸۰ کو ۶۰۰ میں ضرب دیا تو ۴۸۰۰۰ ہوئے یعنی ۸ کو ۶ میں ضرب دیا ۴۸ ہوتے ہیں اوسکے داہنی طرف ۸۰ کا ایک نقطہ اور ۶۰۰ کے دو نقطے رکھدیتے تو ۴۸۰۰۰ ہوگئے **دوم ضرب مفرد کی مرکب میں** اسکا یہہ طریق ہے کہ عدد مرکب یعنی مضروب فیہ کے داہنی طرف ایک قوس کھینچکر مفرد مضروب کو لکھو اور مرکب کے نیچے ایک خطِ عرضی کھینچکر مفرد کو ہر رقم میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو اگر دس سے کم ہے تو خطِ عرضی کے نیچے لکھتے جاؤ اور جو دہائی حاصل ہو تو صفر دو اور دہائی سے زیادہ حاصل ہو تو زیادہ کو لکھدو اور ان دونوں صورتوں میں دہائی آیندہ مرتبے کے حاصل ضرب پر زیادہ کرکے عمل جمع کا قاعدہ جاری کرو مثال اسکی یہہ ہے ۴) $\frac{۴۷۴۵۲}{۱۸۹۸۰۸}$ **سوم ضرب مرکب کی مرکب میں** اسکے واسطے یہہ طریق ہے کہ مضروب کے پہلے عدد کو مضروب فیہ کے سب عددوں میں بطریق مذکور ضرب کرکے حاصل ضرب کو خطِ عرضی کے نیچے لکھو پھر مضروب کے دوسرے عدد کو مضروب فیہ کے سب عددوں میں ضرب کرکے نیچے ایک مرتبہ چھوڑکر تحریر کرو اسیطرح آخر تک عمل میں لاؤ جب عمل تمام ہو تو پھر دوسرا خطِ عرضی کھینچکر حاصل ضرب کی سطروں کو مرتبہ وار جمع کرو تو یہہ حاصل جمع تمام مضروب اور مضروب فیہ کی حاصل ضرب ہے

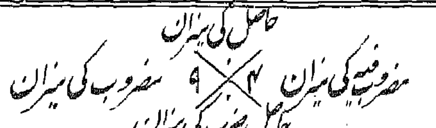
			۸	۶	۵	۳	مضروب فیہ
		مضروب		۲	۳	۴	
		۳	۴	۶	۱	۲	عملِ ضرب
	۲	۵	۹	۵	۹		
۱	۷	۳	۰	۶			
۲	۰	۲	۴	۸	۰	۲	حاصلِ ضرب
عملِ جمع							

مگر اس ضرب کے واسطے ایک طریقہ سب سے بہتر و عمدہ جسکو شبکہ کہتے ہیں نہایت آسان اور سہل الاصول ہے یعنی چار ضلع کی ایک شکل بناکر جسقدر مضروب فیہ کے مرتبے ہوں اوتنے مربع خانے عرض میں اور جسقدر مضروب کے مرتبے ہوں اوتنے مربع خانے طول میں بناؤ اور ہر مربع میں ایک ایک ترچھا خط کھینچکر دو دو مثلث نکالو اور مضروب فیہ کا ہر مرتبہ ایک ایک خانے پر برابر برابر ایک سطر میں لکھو اور مضروب کے عدد بائیں جانب اس شکل سے تحریر کرو کہ سب کے نیچے اکائی ہو اوسکے اوپر دہائی اور اوسکے اوپر سینکڑا وعلیٰ ہذا القیاس پھر مضروب کے ہر مرتبے کو مضروب فیہ کے ہر مرتبے میں اکائی سمجھکر ضرب کرو اور حاصل ضرب کو ایسے خانہ میں لکھو کہ جو دونوں عددوں کے مقابل ہو جسطرح ہم ضربِ مدرج کے نقشے میں سمجھا چکے ہیں

مگر اتنا فرق ہے کہ اکائی کو نیچے کے مثلث میں اور دہائی کو اوپر کے مثلث میں تحریر کرو اور پوری حاصل سے جو اوپر والے مثلث میں لکھو اور نیچے والے مثلث میں صفر دو اور یاد رکھو کہ ہر مربع میں ایک عدد کی ضرب پوری ہوجائے گی دہائیان محفوظ رکھنے سے مطلق سروکار نہوگا غرضکہ اسیطرح عمل تمام کرو اور ان عددونکو منحرف جمع کرنا چاہیئے یعنی جسقدر ترچھے خطوط اونکے درمیان جو عدد ہون اون پر جمع کا قاعدہ جاری کرنا پڑیگا اور حاصل جمع مین ہر دہائی کیواسطے ایک ایک فرض کرکے مابعد کے عدد پر زیادہ کرو جیسے عمل جمع وغیرہ مین تم یاد کرچکے ہو چنانچہ ہمکو منظور ہے کہ بطریق شبکہ آٹھہ ہزار چھہ سو ترپن ۸۶۵۳ کو دو سو چونتیس ۲۳۴ مین ضرب کرینگے تو یہہ صورت ہوگی شبکہ



عمل ضرب کا امتحان یہہ ہے کہ مضروب کی میزان کو مضروب فیہ کی میزان مین ضرب کرکے حاصل کی میزان لین جو باقی رہے اگر وہ حاصل ضرب کی میزان سے مطابق ہے تو غالباً عمل صحیح ہوگا چنانچہ



ششم عمل قسمت یعنی ایک عدد کو دوسرے عدد کے شمار پر برابر تقسیم کرنا پہلے عدد کو مقسوم اور دوسرے کو مقسوم علیہ اور تیسرے کو خارج قسمت کہتے ہین مثلاً بیس کو چار پر تقسیم کرین یعنی اوسکے چار حصے برابر نکالین تو پانچ حاصل ہوئے ہین ان مین ۲۰ مقسوم ہے اور ۴ مقسوم علیہ اور ۵ خارج قسمت اور یہہ عمل بائین طرف سے شروع کیا جاتا ہے اسکا طریقہ یہہ ہے کہ مقسوم کے عددونکو برابر ایک سطر مین لکھو اور اوسکے بائین طرف ایک قوس کھینچکر مقسوم علیہ تحریر کرو پھر دیکھو کہ مقسوم کی رقم آخر مین سے مقسوم علیہ ایکبار یا زیادہ بانقصان پا سکتا ہے یا نہین اگر پا سکتا ہے تو عمل جاری کرو ورنہ مقسوم کے داہنی طرف سے ایک رقم یا دو تین رقمین یا زیادہ عدد آخر مین شامل کرکے ان سب مین سے مقسوم علیہ جتنی دفع نکل سکتا ہے نکالو اور داہنی طرف قوس دیکر اوسکو لکھہ لو اسکا نام خارج قسمت ہے اس خارج قسمت کو مقسوم علیہ مین ضرب دیکر حاصل ضرب کو مقسوم مین سے تفریق کرو حاصل تفریق ہمیشہ مقسوم علیہ سے کم ہوگا اوسپر مقسوم کے داہنی جانب سے عدد اوتارتے جاؤ اور اسی طریق پر یہہ عمل تمام کرو اگرچہ اعداد پورے تقسیم ہوجائین تو بہتر ہے نہین تو کسر کیصورت اوسکے داہنی طرف بناؤ چنانچہ اوسکا مفصل طریقہ ہم کسر کے بیان مین ذکر کرینگے

اور صورت اس عمل کی یہہ ہے کہ مثلاً ہم چاہتے ہین کہ دوسو ستانوے کو ستائیس پر قسمت کرین تو گیارہ خارج قسمت ہونگے یعنی ۱۱) ۲۹۷ (۲۷ اب دیکھا کہ ۲۷ کا عدد جو مقسوم علیہ ہے مقسوم کے عددِ آخرین ہے کہ ۲ ہین نہین جاسکتا اسلئے اس دو کی داہنی طرف سے ایک عدد اور ملایا ۲۹ ہوئے اسمین سے ۲۷ ایکبار جاسکتا ہے اسکو سیدہی طرف قوس مین لکہا اس ۱ کو خارج قسمت کا ایک جزو سمجہو اب اسکو ۲۷ مین ضرب دیکر ۲۹ کے نیچے لکہا ۲۷ حاصل ہوئے پہر تفریق کا عمل جاری کیا ۲۹ مین سے ۲۷ گئے ۲ باقی رہے اسکو خطِ عرضی کے نیچے لکہا اور دیکہا کہ مقسوم علیہ یعنی ۲۷ اوس ۲ مین سے نہین جاسکتا اسواسطے مقسوم مین کا ایک عدد داہنی طرف سے اور اوتارا یعنی ۷ تو اب یہہ ۲۷ ہوئے اسمین سے ۲۷ جو مقسوم علیہ تہا ایکبار نکلا اوس ۱ کو خارج قسمت اول کے داہنی جانب تحریر کیا اس ۱ کو پہر ۲۷ مین ضرب دیکر مقسوم کے نیچے لکہا اور عمل تفریق جاری کیا ۲۷ مین سے ۲۷ گئے کچہہ نا اور عمل بہی تمام ہوچکا

مقسوم

خارج قسمت ۱۱) ۲۹۷ (۲۷ مقسوم علیہ

۲۷

۲۷

۲۷

××

عملِ قسمت کے امتحان کا یہہ قاعدہ ہے کہ خارجِ قسمت کی میزان کو مقسوم علیہ کی میزان مین ضرب دو حاصلِ ضرب کی میزان اگر مقسوم کی میزان سے مطابق ہو تو غالباً عمل صحیح ہوگا چنانچہ

حاصل ضرب کی میزان

میزانِ خارجِ قسمت ۲ ╳ ۹ میزانِ مقسوم علیہ

مقسوم کی میزان

ہشتم عمل جذر جو عدد کہ اپنی ذات مین ضرب کیا جاتا ہے اہلِ حساب کی اصطلاح مین اوسکا نام جذر ہے اور مساحت کی اصطلاح مین مربع اور جبر و مقابلہ کی اصطلاح مین مال کہتے ہین اسے خرد پرور یاد رکہو کہ عدد دو قسم ہے منطق اور اصم منطق وہ ہے کہ فی الحقیقت جذر رکہتا ہو اور اصم وہ ہے کہ فی الحقیقت جذر نہ رکہتا ہو مگر تقریباً اور اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ بائین طرف سے شروع کیا جاتا ہے اول جن عددونکا جذر نکالنا منظور ہے اونکو ایک سطر مین لکہو پہر اکائی پر ایک نقطہ دیکر ایک ایک عدد کے بعد علامت کے نقطے لگاتے چلے جاؤ پس نقطہ یا آخر کے عدد پر تمام ہوگا یا عددِ آخر کے قبل پر اب دیکہو کہ اگر آخر کے عدد پر نقطہ ہے تو فقط وہی عدد لو اور جو اوسکے قبل پر ہے تو دونو کو ایک عددِ مرکب تصور کرو پہر اوسکا جذر نکالکر نقطہ آخر کے اوپر لکہو اور اوسکو بنفسہ ضرب دیکر اوسکے مجذور مین سے تفریق کرو حاصلِ تفریق کو خطِ عرضی کے نیچے لکہو پہر اوسکے بائین طرف ایک قوس دیکر اوس جذر کو جو نقطے پر لکہا ہے تضعیف کرکے اوس قوس مین لکہو اور اوسکو مقسوم علیہ قرار دیکر

داہنی طرف سے دو عدد حاصلِ تفریق پر اوتارو اور اسکو مقسوم قرار دیکر خارج قسمت کو نقطہ دوم پر لکھو جو
اعدادِ جذر کا جزوِ دوم ہے اب پہلے اسکو بنفسہ ضرب دیکر اوسکے نیچے لکھو اگر دہائی حاصل ہے تو یاد رکھو پھر
اوسی عدد کو اوس عددِ قوسی مین ضرب دیکر دہائی شامل کرلو اور اس حاصلِ ضرب کو اوپر کے عددون مین سے
تفریق کرکے حاصلِ تفریق کے بائین جانب دوسری قوس کھینچو اور اوپر کے دونون عددون کی تضعیف اس قوس مین
لکھکر مقسوم علیہ قرار دو اور مجذور مین سے دو عدد اور حاصلِ تفریق پر اوتار کر اوسکو مقسوم سمجھو خارج قسمت کو
تیسرے نقطے پر لکھو اور آخر تک یہی عمل جاری کرو اگر کسر باقی نرہے تو جذرِ منطق ہے اور جو کسر بچے تو جذرِ اصم ہے
اوسکا نسب نما اور شمار کنندہ بناؤ یعنی جذر کو دوچند کرکے اپنی طرف سے ایک عدد فالتو اوسمین ملاؤ اور اسکو
نسب نما سمجھکر خطِ عرضی کے نیچے لکھو اور جو کچھ کسر باقی رہی ہو اوسکو اس خطِ عرضی کے اوپر لکھدو چنانچہ دونون صورتون مین اس عمل کی مثال یہہ ہے

جذرِ منطق کی مثال

۹ ۷ ۴

۹۴۸۶۷۶

۸۱

۱۸) ۱۳۸۶

۱۳۰۹

۱۹۴) ۷۷۷۶

۷۷۷۶

× × × ×

جذرِ اصم کی مثال

۲ ۳ ۱

۵۳۷۴۲

۴

۴) ۱۳۷

۱۲۹

۴۶) ۸۴۲

۴۶۱

کسر ۳۸۱

شمار کنندہ ۳۸۱ / نسب نما ۴۶۳

ہشتم اربعہ متناسبہ یعنی تین عددِ معلوم ہین سے چوتہا عددِ مجہول دریافت کرنا اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ اس حساب مین
چار عدد ہوتے ہین پس جو نسبت کہ اول کو دوسرے کے ساتہہ ہے وہی نسبت چوتہے کو تیسرے کے ساتہہ ہے
اگر تیسرا عدد معلوم نہو تو پہلے عدد کو چوتہے مین ضرب دیکر حاصلِ ضرب کو دوسرے عدد پر قسمت کرو خارج قسمت
تیسرا عددِ مجہول ہوگا اور جو چوتہا عدد معلوم نہو تو دوسرے اور تیسرے عدد کو باہم ضرب دیکر اول پر تقسیم کرو خارج قسمت
چوتہا عددِ مجہول ہوگا چنانچہ ایک جنس دس روپیہ کی چار سیر ہے تو پانچ روپیہ کی کتنی ہوگی اسمین تین عدد معلوم ہین
یعنی ۱۰ اور ۴ اور ۵ مگر چونکہ اسمین چوتہا عدد معلوم نہین اسواسطے دوسرے عدد کو تیسرے عدد مین یعنی ۴ کو ۵ مین ضرب دیا
۲۰ ہوتے اس حاصلِ ضرب کو عددِ اول یعنی دس پر تقسیم کیا بیس مین سے دس دو مرتبہ نکلتے ہین یہی خارج قسمت
یعنی ۲ دو مطلوب اور چوتہا عدد ہے اس سے ظاہر ہوا کہ پانچ روپیہ کی دو سیر ہوگی وعلیٰ ہذا القیاس تیسرا عدد معلوم
نہین چنانچہ اسی مثال کو ہم دوسرے طور پر بیان کرتے ہین جیسے دس روپیہ کی چار سیر تو کتنے کی دو سیر ہوگی
یعنی ۱۰ کی ۴ ہی ؟ کی ۲ ہوگی اب پہلے عدد کو چوتہے عدد مین ضرب دیکر دوسرے عدد پر قسمت کیا یعنی

دس کو دو مین ضرب دیکر چار پر بانٹا تو بیس مین سے پانچ حاصل ہوے یہی پانچ مطلوب اور تیسرا عدد ہے

نہم عملِ خطائین یعنی دو غلطیون سے تیسرا صحیح جواب حاصل کرنا اسکا یہہ طریق ہے کہ اگر کوئی سائل سوال کرے تو اپنے ذہن مین ایک عدد فرض کرکے اوس مین سے جواب تلاش کرو اگر موافق ہے تو فہو المراد ورنہ خطا واقع ہوئی پس دیکھو کہ خطا کم ہے یا زیادہ اور اس عدد کو علحدہ تحریر کرکے جسقدر خطا واقع ہوئی ہے اوس کو بھی جداگانہ لکھو اس عدد کا نام **مفروضِ اول** اور اس خطا کا نام **خطاے اول** ہے پہر دوبارہ ایک عدد فرض کرکے اوسپر وہی عمل جاری کرو اگر موافق ہوا تو جواب حاصل ہے اور خطا واقع ہوئی تو دیکھنا چاہیے کہ زیادہ ہے یا کم اور اس عدد کو علحدہ لکھو اور جسقدر خطا واقع ہوئی ہے اوسکو بھی جدا تحریر کرو اس عدد کا نام **مفروضِ دوم** اور خطا کا نام **خطاے دوم** ہے اب ان چارون سے سوال نکالنے کا یہہ طریق ہے کہ مفروضِ اول کو خطاے دوم مین ضرب دو حاصلِ ضرب کا نام **محفوظِ اول** ہے اور مفروضِ دوم کو خطاے اول مین ضرب دو حاصلِ ضرب کا نام **محفوظِ ثانی** ہے اب غور کرو کہ اگر دونون خطائین ایک قسم کی ہین یعنی دونون کم ہین یا دونون زیادہ تو اسصورت مین ایک خطا کو دوسری خطا مین سے تفریق کرو حاصلِ تفریق کا نام **فضلِ خطائین** ہے اور ایک محفوظ مین سے دوسرے محفوظ کو تفریق کرو حاصلِ تفریق کا نام **فضلِ محفوظین** ہے پس فضلِ محفوظین کو فضلِ خطائین پر قسمت کرو خارجِ قسمت جوابِ صحیح ہے اور جو خطائین مختلف ہین یعنی ایک کم اور ایک زیادہ تو اسصورت مین دونون خطاؤن کو جمع کرو اور دونون محفوظون کو بھی جمع کرو اسکا نام **مجموعِ خطائین** ہے اور اسکا نام **مجموعِ محفوظین** ہے پہر مجموعِ محفوظین کو مجموعِ خطائین پر قسمت کرو جو کچھہ خارجِ قسمت ہو وہی عددِ مطلوب ہے مثلاً ہم تمھین بہت سہل مثالین سمجھاتے ہین کہ وقت واقع نہوا ے خردپرور بھلا وہ کونسا عدد ہے کہ اگر ہم اوسپر پانچ زیادہ کرین تو چودہ ہون پس ظاہر ہے کہ نو ہین مگر اس طریقے سے دریافت کرنا چاہتے ہین چنانچہ ہمنے آٹھہ کو فرض کیا اور اسپر پانچ زیادہ کئے تو تیرہ ہوے ہمین چودہ درکار ہے ایک کی خطا واقع ہوئی آٹھہ کا نام مفروضِ اول اور ایک کا نام خطاے اول ہے اب ہمنے دوسرا عدد فرض کیا کہ دس ہے ہمین پانچ ملانے سے پندرہ ہوے اور ہمین چودہ درکار تھے پس ایک زیادہ ہوگیا اسصورت مین پہر ایک کی غلطی واقع ہوئی اب دس کا نام مفروضِ دوم اور اس ایک کا نام خطاے دوم ہے اب ہمنے مفروضِ اول یعنی آٹھہ کو خطاے دوم یعنی ایک مین ضرب دیا وہی آٹھہ حاصل ہوے اسکا نام محفوظِ اول ہے اور مفروضِ دوم یعنی دس کو خطاے دوم یعنی ایک مین ضرب دیا دس ہوے اس کا نام محفوظِ ثانی ہے چونکہ خطائین مختلف ہین یعنی ایک کم اور ایک زیادہ پس خطاؤن کو جمع کیا دو ہوے محفوظون کو جمع کیا اٹھارہ ہوے ۱۸ کو ۲ پر قسمت کیا خارجِ قسمت ۹ ہین یہی ہمارے سوال کا جواب ہے یعنے ۹ پر ۵ زیادہ کرین گے تو ۱۴ ہوجائین گے مثال اس کی یہہ ہے **سوال** وہ کونسا عدد ہے

جسپر پانچ زیادہ کرو تو چودہ ہو جائیں اب دیکھو کہ اس سوال کی تین صورتیں ہیں یا تو دونوں خطائیں باہم مخالف ہونگی جیسے ایک کم اور ایک زیادہ یا دونوں زیادہ ہونگی اور یا دونوں کم اس خطائے مختلف کا طریق علحدہ اور خطائے مجنس کا علحدہ ہے چنانچہ

اس سوال کی پہلی صورت

مفروض اول	عمل خطائین	خطاء اول	محفوظ اول	مفروض دوم	عمل خطائین	خطاء دوم	محفوظ ثانی
۸	۵ ، ۸ ـــ ۱۳	ا کم	۸ ، ۱ ـــ ۸	۱۰	۵ ، ۱۰ ـــ ۱۵	ا زائد	۱۰ ، ۱ ـــ ۱۰

مجموع خطائین	خارج قسمت	مقسوم	مقسوم علیہ	مجموع محفوظین
۲	(۹) وہذا المطلوب	۱۸ مجموع محفوظین	(۲) مجموع خطائین	۱۸

اس سوال کی دوسری صورت

مفروض اول	عمل خطائین	خطاء اول	محفوظ اول	مفروض دوم	عمل خطائین	خطاء دوم	محفوظ دوم
۴	۵ ، ۴ ـــ ۹	۵ کم	۴ ، ۴ ـــ ۸	۷	۵ ، ۷ ـــ ۱۲	۲ کم	۷ ، ۵ ـــ ۳۵

فضل خطائین	خارج قسمت	مقسوم	مقسوم علیہ	فضل محفوظین
۵ ، ۲ ـــ ۳	(۹) وہذا المطلوب	۲۷ فضل محفوظین	(۳) فضل خطائین	۳۵ ، ۸ ـــ ۲۷

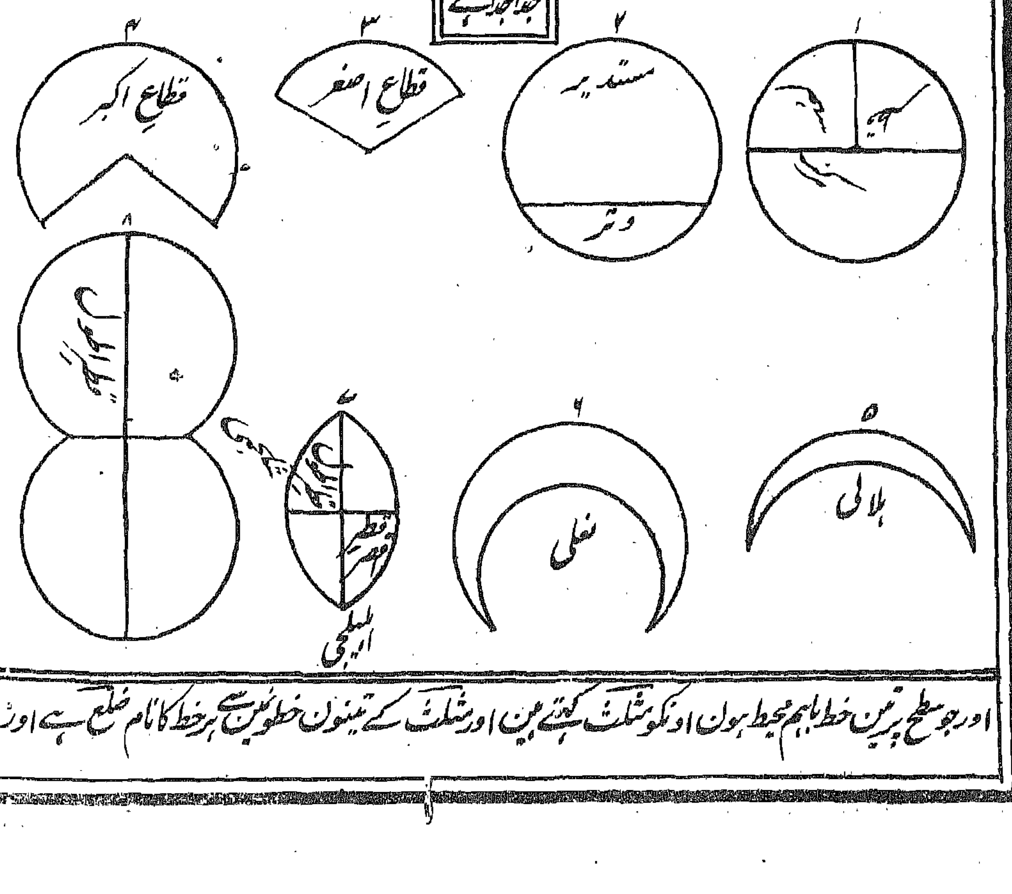
صورت اولی میں خطائے مختلف کی مثال ہے اور صورت ثانی میں خطائے مجنس کی مثال ہے اور خطائے یک جنس میں خواہ دونوں کم ہوں یا دونوں زیادہ ہوں اسی صورت سے عمل جاری کیا جائیگا **دہم عمل عکس** یعنی سوال کو اولٹ کر سیدہا جواب حاصل کرنا اس عمل کو کبھی **تحلیل** اور کبھی **تعاکس** بھی کہتے ہیں اسکا طریق یہہ ہے کہ اگر کوئی کسیطرح کا پیچدار سوال کرے تو اوسکے بیان کو آخر حساب سے برعکس کرنا شروع کرو جہاں جمع ہے وہاں تفریق اور تفریق کی جگہ جمع اور قسمت ہو تو ضرب اور ضرب ہو تو قسمت اور تضعیف ہو تو تنصیف اور تنصیف ہو تو تضعیف اور مجذور ہو تو جذر اور جذر ہو تو مجذور وغیرہ علیٰ ہذا القیاس جسوقت کہ عمل تمام ہوگا بیشک عدد مضمر حاصل ہو جائے گا چنانچہ اوسکی مثال یہہ ہے مثلاً وہ کونسا عدد ہے کہ جسکو چار پر تقسیم کرکے پانچ میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو تضعیف کرکے اوسمیں دس اور جمع کرو تو پچاس ہو جائیں اب ہمنے پچاس میں سے دس تفریق کئے چالیس باقی رہے اوسکو تنصیف کیا بیس ہوئے بیس کو پانچ پر قسمت کیا چار حاصل ہوئے چار کو چار میں ضرب دینے سے سولہ ہوتے ہیں یہی سائل کے سوال کا جواب ہے اسلئے کہ سولہ کو چار پر تقسیم کیا چار حاصل ہوئے ان چار کو پانچ میں ضرب دیا بیس ہوئے بیس کو دوچند کیا چالیس ہوئے دس اور جمع کئے تو پورے پچاس حاصل ہوگئے

وعلی ہذا القیاس اے خرد پرور یہانتک ہمنے عدد صحیح کا بیان کیا اب کسروں کا بھی مختصر حال تمہین سمجھاتے ہین یاد رکھو کہ کسی چیز یا عدد صحیح کے کئی برابر حصوں مین سے اگر ایک یا کئی حصے لیے جائین تو اوسکو کسر کہتے ہین اور کسرین دو رقمین لکھی جاتی ہین اونکے لکھنے کا یہہ طریق ہے کہ جتنے حصے اوس شے کے ہون اونکو صورت کسر مین نسب نما اور مخرج کہتے ہین اور جتنے حصے اونمین سے لین اونکو شمار کنندہ اور کسر کے نام سے نامزد کرتے ہین ان دونون رقمون مین سے ایک چھوٹی لکیر کے نیچے نسب نما کو لکھتے ہین اور اوسکے اوپر شمار کنندہ کو تحریر کرتے ہین مثلاً $\frac{3}{4}$ ایک کسر ہے اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ عدد صحیح چار حصوں مین برابر تقسیم کیا گیا ہے اور اون چار حصوں مین سے تین حصے لئے گئے ہین اس قسم کی کسروں کو کسور عام کہتے ہین اور جن کسروں کا نسب نما دس یا کوئی حاصل ضرب دس کا دس مین ہو وہ کسور اعشاریہ کہلاتے ہین اب سنو کہ کسور عام چھہ قسموں پر منقسم ہے کسر واجب کسر غیر واجب کسر مفرد کسر مضاف کسر مرکب کسر ملتف اول **کسر واجب** وہ کسر ہے جسکا شمار کنندہ نسب نما سے کم ہو مثلاً $\frac{3}{5}$ $\frac{3}{4}$ $\frac{5}{8}$ وغیرہ دوم **کسر غیر واجب** وہ ہے جسمین شمار کنندہ نسب نما کے برابر ہو یا اوس سے زیادہ مثلاً $\frac{2}{2}$ $\frac{9}{7}$ $\frac{11}{11}$ وغیرہ سوم **کسر مفرد** وہ ہے جسمین صرف ایک شمار کنندہ اور ایک نسب نما ہو خواہ وہ کسر واجب ہو یا کسر غیر واجب مثلاً $\frac{5}{5}$ $\frac{7}{8}$ وغیرہ چہارم **کسر مضاف** وہ ہے جسمین کسر کی کسر مثلاً $\frac{1}{4}$ کا $\frac{1}{4}$ یعنی چوتھائی کی چوتھائی اور $\frac{5}{7}$ کا $\frac{1}{2}$ کا $\frac{3}{4}$ یعنی ایک چیز کے پانچ ساتوین حصے کے نصف کی چوتھائی کی تین چوتھائی وغیرہ پنجم **کسر مرکب** وہ ہے جسمین عدد صحیح اور کسر بھی ہو مثلاً $7\frac{3}{4}$ اور $2\frac{5}{8}$ وغیرہ ششم **کسر ملتف** وہ ہے جسمین شمار کنندہ یا نسب نما دونون کسر ہو مثلاً $\frac{3/4}{4}$ جسنے ایک چیز کا چوتھا حصہ مراد نہین ہے بلکہ ایک چیز کے $\frac{3}{4}$ کی چوتھائی سے مراد ہے اسیطرح $\frac{2}{8/5}$ اور $\frac{2/9}{5}$ اور $\frac{3/4}{6/8}$ وغیرہ اور **تحویل کسور** اوسکو کہتے ہین جسمین ایک نام یا ایک صورت کی کسر کو دوسرے نام یا دوسری صورت کی کسر مین لاتے ہین اسکا کام جمع اور تفریق اور ضرب اور تقسیم کسور مین پڑتا ہے غرضکہ فرزانہ روزگار نے شہزادہ خرد پرور کو کسور عام کے سب قواعد بخوبی سمجھا دیئے پھر فرمایا کہ کسور اعشاریہ وہ کسرین ہین جو دسوین حصونکی طرف منسوب ہین اسلئے کہ ان کسروں کا نسب نما دس یا سو یا ہزار وغیرہ ہوتا ہے پس جس کسر کا نسب نما دس ہوگا اوسکا شمار کنندہ دسوین حصوں سے محسوب ہوگا اور جسکا نسب نما سو ہوگا اوسکا شمار کنندہ دسوون کا دسوان ہوگا اور جسکا نسب نما ہزار ہوگا اوسکا شمار کنندہ دسوون کے دسوون کا دسوان ہوگا وعلی ہذا القیاس اور بعضے محاسبین انکو کسور عشراتی بھی کہتے ہین کیونکہ انکے نسب نما عشرات یعنی دہائیان ہوتی ہین غرضکہ کسر اعشاری ایک خاص قسم کی کسر ہوتی ہے جسکا نسب نما ہمیشہ دس یا دس کا دہ چند یعنی سو یا سو کا دہ چند یعنی ہزار یا ہزار کا دہ چند یعنی دس ہزار ہوتا ہے وعلی ہذا القیاس لیکن یہہ نسب نما لکھا نہین جاتا فقط شمار کنندہ ہی لکھا کرتے ہین اور شمار کنندہ کے بائین طرف

ایک ہمزہ لکھدیتے ہین اسلیے کہ اگر کسور اعشاری مین شمار کنندہ کے اعداد معلوم ہون تو نسب نما بھی معلوم
ہو سکتا ہے مثلاً شمار کنندہ مین اگر ایک ہی مرتبہ اکائی کا ہو جیساکہ ۳ تو اوسکے نسب نما مین ایک کے داہنی طرف
ایک صفر ہوگا جیساکہ ۱۰ اور شمار کنندہ مین دو مرتبے ہون تو نسب نما مین دو صفر ہونگے مثلاً ۱۴ شمار کنندہ
تو ۱۰۰ نسب نما ہوگا اور اگر شمار کنندہ مین تین مرتبے ہون تو نسب نما مین بھی تین صفر ہونگے مثلاً اگر
۱۱۴ شمار کنندہ ہو تو ۱۰۰۰ نسب نما ہوگا وعلیٰ ہذا القیاس اسلیے نسب نما کے لکھنے کی کچھہ ضرورت نہین
صرف شمار کنندہ لکھدیا کرتے ہین اور شمار کنندہ کے اعداد سے بائین طرف ایک ہمزہ لکھدیتے ہین اور جو کوئی
عدد صحیح ہو تو اوسکو ہمزہ کے بائین طرف لکھتے ہین مثلاً ۲ ء سے مراد ہے کہ دو دسوین حصے اور ۱۲ ء سے
مراد ہے بارہ سووین حصے اور ۱۱۲ ء سے مراد ہے ایکسو بارہ ہزاروین حصے وعلیٰ ہذا القیاس اس بیان سے
ثابت ہوا کہ کسور اعشاریہ کا نسب نما معلوم ہو تو شمار کنندہ خود بخود معلوم ہو جاتا ہے مثلاً اگر کسر اعشاری کا نسب نما
۱۰۰۰۰۰ ہو تو معلوم کرلینگے کہ اسکا شمار کنندہ پانچ مرتبے کا کوئی عدد ہوگا اسلیے کہ نسب نما مین جسقدر صفر ہونگے
شمار کنندہ مین بھی اوسیقدر مرتبے ہونگے پس اگر چار سووین حصے کسور اعشاریہ مین لکھنے ہون تو اسطور پر
لکھینگے ۴۰ ء کیونکہ سووین حصے کے لکھنے مین نسب نما ۱۰۰ لکھا جاتا ہے اسواسطے شمار کنندہ کے حسب قاعدہ
دو مرتبے چاہئین پس دو مرتبے برابر کرنیکے واسطے چار کے بائین طرف ایک صفر دیکر ہمزہ بنانا چاہتے کیونکہ
اگر چار کے داہنی طرف صفر لکھین تو چالیس سووین حصے ہو جائین گے اور اگر تین ہزاروین حصے لکھنے منظور
ہون تو اسطور پر ۳۰۰ ء لکھے جائینگے اور پانچ دسہزاروین لکھنے ہون تو اسطرح سے ۵۰۰۰ ء لکھین گے
وعلیٰ ہذا القیاس اور اگر کسر اعشاری کے ساتھہ صحیح اعداد بھی ہون تو اونکو ہمزہ کے بائین طرف لکھو مثلاً
۱۴ عدد صحیح اور ۲۶ اعداد کسر کو اسطرح لکھینگے ۲۶ ء ۱۴ القصہ شہزادہ روشن رائے نے کسور اعشاری کے
تمام قاعدے یعنی جمع اور تفریق اور ضرب اور تقسیم اور کسور عام کی تحویل کسور اعشاریہ کیطرف اور کسور اعشاریہ
متوالی خالص اور کسور اعشاریہ متوالی مخلوطہ وغیرہ کا احوال بخوبی دلنشین کرلیا اور مقسوم علیہ اعظم کا طریقہ بھی
معلوم ہوگیا کہ اعداد مفروضہ مین سے جو چھوٹا عدد ہو اوس سے بڑے عدد کو تقسیم کرو اور بڑے عدد مین سے جو باقی
بچتا ہے اوس سے چھوٹے عدد کو جو پہلے مقسوم علیہ تھا تقسیم کرو اور جو باقی بچے اوس سے پہلے باقی کو قسمت کرو
اسیطرح ہر ایک پچھلے باقی پر پہلے باقی کو جو مقسوم علیہ ہو تقسیم کرتے چلے جاؤ اور جو باقی عدد پر پہلی باقی پوری
تقسیم ہو سکے تو یہہ اخیر مقسوم علیہ مقسوم علیہ اعظم ہوگا الحاصل جبکہ فرزانہ روزگار علم حساب کی تعلیم سے
فرصت حاصل کرچکا تو فرمایا کہ اے خرد پرور مہندسون نے سہولت و اختصار کیواسطے جمع و تفریق اور ضرب
و تقسیم وغیرہ کیلیے علامات مقرر کی ہین اونکے استعمال سے بڑا فایدہ یہہ ہے کہ جو مطلب چند سطور مین

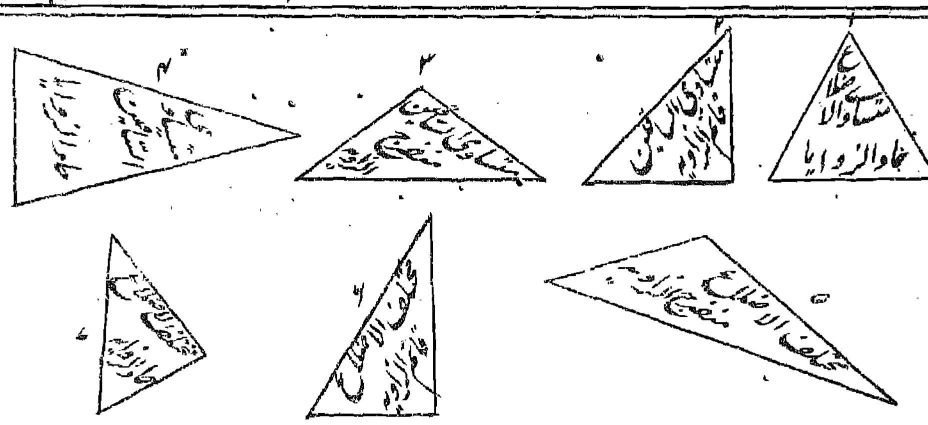
بیان ہوتا ہے وہی مدعا بوسیلہ علامات ایک سطر مین ادا ہو سکتا ہے اسواسطے ضرور ہے کہ ان علامات کو خوب یاد کرکے
اور استعمال مین لاؤ (۱) + یہہ علامت جمع کی ہے جن عدد ونمین لکھتے ہین وہ باہم جمع کیے جاتے ہین
مثلاً ۴ + ۵ + ۲ برابر ہین ۱۱ کے (۲) ـــ یہہ علامت تفریق کی ہے جب دو عدد ونمین لکھتے ہین
تو یہہ مراد ہوتی ہے کہ داہنی طرف کے عدد مین سے بائین طرف کے عدد کو نقصان کرو مثلاً ۹ ـ ۴ کا حاصل ۵ ہوگا اور
(۳) × یہہ علامت ضرب کی ہے جب دو یا زیادہ عدد ونمین آتی ہے تو یہہ مراد ہوتی ہے کہ باہم ضرب کرلو
مثلاً ۴ × ۸ کا حاصل ۳۲ ہے اور ۲ × ۳ × ۴ کا حاصل ۲۴ ہے (۴) ÷ یہہ علامت تقسیم کی ہے
جب دو عدد ونمین آتی ہے تو اول کو دوسرے عدد پر قسمت کرتی ہے مثلاً ۸ ÷ ۲ سے یہہ مراد ہے کہ آٹھہ کو دو پر
قسمت کرو اور ایک خط عرضی کے اوپر اور نیچے دو عدد اسطور پر لکھین ۸/۲ تو اسکے بھی یہی معنی ہین کہ اوپر کا عدد مقسوم
اور نیچے کا مقسوم علیہ ہے (۵) = یہہ علامت مساوات کی ہے جن عدد ونمین آتی ہے وہ عدد مساوی سمجھے
جاتے ہین مثلاً ۲ × ۴ = ۸ یعنی دو ضرب دیئے ہوئے چار مین برابر ہین آٹھہ کے (۶) : :: : یہہ علامت
تناسب کی ہے جن عدد ونمین آتی ہے وہ عدد متناسب ہوتے ہین یعنی اول کو دوسرے سے وہ نسبت ہے جو تیسرے کو
چوتھے سے مثلاً ۴ : ۲ :: ۸ : ۴ لکھتے ہین (۷) √ یا √ یہہ علامت جذر کی ہے جس عدد کے اوپر
یہہ علامت ہوتی ہے اوسکا جذر نکالا جاتا ہے مثلاً √۱۶ برابر ہے ۴ کے کیونکہ ۴ × ۴ = ۱۶ (۸) ∛
یہہ علامت جذر الکعب کی ہے جس عدد کے اوپر ہوتی ہے اوسکا وہ عدد نکالا جاتا ہے جسکو تین بار باہم ضرب کرنے سے
وہ عدد پیدا ہو جائے مثلاً ∛۲۷ برابر ہے ۳ کے یعنی تین کو تین مین ضرب دیا نو ہوتے ہے نو کو تین مین ضرب دیا ستائیس ہوتے
کیونکہ ۳ × ۳ × ۳ = ۲۷ (۹) > اس علامت کو بڑا ہی پڑھتے ہین مثلاً ۳ > ۲ یعنی ۳ بڑا ہی ۲ سے
(۱۰) < اس علامت کو چھوٹا ہی پڑھتے ہین مثلاً ۲ < ۳ یعنی ۲ چھوٹا ہی ۳ سے (۱۱) ـــ اور
○ اور ⊐ ▭ اور { } انکو خطوط وجدائی کہتے ہین یہہ خطوط خط وحدتی کے قائم مقام ہی
سمجھے جاتے ہین الغرض جبکہ علامات حساب سے فرصت پائی تو مساحت کیطرف متوجہ ہوئے اور شہزادہ خرد پرور کو قواعد
وضوابط علم مساحت سے آگاہ کرنیکا وقت آیا دانا ہوشیار یعنی فرزانہ روزگار نے ارشاد فرمایا کہ پیمایش کی
دو صورتین ہین یونانیونکا علیحدہ طور ہے اور فرنگستانیونکا جداگانہ طریق یونان والونکا یہہ قاعدہ ہے کہ خط اور سطح اور جسم سے
بحث کرتے ہین خط ایک درازی کا نام ہے وہ دو قسم ہے مستقیم اور غیر مستقیم مستقیم مفروضہ دو نقطون مین
سب سے چھوٹا خط ہوتا ہے اور جہان کہین صرف خط کا لفظ مذکور ہو وہان اسی خط مستقیم سے مراد ہے اور اہل مساحت کی
اصطلاح مین خط مستقیم کے دس نام مشہور ہین ضلع ساق مسقط الحجر عمود قاعدہ جانب
قطر وتر سہم ارتفاع انمین سے ہر اسم ایک موقع کے لئے مخصوص ہے اور جو دو خط ایسے ہون کہ اونکو

جہانتک لیجاؤ اور وہ آپس میں نملیں تو متوازی کہتے ہیں اور غیر مستقیم دو قسم ہے پرگاری اور غیر پرگاری مگر
غیر پرگاری سے کچھ بحث نہیں ہے اور سطح دو قسم ہے مستوی اور غیر مستوی سطح مستوی وہ ہے کہ اوسپر جسقدر خط
مستقیم کھینچیں وہ سب ہر مقام پر اوس سے برابر ملے رہیں کہیں نشیب و فراز واقع نہو اور غیر مستوی اسکے برخلاف ہے
یاد رکھو کہ سب شکلیں سطح پر قائم کیجاتی ہیں اور جسم کی یہہ صفت ہے کہ وہ طول اور عرض اور عمق رکھتا ہو
اوسکی بھی مختلف شکلیں ہوتی ہیں اول ہم اون شکلونکا بیان کرتے ہیں جو سطح پر قائم کیجاتی ہیں اونکی صورتیں بھی
تمھیں دکھلاتے ہیں اور ہر شکل پر شمار کا ہندسہ دیکر نام لکھے جاتے ہیں کہ تم خاطر خواہ اونکو سمجھہ لو اگر سطح پر ایک خط پرگاری
محیط ہو اوس سطح کو دائرہ اور اوس خط محیط کو مستدیر اور اوس نقطے کو جو دائرہ کے وسط حقیقی میں ہوتا ہے مرکز
اور جو خط مستقیم کہ محیط سے مرکز تک جاتے ہیں اونکو نصف قطر اور جو خط مستقیم کہ دائرہ کو دو ٹکڑے کرتا ہے اوسکو (شکل اول)
وتر اور جو وتر کہ مرکز پر سے گذرتا ہے اوسکو قطر اور جو خط کہ نصف وتر سے نصف قوس تک آتا ہے اوس کو
سہم کہتے ہیں اور جو شکل دائرہ کی ایک قوس اور دو نصف قطر سے محیط ہو پس اگر وہ قوس نصف دائرہ سے
کم ہے تو اوسکو قطاع اصغر اور زیادہ ہے تو قطاع اکبر کہیں گے اور جو شکل دو قوس دائرہ سے اسطرح محیط ہو کہ
دونون کی پشت ایک جانب رہے اگر نصف دائرہ سے زیادہ نہیں تو ہلالی اور زیادہ ہیں تو نعلی کہیں گے اور جو دو قوسین
اسطرح محیط ہوں کہ دونونکی پشت ایکطرف نہو پس جو وہ دونون نصف دائرہ سے کم ہیں تو اونکو اہلیلجی اور دونون
زیادہ ہیں تو شلجمی کہینگے ان دونون شکلونمین دو دو قطر ہوتے ہیں اطول اور اقصر چنانچہ یہہ آٹھوں شکلیں گردش پرگار سے متعلق ہیں اور ہر ایک کا نام (اشکال پرگاری)
جدا جدا ہے

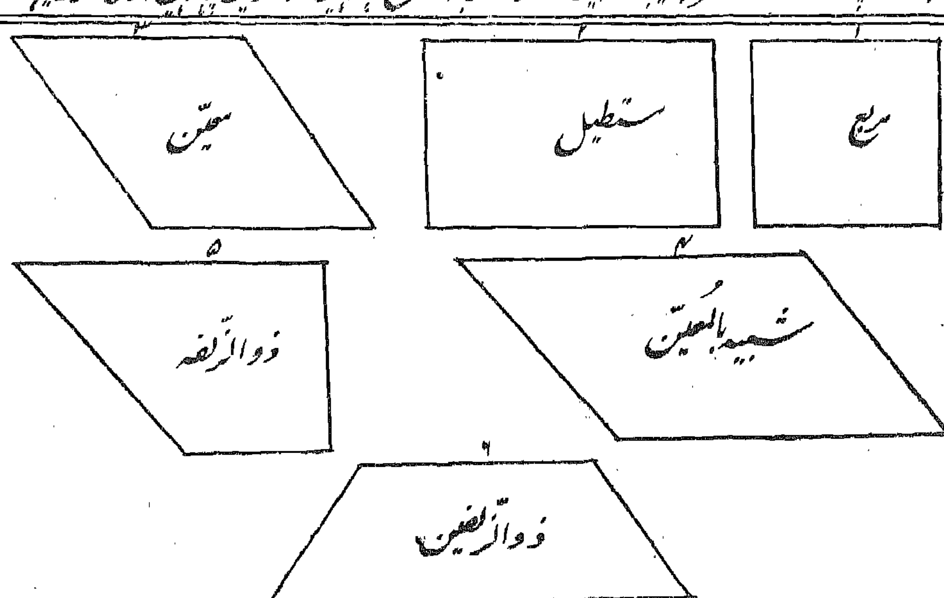


اور جو سطح پر تین خط باہم محیط ہوں اونکو مثلث کہتے ہیں اور مثلث کے تینوں خطوں میں سے ہر خط کا نام ضلع ہے اور

ہر ضلع کو بہ نسبت دوسرے ضلعون کے قاعدہ اور دوسرے ضلعون کو بہ نسبت قاعدے کے ساقین کہتے ہین اور کچھ خاص مثلث ہی کے خطوط کو اضلاع نہین کہتے بلکہ جو شکل خطوط مستقیمہ سے محیط ہوگی اوسکے خطوط محیط کو اضلاع کہینگے اور مثلث باعتبار اضلاع کے تین قسم ہے اول متساوی الاضلاع جسکے تینون ضلع برابر ہون دوم متساوی الساقین جسکے دو ضلع برابر ہون اور تیسرا کم یا زیادہ سوم مختلف الاضلاع جسکے تینون ضلع باہم برابر نہون اور مثلث باعتبار زاویہ بھی تین قسم ہے اول قائم الزاویہ جسکے تینون زاویون مین سے ایک زاویہ قائمہ ہو اور باقی حادہ ہون دوم منفرج الزاویہ جسکا ایک زاویہ کشادہ ہو اور دو زاویہ حادہ ہون سوم حاد الزوایا جسکے تینون زاویے حادہ یعنی تنگ ہون اے خرد پرور جبکہ ایک خط مستقیم کسی دوسرے خط مستقیم پر واقع ہو تو جس مقام پر وہ خط ملتا ہے وہان دو گوشے پیدا ہوتے ہین اونکو زاویہ کہتے ہین پس اگر دونون زاویے برابر ہین تو دونونکو قائمہ کہینگے اور اون دونون خطون کو ایک دوسرے پر عمود جیسا کہ  اور جو دونون زاویے کم و بیش ہون تو جو فراخ ہے اوس کو منفرجہ اور جو تنگ ہے اوسکو حادہ کہینگے جیسا کہ  اور مثلث کی یہ سات شکلین ہین

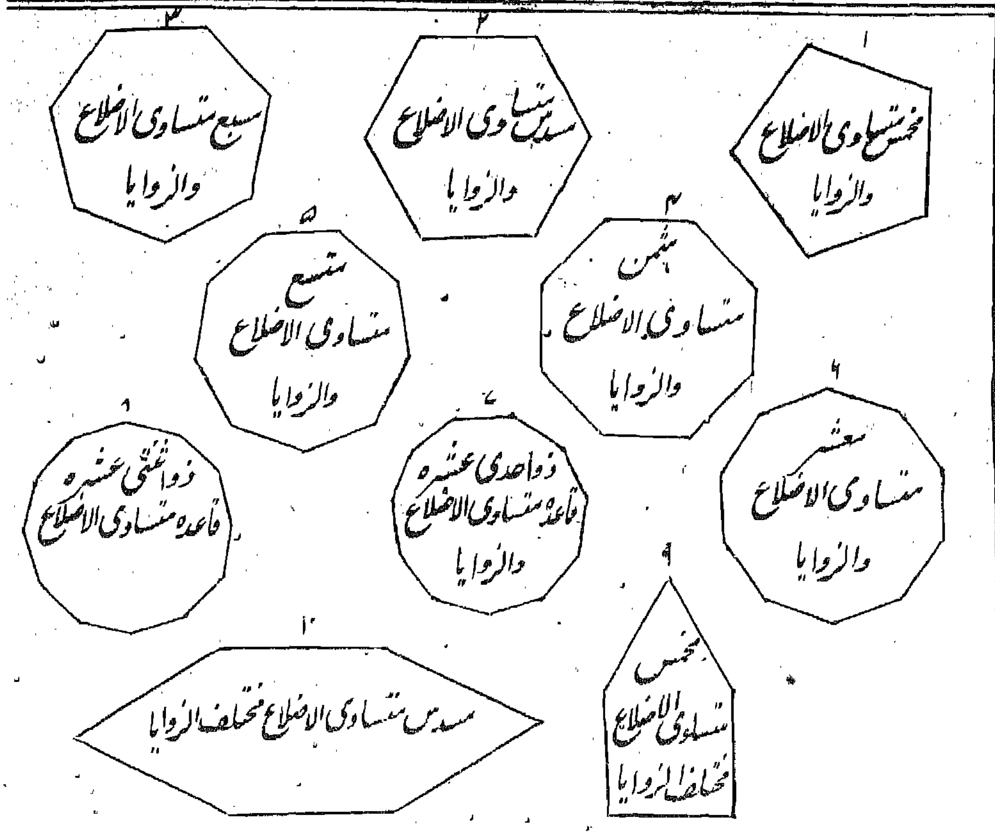


اور جو شکلین چار ضلعون سے مرتب کیجاتی ہین اونکو ذو اربعۃ الاضلاع کہتے ہین وہ شمار مین چھ ہین اونکی صورت یہہ ہے



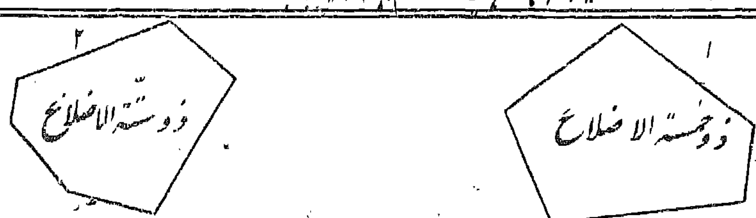
اشکال کثیر الاضلاع

اور جو شکلیں زیادہ چار ضلعوں سے بنتی ہیں اونکو کثیر الاضلاع کہتے ہیں چنانچہ وہ شکلیں یہہ ہیں



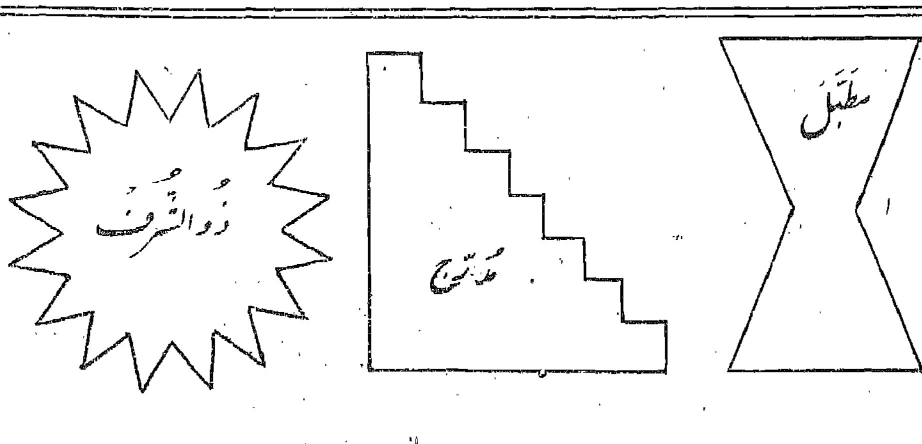
اشکال مختلف الاضلاع

اگر ان شکلوں کے اضلاع و زوایا برابر نہونگے تو ہر ایک شکل کا نام یہی رہیگا چنانچہ مخمس کو ذو خمسۃ الاضلاع اور مسدس کو ذو ستۃ الاضلاع کہینگے علی ہذا القیاس



متساوی الزوایا

اور بعض کثیر الاضلاع شکلیں ایک اسم خاص کے ساتھہ موسوم ہیں جیسے مطبل اور مدرج اور ذو الشرف
اور ان میں سے ہر شکل میں کئی کئی شکلیں مشتمل ہیں چنانچہ اونکی صورت یہہ ہے



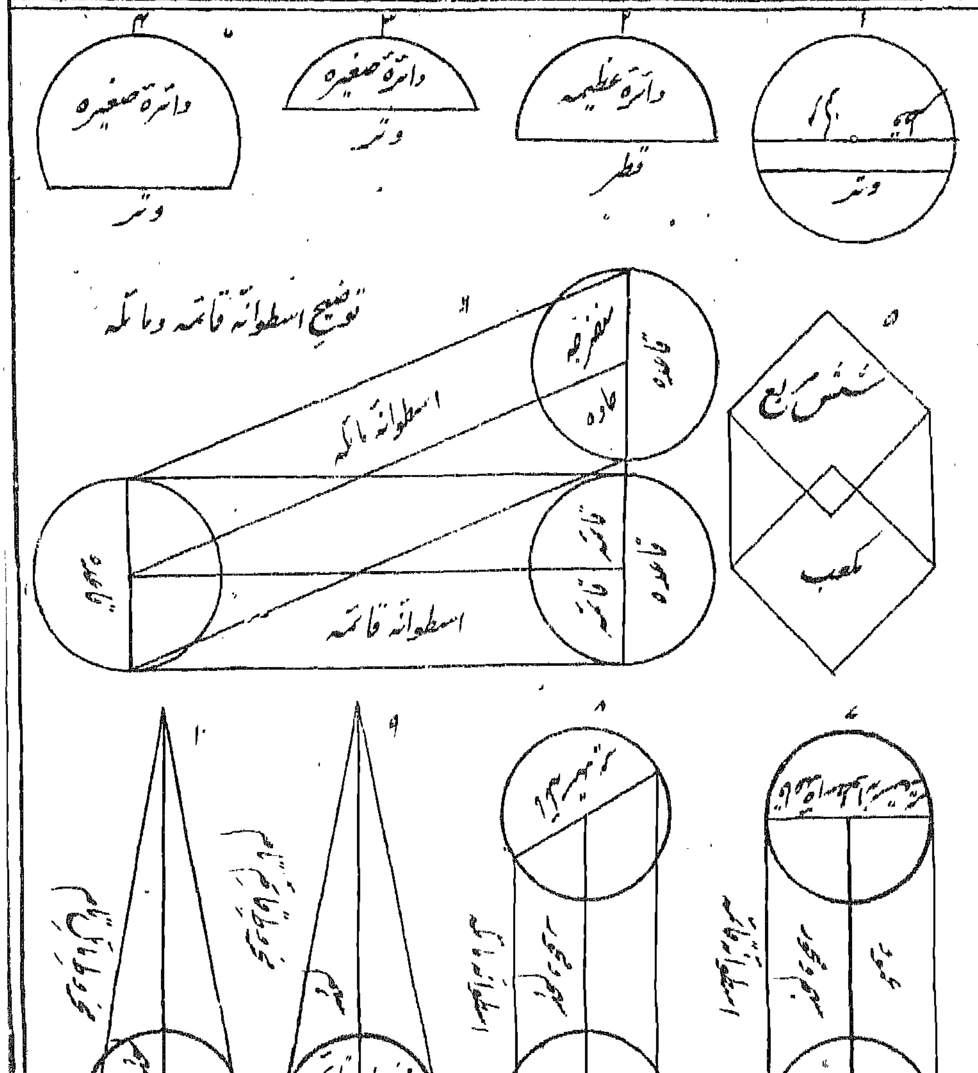
جسم کا بیان

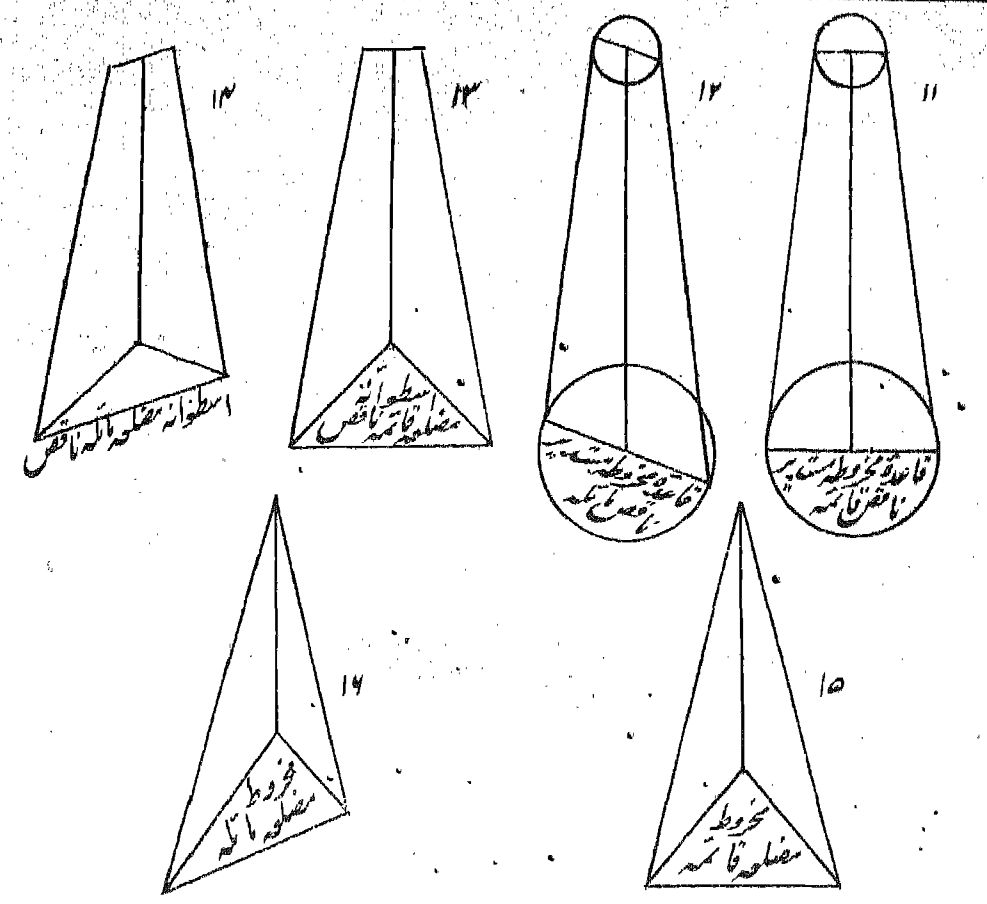
اب جسم کی کیفیت سنو جسم خواہ منجمد ہو یا رقیق اوسکو کہتے ہیں کہ جسمیں یہہ چہہ صفتیں موجود ہوں اوّل ابعاد ثلثہ یعنی طول اور عرض اور عمق تینوں چیزیں پائی جائیں دیکہو پہاڑ اور دانہ خشخاش کی صورتمیں بڑا اختلاف ہے مگر ہر ایک تہوڑا یا بہت عرض وطول اور عمق تینوں چیزیں رکہتا ہے اسیطرح سب جسموںکو تصور کرو طول عرض لمبائی اور چوڑائی کا نام ہے عمق گہرائی کو کہتے ہیں اور حقیقت میں عمق اور بلندی ایک ہی شئے ہے لیکن بلحاظ موقع کے مختلف ہے یعنی اگر کسی شئے کو نیچے سے اوپر کو دیکہو تو اوسکو بلندی اور اوپر سے نیچے کو خیال کرو تو عمق کہینگے دوم شکل یعنی ہر جسم لمبائی اور چوڑائی اور موٹائی رکہتا ہے اس سببسے تہوڑی یا بہت جگہ ضرور گہیرے گا اسکا نام شکل ہے اور سطح میں صرف طول وعرض ہوتا ہے عمق نہیں ہوتا سوم امتناع تداخل یعنی جسم کی خاصیت ہے کہ جسکے ہونیسے ایک جگہ یا ایک ہی وقت میں دو چیزیں نہیں رہ سکتیں بلکہ ایک شئے دوسری شئی کو ضرور دفع کرکے اپنی جگہ نکالیگی اور جو شئی متخلخل ہوگی اوسمیں دوسری چیز کے داخل ہونیسے جسامت زیادہ ہو جائیگی اگر زیادہ نہوگی تو مسامات کے سببسے وہ جسم دب جائیگا اسصورتمیں حجم بدستور رہتا ہے یا کم ہو جاتا ہے چہارم عدم تحرک یا اصر احمیت یعنی جسم ساکن بغیر حرکت دینے کے خود بخود متحرک نہیں ہو سکتا اور اسکے برعکس جسم متحرک بدون ٹہیرانیکے آپ ہی آپ ٹہیر سکتا ہے اور جس متحرک شئی کو کوئی نہیں روکتا اوسکو ہوا روکتی ہے پنجم قبول قسمت یعنی ہر جسم کے لاانتہا حصے ہو سکتے ہیں چنانچہ کسی جسم کو اگر ذرا ذرا سے حصوں پر تقسیم کریں پہر بہی اوسکا ہر حصہ بذریعہ آلات تقسیم کے ذریعے سے قسمت پذیر ہو سکتا ہے ششم کشش اور وہ دو قسم ہے اول کشش اتصال دوم کشش ثقل کشش اتصال وہ ہے جسکے باعث جسم کے اجزا ایک دوسرے کو جذب کرتے ہیں اور باہم نزدیک آجاتے ہیں چنانچہ جسم بے انتہا جزوں سے مجتمع ہے اونمیں کا ہر جزو کشش کی طاقت رکہتا ہے ایک دوسرے کو علحدہ نہیں ہونے دیتا اگر یہہ قوت نہوتی تو کشش ثقل کے سببسے جسم ٹکڑے ٹکڑے اور ذرے ذرے ہوکر ہموار زمین ہو جاتی نہ کسیطرح کی عمارت بن سکتی نہ کسی قسم کا برتن وغیرہ اور نہ کوئی اوزار درست ہو سکتا بلکہ انسان وحیوان کا جسم بہی صحیح وسالم نہ رہ سکتا اور یاد رکہو کہ کشش اتصال سب جسموں میں برابر نہیں کسی میں کم کسی میں زیادہ ہے اور اجسام کی نرمی وسختی کا یہی سبب ہے کہ جس شئے میں کشش اتصالی زیادہ ہے وہ سخت ہوگی اور جسمیں کم ہے وہ نرم اور کشش ثقل سے کشش اجسام مراد ہے جیسے ایک جسم دوسرے جسم کو کہینچتا ہے جیسے زمین اور پہاڑ وغیرہ یعنی جسطرح کشش اتصال کی خاصیت ہے ہر جسم کے اجزا آپسمیں کشش کرتے ہیں اسیطرح سے کشش ثقل کی خاصیت ہے ہر جسم کے اجزا آپسمیں کشش کرتے ہیں مثلاً آفتاب زمین کو کہینچتا ہے اور زمین آفتاب کو اور اگر کوئی شئے اوپر کو پہینکو تو بباعث کشش زمین کے نیچے کو گر پڑتی ہے اور اجسام کا وزن بہی کشش زمین کے باعث سے ہے اسلئے کہ جب کسی جسم کو اوٹہاؤ تو وہ کشش ثقل کی قوت سے زمین کی جانب حرکت کرنا چاہتا ہے

کشش کا بیان

اسی سبب سے ہاتھہ پر بوجھہ پڑتا ہے اور وہی جسم کا وزن ہے اور جسم ہلکے بھاری اسلئے ہوتے ہین کہ جسقدر جسم پر اہوتا ہے
اوسیقدر زمین زیادہ طاقت کرتی ہے اسے خوب پرور اجسام پرگاری کی چند مختلف صورتین ہین چنانچہ ہر طرف سے
مطابق دایرہ پرگاری کے جو گول جسم ہوگا اوسکو کرہ اور نصف کرہ کہتے ہین کہ دایرہ عظیمہ اور نصف سے کم یا زیادہ ہو تو
دایرہ صغیرہ اور کرے کے بیچ مین جو نقطہ ہوتا ہے اوسکو مرکز کرہ کہتے ہین اور جو کوئی جسم چھہ مربع متساوی سے
بنایا جاتا ہے اوسکو مکعب کہتے ہین اور جو شکل ستون کی صورت ہو جسکے دونون کنارے دو برابر کے دایرہ سطح پر تمام ہون
اوسکو اسطوانہ کہتے ہین اور جو شکل ایکطرف سے دایرہ پر تمام ہو اور دوسری جانب ایک نقطے پر گاجر کیصورت ہو تو اوسکو
مخروط مستدیر کہینگے اور جو اسطوانہ یا مخروط مین مثلث یا مربع وغیرہ کی طرح ضلع مساوی پائے جائین تو اونکو اسطوانہ مضلعہ
یا مخروط مضلعہ کہتے ہین اور ان مین ہر ایک شکل قائمہ اور مایلہ ہوگی چنانچہ اون شکلونکی صورتین ان نقشون سے بخوبی ظاہر ہوسکتی ہین

اشکال اجسام پرگاری



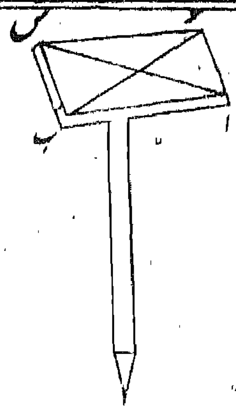


جبکہ شہزادہ والا قدر ان شکلوں سے بخوبی واقف و آگاہ ہو گیا تو معلم علوم نے ہر شکل کا قاعدہ مساحت پیمائش اور رقبہ وغیرہ کا عمدہ طور و طریق یاد دلوا دیا اور سمجھا دیا کہ آٹھ جو کا ایک انگل اور تین انگل کی ایک گرہ اور آٹھ گرہ کا ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کا ایک گز اور تین ہندوستانی گز کا ایک گٹھہ اور بیس گٹھے کی ایک ہندوستانی جریب ہوتی ہے اور یاد رکھو کہ اگر حاملہ عورت پانی کا گھڑا سر پر اور لڑکا گود میں لیے ہوتے چلے تو اوسکے ساڑھے تین قدم زمین پر رکھنے سے ایک گٹھہ حاصل ہوتا ہے اور ایسے بیس گٹھے کی ایک جریب اور جریب کو جریب میں ضرب دینے سے بیگھہ اور جریب کو گٹھوں میں ضرب دینے سے بسوہ اور گٹھوں کو گٹھوں میں ضرب دینے سے بسوانسی حاصل ہوتی ہے اور بسوانسی کا بیسواں حصہ کچوانسی اور کچوانسی کا بیسواں حصہ انسوانسی کہلاتا ہے مگر پیمایش میں اکثر بسوانسی تک لکھتے ہیں کچوانسی اور انسوانسی کچھ نہیں لکھتے اور یاد رکھو کہ ہندوستانی پیمایش کا گز انگریزی گز سے تین انچھ بڑا ہوتا ہے انگریزی پیمایش کا حساب اس قاعدہ سے ہے کہ تین جو کا ایک انچھ بارہ انچھ کا ایک فٹ تین فٹ کا ایک گز ساڑھے پانچ گز کا ایک پول چالیس پول کا ایک فرلانگ آٹھ فرلانگ کا ایک میل ہوتا ہے اور ا اور ب کے درمیان جو خط ہے اتنی ہی ایک انچھ کی لمبائی ہوتی ہے ا ———— ب انگل کی ناپ آٹھ جو پیٹے سے پیٹہ ملا کر اور انچھ کی ناپ تین جو کھڑے نوک سے نوک ملا کر رکھتے ہیں اور انگریزی جریب

سو فیٹ کی عمدہ ہوتی ہے اسمین ایک ایک فٹ کی سو کڑیان ہوتی ہین او خط جریب مین عمود قائم کرنیکے لئے کراس اسٹاف ایک قسم کا انگریزی آلہ ہے اسصورت پر کہ ایک لکڑی کی گول لاٹھی پر جو قریب چار فیٹ کے لمبی اور سیدھی ہوتی ہے اور اسکے نیچے کے سرے پر لوہا جڑا ہوتا ہے ایک تختہ مربع نصب کیا جاتا ہے اور اسپر دو لکیرین کندہ ہوتی ہین جیسے اس شکل سے ظاہر ہے

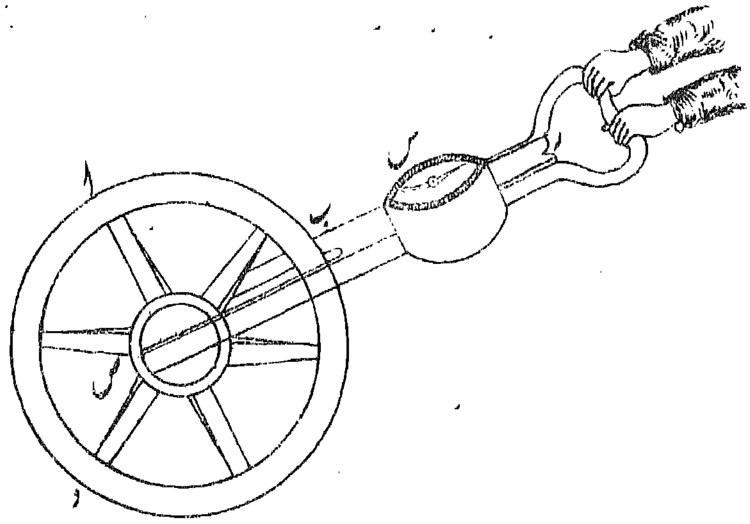
آلات پیمایش کا بیان

کراس اسٹاف کی شکل



یہہ دونون خط قطر مربع اب س د ہین باہم ایک دوسرے پر عمود ہین وعلی ہذا القیاس پیرامبولیٹر یعنی کوس پیہہ جسکے وسیلے سے بغیر جریب کے بعید مسافت دریافت ہوجاتا ہے چنانچہ اوسکی شکل یہہ ہے

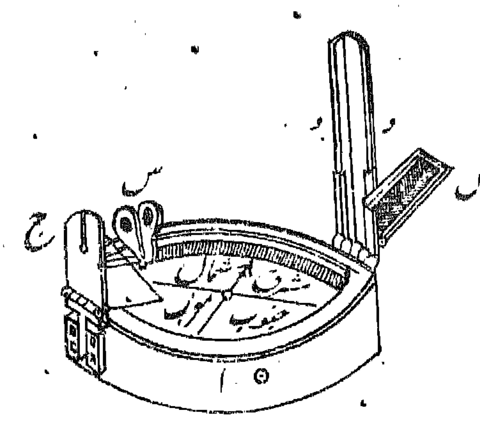
پیرامبولیٹر کی شکل



اب د ایک لکڑی کا پہیہ ہے اسکا محیط آٹھہ فیٹ اور تین انچہ کے برابر ہے ب س پیتل کی لاٹھیان جو اندر سے پولی ہوتی ہین اور س پہیے کے مرکز پر جڑی ہوتی ہین س پیتل کی ایک ڈبیہ گھڑی کیصورت لگی ہوئی اوسمین تین دائرے منقسم ہین بڑا دائرہ ۲۲۰ حصونمین اور اوس سے چھوٹا ۴۰ حصونمین اور اوس سے چھوٹا ۸۰ حصون مین اسواسطے کہ ۲۲۰ گز کا ایک فرلانگ ہوتا ہے اور ایک فرلانگ مین ۴۰ پول اور آٹھہ فرلانگ کا ایک میل ہوتا ہے جسوقت یہہ پہیہ ۱۰ میل گردش کریگا اوسوقت ۸۰ فرلانگ پر سوئی ایک مرتبہ دورہ تمام کرتی ہے اور اسمین دو سوئیان ہین ایک بڑی اور دوسری چھوٹی غرضکہ آلات کے ذریعے سے انگریزی پیمایش بآسانی ہوا کرتی ہے

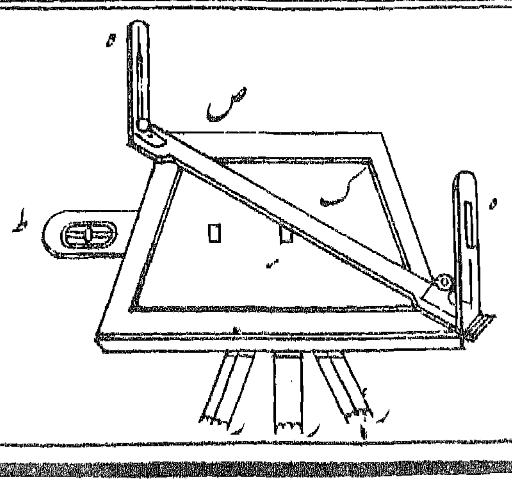
اور آلات پیمایش بکثرت ہین مگر اونمین سے پرزمیٹک یعنے کمپاس اور پلین ٹیبل یعنی تختہ سطح زیادہ تر مستعمل ہے کمپاس ایک چہوٹی ڈبیہ کی صورت ہوتا ہے اوسمین ایک قطب نما لگا رہتا ہے اوسکے نیچے ایک کاغذ پر ایک دائرہ ۳۶۰ درجون پر منقسم ہوتا ہے اور درجون کی گنتی نقطہ شمال سے شروع ہوتی ہے یعنی شمال سے مشرق تک ۹۰ درجے اور مشرق سے جنوب تک ۹۰ درجے اور جنوب سے مغرب تک ۹۰ درجے اور مغرب سے شمال تک ۹۰ درجے ہوتے ہین اس حساب سے نقطہ مشرق پر ۹۰ اور نقطہ جنوب پر ۱۸۰ اور نقطہ مغرب پر ۲۷۰ اور نقطہ شمال پر ۳۶۰ درجے ہونگے شکل اوسکی یہہ ہے

کمپاس کی شکل

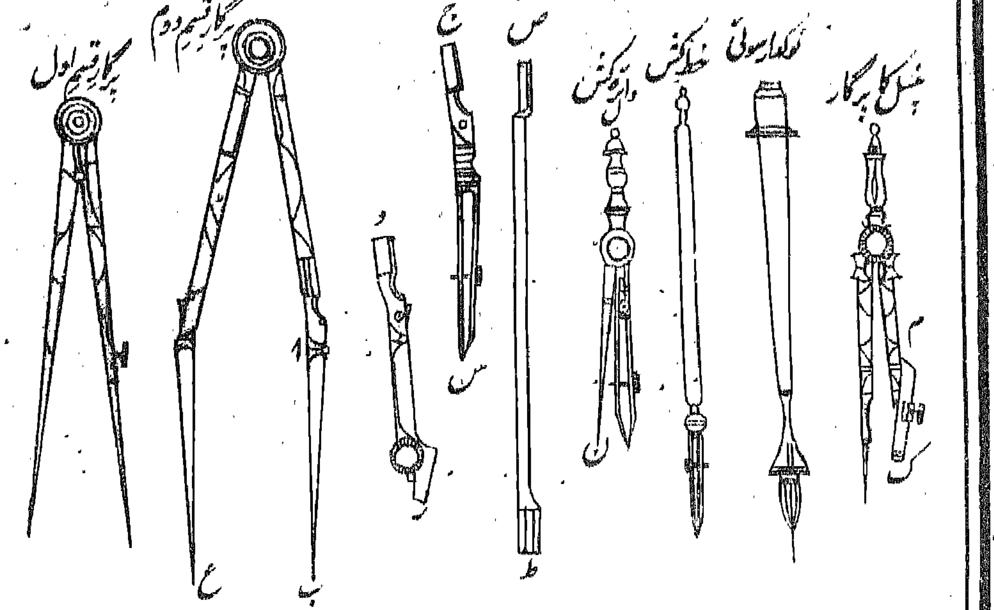


د و ٹکڑے دو نگرے ہین اونکے بیچمین ایک بال یا تار یا گہوڑے کی دم کا بال لگا ہوا ہے اور ش ایک مستطیل آئینہ ہے یہہ دونون ٹکڑے د و مع شیشہ ش اس ڈبیہ مین بذریعہ قبضون اس طرح لگے ہین کہ پیمایش کے وقت کہڑے کیے جاتے ہین اور کمپاس کے ساتہہ بندے ہوتے ہین انکے مقابل دوسری طرف ایک شیج ج لگا ہے اسکے سوراخ مین آنکہہ لگا کر دیکہتے ہین تو مقابل کا تار اور کاغذ کے درجے دونون ایک ساتہہ نظر آتے ہین اور ش ایک قلعی کیا ہوا شیشہ ہے اور س کئی شیشے رنگین ہین کوئی سیاہ رنگ کا کوئی سبز رنگ اور کوئی سرخ رنگ مگر انکا کام اوس وقت پڑتا ہے کہ جب آفتاب آنکہہ کے مقابل ہو اور شعاع آفتاب کی تیزی کم ہو جاتا پیمایش کے وقت کمپاس کو تپائی پر رکہتے ہین اور اوسی جگہ ایک پیچ لگا ہے اوسکے سبب سے قطب نما کی حرکت کو جلد ساکن کر دیتے ہین اور پلین ٹیبل ایک طرح کا آلہ ہے جس کے وسیلے سے پیمایش کیوقت نقشہ بھی بنتا جاتا ہے یہہ ایک لکڑی کا تختہ قریب ایک فٹ تین انچہ لمبا اور ایک فٹ چوڑا ہوتا ہے اوسکو نقشہ اوتارنے کے لئے تپائی پر چڑہاتے ہین چنانچہ اوسکی شکل یہہ ہے

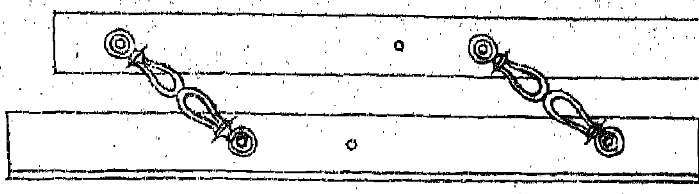
پلین ٹیبل کی شکل



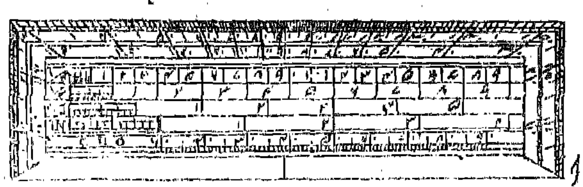
ص تختہ مسطح ہے اور ک ایک دوسرا لکڑی کا ٹکڑا اسپر رکھا ہے اسکے دونون طرف ہ ہ لکڑی یا پیتل کے دو کھڑے ٹکڑے لگے ہین انمین کھڑے دو سوراخ ہین اونمین تار یا بال لگے ہوے ہین ایک سرے پر ط ایک ڈبیہ دریچہ نما ہے ر رر اس تختے کی تپائی ہے اور اسکے اوپر جو ص ایک لٹکا ٹکڑا ہے وہ بیچ مین اسطرح جڑا ہوا ہے کہ چارونطرف گھوم سکتا ہے غرضکہ اسطرح تھیوڈولیٹ اور ورنیر اور لیول وغیرہ بہت قسم کے آلات پیمائش انگریزی مین کام دیتے ہین اور کاغذ پر نقشہ بنانیکے واسطے بھی بہت آلات مفید مروج ہین چنانچہ اونمین سے اکثر کی یہہ صورتین ہوتی ہین

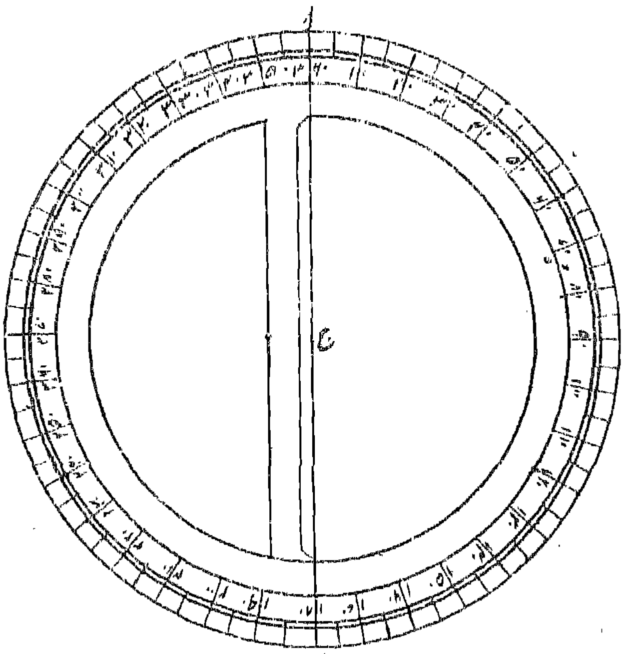


پرکار شکل اول واسطے پیمائش فاصلے کے آنکل یا پیمانہ وغیرہ پر سے کام مین آتی ہے اور پرکار دوم واسطے ناپنے دوریون کے اور کھینچنے بڑی قوسون کے جو چھوٹے دائرہ کش سے نہین کھینچ سکتین کارآمد ہے اور جسوقت دائرہ یا دائرہ کی قوس پنسل یا سیاہی کی قلم سے کھینچتے ہین اوسوقت پرزہ ا ب کو نکال کر پرزہ د ر کو وہان لگا دیتے ہین اور پرکار کی نوک ع کو دائرے کے مرکز پر جما کر دائرہ کھینچ لیتے ہین مگر جسوقت دائرہ سیاہی سے کھینچنا ہوتا ہے تو بجائے د ر کے پرزہ ج س لگایا جاتا ہے اور یاد رکھو کہ پرزہ د ر یا ج س سے سیاہی کا یا پنسل کا خط جب پیدا ہوگا کہ د ر کے سرے پر پنسل کا ٹکڑا لگایا جائیگا اور ج س کے سرے پر سیاہی بھری جائیگی جسوقت بہت بڑا دائرہ کھینچنا ہوتا ہے تو پرزہ ص ط کو پرکار مین لگا کر اوسکے سرے پر د ر یا ج س لگایا جائیگا چھوٹے دائرون کے واسطے دائرہ کش ل ن کام مین آتا ہے اور خط کش سے خط کھینچے جاتے ہین اور ایک چھوٹا دائرہ کش پنسل کا سب سے علیحدہ ہوتا ہے اوسکے پرزہ م ک مین جو شکل مین ہے پنسل کا نوکدار ٹکڑا لگایا جاتا ہے انکے سوا کچھہ اور بھی آلات ہین چنانچہ ایکطرحکا آلہ پیرلل رولر ہوتا ہے جسکے وسیلے سے خطوط متوازی جسقدر چاہو کھینچے جاتے ہین یہہ آلہ دو طویل شکل کے پرزون سے بنایا جاتا ہے اور یہہ پرزے یا آبنوس کی لکڑی کے ہوتے ہین یا ہاتھی دانت کے اور باہم پیتل کے پرزون کے وسیلہ سے جوڑے جاتے ہین چنانچہ شکل اوسکی یہہ ہے



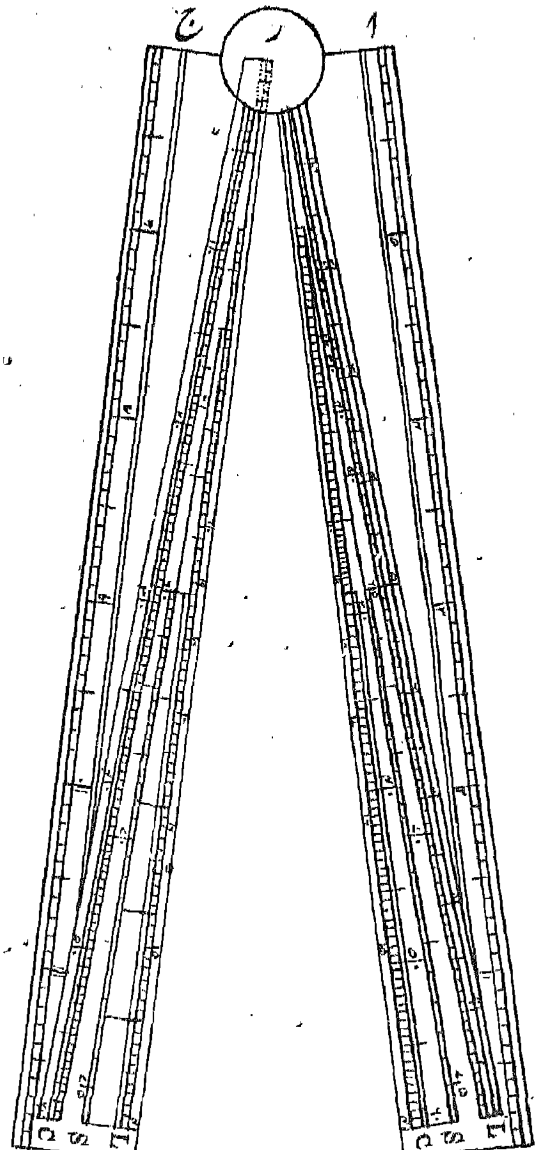
اور پروٹریکٹر ایک قسم کا آلہ ہے جسکے وسیلے سے کسی خط پر کسی نقطہ مفروضہ سے کوئی زاویہ جسکا شمار درجے اور دقیقوں پر منحصر ہے بناسکتے ہیں یہہ آلہ دو قسم کا ہے ایک مستطیل دوسرا مدور اکثر مستطیل ہاتھی دانت کا اور گول پیتل کا ہوتا ہے مدور پروٹریکٹر پر درجونکا شمار ۱۰ ۲۰ ۳۰ وغیرہ ۳۶۰ تک مقرر کیا ہے اور مستطیل پروٹریکٹر پر اکثر ایک طرف شمار ۱۰ سے ۱۸۰ تک اور دوسری جانب انچوں اور انچہ کے حصوں میں تقسیم ہوتی ہے دیکھو





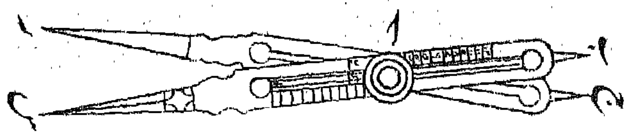
انکے سوا ایک آلہ اور ہوتا ہے جسے سکیل کہتے ہیں وہ اکثر ایک فٹ لمبا ہوتا ہے اور چھہ چھہ انچ کے دو لکڑی پر دونوں طرف لگا ہوتا ہے یہہ دونوں پرزے ایک پیتل کے پرزے کے وسیلے سے ایک سرے پر جڑے ہوتے

ہوتے ہین اسطرح سے کہ دونون اوس جوڑ پر پہر سکتے ہین نقشہ کشی کے لیتے یہہ آلہ بہت کام آتا ہے
اور اسکے وسیلے سے سب چیزین نقشے کے اندر بن سکتی ہین اسپر چار شکلین ہوتی ہین چنانچہ اسکی صورت یہہ ہے

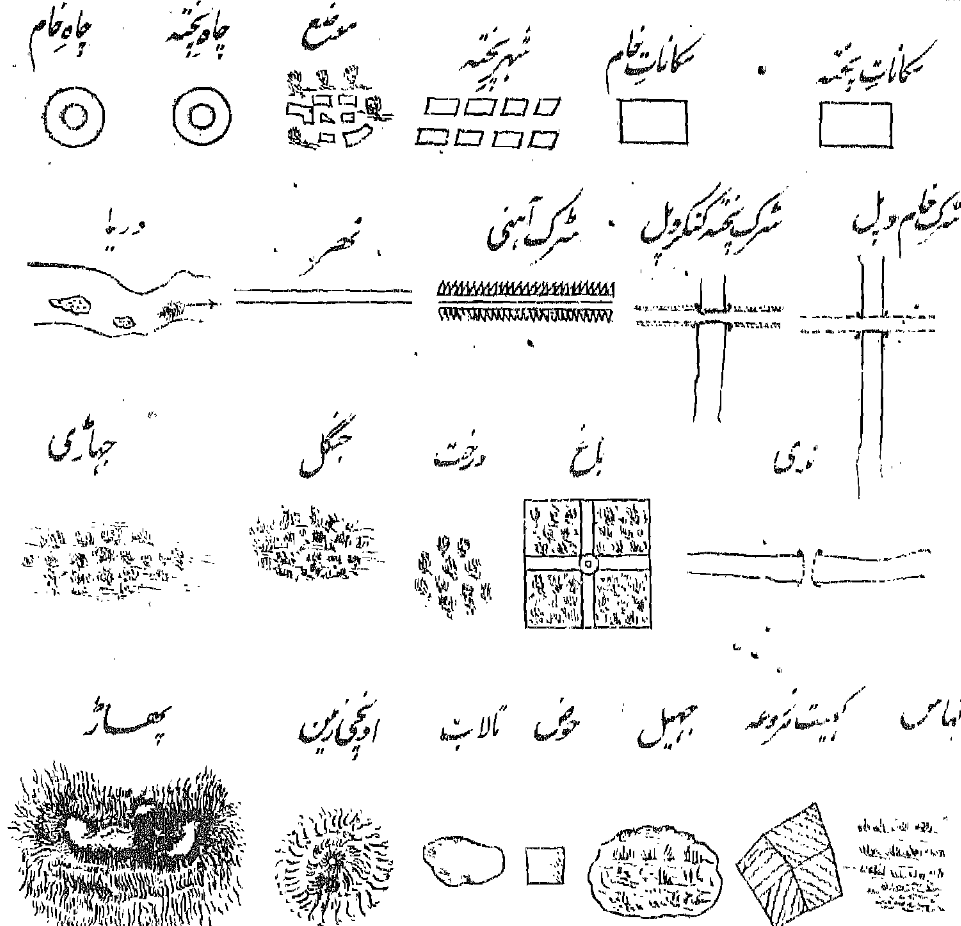


اب اور ج د دو ہاتھی دانت کے پرزے ہین اور پیتل کا دہ پرزہ ہے جسمین ا ب اور ج د ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہین اور علاوہ ازین پروپورشنل کمپاس ایک قسم کی پرگار ہوتی ہے جسکے وسیلے سے خطون اور دائرون اور سطح اور جسم کو برابر حصون مین بانٹتے ہین یہہ دو پرزے ب س اور ج ر ایک پیچ اسکے وسیلے سے ملے ہوئے ہین اس پیچ کے ساتھہ ایک ٹکڑا پیتل کا مہ لگا ہوتا ہے جسوقت پیچ کو

اور نیچے ہلاتے ہیں وہ بھی اسکے ساتھ ہلتا ہے اور پرکار کی دونوں ساقین ب س اور ج بحصص متساویہ منقسم ہوتی ہیں اُن پر نمبر ۱-۲-۳-۴ وغیرہ لکھے ہوتے ہیں



اور یاد رکھو کہ نقشوں میں باغ اور تالاب اور جنگل اور پہاڑ اور شہر اور مکانات اور سڑک اور دریا وغیرہ کا رنگ شناخت کے واسطے جدا جدا مقرر ہے چنانچہ دیکھو



الحاصل اصطلاح جبر و مقابلہ اور علم ہندسہ اور اشکالِ ریاضی وغیرہ میں شہزادہ روشن دل نے بہرہ کامل حاصل کیا اور میعادِ مقررہ بھی منقضی ہو گئی کہ حسبِ فرمانِ فیض نشانِ خسرو والاشان وہی وزیر مشیر حاضر ہوا اور پیغامِ بادشاہی ادا کرکے دونوں کو بصد عزت و جاہ اپنے ہمراہ محفلِ امتحان میں لیگیا

امتحانِ پنجم

مؤلف

خدا کے واسطے تشریف جلد لا ساقی | کہ اب تو وقت تغافل نہیں رہا ساقی
ترے لیے ہمہ تن چشم انتظار ہوں میں | کہ میری بزم میں خالی ہے تیری جا ساقی

جب شاہ خسرو پرورِ عالی ہمم اور فرزانہ روزگار فرخندہ شیم مع شعور سخن رس رونق افروزِ بزمِ اقدس ہوتے عقلِ مجسم بکمال تکریم و تواضع پیش آیا اور زبانِ گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا کہ اے لختِ جگر آج تک تم نے کیا پڑھا ہے ہمیں بتا دو شہزادہ ہوشمند نے عرض کی کہ قبلہ و کعبہ اس بندہ بے توقیر نے حساب اور مساحت اور جبر و مقابلہ اور ریاضی وغیرہ میں بریاضتِ شاقہ مداخلت بہم پہنچائی ہے اگر حضور کی مرضی مبارک میں آئے تو کوئی سوال استفسار فرماتے بعونہ تعالیٰ خاکسار اوسکا جواب خدمتِ معلّے میں مفصل گذارش کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ جبر و مقابلہ کی کچھ تعریف بیان کرو خسرو پرور نے عرض کی کہ بندہ پرور **جبر و مقابلہ** وہ شئے ہے کہ جسکے وسیلے سے سوالاتِ مجہول کا استخراج بہ آسانی ہو سکتا ہے جبر محاسبوں کی اصطلاح میں زیادہ کرنیکا نام ہے اور **مقابلہ** کم کرنیکو کہتے ہیں عددِ مجہول کا نام شئے فرض کیا جاتا ہے اور شئے کو شئے میں ضرب دینے سے مال اور مال کو شئے میں ضرب دینے سے کعب اور کعب کو شئے میں ضرب دینے سے مال مال اور مال مال کو شئے میں ضرب دینے سے مال کعب اور مال کعب کو شئے میں کعب کعب اور پھر مال مال الکعب اور مال کعب الکعب اور کعب کعب الکعب وغیرہ الیٰ غیر النہایۃ حاصل ہوتا ہے یہہ سب مراتب اصل سے اعلیٰ کو جاتے ہیں اسواسطے انکا نام **سلسلۂ مخارج و صعود** ہے اور برخلاف اسکے اجزا کا نام بھی جدا جدا ہے وہ ایسی کسریں ہیں کہ یہہ سلسلۂ صعود جنکا مخرج قرار دیا گیا ہے چنانچہ اونکا نام جزء الشئ اور جزء المال اور جزء الکعب اور جزء مال المال اور جزء مال الکعب اور جزء کعب الکعب اور جزء مال مال الکعب اور جزء مال کعب الکعب اور جزء کعب کعب الکعب ہے چونکہ یہہ سب مراتب اعلیٰ سے اصل کو رجوع کرتے ہیں اسواسطے انکو **سلسلۂ اجزا و نزول** کہتے ہیں اور جبر و مقابلہ میں جبکہ استثنا واقع ہوتا ہے تو مستثنیٰ کو ناقص اور مستثنیٰ منہ کو زائد خطاب دیتے ہیں **استثنا** کی دو صورتیں ہیں اول یہہ کہ اوس شئے مجہول کو ناقص کریں جیسے (دس میں شئے نہیں) دوم یہہ کہ شئے مجہول میں سے عددِ معلوم کو ناقص کریں جیسے (شئے ہے مگر دس نہیں) پس اگر زائد کو زائد میں یا ناقص کو ناقص میں ضرب دیں تو ہمیشہ زائد حاصل ہوگا اور زائد کو ناقص میں یا ناقص کو زائد میں ضرب دیں تو ہمیشہ ناقص حاصل ہوگا اور ہر عمل ہمیشہ معادلہ یعنی مساوات پر تمام ہوتا ہے اور جبر و مقابلہ میں حصر بھی امر غور طلب ہے کہ کس طریق سے مساوات نکالی جاتی ہے اسکا کوئی قانون کلی نہیں مگر مسئلے میں جدا گانہ قاعدے ہے

محاسب کو حلِ سوالات کی مشق سے ملکہ حاصل ہو جاتا ہے کہ اپنی عقل سے سوالِ سائل میں تصرف کر کے مطلوب تک پہونچ جاتا ہے جبر و مقابلہ کے طریق پر عدد مجہولات کو استخراج کرنا ذہن ثاقب اور فکر بالغ اور فہم درست اور نظر تیز پر منحصر ہے حکمائے متقدمین نے اسمین بہت کچھ غور کر کے چھہ مسئلے نکالے ہین وہ عدد اور اموال اور اشیا پر مبنی ہین اور اون مین تین مسئلہ مفردات کہلاتے ہین اور تین مقترنات مگر بعضے حکمائے متاخرین چنانچہ عمر خیام و شرف الدین مسعود وغیرہ نے اور بھی چند مسائل کا زائد استخراج کئے ہین جسکا بیان بہت طول و طویل ہے عقلِ مجسم نے فرمایا خیر اب ہم دو چار سوال کرتے ہین اونکا جواب دوگے تو سمجھینگے کہ تم کچھہ علمِ حساب سمجھتے ہو

سوال — شہزادہ نے عرض کی بہت مبارک بادشاہ نے زبانِ حقایق بیان سے ارشاد کیا کہ اے خرد پرور **سوال** اتفاقاً ایک لشکرِ عظیم کسی دریا کے کنارے پر وارد ہوا عبور کا ارادہ تھا مگر جہاز اور ملاح کچھہ نظر نہ آیا آخر کار بسبب ضرورت چند مقاماتِ مختلف سے پانچ کشتیان جمع کر کے سب اونمین سوار ہوئے اس اثنا مین بباعث نہایت گرانباری کے ایک کشتی غرقِ آب ہونے لگی اوسوقت اسمین سے اکثر آدمی اوترے اور اون چارون کشتیون مین پہلے جسقدر سوار تھے اوتنے ہی اور بھی جا بیٹھے اب اونمین وہ چند ہو گئے استنے مین ناگاہ دوسری کشتی ڈوبنے لگی اور اسمین سے بھی ان چارون کشتیون کے سوارون کے برابر اوتر کر ہر ایک مین جا بیٹھے اسیطرح تیسری اور چوتھی اور پانچوین کشتی کے سوارون بھی یہی صورت واقع ہوئی

جواب — جب پانچون کشتیان دوسرے کنارے پر جا پہونچین اور شمار کیا تو سب کشتیون مین آدمی برابر تھے بتاؤ کہ اول ہر ایک کشتی مین کسقدر سوار تھے اور پھر کیا کیا تغیر و تبدل ظہور مین آیا ۔ خرد پرور دانشور نے کہا جواب اسکا پیر مرشد برحق و قبلہ و کعبہ مطلق سے ایک بہت عمدہ قاعدہ سیکھا ہین کہ جسقدر کشتیان ہون اونکے شمار پر ایک فرضی عدد اور زیادہ کر کے کشتی اول کے سوار تصور فرمائیے پھر اونکو مضاعف کر کے ایک کم کیجئے یہہ دوسری کشتی کے سوار ہین انکو پھر دو چند کر کے ایک کم کرنے سے تیسری کشتی کے سوار دریافت ہوتے ہین اسیطرح ہر کشتی کے سوارونکو دوگنا کر کے اونمین سے ایک کم کرتے جائین اسسے سوارونکی تعداد معلوم ہو جائیگی اس طریقے سے واضح و لایح ہوا کہ ارشادِ حضور کے بموجب پانچ کشتیون مین سے اول کشتی مین چھہ سوار اور دوسری مین گیارہ اور تیسری مین اکیس اور چوتھی مین اکتالیس اور پانچوین مین اکاسی آدمی ہین یہہ سب ایک سو ساٹھہ ہوتے اور آخر مین ہر کشتی پر چھتیس چھتیس برابر ہو گئے اس عمل کی یہہ صورت ہے

وقتِ سواری	٦	١١	٢١	٤١	٨١
مرتبۂ اول	١٢	٢٢	٤٢	٨٢	٢
مرتبۂ دوم	٢٤	٤٤	٨٤	٤	٤
مرتبۂ سوم	٤٨	٨٨	٨	٨	٨
مرتبۂ چہارم	٩٦	١٦	١٦	١٦	١٦
مرتبۂ پنجم	٣٢	٣٢	٣٢	٣٢	٣٢

پہر شہریارِ عرش وقار نے فرمایا کہ اے خرد پرور **سوال** بہلا ایک قلعہ مین چار برج ہین حسب اتفاق کسی غنیم نے اور شیر لشکر کشی کی سوال
سردار قلعہ نے جب شجیع گریز پایا ہر ایک کو سیم و زر عطا فرمایا اور سبکی تشفی و اطمینان کر کے جنگ و جدال پر مستعد کیا غنیم نے جس
برج پر تہوڑے آدمی پائے اوسطرف حملہ کیا حاکم نے مدد کے واسطے جسقدر فوج کہ اوس برج پر موجود تہی پہر بہیجے اوسیقدر وہان
بہیجی اور وہ لوگ اپنی مقابلت پر جو گئے ہوگئے اس سبب سے دشمن کو بہگا دیا چونکہ دوسرے برج پر فوج کم رہگئی تہی اسواسطے دشمن نے
اوسطرف رخ کیا سردار قلعہ نے پہر تینون برجون سے اوس برج کی مدد کو اوتنی ہی سپاہ روانہ کی جتنی وہان موجود تہی غرضکہ
تیسرے اور چوتہے برج پر بہی اسیصورت سے معاونت کی اور قلعہ سلامت بچا لیا اوسکے بعد جبکہ مالک نے شمار کیا تو ہر ایک برج پر
برابر فوج پائی اب بیان کرو کہ قلعہ مین کتنے آدمیونکی جماعت تہی ✦ خرد پرور نے گذارش کی **جواب** اسکا قاعدہ کمترین کی جواب
رائے ناقص مین یہہ آتا ہے کہ جو فرمانِ عالی کے موافق برجونکی تعداد چار ہے اسواسطے چار کو چار مین چار بار ضرب کرینگے حاصل ضرب
مردمِ قلعہ ہوگے یعنی اول مرتبہ ۴ کو ۴ مین ضرب دیا ۱۶ ہوے دوسری مرتبہ ۱۶ کو ۴ مین ضرب دیا ۶۴ ہوے تیسری مرتبہ ۶۴ کو
۴ مین ضرب دیا ۲۵۶ ہوے چوتہی مرتبہ ۲۵۶ کو ۴ مین ضرب دیا ۱۰۲۴ ہوے گویا یہہ تعداد کل فوجِ قلعہ کی ہے اور بصورتِ
مساوی ہر برج پر ۲۵۶ ہوے ہین اب اگر حضور کو مدنظر ہے کہ اول ہر برج پر کسقدر آدمی تہے اسکے دریافت کرنیکو یہہ قاعدہ
جاری کرینگے کہ دو سو چہپن پر اوسکی ایک چوتہائی یعنی ۶۴ زیادہ کئے تو ۳۲۰ ہوے پہر دوبارہ اسکی چوتہائی یعنی ۸۰ اسپر زیادہ کئے
تو ۴۰۰ ہوے پہر بارِ سوم اسکی چوتہائی یعنی ۱۰۰ اسپر زیادہ کئے تو ۵۰۰ ہوے چوتہا بار جو اسکی چوتہائی ۱۲۵ حاصل ہوئی یہی تعداد
مردمِ برجِ اول کی ہے اب آپ پہلے جو ۱۰۰ چوتہائی تہی وہ اس ایک سو پچیس پر زیادہ کرینسے ۲۲۵ ہوے یہہ تعداد مردمِ
برجِ دوم کی ہے پہر اسمین پہلے جو ۸۰ چوتہائی تہی اسپر زیادہ کرینسے ۳۰۵ ہوے ہین یہہ تعداد مردمِ برجِ سوم کی ہے پہر
اسمین پہلے جو ۶۴ چوتہائی تہی اوسکو اسپر افزون کرنیسے ۳۶۹ ہوے یہہ تعداد مردمِ برجِ چہارم کی ہے اسصورت مین اگر برج
کم یا زیادہ ہون تو وہان بہی یہہ قاعدہ جاری ہو سکتا ہے اور خاکسار اسقدر جو تقریر گذارش کی اوسکی توضیح اسطرح سے اسکا ہے کہ
تعداد کل ایکہزار چوبیس اور ہر برج پر بصورتِ مساوی دو سو چہپن آدمی تہے اس عمل کی یہہ صورت ہوگی ✦

	١	٢	٣	٤
قسمتِ اول	۱۲۵ ——— ۳۷۵	۲۲۵ ۱۲۵	۳۰۵ ۱۲۵	۳۶۹ ۱۲۵
قسمتِ دوم	۵۰۰ ۱۰۰	۱۰۰ ——— ۳۰۰	۱۸۰ ۱۰۰	۲۴۴ ۱۰۰
قسمتِ سوم	۴۰۰ ۸۰	۴۰۰ ۸۰	۸۰ ——— ۲۴۰	۱۴۴ ۸۰
قسمتِ چہارم	۳۲۰ ۶۴	۳۲۰ ۶۴	۳۲۰ ۶۴	۶۴ ——— ۱۹۲
مساوی ہر برج	۲۵۶	۲۵۶	۲۵۶	۲۵۶

پھر شاہنشاہِ فلک بارگاہ نے فرمایا کہ اے خرد پرور **سوال** ایک شخص نے بتقاضائے قضا انتقال کیا مگر وقتِ مرگ کچھ اولاد اور دینار چھوڑ گیا اولاد نے وہ ترکہ اسطرح لوٹ لیا کہ اونمیں سے ایک لڑکا ایک دینار لیکر چلدیا اور دوسرا دو تیسرا تین چوتھا چار وعلیٰ ہذا القیاس ہر ایک دوسرے سے ایک زیادہ لیگیا جب حاکمِ عادل کو خبر ہوئی اوسنے سب سے وہ دینار واپس لیکر ازروے انصاف اونکو برابر برابر تقسیم کر دیئے اسصورت میں ہر ایک کو سات سات دینار مساوی پہونچے تم بتاؤ کہ اولاد کتنی تھی اور دینار کسقدر تھے ✤ خرد پرور نے

جواب — جواب دیا **جواب** اگرچہ یہہ سوال جبر و مقابلہ اور خطائین کے ذریعے سے بھی حل ہو سکتا ہے مگر غلام ایک سہل طریقہ عرض کرتا ہے وہ یہہ ہے کہ خارج قسمت کو ہمیشہ تضعیف کرکے ایک کم کر دینے سے جو باقی رہتا ہے وہ اولاد کی تعداد ہے اور مقسوم علیہ کو خارج قسمت میں ضرب دینے سے جو مقسوم حاصل ہوتا ہے وہ دینار کا عدد ہے چنانچہ اس سوال میں سات سات دینار تقسیم ہوئے اسواسطے سات کو دوچند کیا چودہ ہوئے اونمیں سے ایک کم کیا تیرہ باقی رہے یہہ ۱۳ اولاد کی تعداد ہے اس کو سے میں ضرب دینے سے دینار کی مقدار معلوم ہوتی ہے یعنی اکانوے حاصل ہوتے ہیں یہی ۹۱ دینار تھے جو ۱۳ لڑکوں کو برابر برابر پہونچے پھر خداوندِ تخت ہمایون بخت نے فرمایا کہ اے خرد پرور

سوال — **سوال** ایک شخص کے پاس اسقدر اشرفیاں موجود ہیں کہ وہ ایک آدمی کو یا دو کو یا تین کو یا چار کو غرض کہ دس آدمیوں کو اسطرح برابر برابر بانٹ دے تو باہم سب مساوی تقسیم ہو جائیں اور کسر میں واقع نہو بیان کرو کہ یہہ تمام اشرفیاں شمار میں کسقدر ہونگی ✤ خرد پرور نے کہا

جواب — **جواب** یہہ اشرفیاں دو ہزار پانسو بیس ہیں اسواسطے کہ یہی کسورِ نہہ گانہ کا مخرج ہے اور عربی میں انکو **مخرجِ کسورِ تسعہ** کہتے ہیں عقلِ مجسم یہہ تقریرِ دلپذیر سنکر نہایت محظوظ ہوا اور فرزانۂ روزگار کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ کی توجہ اور عنایت سے خرد پرور نے کمال کیا ہے ورنہ بمصرعہ تا بدین گیاہ ضعیف این گمان نبود ✤ فرزانۂ روزگار نے کہا کہ یہہ سب کچھ آپ کی بلند اقبالی اور تقدیرِ عالی کی فرخندہ فالی کا ثمرہ ہے حضرت آفریدگار جسپر نہایت مہربان ہوتا ہے اوسکو فرزندِ سعادتمند اور دلبندِ نیک بخت بلند عنایت فرماتا ہے اگرچہ اسصورت چند مدت خرد پرور بجانبِ تحصیلِ علوم ہمت مصروف رکہے گا تو البتہ کچھہ ہو رہیگا شہزادہ دانشور آداب بجالایا پھر اہلِ انجمن کیطرف روئے سخن کیا اور کہا کہ صاحبو اگر کسی کو کوئی سوال مرکوزِ خاطر ہو تو دریغ نکرے اسلئے کہ میں حاضر ہوں اس اثنا میں ایک محاسب نے سوال کیا کہ اے شہزادۂ بلند اقبال ابھی جو آپنے فرمایا تہا کہ کسورِ تسعہ کا مخرج ۲۵۲۰ ہے یہہ کس طریقے سے دریافت ہو سکتا ہے خرد پرور نے کہا کہ اہلِ عرب نے یہہ قاعدہ ایجاد کیا ہے کہ جس کسر کے نام میں حرفِ عین ہے اونکو باہم ضرب کرنیسے یہہ اعداد حاصل ہوتے ہیں اور وہ **ربع** اور **سبع** اور **تسع** اور **عشر** یعنی چہارم اور ہفتم اور نہم اور دہم ہیں اول چار کو سات میں ضرب دیا ۲۸ ہوئے پھر انکو ۹ میں ضرب کیا ۲۵۲ ہوئے پھر انکو ۱۰ میں ضرب دیا ۲۵۲۰ ہوئے اور یہی اعداد ہمیں درکار تھے مگر ایک قاعدہ بہت عمدہ ہے جس سے مخرجِ کسورِ تسعہ ایک خوبی کے ساتھہ دریافت ہو سکتا ہے یعنی ایک مہینے کے دنوں کو ایک برس کے مہینوں میں ضرب دیکر ایک ہفتے میں ضرب دینے سے مخرجِ کسورِ تسعہ معلوم ہو جاتا ہے

چنانچہ مہینے کے ۳۰ دن کو ۱۲ مہینوں میں ضرب دیا ۳۶۰ ہوئے انکو ہفتے کے ۷ دنوں میں ضرب دینے سے
۲۵۲۰ ہوتے ہیں وہو المطلوب ۞ اسنے میں ایک اور فضیلت پناہ فرمانے لگے کہ اے لخت جگر شہریار و آفتاب نظیر
جہاندار بھلا آپنے جو ارشاد کیا کہ ایک مہینے کے تیس دن ہوتے ہیں یہہ کونسا مہینہ ہے جتنے تو مہینے برس میں ہیں بیش
دن یا کم زیادہ ہوتے ہیں خسرو پیروز نے جواب دیا آپ کو یہہ تو معلوم ہوگا کہ مہینے دو طرح پر شمار کئے جاتے ہیں ایک قمری
دوسرا شمسی پس قمری مہینے کے دن فی الحقیقت ساڑھے انتیس اور کسری زائد ہوتے ہیں جب دو مہینے کے
دن جمع کئے جاتے ہیں تو کچہہ کسر زیادہ انسٹہہ روز شمار میں آتے ہیں اسواسطے کسر کو قابل اعتبار نہیں جانتے لہذا ایک
مہینے کو تیس دن کا اور دوسرے کو انتیس دن کا قرار دیتے ہیں اور کسر کے حساب سے ہر برس میں گیارہ دن زیادہ کرکے تیسرے
برس ایک مہینا بڑہا کر تیرہ کرتے ہیں اوسکو لوند کہتے ہیں وعلی ہذا القیاس جس قوم کے حساب میں دن یا مہینا زیادہ
ہوتا ہے وہ اوسکو ایک مہینے میں درج کر لیتے ہیں اسیطرح ایک شمسی مہینے میں حرکت آفتاب کے اختلاف سے کبھی تیس
دنکا مہینا ہوتا ہے کبھی کم کبھی زیادہ لیکن اہل فارس کے منجمین متاخرین نے ہر ماہ شمسی کو تیس تیس دنکا قرار دیا ہے اس نظر سے
کہ اوراق تقویم میں جو منجموں کا سالانہ حساب مندرج ہوتا ہے کہیں اختلاف واقع نہو جائے پس بحساب مذکور سال قمری
تین سو چون روز اور ایکدن کے چھٹے حصے کا ہوتا ہے اور سال شمسی فی الحقیقت اہل فارس کے نزدیک تین سو پینسٹھہ دن اور
ایکدن کے ساتوین حصے کا ہوتا ہے لیکن منجمین متاخرین نے بباعث وجہہ مذکور تین سو ساٹھہ دن کا برس قرار دیا ہے اور پانچ روز
جو زیادہ ہوتے ہیں اونکو آخر سال میں اضافہ کرکے خمسہ مسترقہ کے نام سے نامزد کرتے ہیں اور کسر کے واسطے
چوتھے برس ایکدن زیادہ کرکے اوسکو کبیسہ کہتے ہیں اس سبب سے تمکو خوب یاد رکھنا ضرور ہے کہ یہہ قاعدہ مطابق مذہب
اور اصطلاح متاخرین اہل فارس کے قرار دیا گیا ہے جبکہ شہزادہ دانش پناہ یہہ معلومات جدیدہ بیان کر چکا ایک شخص نے اور
یہہ سوال کیا کہ کوئی مرد جاتا تہا کچہہ پہول تین درگاہوں میں چڑہانیکو لیگیا جس درگاہ میں داخل ہوتا اوسکے پہول
دو چند ہو جاتے اوسنے تینوں درگاہوں میں برابر چڑہائے اور کوئی پہول آخر میں باقی نرہا خسرو پیروز نے کہا کہ اس قسم کے
سوال کو سیالہ کہتے ہیں اسواسطے کہ اسکا جواب خاص ایک عدد پر موقوف نہیں ہے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ اوس
شخص کے پاس سات پہول تہے پہلی درگاہ میں جاتے ہی دو چند یعنی چودہ ہوگئے اسنے آٹہہ پہول اوس درگاہ پر
چڑہائے چہہ باقی رہے جب دوسری درگاہ میں گیا بارہ ہوگئے آٹہہ چڑہائے چار بچے پہر تیسری درگاہ میں گیا چار کے
آٹہہ ہوئے وہاں سب چڑہا دیئے کچہہ باقی نرہا اب سنو کہ اوسکے پاس چودہ پہول تہے پہلی درگاہ میں اٹھائیس ہوئے
سولہ چڑہائے بارہ بچے دوسری درگاہ میں چوبیس ہوئے سولہ چڑہائے آٹہہ بچے تیسری درگاہ میں پہر آٹہہ کے سولہ ہوئے
سب کے سب چڑہا دیئے کچہہ باقی نرہا پہر غور کرو کہ ۲۸ پہول تہے پہلی درگاہ میں ۵۶ ہوتے ۳۲ چڑہائے ۲۴ باقی
رہے دوسری درگاہ میں ۴۸ ہوتے ۳۲ چڑہائے ۱۶ بچے تیسری درگاہ میں ۳۲ ہوئے سب چڑہا دیئے کچہہ باقی نرہا

قمری و شمسی سال

غرضکہ اس عمل پر جبتک تضعیف کا قاعدہ جاری کروگے بیشک ہر مرتبہ سوال کا جواب حاصل ہوگا اور اسکا قاعدہ اصلی عملِ عکس کے ذریعے سے حسبِ دلخواہ حاصل ہوتا ہے اتنے مین ایک شخص موسوم بہ صنّاع ہنرمند کہ ریاضی اور جبر تفصیل مین بیعدیل تہا کہنے لگا کہ اے خورپرورِ دانشور سوالاتِ حساب آپنے بخوبی حل کئے اور ہر ایک جواب ایسا معقول دیا کہ سب چہوٹے بڑے سمجہہ گئے اب یہہ فرمائیے کہ علمِ ہندسہ مین کس چیز سے بحث کیجاتی ہے شہزادہ خردمند نے کہا کہ اے صناعِ ہنرمند علومِ ریاضی مین سے علمِ ہندسہ ایک عمدہ علم ہے اسکے عالم کو مہندس کہتے ہین ارشمیدس مہندس اول ہے بعد اوسکے ایسوسیوس اور اوسکے پیچہے اقلیدس مگر یہہ علم اقلیدس ہی سے اسواسطے منسوب ہوا کہ اوسنے اسکے قواعد کی تکمیل کرکے ایک کتاب مسمّٰی بہ تحریرِ اقلیدس تصنیف کی یہہ کتاب اصل مین تیرہ مقالون پر تہی پہر دو مقالے اور بہی داخلِ ضمیمہ کیے گئے ہر مقالے مین اشکالِ متعددہ ہین کہ جنکا مجموعہ نسخۂ حجاج کے مطابق ۴۶۶ چارسو چہیاسٹہہ اور بحسبِ نسخۂ ثابت ۴۷۶ چار سو چہہتر شکلین ہین اور ان دونون نسخونکی ترتیبِ اشکال مین بہی خلاف ہے اور ہر شکلِ ماقبل اپنی شکلِ مابعد سے ربط رکہتی ہے اس علم کی اصطلاحون مین سے اول حدود ہے اور حدود ہر مقالے کے جداگانہ اور مختلف التعداد ہین انہین نقطہ اور خط اور زاویون سے بحث کیجاتی ہے نقطہ کو جزو لایتجزیٰ قرار دیتے ہین اور خط کو ایک طولِ بلاعرض فرض کرتے ہین اور خط کی انتہا دو نقطون پر ہوتی ہے اور کچہہ نقطہ اور خط ہی سے عبارت نہین کہ اوسکی صورت مرتسم ہو بلکہ خط اور نقطہ ہر جسم مین کہ جو طول اور عرض اور عمق رکہتا ہوگا یا جس چیز مین انہین کی ایک چیز بہی پائی جائیگی ضرور موجود ہے دوم اس علم کی اصطلاح مین سے اصول موضوعہ ہے وہ تین ہین نہ اول یہہ کہ ہمکو اختیار ہے کہ ایک نقطے سے دوسرے نقطے تک خطِ مستقیم کہینچین دوم خطِ مستقیم کو اوسکی سیدہہ مین دور تک بڑہا سکتے ہین سوم کسی نقطے کو مرکز فرض کرکے چاہین جتنی دوری پر اوس سے دائرہ کہینچ سکتے ہین سوم اس علم کی اصطلاح مین سے علومِ متعارفہ یہہ باتین ظاہر ہین جنکو سب لوگ جانتے ہین اونکے ثابت کرنے مین دلیل کی حاجت نہین یہہ شمار مین بارہ ہین اول جتنی چیزین ایک چیز کے برابر ہون وہ آپس مین سب برابر ہونگی دوم کتنی چیزین جو برابر ہین اونمین برابر چیزین جوڑنے سے کل بہی برابر ہونگی سوم برابر چیزون سے جو برابر چیزین گہٹائی جائین تو باقی بہی برابر ہونگی چہارم جو چیزین برابر نہون اونمین اگر برابر چیزین جوڑین تو کل بہی برابر نہونگی پنجم جو چیزین برابر نہین ہین اونمین سے برابر چیزین گہٹانے سے باقی چیزین بہی برابر نہونگی ششم جتنی چیزین کسی ایک چیز سے دوچند ہونگی وہ سب آپس مین بہی برابر ہونگی ہفتم کتنی چیزین جو ایک چیز مین سے نصف کے برابر ہون وہ آپس مین بہی برابر ہونگی ہشتم جو مقادیر آپس مین منطبق ہون یعنی برابر جگہ گہیرتے ہون تو وہ برابر ہونگے نہم کوئی چیز کل اپنے جزو سے بڑی ہوتی ہے دہم دو مستقیم خطون سے جگہہ نہین گہر سکتی ہے یازدہم زاویے قائمے باہم برابر ہوتے ہین دوازدہم اگر دو خطون پر ایک خط گرنے سے اندرونی زاویے ایکطرف اوسی خط کے چہوٹے ہون دو قائمے زاویون سے تو یہہ دونون خط بڑہانے سے اوسطرف ملجائینگے جسطرف کے زاویے دو قائمون سے چہوٹے ہین پس یہہ بارہ علومِ متعارفہ

حدود

اصول موضوعہ

علوم متعارفہ

امور بدیہی ہین اسواسطے دلائل و براہین کی احتیاج نہین اور اصولِ موضوعہ کا ماننا اس علم کی ضروریات سے ہے اسلیئے کہ انکو سب مخصوص نے بالاتفاق مسائلِ ہندسیہ کے ثبوت کے لیئے صحیح اور درست اور امرِ اختیاری فرض کر لیا ہے اگرچہ اونکا ثبوت چندان اوسلیئے نہین ہے ہرچند دراصل یہی تین اصولِ موضوعہ ہین مگر بعضے مہندسون نے کچھہ اور اصول بھی انمین شامل کئے ہین چنانچہ ایک یہہ کہ نقطہ اور خط او سطح اور خطِ مستقیم اور سطحِ مستوی اور دائرہ سب قبیلِ بدیہیات سے ہے جو ہین کوئی آدمی انکی بحث و اعتراض نہین کر سکتا دوسرے یہہ کہ جس خط اور جس سطح پر چاہین نقطہ فرض کر لین تیسرے جس سطح پر چاہین خط فرض کر لین چوتھے نقطہ نقطے پر اور خطِ مستقیم خطِ مستقیم پر اور سطحِ مستوی سطحِ مستوی منطبق ہوجاتے ہین پانچوین دو خطون مین نقطہ اور دو سطحون مین خط مشترک ہوتا ہے یہہ پانچون اصولِ موضوعہ ہین اسیطرح چند علوم متعارفہ بھی اونکے علاوہ پر زیادہ شمار کئے جاتے ہین چنانچہ ایک یہہ ہے کہ جن چیزون کی مساوات کا حال پہلے سے معلوم ہو پس جسقدر وہ برابر برابر زیادہ یا کم کیجائین اور بعد کم یا زیادہ ہونیکے دریافت ہو کہ وہ سب برابر ہین تو یقین کرنا چاہیئے کہ وہ سب پیشتر ہی سے برابر ہین باقی علی ہذا القیاس غرضکہ انکے وسیلے سے شکلین ثابت کیجاتی ہین اور انکے حکم سے اختلاف وغیرہ دور ہوتا ہے صناعِ ہنرمند نے کہا کہ آپنے بہت درست فرمایا علمِ ہندسہ کا اصل الاصول یہی ہے مگر اب مین چاہتا ہون کہ جرِ ثقیل کا کچھہ حال بیان فرمایئے شہزادہ خردمند نے ارشاد کیا کہ علمِ جرِ ثقیل اس سے عبارت ہے کہ بارِ گران وزن کو تھوڑے سے زور و قوت مین ایک جگہ سے دوسری جگہ سرکا دین یا پستی سے بلندی پر لیجائین یا اشیاے عظیم المقدار کو سہل طریقے سے دبا کر افشردہ اور تنگ کرین یا بڑے بڑے پتھران اور دوسری سخت و درشت چیزون کو آسان طور سے ٹکڑے ٹکڑے کرین چنانچہ حکمانے اس کام کو کہ قوتِ انسانی سے خارج ہے بآسانی سرانجام دینے کے لیئے چند آلات مقرر کئے ہین جنکے ذریعے سے یہہ کارہاے دشوار بسہل ترین وجوہ سرانجام پاتے ہین صناعِ ہنرمند پہلے یہہ بات قابلِ غور ہے کہ ایک گھوڑے یا حیوان کو اوسوقت کام کرتے ہوے کہتے ہین جبکہ وہ بوجہہ لیکر چلتا ہے یا جبکہ وہ کسی قسم کی کل کو حرکت دیتا ہے اور ایک دخانی کل کو اوسوقت کام کرتے ہوے کہتے ہین جبکہ وہ پانی اوٹھاتی ہے یا گاڑی کو آہنی سڑک پر لیجاتی ہے یا کسی اور طرح کی محنت جو حیوانون سے ہوتی ہے لیکن جبکہ وہ ورزش سے کام کرتا ہے تو وہ ثبت کا کام کرتا ہے اور جبکہ وہ صرف اپنے بدن ہی سے کام کرتا ہے تو وہ کام کرتا ہے جوکہ جرِ ثقیل سے تعلق رکھتا ہے یا وہ کام کرتا ہے جوکہ بجولی ایک دخانی کل یا اور کسی قسم کی محنت سے ہوسکتا ہے اور علمِ جرِ ثقیل مین انہی کام سے مراد ہے جو انسان بدن سے کرتا ہے اور جب کوئی کام متعلق جرِ ثقیل کے ہوتا ہے تو ایک قوت یا مزاحمت اوس فاصلے پر پڑتی ہے جسمین وہ زور مزاحمت ہوتی ہے مثلاً جب آرہ سے کسی لکڑی کو چیرتے تو اوس آرہ مین ایک زور لگایا جائیگا جسکے سبب سے آرہ حرکت کریگا اور اوس لکڑی مین ایک مزاحمت پیدا ہوگی اب اگر کوئی زور آرہ پر لگایا جاوے اور وہ نہ سرکے یا برخلاف اسکے آرہ بغیر کسی زور کے حرکت کرے تو صاف ظاہر ہے

جرِ ثقیل کا بیان

کہ ان دونون صورتون مین کچھہ کام نہوگا اور جبکہ ایک آدمی ایک وزن سیڑہی پر لیجاتا ہے تو ہم کہتے ہین کہ وہ کچھہ کام کرتا ہے اور جبکہ وہ اوسپر صرف بوجھہ لیے کہڑا ہے تو اب وہ کچھہ کام نہین کرتا ہے اسی لیے کام کرنے کیواسطے کچھہ زور ہی نہین چاہیے بلکہ وہ زور کسی فاصلہ مین کچھہ مسافت بہی طے کرے اور جو ہم یہہ بات دریافت کرنی چاہین کہ دو مزدورون نے یا دو کلون نے ایک سے دوسرے کی بہ نسبت کسقدر کام کیا ہے تو ہم کہینگے کہ اگر دو آدمی ایک ہی بوجھہ کو ایک ہی بلندی پر لیجاتین تو کام اونکا مساوی ہوگا اور اگر ایک اونمین سے نصف وزن چوگنی بلندی پر لیجائیگا تو اوسکا کام دوسرے سے دوگنا اب سنو کہ لمبائی ناپنے کیواسطے لمبائی کا پیمانہ اور سطح ناپنے کیواسطے سطح کا پیمانہ اور وزن ناپنے کیواسطے وزن کا پیمانہ جسطرح مقرر ہے اسیطرح کام ناپنے کیواسطے کام کا پیمانہ بہی قرار دیا گیا ہے پیمانہ کام کا وہ محنت ہے جو واسطے اوٹہانے ایک پونڈ کے جسکو عربی مین رطل یعنی آدہ سیر کہتے ہین ایک فیٹ مین درکار ہے مثلاً ایک آدمی ایک پونڈ وزن ہاتہہ مین لیکر ایک فیٹ اوٹہاوے تو وہ ایک پیمانہ کام کا کرتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس اب اگر چار پونڈ وزن ہاتہہ مین لیکر پانچ فیٹ اوٹہاتے تو وہ بیس پیمانے کام کے کرتا ہے اسواسطے چار پونڈ کے وزن مین اوس بلندی تک پانچ پیمانونکا چوگنا کام یعنی بیس پیمانے کام کریگا اسسے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وزن مذکور کو پونڈ مین لاکر اور اوس فاصلے کو فیٹ بناکر ان پونڈون اور فیٹون کو باہم ضرب کرلین تو اوس کام کے پیمانونکی تعداد حاصل ہوتی ہے اور اس امر سے واضح ہوگیا کہ ایک پیمانہ کام کا جب ہوتا ہے کہ ایک پونڈ زور ایک فیٹ کے فاصلے مین صرف ہو خواہ وہ فاصلہ کسی سمت کو ہو اور جبکہ ہمکو ایک بڑا فاصلہ ناپنا ہوگا تو ہم ایک بڑا پیمانہ بہ نسبت فیٹ یا گز کے لیتے ہین اسیطرح جبکہ کوئی کام بہت بڑا ہوتا ہے تو اوسکے ناپنے کیواسطے بہی ایک بڑا پیمانہ مقرر کرنا پڑیگا صناع ہنرمند نے کہا کہ جو جانور کل وغیرہ مین کام دیتے ہین اونکی زور و طاقت کا بہی کچھہ احوال بیان فرماتے خسروپرور نے کہا کہ زمانہ سابق مین تخمینہ کیا گیا ہے کہ ایک گہوڑا ۳۳ ہزار پیمانے کام کے ایک منٹ مین کرسکتا ہے اسواسطے اتنے کام کو گہوڑے کی ایک طاقت کہتے ہین اسسے تعبیر کرنا کام کا ایک گہوڑے کے معین وقت کی طاقت مین آسان ہے مگر یہہ گہوڑے کی طاقت اب حال کی آزمایش سے معلوم ہوا کہ بہت زیادہ تہی اور تجربے سے دریافت ہوتا ہے کہ ایک منٹ مین ۲۲ ہزار پونڈ تقریباً اوسط کام ایک متوسط قوت گہوڑے کا ہے اور یہہ بہی یاد رکہنا بہت ضرور ہے کہ جانورون کی طاقت زور لگانیکی ترکیب کے بموجب اور رفتار پر بہی جس سے وہ کام کرتے ہین تبدیل ہوتی ہے اور ایک خچر ۲/۳ اور گدہا ۱/۵ گہوڑے کا کام کرتے ہین صناع ہنرمند نے کہا کہ بہلا یہہ تو فرمایئے کہ جو کوئی آدمی کسی فاصلے مین گہوڑے کے برابر یا اوس سے زیادہ زور کرنا چاہے تو ممکن ہے یا غیر ممکن شہزادہ خسروپرور نے ارشاد کیا کہ انسان اپنی عقل کے زور سے سب کچھہ کرسکتا ہے اگر جانورونکا کام اونکے ہاتہون سے نہ نکلے تو کچھہ اور ترکیب عمل مین لاتے ہین چنانچہ ہر وقت مین ہر کام کی ضرورت کے لیے

عقل کے ذریعے سے ایک آلہ مقرر کیا گیا ہے کہ تھوڑی سی حرکت کے وسیلے سے
بہت بڑا کام ہوسکتا ہے جیسے محور اور ہرم اور بکرہ اور دولاب اور اسفین اور چرخ اور پیچ وغیرہ
جو اس کام مین بکثرت مستعمل ہوتے ہین اور اب تک اس کے دانایانِ فن موجود ہین جس وقت
جیسا کام پڑتا ہے اوسی کے مطابق ایک آلہ تجویز کر کے مطلبِ دل نکال لیتے ہین کبھی اونکی جولانی
ذہنِ رسا کے روبرو کوئی کام بند نہین رہتا کسی دانائے علمِ جر ثقیل کا قول ہے کہ اگر مجھے
اسقدر سہارا میسر ہوتا کہ جسپر اوزار اون کے کیل پرزے وہان رہ سکتے اور مجھے بھی قدم
رکھنے کی جگہہ ملتی تو مین اس کرۂ زمین کو اوس کے محورِ اصلی پر سے کہین کا کہین سرکا دیتا
اور اوس کی گردش کو ہمیشہ کے لیئے ساکن کر دیتا غرضکہ اس علم کے فوائد
بیشمار ہین اور منافع لاانتہا الغرض جب دم نوبتِ سخن اوس انجمن مین
اس درجہ پر آئی صناعِ ہنرمند نے دستِ ادب باندہ کر گذارش کی
کہ اے خدیو پرورِ والا گوہر قسم ہے کہ آپ نے اپنی زبانِ گوہر فشان سے
وہ دُررِ غلطان شاہوار اہلِ بزم کو ایثار فرمائے کہ جو
تمام عمر آویزۂ گوشِ ہوش سامعینِ عقیدت گزین
رہین گے حاضرینِ دربار نے یکزبان اور متفق اللفظ
ہوکر اس کلام کی تائید کی اور ہر جانب سے
آوازِ تحسین و آفرین گنبدِ چرخِ برین تک
پہونچی شاہنشاہِ گردون سریر نے
بہ ہزار عنایت و توقیر وزرائے روزگار
سراپا دانش و تدبیر کو
بعطائے خلعتِ گران قیمت
مع خدیو پرور الانعامات
رخصت فرمایا
دربار امتحان
برخاست
ہوا

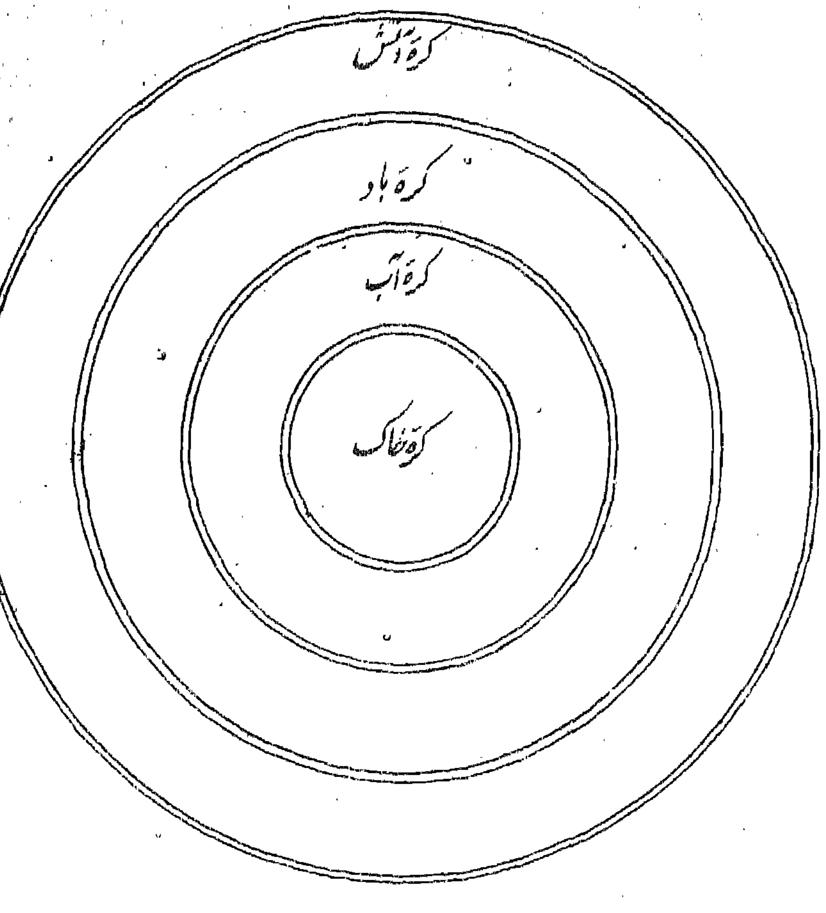
باب ششم موسوم بہ عقل پنجم

مؤلف

خاصیت معجونِ فلک سیر ہو جس مین | ساقی مجھے وہ جامِ مئی ہوش ربا دے
ہم خوب تماشائے زمین دیکھہ چکے ہین | اب سیر ذرا عالمِ بالا کی دکھا دے

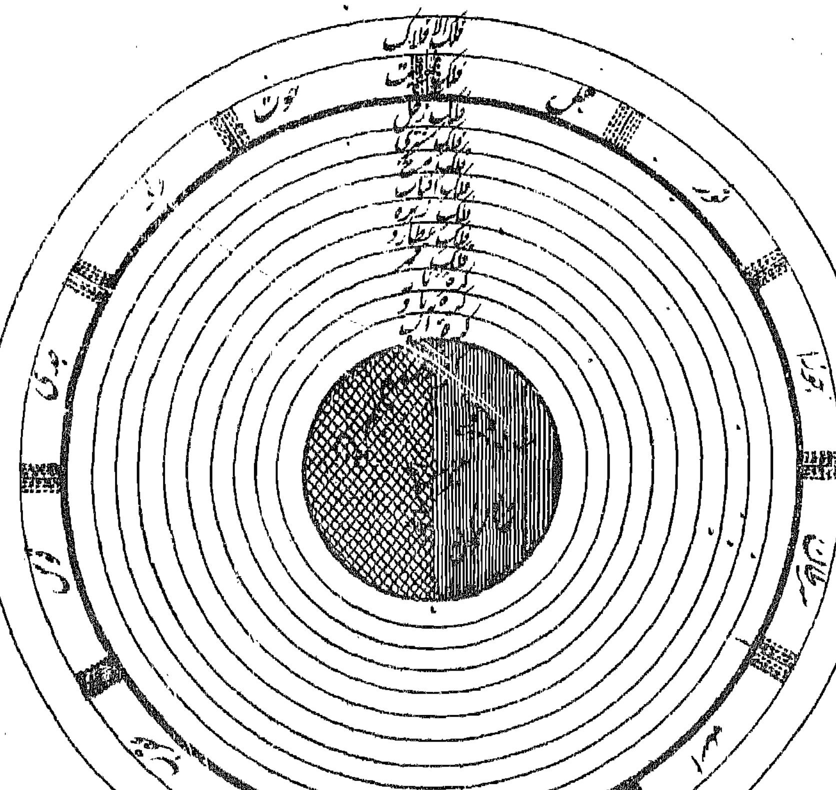
جس وقت اوستادِ عالیوقار اور شاگردِ نامدار زیب افزائے قصر زرنگار ہوتے بطرزِ قدیم نگارخانۂ تربیت و تعلیم کا دروازہ کہولا گیا شاطۂ جمالِ جہان آرائے علوم و فنون یعنی فرزانہ روزگار حکیم رازِ بوقلمون نے عروس مضامین پردہ نشین کے چہرۂ عالم افروز سے نقاب حجاب اولٹ کر شہزادۂ والاتبار کو حسنِ دل آویز کا محو دیدار بنایا اور فرمایا کہ اے خرد پرور اب تمہین علمِ طبیعیات و علمِ ہیئت وغیرہ کے اسرار سے مطلع کرتے ہین مخفی نرہے کہ عناصر یعنی آگ اور ہوا اور پانی اور مٹی کی ماہیت سے واقف ہونیکو اور دخان یعنی وہ دہوان جو زمین اور پہاڑون مین سے نکلتا ہے اور بخار یعنی بہاپ اور باد یعنی ہوا اور سحاب یعنی ابر اور صاعقہ یعنی وہ بجلی جو زمین پر گرتی ہے اور رعد یعنی بادلون کا گرجنا اور کڑکنا اور برق یعنی وہ بجلی جو چمکتی ہے اور مطر یعنی باران اور ثلج یعنی برف اور تگرگ یعنی اولے اور شرم یعنی شبنم اور قوس قزح یعنی دہنک اور خرمنِ ماہ یعنی ہالہ وغیرہ کے معلوم کرنیکو اور زلزلہ یعنی بہونچال کے پیدا ہونیکا سبب اور زمین کے نیچے سے آوازِ مہیب کے نکلنے کی وجہہ اور پانی چشمون سے جاری ہونیکا باعث دریافت کرنیکو اور لعل و یاقوت کی آفرینش اور سونے چاندی رانگ سیسہ جست پارہ اور گندہک وغیرہ کی حقیقت جاننے کو اور نباتات و حیوانات کی پیدائش سے مطلع ہونیکو **علمِ طبیعیات** کہتے ہین جمہور حکمائے سلف کا اتفاق ہے کہ طبقاتِ عناصر بہی طبقاتِ افلاک کیطرح نو ہین اوسکی تفصیل اسطرح بیان کی ہے کہ آتش کے دو طبقے ہین اول طبقہ آتشِ خالص یہہ طبقہ سب سے بلند اور فلکِ قمر سے متصل ہے دوم طبقہ دخانیہ یہہ طبقہ اوس بخار غلیظ سے متصل ہے کہ جو زمین سے نکل کر اوس آتش سے ملا ہے جو ہوا سے قریب تر ہے اور باد کے تین طبقے قرار دیے ہین اول وہ طبقہ ہوائے خالص جو آتش کے طبقہ دوم سے متصل ہے دوم طبقہ ہوائے سرد کہ جسکو کرۂ زمہریر کہتے ہین یہہ طبقہ دوری زمین کے سبب سے نہایت خنک ہے سوم طبقہ ہوائے حرارت آمیز جو زمین سے قریب تر ہے اس لئے کہ شعاع آفتاب کے اثر سے زمین گرم رہتی ہے وہ ہوا بہی گرم ہے اور آب کا صرف ایک طبقہ ہے اور خاک کے تین طبقے ہین اول وہ طبقہ کہ آب و ہوا سے ملا ہوا ہے معدنیات کا وجود اسی طبقے مین موجود ہے دوم طبقہ طینہ کہ جسمین تری پائی جاتی ہے چنانچہ اکثر چاہ اور چشمہ وغیرہ کہودنے مین ظاہر ہوتی ہے سوم طبقہ خاک جو مرکز عالم سے نزدیک اور گرداگرد مرکز کے

واقع ہے ان چارون عناصر کا رنگ بقول حکما اس طریق پر ہے کہ آتش سیاہ و سرخ
اور ہوا سبز اور پانی سفید اور خاک زرد ہے چنانچہ ان چارون عنصرون کی صورت یہہ ہے



پانی کا رنگ سوائے آسمانی نظر آتا ہے کہ نہایت صاف ہونیکے سبب سے اوسمین عکس فلک پڑتا ہے ان چارون عنصرمین آب وخاک دونون ایسے نظر آتے ہین کہ گویا انمین رنگ کی آلایش ہے مگر چونکہ بسیط ہین اس نظر سے ہماری دانست مین رنگین نہین ہوسکتے حکمانے بسیط کی یہہ تعریف کی ہے کہ جسکا جزو اوسکے کل سے مشابہ ہو اوسکا نام بسیط ہے چنانچہ نار و باد و آب وخاک پس باد اور آتش مین کچھہ آمیزش رنگ نہین ہے اس سے کہ انمین رنگ شامل ہوتا تو ستارے نظر نہ آتے اور تمام عناصر بصورت افلاک شکل کروی رکھتے ہین کرہ کی صفت ہم تعریف اجسام مین سمجھا چکے ہین اب خرد پرور حکماء کے نزدیک عالم عبارت ہے کرۂ افلاک وعناصر کے مجموعہ سے اول **فلک الافلاک** جسکو **فلک اطلس** اور **فلک اعظم** بھی کہتے ہین اوسپر کوئی ستارہ ثابت وسیارہ نہین وہ سب آسمانون کے اوپر محیط ہے ایک شبانہ روز مین اپنا دورہ تمام کرتا ہے اور تمام آسمانون کو اپنے

ہمراہ حرکت دیتا ہے اوسکے نیچے فلک ہشتم ہے اوسکو **فلک ثوابت** اور **فلک البروج** بھی کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک زحل** ہے جسکو ساتوان آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک مشتری** ہے جسکو چھٹا آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک مریخ** ہے جسکو پانچوان آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک شمس** ہے جس کو چوتھا آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک زہرہ** ہے جسکو تیسرا آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک عطارد** ہے جسکو دوسرا آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک قمر** ہے جسکو پہلا آسمان کہتے ہین ان نو آسمانونکے نیچے طبقات عناصر اربعہ ہین اور حکمات سے روشن ہے کہ عالم افلاک کو عالم علوی اور عناصر چہارگانہ و مافیہا کو عالم عنصریات اور عالم سفلی اور عالم کون و فساد کہتے ہین اور جو نقطہ کہ ان تیرہ کرہ ہاے مذکور کے درمیان فرض کیا گیا ہے اوسکو مرکز عالم کہتے ہین چنانچہ افلاک اور کرہ ہاے عناصر کی شکل اس نقشہ سے ظاہر ہے



حکما کے نزدیک مقرر ہے کہ جو چیز وزن مین زیادہ ہوتی ہے وہ بسبب طبیعت اور بباعث کشش ذاتی کے مرکز کیطرف زیادہ میل رکھتی ہے کہ وہان قرار پاتی ہے اسواسطے یہہ بات مقرر ہوئی کہ زمین سب عناصر مین بھاری ہے

پس واجب ہوگیا کہ زمین بسبب گرانی و ثقل ذاتی کے مرکز عالم پر قرار پکڑے چنانچہ حکیم بطلمیوس وارسطاطالیس وغیرہ کا برخلاف حکیم فیثاغورس کے یہی مذہب ہے اور فیثاغورس کا قول ہم علم ہیئت میں بیان کرینگے اے خرد پرور اگرچہ ہم تمہیں جسم کی حقیقت سے مطلع کرچکے ہیں مگر اسقدر اور بھی یاد رکھو کہ حکمانے جسم کو ایک جوہر قرار دیا ہے جو ابعاد ثلثہ سے موصوف ہو یہہ تم بیشتر سے جانتے تھے اب سنو کہ جوہر کے واسطے عرض لازم ہے جس جوہر میں ابعاد ثلثہ موجود ہوں وہ جسم طبعی ہے کوئی جوہر بغیر عرض کے نہیں ہوتا عرض وہ ہے کہ اپنے وجود کیواسطے غیر کا محتاج ہو جیسے زردی یا سرخی کہ عرض ہے بے وجود ایسی چیز کے جو زردی یا سرخی کو قبول کرے وجود نہیں پاسکتی اور حکیموں نے مان لیا ہے کہ ہر جسم میں دو امر لازم و ملزوم ہیں اول ہیولی دوم صورت جسمی اسواسطے کہ جو جسم فلکیات اور عنصریات سے نظر آتا ہے اوسکے واسطے ایک شکل اور مقدار معین ہے جو محسوس ہوتی ہے اور شکل و مقدار دونوں عرض ہیں انکے واسطے ایک جوہر ضرور ہے اور جو جوہر ان عرضوں کو قبول کرے اوسکا نام ہیولی رکھا ہے اس سے واضح ہوا کہ تعینات خارجی میں ہیولی صورت کا اور صورت ہیولی کی محتاج ہے اور صورت و ہیولی کا فرق اس مثال سے بخوبی ظاہر ہوگا کہ مثلاً پانی کسی ظرف میں لبریز ہے پس جسم پانی کا اوس ظرف کی صورت سے مشابہ ہوگا اسواسطے کہ ظرف سے اتصال رکھتا ہے اور جسوقت اوس پانی کو دوسرے ظرف میں ڈالیں تو اوسکی صورت اولیں نابود ہوجاتی ہے اور دوسری صورت نظر آتی ہے مگر اصل میں پانی کا وہی جسم ہے جو ظرف اولیں میں تھا اس مثال سے دریافت ہوا کہ ہر جسم میں ایک جوہر ہے مگر خود جوہر محسوس نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ محسوس ہوتا ہے وہ عرض ہے اور جسم یا بسیط ہوگا یا مرکب بسیط وہ ہے کہ جسکے سب اجزا اوسمیں فرض کئے جائیں اور وہ تمام بالطبع ایک ہوں چنانچہ جسم آب کہ اگر اوسمیں کوئی جزو فرض کرو تو اوسکی بھی طبیعت سرد و تر ہوگی اور اون اجزا میں کسیطرح کا اختلاف نہ پایا جائیگا جسم مرکب وہ ہے کہ جسکے اجزا ایک طبیعت پر نہوں چنانچہ سکنجبین کہ جو سرکہ اور شہد سے مرکب ہے اور دونوں کی طبیعت باہم برخلاف یعنی سرکہ سرد اور شہد گرم اب یاد رکھو کہ جسم بسیط دو قسم ہے ایک قابل فنا جیسے عناصر دوسرے جو قابل فنا نہو جیسے افلاک کہ حکیموں نے بدلائل ثابت کیا ہے کہ افلاک کو فنا نہیں اور وہ ایک جوہر ہے دوسرے جوہر میں تغیر و تبدل نہیں پاسکتا جسم بسیط افلاک و عناصر کے سوا اور کوئی نہیں ہے افلاک کو بسائط علوی اور عناصر کو بسائط سفلی کہتے ہیں اور یہہ بھی حکما کا امر مقرری ہے کہ ہر جسم مرکب کی ترکیب عناصر سے ہوتی ہے پس بسائط کا وجود ہمیشہ مرکبات کے وجود سے مقدم ہوگا اور اس دعوی پر کہ ہر مرکب کی اصل عناصر سے ہے دو دلیلیں نہایت قوی موجود ہیں اول طریقہ ترکیب دوم طریقہ تحلیل ترکیب کا طریقہ یہہ ہے کہ سوائے حشرات یعنی ذرا ذرا سے کیڑوں کے جنکو کامل الخلقت نہیں کہتے ہر حیوان کامل الخلقت کا جسم منی سے بنتا ہے اور منی خون سے وجود پاتی ہے اور خون غذا

جوہر و عرض کا بیان

ترکیب و تحلیل

پیدا ہوتا ہے اور ہر غذا یا حیوانی ہوگی یا نباتی اور غذاے حیوانی البتہ نباتی پر منتہی ہے اسواسطے کہ ہر حیوان کامل الخلقت کی زندگی غذاے نباتات پر منحصر ہے اور نباتات اختلاط عناصر سے حاصل ہوتے ہین اسوجہ سے کہ پانی جب خاک سے ملتا ہے اور اوسے ہوا پہونچتی ہے اور حرارت آفتاب اپنا اثر کرتی ہے تو نباتات وجود پاتے ہین اب سنو کہ طریقہ تحلیل یہہ ہے کہ جسوقت کسی جسم حیوانی یا نباتی یا معدنی کا ٹکڑا قرع و انبیق مین ڈالکر قرع کو آگ پر رکہین تو اوس سے پانی کی تری علحدہ ہوجاتی ہے اور اجزاے ہوائی بخار بنکر اوس سے دور ہوتے ہین اور اجزاے خاکی بشکل خاکستر قرع کی تہہ مین بیٹہہ جاتے ہین یہہ امر اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ جسم دراصل عناصر اربعہ سے مرکب تہا اور حکما کہتے ہین کہ خلا محال ہے اس دعوی پر بہت سی دلیلین لاے ہین چنانچہ ایک یہہ ہے کہ ایک نے کا ٹکڑا جو درمیان مین سے خالی ہو اوسکو ایکطرف سطح آب سے ملاکر دوسری طرف مونہہ لگاکر چوسین تو پانی نیچے سے اوپر چڑہ کر مونہہ مین آجائیگا باوجودیکہ پانیکی طبیعت اوپر کیطرف میل نہین کرتی اور وہ پانی جو اوپر آجاتا ہے اوسکا یہہ سبب ہے کہ جب ہوا اوپر کہنچتی ہے تو وہ پانیکو بہی کہینچکر اوپر لیجاتی ہے پس معلوم ہوا کہ نے اندر سے خالی نہین بلکہ ہوا سے بہری ہوئی ہے دوم یہہ کہ جب کسی ایسے ظرف کو کہ جسکا مونہہ چہوٹا ہو اور اوسکے نیچے چہوٹے چہوٹے تنگ سوراخ ہون پانی سے لبریز کرکے اوسکا مونہہ مضبوط بند کردین تو پانی اون سوراخون مین سے نہ گریگا اور جو اوسکا مونہہ کہولدین تو وہ پانی اون سوراخون مین سے نکلنے لگیگا اسکا بہی سبب ہے کہ جب ظرف کا سر بند ہوتا ہے تو ہوا اثر نہین کرنے پاتی اور جسوقت کہلجاتا ہے تو ہوا اوسمین گذر کرکے پانیکی جگہہ چہین لیتی ہے اور پانی نیچے کے سوراخون مین سے نکلنا شروع ہوتا ہے یہہ امر بہی خلا کے نہونے پر بڑی دلیل ہے اور استحالہ یہہ ہے کہ عناصر ایک حال سے دوسرے حال پر بدلجاتے ہین جسوقت عنصر کی صورت بدلتی ہے تو صورت اولی کے معدوم ہونیکو فساد اور صورت ثانی کے موجود ہونیکو کون کہتے ہین اسی باعث سے عالم عناصر کا نام کون و فساد ہے کہ یہان طریقہ استحالہ جاری ہے اور ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ عناصر اربعہ کا ہیولی ایک ہے کیونکہ تحقیق معلوم ہوچکا ہے کہ ہر جسم ایک جوہر رکہتا ہے جسسے اوس جسم کی صورت قائم رہتی ہے عناصر اربعہ بہی ایسا ہی ایک جوہر رکہتے ہین کہ جو اون چارون جسمون کو اوٹہا سکے مثلاً ایک کاغذ پر قیاس کرو کہ کسی قدر سرخ رنگ موجود ہے اور کسیقدر زرد اور کسیقدر سبز اور کسیقدر سیاہ پس ان چارون مختلف رنگتون کا جسم کسی جوہر پر قائم ہے اور وہ جوہر ہیولی سے مراد ہے پس ہیولی ہمیشہ آثار علوی کی تاثیرات سے ایک صورت چہوڑکر دوسری صورت قبول کرتا ہے چنانچہ صاف نظر آتا ہے کہ چند طرحکا تغیر و

تغیر و تبدل عناصر

تبدل عناصر مین لاحق ہے اول یہہ کہ آگ ہوا سے بدلجاتی ہے جیسے ظاہر ہے کہ جسوقت آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے تو اوسمین حرارت کی تاثیر باقی نہین رہتی مثلاً باروت جب مشتعل ہوتی ہے تو ایک ایسا شعلہ نظر آتا ہے کہ جس کی حرارت سے ہر ایک مقابل شے فی النار ہوجاے مگر جب وہ شعلہ زیادہ بلند ہوتا ہے تو ہوا سے بدلجاتا ہے یہانتک کہ حرارت کا کچہہ بہی اثر اوسمین نہین پایا جاتا دوم یہہ کہ ہوا آگ بنجاتی ہے جیسے لوہارون کی بہٹی سے ظاہر ہے یعنی وہان کی ہوا

کسقدر گرم ہوتی ہے کہ جو چیز اوسکے مقابل آتی ہے وہی جلجاتی ہے سوم یہہ کہ پانی ہوا سے بدلجاتا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ تہوڑا سا پانی کسی ظرف مین جوش دین تو اوسمین سے بخار نکل نکل کر ہوا مین ملجایگا اور رفتہ رفتہ کچہہ بہی پانی اوس ظرف مین نرہیگا چہارم یہہ کہ ہوا پانی سے متبدل ہوتی ہے چنانچہ دیکہنے مین آتا ہے کہ کسی پتیل یا تانبے وغیرہ کے ظرف مین برف یا یخ یا آب سرد لبریز کرکے ہوائے گرم مین رکہین تو اوس ظرف کے سطح ظاہری پر قطرات آب نمودار ہوتے ہین اور جو وہ ظرف لبریز نہوگا تو اندرونی سطح پر بہی جتنا کہ یخ یا برف سے خالی ہے اور سطح بیرونی پر بہی قطرات آب نمودار ہونگے اسکا یہہ سبب ہے کہ کمال گرمی کے باعث ہوا مین حرارت پیدا ہونیسے ہوا لطیف ہوجاتی ہے اور جبکہ برف یا یخ یا آب سرد اوس ظرف کے جوہر کو نہایت سرد کردیتا ہے تو جو ہوا کہ اوس ظرف سے متصل ہوتی ہے وہ بہی سرد ہوجاتی ہے اور اوسمین سردی کے سبب سے اتنی کثافت پیدا ہوتی ہے کہ وہ غلیظ ہوکر پانی سے بدلجانیکی لیاقت حاصل کرلیتی ہے اور موسم سردی یا ہوائے خشک مین یہہ قطرے ظاہر نہین ہوتے اسواسطے کہ برودت کے سبب اوس ظرف کے اطراف بہی ہوا مین لطافت باقی نہین رہتی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شے زیادہ تر گرم ہے وہ زیادہ تر لطیف اور لطافت کے باعث استحالہ کے واسطے بہی زیادہ تر قابل ہوگی چنانچہ اسپر یہہ دلیل ہے کہ جاڑون مین گرم پانی اور ٹہنڈا پانی جدا جدا دو ظرفون مین بہر کر ایک میدان مین جہان ٹہنڈی ہوا آتی ہو رکہدین تو اول گرم پانی جمیگا اوسکے بعد آب سرد کی نوبت آئیگی پنجم یہہ کہ پانی خاک سے بدلجاتا ہے چنانچہ ملک بدخشان مین ایک پہاڑ کے دامن سے آب صاف نکلتا ہے اور تہوڑی دور تک زمین پر بہکر پتہر کیطرح سخت بنجاتا ہے اس پتہر کو اوس ملک مین سنگ آبگیر کہتے ہین ششم یہہ کہ خاک پانی سے بدلجاتی ہے جیسے کہ بعض معدنیات وغیرہ کسی خاص تدبیر سے پانی کیطرح حل ہوجاتے ہین اسکے نام استحالہ ہے اسے خرد بیرو تمام

تاثیر اجرام علوی

حکما اس بات پر متفق ہین کہ اجسام سفلی مین اجرام علوی اپنا اثر کرتے رہتے ہین یعنی عالم عنصریات پر سبعہ سیارہ کی تاثیر ضرور پڑتی ہے انمین سے آفتاب و ماہتاب کو نیرین کہتے ہین ان دونون کا اثر ظاہر و آشکار ہے انکے اختلاف سے عالم سفلی کا احوال مختلف ہوتا رہتا ہے چنانچہ لیل و نہار کا تغیر اور فصول چہارگانہ کا تبدل آفتاب کی تاثیر سے متعلق ہے اور ماہتاب کی تاثیر سے تین چیزون مین اختلاف واقع ہوتا ہے اول دریا کے جزر و مد کا اختلاف یعنی جن دنون مین نور ماہ کو ترقی ہوتی ہے دریا کا پانی بہی زیادہ ہوتا جاتا ہے اسکو مد کہتے ہین اور جبکہ نور ماہ مین نقصان شروع ہوتا ہے تو پانی بہی کم ہوتا جاتا ہے اسکا نام جزر ہے دوم ایام متزائد النور مین استخوانو نکا مغز بڑہ جاتا ہے اور نور ماہ کے نقصان مین نقصان پاتا ہے سوم جبکہ ماہ زائد النور ہوتا ہے میوجات زیادہ پکتے ہین اور ایام ناقص النور مین کمتر اس سے ثابت ہوگیا کہ عالم کون و فساد مین کواکب موثر ہین

بخارات کا بیان

اب معلوم کرنا چاہیے کہ بخار کے پیدا ہونیکا سبب یہہ ہے کہ اجزائے آبی حرارت آفتاب کی تیزی سے لطیف بنکر اجزائے ہوائی کے ساتھہ بلند ہوجاتے ہین بس بخارات حقیقت مین پانی کے وہ اجزائے لطیف ہین جو ہوا کے اجزائے صغیرہ مین مختلط ہوکر نہایت باریکی کے سبب

پیدائش دخان

دونون مین سے ایک بھی محسوس نہین ہوتے اور ایسے نظر آتے ہین کہ آب ہوا سے کوئی علیحدہ چیز ہے مگر اصل مین ان دونون
عناصر کے چھوٹے چھوٹے اجزا ہین اور دخان کے پیدا ہونیکا یہہ سبب ہے کہ زمین کے اجزاے خشک پر دھوپ کی گرمی اثر
کرتی ہے اور حرارتِ آفتاب کے باعث اجزاے زمین کی رطوبت جلکر یبوست غالب ہوتی ہے پھر وہ اجزا حرارت کی
تاثیر سے خفیف و سبک ہوکر اجزاے ہوا کے ساتھہ بلند ہوتے ہین اسکا نام دخان ہے اب سنو کہ اگر کسی جسم مین حرارت کی
کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اوس جسم کے اجزا کشادہ اور پراگندہ ہوجاتے ہین چنانچہ ظاہر ہے کہ کسی ظرف پر آب کو
جو تھوڑا سا خالی ہو آگ پر جوش دینے سے پانی اوبلتا ہے بلکہ اکثر جوش کی حالت مین ظرف سے باہر نکلجاتا ہے
پس حرارت کی تاثیر سے اوسکا مادہ بڑہجاتا ہے اسیطرح جسوقت برودت کی کیفیت کسی جسم مین لاحق ہوتی ہے
تو اوسکے اجزا سخت اور منجمد ہوکر وہ جسم چھوٹا ہوجاتا ہے چنانچہ یخ کی کیفیت سے واضح ہے غرض جبکہ یہہ دونون

ہوا کا بیان

باتین معلوم ہوچکین تو اب دریافت کرنا لازم ہے کہ حکماے ہوا کے پیدا ہونیکی چار صورتین مقرر کی ہین اول یہہ کہ
جب کسیطرف کی ہوا تابشِ آفتاب کی علت سے نہایت گرم ہوجاتی ہے تو مقدارِ اصلی سے اوسکا جسم بڑہنا شروع
ہوتا ہے اس سبب سے وہ اپنے اطراف و جوانب کی ہوا کو دفع کرکے اوس مقام پر خود پھیلتی جاتی ہے اور ہوا مین

باد

حرکت پیدا ہوتی ہے اس ہواے متحرک کو باد کہتے ہین دوم یہہ کہ جب کسی طرف سے ہوا کو برودت بہت سرد
کردیتی ہے تو برودت کے سبب سے وہ ہوا منقبض اور منعقد ہوجاتی ہے اور اوسکے اجزا باہم بستگی حاصل کرلیتے ہین اس
علت سے اوسکا مقدار کم ہوجاتا ہے اور اوسکے متصل کی ہوا مین اسلئے حرکت پیدا ہوتی ہے کہ ہواے منعقد سے جو مقام
خالی ہو وہان اپنا دخل کرے چنانچہ ہم کہہ چکے ہین کہ خلا محال ہے اور اسی حرکتِ ہوا کا نام باد ہے جو اجسام کو

نسیم

محسوس ہوتی ہے ان دونون قسمونکی باد کو نرمی و ملایمت کے لحاظ سے نسیم کہتے ہین سوم یہہ کہ ہوا سے علاوہ
کوئی اور چیز اوسکو حرکت دے چنانچہ جو بخار اور دخان زمین سے بلند ہوکر ہوا پر جاتے ہین جسوقت وہ کرۂ زمہریر پر
پہونچتے ہین تو اگر ہواے زمہریری کی برودت اوس بخار یا دخان کی حرارت کو زائل کرتی ہے تو حرارت باقی نہ رہنے کے
سبب اوسمین غلظت اور ثقالت نمایان ہوتی ہے اور بباعثِ گرانی وہ بلندی سے پستی کیطرف میل کرتا ہے اس

آندھی

سبب سے ہوا مین تموج پیدا ہوتا ہے اور آندہی اپنا ظہور دکھلاتی ہے اور جو برودتِ زمہریری بخار و دخان کی حرارت
زائل نہین کرتی تو وہ کرۂ زمہریر سے گذر کر کرۂ آتش تک جا پہونچتا ہے مگر ثقلِ ذاتی کے سبب وہان سے زیادہ نہین چڑہ سکتا
آخرِ کار اسفل کیطرف نزول کرتا ہے اسوجہ سے ہوا مین حرکت پیدا ہوتی ہے اور آندہی آجاتی ہے لیکن یاد رکھو کہ جو ہوا
اس علت سے حادث ہوتی ہے وہ ہمیشہ اوپر کیطرف سے چلنا شروع کرتی ہے چہارم یہہ کہ ابخرۂ تر یعنی بھاپ زمین سے
بلند ہوتی ہے اور حرارتِ آفتاب اوسکو نہایت لطیف و سبک بنادیتی ہے اور وہ بخارِ تر کرۂ زمہریر کے متصل پہونچتا ہے
تو اوسمین برودت اثر کرتی ہے اور حرارت و یبوست کم ہوجاتی ہے پس جو کچہہ کہ اوسمین لطیف ہے وہ ہوا بنجاتا ہے

اور جسقدر کثیف و غلیظ ہے ابر اوسی سے عبارت ہے اور جو یہہ امر مقرر ہو چکا کہ خلا محال ہے اور جس چیز کو خلا
خیال کرتے ہین وہ ہوا سے لبریز ہے پس کسی ایسی چیز کو جنبش دین کہ جو ہوا کو متموج کر سکے تو ہوا مین حرکت پیدا ہونیکے
سبب سے باد محسوس ہوگی چنانچہ پنکہے کی ہوا اسی قبیل سے ہے اور ابر وہ ہے کہ تابش آفتاب کے باعث پانی یا نمناک
زمین سے بخارات ہوا پر بلند ہوتے ہین اگر اونکا وجود قلیل [illegible] ہوا کی گرمی اونکو تحلیل و پریشان کر دیتی ہے اسباب
اسلئے کہ تفریق اور لطیف اجزا ہمیشہ حرارت کا فعل مقرری ہے اور جو اجزا بہت ہین اور ہوا مین حرارت کی
تاثیر کم ہے یا مطلق نہین تو البتہ وہ بخار کرۂ زمہریر تک پہونچکر سردی سے ثقیل و کثیف اور مجتمع و متراکم ہو جاتے ہین
ان بخارات کثیفہ کو ابر کہتے ہین اے خرد پرور جبکہ ابر کی حقیقت معلوم ہوگئی تو یہہ بھی سمجھہ لو کہ اگر اوسمین سردی کی
تاثیر اسقدر نہین کہ اوسکو بہت غلیظ کر دے تو وہ ابر بغیر برسے ہوئے متفرق اور پراگندہ ہو جاتا ہے اور جو سردی
اوسکو اسقدر گاڑہا کر دیتی ہے کہ اوس سے صفت بخاری دور ہو جاتی ہے تو اس صورت مین ابر کے اجزائے لطیف
پانی کی صورت قطرہ قطرہ ہوکر برس پڑتے ہین اور جو کچہہ کثیف ہوتا ہے وہ ہوا مین پراگندہ و منتشر ہو جاتا ہے اس سے ابر
ثابت ہوا کہ حقیقت مین قطرات باران بعضے ابر کے اجزا ہوتے ہین جو برودت ہوا کے سبب سے کثیف ہوکر زمین پر
ٹپک پڑتے ہین حکمانے مقرر کیا ہے کہ ہر چیز اپنے مرکز پر مائل ہے یعنی خاک مرکز خاک پر اور آب مرکز آب پر
اور ہوا مرکز ہوا پر اور آتش مرکز آتش پر پس جبکہ حرارت جو آتش کا اثر ہے اجزائے آبی مین اثر کرتی ہے تو اوس سے
بخارات اوٹہتے ہین اور بخار مین بھی اجزائے لطیفہ آبی اور اجزائے آتشی موجود ہین آتش کا خاصہ ہے کہ اپنے
مرکز یعنی کرۂ نار کیطرف میل کرتی ہے اسلئے بخارات ہمیشہ بلندی کیطرف مائل ہوتے ہین اور جب کرۂ زمہریر پر
پہونچتے ہین تو برودت سے حرارت فرو ہو جاتی ہے اور اجزائے آبی حرارت سے جدا ہوکر ناچار مرکز زمین کیطرف
اسلئے میل کرتے ہین کہ مرکز آب اوسی سے ملا ہوا ہے یہی پانی برسنے کا سبب ہے اور جبکہ بخار مین نہایت برودت
اثر کرتی ہے تو سردی کے باعث اجزائے بخار مین کشش و تشنج پیدا ہونیسے وہ جم جاتا ہے اسکو برف کہتے ہین برف
اور جو ہر طرف سے کشش برابر ہوتی ہے تو اوسکی صورت کروی یعنی مدور بنجاتی ہے اسکو اولا کہتے ہین اور جب
ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ہوائے صاف کو بخار کیطرح برودت کثیف و غلیظ کر دیتی ہے اور اوسمین حرارت نہین رہتی اولا
اسواسطے وہ بلندی کیطرف رجوع نہین کر سکتی بلکہ زمین کیطرف مائل ہوتی ہے چیزونکو نم کر دیتی ہے اور نباتات کے
ورقون پر قطرون کیصورت نمودار ہو جاتی ہے اسکو شبنم کہتے ہین اے خرد پرور تم جانتے ہو کہ بخار دو قسم ہے شبنم
ایک بخار آبی دوم بخار دخانی جبکہ بخارات آبی کرۂ زمہریر پر جاکر سردی سے جم جاتے ہین وہ ابر ہے اور
بخارات دخانی جو مرکز زمہریر سے گذر کر کرۂ نار کیطرف میل کرتے ہین تو حرارت کی طاقت سے ابر کو چاک کر ڈالتے ہین
اوسمین سے آواز ہولناک پیدا ہوتی ہے جسکو رعد کہتے ہین دوم یہہ کہ زمین مین سے برودت سے نئے ابخرے بلند ہوتے ہین رعد

اور جو بخار کہ پہلے چڑھ کر سردی سے جم گیا ہے اور جب باہم ملتے ہیں تو آواز عظیم پیدا ہوتی ہے اسکا نام رعد ہے یعنی دستور ہے کہ جب دو چیزیں زور و قوت سے ٹکراتی ہیں تو اون سے ضرور ایک آواز نکلتی ہے اور جبکہ باہم ٹکرجاتے

برق

مادۂ دخانی زیادہ گرم ہوجاتا ہے تو شعلۂ آتش نمودار ہوتا ہے اسکو برق کہتے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ جب دو چیزیں باہم مزاحم ہونگی تو آواز نکلے گی اور شعلہ پیدا ہوگا جیسے کہ پتھر اور لوہا وغیرہ اور اکثر نیستان میں بھی اسیطرح دو چوبون کے رگڑ کہانیسے ایک شعلہ نکلکر آگ لگجاتی ہے اور جبکہ بخار و دخان کا مادۂ غلیظ اعلیٰ سے اسفل کو نزول کرتا ہے تو آندہی

صاعقہ

آیا کرتی ہے اسصورت میں اگر ابر درمیان حائل ہوتا ہے تو وہ بخار اپنی قوت سے اوسکو شگافتہ کرتا ہے پس مادۂ دخانی شدت حرکت کے سبب مشتعل ہوجاتا ہے اور اجسام ارضیہ کے قسم کی کوئی چیز مثلاً لوہا یا تانبہ یا پتھر وغیرہ اوس شعلۂ دخانیہ

قوس قزح

میں سے نیچے گرتا ہے اوسکو صاعقہ کہتے ہیں اور قوس قزح کی یہہ کیفیت ہے کہ جسوقت آفتاب افق مشرق یا مغرب سے قریب اور اوسکے مقابل دوسری طرف ابر شفاف و رقیق منجمد ہوا اور اس ابر کے پیچھے کوئی سیاہ رنگ چیز چنانچہ ابر سیاہ یا کوہ وغیرہ ہو تو وہ ابر رقیق و شفاف بصورت آئینہ اون دونوں کا عکس قبول کرتا ہے اور شعاع منحرف کے اثر سے

ہالۂ ماہ

اوسمین مختلف رنگ نظر آتا ہے اور ابر رقیق اگر ماہ کے اطراف مجتمع ہوا اور پرتو ماہ اوسپر پڑے اور پھر اس ابر شفاف کا عکس اوس ابر کثیف و ظلمانی کے اجزا پر منعکس ہو کہ جو اس ابر لطیف و نورانی سے متصل ہے تو اسکا عکس دائرۂ نورانی کیطرح نظر آئیگا ماہ کامل کا ہالہ بہت بڑا اور گول ہوگا اور جبکہ ماہ قریب بکمال ہو یا وسط سما پر ہو تو ہالہ کا دائرہ بھی

زلزلہ کا بیان

درست نظر آتا ہے ورنہ ناقص اور زلزلہ پیدا ہونیکا یہہ باعث ہے کہ جب حرارت آفتاب زمین کے سطح ظاہری پر تاثیر کرتی ہے تو جسم زمین کے اندر بخار یا دخان دونوں پیدا ہوجاتے ہیں پس اگر اونکا وجود قلیل ہے تو زمین کی برودت اونکی حرارت دور کردیتی ہے اور وہ زمین میں منتشر ہوجاتے ہیں یہہ بمنزلہ اوس بخار کے ہے جو ہوا میں تحلیل ہوجاتا ہے اور اگر بخار و دخان کا وجود بہت زیادہ ہے تو برودت زمین سے اونکی حرارت سرد نہیں ہوتی بلکہ وہ بخارات نہایت زور و شور کی حرکت سے زمین کو شق کرکے باہر نکلجاتے ہیں یہہ بمنزلہ اون بخارات کے ہیں جو ہوا میں ابر کا وجود پیدا کرتے ہیں اور جو اون بخاروں میں اسقدر قوت نہیں ہے کہ زمین کو شق کرسکیں تو جسوقت وہ باہر نکلنے کیواسطے زور و طاقت کرتے ہیں اور اپنے ضعف کے باعث زمین کے سخت مسامات سے نکل نہیں سکتے تو ناچار اونکی بیقراری اور حرکت اضطرابی کے سبب سے زمین کے اوس قطعہ کو جنبش ہوتی ہے زلزلہ اسی سے عبارت ہے یہہ بخارات بمنزلہ اسکے ہیں کہ جیسے زمین پر بجلی گرتی ہے اور آندہی پیدا ہوتی ہے اور جہان زمین سخت یا کوہستان ہے وہان بخارات اور زمین کے مسامات بند ہونیکے سبب سے زلزلے کی بہت شدت ہوا کرتی ہے اور زمین شورہ زار اور ریگستان میں اس باعث سے کہ زمین کے مسامات کہلے ہوتے ہیں اور انکے بند نہیں ہونے پاتے زلزلہ کم واقع ہوتا ہے اور کبھی ایسا اتفاق ہوجاتا ہے کہ زلزلے کی حالت میں بخارات کی قوت سے زمین پھٹ جاتی ہے اور وہان سے چشمۂ آب پیدا ہوجاتا ہے

اور زمین میں سے آواز نکلنے کا یہہ سبب ہے کہ زمین کے اندر بخار غلیظ اور دخان کثیف بند ہو جاتے ہیں اور باہم ان دونوں کے ٹکر کہانے اور رگڑ جانے سے زمین کے نیچے آواز پیدا ہوتی ہے اور اس قسم کی آواز ہیبت ناک اکثر اوقات زلزلہ کے وقت ہوا کرتی ہے اور کبھی ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ زمین پہٹکر اوسمیں سے صدائے ہولناک نکلتی ہے یہہ ہوا بمنزلہ رعد کے ہے اور زمین میں سے ہوا نکلنے کی یہہ صورت ہے کہ جسوقت مواد دخانی زمین کے درمیان مقید ہوتا ہے تو نکلنے کے ارادے سے حرکت شروع کرتا ہے اگر اوسکو زمین میں کوئی سوراخ یا راستہ ملجاتا ہے تو وہاں سے دخان باہر نکل آتا ہے اور اوسوقت جوہر ہوا بنجاتا ہے چنانچہ اکثر ولایت بدخشان میں یہہ صورت نظر آیا کرتی ہے کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ دخان جوہر ہوا نہیں بنتا بلکہ ہوا ابر بخار کیطرح معلوم ہوتا ہے اور زمین سے آگ نکلنے کا یہہ سبب ہے کہ جب مواد دخانی زمین میں بند ہوتا ہے تو اوسمیں ایکطرح کی چکنائی رہتی ہے اور اس چکنائی کے سبب سے اوس دخان میں نہایت درجہ کی حرارت ہوتی ہے اور جبکہ وہ حرکت کرتا ہے تو بہی تمام و کمال لطافت و قوت سے زمین کو کسی مقام سے شق کرکے باہر نکلتا ہے اور اوس چکنائی کے سبب سے کہ جو اوسمیں موجود ہے جسوقت ہوائے خارجی اوسپر اثر کرتی ہے تو مشتعل ہوکر شعلہ کیطرح دکہائی دیتا ہے اور وہ شعلہ زمین پر بہت دور جاکر پریشان ہوجاتا ہے یہہ بمنزلہ برق کے ہے اور اس کیفیت میں اگر دخان لطیف ہوتا ہے تو شعلہ نظر نہیں آتا بلکہ ہوا میں ایک نور بنکر ظہور پاتا ہے اور پانیکے پیدا ہونیکا یہہ سبب ہے کہ جسوقت بخارات زمین میں محتبس ہوکر کسی طرف اندر ہی اندر حرکت کرتے ہیں اگر اوس زمین میں سردی زیادہ ہوتی ہے تو برودت کی تاثیر سے وہ بخارات صفت آبی یعنی رطوبت پیدا کرلیتے ہیں اور دوسرے بخاروں کی پیدایش سے مدد حاصل کرکے بقوت تمام کسی جگہہ سے زمین کو چاک اوڑا لیتے ہیں اور وہاں سے پانی جاری ہوجایا کرتا ہے یہہ ندی وغیرہ کا پانی ہے اے خرد پرور یہہ پانی تین شرطوں سے پیدا ہوتا ہے اول جبکہ بخارات محتبسہ کا وجود زیادہ ہو دوم اسقدر طاقت ور ہوں کہ زمین کو شگافتہ کرڈالیں سوم اوس بخار کے تمام اجزا ایک دوسرے کے ممد و معاون ہوں اور اونمیں پانی بنجانیکی استعداد موجود ہو پس اگر انمیں سے تیسری شرط مفقود ہوگی تو جہیل کی پیدایش ہوگی اور یہہ پانی جاری نہیں ہوتا ہے اور جب دوسری شرط مفقود ہوگی تو کوئیں کا پانی پیدا ہوگا الحاصل **فرزانہ روزگار** نے آفرینش کائنات کا احوال تمام و کمال شہزادہ بلند اقبال کو اس شرح و بسط کے ساتھہ سمجہا دیا کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہونے پایا پہر فرمایا کہ ہم طبقات عناصر کا حال دریافت کرچکے اب **علم ہیئت** کا بہی مختصر بیان ضرور ہے تاکہ طبقات افلاک کی حقیقت سے آگاہی حاصل ہوجائے یہہ علم ایک نہایت شریف علم ہے اسکے وسیلے سے کرۂ ارض کا احوال اور ملکوں کا طول و عرض اور ظلمت و نور یعنے روز و شب کی کیفیت اور موسم کا اختلاف اور اجرام فلکی اور سبعہ سیارہ کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے اے خرد پرور اس زمانہ میں علم ہیئت دو نظام پر جاری ہے اول **نظام مجدد بطلیموسی** دوم **نظام نامجدد و فیثاغورسی** پہلے ہم نظام مجدد بطلیموسی کا بیان مناسب سمجہتے ہیں یہہ وہ ہیئت ہے کہ حکیم بطلیموس نے حکمائے متاخرین کی علم ہیئت کے بموجب ترتیب کی

زمین سے آواز نکلنا

زمین سے ہوا نکلنا

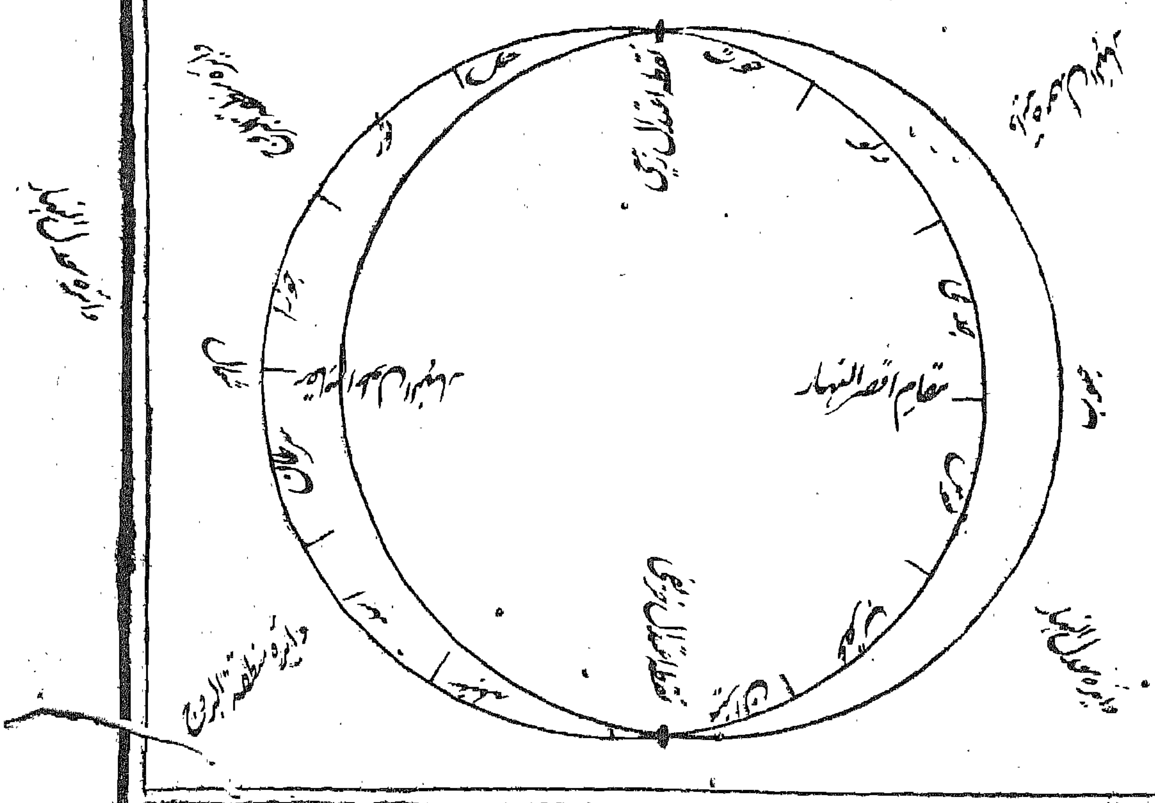
زمین سے آگ نکلنا

زمین سے پانی نکلنا

علم ہیئت کا بیان

نظام مجدد بطلیموسی

اس نظام مین زمین کو مرکز عالم قرار دیا ہے کہ اسکے گرد تمام اجرام سماوی گردش کرتے ہین اس انتظام کے مطابق تیرہ کرے مقرر کیے گئے ہین یعنی چار عناصر اور نو افلاک جیسا کہ ہم تمکو یاد دلوا چکے ہین آسمانو نکی ابتدا فلک الافلاک سے ہے اور فلک قمر پر منتہی ہوے ہین پھر اونکے نیچے چارون کرہ عنصری ہین مگر کرۂ آب اور کرۂ خاک دونون ملکر ایک کرہ کا حکم رکھتے ہین کہ آب نے خاک کا پورا احاطہ نہین کیا بلکہ ربع زمین کشادہ ہے اور کرۂ افلاک مین سے پہلے آسمان پر **قمر** دوسرے پر **عطارد** تیسرے پر **زہرہ** چوتھے پر **آفتاب** پانچوین پر **مریخ** چھٹے پر **مشتری** ساتوین پر **زحل** ہے ان ساتون آسمانون کو ساتون ستارون سے منسوب کیا ہے اور فلک ہشتم کو فلک ثوابت قرار دیا ہے اس کو فلک البروج بھی کہتے ہین حکمانے اس آسمان پر ایک دائرہ فرض کیا ہے اور اوسکو بارہ حصون پر تقسیم کرکے ہر حصہ مین ایک برج قرار دیا ہے اس دائرہ کو **منطقۃ البروج** کہتے ہین یہہ دائرہ معدل النہار کو تقاطع کرتا ہے اور **معدل النہار** شرق سے غرب تک آسمان کی تنصیف عمل مین لاتا ہے اس دائرہ کا قطب شمالی محسوس و معروف ہے اور قطب جنوبی نظر نہین آتا لیکن خط استوا پر یا اوسکے قریب البتہ مشاہدہ ہو سکتا ہے اس معدل النہار کے نیچے عین مقابل زمین پر دوسرا دائرہ اسطرح فرض کیا گیا ہے کہ اگر دائرہ معدل النہار زمین کو برابر دو ٹکرے کرے تو جس مقام پر زمین قطع ہوگی وہی **خط استوا** ہے جب آفتاب اس دائرہ کے نقطۂ تقاطع پر گذرتا ہے تو لیل و نہار تقریبًا برابر ہو جاتے ہین اور آفتاب کو اس دائرہ پر ہر برس مین دو مرتبہ سیر کا اتفاق پڑتا ہے ایک بار اول حمل مین اور بار دوم آخر سنبلہ مین اب دیکھو کہ معدل النہار اور منطقۃ البروج کی یہہ شکل ہے



اس دائرہ مین جہان تقاطع کے محل پر دو نقطہ واقع ہین انکو نقطہ اعتدال کہتے ہین آفتاب جس نقطے پر سے گذرنے کے بعد شمالی ہو جاتا ہے اوس کو اعتدال ربیعی کہتے ہین وہ راس حمل ہے اور دوسرا نقطہ جو اوس کے مقابل ہے آفتاب اوسپر سے گذرنے کے بعد جنوبی ہو جاتا ہے اوس کو اعتدال خریفی کہتے ہین وہ راس میزان ہے اور سیر آفتاب ہمیشہ دائرہ منطقۃ البروج پر واقع ہے



اور فلک نہم تمام آسمانون پر محیط ہے اسکو فلک اطلس ہی کہتے ہین اگرچہ ہر فلک کی جداگانہ حرکت ہے مگر آٹھون آسمان اور ساتون سیارہ وغیرہ فلک نہم کی حرکت وضعی سے وابستہ ہین اور شب و روز کی گردش خاص اسی آسمان سے متعلق ہے مگر سبع سیارہ کی حرکت سالانہ ہر ایک فلک کی حرکت خاص سے علاقہ رکھتی ہے چنانچہ ارسطو اور برجیس وغیرہ اور وہ حکما کہ جو بطلیموس کے زمانہ سے پیشتر ہوئے تھے اون سب کی یہی رائے تھی

بلکہ تمام ممالک فرنگستان مین بہی سنہ ۱۵۰۰ء تک یہی نظام بطلیموسی تعلیم کیا جاتا تہا اور ایران اور ترکستان اور
ترکستان اور روم وغیرہ مین ابتک جاری ہے مگر ہندوستان کے عمدہ مدارس مین اب اسکا سلسلہ منقطع ہونے لگا ہے
لیکن تاہم اکثر اقوام ہنود وغیرہ مین یہی عقیدہ پارینہ مستعمل ہے اور نظام نامحدود فیثاغورسی وہ نظام ہے کہ جسکو اوس
مقدس طبقہ حکمائے اشراقیہ نے مملکت ہندوستان یا ایران یا مصر سے حاصل کرکے سنہ عیسوی سے پانسو برس
پہلے خطہ یونان مین رواج دیا اور اس طریقہ پر تعلیم شروع کردی یہہ نظام شمسی کمال حیرت افزائے عقل و ہوش ہے، اس
نظام نامحدود مین آفتاب کو مرکز قرار دیکر فرض کیا ہے کہ کرۂ ارض کیطرح صدہا کواکب ظلمانی اوسکے گرد گردش کرتے ہین
اور چلنے سیارے کہ آفتاب کے اطراف گہومتے ہین وہ تین قسم ہین اول سیارات اُولیٰ کہ جنکو فرنگستان کے اہل ہیئات نے
ابتک تلاش کرکے گیارہ سیارے دریافت کئے ہین ہم اونکی شرح آگے بیان کرینگے دوم اقمار جنکو سیارات ثانوی کہتے ہین
یہہ سیارات اُولیٰ کے گرد گردش کرتے ہین اور اونکے ہمراہ آفتاب کے اطراف بہی پہرتے رہتے ہین اس قسم کے ستارے
ابتک اٹہارہ شمار مین آئے ہین سوم کواکب دنبالہ دار جسکو اہل فرنگ کامیٹ اور اہل عرب ذوذنب اور عوام اہل ہند
جہاڑو تارا کہتے ہین مدارات بیضی پر نہایت طولانی گردش کرتے ہین کبہی آفتاب سے اسقدر قریب ہوتے ہین کہ اہل زمین کو
نظر آتے ہین اور کبہی اسقدر دور چلے جاتے ہین کہ دوربین سے بہی نہین دکہائی دیتے ان ستارونکی تعداد ہنوز صحیح
معلوم نہوئی مگر حکمائے فرنگ کا قیاس مقتضی ہے کہ سینکڑون بلکہ ہزارون ہون تو کچہہ عجب نہین اب اور ایک نکتہ
حیرت افزا ملاحظہ کرنے کے قابل ہے کہ یہہ نظام شمسی گویا کہ ایک مملکت ہے اور ایسے بیشمار ممالک ہین کہ عدد ثوابت کیطرح
جنکا حساب غیر ممکن ہے، اور ثوابت مین سے ہر کوکب ثابتہ اس نظام شمسی کیطرح ایک مرکز خاص ہے اون سبکے گرد بہی آفتاب کے
مانند تینون اقسام کے ستارہ سیارہ گردش مین مصروف ہین اور اہل ہیئات کا ایک عجیب غریب قیاس اس سے بہی
زیادہ تعجب خیز و تحیر انگیز ہے یعنی جسطرح کہ تمام سیارات و ثوابت سلسلہ انتظام آفتاب جہانتاب سے منسلک ہین اور
ہر ایک ثابتہ سمجہا خود ایک آفتاب ہے کہ جسکے گرد ایسے بہت سیارے گردش کرتے ہین اسیطرح یہہ بہی ممکن ہے کہ تمام ثوابت
بحساب کیواسطے کوئی بہت بڑا ستارہ انتظام کے لئے درکار ہے جو سب ستارون سے اعظم ہو اوسکا لقب ثابتۃ الثوابت
یا شمس الشموس رکہا ہے، وہ تنہا تمام سیارہ و ثوابت کا مرکز ہے اور سب ستارے اپنی شان و شوکت کے ساتہہ اوسکے
گرد گردش کرتے ہین الغرض یہہ وہ نظام ہے کہ جسکو حکمت مشائین کے ظاہر ہونے سے پیشتر یونان کے اعظم فلاسفہ
اشراقیہ نے اختیار کیا تہا اور فلاطون وارشمیدس نے بہی یہی رائے پسند کی تہی چنانچہ سنہ ۱۵۴۰ء سے نظام
فیثاغورسی کُل ممالک فرنگستان مین ارباب ہیئات نے اختیار کرلیا ہے اور عمدہ عمدہ آلات ہیئات اور دوربین
وغیرہ دبین وغیرہ ایجاد کرکے اوسکے وسیلے سے اکثر سیارے اور قمر کہ جنکے نام سے بہی سابق مین اہل ہیئت کو
آگاہی حاصل نہ تہی دریافت کئے ہین اونمین سے سیارات اُولیٰ پانچ ہین پہلا جاجیم سیدس دوسرا ہیرس تہا

نظام جدید فیثاغورسی

کواکب اولیٰ ۱۱ سیارہ

ثوابت کا بیان

وسطا چوتھا جو نو پانچوان پانس اور اٹھارستارہ ہین چار مشتری کے ہمراہ اور سات زحل کے ہمراہ اور چھہ جا جیم سٹڈس کے ہمراہ اور اے خردمند یاد رکھو کہ علم ہیئات کی اصطلاحون مین سے چند اصطلاحین یہہ ہین

اصطلاحات علم ہیئت

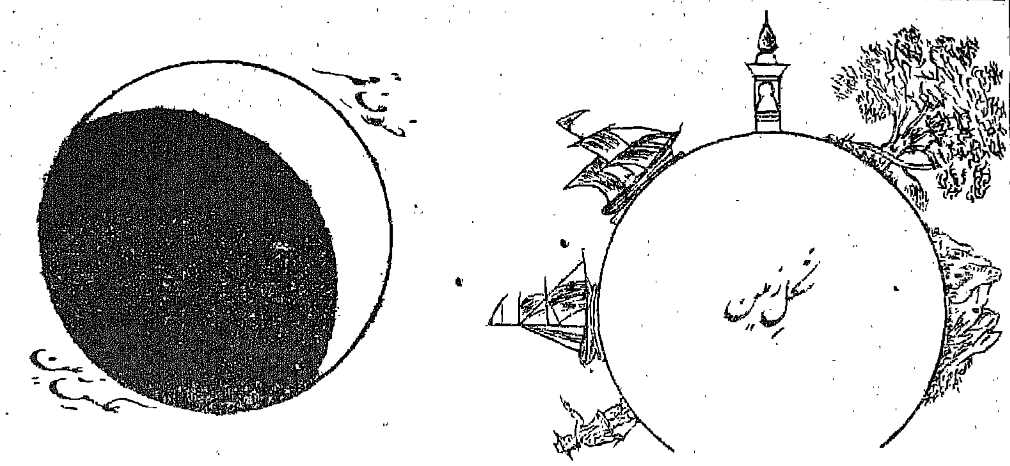
خط استوا ایک دایرۂ فرضی ہے کہ جو زمین کو برابر دو حصون پر منقسم کرتا ہے قطبین دو ستارے ہین ایک قطب شمالی دوم قطب جنوبی اور ایک قطب سے دوسرے قطب تک جو دایرہ فرض کیا گیا اوسکا نام خط محور ہے ان دونون خطون سے شکل صلیبی بنتی ہے شعر ز خط استوا و خط محور ✤ فلک را تا صلیب آید ہویدا ✤ خط استوا کے فرض کرنیسے یہہ غرض ہے کہ زمین کو اوسکے حساب سے برابر دو حصون پر اسلیے منقسم کیا ہے کہ ہر ملک اور مقام کا فاصلہ دریافت کرلین کہ خط استوا سے قطب جنوبی کیطرف ہے یا قطب شمالی کی جانب اور اہل ریاضی نے ہر دایرہ کو تین سو ساٹھہ درجون پر قسمت کیا ہے اور ہر درجے کو ساٹھہ دقیقے پر جیسا کہ ہم جغرافیہ مین بیان کر چکے ہین پس خط استوا سے قطب شمالی خواہ قطب جنوبی نوّے درجے پر ہے اسکو عرض تسعین کہتے ہین خط سرطان اور خط جدی کا حال بھی ہمنے جغرافیہ مین بتا دیا اور منطقة البروج کا بھی نقشہ دیکھہ چکے ہو یہہ دایرہ ایک مقام پر خط جدی سے ملا ہوا دو مقام سے خط استوا کو منقطع کرتا ہے دایرۂ نصف النہار ایک دایرۂ عظیمہ ہے جسنے دونون قطب شمالی و جنوبی پر سے گذر کے زمین کو دو حصۂ شرقی و غربی پر منقسم کیا ہے اور دایرۂ عظیمہ کا حال ہم علم ہندسہ مین ذکر کر چکے ہین کہ وہ کرہ کی تنصیف کرتا ہے اور جو کرہ کی تنصیف نکرے وہ صغیرہ ہے پس اہل ہیئت نے آسمان پر نو دوائر عظیمہ قرار دیتے ہین اول معدل النہار دوم دایرۂ منطقة البروج سوم دایرۂ مارّہ بالاقطاب الاربعہ چہارم دایرۃ الافق پنجم دایرۂ نصف النہار ششم دایرۃ الارتفاع ہفتم دایرۂ اول السموات ہشتم دایرۂ المیل نہم دایرۂ العرض اور بعضے علماے ہیئت نے انکے علاوہ دایرۂ دہم بھی فرض کرکے وسط السماء الرؤیة اوسکا نام رکھا ہے پھر ان سب دایرون کا مفصل احوال نہایت شرح و بسط کے ساتھہ زیادہ تفصیل و فہم کو گنجایش نکرد یا اور فرمایا کہ عرض مکان اوس فاصلہ سے عبارت ہے جو خط استوا سے قطب شمال کیجانب ہو خواہ قطب جنوب کیطرف اور طول مکان اوس فاصلے سے عبارت ہے جو اول نصف النہار سے خواہ مشرق کی جانب ہو خواہ مغرب کی طرف اور اول نصف النہار اوسے عبارت ہے کہ جس مقام سے طول شرقی و غربی کو حساب کرتے ہین یہہ تمام دوائر اور سب خطوط دراصل فرضی ہین خارج مین انکا کچھہ وجود نہین اے خردمند تمام حکماے مشائین و اشراقین یعنے نظام محدود بطلیموسی اور نظام نامحدود فیثاغورسی کے معتقد باہم متفق ہین کہ زمین مدور ہے اور کسی چیز پر کسیطرف سے قائم نہین اوسکے گول ہونیکی بہت سی دلیلین موجود ہین چنانچہ مسافران خشکی کو اول سر کوہ یا سر درخت یا سر مینارہ اور رہ نوردان دریا کو پیشتر جہاز کا مستول نظر آتا ہے اگر زمین گول نہوتی تو ہر چیز اول سے آخر تک برابر دکھلائی دیتی و علیٰ ہذا القیاس جو چیز گول ہوتی ہے اوسکا عکس بھی ہمیشہ گول ہوتا ہے یعنی زمین کا

دوائر فلکی کا بیان

زمین مدور ہے

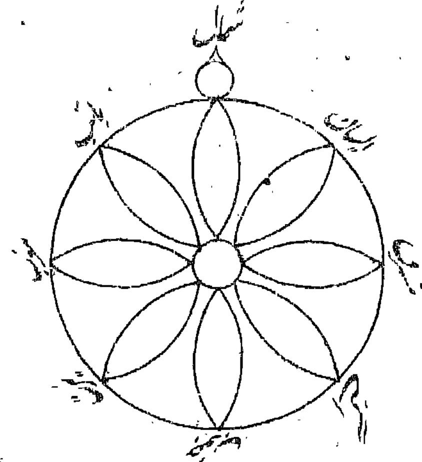
عکس چاند پر خسوف کے وقت مدور نظر آتا ہے دیکھو ان دونوں نقشوں سے بخوبی ثابت ہے

زمین کی گولائی کا ثبوت



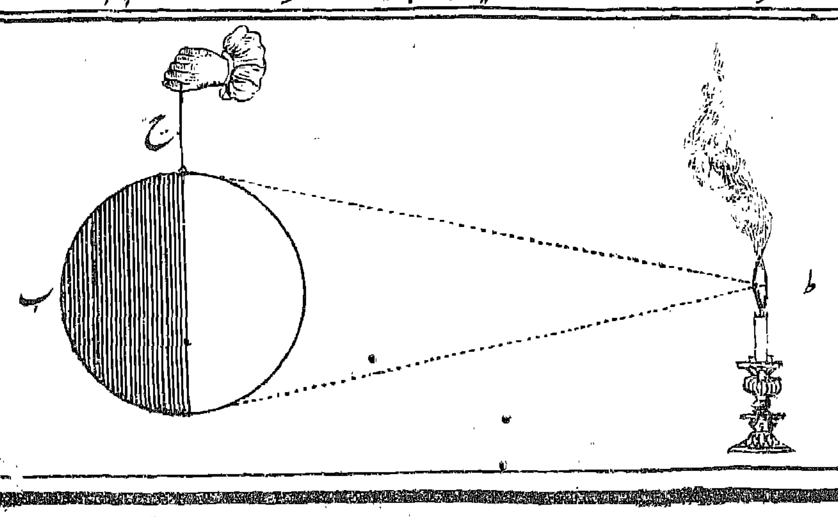
اور زمین کے آٹھ زاویے شمار کیے جاتے ہیں چنانچہ اس دائرہ سے ظاہر ہیں

زمین کے زاویے



اور اہل ہیئت انگلستان کہ فیثاغورث کے مذہب پر کاربند ہیں اونکا یہہ عقیدہ ہے کہ آفتاب ساکن اور زمین اپنے محور پر گردش کرتی ہے جسکے سبب زمین کا ہر حصہ تمام دن رات مین ایکبار روشنی و تاریکی قبول کرتا ہے آفتاب ایکوقت مین اپنے مقابل کی نصف زمین کو روشن رکھتا ہے اسلیے زمین کا دوسرا نصف حصہ جو آفتاب سے دور ہے ہمیشہ تاریک ہوگا یہہ تاریکی شب سے مراد ہے اور وہ روشنی روز سے چنانچہ اس نقشہ سے ظاہر ہے

حقیقت روز و شب



ب کو ایک گولہ بمنزلہ زمین فرض کرو اور ج ایک ڈوری اوس گولے میں لگی ہے جسکے پھرانے سے وہ گولہ گھومتا ہے اور ط ایک شمع ہے اوسکو آفتاب سمجھو گولے کا پہلا حصہ جو چراغ کے روبرو روشن ہے وہ پھرنے سے اندھیرے کیطرف ہو جائیگا اور دوسرا حصہ جو تاریکی میں تھا روشنی میں آجائیگا اسیطور پر گردش کرنے سے کرۂ زمین بھی روشن و تاریک ہو جاتا ہے اور کہیں دن کہیں رات کا عالم نظر آتا ہے محیط زمین کی مساحت چوبیس ہزار نو سو بارہ ۲۴۹۱۲ میل انگریزی ہے اور زمین کی بہ نسبت آفتاب تیرہ لاکھ اسی ہزار ۱۳۸۰۰۰۰ مرتبہ بڑا ہے پس عقل سلیم ہرگز رخصت نہیں دیتی کہ آفتاب باوجود اس بزرگی کے زمین کے اطراف گردش کرتا ہے زمین میں قوت جاذبہ موجود ہے اوسکی یہہ تاثیر ہے کہ ہر مدور چیز اپنے دل کیطرف یعنے اپنے مرکز کی جانب مائل ہوتی ہے چنانچہ اس قوت کے سبب زمین بھی اون سب چیزوں کو جو سطح زمین پر واقع ہیں مرکز کیطرف کشش کرتی ہے مثلاً اگر توپ کا گولا آسمان کیطرف پھینکیں تو پھر وہ زمین کیجانب رجوع کریگا اس رجعت کا نام میل مرکزی ہے اور اس کشش کا نام قوت جذب اسی قوت کی تاثیر سے تمام حیوانات اور جمادات اور نباتات کرۂ زمین پر ہر طرف قائم ہیں گرنیکا مطلق اندیشہ نہیں اسیطرح آفتاب کو بھی قوت جاذبہ طبعی حاصل ہے جسکے سبب وہ زمین کو اپنی طرف جذب کرتا ہے اے **خرد پرور** اب سنو کہ جب دونوں میں کشش پیدا ہوئی تو ظاہر ہے کہ دونوں آپس میں ایک ہو جائیں یا تو آفتاب زمین پر گر پڑے یا زمین آفتاب سے جا کر ملجائے مگر ان کو اس بات سے ایک امر مانع ہے اوسکا بیان ہم تمہیں بخوبی سمجھاتے ہیں یاد رکھو کہ جو جسم کسی دائرہ پر گردش کرتا ہے تو گردش کے زور سے اوسمیں یہہ طاقت پیدا ہوتی ہے کہ وہ دائرہ سے باہر نکل جائے اس طاقت کا نام تارک المرکز ہے اور دائرہ کے مرکز میں جو قوت جاذبہ موجود ہے وہ ہمیشہ اوس جسم کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس طاقت کا نام طالب المرکز یہہ دونوں قوتیں باہم برابر ہوتی ہیں اب معلوم کرنا چاہیے کہ زمین کو دو طرح کی گردش حاصل ہے ایک گردش محوری کہ جو ایک شبانہ روز میں تمام ہو جاتی ہے اور دوسری حرکت وہ ہے کہ ایک برس کے عرصہ میں آفتاب کے گرد دورہ کرتی ہے اسلیئے کہ اگر سورج کے آس پاس گھومتی تو قوت تارک المرکز کہ جذب آفتاب کی ضد ہے کسطرح پیدا ہوتی اور آفتاب بھی اپنی ذات خاص سے ایک محور پر پچیس ۲۵ دن میں گردش کرتا ہے اوسکو بھی اس حرکت کے سبب سے قوت تارک المرکز حاصل ہے پس آفتاب کا مقدار جسقدر بڑا ہے اوسیقدر اوسکی حرکت کم ہے اور زمین جسقدر مقدار میں کم ہے اوسیقدر حرکت میں تیز ہے اس حالت میں دونوں کی قوت تارک المرکز دونوں کی طاقت طالب المرکز سے مقابل ہو کر باہم کے صدمے سے دونوں محفوظ ہیں اے خرد پرور اہل ہیئت فرنگستان کے قیاس میں زمین ایک ستارۂ ظلمانی ہے اور آفتاب کے گرد اپنے دائرہ پر ایک برس میں دورہ تمام کرتی ہے اسیطرح اور بھی دس ستارے جداگانہ اپنے دائروں پر مختلف زمانہ میں آفتاب کے اطراف گردش کرتے ہیں چنانچہ اونکے نام یہہ ہیں **عطارد زہرہ مریخ سیریس پالس جونو وسٹا مشتری زحل جارجیم سائڈس** کہ جسکو **یورنس** اور **ہرشل** بھی کہتے ہیں ان گیارہ سیاروں میں سے

کوکب الارض یعنے زمین تیسرا ستارہ ہے زہرہ اور عطارد کا مدار اسکے درمیان واقع ہے اور دوسرے سیاروںکا دائرہ گردشِ مدارِ زمین سے خارج ہے اور اہلِ ہیئاتِ فرنگستان نے ایسا دریافت کیا ہے کہ سطحِ سیارۂ زمین معمور اور ذیحیات کا مسکن ہے اسیطرح دوسرے سیاروں مین بھی آبادی ہے اور حیوانات بستے ہین ہرچند وہاں اس قسم کے حیوانات نہوں جیسے کہ کوکب الارض پر ہین مگر دوسرے سیاروں کے باشندے بھی اہلِ زمین کیطرح نورِ آفتاب سے مستفیض ہوتے رہتے ہین اور جسطرح زمین کو گردشِ محوری ہے جسکے باعث روز و شب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اسیطرح دوسرے ستارے بھی گردشِ مدارات کے علاوہ ایک محوری گردش بھی کرتے ہین جسکے سبب سے وہاں بھی رات اور دن ظاہر ہوتا ہے چونکہ مشتری اور زحل اور ہرشل آفتاب سے بہت دور ہین اس سبب سے زمین کی بہ نسبت انکو نورِ آفتاب کم پہونچتا ہے اسواسطے ان سیاروں مین کئی کئی چاند موجود ہین چنانچہ مشتری کے چار چاند اور زحل کے سات چاند اور ہرشل یعنے جارج سائیدس کے چھہ چاند ہین اور یہہ چاند جو اہلِ زمین کو نظر آتا ہے اسکا شمار بھی سیاروں مین نہین بلکہ یہہ زمین کا چاند کہلاتا ہے اور یاد رکھو کہ آفتاب کی قوتِ جذب کی کمی و بیشی سے جو سیارے کہ آفتاب سے قریب ہین وہ اپنا دورہ جلد تمام کر لیتے ہین اور جو دور ہین اونکا دورہ ایک مدتِ طویل مین انجام کو پہونچتا ہے اے خرد پرور ہر سیارہ کی مقدار کا حال اور ایامِ گردش کی کیفیت اور فاصلۂ آفتاب کی حقیقت اس نقشہ مین سمجھاتے ہین دیکھو

	قطرِ کواکبِ سیارات	ایامِ گردشِ سیارات	فاصلۂ سیارات از آفتاب
عطارد	۳۲۲۴ میل	۸۷ روز ۲۳ ساعت	۳۶۸۴۱۴۶۸ میل
زہرہ	۷۶۸۷ میل	۲۲۴ روز ۱۷ ساعت	۶۸۸۹۱۴۸۶ میل
زمین	۰۷۹۱۲ میل	۳۶۵ روز ۶ ساعت	۹۵۰۱۷۳۲۷ میل
مریخ	۴۱۸۹ میل	۶۸۰ روز ۲۳ ساعت	۱۴۵۰۱۴۱۴۸ میل
سیرس	۱۶۳ میل	۱۶۸۱ روز ۱۲ ساعت	۲۶۳۰۰۰۰۰۰ میل
پالس	۸۰ میل	۱۷۰۳ روز ۱۷ ساعت	۲۶۵۰۰۰۰۰۰ میل
جونو	۱۴۲۵ میل	۱۵۸۰ روز +	۲۵۲۰۰۰۰۰۰ میل
وسطا	۲۳۳ میل	۱۱۱۰ روز +	۲۲۵۰۰۰۰۰۰ میل
مشتری	۸۹۱۷۰ میل	۴۳۳۲ روز ۱۴ ساعت	۴۹۴۹۹۰۹۷۶ میل
زحل	۷۹۰۴۲ میل	۱۰۷۵۹ روز ۲ ساعت	۹۰۷۹۵۶۱۳۰ میل
ہرشل	۳۵۱۱۲ میل	۳۰۶۳۷ روز ۴ ساعت	۱۹۲۵۷۶۶۲۶۶۶ میل

اور مہندسان کامل نے علم ہندسہ کے قاعدہ سے دریافت کیا ہے کہ توپ کا گولہ جس زور سے چلتا ہے اگر اسقدر تیز رفتاری سے
دور تک جاوے تو ایک گہنٹہ میں چار سو اسی میل انگریزی طے کریگا پس فرض کرو کہ یہہ گولہ اس حساب کے طریق پر آفتاب کے
قریب سے روانہ ہو تو مدار عطارد پر آٹھہ برس دو سو چہہتر دن میں اور مدار زہرہ پر سولہ برس ایکسو چہتیس دن میں
اور مدار زمین پر بائیس برس دو سو چہبیس دن میں اور مدار مریخ پر چونتیس برس ایکسو پینسٹھہ دن میں اور مدار شمس پر
باسٹھہ برس تین سو پینتیس دن میں اور مدار مشتری پر ایکسو سات برس دو سو پینتیس دن میں اور مدار زحل پر
تین سو پندرہ برس دو سو ستاسی دن میں اور مدار خارجیم سائیڈس پر چار سو اکتیس برس دو سو نوے دن میں
پہونچیگا اب رفتار کواکب کی تیزی کا حال سنو کہ عطارد ایک ساعت میں ایک لاکہہ نو ہزار چہہ سو ننانوے
میل طے کرتا ہے اور زہرہ ایک ساعت میں اسی ہزار دو سو پچانوے میل اور زمین ایک ساعت میں اڑسٹھہ
ہزار دو سو سترہ میل اور مریخ ایک ساعت میں پچپن ہزار دو سو ستاسی میل اور سیریس ایک ساعت میں ایک لاکہہ
ایکہزار سات سو چالیس میل اور مشتری ایک ساعت میں انتیس ہزار اسی میل اور زحل بائیس ہزار ایکسو ایک میل
اور جارجیم سائیڈس چودہ ہزار سات سو ستانوے میل مسافت قطع کرتا ہے اے خرد پرور یاد رکہو
آفتاب جہانتاب کا قطر آٹھہ لاکہہ تراسی ہزار دو سو چہیالیس میل انگریزی ہے اور ماہتاب عالم افروز کا
قطر دو ہزار ایکسو ستر میل ہے قمر اپنے دائرہ پر زمین کے گرد ایکساعت میں دو ہزار دو سو نوے میل طے کرتا ہے اور
مشتری کے گرد چاروں قمر مختلف وقتوں میں گردش کرتے ہیں قمر اول جو مشتری سے بہت قریب ہے
ایکدن اور اٹھارہ گہنٹے اور اٹہائیس منٹ میں مشتری کے اطراف دورہ تمام کرتا ہے اور قمر دوم تین دن
تیرہ گہنٹے اٹھارہ منٹ میں اور قمر سوم سات دن چار گہنٹے اور اٹھاون منٹ میں اور قمر چہارم سولہ دن
اٹھارہ گہنٹے پانچ منٹ میں پس اقمار مشتری کی تیز رفتاری سے معلوم ہوتا ہے کہ مشتری کی قوت جاذبہ دوسرے
سیاروں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے اور زحل کے گرد سات قمر دورہ کرتے ہیں قمر اول جو زحل سے
قریب ہے ایکدن اکیس گہنٹے اٹھارہ منٹ میں اپنا دورہ تمام کرتا ہے اور قمر دوم دو دن سترہ گہنٹے چوالیس منٹ
میں اور قمر سوم چار دن بارہ گہنٹے پچیس منٹ میں اور قمر چہارم پندرہ دن بائیس گہنٹے پینتالیس منٹ میں
اور قمر پنجم اوناسی دن سات گہنٹے ستائیس منٹ میں اور قمر ششم ایکدن سات گہنٹے ترپن منٹ میں
اور قمر ہفتم بائیس گہنٹے سینتیس منٹ میں اور علاوہ اسکے ایک حلقہ عریض بہی قرص زحل کے اطراف دریافت ہوا ہے
اوسکا حصہ شمالی پندرہ برس تک علی الاتصال نور آفتاب سے روشن رہتا ہے اور اوسکے بعد اسیقدر مدت تک
اوسی حلقہ کا حصہ جنوبی درخشندگی رکہتا ہے پس تیس برس میں زحل کا ایکرات دن تمام ہوتا ہے اور یہی مدت
مدار زحل پر دورہ زحل کی ہے اور جارجیم سائیڈس کے گرد چہہ قمر دورہ کرتے ہین قمر اول پانچ دن

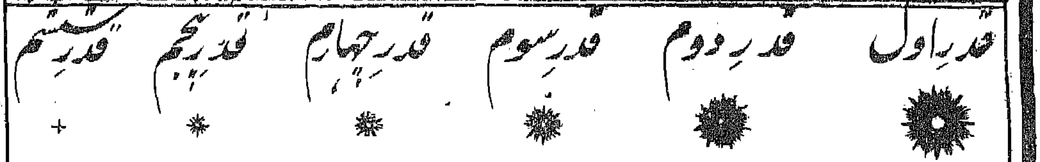
گردش اقمار مشتری و زحل کا بیان

اکیس گھنٹے پچیس منٹ مین اور قمر دوم آٹھہ دن سترہ گھنٹے ایک منٹ مین اور قمر سوم دس دن تیئیس گھنٹے
چار منٹ مین اور قمر چہارم تیرہ دن گیارہ گھنٹے پانچ منٹ مین اور قمر پنجم اڑتیس دن ایک گھنٹے اونچاس
منٹ مین اور قمر ششم اکیسوات دن سولہ گھنٹے چالیس منٹ مین اور ان چہہ چاندون مین سے حکیم ہرشل نے
پہلا اور دوسرا قمر ۱۷۸۷ء مین اور باقی چارون کو ۱۷۹۰ء اور ۱۷۹۲ء مین دریافت کیا اب سنو کہ عطارد
اپنے محور پر چودہ دن چوبیس گھنٹے مین اپنا دورہ تمام کرتا ہے اور زہرہ تیئیس دن اکیس منٹ مین اور
مریخ چوبیس گھنٹے چالیس منٹ مین اور مشتری نو گھنٹے چھپن منٹ مین اور زحل دس گھنٹے سولہ منٹ
مین اور آفتاب اپنے محور پر پچیس دن چودہ گھنٹے مین مشرق سے مغرب کیطرف دورہ تمام کرتا ہے اور اہل
ہیئات نے گردش آفتاب کی وجہہ دوربین کے ذریعہ سے اسطرح پر دریافت کی ہے کہ جرم آفتاب مین جابجا داغہائے
سیاہ موجود ہین ہرچند آفتاب چشمۂ نور ہے مگر اس گردش محوری کے وسیلے سے اون سیاہ داغونکو سیارون کے روبرو سے
اسلئے ہرطرف کرتا ہے کہ سبکو برابر نور تقسیم ہو اور جرم قمر بدور وصفا ہے آفتاب سے درجہ بدرجہ نور حاصل کرتا ہے اور
قمر کا فاصلہ سطح زمین سے بارہ ہزار میل ہے اے خرد پرور اگرچہ آفتاب سے چار جسم سائڈس کا فاصلہ حیرت افزاے
عقل و ہوش ہے لیکن یہہ نکتہ حیرت افزا اس سے بھی زیادہ تر تعجب خیز ہے کہ بعضے دمدار ستارے چار جسم سائڈس کے
فاصلہ سے ہفت چند فاصلہ پر آفتاب سے دور واقع ہین اونکا شمار اب تک کسیکو نہین معلوم مگر اور سنو کہ ہرچند کواکب
دنبالہ دار آفتاب سے نہایت دوری پر واقع ہین لیکن ثوابت کی بہ نسبت بہت نزدیک ہین اور ثوابت کا فاصلہ
عقل و قیاس سے خارج ہے دیکھو اگر دو مکان عظیم الشان جو آپسمین ایک میل کے تفاوت پر ہون اونکو ہم کئی
میل کے فاصلہ سے دیکھین تو وہ بہت چھوٹے اور پاس پاس نظر آئین گے اور جسقدر قریب جائینگے بزرگی
و عظمت اور بعد و تفاوت بخوبی نظر آتا جائیگا اب معلوم کرنا چاہیئے کہ جس دائرہ پر آفتاب کے گرد زمین ایک برس مین
گردش تمام کرتی ہے اوس دائرہ کا قطر اونیس کروڑ میل سے زیادہ ہے پس ہر برس مین زمین ایکبار اونیس کروڑ
میل ثوابت کیطرف جاتی ہے پھر چھہ مہینے کے بعد ثوابت سے اونیس کروڑ میل دور ہوتی ہے لیکن باوجود
اونیس کروڑ میل نزدیک ہوجانیکے بھی اگر اہل بین ثوابت کو دوربین سے دیکھتے ہین تو اوسحالت مین بھی قد و قامت
اور مقدار ثوابت مین کچھہ تفاوت معلوم نہین ہوتا اس دلیل سے صاف ظاہر ہے کہ بہ نسبت فاصلۂ ثوابت کے
دائرہ زمین کا قطر گویا کہ بمنزلہ ایک مرکز دائرہ کے تصور کیا جائیگا اور ان ثوابت مین سے جو کہ تمام سطح آسمان پر
جابجا موجود ہین ایک کا بھی فاصلہ ثابت کرنا ادراک انسانی سے بعید ہے مگر اہل ہیئات انگلستان نے اسقدر
البتہ دریافت کیا ہے کہ ثوابت مین سے ہر ستارہ ایک آفتاب ہے اور اون سب آفتابونکے گرد بشمار سیارات اور اقمار اور
دنبالہ دار ہیں اپنے محور اور مدار پر گردش کرتے رہتے ہین اور ہر ایک ستارہ مین زمین کیطرح انواع و اقسام کے

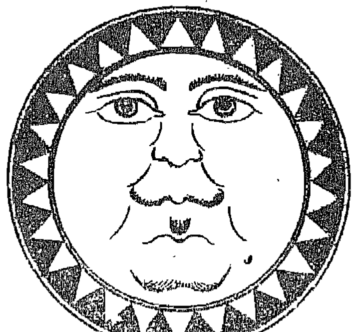
فاصلۂ ثوابت کا بیان

اجسام ثوابت کا بیان

ذی حیات معمور و آباد ہین اور ثوابت کی وجہہ تسمیہ یہہ ہے کہ حکماے متقدمین کی راے مین ثوابت کو حرکت نہین بلکہ وہ ہمیشہ ایک ہی مقام پر ثابت ہین انمین کواکب سبعہ سیارہ کیطرح تغیر و تبدل واقع نہین ہوتا اور اہلِ زمین کو زمین کی گردشِ محوری کے سبب ثوابت کی گردش نظر آتی ہے جب زمین گردش کرتی ہے تو اہلِ زمین جانتے ہین کہ ثوابت گردش مین مصروف ہین چنانچہ اگر کوئی شخص کشتی مین یا بگہی وغیرہ مین سوار ہوتا ہے تو اوسکو سب چیزین متحرک محسوس ہوتی ہین مگر دراصل وہ سب اپنی جگہ ساکن ہین اور کشتی یا بگہی وغیرہ خود حرکت کرتی ہے اور ہم تمہین سمجھا چکے ہین کہ حکماے متاخرین فرنگستان جو فیثاغورس کے طریق پر چلتے ہین اونکے قیاس مین تمام کواکبِ ثوابت آفتاب ہین اور ہر ایک کا نظام شمسی جداگانہ ہے اور ہر ایک اونمین سے بذاتِ خود آفتاب کی طرح نورانی ہے کچہہ ہمارے آفتاب کا نور اونکو فائدہ نہین پہونچا سکتا ثوابت کی کثرت اسقدر ہے کہ مہندسانِ جہان کی فکر اوسکے شمار سے قاصر ہے پس اگرچہ ثوابت حسابِ شمار مین لا انتہا ہین مگر حکماے متقدمین نے ایکہزار بائیس ثوابت کو مختلف اڑتالیس شکلون پر قسمت کیا ہے یعنے ہر شکل مین چند ثوابت موجود ہین اور ان تمام ثابتون کو داخل الشکل کہتے ہین اور ان اڑتالیس شکلون سے علاوہ جو ثوابت ہین اونکو خارج الشکل کے نام سے نامزد کیا ہے ثوابت مین سے جو ستارے دوربین کے ذریعے سے نظر آتے ہین وہ دوربینی ثوابت کہلاتے ہین اور دوسرے ستارے جو بغیر دوربین کے ہمکو اپنی آنکہہ سے دکہائی دیتے ہین وہ چہہ حصون مین منقسم ہین اہلِ ہیئات کی اصطلاح مین ہر حصہ کو قدر کہتے ہین جو ستارے سب سے بڑے اور چمکدار نظر آتے ہین وہ اول درجہ کے شمار کیے جاتے ہین اونکو ثوابتِ قدرِ اول کہتے ہین اور جو اوس سے کم چمکتے ہین وہ درجہ دوم مین داخل ہین اونکو ثوابتِ قدرِ دوم کہتے ہین و علٰی ہذا القیاس اور نقشہ افلاک مین اونکی شناخت کے واسطے جداگانہ صورتین مقرر ہین دیکہو



شکلِ آفتاب



آفتاب

اے خرد پرور شکلوں کے مطابق آسمان تین حصوں پر منقسم ہے حصہ اول نصفِ شمالی حصہ دوم منطقۃ البروج حصہ سوم نصفِ جنوبی

مؤلف

پانزدہ پیکرِ نور است در ایوانِ جنوب ‏ ‏ بست و یک پیکرِ نور است در ایوانِ شمال
نوزدہ شکلِ دگر ہست بہ تحقیقِ فرنگ ‏ ‏ دہ و دو آمدہ بر منطقہ با حسن و جمال

اکیس شکلیں نصفِ شمالی میں اور پندرہ نصفِ جنوبی میں اور بارہ منطقۃ البروج پر واقع ہیں پھر ان اڑتالیس شکلوں کا نام اور صورتیں اور ستارے وغیرہ بخوبی سمجھا دینے کے بعد اوس نے فرمایا کہ حکماے فرنگ نے انیس شکلیں دوربین کے وسیلے سے نئی نکالی ہیں پس اب آسمان پر اس حساب سے اڑسٹھ شکلیں شمار کی جاتی ہیں پھر ان اشکالِ جدیدہ کے بھی نام اور صورتیں اور ستاروں سے حسبِ دلخواہ واقف و آگاہ کر دیا اور کسوف و خسوف کا احوال اور ہر شکل کا طول و عرض اور درجے دقیقے اور ہر قسم کے ثوابت و سیار اور کواکبِ دنبالہ دار کی کیفیت اور طول و عرض ممالک و بلاد وغیرہ کے دقائق و غوامض سے بوجہِ احسن محرمِ راز فرما دیا اتنے عرصہ میں بطلیموس کی راہ سے آفتاب نے نصف منطقۃ البروج طے کیا اور فیثاغورس کے طریق پر کوکب الارض نے رفتارِ سالانہ سے مدارِ گردش کو دائرہ عظیمہ بنایا یعنے چھہ مہینے کا عرصہ منقضی ہوا اور شعور سنجِ سن طاہر ہو کر بدستورِ قدیم دونوں کو محفلِ امتحان میں اپنے ہمراہ لے گیا

امتحانِ ششم

مؤلف

ہر آئینہ مرے آئینۂ دل پر ہے آئینہ ‏ ‏ اگر شکلِ جنوبی ہے وگر شکلِ شمالی ہے
نہیں چھپا کوئی دانا سے رازِ اختر گردوں ‏ ‏ کہ میرا ذہن مشائین و اشراقین سے عالی ہے

جبکہ یہہ نیرِ عالم افروز برجِ سلطنتِ لازوال اور وہ آفتابِ جہانتابِ آسمانِ فضل و کمال یعنی وزیر الاعظم دانش پناہ اوس اورنگ نشینِ گردون بارگاہ کے دربارِ عرش وقار میں داخل ہوے خسروِ خورشید حشم سلطان عقلِ مجسم نے نہایت اعزاز و اکرام اور تعظیم تمام سے فرزانہ روزگار کی تعظیم و تکریم کی اور خرد پرور سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرزندِ عزیز اس عرصہ میں گنجینۂ علم و ہنر سے سرمایۂ دانش و تمیز کسقدر حاصل کیا اور خزینۂ فضل و کمال سے کہاں تک ذخیرہ اندوزِ عقل و شعور ہوے خرد پرور نے عرض کی کہ خدیوِ کشورستان کے ظلِ حمایت اور اوستادِ ہمہ دان کے سایۂ عاطفت میں اس ذرۂ ناچیز و احقرِ بے تمیز نے عناصر و افلاک کی سیر سے دل سیر کیا ہے اور سلسلۂ نظامِ آفرینش کے کارخانہ کو خیالِ حکیمانہ سے دیکھنا شروع کر دیا ہے شاہنشاہِ عالم پناہ نے ارشاد کیا کہ بھلا عناصر کتنے ہیں اور اون سے کیا فائدہ نکلتا ہے شہزادہ خردمند نے گذارش کی کہ یہہ بحث علمِ طبیعیات سے متعلق ہے

اور یہہ علم دو قسم پر منقسم ہے ایک یونانی طریق پر کہ جسکو یونانیون نے حکمت کا درجۂ اعلیٰ قرار دیا ہے دوسرے فرنگستانی طرز پر کہ جسکو حکماے فرنگ نے کمسٹری کے لقب سے ملقب کیا ہے **عقلِ مجسم** نے کہا کہ مفصل بیان کرو حرص وحید نے عرض کی کہ حضور عالی ذرا اور متوجہ ہون بہرحال موالیدِ ثلثہ یعنے حیوانات اور جمادات اور نباتات مین سے ہر چیز چند عناصر سے مرکب ہوکر بنائی گئی ہے اور جب کبھی دو عنصر ملائے جاتے ہین تو ایک نئی کیفیت اونسے حاصل ہوتی ہے جسکا نام مزاج قرار دیا جاتا ہے اور یہہ ایک نیا مرکب ہے گا جسکو اوس عنصر سے کچھہ مشابہت نہوگی چنانچہ گندہک اور پارہ ملکر شنجرف بنجاتا ہے یا جست اور تانبا ملکر پیتل ہوجاتا ہے انمین بعد مرکب ہوجانے کے اون عناصر مین سے کسی چیز کا نشان پایا نہین جاتا اسواسطے کہ اونکے اجزا چھوٹے چھوٹے ہوکر کششِ اتصالی کے سبب سے اسقدر باہم مخلوط ہوجاتے ہین کہ شناخت مین نہین آتے مگر جذبِ خاص کیواسطے اوزان کی قید بھی شرط ہے چنانچہ جبتک سو کہ حصے گندہک اور سو حصہ پارہ نہو شنجرف ہرگز نہ بنے گا اور کششِ اتصالی کے سبب سے جو قدرتی اجسام بہت سے ذرات ملکر بنجاتے ہین تو وہ دو حال سے خالی نہین ہوتے یعنے اگر انمین جذب قوی ہے انمین خوب ملجاتے ہین پس جسم سخت اور ٹھوس بنیگا جیسے سنگِ مرمر کہ چونے اور کاربونک ایسڈ سے مرکب ہے اور جو انمین قوتِ جاذبہ کم ہے تو اجسام متخلخل اور نرم بنتے ہین جیسے روئی وغیرہ ڈاکٹرون نے اگرچہ کمسٹری کا ترجمہ علمِ کیمیاوی کیا ہے مگر اس عقیدت کیش کی دانست مین علم العناصر یا علمِ تحلیل بہت درست اور بجا ترجمہ ہے اسلئے کہ اس علم کے ذریعہ سے اجزائے مرکبات کو جدا کرلیتے ہین اسکا نام تحلیل ہے جیسے ڈاکٹر اپنی اصطلاح مین تفریقِ کیمیاوی کہتے ہین اسکی بہت سی ترکیبین ہین ازانجملہ ایک یہہ کہ حرارت کے وسیلے سے جدا کرتے ہین اسلئے کہ حرارت کا یہی خاصہ ہے کہ اجزا کو تحلیل و تفریق کردے چنانچہ سنگِ مرمر کو جلانے سے کاربونک ایسڈ نکل جاتا ہے صرف چونہ رہجاتا ہے یا نمک پانی مین گھول کر آتش پر رکھنے سے پانی بخار بنکر اوڑجاتا ہے اور نمک رہجاتا ہے دوسرا طریق یہہ ہے کہ قوتِ جاذبہ کی کمی و بیشی سے اجزا کو تحلیل کرتے ہین مثلاً ایک مرکب مین دو چیزین شامل ہین تو اومین ایک ایسی تیسری چیز ملائینگے کہ جسمین ان دونون سے قوتِ جاذبہ زیادہ ہو جیسے شنجرف سے پارہ نکالنا منظور ہے تو اوسکو لوہے کے ساتھہ آنچ دیتے ہین کیونکہ تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ لوہے اور گندہک مین پارہ کے بہ نسبت زیادہ جذب ہے پس تمام گندہک اس سبب سے پارہ کو چھوڑکر لوہے سے ملجاتی ہے یا شورہ کے تیزاب مین کہ جسکو نٹرک ایسڈ کہتے ہین تانبا ڈالدین تو قوتِ جاذبہ کے باعث تانبا تیزاب مین گلکر نیلا پانی ہوجائیگا پھر اوس نیلے پانی مین ایک لوہے کا ٹکڑا ڈالنے سے تیزاب تانبے کو چھوڑکر لوہے مین ملجائیگا اور تانبا لوہے پر جم جائیگا اسلئے کہ تیزاب کا جذب تانبے کے بہ نسبت لوہے کیطرف زیادہ ہے چنانچہ اوائل فلاسفۂ متقدمین اسبابت کے قائل ہین کہ عناصر چار ہین اور انکے مزاج بھی جداگانہ چنانچہ بعضے گران ہین اور بعضے سبک پس اجسامِ ثقیلہ پستی کو اور اجسامِ خفیفہ

بلندی کو مائل ہین اجزاے ناری نہایت سبک اور لطیف ہین اسلئے اعلیٰ کو رجوع کرتے ہین اجزاے ہوائی اوس سے
کم لطیف وسبک ہین اسوجہ سے قریب بہ اعلیٰ ہین علیٰ ہذا القیاس اجزاے ارضی نہایت ثقیل وکثیف ہین اس باعث
قریب بہ اسفل ہین غرضکہ ان چارون عناصر کا ہیولی ایک ہے اتنے مین ایک حکیم فہیم برگزیدۂ انفس وآفاق موسوم
بہ **مظہر الاشراق** سرزمینِ **ظہورستان** کا رہنے والا کہ دیارِ جہاندار کیوان اقتدار مین جلوہ گر تہا خرد پرور
عالیوقار کیطرف مخاطب ہوکر سرگرمِ دعا وثنا ہوا اور عرض کی **مؤلف** بعنایاتِ ایزدِ متعال
اے خرد پرورِ بلند اقبال ؏ تا عناصر کو امتزاج رہے ؏ معتدل آپکا مزاج رہے ؏ نیازمند امیدوار ہے

ہیولیٰ کا بیان

کہ ہیولے اسکے معنے بھی زبانِ مبارک سے سنکر فیضیاب ہو شہزادہ شیرین کلام نے کہا کہ ہر شے کے مادہ وماہیت
اور ہر چیز کی اصل کو لغت مین ہیولی کہتے ہین اور حکما کی اصطلاح مین ایک جوہر ہے کہ جسمے صورتِ جسمی کا ظہور ہوتا ہے
اور متکلمین کے نزدیک حقائقِ اشیا کا نام ہیولی ہے مگر ہماری دانست مین یہہ لفظ ہیئت اور اولی سے مرکب ہے
یعنی صورت وشکلِ اولین اور کثرتِ استعمال کے سبب سے مخفف ہوکر ہیولی رہ گیا ہے اور ہر چیز کی ترکیب کا سامان
جو اوسکے مرکب ہونے سے پیشتر متفرق رہا کرتا ہے وہ فضاے نامتناہی مین اجزاے ذرات بے انتہا فرض کئے گئے ہین
اور فناے جسمی کے بعد بھی ہر چیز کا ہیولا قایم رہتا ہے یعنے جب کسی چیز کی ترکیب مین خرابی واقع ہوجاتی ہے
تو پھر اوسکے اجزا بہ شکلِ ذرات منتشر ہوکر اوسی فضاے نامتناہی مین پریشان ہوجاتے ہین اونکو کبھی فنا
نہین ہوتی مگر مزاجِ ترکیبی اکثر فنا ہوجایا کرتا ہے تم جانتے ہو کہ ہر چیز کی آفرینش وصورت پذیر ہوتی ہے یا قدرتی
یا مصنوعی قدرتی وہ ہے کہ ذراتِ پریشان خود بخود کششِ اتصالی کے وسیلے سے مرکب ہوکر ایک جسم پیدا
کرلیتے ہین اور مصنوعی وہ ہے کہ انسان یا حیوان اپنی ترکیبِ عقلی سے اجزاے متفرق کو مجتمع کرکے ایک صورت بنالیتے ہین
اشیاے مصنوعی ہرگز اشیاے قدرتی کی برابری نہین کرسکتی ہین یعنے اشیاے قدرتی بالقویٰ وبالخاصیت
مفیدِ جمہورِ انام اور کار آمدِ خاص وعام ہین اور اشیاے مصنوعی جو رفعِ ضرورت کیواسطے تیار کیجاتی ہین اوسکا

علل اربعہ کا بیان

یہہ سبب ہوتا ہے کہ اوسکے ذریعہ سے کوئی مطلب حصول ہو پس یہہ سبب چار قسم ہے اول علتِ داخل بالقوہ
جیسے تخت کی مناسبت لکڑی سے دوم علتِ داخل بالفعل جیسے تخت کی نسبت صورتِ مربع یا مسدس سے سوم
خارج بالقوہ جیسے تخت کی نسبت اوسکے بنانیوالے سے چہارم خارج بالفعل جیسے تخت کی نسبت جلوس سے
اس نسبت کا نام علتِ غائی ہے یہہ علت بظاہر سب علتون سے آخر ہوتی ہے اور ذہن وتعقل مین سب سے مقدم ہے
میری دانست مین یہہ لفظ دراصل علتِ غایتی تہا یعنے وہ علت کہ جو غائت ومنتہاے علتہاے اربعہ ہے
یاے نسبت کے الحاق سے تاے فوقانی حذف ہوگئی غرضکہ ایسے ایسے چند غوامض ودقائق حل کرکے

خاتمہ

پھر بہ سرِ مطلب توجہ فرما ہوا اور سلطانِ آسمان آستان کیخدمتِ اعلیٰ درجت مین عرضکی کہ خداوندا آپکا [illegible]

قول ہے کہ آتش کا کوئی کرہ نہیں بلکہ زمین عبارت ہے مجموع عناصر سہ گانہ یعنے آب و ہوا و خاک سے اور بجائے خود آفتاب ایک چشمہ حرارت ہے اوس سے آگ زمین پر فائز ہوتی ہے کیونکہ اشعۂ شمسیہ کو جو علم تحلیل سے دیکھا تو اجزائے ناری پائے گئے اور آتشی آئینہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ جسوقت شعاع آفتاب کے مقابل کیا جاتا ہے تو جو چیز اوسکے محاذی ہوتی ہے وہ فوراً جل اوٹھتی ہے اور چونکہ شعاع آفتاب اکثر زمین پر ٹھیرتی ہے اس سبب سے کرۂ ارض میں بھی اجزائے ناری مختلط ہیں غرضکہ خاکسار کے نزدیک دونوں کی رائے میں اربعہ عناصر کا وجود متحقق ہے فرق اسیقدر ہے کہ متقدمین چار چیزیں علحدہ علحدہ قرار دیتے ہیں اور چاروں کا ہیولی واحد جانتے ہیں اور متاخرین حکمائے فرنگ تین عنصروں پر ایک کرہ کا اطلاق کرکے چوتھے عنصر کو فائز آفتاب کہتے ہیں مگر بنظر غور سے دیکھا جائے تو نار کا حدوث خواہ اشعۂ شمسیہ سے ہو جیسا کہ متاخرین کہتے ہیں یا ہوائے شدید الحرارت سے ہو جیسا کہ مذہب اشراقین ہے، یا اشتعال حرارت کہربائیہ غریزیہ سے ہو جیسا کہ ہرمس اور اوسکے تابعین مانتے ہیں یا بسر خود عنصر مستقل ہو جیسا کہ محققین مشائین کا اعتقاد ہے بہرحال اسکے واسطے ایک وجود ضروری ہے مگر فلاسفۂ متقدمین نے عناصر اربعہ کو فقط خالص اور بسیط نہیں قرار دیا بلکہ اسبات پر اونکا اتفاق ہے کہ ان چاروں میں اجزائے یکدیگر باہم مخلوط ہیں اور فیثاغورس وغیرہ اسبات کے قائل ہیں کہ عناصر کا وجود خالص کسی جا نہیں لیکن غلبہ کے سبب سے مشہور ہیں یعنی جسمیں اجزائے ناری غالب ہیں وہ نار ہے اور جسمیں اجزائے ہوائی غالب ہیں وہ ہوا ہے، اور جسمیں اجزائے مائی غالب ہیں وہ ماء ہے اور جسمیں اجزائے ترابی غالب ہیں وہ تراب ہے، حکمائے فرنگستان کے متاخرین نے تحقیق و تدقیق کو اس درجۂ علی پر پہونچایا کہ پانی میں سے اٹھانوے حصے اکسیجن اور گیارہ حصہ ہیڈروجن اور ہوا میں سے دو حصہ نیٹروجن اور ایک حصہ اکسیجن نکالا ہے اور ان اجزائے بسیطہ کو اون مرکبات سے علحدہ علحدہ جدا کرلیا ہے پس ان عناصر کا مرکب ہونا حکمائے متقدمین نے بھی قرار دیا ہے اور حکمائے فرنگ نے اونکے اجزائے بسیطہ کو بزور علم کمسٹری جدا جدا کرلیا فلاسفۂ متقدمین نے چار عناصر بہ سبیل تجسس مقرر کئے ہیں اور حکمائے متاخرین فرنگ نے چونسٹھ عناصر قرار دیئے ہیں وہ بھی بموجب تلاش و جستجو کے ہیں کمترین ہیچمدان کی دانست میں ممکن ہے، کہ اس سے بھی زیادہ نکل آئیں اسکے حصر کی دلیل عقلی کسیکے پاس موجود نہیں ہے، مگر تاہم اربعہ عناصر کا حصر کسیقدر دلیل سے ثابت ہوسکتا ہے

مظہر الاشراق نے کہا کہ بھلا فرمائیے عناصر چارگانہ کا ثبوت کس دلیل سے پایۂ ثبوت کو پہونچتا ہے

خدیو پرور نے کہا کہ حضرت ذرا غور فرمائیے کہ تمام دنیا میں چار کیفیتیں موجود ہیں گرمی سردی خشکی تری اور کوئی عنصر ایسا نہیں کہ جسمیں ایک ہی کیفیت ہو بلکہ دو دو کیفیتیں پائی جاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ اجتماع ان چاروں کیفیتوں کا یا تین کیفیتوں کا ایک شے میں محال ہے کیونکہ گرمی و سردی میں اور خشکی و تری میں

باہم ضد ہے اور اجتماع ضدین ممکن نہیں تو ضرور ہوا کہ گرمی و خشکی جمع ہو سکے جیسے آگ میں ہے اور گرمی و تری جمع ہو
جیسے ہوا میں ہے اور سردی و تری جمع ہو جیسے پانی میں ہے اور سردی و خشکی جمع ہو جیسے مٹی میں ہے اور سردی
و گرمی یا خشکی و تری زنہار جمع نہوں گی پس حصر عناصر کا چار چیزوں میں ثابت ہو اور دوسرے یہہ کہ ہر چند فلاسفہ
متقدمین کا تجربہ اتنا ہی تہا ہو انہہ تہا جیسا کہ حکمائے حال کا تجربہ ہے مگر ان دانشمندوں نے اپنے قیاس سے یہہ بات
دریافت کی تہی کہ جب ہم بعضے مرکبات کے اجزا تحلیل کرتے ہیں تو یہی عناصر اربعہ حاصل ہوتے ہیں اور حکمائے ولایت نے
جو تجربہ بلیغ و وسیع کیا تو اوس سے بہی یہی بات ثابت ہوئی کہ سوائے بعضے معدنیات کے کل موالید ثلثہ میں چار چیزیں
ضرور پائی جاتی ہیں ایک کاربن دوسرا ہیڈروجن تیسرا آکسیجن چوتہا نیٹروجن پس اس تجربہ سے بہی چار عناصر کا
ثبوت ہوا کاربن ایک جوہر ارضی کا اصل کہ صورتا پر ہے کوئلے میں اور اکثر ہڈیوں میں اور سیاہ سے میں
پایا جاتا ہے اور ہیرا خاص کاربن تصور کیا گیا ہے ہیڈروجن ایک جوہر نہایت خفیف اور ہلکا ہے آکسیجن
ایک ہوا جہان میں بکثرت ہے اور پانی میں آٹہہ حصے یہہ ہوا اور ایک حصہ ہیڈروجن ہے اور پانچ سے ہوائے
محیط ابدان میں بہی ایک حصہ یہہ ہوائے نیٹروجن سے ہوا مرکب ہے یعنے ہوا میں ایک حصہ آکسیجن اور چار حصہ
نیٹروجن اور سوائے اونکے کلورین برومین ایوڈین فلورین سلفر فاسفورس سلیسیم بورن پٹاسیم سوڈیم
کیلسیم بیریم اسٹرانشیم میگنشیم الیومینیم ایرن وغیرہ ساٹہہ عنصر اور بہی ہیں غرضکہ جب چوتہہ عنصر کا
مفصل بیان کر چکا تو پہر شہزادہ خرد پیروز شاہنشاہ نجرو نیر کیطرف پہرا اور علم طبیعیات کی سلسلہ جنبانی کی
کہ اے آفاق گیر گردوں سریر جسطرح بدلائل و براہین چار عناصر اصل آفرینش ہیں اسیطرح چار چیزیں اصل مرکبات ہیں
اول آثار علوی جیسے کہ ابر و رعد اور برق و صاعقہ وغیرہ دوم معدنیات جیسے الماس و یاقوت اور سیم و زر
وغیرہ سوم نباتات یعنے درخت و گل اور برگ و بار وغیرہ چہارم حیوانات یعنے انسان و حیوان اور وحوش و
طیور وغیرہ اور ظاہر ہے کہ آمیزش عناصر سے مزاج اور ترکیب ہیولی سے جسم پیدا ہوتا ہے اور چاروں عنصروں کا
ہیولے ایک ہے اور ایک عنصر دوسرے عنصر سے بدلجاتا ہے اسکو استحالہ کہتے ہیں اور عالم عنصریات پر سبعہ سیارہ کا
اثر ضرور ہوتا رہتا ہے زمین سے کرۂ آب ملا ہوا ہے اسوا سطے ان دونوں پر برابر تاثیر پڑتی ہے اور دو طرح کے بخارے
اوٹہتے ہیں ایک خشک جو زمین خشک پر شعاع آفتاب کے باعث اجزائے غبار سوختہ ہوکر ہوا میں اوڑجاتے ہیں
دوم تر جو زمین نمناک وغیرہ سے بلند ہوکر ہوا میں شامل ہوجاتے ہیں یعنے جسطرح پانیکو آگ پر گرم کرنے سے
حباب اوٹہتے ہیں اسیطرح سمندر اور زمین اور پہاڑ اور جہیل اور ندی اور نباتات اور حیوانوں کے اجسام سے
آفتاب کی گرمی کے باعث بخارے نکلتے رہتے ہیں اور یہہ بخار بلند ہوکر سردی کے سبب شبنم اور برف
اور اولے اور مینہہ وغیرہ بنجاتا ہے یہہ باتیں اختلاف موسم سے متعلق ہیں اور آفتاب کی شعاعیں کہیں

عالم عنصری کا بیان

اقسام مرکبات کا بیان

ایک ہی مقام پر مقیم نہیں رہتیں بلکہ متحرک ہونیکے باعث مختلف اثر کرتی ہیں جسکہ ہوا زمین کے نزدیک سرد ہوتی ہے
تو بخار اونچا نہیں اوٹھتا اور سرد ہونیکے باعث شبنم وغیرہ بنکر گر پڑتا ہے اور جب زمین کے نزدیک ہوا سرد نہیں ہوتی
تو بخار اوپر چڑھکر ابر بن جاتا ہے اور ابر زیادہ سردی پاکر برسنا شروع کرتا ہے اور بادلوں کا پانی زیادہ
سردی پاکر جم جاتا ہے پس اگر قطرے ہونیسے پہلے جمیگا تو برف بنکر روئی کے گالوں کیطرح گریگا اور جو قطرے
بنجانیکے بعد جمیگا تو اولے بنکر زمین پر رجوع کریگا ابر پندرہ میل سے بلند نہیں ہوتا اور اکثر قریب کوس دو کوس کے
بلند رہتا ہے اور بادلوں میں ایکطرح کی آگ ہوتی ہے جسکو بجلی کہتے ہیں جب دو بادل ملتے ہیں تو وہ ایک میں سے
دوسرے میں چلی جاتی ہے اوسوقت ایک آواز ہوتی ہے جسکو گرجنا کہتے ہیں **مظہر الاشراق** نے کہا کہ اے شہزادہ
ارجمند آپ فرماتے ہیں کہ بجلی ایک قسم کی آگ ہے جب وہ چمکتی ہے تو فوراً بادل گرجتا ہے بھلا یہہ تو فرمایئے
کہ آگ پانی میں کسطرح رہتی ہے اور ہمنے بارہا دیکھا ہے کہ بجلی چمکنے سے بہت دیر کے بعد آواز آتی ہے اور کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ آواز نہیں آتی اور خالی بجلی چمکتی ہے اور کبھی بجلی نہیں چمکتی اور خالی بادل گرجتے ہیں اسکا باعث
کیا ہے شہزادہ **خرد پرور** نے جواب دیا کہ دنیا کی سب چیزوں میں کم یا زیادہ گرمی موجود ہے اور جب
اسطرح کی دو چیزیں جمع ہوتی ہیں کہ ایک میں کم گرمی ہو اور دوسری میں زیادہ تو زیادہ گرم چیز سے اسقدر
گرمی نکلکر دوسری چیز میں چلی جاتی ہے کہ وہ دونوں برابر گرم ہوجاتی ہیں اور سردی حقیقت میں کوئی
چیز نہیں ہے بلکہ جس چیز میں گرمی کم ہوتی ہے اوسے سرد کہتے ہیں چنانچہ ظاہرا برف سب سے زیادہ سرد مانا گیا ہے
مگر جب آزمایش کی ہے تو اوسمیں سے بھی آگ کی چنگاریاں نکلی ہیں اور جسم انسان میں جسقدر گرمی ہے اگر اسکی
بہ نسبت کسی چیز میں کم گرمی ہوگی تو بظاہر محسوس نہیں ہوسکتی مگر اس پوشیدہ گرمی کے ظاہر کرنیکی چند ترکیبیں ہیں
چنانچہ دو چیزونکو باہم رگڑنیسے اون کی گرمی ظہور میں آتی ہے جیسے بانس پر بانس رگڑ کہاتا ہے تو اونکی
گرمی آگ بنکر نکلتی ہے جسسے اکثر اوقات نیستان جلکر یک لخت خاکِ سیاہ ہوجاتا ہے یا ایک چیز کو دوسری
چیز پر ضرب دینے سے آگ نکلتی ہے جیسے چقماق اور پتھر وغیرہ میں یا ایک چیز کو دوسری چیز میں ملانیسے
آگ پیدا ہوتی ہے جیسے معدنیات میں تیزاب وغیرہ کے داخل ہونیسے اور جسوقت گرمی کے باعث پانی کے
اجزا منتشر ہوتے ہیں تو وہ پانی بخار بنکر اسقدر پھیلتا ہے کہ سیر بھر پانیکی بھاپ اتنی گھیر میں سماتی ہے جتنے
گھیر میں ہزار سیر پانی سماتا ہے اور آپ جو فرماتے ہیں کہ روشنی پہلے نظر آتی ہے اور آواز پیچھے سنائی دیتی ہے
اسکا یہہ سبب ہے کہ قوتِ سامعہ کی بہ نسبت قوتِ باصرہ نہایت تیز ہے چنانچہ آواز کی رفتار بھی روشنی کی رفتار سے
کمال درجہ سست و ضعیف ہے روشنی کی حائل کوئی چیز نہیں ہوسکتی اور جو چیز نظر کو نہیں روکتی جیسے شیشہ
اور بلور اور ابرک وغیرہ اوس سے روشنی بھی نہیں رک سکتی اور آواز کے لیئے ہوا سد راہ ہوتی ہے

بجلی اور بادل کا گرجنا

آگ نکلنے کی ترکیب

آواز و روشنی کی رفتار

آواز کی چال کا بعینہ یہی حال ہے کہ جسطرح تالاب یا دریا مین کوئی پتھر پھینکے تو اوس کے سبب سے لہرین پیدا ہوتی ہین اسیطرح آواز کا صدمہ جب ہوا کو حرکت دیتا ہے تو وہ ہوا سے موج در موج کانون کے پردے پر اپنا اثر پہونچاتی ہے اگر ہوا نہو تو آواز بالکل نہ سنائی دے صرف ہوا کے وسیلے سے آواز کانون تک رسائی پیدا کرتی ہے زمین سے تیس کوس کی بلندی پر ہوا مطلق نہین ہے، حکمانے تحقیقاتِ کامل سے دریافت کیا ہے کہ روشنی ایک سکنڈ مین ایک لاکھ بانوے ہزار میل کی مسافت قطع کرتی ہے اور آواز ایک سکنڈ مین ایک میل راہ چلتی ہے اور ہوا کے تیز کی رفتار ایک گھنٹے مین چھتیس میل ہے اور آندھی ایک گھنٹے مین سو میل کا فاصلہ طے کرتی ہے اور حجابِ ابر جسطرح پرتوِ آفتاب و نورِ ماہتاب کا حائل ہوتا ہے اسیطرح اگر لمعہ برق بھی بطرفِ بالا جلوہ افروز ہوتا ہے تو چادرِ ابر اہلِ نظر کا پردہ بنجاتی ہے اور صرف آوازِ رعد آشنائے پردۂ گوش ہوا کرتی ہے اور یا ابر اسقدر فاصلہ پر بلند ہوجاتا ہے کہ فقط بجلی کی چمک دکھائی دیتی ہے اور گرجنے کی آواز مسموع نہین ہوتی غرضکہ اسیصورت بہت سی دلیلین پیش کرکے پھر عقلِ مجسم کیجانب روئے سخن کیا اور عرض کرنے لگا کہ اس قسم کی چیزین زیادہ عرصہ تک پائدار نہین رہتین چنانچہ یہہ امر بدیہی بخوبی ظاہر و آشکار ہے اور موالیدِ ثلثہ جو عناصر سے پیدا ہوتے ہین مدت تک باقی رہتے ہین انمین سے ہر ایک کے انواع و اقسام بے نہایت ہین مثلاً معدنیات کو ملاحظہ فرمایئے کہ انکی ترکیبِ عنصری درجہ اعتدال سے بعید ہے اسیواسطے اونکو نفسِ مدبرہ قبول کرنیکی احتیاج نہین معدنیات کے پیدا ہونیکا یہہ باعث ہے کہ بخارِ تر یا دخانِ خشک زمین مین بند ہوکر مختلف مقدار و ترکیب کے ساتھہ باہم اختلاط پیدا کرتے ہین اشیائے معدنی کی ترکیب دو قسم ہے یا قوی یا ضعیف قسمِ اول جو قوی الترکیب ہے وہ بھی دو قسم پر منقسم ہے یا ہتوڑے کی ضرب قبول کریگا جیسے سونا چاندی لوہا تانبا وغیرہ اور یا ہتوڑے کی ضرب قبول نکریگا اسکی بھی دو صورتین ہین یا نہایت نرمی سے جیسے پارہ یا نہایت سختی سے جیسے یاقوت اور قسمِ دوم جو ضعیف الترکیب ہے یہہ بھی دو قسم ہے ایک وہ کہ رطوبت مین حل ہوجاتا ہے جیسے پھٹکری اور نوشادر وغیرہ دوم وہ کہ تری مین حل نہو جیسے گندہک اور ہرتال وغیرہ اور تمام فلزات یعنے وہ جوہر کانی کہ جو حرارتِ آتش سے پگہل جاتے ہین اونکا اصل الاصول پارہ اور گندہک ہے اور پارہ کی یہہ اصل ہے کہ بخاراتِ آبی سے بخاراتِ دخانی لطیف مختلط ہوتے ہین اور حرارتِ آفتاب کی تاثیر سے حالتِ احتباس مین نضج پاکر سیماب تیار ہوجاتا ہے سیماب مین بخاراتِ دخانی پر بخاراتِ آبی غالب ہین اور اصلِ کبریت بھی بخار و دخانِ لطیف ہے مگر وہ بخارات دخانی ہین جسمین چکنائی غالب ہے، اگر اجزاءِ آبی کے اجزا غالب ہوتے ہین تو بلور اور سیماب اور جواہرات وغیرہ اور اسی قسم کی شفاف و آبدار چیزین حاصل ہوتی ہین اور جو اجزاءِ دخانی غالب ہوتے ہین تو نمکین اور تیزاب اور شورہ چیزین اور گندہک وغیرہ برآمد ہوتی ہے غرضکہ چاندی اور سونا اور تانبا اور لوہا اور سیسہ

اور رانگ اور جست وغیرہ کی اصل بھی یہی پارہ اور گندھک ہے مظہر الاشراق نے کہا اگر ان سبکی
اصل یہی ہے تو اقسام و فروعات مین کسلیئے اختلاف واقع ہوا خرد پرور نے کہا کہ اس امر مین ترکیب
قدرتی کو دخلِ کامل ہے یعنے اگر سیماب و کبریت کا جوہر متساوی المقدار ہے اور نضج کامل بھی پایا ہے تو طلائے
خالص وجود مین آئیگا نضج اگرچہ لغت مین میوہ کی پختگی کو اور زخم اور مادہ اور خلط اور ہر چیز کے پکجانیکو کہتے ہین
مگر اطبا کی اصطلاح مین جو چیز خروج پانیکے لائق ہو اور اسکی بھی دو صورتین ہین یا رقیق شئے غلیظ ہو یا غلیظ
چیز رقیق ہو اور میری دانست مین نضج کے اصلی معنی یہہ ہین کہ کسی چیز کا بغیر آتش کے پکجانا خواہ ادویات کی
تاثیر سے ہو خواہ آفتاب کی حرارت سے خواہ کسی اور ترکیب سے اب سنئے کہ اگر جوہر سیماب غالب ہے تو نقرہ پیدا ہوگا
اور ہر چند رانگ کا مادہ بھی چاندی سے مشابہ ہے مگر جوہر سیماب و کبریت کے امتزاج کے بعد بادیگر نضج کامل
نہین پایا اور ہوا اوسکے اجزا مین بند ہوگئی اسلیئے چاندی کے درجہ پر نہ پہونچی اور سیسہ بھی مادہ مین رانگ سے
مشابہ ہے مگر یہی فرق ہے کہ جوہر سیماب و کبریت مین ہنوز کدورت باقی تھی کہ باہم امتزاج کامل کیا ہے
اور لوہے کے مادہ مین سیماب و کبریت کا جوہر مساوی لیکن بے تنقیہ کلی کے امتزاج قبول کیا جستہ مین
سیماب کے جوہر پر کبریت کا جوہر غالب ہے غرضکہ اسیطرح تمام معدنیات کی آفرینش کا احوال مفصل بیان کرکے بعد
شاہنشاہِ عالی وقار کیجانب متوجہ ہوکر گذارش کی کہ جواہرات کا بھی مادہ یہی ہے یعنے لعل و یاقوت اور زمرد و الماس
اور زبرجد و فیروزہ اور عقیق و بلور وغیرہ اسی سے بنتے ہین صفائی و درخشانی اور طراوت و لطافت اور رنگ
و وزن کے اختلاف مین اوسیقدر تفاوت ظہور پاتا ہے کہ جسقدر بخارات و دخانات کے امتزاج اور اونکی
کیفیت و کمیت مین مقدار و نضج کا اختلاف واقع ہوا ہے اور خلقتِ نباتات کی یہہ کیفیت ہے کہ صانعِ قدرت نے
اوسکو ایک جسمِ بالبدہ بنایا ہے اگرچہ حس و حرکتِ ارادی کی قوت اوسمین نہین ہے مگر چونکہ ترکیب معدنیات سے
اسکی ترکیب اعتدال بہت قریب ہے اسلیئے نباتات کو ایسے نفسِ مدبرہ کی احتیاج پڑی کہ جو اوسکا مدبرِ ذاتی ہو
جسکو نفسِ نباتی کہتے ہین نفسِ نباتی کے واسطے تین قوتین لازم ہین اول قوتِ غاذیہ دوم قوتِ نامیہ سوم
قوتِ مولدہ پس کوئی نفسِ ارضی قوتِ غاذیہ سے خالی نہین یہہ ایک ایسی قوت ہے کہ اجزائے عناصر کو خارج کے
جسمِ نباتی کیطرف کھینچکر جسم کے بدن سے مشابہ کردیتی ہے کہ بدلِ ما تحلل ہو مظہر الاشراق نے کہا کہ ما تحلل کی
بھی تشریح بیان فرمایئے خرد پرور نے ارشاد کیا کہ حرارتِ غریزی اور حرارتِ غریبی کے سبب سے جسقدر
جسم کم ہوتا ہے دوسرا جسم اوسکا قائم مقام اور بدل بنتا ہے جو جسم کم ہوتا ہے وہ رطوبتین ہیں کہ ان دونون
حرارتون سے تحلیل پاتی ہین اور اسکے عوض مین قوتِ غاذیہ کے وسیلے سے دوسری رطوبتین شامل ہوکر
جسمِ نباتی مین جسصورت مین بدلِ ما تحلل نہین پہونچتا البتہ جسم کا مزاج بہت جلد فاسد ہوجاتا ہے اور ترکیب جسمی

نباتات کا بیان

قوتِ نفسِ نباتی

فنا اختیار کرتی ہے اسواسطے حکمت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ قوت غاذیہ وجود پاوے تاکہ بقدر امکان جسم نباتی کے لیئے بدل ما یتحلل مہیا کرے حرارت غریزی حرارت طبعی سے مراد ہے اور حرارت غریبی حرارت خارجی سے عبارت ہے جیسے کہ حرارت آفتاب جسمون پر تاثیر کرتی ہے پھر سلطان فلک نشان سے مخاطب ہوکر عرض کرنے لگا کہ قوت دوم یعنے قوت نامیہ وہ قوت ہے کہ قوت غاذیہ کے مادہ کو جمع کرکے اجسام کے عرض وطول وعمق مین بتدریج بڑہاتی ہے سوم قوت مولدہ اور وہ جسم نباتی مین اس قسم کی ایک قوت ہے کہ اپنی طرح کی چیز پیدا کرتی چلی جاتی ہے قوت غاذیہ کے چار خادم ہین جو اوسکی خدمت کو انجام دیتے رہتے ہین ایک قوت جاذبہ جو غذا کو جذب کرکے جسم کے اجزا مین کہینچتی ہے دوم قوت ماسکہ جو جذب کی ہوئی غذا ایک مدت تک نگاہ رکہتی ہے سوم قوت ہاضمہ جو غذا کو ایک صورت سے دوسری صورت مین متغیر کرتی ہے یہہ صورت متغیرہ اوس جسم کی صورت سے مشابہ ہوتی ہے چہارم قوت دافعہ جو کہ جسم سے غذا کے فضلہ کو دفع کرتی ہے ان چارون قوتون کے چار خادم ہین یعنے کیفیات چہارگانہ کہ حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست سے عبارت ہے غرضکہ قوت غاذیہ کے آٹہہ خادم ہوئے جسوقت حکمت کو یہہ بات منظور ہوتی ہے کہ جسم کو فنا کرے تو پہلے قوت نامیہ بیکار ہوتی ہے پہر قوت مولدہ اوسکے بعد قوت غاذیہ بتدریج ضعیف ہوتی ہے یہانتک کہ آخرکار جسم فنا ہوجاتا ہے نباتات کی فنا یہہ ہے کہ خشک ہوجاے اور حیوانات کی فنا یہہ ہے کہ حس وحرکت جسم سے دور ہو اب خلقت حیوانات کا حال بہی استماع فرمائیے کہ ہر حیوان صفت حیوانی سے مستفیض ہے اور قوت حیوانی اوسے متعلق اسکے سبب سے حرکت ارادی اور جزئیات جسمانی کا ادراک حاصل ہے اور اسکی دو قسمین ہین نوع اول کو قوت مدرکہ کہتے ہین اسکی بہی دو صورتین ہین مدرکہ ظاہری اور مدرکہ باطنی انہین مدرکہ ظاہری پانچ ہین اول سامعہ جو آواز کو ادراک کرتی ہے دوم باصرہ جو نظر آنے والی چیزون کو ادراک کرتی ہے سوم شامہ جو خوشبو اور بدبو کو ادراک کرتی ہے چہارم ذائقہ جو طعام کی کیفیتون کو ادراک کرتی ہے پنجم لامسہ جو اشیاء محسوسہ کو دریافت کرلیتی ہے اور مدرکہ باطنی بہی پانچ ہین اول حس مشترک کہ صور محسوسات ظاہری وہان پہونچتے ہین دوم خیال یہہ حس مشترک کا خزانہ ہے اسلیئے کہ صور محسوسات کا نگہبان ہے اور موقع پر حاضر کردیتا ہے سوم وہم کہ جزئیہ محسوسات کے معانی کا مدرک ہے چہارم حافظہ یہہ وہم کا خزانہ ہے پنجم متخیلہ یہہ صور محسوسات کو معانی جزئیہ سے ترکیب دیکر مترتب کرتا ہے اسکو متصرفہ بہی کہتے ہین اور نوع دوم قواے نفسانیہ کی قوت محرکہ ہے اسکی بہی دو شکلین ہین اول باعث حرکت اسکا نام شوقیہ ہے قواے نفسانی اور قواے غضبی اسکے خادم ہین دوم فاعل حرکت کہ جسکے سبب سے اعضا وغیرہ پہیلتے اور سمٹتے ہین حضرت آفریدگار نے انسان کو سب حیوانات سے زیادہ شرافت عنایت فرمائی ہے اور تمام مخلوقات سے بزرگی

حیوانات کا بیان

قواے مدرکہ ظاہری

قواے مدرکہ باطنی

قواے محرکہ کا بیان

بزرگی بخشی ہے مظہر الاشراق نے کہا کہ بنی آدم کس نظر سے اشرفِ مخلوقات قرار پایا اور حیوان و انسان مین کیا فرق ہے خرد پرور نے جواب دیا کہ نفسِ ناطقہ کے وسیلے سے انسان کلیات کو ادراک کرتا ہے اور عقل کے ذریعہ سے تصورات و تصدیقات کو معلوم کر لیتا ہے اس باعث تمام حیوانات پر شرف و امتیاز رکھتا ہے مظہر الاشراق نے پوچھا کہ نفسِ ناطقہ کسکا نام ہے خرد پرور نے کہا کہ حکما کے نزدیک نفسِ ناطقہ ایک جوہر مجرد ہے جسم و جسمانی ہرگز نہین اور افلاطون کی دانست مین قدیم ہے مگر ارسطاطالیس کی راے مین حادث اور بدن کے ہمراہ اسکا بھی حدوث ہوتا ہے لیکن مین جانتا ہون کہ خاص جسمِ انسانی حالتِ حیات مین نفسِ ناطقہ کا مظہر ہے جب تقریر اسمقام تک پہونچی سلطان عقلِ مجسم نے فرمایا کہ اے جانِ پدر تم تو بالکل آبائی علوی کے ہو رہے اہلِ محفل سننا چاہتے ہین کہ اجرامِ فلکی کا بھی کچھ حال سنکر محظوظ ہون شہزادہ والا مزلت نے کہا کہ حضور یہہ بحث علمِ ہیئت سے تعلق رکھتی ہے علمِ ہیئت ایک بہت عمدہ علم ہے جسکے وسیلے سے کرۂ ارض کا احوال اور ملکونکا طول و عرض اور نور و ظلمت کی کیفیت یعنے شب و روز کا اختلاف اور موسم کا تغیر و تبدل اور کسوف و خسوف کا حال اور سبعہ سیارہ کی حقیقت اور فلکی اجرام کی شکلین دریافت ہو سکتی ہین بیشتر شہر بابل مین اس علم کی ابتدا ہوئی وہان آسمان ہمیشہ صاف رہتا تھا اسلیے وہانکے باشندے راتونکو زمین پر آرام سے رہتے اور اپنے گلّونکی نگہبانی کرتے اور اکثر آسمان کیطرف دیکھتے دیکھتے کیا دیکھا کہ شام سے صبح تک بہت سے ستارے مشرق سے مغرب کیطرف چلے جاتے ہین اور بعضے جو مغرب کیطرف نظر آتے ہین وہ روز بروز مشرق کیطرف ہٹتے جاتے ہین اور بعضے ایک ہی جگہ ہمیشہ قائم رہتے ہین مگر وہ لوگ صرف اپنی نگاہ سے کام لیا کرتے تھے اونکے پاس کسیطرح کی دوربین یا خوردبین موجود نہ تھی غرضکہ اجرامِ علوی کی گردش سے وہان کے باشندے نہایت متعجب ہوے اور یہانتک نوبت پہونچی کہ چاند سورج وغیرہ کی پرستش کرنے لگے پھر جب غیر قوم والونے بابل کو فتح کیا تو اون لوگونکی زبانی یہہ حال اونکو بھی معلوم ہوا اور اونہون نے اپنی عقلونکے زور سے اسمین کچھہ ترقی حاصل کر کے اس خیال کو تھوڑا سا رواج دیتا جاتا چنانچہ مصر اور ہندوستان اور چین وغیرہ تک اسکا چرچا ہوا اور ان ملکونکے باشندونے اس علم کو شریف سمجھہ کر شاملِ مذہب کر لیا مگر عرب اور یونان والے اس علم کی کہانیات کو علمی طور پر سکھلانے لگے خصوصًا سرزمینِ یونان مین علمِ ہیئت نے بہت کچھہ ترقی پائی اگرچہ اہلِ اسلام نے بیشتر اس علم کی قدر کم کر دی اور مخلوق کی گمراہی کا باعث جانا مگر جبکہ ۷۶۲ء سات سو باستھہ عیسوی مین شہر بغداد کی تعمیر ہو چکی مشرقی مسلمانونے اس علم کو از سرِ نو آغاز کیا اور خلیفہ منصور بانی بغداد اور خلیفہ مامون بن ہارون رشید اور الغ بیگ نبیرہ شاہ تیمور اور اکبر شاہ نے عمدہ عمدہ اس علم کے مسئلے اور اچھے اچھے مقولے جمع کیے پھر ۱۴۰۰ چودہ سو عیسوی سے اٹلی اور اسپین مین اس علم کا

علم ہیئت کا بیان

تنزل شروع ہوا چنانچہ صرف نجومی اور جوتشی باقی رہ گئے اسکے بعد یورپ مین ترقی ہونے لگی اور کوپرنکس صاحب نے بڑی جانفشانی سے سولہوین صدی کے شروع مین یہہ امر دریافت کیا کہ علمِ ہیئات کے قدیم تحقیقات و نظام مین بہت سی غلطیان ہین کیونکہ اُسمین صریح یہہ بیان ہے کہ تمام آسمان زمین کے گرد گردش کرتے ہین زمین ساکن ہے مگر کوپرنکس صاحب نے بہت صاف طور سے بیان کیا کہ زمین اپنے محور پر روزانہ اور سورج کے گرد سالانہ گردش کرتی ہے پہر کوپرنکس کے بعد ایک شخص کہ جسکا نام ٹیکو براہی تہا اس علم مین مشہور ہوا اوسنے کوپرنکس کا طریقہ متروک کر دیا اور اپنا نو ایجاد طور ترتیب دینے لگا کہ آفتاب زمین کے گرد گردش کرتا ہے اور سب سیارے اوسکے گرد پہرتے ہین پہر وہ وقت آیا کہ اس علم کے تمام شکوک رفع ہو گئے اور صحیح انتظام ہیئت کیواسطے مقرر ہوا یعنے گیلیلیو صاحب ملکِ اطالیہ مین پیدا ہوئے اور علمِ ہیئات مین نہایت درجہ کی کوشش بہم پہونچائی اوسی زمانہ مین جنس صاحب ساکن ہالینڈ نے بعضے بعضے شیشے کی عینکین اس طرح پر ترتیب دین جسکے باعث دور کی چیزین نزدیک نظر آنے لگین یہہ خبر فرحت اثر جب گیلیلیو صاحب کو معلوم ہوئی کہ ہالینڈ مین اس طرح کی تاثیر دریافت ہوئی تو بہت کچہہ تجربون کے بعد ایک دوربین تیار کرکے اوسکے وسیلے سے کوپرنکس صاحب کا انتظام بہت درست پایا حکیم گیلیلیو کا اصل حال یہہ ہے کہ یہہ فیلسوف سنہ ۱۵۶۴ع مین خلوتگاہِ آفرینش سے انجمنِ وجود مین آیا عہدِ طفلی سے انوارِ علم وحکمت اوسکی پیشانی سے ظاہر تہا اوسنے سنہ ۱۶۰۹ع مین دوربین اور سنہ ۱۶۱۲ع مین خوردبین نہایت خوبی ولطافت سے ترتیب دیکر اقمارِ مشتری کو سنہ ۱۶۱۴ع مین دیکہا اور معلوم کیا کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے پہر اس تمام تحقیقات اور اقمارِ مشتری اور گردشِ زمین وغیرہ کو تحریر کرکے چہاپ دیا جسوقت علماے مذہبِ نصارے اس احوال سے مطلع ہوئے تو اس تحقیقات کو خصوصاً زمین کی حرکت کو مسائلِ مذہب کے برخلاف جانکر مجرم سخت قرار دیا اور دائم الحبس کیا مگر کسی شہزادہ رحم دل کی شفاعت سے ایک برس کے بعد رہائی پائی اس حکیم کی عمر اٹہتر برس کی ہوئی سنہ ۱۶۴۲ع مین دارِ ناپائدار سے کوچ کیا پہر سرائزک نیوٹن صاحب ساکن انگلنڈ نے کششِ مرکزی کو بہت صاف بیان کیا درجۂ ثبوت پر پہونچایا جسکے باعث علمِ ہیئت کو بڑی رونق ہوئی اور اوسوقت سے یورپ مین آجتک اس علمِ شریف کی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے حکیم مظہر الاشراق نے کہا کہ اے چشم وچراغِ دولت واقبال واے نیرِ فروزندہ فلکِ بختِ لازوال حکماے فرنگستان کی عقلِ سلیم اور ذہنِ مستقیم نے ہیئت کے لئے جو انتظامِ صحیح مقرر کیا ہے اوسکی کیا صورت قرار دیگئی شہزادہ خسرو پرور بلند اختر نے زبانِ فصاحت بیان سے ارشاد کیا کہ آسمان کا وہ انتظام جسمین آفتابِ عالمتاب مرکز ہے اور سب سیارے اسکے گرد گردش کرتے ہین نظامِ شمسی کہلاتا ہے یہہ نیازمند حضرت کے روبرو تقریر کے پیرایہ وہ تصویر بہی کہینچتا ہے جسکے وسیلے سے چشمِ ظاہر بین پر تمام وکمال حقیقتِ حال بخوبی واضح وآشکار ہو جائے ان باتون کو سمجہنے کیواسطے

یہہ ترکیب کیجیے کہ اول کسی مقام پر دو فٹ کا ایک گولہ رکہکر آفتاب قرار دیجیے اور اوس سے بیاسی فٹ کے فاصلے پر ایک خردل یعنے رائی کا دانہ رکہکر عطارد سمجہیے پہر آفتاب مفروضہ سے ایکسو بیالیس فٹ کے فاصلے پر ایک چہوٹی مٹر رکہکر زہرہ مانیے بعد اوسکے دوسو پندرہ فٹ پر ایک بڑی مٹر رکہکر زمین تصور کیجیے پہر تین سو ستائیس فٹ پر ایک انگری کا دانہ رکہکر مریخ جانیے اسکے بعد چار دانے خشخاش کے رکہو یہی چار سیارے یعنے وسٹا جونو سیرس پالس شمار کیجیے پہر اوسی آفتاب سے کوس کے آٹہویں حصے پر ایک نارنگی رکہکر اوسے مشتری معلوم کیجیے بعد ازان ربع کوس کے قریب ایک چہوٹی نارنگی رکہکر اسکو زحل قرار دیجیے پہر آدہ کوس کے قریب ایک بیر رکہتے اور اوسکو جارجیم سائیڈس ملاحظہ فرمایئے غرضکہ اس تقریر دلپذیر کے بعد عقل مجسم کیفیت سیاروں کی اظہار کرنے لگا کہ پہلے اس علم کے واقف و کامل محقق یہہ خیال کرتے تہے کہ آفتاب کا تمام جسم روشن ہے مگر سنہ ۱۷۷۴ع مین ڈاکٹر سکندر ولسن ساکن اسکاٹ لنڈ نے اپنی دوربین سے دیکہا تو آفتاب کے جرم پر ایک سیاہ داغ نظر آیا جو اوسکو امتحان کیا تو دریافت ہوا کہ آفتاب کے جسم نورانی مین ایک اور سیاہ جرم ہے آفتاب زمین سے نو کروڑ پچاس لاکہہ میل انگریزی یعنے چار کروڑ پچہتر لاکہہ کوس دور ہے آفتاب کا قطر زمین کے قطر سے تیرہ لاکہہ اسی ہزار گونہ بڑا ہے اور وزن بہی اوسکا تین لاکہہ پچپن ہزار زمین کے وزن سے زیادہ ہے لیکن یہہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ سیارونکا قطر پیمایش سے اور وزن کشش سے معلوم ہوتا ہے عطارد آفتاب سے بہت قریب ہے اس سبب سے اوسکا حال کم دریافت ہوا مگر دن اسکا زمین کے دنونکی نسبت چوبیس گہنٹے چہہ منٹ کا اور برس دو مہینے اٹہائیس دن کا اور قطر زمین کے قطر سے پچیسوان حصہ اور وزن بیس مین سے تین کے برابر ہے زہرہ کا دن تیئیس گہنٹے اکیس منٹ اور برس زمین کے دنون سے سات مہینے پندرہ دن اور قطر پانچ مین سے چار اور وزن دس مین سے نو ہے زہرہ کی ہوا زمین کی ہوا سے بہت گاڑہی ہے اور دوربین سے اوسکی ہوا مین بادل نظر آتا ہے زہرہ مین بہت پانی اور پہاڑ ہین اون پہاڑونکی بلندی زمین کے پہاڑون سے زیادہ ہے اور اوسکا سطحہ ناہموار زمین تیسرے درجہ مین ہے اور ہمارے رہنے کی جگہہ ہے اور آفتاب کے گرد تین سو پینسٹہہ دن چہہ گہنٹے مین گردش کرتی ہے اس عرصہ کو برس کہتے ہین قطر زمین کا آٹہہ ہزار میل کے قریب ہے اور محیط چوبیس ہزار میل اور آفتاب کے گرد ایک گہنٹے مین اٹہاون ہزار میل گہومتی ہے مریخ کی ہوا اور راتدن زمین کی ہوا اور راتدن سے کچہہ موافق ہے اسپر بہی سمندر اور جزیرے زمین ہی کیطرح واقع ہین اور اسکے دونون محورون پر دو روشن نقطے ہین لیکن یہہ معلوم ہوا کہ یہہ روشنی برف سے نکلتی ہے **وسٹا** اور **جونو** اور **سیرس** اور **پالس** یہہ چارون عجیب و غریب سیارے ہین اور انکی نسبت ایسا گمان ہوتا ہے کہ سابق مین یہہ چارون ایک تہے اب شاید کسی صدمہ سے ٹوٹکر جدا ہوگئے اور چارون اپنی اپنی راہ مین گردش کرتے ہین مگر کبہی کبہی ایک دوسرے کی راہ پر بہی آجاتے ہین

مشتری

لیکن ہر ایک اپنی اپنی ہوا جداگانہ رکھتا ہے انمین جو بڑا ہے وہ چاند سے کچھہ کم ہے اور جو چھوٹا ہے اوسکا کل سطح صوبہ اوودہ سے بڑا نہین ہے مشتری کے برابر زہرہ کے سوا اور کوئی ستارہ نہین چمکتا اور یہہ دوربین سے بہت خوبصورت نظر آتا ہے چار چاند اسکے گرد گردش کرتے ہین اسکے موسم مین کچھہ فرق نہین ہوتا اسکا محور ہمیشہ اپنی راہ پر سیدھا رہتا ہے قطر اسکا زمین کے قطر سے دس گونہ بڑا ہے مگر وزن مین زمین سے ہلکا ہے بعض اوقات اسکی ہوا مین نطاق یعنے کمربند کیطرح بادل نظر آتے ہین

زحل

زحل کے سوا کوئی ایسا عجیب ستارہ آفتاب کے گرد نہین گردش کرتا اسکی سطح زمین سے برابر نہین قطر اسکا دس گونہ اور کل جسم اس کا زمین سے ہزار گونہ بڑا ہے اسکے گرد سات چاند گردش کرتے ہین انمین سے ایک چاند مریخ کے برابر ہے اور زحل پر ایک منور حلقہ ہے اور وہ اوسکے ہر طرف گردش کرتا ہے کبھی افق پر اور کبھی سمت الراس پر گھومتا ہے اس حلقہ کے دو حصے ہین جو باہر ہے وہ پانچہزار کوس عریض ہے اور جو اندر ہے وہ آٹھہ ہزار ایکسو کوس اور انکے درمیان وسعت نوسو کوس کی ہے زحل اور حلقہ کے درمیان نو ہزار پانسو کوس کے فاصلہ ہے اور زحل کا وہ سطح جو حلقے کے نیچے ہے اوسکے سایہ سے اٹھارہ برس تاریک رہتا ہے

یورینس

یورینس یا ہرشل یا جارجیم سائیڈس زمین سے پچاس کروڑ کوس کے فاصلہ پر ہے اسلیئے اسکا حال بہت کم دریافت ہوتا ہے اسکی حرکت ایک گھنٹے مین سات ہزار میل ہے اس حساب سے اوسکی گردش ستاسی برس مین تمام ہوتی ہے لیوریار ایک سیارہ ہرشل سے دور ہے سوا اوسکے جرم کے اور کچھہ دریافت نہین ہوتا

ثوابت کا بیان

ثوابت وہ ستارے ہین جو نظام شمسی سے باہر ہین اور ہمیشہ باہم ایک ہی مقام پر بیحرکت نظر آتے ہین اور اپنی روشنی سے چمکتے ہین اسلیئے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہہ سب بجائے خود آفتاب ہین اور انکے گرد بھی سیارے گھومتے ہین ثوابت درحقیقت بیشمار ہین مظہر الاشراق نے کہا کہ جسقدر اجرام فلکی کا آپنے بیان فرمایا اسکے سوا کچھہ اور بھی ہین یا نہین خرد پرور نے ارشاد کیا کہ اونکا احوال بھی سن لیجیے

کہکشان کی حقیقت

جبکہ آسمان خوب صاف رہتا ہے تو راتون کو جابجا ابر کی سفیدی بہت نظر آتی ہے اوسکا نام کہکشان ہے متقدمین خیال کرتے تھے کہ یہہ سب بیشمار ثوابت ہین لیکن اب دوربین کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض انمین ثوابت ہین اور بعض تارے ان تارونکی شکل مین اختلاف ہے کیونکہ بعضے دور تک دراز ہین اور بعضے مدور اور اونکا مرکز تارے سے زیادہ روشن ہے مگر ولیم ہرشل صاحب سے پہلے کسی اہل ہیئت نے اس عجیب صورت کا امتحان بخوبی نہین کیا تھا اور ولیم ہرشل نے ایک بڑی دوربین بناکر دیکھا کہ انمین بعضے اجرام روشن ہین اور بعضے ثوابت پھر یہہ نتیجہ نکالا کہ کہکشان نیا جرم ہے جو ابھی تک تیار نہین ہوچکا ہے

شہاب ثاقب

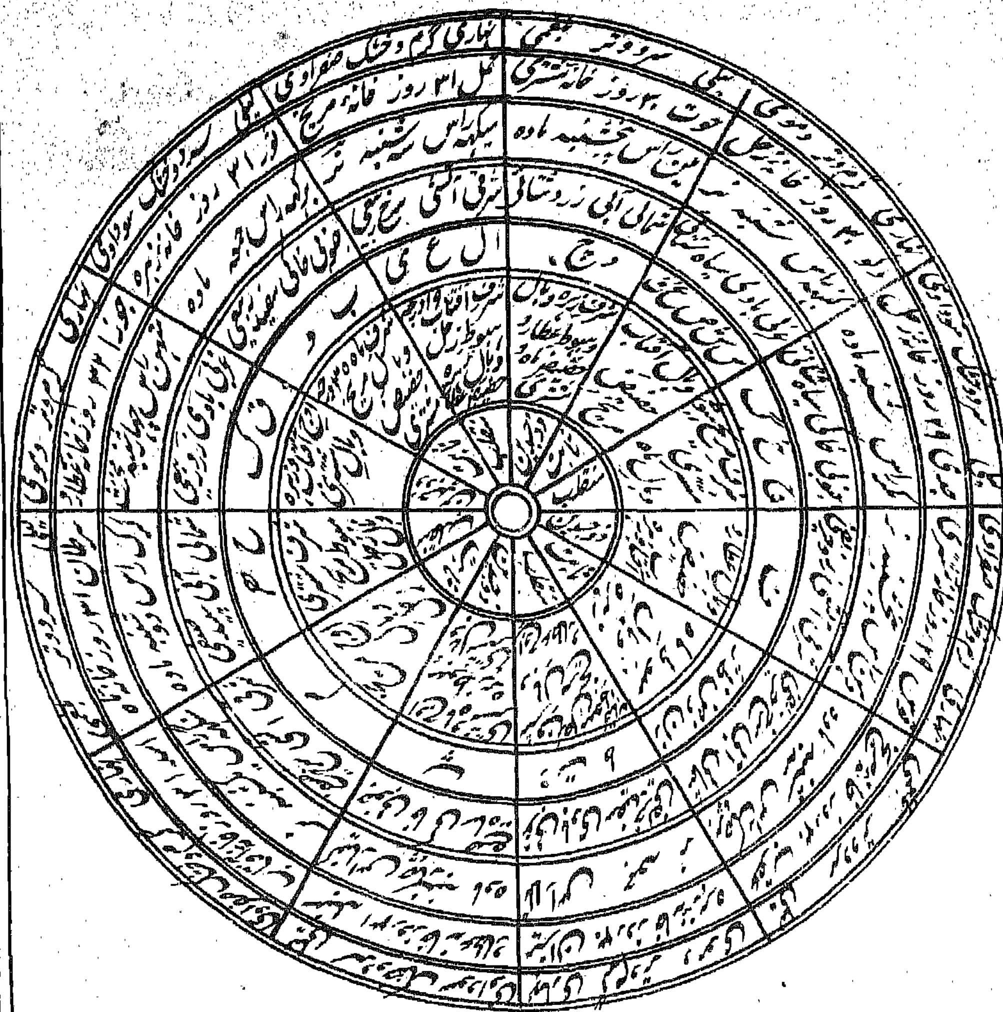
شہاب چند شکلونمین نظر آتے ہین کبھی کبھی ستارونکی صورت چنگاریان نکلتی ہوئین اور بعض اوقات اجرام منور جو ساعت بساعت ظاہر ہوتے ہین انکو شہاب ثاقب کہتے ہین اور جب ٹوٹکر زمین پر گرتے ہین تو شہاب سعادی کہلاتے ہین

شہاب ہر سمت سے زمین پر آتے ہین اور بعض مرتبہ جب زمین کی ہوا مین پہونچتے ہین تو پہر یہان سے اپنی گردش پر چلے جاتے ہین اور وہ اسقدر بلندی سے آتے ہین کہ بعض مرتبہ جب زمین پر گرتے ہین تو نہایت صدمے سے آٹھہ یا دس ہاتھہ زمین کے اندر گھس جاتے ہین **دنبالہ دار ستارے** اجرامِ فلکی کے بہت عجیب و غریب ہین انکی شکلین ہمیشہ ایک طرح نہین کبھی مدوّر کبھی مطول اور انکی ضو دُم آسمان کے سطح پر دور تک نظر آتی ہے مگر ایک کا جرم شفاف ہے کیونکہ جو ستارے دنبالہ دار کے حجاب مین آجاتے ہین وہ اوسکے جرم صاف مین سے نظر آتے ہین اسلئے خیال کرتے ہین کہ یہہ عجیب جرم شاید ایک قسم کا کہکشان ہو دنبالہ دار ستارونکی مختلف صورتین ہین جو اکثر مختلف الاوقات ظاہر ہوا کرتے ہین اور میری دانست مین نظامِ شمسی سے متعلق ہین اسی اثنا مین ایک نجومی کہ اختر شناسی مین اپنا نظیر نرکہتا تہا موسوم بہ **کوکب رخشان** دربارِ شاہنشاہِ انجم سپاہ مین حاضر تہا شہزادہ خورشید کلاہ سے استفسار کرنے لگا کہ جسوقت اہلِ تنجیم کوئی زائچہ بناتے ہین تو آفتاب متحرک اور زمین کو قائم شمار کرکے حکم لگاتے ہین مگر اس حساب مین احکامِ نجوم کبھی خطا نہین کرتے اور آپ فرماتے ہین کہ زمین ایک ستارۂ ظلمانی ہے پس فرمایئے کہ جرمِ زمین کیا شے ہے اور اسکی گردش کو غلط جاننے سے احکامِ نجوم مین خلل کیون نہین واقع ہوتا خرد پرور نے کہا کہ زمین کی پیدایش کوئی تحقیق نہین جانتا کہ کیونکر ہوئی لیکن خیال کرتے ہین کہ شاید زمین کہکشان سے بنی ہے اور یہہ بات اوسکی ترکیب سے ثابت ہے اسلئے کہ جسقدر سطحِ زمین کو مرکز کیطرف کہودتے ہین اوسیقدر سنگریزون کے وزن زیادہ پاتے ہین اور سبکے نیچے بلورین سنگ نکلتے ہین اور قیاساً دریافت ہوتا ہے کہ وہ گرمی سے بنتے ہین زمین برس بہر یکسان نہین رہتی کبھی سمندر مین نیا جزیرہ پیدا ہوتا ہے اور کبھی خشک زمین پر نیا آتشی پہاڑ ظاہر ہو گئے ہین موسم کے باعث زمین کی شکل مین فرق ہے مثلاً جب اونچی زمین یا پہاڑ پر پانی پڑتا ہے تو اوسکے ساتہہ پتہر اور ریت اور مٹی وغیرہ نیچی زمین پر بہہ آتے ہین اور بہونچال سے بہی زمین کہین کہین اونچی نیچی ہو جاتی ہے اور یہہ سب جانتے ہین کہ سمندر اور دریا کے کنارون پر ہر روز فرق نظر آتا ہے الغرض باوجود اس تغیر و تبدل کے زمین ہمیشہ آفتاب کے اطراف گردش کرتی ہے اور جس برج مین زمین ہوتی ہے آفتاب ہمیشہ اوس سے ساتوین برج مین نظر آتا ہے اور بعضے اہلِ ہیئت کی رائے مین زمین اوسی برج مین ہوتی ہے جسمین زمین کے باشندے آفتاب کو دیکہتے ہین بہرحال تم جسکو آفتاب کی تاثیر خیال کرتے ہو وہ اصل مین زمین کی تاثیر ہے اسواسطے تمہاری رائے مین احکامِ نجوم صحیح معلوم ہوتے ہین مظہر الاشراق نے کہا کہ اہلِ تنجیم کہتے ہین کہ ہر ستارہ کسی نہ کسی برج مین ایک مدتِ مقررہ تک رہا کرتا ہے پس جبکہ نجوم کے قواعد سے آسمانِ اول پر قمر اور دوم پر عطارد وعلیٰ ہذا القیاس فلکِ ہفتم پر زحل ہے پہر یہہ کسطرح سے ممکن ہے کہ پہلے آسمان سے قمر یا ہر آسمان سے ہر ستارہ

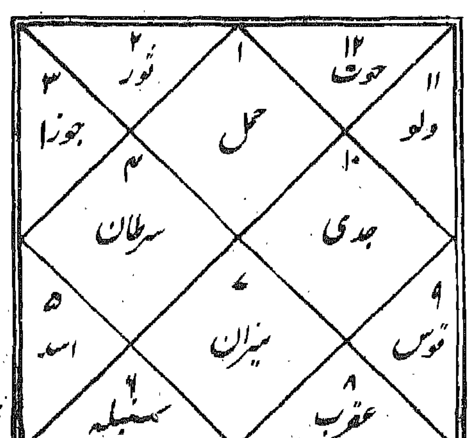
فلکِ ہشتم پر پہونچکر کسی برج مین داخل ہوتا ہے خردپرور نے جواب دیا کہ جسوقت نجومی کہتے ہین کہ فلانا سیارہ
فلانے برج مین داخل ہوا یا موجود ہے تو اس سے یہہ غرض نہین ہوتی کہ وہی سیارہ بذاتِ خاص اوس برج مین
پہونچگیا اور نہ یہہ کہ وہ برج کچہہ اوس سیارہ سے آکر خود ملگیا بلکہ اس سے یہہ مراد ہوتی ہے کہ ایک خطِ مستقیم زمین کے
مرکز سے اوس کوکبِ سیارہ کے مرکز پر گذرتا ہوا فلکِ ہشتم مین جس برج تک پہونچے اور اوس برج کے جس درجہ
اور جس دقیقہ پر نظر آوے تو از روے حساب دریافت کرتے ہین کہ وہ سیارہ اوس برج مین داخل ہے عقلِ مجسم نے
فرمایا کہ اس خطِ مستقیم سے تاثیر کواکب کسطرح دریافت ہوسکتی ہے خردپرور نے عرض کی کہ منجمون نے منطقۃ البروج کی
بارہ شکلون کو سبعہ سیارہ سے متعلق کیا ہے چنانچہ زحل کو جدی و دلو سے اور مشتری کو قوس و حوت سے
اور مریخ کو حمل و عقرب سے اور آفتاب کو برج اسد سے اور زہرہ کو ثور و میزان سے اور عطارد کو جوزا اور سنبلہ سے اور قمر کو
سرطان سے اور ان سبعہ سیارہ مین سے شمس و قمر کو نیرین کہتے ہین شمس کو نیرِ اعظم اور قمر کو نیرِ اصغر اور زحل و مشتری کو
علویین اور ان دونون کے ساتھہ مریخ کو بھی شامل کرکے علویہ کہتے ہین اور زہرہ و عطارد کو سفلیین اور مشتری
و زہرہ کو سعدین کہتے ہین مشتری کو سعدِ اکبر اور زہرہ کو سعدِ اصغر اور زحل و مریخ کو نحسین کہتے ہین زحل کو نحسِ اکبر
اور مریخ کو نحسِ اصغر اور عطارد کو ممتزج یعنے کواکبِ نحس کے ساتھہ نحس ہے اور کواکبِ سعد کے ساتھہ سعد اور نیرین سے علاوہ
یعنے شمس و قمر کے سوا پانچون سیارون کو خمسہ متحیرہ کہتے ہین اور روز و ماہ و سال کا حساب جو آفتاب سے متعلق ہے
اوسکو ماہِ شمسی اور سالِ شمسی اور جو قمر سے متعلق ہے اوسکو ماہِ قمری اور سالِ قمری کہتے ہین برج حمل مین آفتاب کی
تحویل سے سالِ شمسی شروع ہوتا ہے آفتاب تیس روز مین ایک برج طے کرتا ہے اسکو ماہِ شمسی کہتے ہین حمل سے
حوت تک بارہ برج طے کرنیسے ایک سال تمام ہوتا ہے شمسی مہینون کے یہہ نام ہین فروردی اردی بہشت خرداد
تیر امرداد شہریور مہر آبان آذر دے بہمن اسفندارمذ شمسی ہر مہینا تیس دنکا ہوتا ہے ماہِ اسفندارمذ کے
آخر مین پانچ دن زیادہ کرکے خمسہ محترقہ کہتے ہین اسکو تاریخ فارسی اور تاریخ یزدجردی کہتے ہین اور اہلِ عرب کا
مہینا خاص رویتِ ہلال سے شروع ہوتا ہے اور برس کا آغاز ماہِ محرم سے چنانچہ عربی زبان مین قمری مہینون کے
یہہ نام ہین محرم صفر ربیع الاول ربیع الآخر جمادی الاولے جمادی الآخر رجب شعبان رمضان شوال
ذی القعدہ ذی الحجہ قمری ہر مہینے کے روزِ اول کو غرہ اور روزِ آخر کو سلخ کہتے ہین یہہ مہینا رویتِ ہلال کے
سبب سے کبھی انتیس کا اور کبھی تیس کا ہوتا ہے اسکو تاریخ عربی اور تاریخ ہجری کہتے ہین اور اہلِ ہند کا مہینا
کمالِ ماہ سے شروع ہوتا ہے یعنے جب کہ قمر ہلال سے بدرِ کامل بنجاتا ہے اوس روز اہلِ عرب کی تیرہوین تاریخ
ہوتی ہے اور اہلِ ہند کا برس ماہِ چیت سے شروع ہوتا ہے ہندی مہینون کے یہہ نام ہین چیت بیساکھہ جیٹھہ
اساڑہ ساون بھادون کنوار کاتک اگہن پوس ماگہہ پہاگن اور دونون کے حساب سے ایک مہینا

لوند کا تیسرے برس بڑہا کرتا ہے اور اہلِ روم بہی حسابِ شمسی پر عمل کرتے ہین ہندی کاتک کے مہینے مین انکا برس
شروع ہوتا ہے اور رومی مہینون کے یہہ نام ہین تشرینِ اول تشرینِ آخر کانونِ اول کانونِ آخر شباط
آذار نیسان ایار حزیران تموز آب ایلول انمین چار مہینے یعنے تشرینِ آخر اور نیسان اور حزیران
اور ایلول تیس دن کے اور باقی سات مہینے اکتیس دن کے مگر شباط اٹہائیس دن کا ہے اور چوتہے برس انتیس دن کا
ہوتا ہے اور انگریزی مہینے بہی رومی مہینون سے بہت مطابق ہین انکا برس جنوری سے شروع ہوتا ہے
انگریزی مہینون کے یہہ نام ہین جنوری فروری مارچ اپریل مئی جون جولائی اگست ستمبر اکتوبر نومبر
دسمبر انمین سے اپریل اور جون اور ستمبر اور نومبر یہہ چار مہینے تیس دن کے اور جنوری اور مارچ اور مئی اور جولائی
اور اگست اور اکتوبر اور دسمبر یہہ سات مہینے اکتیس دن کے اور فروری اٹہائیس دنکا اور چوتہے برس کبیسہ کے
شمار سے انتیس روز کا ہوتا ہے اس حساب سے ہمیشہ اکیسوین مارچ کو آفتاب برجِ حمل مین داخل ہوتا ہے اسکو تحویل
کہتے ہین اہلِ نجوم اوس روز ایک زائچہ بناتے ہین اوسکا نام زائچہ سال ہے اس زائچہ کی بدولت تمام سال کی سعادت
و نحوست کا حال اور خیر و شر کی کیفیت چہہ سیارونکی نظرات سے دریافت کرتے ہین کوکبِ رخشان نے عرض کی
کہ نظراتِ کواکب کسے کہتے ہین خسرو پرور نے کہا کہ جب دو ستارے ایک برج اور ایک درجہ اور ایک دقیقہ مین جمع ہوتے ہین
تو اوس کو قِران اور مقارنہ کہتے ہین اور جو آفتاب و ماہتاب مین یہی صورت واقع ہو تو اجتماعِ نیرین
کہتے ہین اور جو آفتاب اور خمسہ متحیرہ مین ہو تو احتراق اور ماہتاب اور خمسہ متحیرہ مین ہو تو وہی
قِران یا مقارنہ کہتے ہین اور جو دو ستارون مین دو برج کا فاصلہ یعنے سدس آسمان کا تفاوت ہو تو
اوسکو نظرِ تسدیس کہتے ہین اور تین برج کا یعنے ربعِ فلک کا فاصلہ ہو تو تربیع اور چار برج یعنے
ثلثِ فلک کا فاصلہ ہو تو تثلیث اور چہہ برجون کا یعنے نصف آسمان کا فاصلہ ہو تو مقابلہ کہتے ہین اور
نیرین کے مقابلہ کا نام استقبال ہے اے کوکبِ رخشان انمین سے نظرِ تربیع و مقابلہ نحس ہے مقابلہ
تمام دشمنی اور تربیع نیم دشمنی ہے اور تثلیث و تسدیس کو نیک جانتے ہین تثلیث تمام دوستی اور
تسدیس نیم دوستی اور نظرِ مقارنہ کی یہہ کیفیت ہے کہ کواکبِ سعد کے ساتہہ سعد اور
کواکبِ نحس کے ساتہہ نحس پس تمام سال کی سعادت و نحوست کو نظراتِ کواکب اور شرف و ہبوط
اور وبال سے معلوم کرتے ہین مظہر الاشراق نے کہا کہ شرف و ہبوط وغیرہ کا بیان بہی مناسب ہے
خسرو پرور نے ارشاد کیا کہ آپ قلم دوات اور کاغذ منگوا لیجئے مین ایک دایرہ قلم بند کرکے آپکو اور کوکبِ رخشان کو مختصر طور پر
حالاتِ سبعہ سیارہ اور روزِ منسوب اور حروفِ متعلقہ اور مدتِ قیامِ آفتاب ہر برج مین اور جہات
و امزجہ و الوان اور ہر ستارہ کا شرف و وبال اور خانہ اصلی اور اوج و حضیض اور ہبوط وغیرہ کی حقیقت

بخوبی سمجھا دون وہان کیا دیر تھی فوراً قلمدان حاضر ہو گیا شہزادہ نے اوسیوقت ایک دائرہ اسصورت پر مرتب کیا



اور ہر خانہ کا احوال نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا کہ تمام حاضرین دربار شہریار گردون اقتدار فرط حیرت سے نقش بدیوار رہ گئے پھر کہا کہ ای کوکب رخشان دیکھو زائچہ نجوم کی یہہ صورت ہوتی ہے



علم رمل کا بیان

اسکے بارہ خانے بارہ برجون سے متعلق ہین ہمنے ہر خانہ مین شناخت کیواسطے ہندسہ لگا دیا ہے جو ستارہ جس برج مین ہوتا ہے اوسکو اوسی خانہ مین تحریر کرتے ہین غرضکہ اسیطرح منسوبات کواکب اور متعلقات بروج وغیرہ مفصل بیان کرکے علم رمل کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے کوکب رخشان اس علم کو حضرت آدم علیہ السلام نے وضع کیا اور اکثر حضرت دانیال کیطرف منسوب کرتے ہین اور یہہ اونکا معجزہ اعظم شمار کیا جاتا ہے دانیال ایک تختہ پر کچھہ ریتا بچھاکر چند نقاط و خطوط کے ذریعے سے خلق اللہ کو خیر و شر کے احوال اور واقعات ماضی و استقبال سے آگاہ کیا کرتے تھے چونکہ اس علم کی ابتدا ریگ سے ہے اور زبانِ عربی مین رمل ریت کو کہتے ہین لہذا اس نام سے موسوم ہوا اور جسطرح کہ عالم ایجاد کی بنیاد چار عناصر ہے اسیصورت علم رمل بھی چار نقطون پر مبنی ہے نقطہ اول کو آتشی اور نقطہ دوم کو بادی اور نقطہ سوم کو آبی اور نقطہ چہارم کو خاکی قرار دیکر چار کو چار مین ضرب دینے سے حاصل ضرب سولہ شکلین برآمد ہوئین چنانچہ اونکی صورت یہہ ہے

نام	لحیان	قبض الداخل	قبض الخارج	جماعت	فرح	عقلہ	انکیس	حمرہ
اشکال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نام	بیاض	نصرۃ الخارج	نصرۃ الداخل	عتبۃ الخارج	نقی الخد	عتبۃ الداخل	اجتماع	طریق
اشکال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

پھر اشکالِ سعد و نحس اور داخل و خارج اور ثابت و منقلب اور نر و مادہ اور حیات و رنگ اور ذائقہ و مزاج اور افعال و خواص اور تاثیر و حروف اور بروج و کواکب منسوب با اشکال شانزدہ خانہ اور احکام خانہہائے شانزدہ گانہ اور قواعد استخراج حکم رمل اور طریقہ دریافت ضمائر و دفائن و خبایا وغیرہ نہایت خوبی و عمدگی سے ارشاد فرماکر مطلب اصلی کیطرف ہنگامہ آرائے تقریر ہوا اور سلطان ذیشان سے عرض کرنے لگا کہ حضور عالی ہرگز انسان ضعیف و نحیف پروردگار جہان آفرین کی کنہ حقیقت کا محرم راز نہین ہوسکتا جو کچھ سمجھہ مین آگیا وہی دوسرونکو سمجھانے لگا جیسے کہ کہا ہے

مؤلف

کرتے ہین اہلِ ہیات و نجوم ۔۔۔ مختلف قول مختلف گفتار
آج تک اشتباہ مین ہین اسیر ۔۔۔ اونپہ کہلتے نہین ہین کچھہ اسرار
متحرک ہین آسمان کہ زمین ۔۔۔ کس کو ان مین سے ہے سکون و قرار

جسوقت خرد پرور فرخندہ اختر سپہر اشعار انجم نثار زبانِ گوہربار سے گوشگذار حاضرین دربار شہریار عرش وقار کرکے خاموش ہوا پہر تحسین و آفرین کی صدائے طرب انگیز اور احسنت و مرحبا کی آواز فرحت خیز نے نقارہ شادمانی کو بلند آوازہ کیا مظہر الاشراق و کوکب رخشان نے نسیم عنبر بیز گلبانگ نشاط آمیز ستایش و مدحت بے اندازہ سے برگ گوش کو گوش گل کی روش باد بہاری سے زیادہ تر و تازہ کیا جہاندار کامگار یعنی عقلِ مجسم نامدار نے بہر اعزاز و افتخار و اظہار نیازمندی و انکسار دانائے ہوشیار یعنی فرزانہ روزگار کو رخصت فرمایا دربار برخاست ہوا

ط

باب ہفتم موسوم بہ عقل چہارم

مؤلف

کباب لخت دل کھانا مئی خون جگر پینا ۔ تری فرقت میں اے ساقی غضب ہے اسطرح جینا
طلسم آفرینش کی حقیقت جس سے کھل جاتے ۔ پہونچ لیکر خدا کیواسطے وہ ساغر و مینا
تماشا گاہ عالم جلوۂ صفت نظر ٹھیرے ۔ بنے دل جام جم سینہ سکندر کا ہو آئینا
عجائب خانۂ گیتی ہے سیر و دید کے قابل ۔ کہاں گوش شنیدن ہیں کدھر ہے دیدۂ بینا
نہ جینے گا کبھی تقریر علم و بحث حکمت میں ۔ مرید حضرت پیر مغان سے بو علی سینا

جسوقت دربار خسرو عالیمقدار سے خرد پرور و فرزانہ روزگار اپنے قصر زرنگار میں داخل ہوکے وہی درس و تدریس کی نوبت آئی اوستاد نے فرمایا کہ اے عزیز سراپا تمیز فرد عاقل منش نہ وقت بازی ہست ✦ وقت ہنر ہست کارسازیست اب وہ موقع ہے کہ تمکو عجائبات و غرائبات روئے زمین اور طلسمات و نیرنجات کی حقیقت و ماہیت سے آگاہ کرین کہ صنعتگری قدرت سے قدرت صنعت گری حضرت انسان کو کسقدر بہم پہونچی ہے کہ باوجود اس بیمقدوری و بیمقداری کے دعوے سے باز نرہا مگر بمراد ارادۂ خدائی خاص وہی صناع حقیقی ہے جسنے سراپا بشر کو اپنی قدرت کاملہ سے خود ایک طلسم قدرت پیدا کیا کہ جسکی ادنی توجہ سے طلسم علی الخصوص پاش پاش ہوجاتے ہیں یاد رکھو کہ صنعت نیرنجات قوائے روحانی اور اجسام عنصری سے مرکب ہے اور طلسمات اجزائے ارضی و سماوی سے بنائے جاتے ہیں یعنے بعضی ادویہ اور ساعتون سے کہ انمین ہر ایک کے جداگانہ بے انتہا خواص ہیں مرکب ہوکر طلسم وجود پاتا ہے اسکے وسیلے سے خیالات موہوم عجیب و غریب صورت و شکل سے نظر آتے ہیں جنکا بیان تمکی قوت سے باہر گیا ہم نہیں اسکو تو بیکے ساتھ سمجھاتے ہیں کہ شاید کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو

مؤلف

بہ تماشا رسیدنی دارد ۔ جلوہ صفت ست دیدنی دارد
عالم افسانہ است و باقی ہیچ ۔ حرف باہم شنیدنی دارد

ہم اسکو تمہارے ذہن نشین ہونیکے لحاظ سے دو صورت پر بیان کرتے ہیں ایک وہ کہ حکمائے سلف نے اوسکو اپنے خیالات کی ترقی سے ایجاد کیا دوسرے وہ کہ جسکو ہماری قوت واہمہ پیدا کرکے ہماری قوت باصرہ کو دکھا سکتی ہے بلکہ دوسرون پر بھی اوس کا اثر محسوس ہو سکتا ہے حتی کہ مشاہدہ کر سکتے ہیں اب سنو کہ جسکو حکمائے متقدمین نے اختراع کیا ہے وہ بھی دو قسم پر منقسم ہے اول یہہ کہ وہ کوئی ایسی چیز بناکر بطریق یادگار چھوڑ گئے کہ دوسرے

اوسکا ہونا ممکن نہین اس سبب سے کہ ساحرین کی عقل اوسکی کنہہ حقیقت تک رسائی پیدا کرنے مین قاصر ہے دوم یہہ کہ
اتبک اوس طریق ترکیب اور طرز ترتیب سے افادہ وافاضہ مقصود ہو قسم اول یعنی یادگار ساحرین تا حال سیاحانِ جہانگرد
بکثرت معاینہ ہوتی رہتی ہین حکایت چنانچہ ایکروز سکندر رومی نے دربار آراستہ کرکے سب حکیمون سے استفسار
فرمایا کہ تم لوگ میرے زمانہ مین مغتنمات سے ہو بلکہ میرے بعد بہی صفحہ روزگار پر ہمیشہ یادگار رہوگے مگر یہہ بتاؤ کہ تمسے
بیشتر بہی ایسے طلسمات اور نیرنگ خیال ایجاد کیے ہین کہ جسکی ادراکِ ماہیت مین تمہاری عقلِ رسا کو راہ نہو فلاطون نے
کہ جو سب سے علم و فضل مین برگزیدہ و منتخب اور سکندر کے اوستاد کا اوستاد تہا بعد ستایش و نیایشِ بیشمار گذارش کی کہ
حکماے ماسبق نے ایسے ہزارہا نیرنگ و افسون ایجاد و اختراع کیے ہین کہ سواے واضعِ طلسم کے کوئی اونکی اصلِ
حقیقت سے اطلاع پذیر نہین چنانچہ اونمین سے ایک یہہ ہے کہ کسی زمانہ مین ایکبار بخاراتِ ارضی سے زمین شق ہوکے
ایک غارِ تیرہ و تار پیدا ہوگیا اور اوسمین سے ایک طلسم نمودار ہوا اوسکی کیفیت یہہ تہی کہ رانگ اور تانبے سے ایک گہوڑا
تیار کیا گیا تہا اوسکے پہلو مین بشکلِ ناودان ایک رخنہ اوس رخنے مین سے خورشید کیطرح تابندہ و درخشندہ کوئی شے
جلوہ گر نظر آتی قضارا اوس دشت وحشت اثر مین ایک شبان کا گذر ہوا وہ غار اوسے نظر آیا دیکہا کہ ایک طلسم
درخشان اوسمین سے آشکار و نمایان ہے جبکہ اسنے پہلوے اسپ کے روزن مین نگاہ کی کیا دیکہتا ہے کہ ایک شخص دیرینہ
سال اوسکے اندر سرگرم خواب ہے اور اوسکے ہاتہہ مین ایک نہایت باآب و تاب انگشتری موجود ہے اس چرواہے نے اپنا
ہاتہہ بڑہاکر حضرت کے ہاتہہ سے ملایا اور مصافحہ کرکے نہایت عیاری سے وہ انگوٹہی اپنے ہاتہہ مین پہن لی
پہر بہت کچہہ ٹٹولا مگر سوا اوسکے کچہہ نپایا غرض وہان سے خوش و خرم واپس آیا شام ہوگئی تہی سویرا صبح کو اپنے
مالک کے پاس اس امید پر حاضر ہوا کہ انگوٹہی کی قیمت دریافت کرے جسوقت مالک نے گلہ بانون کو دیکہا اپنے جانورونکا
حال دریافت کرنے لگا شبان جواب معقول دیتا تہا مگر وقت گفتگو کبہی اوسکی نظر سے پوشیدہ ہوجاتا گاہے ظاہر جبکہ
مالک نے یہہ حال مشاہدہ کیا نہایت تعجب سے کہا کہ ای شبان یہہ کیا حرکت ہے کہ کبہی میری نظر سے غایب ہوجاتا ہے
اور کبہی پہر ظاہر ہوتا ہے آج ایسا کونسا منتر سیکہا ہے کہ مجہہ جیسے کا امتحان کرنے آیا ہے چرواہے کو نہایت حیرت ہوئی
اور عقل سے دریافت کیا کہ شاید یہہ اس انگشتری کی تاثیر ہے اسواسطے کہ اوسوقت وہ انگوٹہی سے بازی کر رہا تہا
اور اپنی انگشت مین اوسکو اسطرح حرکت دیتا کہ کبہی نگینہ اوسکا کفِ دست کیطرف گردش کے باعث نہان ہوجاتا اور
کبہی گہوم کر پشتِ دست کیجانب جلوہ افروز ہوتا سمجہہ گیا کہ یہی سبب ہے یعنی حجابِ نگین جسمِ نگین کیواسطے حجاب کا سبب ہے
اور ظہور باعثِ ظہور الحاصل جسدم شبان اس بازی سے آگاہ ہوا فی الفور مالک کے نظرون سے پوشیدہ ہوکر دشت
و کوہسار کی راہ لی جب چاہتا کہ مجہے کوئی نہ دیکہہ سکے نگینِ انگشتری کو پنہان کر لیتا اور جسوقت ظاہر ہونا
منظور ہوتا تو موافق ترکیب معلومہ کے اوسکو بیرونی گردش دیتا اسیطرح ایک مدت دراز تک ظاہر و پنہان

شہر مین اپنا کام دل بخوبی حاصل کرتا رہا ایکروز جسمین خیال آگیا کہ اب ہمین کوئی صورت بہتری کی تجویز کرنی چاہیے
یہہ سوچکر ایک شمشیر برہنہ ہاتہہ مین لیے ہوے بادشاہِ وقت کے قصر معلی مین داخل ہوکر چھپ رہا جبکہ ارکانِ دولت اپنے
انجمنِ سلطنت خالی ہوئی ناگاہ یہہ شخص ایک عجیب و غریب شکل و شمائل سے بادشاہ پر ظاہر ہوگیا بادشاہ نہایت
خائف و ہراسان بحالتِ سراسیمہ و پریشان آداب بجالایا اور لوازم خدمتگذاری ادا کیے اور کمال ادب سے دست بستہ
عرض کی کہ آپ کون صاحب ہین اور غریبخانہ مین کس تقریب سے قدم رنجہ فرمایا شبان نے کہا کہ مین پیغمبر ہون میری
اطاعت قبول کر اور جو تجھے میری نبوت مین شک ہو تو مین یہہ معجزہ رکہتا ہون کہ زنہار کسیکی نظر مجھے نہ دیکہہ سکے
بادشاہ نے اوسیدم فرمانبرداری قبول کی اور تمام شہر کے باشندے بلکہ اوس ملک کے سب خورد و کلان اوسپر ایمان لائے
یہانتک کہ انجام کار وہی اوس ملک کا بادشاہ ہوگیا اے سکندر اس نگین کو ذرا عقلِ باریک مین سے خیال کر کہ اوس انگشتری
کیطرح ایک گلہ بان کو منصبِ نبوت اور درجہ سلطنت پر پہونچادیا ہر چند سکندر نے اسمین بہت کچھ فکر و تامل اور غور
و اندیشہ کیا مگر ناخن تدبیر سے یہہ عقدہ حل نہو سکا سکندر نہایت متعجب ہوا اور کمال تعریف کی القصہ اس قسم کے
طلسمات بکثرت ہین چنانچہ نواحِ ہرات مین ایک کوہ ہے اور قلۂ کوہ پر ایک چاہ اوس کوئین مین سے ہمیشہ ایک ہوائے تند
نکلا کرتی ہے وہ ہوا اسقدر تیز ہوتی ہے کہ اگر کوئی بڑا بھاری پتھر اوسمین ڈالین تو فوراً قوتِ ہوا اوسکو تنکے
کیطرح اوپر کو اوچھال دیتی ہے اس سبب سے کوئی اوس کوئین کے قریب نہین جاسکتا اور اب تک اوسکی حقیقت سے
کسیکو اطلاع نہین کہ یہہ کیا اسرار ہین اسیطرح مصر اور اسوان کے درمیان ایک [illegible] کبھی ایک شے منارۂ بلند کے
مانند باہر نمودار ہوتی ہے اور اوسکے اندر سے ایک آواز ایسی آتی ہے کہ گویا نوبت و نقارہ اور شہنائی وغیرہ طرح
طرح کے بوقلمون باجے بج رہے ہین اونکی آواز اسقدر بلند ہوتی ہے کہ سب سنتے رہتے ہین مگر کوئی نہین جانتا کہ اسمین
کیا حکمت ہے اسیطرح کوہِ واسط مین ایک غار ہے اوس غار مین ایک سنگِ وسیع اور اوس سنگِ وسیع مین
ایک شگاف ہے جبکہ اوس غار مین داخل ہوکر اوس شگاف مین نظر کرتے ہین تو ایک سوارِ آہنی دکھائی دیتا ہے
اور وہ اسپِ آہنی استادہ ہے جب سوار کو ہاتہہ لگانا چاہتے ہین تو فوراً غائب ہوجاتا ہے جب ہاتہہ ہٹا لیتے ہین
تو پہر اوسی جگہہ بدستور نظر آتا ہے اور جو اوسکے چہونے مین زیادہ کوشش و مبالغہ کرتے ہین تو شگافِ سنگ مین سے شرارے
نکلنے شروع ہوتے ہین اور جبتک کہ اوسمین بہت سا سرکہ انگوری نہین ڈالتے وہ آگ ہرگز موقوف نہین ہوتی معلوم نہین
کہ یہہ طلسم کسنے بنایا اور کسلیے بنایا اسیطرح مدینۃ النحاس مین ایک قلعہ مستحکم بنا ہوا ہے اوسکا دروازہ کسیطرف اصلا نہین
اور نکولی ایسی راہ کہ جسمین سے انسان داخل ہوسکے اور نہ کوئی ایسا روزن کہ جسمین سے کوئی جہانک سکے مگر اوس قلعہ مین سے
ہمیشہ شور و غل کی آواز آیا کرتی ہے خلفائے امیہ مین سے ایک خلیفہ نے چاہا کہ اسکی حقیقت دریافت کرے جبکہ وہ اس
قلعہ سے متصل پہونچا تو اندر سے لوگونکا شور و غوغا اسقدر سنا کہ جیسے ہزارہا آدمی غل مچاتے ہین خلیفہ نے ہر چند کوشش

بلیع کی مگر کسیصورت سے اوسمین جانا ممکن نہوا آخرکار ایک مرد ہوشیار کو اوس قلعہ کی دیوار پر چڑہایا جب اوسنے قلعہ کے
اندر نظر کی تو ایک قہقہہ مارکر اوسمین جا پڑا یہہ حال دیکہکر خلیفہ کو نہایت استعجاب ہوا اور دوسرے شخص کو اوسکی دیوار پر
چڑہایا اوسکا بہی یہی حال ہوا جب تو دیوارِ قلعہ پر چڑہنے سے سبنے انکار کیا اور کوئی بشر قلعہ کی خبر لانے پر
مستعد نہوا پس خلیفہ نے یہہ تدبیر کی کہ ایک شخصکو بہت سا مال و متاع دیا اور نہایت بخشش و اکرام کا امیدوار کیا
پہر ایک بہت بڑی سیڑہی اوس دیوار پر نصب کی اور اوس شخص کی کمر مین ایک رسّی لمبی اور مضبوط باندہ کر دیوار پر
چڑہایا اور کہدیا کہ اس قلعہ مین جو کیفیت ہو اوسکو مفصل دیکہہ لینا پہر ہم تجہہ سے پوچہہ لینگے اور جب دیکہہ چکے گا
تو ہم تجہکو اسطرف اپنے کہینچ لینگے وہ شخص اس امر کو منظور کرکے سیڑہی پر سے قلعہ کی دیوار تک پہونچا جب حصار کے اندر نگاہ کی تو
بے اختیار ایک قہقہہ لگاکر اوسطرف چلا لوگون نے بقوتِ تمام اوس رسّی کو کہینچنا شروع کیا اوسیوقت وہ شخص دو ٹکڑے
ہوکر ایک نصف تو اوس قلعہ مین گر پڑا اور دوسرا نصف جو بستہ رسن تہا اسطرف کہنچا ہوا چلا آیا یہہ احوالِ غرابت
اشتمال معاینہ کرکے خلیفہ کو حیرتِ کمال دامنگیرِ حال ہوئی اور حقیقت اوس طلسم کی مطلق وانکشاف نہوسکی کہ اس مین
کیا راز مخفی ہے الحاصل زمانہ سلف کے یادگار ایسے طلسمات بیشمار باقی ہین اے خردپرور ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ خودمین عالم
سیاحت و جہانگردی اور زمانہ سیر و سفر مین ایک مرتبہ سفرِ دریا پیش آیا چند شخص باہم ایک جہاز پر سوار ہوے قضا کار
وہ جہاز صدمہ طوفانی سے تباہی مین آگیا اور تلاطمِ امواج نے اوسکو پاش پاش کردیا سب مال و اسباب اور زن
و مرد غرقِ آب ہوگئے چونکہ ہماری زندگی باقی تہی ہم دو شخص ایک تختہ جہاز پر بیٹہے رہگئے تہے تختہ بہتے بہتے
چوتہے روز ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ ہمکو وہان ایک نہایت عالیشان عمارت نظر آئی جسکے اطراف و جوانب
پانی ہی پانی تہا اور صناعِ بے بدل نے اوسکو بزورِ طلسم سطحِ آب پر تعمیر کیا تہا چونکہ مین کثرتِ سفر سے تجربہ کار
ہوگیا تہا اور صنعتِ طلسمات سے بہی آگاہ اسلیئے بتحقیقِ حال در پے اوسکے ہوکے اوسمین داخل ہونا مناسب نجانا
اور اوسکی اصل صنعت کو غور کرنے لگا مگر دوسرا شخص کہ اپنی زندگی سے بالکل دست بردار ہوچکا تہا اوسنے وہان پہنچ
نکلنا غنیمت جانا اور بیساختہ جست کرکے قصرِ طلسمی کے زینہ اول پر جا پڑا اور پہر سنبہلکر اوپر چڑہنے کا قصد کیا مگر
مین دیکہہ رہا تہا کہ وہ عمارت مین سات زینے مین زینہ ہفتم پر ایکطرف ایک بندوق اور اوسکا سب لوازمہ متفرق پڑا ہے
دوسری جانب ایک ہیکلِ انسانی کہ جسکے تمام اعضا جدا جدا ہوکے افتادہ ہے سر کہین پڑا ہے ہاتہہ کہین پاؤن کہین
دہڑ کہین جسوقت اس شخص نے زینہ اول پر قدم رکہا وہ تمام اعضا متحرک ہوئے اور بندوق نے بہی اپنے مقام سے
جنبش کی جب زینہ دوم پر قدم رکہا سب اعضا سمٹ کر اکٹہا ہوگئے اور پوری تصویر تیار ہوگئی جب زینہ سوم پر
قدم رکہا وہ ہیکلِ طلسمی اوٹہہ بیٹہا جب زینہ چہارم پر قدم رکہا وہ ایستادہ ہوگیا جب زینہ پنجم پر قدم رکہا اوسنے
بندوق اوٹہاکر بہرلی جب زینہ ششم پر قدم رکہا اوسنے سپاہیانہ وضع سے بندوق سینہ پر دہرکر نشانہ باندہا

مثال چہارم

جسوقت زینہ ہفتم پر پہونچا گھوڑا اوسنے بندوق فیر کی اور ایک ہمراہی کے سینے پر گولی ایسی کارگر لگی کہ پار نکلگئی
اودہر تو وہ تڑپکر بیساختہ دریا مین گرا اور بیدم ہوکر اوسیدم غرق آب ہوگیا اودہر یہہ ہوا کے طلسمی حبشی اوسیطرح
پاش پاش ہوکر اوسی زینہ پر گر پڑا اور بندوق و اعضا وغیرہ بدستور سابق اپنے اپنے مقامات مختلف پر جا رہے
پس بقول شخصے مثل اگلا گرا پچھلا ہوشیار ہم مین بہت خبردار اور اوس کارخانۂ طلسمی کی ماہیت اور صناع کی
اصل صنعت سے بخوبی واقف اسرار ہوگیا اور فی الفور عقل کی رسائی سے ایسی تدبیر نکالی کہ واضع طلسم کی محنت کا
نتیجہ میرے حق مین ناتمام رہ گیا یعنے جب کہ مینے اوسکے زینۂ اول پر قدم رکہا تو اون اجزائے متفرقات کو ازسرنو
پہر وہی حرکت و اضطراب پیدا ہوا مینے دوسرا زینہ چہوڑکر تیسرے زینے پر قدم رکہا اور پہر چوتہا زینہ چہوڑکر پانچوین
زینے پر پہونچگیا اس ترکیب سے اصول قواعد اصلی مین فتور واقع ہوگیا پس وہ اعضا مجتمع نہوسکے مگر اونکا اضطراب
درجہ بدرجہ زیادہ ہوتا گیا حاصل کلام یہہ ہے کہ مین زینۂ ششم کو چہوڑکر زینۂ ہفتم پر پہونچا مگر اوس ہیئت طلسمی مین
بجز شدت اضطراب کے کوئی بات پائی نگئی غرض بعنایت ایزدی مین اوس عمارت عالیشان مین داخل ہوگیا اور
اوسکو انواع و اقسام کی زیب و زینت سے آراستہ پیراستہ پایا آخرکار جب سیر و تماشے سے فرصت حاصل کی تو جاکر
ایک مقام پر پہونچا دیکہا کہ ایک صندوق آہنی معلق روے ہوا پر قائم ہے مینے اوسکی وجہ دریافت کی معلوم ہوا
کہ اوسکے داہنے بائین اور آگے پیچہے اور نیچے اوپر سنگ مقناطیس نصب ہے اور ہر طرف کی کشش برابر ہے اسواسطے
کسیطرف نہین جاسکتا مینے اوس صندوق کو وہان سے ہٹاکر زمین پر اوتارا اوسمین قفل ابجد لگا ہوا تہا مینے
حروف مطابق کرکے کہول لیا اوسمین ایک بند لفافہ سربمہر موجود اور ایک قلمدان عجیب غریب اوسکے برابر رکہا ہوا مینے اوس
لفافہ کو اوٹہاکر مطالعہ کیا اوسپر حروف طلسمات سے تحریر تہا کہ ای فرزانہ روزگار یہہ لفافہ چاک کر اور جو اس کاغذ مین مرقوم ہے
ملاحظہ فرما مجہے کمال تعجب ہوا کہ اس لفافہ پر میرا نام کس نے لکہا اور مجہے موجد طلسم کیا جانتا تہا
مگر بعد حال مینے کاغذ ملفوف نکال کر پڑہا اوسمین یہہ مضمون حیرت مشحون مندرج تہا

برخوردار فرزانۂ روزگار سلامت

مخفی نرہے کہ میری روح لطیف کو جسم کثیف سے سلسلۂ حیات منقطع
کئے ہوتے آجتک سات ہزار دوسو پندرہ برس کا عرصہ منقضی ہوا اور

فی الحقیقت یہہ ایک بہت بڑا زمانہ ہے اے فرزند عزیز اولاً بعد
میرے طوفان نوح تمام روے زمین کو غرق آب کریگا مگر اس عمارت فلک
رفعت کو بیم زوال سے مطلق سروکار نہوگا پھر بعد ویرین طرح طرح کے
انقلاب و حوادثات واقع ہونگے لیکن اس قصر نادر العصر کو اصلا اندیشۂ تزلزل
نہیں تا وقتیکہ تیرا گذر بفرحت اثر اس مقام پر ہوا الحمد اللہ کہ آج تو بخیر و خوبی
یہان وارد ہوا مگر مین نہایت افسوس کرتا ہون کہ اسوقت روح میرے
قالب مین نہین ورنہ حسب دلخواہ رسم مہمانداری بجالاتا لیکن اس عالم مجبوری مین
بطریق ہدیہ اب یہہ قلمدان تجھے پیشکش کرتا ہون اسمین ہر چیز ایک نئی صنعت
رکھتی ہے مقراض مین یہہ وصف ہے کہ پانی کو کترتی ہے مثلاً کوئی چاہے
کہ تھوڑا سا پانی ہو تو اوسمین سے ایک ٹکڑا علیحدہ کرکے گلہاے آبی بن سکتے ہین
اور لطف یہہ کہ اس مقراض کی تاثیر سے فوراً گلہاے آبی یخ بستہ ہوجاتے ہین
اور وہ برف بلور سے زیادہ پایدار ہوجاتا ہے سوا اسکے جس پرند کے پر چاہو

قطع کرو یعنے وہ جانور پرواز کنان کہین جاتا ہو نظر آتا شرط ہے یہان اُس
قینچی کو حرکت ہو وہان اوسکے پر کٹ جائین غرض یہہ مقراضِ خوش آب ایسی
نایاب ہے کہ درحقیقت عنقا کے پر کترتی ہے قلم اِسمین یہہ کمال ہے کہ جس
چیز کا نام لیکر اشارہ کرو پس بالفرض اگر وہ چیز بارہ ہزار کوس کے فاصلے پر پڑی ہے
تو برابر دو ٹکڑے ہو جائیگی پتھر لوہا لکڑی اور قلم اسکی تیزی کے روبرو سب برابر ہین
کسیکی کچھہ حقیقت نہین کہ اسکی آب سے مقابل ہو اور فنا کے گھاٹ اوتر نجاتے
قلم مین یہہ خوبی ہے کہ اسکے روبرو جیسا کاغذ چاہو رکھدو جو کچھہ مضمون یا اندیشہ
تمہارے دلمین گذرے یا وہم و خیال مین پیدا ہو اوسکو بے منتِ دست برابر لکھتا
چلا جائیگا اور جسقدر منظور ہو اوسقدر یہہ قلم آپسے آپ جلی یا خفی ہو سکتا ہے اور
جس قسم کے حروف یا عبارت جس زبان مین چاہو اوسی قسم کے حروف اور عبارت
اوس زبان مین خودبخود رقم کر سکتا ہے سیاہی مین یہہ عمدگی ہے کہ جسکو تم
وہ حرف دکھلانا چاہو گے اوسکو نظر آئینگے اور جسسے پوشیدہ رکھنا منظور ہو گا

اوسکی نگاہ زنہار کام نکریگی چنانچہ سو آدمی موجود ہین اور تمکو مدنظر ہے کہ صرف
پانچ یا دس آدمیونکو یہہ حروف نظر آئین اور باقی اوسکے معائنہ سے محروم رہین
پس اگر سبکے سب یکبارگی اوس کاغذ پر نظر ڈالین تو بجز مدنظر مردم کے دوسرے
آدمی اوسکے دیدے سے محروم رہینگے اور جسوقت مصوری پر طبیعت راغب ہو تو یہی
خامۂ طلسمی موقلم کا کام دیگا اور یہی سیاہی طلسمی ہر قسم کی رنگت کی خاصیت پیدا
کریگی قلم دوات سے کہدینے کی دیر ہے کہ ہر شکل کی تصویر اور ہر رنگ کا نقشہ
تیار ہو اور اسکے نیچے دو خانے موجود ہین ایک مین کاغذِ طلسمی چند ورق رکہے ہین
اور دوسرے مین ایک کتابِ سادہ مجلد کاغذ کی یہہ توصیف ہے کہ تمہین جس قسم کی ضرورت ہو
خواہ وصلی یا تختہ رنگین یا صفحہ جدولین یا ورقِ زرافشان یا منقوش ونگارین
وغیرہ انمین سے ہمیشہ بہم پہونچتا رہے گا کتاب کی یہہ تعریف ہے کہ جب تمکو تفریح
طبع کیواسطے کسی نظم ونثر وغیرہ کے مطالعہ کا شوق دامنگیرِ خاطر ہو اس مین
حسبِ دلخواہ ملجایگا یعنے تمہین اسی ایک جلد مین ہر قسم کی کتاب اور ہر قسم کی عبارت

اور ہر قسم کے حروف اور ہر قسم کے مضامین نظر آسکتے ہین اور سب سے عجیب تر

صفتِ جامع یہہ ہے کہ نہ کبھی اس قلم کو بنانیکی احتیاج ہوگی نہ سیاہی اختتام کو

پہونچیگی نہ قینچی پر زنگ آئیگا نہ چاقو کی آبداری مین فرق پڑیگا نہ کاغذ کی تعداد

مین قلت و کمی واقع ہوگی نہ اوراقِ کتاب کہنگی و بوسیدگی قبول کرین گے

اے فرزانہ روزگار مبارک ہو کہ یہہ نعمتِ غیر مترقب تیری قسمت مین تہی اسکو

لے اور اپنے کام مین لا اب زیادہ توقف مناسب نہین یہہ طلسم خاص تیرے ہی

واسطے بنایا گیا تہا اب تو یہان داخل ہو چکا اور اس طلسم کی میعاد بہی پوری

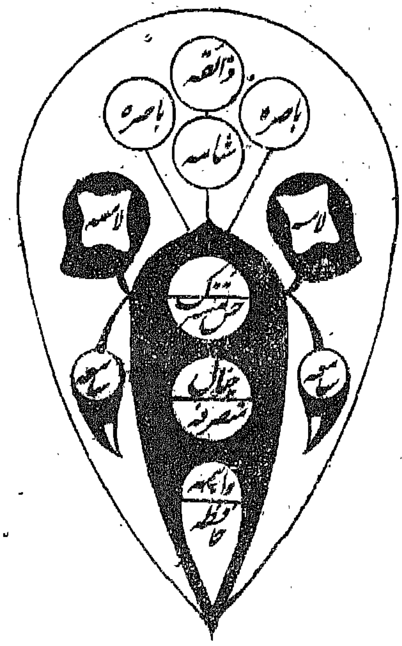
ہو گئی کشتی حاضر ہے سوار ہو جاؤ ۔ فقط ۔ والسّلام باختتام الکلام

اسے غور سے پڑہکر مین نہایت متعجب و متحیر تہا کہ یہہ حالتِ خواب ہے یا عالمِ بیداری مگر قلمدان ہاتہہ مین لئے ہوئے زینہ سے نیچے اوترا کیا دیکہتا ہون کہ ایک شخص نقاب پوش کشتی لیکر زینہ اول کے قریب حاضر ہے مین سوار ہو کر تہوڑی دور چلا تہا کہ یکایک وہ قصرِ عالی اپنے مرکز سے متحرک ہو کر آفتاب کی قوتِ جاذبہ سے اوپر کیطرف رجوع ہوا اور سطحہ آب سے بلند ہو کر اسقدر اونچا ہونا شروع ہوا کہ میری نظر سے یک لخت غائب ہو گیا اوسکا نام و نشان بہی وہان باقی نرہا مین اپنے وطن مین داخل ہو گیا اور وہ قلمدان بہی اب تک موجود ہے سینے اوس زمانہ دراز کو علمِ تواریخ کے قاعدے سے جب غور کیا تو خاص حضرتِ ابوالبشر آدم علیہ السلام کا زمانہ پایا گیا

فرد

مژگانِ تست بست و کشادِ طلسمِ دہر ‏ ‏ اے چشمِ آگہی بچہ غفلت غنودۂ

یہہ سرگذشت بیان کرکے فرزانہ روزگارنے ایک دستک دی تھا ایک شخص قلمدان مذکور لیکر حاضر ہوا اور آگے بچھا لایا
اوستاد نے خود بدولت سے ارشاد کیا کہ یہہ وہی قلمدان ہے آج ہم اپنی طرف سے تمکو پیشکش کرتے ہین شہزادہ خوش قسمت نہایت خوش ہوا
اور کمال شکریہ ادا کیا پہر فرزانہ روزگارنے ارشاد فرمایا کہ اے نور چشم سلطنت واضح ہو کہ دماغ انسانی ایک
عجیب جوہر متخلخل ہے اور اوس مین دس قواے بشری موجود چنانچہ اوس کی یہہ شکل ہے



تمام حکما اسپر متفق ہین کہ واہمہ خلاق ہے یعنی جو چیز موجود نہو وہ بہ زور واہمہ پیش نظر پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ اکثر
عوام الناس اوسکو کہین آسیب وغیرہ اور کہین جن و پری اور کہین بہوت اور چڑیل اور کہین ملیات وغیرہ کا اثر جانتے ہین
دنیا ہر چیز خالی از اسرار نہین مگر سواے اوسکی اور تصویر خیالی مین فرق کرنیکو تمیز کامل درکار ہے اور یون تو زمانہ مین ہزارہا
باتین خلاف قیاس اور غیر ممکن الوقوع ہمیشہ ظہور مین آتی رہتی ہین اونمین سے عجائبات آسمانی جیسے ستارہ دنبالہ دار
اور اکثر اشکال مختلفہ اور ستارونکا ٹوٹنا اور جسم ثقیل کا گرنا چنانچہ حکیم بو علی سینا کہتا ہے کہ سرزمین جرجان مین آسمان کی
طرح ایک جسم ثقیل باجرہ والونکے برابر متفرق گرا اور کشش اتصالی کے باعث باہم ملکر ایک جسم ہوگیا کہ جس کا
وزن پچاس من کے قریب تہا ہرچند لوگون نے چاہا کہ اوسکو توڑین یا تراشین مگر اسقدر سخت ہوگیا تہا کہ اوسپر
لوہا وغیرہ مطلق اثر نکرتا اور آسمان سے لوہے اور تانبے کے مانند پتھر کا گرنا چنانچہ ابو الحسن علی بن الاثیر لکہتا ہے
کہ زمین افریقہ مین ایک ابر مع رعد و برق کے پیدا ہوا اور من من بہر کے اولے گرے اور مقام اسیرم مین
جو اصفہان اور خوزستان کے درمیان واقع ہے ایک ابر مین سے اسقدر نزدیک آیا کہ آدمیون کے سر سے تہوڑا ہی سا
بلند رہگیا تہا اور اوس ابر سے شیر نرکی آواز نہایت جوش و خروش اور کمال زور و شور سے بلند تہی اور مین نے

اسقدر پانی برسا اور تہا کہ تمام شہر غرق بلکہ تمام مخلوق غارت ہو گئی اور پانی کے ساتھ بڑے بڑے مینڈک اور گز گز بہر کی مچھلیاں برسیں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ زمین خشک دریا ہنجاتی ہے اور دریا زمین خشک اور اکثر دریا میں سے اس قسم کے بخارات اوٹھتے ہیں کہ حیوانات پانیات میں سے جس چیز کو چھو جاتے ہیں وہ چیز اوسیدم سنگ خارا ہنجاتی ہے اور عجائبات زمینی میں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ زلزلہ ایک مہینے تک اور کبھی اس سے زیادہ رہا کرتا ہے چنانچہ ابو القاسم رافعی سے منقول ہے کہ اوسکے مکانمین ایک شب زمین کو جنبش ہوئی اور ناگہاں گہر کی چہت مین اسقدر شگاف ظاہر ہوا کہ آسمان کے ستارے اوس شگاف میں سے نظر آنے لگے تہوڑی دیر بعد وہ زلزلہ جاتا رہا اور زمین کو سکون و قرار ہوا تو وہ چہت پہر برابر ملگئی اور سرزمین یمن مین ایک آدمی تہا کہ کمر سے نیچے تک بصورت زن اور کمر سے اوپر تک بصورت مرد اور اوپر کا جسم گویا کہ دو اجسام سے توام تہا دو سر اور سب اعضا سر و چند اور چار ہاتہہ اور دو گردنین اور دو سینے تہے اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ دو آدمی جدا جدا ہین اور زیادہ تر لطف یہہ تہا کہ وہ دونون جسم علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے عضو سے کام کرتے تہے چنانچہ ایک اونمین سے اول مرگیا اوسکی لاش کو ناف سے قطع کرکے دفن کردیا اور بعد دوسرا جسم ایک عرصہ دراز تک زندہ رہا اوسکی یہہ شکل تہی



اسیطرح ولایت بلخ مین ایک عورت کے نصف جسم کا لڑکا تولد ہوا یعنے آدہا سر اور آدہا دہڑ ایک ہاتہہ ایک پیر اور چند مدت زندہ رہا
ایک مرض عجیب ہے کہ انسانکو جنات وغیرہ کے اثر سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ ایک شخص حالت صرع مین زبان ترکی وعربی مین کلام کرتا اور
جب صرع کا دورہ تمام ہوچکتا تو بالکل اون زبانون سے ناواقف محض ہوجاتا اور کبہی اوسی حالت مرض مین غائبین کا احوال بتاتا
اور مریضونکی صحت وبیماری سے خبر دیتا مگر حالت صحت مین اون حالات سے مطلق بیخبر ہوتا مقام رے اور نیشاپور مین زلزلہ
اکثر واقع ہوتا ہے ایکبار میرا گذر وہان اتفاقاً ہوگیا تہا اون دنونمین ایک عجیب تماشا نظر آیا یعنے اوسی روز سے
یہہ کیفیت شروع ہوگئی کہ شبکو بخارات زمین اسطور پر نکلتے تہے کہ یہہ معلوم ہوتا تہا کہ تمام شہر دہوئین سے بہر گیا اونکو
یہہ واضح ہوتا تہا کہ یینے زمین کے نیچے آگ بتدریج جلا رکہی ہے غرضکہ اس عالم کو روز بروز ترقی ہوتی گئی ساتوین دن
دفعتہ کیا دیکہتا ہون کہ زمین ہلتی ہے اور پرکوڑتی ہے اور زمین کے نیچے سے ایسی آواز آتی ہے
کہ جیسے برابر برابر بندوقونکی باڑہ چلتی ہے مینے اوسیوقت سب لوگونکو جمع کرکے کہا کہ اب یہان خیریت نہین ہے
اگر زندگی چاہتے ہو تو میرے ہمراہ چلنے پر مستعد ہوجاؤ اون سبنے اس امر کو قبول کیا غرض مین اون سبکو اپنے ساتہہ
لے نکلا پانچ چہہ کوس پر ایک بہت بڑا پہاڑ تہا وہان اوس دہوئین کا اثر بالکل نہ تہا اور نہ وہ آواز کان تک
پہونچتی تہی مینے کہا کہ تہوڑی دیر اس جگہہ توقف کرو پہر ایک دوربین جو میری جیب مین موجود تہی باہر نکالکہ
اوس شہر کیطرف لگائی اوس حالت اضطراب مین نگاہ میری دریا کی طرف جا پڑی دیکہتا کیا ہون کہ دریا کا پانی
پچاس پچاس گز اوچہلتا ہے اور اپنی جگہہ چہوڑکر دوسری جانب کو بہنے لگا پہر ناگاہ اپنا خاص مقام خالی دیکر چار کوس
پیچہے ہٹ گیا مینے اون لوگونسے کہا کہ دیکہو اب کوئی دم مین آب دریا اس کوہ گردون شکوہ کی پابوسی کو حاضر
ہوتا ہے میرا یہہ کہنا ہی تہا کہ چاروطرف سے سمٹ کر پانی نے ایک جست کی تو طرفۃ العین مین اوس پہاڑ کے اوپر
کمر کمر آگیا اکثر آدمیونکے پاؤن اوکہڑ گئے اور پتا نلگا کہ کدہر گئے مگر فضل ایزد متعال شامل حال تہا کہ جسطرح آیا تہا اوسیطرح
واپس گیا اور وہ دہوان بہی موقوف ہوگیا باقی ماندونکو آرزوے وطن دامنگیر ہوئی مینے کہا کہ اب وہان کیا باقی رہا
جو یہہ ہوس دلمین سمائی ہے مگر اون کا نایرہ اشتیاق اس قدر مشتعل تہا کہ میرے سمجہانے سے فرو نہوتا
ناچار مین نے بہی اون کی خاطر سے کہدیا کہ چلو مین بہی تمہارے ہمراہ چلتا ہون

فرد

ہوشمند یکہ بہ ہنگامۂ مستان افتد ۔ مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را

جب وہان پہونچا تو یہہ تماشا نظر آیا کہ زمین جابجا زلزلہ کے صدمہ سے شق ہوکر بڑے بڑے غار پڑگئے ہین
اور سب مکانات اونمین غرق ہوگئے ہین اونٹ اور بکریان وغیرہ جسقدر تہین مع مال واسباب قارون کے پاس
تحت الثری مین پہونچ گئین اونکا نام ونشان تک باقی نرہا یہہ شہر اس صدمہ سے ایسا تباہ ہوا کہ اگر کوئی

بادشاہ اسکو تیار کرنا چاہے تو بیشک سالہائے دراز مین بھی تیار نہو سکیگا مگر باشندگان قدیم نے پھر وہین بود و باش
اختیار کرکے جو لاشین عزیز ہموطنون کی دستیاب ہوئین اونکو دفن کیا فرد زندگی اک حباب کی سی ہے
یہہ نمایش سراب کی سی ہے کبھی انسان سے عجائبات ظاہر ہوتے ہین جیسے مریض اونکی دعا سے صحت پاتے ہین
اور خشکسالی مین مینہہ برستا ہے اور وبا زائل ہوجاتی ہے اور کبھی خسف اور طوفان اور سنگباری جو حیوانات
و نباتات کی ہلاکت کا موجب ہے ہویدا ہوتے ہین اور کبھی نفوس انسانی نفوس اجنہ سے ملکر پیشین گوئی کرتے ہین
اور کبھی بعض اشخاص فقط صورت ہی سے سیرت اور حال ماضی و استقبال بیان کردیتے ہین اور کبھی انسان ایسا
طلسم بیمثل ایجاد کرتا ہے کہ دوسرے آدمیونکو نہایت حیرت ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص خلیفہ جعفر کی خدمت مین حاضر ہوا
اور خلیفہ کی انگوٹھی طلب کرکے دریا مین پھینکدی پھر غلام سے ایک ڈبیہ لیکر ایک ماہی زرین نکالی اور اوسکو بھی
دریا مین پھینک دیا تھوڑے عرصہ مین وہ مچھلی اوسی انگوٹھی کو موہنہ مین لیتے ہوئے نمود ہوئی حاصل یہ کہ وہ انگشتری جعفر کے
حوالہ کی اسیطرح ایک شخص کھلونے فروخت کرتا تھا کسی نے اپنے لڑکے کے لئے خرید کیا اور بہت دنون تک وہ تحفہ
رکھا رہا ایکروز اوسنے بت پرستی کی ممانعت کا خیال کرکے اوسکو پھینک دیا وہ تصویر دونون پاؤن کے کھڑی
ہوگئی تین مرتبہ اوسنے اسیطرح اوٹھا اوٹھا کر پھینکا وہ ہر مرتبہ کھڑی ہوجاتی تھی جب اوس زمین کی خاصیت جانکر کھودنا
شروع کیا وہان سے خزانہ برآمد ہوا اوس مدہوش نے معلوم کرلیا کہ یہہ تصویر خاص واسطے دریافت دفائن کے موضوع ہے
چنانچہ جب امتحان کیا درست پایا اور ایک قسم عجائبات یہہ ہے کہ انسان کو یک بیک ہیبتناک شکل نظر آجاتی ہے اس کی
دو صورتین ہین ایک حالت خواب دوم عالم بیداری پس اگر خواب مین ایسی چیزونکا ظہور ہو تو بیداری مین اوسکا اثر
باقی نہین رہتا اور بعضے خواب سچ بھی ہوجاتے ہین اوسوقت البتہ رنج یا فرحت سے دل متاثر ہوتا ہے اور اگر بیداری
مین بھی اوسکے آثار ظاہر ہوتے ہین شکل اول جسکا اثر ظاہر نہو جیسے خواب مین اوڑنا یا ہاتھی اور شیر اور سانپ
وغیرہ سے ڈرنا یا دریا مین غرق ہوجانا یا بلندی سے گرنا یا آگ مین جلنا یا لڑائی مین زخمی ہونا یا بیماری سے مرنا
یا کسی وحشت پرخطر مین پہونچنا یا کسی بلا سے دوچار ہونا کہ جسکا خوف بیداری مین رفع ہوجاتا ہے یا خواب مین ایک
عرصہ دراز کا منقضی ہونا یا سلطنت وگدائی وغیرہ اور جو خواب سچ ہوجاتے ہین اونکی یہہ حقیقت ہے کہ ایک شخص کی
بیش قیمت انگوٹھی گم ہوگئی ہرچند تلاش کی سراغ نہ ملا اوسکو نہایت رنج وملال تھا ایکروز شب کو سوتا تھا کہ دروازیکے
کھٹکے سے خدمتگارونکی آنکھ کھل گئی اور پاؤن کی آہٹ معلوم ہوئی دیکھتے ہین کہ اونکا آقا باہر سے آکر اپنے پلنگ پر
لیٹ رہا مگر اس شکل سے آیا کہ ننگے سر ننگے پیر ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا یہہ حال مشاہدہ کرکے ملازمون نے
آواز دی کہ میان آپ اسوقت کہان گئے تھے مگر اونسے جواب نہ پایا غرض جبکہ اون لوگون نے بہت شور وغل
مچایا کہ میان تم کیون نہین بولتے اور تمہین ایسی جلدی کیا ہوگیا ابھی تو ہمنے دیکھا کہ تم باہر سے چپکے چپکے آنکر

پلنگ پر لیٹ رہے جب تو صاحب خانہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور آنکھیں ملکر کہنے لگا کہ حیرت ہے اسقدر کیون وہم مجھانی ایک نے عرض کی کہ آپ اسوقت بحال پریشان سر و پا برہنہ کہان تشریف لیگئے تھے اور پھر واپس آنکر خاموش کیون ہو گئے اوسنے جوابدیا کہ مین اوسوقت نہایت غافل سوتا تھا تمنے مجھے جگا دیا ہے اور تو کچھہ بات نہین تھی مگر مینے البتہ اسوقت ایک خواب دیکھا ہے یعنی ایک شخص کہتا ہے کہ تیری انگوٹھی شکار مین گر پڑی تھی اور وہ ایک چرواہے کو ملی اور اوسنے فلانے پہاڑ پر جو یہان سے تین میل ہے ایک مندر کے پیچھے زیر دیوار دفن کی ہے اگر اب چلتا ہے تو چل ورنہ صبح کو وہ وہان سے نکالکر دوسرے مقام پر پوشیدہ کریگا پھر ہاتھہ آنا دشوار ہے یہہ سنتے ہی مینے کہا بہتر ہے اور اوسیوقت پہاڑ کیطرف روانہ ہوا وہان جاکر بتخانہ کی دیوار کے نیچے جو مین کہودتا ہون تو فی الحقیقت انگوٹھی موجود ہے مینے خوش ہوکر اوسکو پہن لیا اور اپنے مکان کی راہ لی جسوقت گہر مین پہونچا اور چاہتا تھا کہ یہہ انگوٹھی تم لوگونکو بھی دکھاؤن مگر تمنے اوسیوقت مجکو جگا دیا اور میری آنکھہ کہل گئی خدمتگارون نے کہا کہ حضور یہہ بھی عجب طرحکا خواب ہے ابھی تو آپ ہمارے سامنے باہر سے تشریف لائے ہین خیر بھلا یہہ تو فرمایئے کہ وہ کون شخص تھا جسنے انگشتری کا نشان دیا اوسنے کہا کہ مین اوسکو نہین پہچانتا اور کبھی اوس پہاڑ پر بھی میرا گذر نہین ہوا البتہ شکار کیواسطے تو شاید گیا تھا اتنے مین ایک نے کہا کہ حضرت بھلا اپنا ہاتھہ بھی آپنے ملاحظہ فرمایا اوسنے جبکہ اونگلیون پر نگاہ کی تو فی الحقیقت وہی انگوٹھی موجود تھی جب صبح ہوئی تو جابجا اسبات کا چرچا پہیلا اور جسنے سنا اوسکو کمال تعجب ہوا اسیطرح ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ ایک پری کہتی ہے کہ اوٹھہ میرے ساتھہ چل اوسنے انکار کیا دوبارہ کہا کہ اگر آج میرے ساتھہ چلتا ہے تو بہتر ورنہ کل مین زبردستی تجھے اوڑا لیجاؤن گی یہہ سنکر وہ خاموش ہو رہا صبح کو سب دوستون اور عزیزون سے یہہ خواب بیانکیا سبنے کہا کہ وہم و خیال ہے کچھہ اندیشہ نکر غرض جب دوسرے روز رات کو سویا تو صبح بستر پر نہ تھا **مؤلف** پری کے پر لگا کر اوڑ گیا کاش سلیمان ہی ترا دیوانہ سے آپ جا پہونچا پرستانمین ہ اسیطرح ایک شخص نے خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے تیری موت قریب آگئی اوٹھہ کر سب سے رخصت ہو اور مرنیکی تیاری کر یہہ سنتے ہی اوسیوقت اوٹھہ بیٹھا اور سب گہر والونکو جمع کرکے احوال خواب ظاہر کیا سبنے کہا کہ ہم ایسے بہت کچھہ خواب دیکھتے رہتے ہین اس سے کیا ہوتا ہے تو ہرگز غم نکر اوسنے ہرچند کہا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ مین زندہ نرہونگا مگر کسینے کچھہ خیال نکیا صبح کو بستر پر مردہ پایا اسیطرح ایک شخص نے خواب دیکھا کہ مین ملک ہند سے سلطنت روم مین پہونچگیا ہون اور قصر پادشاہی کی بخوبی سیر کی صبحکو خواب سے اوٹھکر اوس عمارت کا نقشہ ایک کاغذ پر تیار کیا اتفاقاً ایک عرصہ دراز کے بعد سفر روم پیش آیا اور اس سے پیشتر کبھی اوسطرف جانیکا اتفاق نہوا تھا وہان پہونچکر قصر قیصر کا ملاحظہ کیا اور ہر مقام کو خواب کے مطابق پایا لیکن ایک نیا کمرہ کسی جانب نظر آیا جو خواب مین ندیکہا تھا نہایت تعجب سے دریافت کیا کہ یہہ کمرہ کیسا ہے داروغہ عمارت نے بیانکیا کہ یہہ پہلے نہ تھا فی الحال چند روز ہوئے کہ حکم سلطان سے نیا بنایا گیا ہے غرضکہ اس قسم کے رویاے

صادقہ اکثر ہوتے ہین اب سنو کہ جو عالم بیداری مین خوف طاری ہوجاتا ہے اوسکی چند صورتین ہین **اول**
بہوت اسکو وضع کیا ہے کہ ایک شخص ہیبت ناک چوٹی والا ناک مین باتین کرتا ہے **دوم چڑیل** اس کو
وضع کیا ہے کہ پاؤن کی ایڑیان سامنے اور پنجے پیچھے کو پھرے ہوے ایک عورت ہے **سوم غول بیابانی** اسکو
وضع کیا ہے کہ ایک شخص مشعلین روشن کرکے جنگل مین دوڑتا پھرتا ہے اور لوگونکو راستہ بھکادیتا ہے **چہارم شہابہ**
اسکو وضع کیا ہے کہ ایک لشکر مع خیمہ اور فیل واسپ شتر وغیرہ نمودار ہوکر صحرامین یاکوہسار پر مقیم نظر آتا ہے
جسقدر قریب جاؤ دور ہوتا جاتا ہے **پنجم خبیث** اسکو وضع کیا ہے کہ ایک شخص مہیب کسی مقام تیرہ و تاریک مین
اسطرح نظر آتا ہے کہ سونہہ مین سے انگارے اور نتہنون مین سے چنگاریان اور سانس کے ساتہہ شعلے نکلتے ہین **ششم ڈاین** اسکو
وضع کیا ہے کہ ایک عورت چرخ پر سوار نہایت جوش وخروش مین کسی تنہا مقام پر انسان وحیوان وغیرہ کا کلیجہ چٹ
کرجاتی ہے **ہفتم شیاطین** اسکو وضع کیا ہے کہ خلقت آتشی انسانون کی گمراہی پر مسلط ہے اور طرح طرح کے
وسوسے اور خیالات فاسد پیدا کرتے ہین **ہشتم دیو** اسکو وضع کیا ہے کہ ایک عجیب الخلقت بہت بڑا جاندار جسم ہے سر پر
دو سینگ اور ہاتہی کے مانند پاؤن اور مختلف صورتین اور پشت پر ایک دُم اور بازون پر دو پر ہوتے ہین **نہم جنات**
اسکو وضع کیا ہے کہ پرند انسانون کی صورت ہین مگر شکل بدلنے کا اختیار رکھتے ہین دیو انسانون کو کہاجاتے ہین مگر
یہہ نہین کہاتے **دہم پری** یہہ ایک خلقت آتشی نہایت حسین وجمیل اور وجیہہ وشکیل ہے عورتون کی صورت پر اور
سب کی سب پر پرواز رکھتی ہین ان کے بچونکو پریزاد کہتے ہین **یازدہم شہید** اسکو وضع کیا ہے کہ گردن سے
قدم تک ایک جسم خون آلودہ اور سفید پوش ہے اسکا سر یا اسکے ہاتہہ مین لٹکتا ہوتا ہے یا آگے آگے علیحدہ چلتا ہے
دوازدہم بلبیات اسکو وضع کیا ہے کہ ارواح خبیثہ ہین اور ہر شکل مین نظر آسکتی ہین اور ہر قالب بیجان مین
سما سکتی ہین انسان کی دشمن اور درپے ہلاک **سیزدہم ہمزاد** اسکو وضع کیا ہے کہ ہر انسان کے ساتہہ ایک
شیطان پیدا ہوتا ہے اور وہ عمل کے سبب سے اکثر تسخیر وفرمانبردار ہوجاتا ہے **چہاردہم موکل** یہہ بطور فرشتگان
سفلی کے ہین عمل کے تابع رہتے ہین عامل وغیرہ کو اکثر ڈراتے ہین مگر جب عمل تمام ہوجاتا ہے تو اوسکے محکوم ہوجاتے ہین
پانزدہم بیر یہہ بہی شیطان کی قسم مین سے ہے وغیرہ اور عملیات سفلی کے مطیع رہتے ہین اسمائے الٰہی کے سنتے ہی
فرار ہوجاتے ہین اور کلمات کفر سے سنتے رہتے ہین **شانزدہم ہیضا سور** اسکو وضع کیا ہے کہ ایک
پردار ہیضا قوی الجثہ سور کیطرح دو بڑے بڑے دانت رکہتا ہے **ہفدہم موہنی** اسکو وضع کیا ہے کہ سانپ کا
مادہ اگر بارہ برس پانی نہین پیتی تو ایک خوبصورت عورت بنکر انسانون کو اپنے دام فریب مین پہنساتی ہے
ہیجدہم زچا اسکو وضع کیا ہے کہ جب کوئی عورت بعد وضع حمل کے چہٹی یا چلے کے اندر مرجاتی ہے تو ایک
قسم کی چڑیل ہوجاتی ہے **نوزدہم ناوان** اسکو وضع کیا ہے کہ بعضے چہوٹے چہوٹے بچے مرجانیکے بعد

ایک ایسی چیز بنجاتے ہین کہ جب وہ کسیکے سر پر سوار ہوتے ہین تو اونکا اوترنا مشکل ہے نہ وہ کسیکی سنتے ہین نہ اونکی
کوئی سمجھتا ہے **بستم بلیند** اسکو وصف کیا ہے کہ جب کوئی شخص حاجتِ غسل مین ہلاک ہوتا ہے یا خودکشی کرتا ہے
تو وہ ایک قسم کا ہولناک وجود اختیار کرلیتا ہے علاوہ ازین اونکے جو یہہ سب چیزین بیان کین اکثر عالمِ ہستی مین اونکے سبب سے
انسان کو ہیبت و وحشت اور اندیشہ ہلاکت مقصود ہے اگر کسی مکان مین کوئی مردہ رات کو تنہا پڑا رہجائے تو اوسکے قالب مین
کوئی نہ کوئی چیز ان مین سے اکثر داخل ہوجایا کرتی ہے **حکایت** ایکبار ایسا اتفاق پڑا کہ چند آدمی گہوڑون پر سوار
ہمسفر ہوکے ایک گاؤن مین شام کو مقام کیا اوسوقت اونمین سے ایک شخص نے کہا کہ یہان سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے
اوسمین ایک میرا دوست رہا کرتا ہے اوس سے بھی ملاقات کرتا چلون جب اوس مقام پر پہونچا تو دیکھا کہ تمام قصبہ
جلکر خاک سیاہ ہوگیا ہے جیمین آیا کہ واپس چلدیجئے مگر سوچا کہ دوست کے مکان پر بھی چلنا ضرور ہے جسوقت وہان گیا
دیکھتا کیا ہے کہ مکان جل چکا ہے مگر دروازہ اندر سے بند ہے اسنے گمان کیا کہ شاید میرا دوست موجود ہوگا پھر اسکو
آواز دی ناگہان اندر سے جواب آیا کہ مین دروازہ کہولتا ہون آپ توقف کیجئے اتنے مین دروازہ کہل گیا اور یہہ
گہوڑے سے اوترکے مکان مین داخل ہوا اوسوقت نصف شب گذری تہی اسکو ایک عجیب کیفیت نظر آئی یعنے ایک
چارپائی پر ایک نعش ورم کے سبب سے نہایت پہولی ہوئی کہ جسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوتا تہا پڑی ہوئی ہے اور
اوسکی بالین پر ایک چراغ روشن ہے جسکے باعث اوسکا چہرہ مہیب نہایت بخوبی دکہائی دیتا تہا اوسکا سر گویا کہ ایک مقبرہ کا
گنبد تہین دونون آنکہین مشعلِ سوزان سے زیادہ روشن ناک اوسکی منقارِ سیمرغ سے کلان دو دانت ہاتہی کیطرح منہ سے
باہر عیان ہوتے تہے اونکا یہہ عالم کہ دونون بانہین بناگوش تک متصل اور رخسارہ سیاہ روبرو ہمرین جسکی منفعل کوتاہی
گردن کا یہہ عالم کہ سر سینے مین ابہی اوتر جائیگا جسم کی یہہ بدبو کہ تمام جہان عنقریب تعفن سے بہر جائیگا غرضکہ سراپا اسی پر
قیاس کرلینا چاہئے اوسے دیکہتے ہی کہنے لگا کہ آؤ بیٹہو اوسنے اپنا دل بہت سخت کرکے کہا کہ آپکا مزاج کیسا ہے
ناگہان اوس تنِ بیجان مین سے آواز آئی کہ ہمارا حال کیا پوچہتے ہو تین روز ہوئے کہ اس گاؤن پر ڈاکہ پڑا کچہہ لوگ
بہاگ نکلے اور کچہہ مارے گئے مین بیخبر سوتا تہا کہ ڈاکہ والون نے اس قصبہ مین آگ لگادی مین بہی اس سبب سے جلبہنکر
کباب ہوگیا ہون اسواسطے خاطرداری سے معذور رہا مگر ذرا ٹہیر جایئے کہ رسم مہمانی ادا کرون جب تو یہہ شخص بہت
گہبرایا اور کمال تعجب ہوا کہ اسکے بدن کیا بلا سماگئی ہے اور تہرتہر کانپنے لگا پہر اوس نعش نے کہا کہ آپ کچہہ خوف
نہ کیجئے اور آج شب کو یہین تشریف رکہئے اوسنے جوابدیا کہ حضرت مین صرف آپکی ملاقات کو حاضر ہوا تہا اب رخصت
ہوتا ہون یہہ سنتے ہی اوس پیکرِ بیروح نے یکبارگی اپنی شکلِ مہیب کو غضبناک بناکر گول گول اور نیلی نیلی
آنکہین باہر نکال بڑے بڑے اور پیلے پیلے دانت کہول اور پانچ من کا سر ہلاکر خنخنی آواز سے کہا کہ اب کہان
جاسکتے ہو اور فوراً چراغ گل ہوگیا جب تو وہ شخص اوٹہکر بہاگا اور جہٹ پٹ دروازہ باہر سے لگادیا پہر نہایت

حکایت

چستی وچالاکی سے سوار ہوگیا اتنے مین وہی نعش دیوار سے اوڑکر باہر آپڑی چارپائی بہی اوسکی پشت سے
چسپان تہی اور ایک آواز دی کہ خبردار اب کہان جانے پاتا ہے سوار نے گہوڑے کو کوڑا کیا اور ہوا ہوگیا مگر جب
پیچہے پہرکر نگاہ کرتا تو وہ ساتہہ ہی اوڑتی ہوئی چلی آتی تہی غرض تین کوس اسی صورت بہاگتا ہوا جا پہونچا
اور وہ چارپائی بہی اردلی مین حاضر تہی جسوقت ہمراہیون پر نگاہ پڑی تو کہا خدا کے واسطے مجہے بچاؤ یہہ
کہتے ہی گہوڑے سے گرپڑا سب لوگون نے دوڑکر اوسکو اوٹہالیا تمام رات بیہوش رہا صبحکو جب کچہہ ہوش آیا
تو خود مستقون سے اپنی سرگذشت بیان کی جب اون لوگون نے باہر جاکر دیکہا تو حقیقت مین تہوڑی دور ایک
چارپائی میدان مین پڑی ہے اور ایک مردہ بہی سوختہ و بریان اوسپر بیحس و حرکت موجود ہے وہ بلاے
جانگزا اوس قالب سے نکلکر چلی گئی تہی اوسکو دفن کردیا اور وہ لوگ منزل مقصود کو روانہ ہوگئے ابہی تہوڑی
دور چلے تہے کہ ناگاہ لب گور سے نہایت زور و شور سے یہہ آواز خدا ساز پیدا ہوئی جسکو سب نے سنا

فرد

پس از مردن بہی آثار وحشت تہا مرے تن مین | کہ اپنے پاؤن سے مین آپ پہونچا اپنے مدفن مین

اے خرد پرور اسطرح کی بہت صورتین پیش آتی ہین مگر ایک عجیب و غریب کیفیت جو میری نظر سے
گذری ہے اوسکا بیان بہی لطف سے خالی نہین ہے مین سفر مین تہا اور مجہے تنہا ایک صحراے لق و
دق مین شام ہوگئی دس دس کوس تک چارون طرف آبادی کا نام و نشان نہ تہا اوسوقت مین ایکدرخت کے
نیچے فروکش ہوا اور دلمین طرح طرح کے توہمات پیدا ہونے لگے کبہی آسمان کی جانب نظر کرتا اور کبہی مین
چارون طرف آنکہہ ڈالتا قاعدہ ہے کہ جب انسان تنہا ہوتا ہے اور طبیعت کو متوجہ کرنیوالی کوئی شی پاس نہین
ہوتی تو وہ اپنے مشغلے سے مایوس ہوجاتی ہے اور قوت واہمہ عقل کو مغلوب کرلیتی ہے غرضکہ اوسی حالت مین
یکایک نصف شب کو مغرب کی طرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی گویا صبح کے آثار نظر آنے لگے مجہے تعجب ہوا کہ
آفتاب کو عجب طرح کی رجعت قہقری ہوئی کہ جس طرف سے غروب ہوا تہا اوسیطرف سے پہر طلوع
ہوتا ہے اتنے مین جنوب و شمال کی طرف سے بہی وہی کیفیت نمود ہوئی پہر مشرق کی طرف سے
بہی ظہور صبح کی علامت نظر آئی اور ناگاہ چارون طرف سے چار آفتاب جلوہ گر ہوئے اور افق زمین سے
بلند ہونے لگے مین کمال وفور حیرت سے اوس درخت پر تکیہ کرکے نقش بدیوار ہوگیا کہ آج تک
اس طرح کا واقعہ تعجب خیز اور سانحہ حیرت انگیز آنکہون سے دیکہنا تو ایک طرف بلکہ گوش ہوش سے بہی
نہ سنا تہا جبکہ پہر بہر مین وہ اپنے افق حسی سے پینتالیس درجہ بلند ہوئے تو اسطرح نظر آنے لگے کہ گویا
ایک سپر فولادی پر چار آفتابی پہول نصب ہین اب وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجہے دیکہتا ایسا

محسوس ہوا کہ گویا آسمان پہٹ کے ٹوٹ کر زمین پر گر پڑے مگر جسوقت وہ زمین سے سوا نیزے کے فاصلے پر آ پہونچے تو بدستورِ قدیم اوس مقام پر قائم ہو گئے جیسے نہایت قریب تہے اور میں ہرچند اون پر نگاہ جماتا تہا مگر کیا مجال کہ نظر کام کر سکے یکایک اون میں سے چار چہرۂ نورانی نہایت ہیبت ناک نمودار ہوئے اور میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے فرزانۂ روزگار ہمارا شہریار عالی وقار آپ کی ملاقاتِ فرحت آیات کا اشتیاقِ مالا یطاق ہے اور یہہ پیغام دیا ہے کہ اگر اجازت ہو تو میں حاضر ہو کر نیاز حاصل کرون اگرچہ اوس وقت میرے حواس بجا نہ تہے مگر مین نے نہایت استقلال کے ساتہہ اون کے سوال کا یہہ جواب دیا کہ میری طرف سے خدمتِ فیضدرجت میں یہہ رباعی گذارش کرنا

رباعی

گر شاہ تفقد بگدائے بکند — ور لطف نظر بہ بے نوائے بکند
از دستِ گدائے بے نوا باید ہیچ — جز آنکہ بصدقِ دل دعائے بکند

میرا یہہ رباعی پڑہنا تہا کہ وہ چارون آفتاب یکبیک نظر سے غائب ہو گئے اور تمام دشت و صحرا میں اس قدر اندہیرا چہا گیا کہ ہاتہہ کو ہاتہہ نہ دکہلائی دیا تہوڑی دیر کے بعد آسمان پر چہوٹے بڑے لاکہون تارے ٹوٹتے ہوئے نظر آئے اور جو تارا ٹوٹتا ہے زمین پر گر پڑتا ہے پہر شعلۂ آتشین کیطرح بہڑک کر ہر ستارہ میں سے ایک ہیکلِ مہیب باہر نکل آتا ہے چنانچہ تہوڑے ہی عرصہ میں وہ صحرائے وحشت افزا بیشمار اشکالِ مختلف الاعضا سے بہر گیا اکثر کے ہاتہون میں دس دس مشعلین روشن ہیں اور اونمین سے کچہہ سرگرمِ اہتمام ہوئے ایک فرشِ مکلف نہایت سفید کہ جسکے روبرو چاند کی چاندنی میلی تہی اس وسعت کے ساتہہ اوس بیابانِ ویران میں بچہایا گیا کہ جہانتک مرغِ نظر پرواز کرتا اوسکے سوا کچہہ اور نظر نہ آتا جب ہر طرح کا اہتمام ہو چکا ناگہان زمین کو ایک سخت زلزلہ آیا اور خطِ استوا و خطِ محور کے نقطۂ تقاطع پر سے آسمان شق ہو گیا اور ایسی ایک آوازِ سخت پیدا ہوئی کہ جیسے پچاس ہزار توپین میرے کان کے برابر چل گئین اوسکے صدمے سے ایک خفیفسی بیہوشی مجہپر طاری ہوئی مگر بہت جلد ہوش میں آ گیا دیکہتا ہون کہ ایک تختِ مرصع جواہر نگار جسکا ہر جواہر ہفت اقلیم کی قیمت سے بہی گران بہا ہے اوسکے چارون پایون پر وہی چارون خورشیدِ انور جلوہ گر ہیں اور تخت پر ایک شخص عجیب الہیئت غریب المنظر جلوس فرما ہے اوسکے چہرۂ بصیرت افروز سے وہ درخشندگی و فروزندگی ہویدا ہے کہ چارون آفتاب جس کے حضور ایسے نظر آتے ہیں جیسے آفتاب کے روبرو چاند بے فروغ ہوتا ہے میں پیراو ترا بادشاہ نے میرا استقبال کیا اور لیجا کر اپنے برابر بٹہا لیا پہر فرمایا کہ اے فرزانۂ روزگار تو ہمین پہچانتا ہے کہ ہم کون ہیں میں نے کہا کہ حضرت سلامت نہ مینے آپکو کبہی دیکہا ہے اور نہ آپکا اسمِ مبارک

جانتا ہوں لیکن اسوقت آپکے اخلاق خسروانہ سے نہایت محظوظ ہوا کہ آپ نے اپنے دیدار پر
انوار سے دیدۂ دیدار طلب کو روشنی بخشی بادشاہ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہمارا نام
سلطان موہوم پیکر ہے اور سلطنت **عالم مثال** ہماری ذات خاص سے وابستہ ہے
اور دار السلطنت **حیرت آباد** اور یہہ چاروں ہمارے وزیر ہیں ایک **فروغ بوقلمون**
دوسرا **برق تحیر** تیسرا **جلوہ برزخ** چوتھا **نیرنگ خیال** بغیر ہماری اجازت کے اشکال
موہومات کا نظر آنا غیر ممکن اور ہمارے فرمانبرداروں کو یہہ دستگاہ حاصل ہے
کہ ہر شخص خواہ عالم بیداری میں ہو یا حالت خواب میں گراوں کو بخوبی دیکھہ سکتا ہے اور
ہمارے فرمانبرداروں کو اختیار ہے کہ ہر صورت سے نگاہ اہل عالم پر ظاہر ہوسکتے ہیں
موالید ثلثہ یا اربعہ عناصر میں وہ شئے داخل ہو یا خارج اور ہمارے فرمانبرداروں کو
اختیار ہے کہ جس قدر جسم چاہیں بڑہالیں اور جسقدر چاہیں گہٹالیں یہانتک کہ دونوں
صورت میں نگاہ کام نکرسکے اور ہمارے فرمانبرداروں کو اختیار ہے کہ ہر شئے کو نظر سے
غائب کرسکتے ہیں اور جس چیز کو چاہیں دکہلادیں اگرچہ وہ کہیں ہو اور ہمارے فرمانبرداروں کو
اختیار ہے کہ جسکو چاہیں ہلاک کرڈالیں اور جس سے چاہیں درگذر کریں غرض اس قسم کے
بہت کچھہ اصول موضوعہ اور علوم متعارفہ بیان کرکے مجہسے فرمایا کہ اگر کچھہ
تماشا دیکہنا منظور ہے تو ہم دکہلائیں میں نے کہا کہ عین عنایت و کرم گستری اور
نوازش و الطاف پروری ہے **موہوم پیکر** نے فورا ہزار شخصوں کو اپنے سامنے طلب فرماکر
کہا کہ ہاں فرزانۂ روزگار کی تفریح خاطر بدولت کو منظور ہے تم کچھہ سیر دکہلاؤ
وہاں حکم کی دیر تہی کہ وہ سب کے سب اپنی شکلیں بدل کر بہت خوب صورت بنی آدم بنگئے
ایک آدمی آگے بڑہ کر آداب بجالایا اور دوسرے کو کچھہ اشارہ کیا اوسنے جہپٹ کر
اس کے سینے میں ایک ٹکر ماری اور جسم سے لپٹ کر غائب ہوگیا اب یہہ شخص جو
کہڑا ہوا تہا دو آدمیوں کے برابر اکیلا معلوم ہونے لگا پہر تیسرا آیا اوسنے
بہی یہی حرکت کی اور اوس کے بدن میں سما گیا وہ سہ چند نظر آنے لگا حاصل
کلام یہہ ہے کہ اسی طرح وہ ایک کم ہزار آدمی سب اس کے بدن میں پیوست
ہوگئے اور یہہ شخص تن تنہا ہزار آدمیوں کے برابر فربہ اور تنومند بن گیا

اوس کی تصویر یہہ ہے



پہر بادشاہ نے کچھہ حکم دیا یہہ اوسیوقت اسقدر بڑہا کہ آسمان سے مل گیا اور پاؤن مین بڑ قائم رہے اور پاؤن پر
دو شہپر نمودار ہوئے اور منہ مین سے کوہ آتشین برسنے لگے نتھنوں مین سے ہزارہا ذبالہ دار ستارے شہاب ثاقب کیطرح ٹوٹتے نظر آتے
پہر بادشاہ نے ایک اشارہ کیا فوراً وہ سمٹنا شروع ہوگیا یہانتک کہ بالشت بہر کا قد و قامت رہگیا اور ایک بالشت کی
چوٹی سر پر ہوا سے اوڑنے لگی عجیب صورت ہوگئی سلطان موہوم پیکر نے مجہے حکم دیا کہ تم اسکی چوٹی کاٹ لو آج سے یہہ
تمہارا غلام ہوا چنانچہ مینے اوسیوقت بلا تامل جیب مین سے چاقو نکالکر کمال چالاکی سے اوس کی جعد مشکین تراش لی



پہر بادشاہ نے فرمایا کہ ایک درخت تہا وہ بہت خوبصورت صنوبر بن گیا پہر کہا کہ ٹہیر ہوجا اور سیدہم وہ ایک چہوٹا سا پتہر ہوگیا مجہسے کہا کہ اسکو تم لیلو مین نے سلام کیا اور وہ پتہر اوٹہاکر اپنی جیب مین رکہہ لیا اور کہا کہ بندہ رخصت ہوتا ہے موہوم پیکر نے دریافت کیا کہ آپ کس مقام کا ارادہ رکہتے ہین مینے کہا کہ فی الحال میرا ارادہ بجانب **کوہِ نورافشان** ہے کہ تمام جہان کی سیر سے دل سیر ہوچکا

مؤلف

بہت کچہہ کر چکے صحرا نوردی | نہین اب طاقتِ آوارہ گردی
ہوئی مدنظر تنہا نشینی | پسندِ طبع ہے عزلت گزینی
کسی غولِ بیابانی سے کہدو | کہ اس کو اپنے مسکن مین جگہہ دو
ہوئی ہے انسیت بیگانگی سے | جسنون منظور ہے فرزانگی سے
جو غولون سے کوئی پوچہے کدہر ہے | تو کہدین یہہ کہ مفقود الخبر ہے

سلطان موہوم پیکر نے کہا کہ اے فرزانہ روزگار تم آنکہین بند کرکے تصور کرو کہ مین کوہِ نورافشان پر پہونچگیا پہر آنکہین کہولدو چنانچہ جسوقت مینے اوسکے قول پر عمل کیا تو فی الحقیقت وہین موجود تہا اور اوس مقام سے یہہ پہاڑ چہہ ہزار تیرہ کوس تہا اور اسوقت جو ہمارا قلمدان ایک چشم زدن مین یہان اوٹہا لایا وہی ہے جو ہماری جیب مین پڑا ہوا ہمارے ساتہہ چلا آیا تہا اے خردپرور یہہ واقعہ بچشمِ خود دیدہ مینے بیان کیا اور دوسرے لوگون پر بہی اکثر ایسی واردا تین گذری ہین کہ حیرت سے خالی نہین مگر بیان اوسکا طول وطویل ہے اس نظر سے ہم اصلِ مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین یعنی وہ دوسری قسم کہ جسکا سلسلہ اتبک موجود ہے اوسکی بہت صورتین اور مختلف اقسام ہین چنانچہ کچہہ قاعدے فیلسوفون مین مروج اور کچہہ طریقے بازیگرون مین جاری ہین جہانگیر بادشاہ کے زمانہ مین جو تماشا ہوا تہا تو زکِ جہانگیری مین تمہاری نظر سے گذر چکا ہے اوسکو تو ایک عرصہ دراز منقضی ہوا مگر اس زمانہ مین بہی اکثر ایسے تماشے نظر سے گذرتے ہین کہ خلق اللہ کو تعجب ہوتا ہے چنانچہ ایک آدمی کو کرسی پر بٹہاکر کلوروفارم یعنی دارو بیہوشی سونگہاتے ہین جب وہ بیہوش ہوجاتا ہے تو تلوار سے اوسکا سر علیحدہ کرکے ہاتہہ مین لٹکا لیتے ہین کہ تازہ تازہ خون رگون سے جاری ہوتا ہے پہر وہی سر تن کی گردن بریدہ سے ملاکر زندہ کردیتے ہین اور یہہ تماشا ہجوم عام مین بہی ہوتا ہے اور اسیطرح ایک شخص کو کرسی پر ایستادہ کرکے دو لکڑیان دونون کہنیون کے نیچے تکیہ کے طور پر لگاکر وہ کرسی پاؤن کے نیچے سے نکال لیتے ہین اور آدمی اوسی طرح بےحس وحرکت کہڑا رہتا ہے پہر دستِ چپ کی کہنی کے نیچے سے لکڑی نکال لیتے ہین اور وہ صرف ایک لکڑی کے سہارے پر معلق کہڑا رہتا ہے پہر دونون پاؤن اوٹہاکر آہستہ آہستہ

شعبدہ اور بازیگری

اسقدر بلند کرتے ہین کہ جسقدر ٹیکن سے سر بلند ہوتا ہے اور وہ شخص ہوا پر معلق لکڑی کے سہارے رہجاتا ہے



اسکے بعد یہہ لکڑی بھی دوسری کہنی کے نیچے سے نکال لیتے ہین تو ونکا ایسے بزار تماشا ہوتے ہین اور وہ ہوا پر ہمیشہ لٹکے رہتے ہین پھر دنیا جو خدمتگار نے ہین ہرگز یہہ کم نہونگے ہم چپ چپ ہی رہینگے افسوس ہم نہونگے اے خرد پرور ہمنے وعدہ کیا تھا کہ طلسمات بیانمین ابجد جبرو کا ذکر کرینگے اسواسطے ضرور ہوا کہ تمکو اوسکی کیفیت سے بھی مطلع کرین یاد رکھو کہ ہمنے جو قاعدہ مختصر الحروف و ایجاد کیا ہے اوسمین الف عین ہمزہ کیواسطے حرف آ اور تے طوے کیواسطے حرف ت اور ثے سین صاد کیواسطے حرف س اور حے ہے کیواسطے حرف ہ اور ذال زے ضاد ظوے کیواسطے حرف ز اور سین شین کیواسطے حرف ش قرار دیا چنانچہ وہ مختصر الحروف موسوم بہ ابجد جبرو یہہ ہے ابجد ہوزی کلمن سعفص رشخ ق اور انمین حروف ہندی و فارسی کیواسطے بھی ایک عمدہ اشارہ ہے جسکے سبب یہہ عقدہ حل ہوجاتا ہے اس ابجد کے پردہ مین ایک طلسم عجیب نہان ہے کہ انسان اپنی آنکھین بند کرکے معہ جیب کا نام بتا سکتا ہے

وہ قاعدہ یہہ ہے

بیان کرو	کرو بیان	تم بیان کرو	بیان کرو تم	بتادو	بتاؤ	تم بتاؤ
ا	ب	ج	د	ھ	و	ز
بتاؤ تم	دریافت کرو	کرو دریافت	تم دریافت کرو	دریافت کرو تم	غور کرو	
ی	ک	ل	م	ن	س	
کرو غور	ظاہر کرو	کرو ظاہر	کیا چیز ہے	کیا جنس ہے	کیا شئے ہے	
ف	ث	خ	ع	ر	ق	

اسکا یہہ مطلب ہے کہ جب ہم آئین سے کوئی لفظ بیان کرین تم سمجھ لو کہ اوس لفظ کے نیچے جو حرف ہے وہی تعلیم کیا ہے مثلاً خرد کا لفظ دریافت کرنا ہے تو پیشتر کہین گے کہ کرو ظاہر تم خ سمجھ لینا پہر کہین گے کہ کیا جنس ہے تم ر سمجھ لینا پہر کہین گے کہ بیان کرو تم تم دال سمجھ لینا اور جب ہم خاموش ہو جائین توتم اون حرفون کو ترتیب وار جمع کرکے بلا تکلف خرد کہدینا اب سنو کہ جلد اور جلد کہو کا لفظ تبدیل حروف کیواسطے مقرر ہے جیسے کہو کہ دریافت کرو یہہ ک ہے اور جلد دریافت کرو یہہ گ ہوا یا غور کرو یہہ س ہے اور جلد غور کرو یہہ ش ہوا اور کیا جنس ہے یہہ ر ہے اور جلد کہو کیا جنس ہے یہہ ڑ ہوا وعلی ہذا القیاس ہر چیز اصطلاح معلوم کرکے بیان کرنے سے لوگونکو اسقدر استعجاب ہوتا ہے کہ غیب دانی اور کرامت پر محمول کرتے ہین یا جانتے ہین کہ کسی عمل وغیرہ کے زور سے کوئی جن یا موکل انکا تابع ہوگیا اور وہ چپکے سے کان مین پہونکدیا کرتا ہے غرضکہ اصطلاح سیمیرم کے قواعد و ضوابط اور فن سخن کے دقائق و نکات سے بھی بخوبی واقف آگاہ کردیا اور اسی تعلیم و تعلم مین چھہ مہینے گذر گئے شعور سخن رس حاصل ہوا اور ان دونون کو بہ آئین قدیم دربار شہریار عالی وقار مین لے گیا

امتحانِ ہفتم

مؤلف

آگاہی نیرنگ طلسمات دو عالم | تقدیر کی خوبی سے ہے جاگیر ہماری
افسون ہے جو گفتار تو جادو ہے تکلم | اعجاز سے کچھ کم نہین تقریر ہماری

جسوقت یہہ دونون نظارگیان تماشائے آفرینش بزمگاہ دربار شاہی مین تشریف لائے بدستور مسطور انجمن آرائے محفل امتحان ہوئے عقل مجسم نے فرمایا کہ اے خرد پرور بیان کرو کہ اس کس علم و فن کا جوہر دکھلانا منظور ہے شہزادہ نامدار نے جواب دیا کہ اے شاہنشاہ ظل اللہ یہہ بندہ درگاہ گیتی پناہ عجائبات و غرائبات ہر شہر و دیار سے خبردار اور طلسمات و نیرنجات حکمائے روزگار کا محرم اسرار ہو چکا ہے سلطان سعید نشان نے ارشاد کیا کہ ہماری دانست مین کارخانہ قدرت کی ہر چیز عجیب و غریب ہے لیکن کسی خاص شئے کیواسطے

لفظِ عجیب وغریب کا اطلاق غیر ممکن ہے حضورِ پرنور سے عرض کی کہ جہاں عالی ہر چند فعلِ حکیم خالی از حکمت نہیں لیکن
تمام اشیائے کائنات ایک حکم رکھتیں تو کبھی خاص وعام کا لفظ موضوع نہوتا جو چیز ہر شخص کو ہمیشہ نظر آتی رہتی ہے
وہ کچھہ عجیب وغریب نہیں کہلاتی بلکہ جو کچھہ کبھی نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو وہ ایکبارگی نظر آجاتی ہے یا اوس کا
ذکر سننے سے نگارگری صنعت اور ندرتِ قدرت آئینۂ دل پر عکس افگن ہوتی ہے اوسکو عجائبات کے
لقب سے ملقب کرتے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ ایسی کیا چیزیں ہیں شہزادے نے گذارش کی کہ اون چیزوں کا بیان
اگرچہ نہایت طول وطویل ہے مگر یہہ ذرہ بمقدار تہوڑا سا اہلِ دربار کے گوشگذار کرتا ہے ❁ مولف ❁ بشنو
ازین واقعِ روی زمین ❁ اِنَّ ہٰذَا عِبْرَۃً لِّلنَّاظِرِیْن ❁ صانعِ حقیقی کی صنعتوں کا بیان انسانِ ضعیف و
نحیف کے دایرۂ حیثیت سے خارج ہے ایسی چشمِ بینا کہان کہ اوسکی قدرت کو دیکھے اور ایسی عقلِ رسا کہان
کہ اوسکی صنعت کو سمجھے طبقاتِ زمین وآسمان اوسکے حکم سے معلق ہوا پر قائم ہیں اوسنے صفحۂ افلاک کو
کواکب سے زینت دی اور سطحِ خاک کو کوہسار سے رونق بخشی وہ مقبولانِ بارگاہِ کبریا کہ جو ایک لحظہ میں تمام عالم کا
مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ بادشاہانِ ذی مجد وعلا کہ تا بمقدور اکنافِ عالم کی سیر فرماتے ہیں اوراکِ اصلِ صنعتِ
باری اور دریافتِ کنہِ ندرت کاری میں حیران وپریشان اور پشیمان وسرگردان ہیں پہر کسیکی کیا تاب وطاقت
کہ اس راہِ دشوار گذار میں قدم رکھہ سکے مگر جسقدر اوسکی ہدایت ورہبری دستگیری کرتی ہے اوسقدر عقل
باریک بین اس نعمتِ عظمی ودولتِ کبری سے بہرہ اندوز ہو سکتی ہے چنانچہ اکثر عجائباتِ بحر وبر ہنگامِ سیر وسفر
اہلِ نظر پر جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں مثلاً **ولایتِ توران** میں دشت وکوہسار بکثرت ہیں اور آبادی
بہت کم وہان **قلماق** نام ایک صحرا ہے اوس صحرا میں ایک کنواں ہے اوسمیں سے پارہ پیدا ہوتا ہے اوسے
چاہِ سیماب کہتے ہیں وہان کے باشندے اوس کنوئیں کے چارون طرف زمین میں گڑھے کہود کر خوبصورت لڑکیون کو
زرین ٹوپیان پہنا کر چالاک گہوڑون پر سوار کرکے لبِ چاہ ایستادہ کرتے ہیں اور وہ دخترانِ صاحب
جمال کنوئیں میں سر جہکا کر بآوازِ بلند کہتی ہیں کہ خبردار ہو ہم آن پہونچے ہیں یہہ سنتے ہی وہ کنواں اوبلنا
شروع ہوتا ہے اور وہ حسین لڑکیان گہوڑے کو کوڑا کرتی ہیں سیماب بہی کنوئیں سے باہر نکلکر ایک کوس تک
اونکا تعاقب کرتا ہے مگر وہ تیز رفتار گہوڑے ہاتہہ نہیں آتے غرضکہ جب وہ لڑکیان نظر سے غائب ہوجاتی ہیں
تو سیماب واپس مراجعت کرکے اوسی کنوئیں میں داخل ہوجاتا ہے اوسوقت گڑہوں میں جو کچہہ باقی رہتا ہے
اوسکو نکالکر دوسرے ملکوں میں فروخت کرتے ہیں اور اوسی ولایت میں دوسرا کنواں ہے اوسکو **چاہِ نخشب**
کہتے ہیں نخشب ایک حکیم کا نام تہا اوسنے از روے حکمت ایک چاند تیار کرکے اوس کنوئیں میں اوتارا وہ ماہِ
وہ ہر شب جلوہ گر ہوکر بارہ بارہ کوس چار طرف روشنی پہونچاتا ہے اوسکو **ماہِ نخشب** کے لقب سے ملقب کرتے ہیں

عجائبات روی زمین کا بیان

ولایت توران

ولایت ایران

ولایت ایران وسیع و سیر حاصل ہے اوسمین ایک موضع کا نام دیہہ فرعون ہے وہان ایک قلعہ آدم ٹھہر ہے
اوسکو سنگ کر کہتے ہین اوسمین یہہ تاثیر ہے کہ اگر سو آدمیون سے بھی زیادہ باہم بآواز بلند شور و غل مچاوین
ہرگز ایک دوسرے کی نہین سنتا اور پوشنگ نام ایک گاؤن ہے وہان ایک ایسا کنوان ہے کہ اگر اوسمین ایک
تنکا بھی گر پڑے تو وہ فورًا اوسکو باہر نکال دیتا ہے کسی انسان و حیوان کو اوسمین غرق ہونیکا خوف و خطر نہین
کہ سب سلامت باہر نکلتے ہین اور ایک پہاڑ ہے اوسپر ہمیشہ برف گرتی ہے اوس برف کے نیچے ایک قسم کے
پرند پیدا ہوتے ہین جب وہ برف پانی ہو جاتا ہے تو مرغ سبز رنگ نکلکر ہوا مین اوڑ جاتے ہین پھر وہان نہین آتے دوسرے

ولایت ہندوستان

پہاڑون مین اپنا آشیانہ بنا لیتے ہین ولایت ہندوستان سبز و سیراب اور آباد و زرخیز ہے اوسکے
کوہستان مین ایک مقام پر زمین مین سے ایک شعلہ آتش ہمیشہ نکلتا رہتا ہے قوم ہنود اوسکو جوالا مکھی کہتے ہین
اور اوسکی پرستش کرتے ہین اور حدود چین کے متصل ایک نہر ہے اوسکو دریاے سنگلین کہتے ہین انسان یا حیوان
وغیرہ جو کچھہ اوسمین گر پڑتا ہے فی الفور پتھر کا بنجاتا ہے اور ایک برف کا پہاڑ ہے وہان فیل مرغ اور شتر مرغ اور
بلی کے برابر سفید چوہے سینگون والے اور چکور کے برابر مکھیان پیدا ہوتی ہین اور ایک صحرا عظیم الشان ہے وہان آدم
دراز گوش اور دم پلیا بیشمار سکونت رکھتے ہین اور ایک درخت ہے اوسمین آدمی کی صورت کا پھل آیا کرتا ہے مگر گفتگو
نہین کر سکتا اور ملک کہتن مین ایک پہاڑ ہے اوسمین ایک غار تنگ و تاریک اور مہیب ہے اوسکے اندر ایک
اژدہا ہے خونخوار مردم آزار کہ اوسکی شکل اوسکی بیل کی شکل سے مشابہ ہے اوس اژدہے کے موںہہ سے ایک چشمہ آب
جاری ہے اور پہاڑ کے نیچے ایک بڑا موضع آباد ہے وہان ایک حوض مین وہ پانی جمع ہوتا ہے برس پندرہ دن بعد
اوسپر کف کے باعث غبار پیدا ہو جاتا ہے اوس موضع کے باشندے ظروف آہنی مین وہ کف اوٹھا لیتے ہین جسکہ
اوسپر ہوا اور دھوپ اثر کرتی ہے فی الحال پتھر بنجاتا ہے اوسکو زہر مہرہ کہتے ہین وہ ہر قسم کے زہر کو
دفع کرتا ہے اور ایک چشمہ ہے کہ اگر انسان اوسمین گرے پیر ہے تو جوان ہوجاے اور جوان ہے تو چودہ برس کا لڑکا
اور کامرودیس ایک مقام ہے وہان ایک بہت بڑا پہاڑ ہے اوسکے نیچے ایک صحرا وسیع سرسبز و شاداب ہے
جابجا پانیکے چشمے جاری ہین اور ہر قسم کے میوجات پیدا ہوتے ہین اوس جنگل مین ہاتہیونکی پیدایش بکثرت ہے
اور پہاڑ پر سیمرغ کا آشیانہ ہے ہر روز وہ سیمرغ پرواز کرکے پہاڑ سے نیچے اوترتا ہے اور ہاتہیون کا

ولایت فرنگستان

شکار کرکے کچھہ کہاتا ہے اور کچھہ بچون کیلیے لیجاتا ہے ولایت فرنگستان ایک ولایت عالی ہے وہان
ایک پہاڑ پر چشمہ شیرین رواں ہے اکثر اوقات حضرت عیسے مسیح نے اوسمین غسل فرمایا ہے ابتک اوس پانیکی
یہہ تاثیر ہے کہ جو بیمار اوسمین غسل کرتا ہے وہ ہر قسم کی بیماری سے شفا پاتا ہے اور جو آئینہ بے جوہر ہو وہ اوس
پانی مین غوطہ دینے سے جوہر دار ہو جاتا ہے اس چشمہ مین ایک ستارہ صدا مچھلی گاے کی شکل بھی پیدا ہوتی ہے

اور ولایتِ فرنگ کے ایک صحرائے وسیع مین ایک جانور عجیب الخلقت پیدا ہوتا ہے اوسکی شکل انسان کی اور پاؤن ہاتھی کے اور دُم بکری کی ہوتی ہے اور ایک پہاڑ دریائے شور کے متصل ہے وہان پردار آدمی پیدا ہوتے ہین اور طائرون کیطرح پرواز کرتے ہین اور ایک جانور ہوتا ہے فیل کی شکل اور بیل کے پاؤن اور گھوڑے کی دم اور شیر کی گردن **ولایتِ سرانديپ** جزیرہ کے طور پر آباد ہے وہان صندل اس کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ ہر عمارت اسی لکڑی سے بنائی جاتی ہے اور جلانے مین بھی صرف ہوتا ہے اس ولایت کے جنگل مین فیلِ سفید پیدا ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ بادشاہ کی سواری مین رہتا ہے اور فیلِ سیاہ اسقدر ہین کہ ہر شخص کے دروازہ پر بندھے رہتے ہین اور وہ لکڑیان اوسپر لادکر ہمیشہ بازار مین لایا کرتے ہین اور وہان ایک شہر ہے اوسمین درختِ عالیشان جسکا میوہ بالکل قامت فیل کے برابر اور بعینہ ہاتھی کیصورت ہوتا ہے جب وہ پکجاتا ہے تو اوسکی سونڈ مین سے دودھ شکر ملا ہوا جاری ہوتا ہے اوس شہر کے باشندے بہت مزے سے پیتے ہین اور وہان ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے اوسکو جاذبِ موشان کہتے ہین اوس ولایت مین چوہون کی پیدایش بکثرت ہے اور بلّی پیدا نہین ہوتی اسواسطے لوگ یہہ پتھر اپنے مکانون مین رکھتے ہین جو چوہا اسکے قریب آتا ہے وہ اس سے پیوستہ ہوجاتا ہے پھر ہرگز مخلصی نہین ہوتی **ولایتِ ترکستان** کم حاصل ہے اور وہان ایک پہاڑ پر پتھر کی ایک تصویر صورتِ انسان انگشت بدہان موجود ہے جب اوس ولایت مین پانی نہین برستا تو وہان کے باشندے سب چھوٹے بڑے مجتمع ہوکر اپنے سردار کو دست بستہ اوسکے روبرو حاضر کرکے نہایت عجز و انکساری سے التماس کرتے ہین کہ اگر پانی برستا ہے تو بہتر ورنہ ہم سب تیرے قدمون پر اپنا سر فدا کرتے ہین خدا کی قدرت سے وہ تصویرِ سنگین اپنی اونگلی دانتون مین سے باہر نکالتی ہے اوسیدم بارانِ رحمت نازل اور اوسکے مونہہ مین سے بھی پانی جاری ہوجاتا ہے جب تمام زراعت سیراب ہوچکتی ہے اور پانی کی خواہش نہین رہتی تو پھر سب اوس تصویر کے روبرو آن کر عرض کرتے ہین کہ اب زراعت بالکل سیراب ہے پانی کی احتیاج نہین یہہ سنتے ہی وہ تصویر پھر اپنی اونگلی دانتون مین داب لیتی ہے اور پانی برسنا موقوف ہوجاتا ہے **ولایتِ خطا** وسیع و پُر حاصل ہے وہان ایک مقام پر جالینوس حکیم نے ایک منارہ تعمیر کیا ہے اوسپر ہمیشہ رات کے وقت ایک غیبی چراغ روشن ہوتا ہے چارون طرف اسکی روشنی دس دس کوس برابر جاتی ہے اور ایک پہاڑ ہے اوسپر ہر وقت ابرِ معلق موجود رہتا ہے اگر کوئی شخص ڈھول یا نقارہ بجائے یا بہ آوازِ بلند بات کرے تو برف اس شدت سے گرتی ہے کہ ہر انسان و حیوان اوسکے نیچے ہلاک ہوتا ہے اسواسطے اہلِ قافلہ وہان کوئی آواز بلند نہین کرتے بلکہ خاموش اشارہ کنان گذر جاتے ہین اور ایک جانور پیدا ہوتا ہے شیر کیصورت ہاتھی کے پاؤن بیل کا قد و قامت اور ایک قسم کا کتا پیدا ہوتا ہے اوسکے دو سر دو پاؤن اور ایکدم ہوتی ہے اور دو مونہہ ایک سے کھاتا پیتا ہے

ولایتِ سرانديپ

ولایتِ ترکستان

ولایتِ خطا

ولایتِ ختن

دوسرے سے کاٹتا ہے ولایتِ ختن وسیع و سیر حاصل آبادی بہت صحرا کم کوہسار زیادہ لیکن سبز و شاداب
وہان فلاطون حکیم نے ایک بہت بڑا منارہ سنگِ بلور سے تیار کیا ہے اوس ولایت کے باشندے تماشے کے واسطے
جمع ہوتے ہین جب اوسکے سایہ مین پہونچتے ہین تو عجیب و غریب رنگ جلوہ گر ہوتے ہین کہ کبھی انسان کے وہم و خیال مین
بھی نہین گذرتے اور ایک پہاڑ کے نیچے غار ہے جب اوسپر برف گرتی ہے تو لوگ اوس غار مین بھر کر اوسکا
مونہہ بند کردیتے ہین کہ دھوپ اثر نکرے بارہ برس کے بعد وہ برف بلور بنجاتا ہے

ولایتِ چین

ولایتِ چین وسیع ہے
یہان نقاش و مصور عجیب و غریب پیدا ہوتے ہین کہ آواز پر تصویر کھینچتے ہین بادشاہ کا لقب خاقان ہے
اوسکا محل چینی کی منقوش اینٹون سے بنایا گیا ہے اگر کوئی وہان بلند آواز نکالے تو اوسمین سے عجیب و
غریب رنگارنگ کی آوازین موجود ہوتی ہین اور وہان ایک کنوان ہے اوسمین بیشمار مچھلیان اور
جلمانس ہین ہر روز دھوپ مین باہر نکل کے بچون کی طرح کھیلتے ہین اور اوس ملک مین ایک جزیرہ ہے
وہان یا ہمین ایک مرغ کا آشیانہ ہے وہ مرغ اسقدر بڑا ہے کہ اوسکے پرونکا سایہ چار کوس تک پہیلتا ہے

ولایتِ ماچین

ولایتِ ماچین بہت وسیع ہے اوسکے متصل جزائرِ دریا بر کنند واقع ہین اوسکے اطراف ایک عالیشان
پہاڑ ہے اوسپر آسمان سے ہر شب آگ برستی ہے اور ہر روز برف گرتی ہے اور اوس جزیرہ مین ایک درخت ہے
بہت بلند گویا آسمان سے باتین کرتا ہے ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے دن بھر اوسکی شاخون سے پانی ٹپکتا ہے
جب رات ہوتی ہے تو آتشِ ہیناک کیطرح دہڑ دہڑ جلتا ہے اور اوسکے جلنے کی روشنی بارہ بارہ کوس تک ہر طرف
پہونچتی ہے اور اوسی دریا کے کنارے ایک جزیرہ ہے اوسکو جزیرۃ المغفر کہتے ہین وہان ایک قوم بود و باش
رکھتی ہے اونکا سر کتون کے سر سے مطابق اور جسم بدن انسان کے موافق ہے اس قوم مین جواہر و طلا بکثرت ہے
اور اونکے مکان سونیکی اینٹون سے بنائے گئے ہین جواہر کے تودے اونکے گھرون مین موجود ہین جب ولایتِ چین
مین سلطان سکندر کا گذر ہوا اوس قوم کا حال سنکر بے اختیار جی چاہا کہ اسملک پر اپنا قبضہ کیجئے غرض
لشکر کشی کرکے چھ مہینے تک لڑتا رہا مگر فتح نصیب نہوئی ناچار سب حکیم اور بہادر اور پہلوان لڑائی سے
عاجز ہوگئے پھر ایک لاکھ کتون کے قریب یا اس سے بھی زیادہ اون حاکمون کے گروہ مین روانہ کئے جب اوس
قوم نے اپنے ہمشکلون کو دیکھا نہایت گھبرائی اور خود بخود بھاگ نکلی اس سبب سے سکندر کو فتح حاصل ہوئی
اور وہ دولت بیشمار ہاتھہ آئی کہ جسکا اوٹھانا مشکل ہوا اون دنون سکندر ظلمات کا ارادہ رکھتا تھا یہہ
بارگران جابجا چھوڑنا شروع کیا آخرکار جیحون کے ایک حصار آراستہ کرکے وہ خزانہ رکھدیا اور اس خزانے پر تصویرونکا
طلسم بنایا ہر تصویر کے ہاتھہ مین تیر و کمان ہے جسوقت لوگونکا گروہ خزانہ لوٹنے کا ارادہ کرکے آتا ہے اونکو وہ
تصویرین تیرون سے ہلاک کرتی ہین اور دوسرے تیر خود بخود اونکے ہاتھہ مین آجاتے ہین چنانچہ آجتک وہ خزانہ

ولایت روس

اوسطرح بہیاہے **ولایت روس** وسیع و سیرحاصل ہے وہان ایک پہاڑکے دامن مین صحرائے عالی ہے اوسمین ایک قوم کا مسکن ہے اور ایک حیوان عجیب پیدا ہوتا ہے اوسکا قد فیل کے برابر اور ایک سونڈ ہے اور ہاتہہ پاوَن آدمی کے مانند چہہ مہینے تک سوتا ہے اور چہہ مہینے بیدار رہتا ہے اوس ولایت کے باشندے اوسکو مکر و فریب سے قید کرکے شہر مین لاتے ہین اور تعلیم و تربیت کرتے ہین جب کبہی دشمن لشکر کشی کرتا ہے تو اس حیوان کو شراب سے مخمور کرکے دشمن کے مقابل چہوڑ دیتے ہین بنی آدم کو اوسکے مقابلہ کی تاب ہرگز نہین ہوتی اور غنیم کا لشکر ہلاک ہوجاتا ہے اوس ولایت کے حدود آخر پر حکیم فلاطون نے ایک شہر آباد کیا ہے اوسکو **طلسم آباد سکندری** کے نام سے نامزد کرتے ہین اوس شہر مین تمام عورتین سکونت رکہتی ہین مرد کا نام و نشان بہی نہین ہے جبکہ بہار کا موسم آتا ہے تو وہ عورتین جمع ہوکر شہر کے باہر آتی ہین وہان ایک حوض طلسمی ہے اوسمین طلسم کے آدمی رہا کرتے ہین یہہ عورتین اوسمین داخل ہوتی ہین اور جو مرد جسکو پسند آتا ہے اوسکے ساتہہ عیش و عشرت کرتی ہین اسطرح ایک مدت گذر جاتی ہے اور اون سے اولاد ظہور پاتی ہے بارہ برس کے بعد ایکدن مقرر ہے اوسروز تمام عورتین ایک علحدہ سیر و تماشے کو جاتی ہین اور سب مرد دوسری جانب روانہ ہوتے ہین اوسدن وہ عورتین اپنے بچونکو شوہرون کے سپرد کرکے آپ اوس حوض سے باہر نکلتی ہین اور فورًا وہ مرد اور بچے اونکی نظر سے غایب ہوجاتے ہین بابرہ یہہ صورت پیش آتی ہے کہ گویا ابہی اس شہر سے باہر جانیکا اتفاق ہوا تہا اور ایک ہی ساعت کے بعد حوض مین سے نکلے ہین بلکہ پاوَن کے نشانون تک زمین پر موجود ہوتے ہین غرضکہ وہ سب عورتین وہان سے روتی پیٹتی اپنے گہرونمین آتی ہین اور اطفال و شوہر کی یاد مین سال آیندہ تک نوحہ و ماتم کرتی ہین ایک برس کے بعد اون طلسمی شوہرون سے خواب مین حاملہ ہوتی ہین اور اسیطرح ہمیشہ لڑکیان جنتی ہین **ولایت حبش** مین آدمی سیاہ رنگ زرد چشم کشادہ لب سفید دندان بلند قامت اور قوی ہیکل پیدا ہوتے ہین وہان ایک قوم ہے اوسکے دانت بعینہ دندان خوک سے مشابہ ہین شاہ حبش کے مطبخ مین ہر روز چالیس ہاتہیون کا گوشت پکایا جاتا ہے اور حاضرین دربار خوشی خوشی اوسکو بالکل نوش جان کرلیتے ہین بجز استخوان کے کچہہ باقی نہین رہتا زنگبار مین ایک پہاڑکے غار سے ایک اژدہا جسکی صورت انسان کی شکل سے مشابہ ہے ہرسال باہر نکلا کرتا ہے اور جب اوسکے ظاہر ہونیکا زمانہ قریب آتا ہے تو وہانکے باشندے اپنے شہرونکے قریب ایک نہر پانیکی اوسکے راستے مین جاری کرتے ہین جب وہ اژدہا نہر پر پہونچکر پانی مین اپنا موہنہ ڈالتا ہے فورًا سارا پانی پی لیتا ہے اور پہر واپس اوسی غار مین داخل ہوجاتا ہے جزیرہ سفینۃ الحدب لب دریا پرکند واقع ہے اوس جزیرہ مین دقیانوس بادشاہ نے ایک باغ بنایا ہے اوس باغ مین حکیمون نے ایک منارہ بلند آراستہ کرکے اوسپر ایک پتہر کی طلسمی تصویر قایم کی ہے

ولایت حبش

اوس تصویر کے ہاتھہ مین چاندی کی ایک تختی ہے اوس تختی پر تمام آسمان وزمین کی کیفیت درج ہے
ولایت روم
ولایتِ روم عالیشان اور وسیع اور بیحاصل ہے جنگل بیابان کوہستان ریگستان بہت اور آبادی کم
اکہتر شہرِ عظیم اس ولایت کے تابع ہین اور بارہ بادشاہ جدا جدا حکومت کرتے ہین مگر سب سلطان
روم کے باجگذار ومحکوم ہین سلطان کو **قیصر روم** کہتے ہین اور امیرون کو بادشاہ کے لقب سے ملقب
کرتے ہین دار السلطنت کا نام **استنبول** اوسکی آبادی ہر طرف بارہ بارہ کوس تک ہے وہان ایکدرخت
عالیشان سبز وخرم ہے رات کو اوسکے پتے بصورتِ چراغان روشن نظر آتے ہین اکثر آدمی تماشے کو جمع ہوتے ہین
اگر کوئی اونکو ہاتھہ لگاتا ہے تو شعلۂ آتش سے جلکر آبلے پڑجاتے ہین اور ولایتِ روم اور ملکِ عرب اور نواح کو وہ کے
دشتِ پرخطر مین غولِ بیابانی سکن گزین ہین اور ایک شہر کا نام **تراب الاقدام** ہے اوسکے قریب ایک
پہاڑ پر پرند جانور بعضے آدمیون کی صورت اور بعضے اونٹون اور زرافون کی شکل رکھتے ہین اور ایک چشمہ ہے اوسکے
گرد مرغزار وغیرہ مین شکل اسپ ایک مرغ پیدا ہوتا ہے مستی کے دنون مین اوسکے موہنہ سے موتی جھڑتے ہین اور ایک
پہاڑ ہے اوسپر تمام روے زمین کے حیوانات چرند و پرند کا مسکن ہے اور سیمرغ بھی اسی پہاڑ پر رہتا تھا جب وہ پرواز
کرتا تو اوسکے پرونکا سایہ نو کوس تک پڑتا اور اوسکے خوف سے تمام جانور پوشیدہ ہوجاتے اوسوقت وہ عالمِ گرسنگی مین
جس شہر کیطرف رخ کرتا ہزارون آدمیون کو چونچ سے پکڑکر نوش کرجاتا ناچار بنی آدم نے نہایت فریاد وزاری سے جنابِ
باری مین دعا کی حضرتِ آفریدگار نے اوسکو کوہِ قاف پر قید کردیا اور ہر روز غیب سے اوسکو غذا پہنچ جاتی ہے اور
اقلیمِ عرب مین ایک صحراے بزرگ ہے اوسپر غول رہتے ہین اونکی شکل انسانونکی صورت سے مشابہ ہے مگر بہت قدآور
اور دراز ریش ہوتے ہین اور تمام بدن پر گول گول بڑے بڑے بال اور اونکی مادہ عورتونکی صورت نہایت قوی ہیکل
بلند قامت برہنہ اندام اور حیوانات کیطرح تمام جسم پر موے دراز ببول کے کانٹون کیطرح سخت اور نوکدار یہہ قوم
غول اوس صحراے ہولناک مین رہزنی کرتی ہے اور ہر قافلہ پر لوٹ مار کرکے جو چیز اشیاے خوردنی غلہ وغیرہ اور
ولایت عرب
انسان وحیوان ان غولون کے ہاتھہ آتی ہے اوسکو اپنے دوش پر اوٹھاکر لیجاتے ہین اور **ولایتِ عرب**
مین ایک پہاڑ کا نام **کوہِ صفا** ہے اوسپر ایک غارِ تاریک وہیبناک ہے کبھی کبھی اوس غار مین سے ایک قوم باہر نکلتی ہے
انسانکی صورت اور حیوان کا جسم اور خنزیر کی آنکھین اور ہاتھی کے کان اور سر پر بیل کیطرح دو سینگ اور اونٹ کیطرح
لمبی گردن اور چار پاؤن ہاتھی کیطرح فربہ اور بازون پر پرندونکیطرح دو پر ہوتے ہین اس قوم کا نام **دابۃ الارض** ہے
اور وہ اوس غار مین سے نمودار ہونیکے بعد پہر اوسی مین داخل ہوجاتے ہین یہہ قوم اپنے بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے
دنیاکو غارت اور تباہ کرنیکے ارادہ پر غار سے باہر نکلتے ہین مگر شعاعِ آفتاب کے اثر سے فی الفور اندہے ہوجاتے ہین
ولایت مصر
جسوقت اونکے نکلنے کی ساعت آجائیگی اوسوقت آنکھین بدستور بینا وروشن رہین گی **ولایتِ مصر** کو چکا

اور سبز و سیراب سیر حاصل ہے وہاں ایک پہاڑ پر عجیب و غریب سانپ پیدا ہوتا ہے انسان کی صورت اور اونٹ کی گردن اگر اتفاقاً انسان اوسکے مقابل ہوجاتا ہے تو اوسکو دیکھتے ہی فوراً ہلاک ہوجاتا ہے اور اوس ولایت مین ایکدرخت بلند ہے رات کو آتش کیطرح روشن نظر آتا ہے بلکہ اوسکی روشنی مین گاے بکریان چرتی ہین مگر جب کوئی آدمی متصل جاتا ہے تو روشنی غائب ہوجاتی ہے آجتک وہ درخت معلوم ہوا کہ کونسا ہے **ولایت رَی** سبز و شاداب اور سیر حاصل ہے وہاں جنگل مین ایک حیوان اونٹ کی شکل پیدا ہوتا ہے ہر وقت اوسکے مونہہ مین سے شرار آتش نکلتے رہتے ہین **ولایت شام** ایک عالیشان ولایت ہے وہان ایک صحراے عظیم ہے اوسکو **بادیہ شام** کہتے ہین اوسمین ایک قوم ہے صحرانشین تمام بدن برہنہ اور سراپا جسم پر بال موجود وہ قوم بلند قامت اور قوی ہیکل اور دراز ریش ہے اونکی غذا ہمیشہ میوہ اور صحرائی حیوانات اور پانی کے عوض آب انگور و آب انار وغیرہ مقرر ہے اوس قوم کو **اعرابی** کے لقب سے ملقب کرتے ہین ایکبار کسی اعرابی نے ایک عرب کو گرفتار کرکے اپنے مکانمین لیجاکر مقیم کیا اوس عرب کے پاس نمک اور سنگ چقماق موجود تھا چندروز مین باہم ایکدوستی ہوگئی اور وہ اعرابی اکثر اس عرب کے واسطے ہرن شکار کرلاتا ایکروز عرب نے گوشت مین نمک ملاکر آگ پر بھونا اور اعرابی کی خدمت مین پیش کیا اوسنے جس وقت تھوڑا سا کباب چکھا اوسکی لذت سے نہایت متعجب اور متحیر ہوکر اپنے رئیس کیخدمت مین لیگیا اعرابیونکے سردار کو بھی کباب کی لذت سے تعجب ہوا اور نہایت خوشوقت ہوکر اعرابی سے دریافت کیا کہ سچ بتا یہہ گوشت کہان سے لایا اوسنے مفصل حال بیان کردیا سردار نے مرد عرب کو طلب کرکے بہت عنایت فرمائی اور چونکہ ایک عرصہ گذرچکا تھا اسلئے یہہ اونکی زبان سے بھی کچھہ واقف ہوگیا تھا سردار نے اس سے کہا کہ تو اپنے قبائل کو مع اسباب و لوازمہ طعام یہان لاکر اقامت اختیار کر اسنے خوف جان سے قبول کرکے اعرابی سے اشارہ کیا کہ کچھہ خرچ مجھے درکار ہے کہ مین اپنا سرانجام کرکے اسباب ضروری خریدلاؤن اوس اعرابی نے اپنے سرگروہ سے عرض کی اوس سرگروہ نے سونیکی دس اینٹین اپنے گھر مین سے لادین اور کہا کہ اگر یہہ عرب اپنے وعدے پر نہ حاضر ہوگا مین تجھے جان سے مارڈالونگا آخرالامر وہ اعرابی دوستی کے بھروسے پر ضامن ہوا اور عرب کو رخصت کیا رخصت کے بعد اوسنے عرب کو پھر طلب کرکے دس مٹھی موتی اور دیے غرضکہ اوس عرب نے اپنے وطن مین یہہ حال ظاہر کیا اور تھوڑے دنون کے بعد بہت کچھہ نمک اور روغن اور غلہ اور شکر وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر اوس جنگل مین پہونچا اور منتظر تھا کہ وہی اعرابی نظر آیا اور اسکو ہمراہ لیکر سرگروہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ہمیشہ اوس تحفہ مین سے تھوڑا تھوڑا اوس سرگروہ کو دیتا اور اپنے رہنے کیواسطے ایک مکان بنالیا اور آپ ہمیشہ اسیطرح خرید اجناس کیلئے آمد و رفت رکھتا اور جب سرگروہ سے رخصت مانگتا

ولایت شام
ولایت رے

تو وہ رخصت کے بعد گئی مٹھیاں بہر کے موتی دیا کرتا عرب کو نہایت تعجب ہوتا ایکروز اپنے دوست سے
دریافت کیا کہ جنگل مین اسقدر موتی کہان سے آتے ہین اوسنے بیان کیا کہ یہان ایکدرخت عالیشان ہے اور اوسمین
جو پہل پیدا ہوتا ہے اوسکی سبز رنگت ہوتی ہے اور اندر تمام موتی بہرے ہوے نکلتے ہین **ولایت یمن** ایک
بڑا ملک ہے وہان موضعِ **بلقیس** کے قریب ایک باغ ہے اوسکو **باغ سلیمان** کہتے ہین اوسمین حضرت سلیمان علیہ السلام نے
سب قسم کے درخت اور سب طرح کے میوے لگائے ہین اور ایک دیو کو پاسبانی کے واسطے معین فرمایا ہے لوگ
اوس باغ مین سیر کرتے ہین وہ دیو سوا نقصان کرنیوالے کے کسیکو ضرر نہین پہونچاتا **ولایت بربر** عالیشان ہے
میوہ و گل سے لبریز وہان **جبل ہامان** ایک پہاڑ ہے اوسپر ایک عمارتِ عالی تمام خزانہ سے لبالب ہے
اوسکے دروازہ پر ایک شخص دیو زاد کی قسم سے بیٹھا ہے لوگ اوس خزانہ کو دیکھنے کیواسطے جاتے ہین
اور اوس دیو سے گفتگو کرتے ہین وہ اگلے بادشاہون اور پیغمبرونکا احوال اور سرگذشت مفصل بیان کرتا ہے
اگر کوئی شخص خیانت کرکے باہر نکلنا چاہتا ہے تو اوسکو پہچان کر دونون آنکھین نکال لیتا ہے **ولایت سلیب**
نہایت وسیع و سیر حاصل ہے وہان ایک صحرائے عالیشان کمال سرسبز و دلکشا ہے اوس سرزمین مین دختران
صاحب جمال حور تمثال خود بخود نباتات کیطرح پردہ زمین سے پیدا ہوتی ہین اور صیاد مکر و حیلے سے اون لڑکیونکو
دام فریب مین گرفتار کرکے شہر و مواضعات مین بقیمتِ گران فروخت کرتے ہین اور وہ لوگ اونکو خرید کرکے
اپنے مکانونمین تربیت کرنیکے بعد اونکے ساتھ عیش و آرام مین مصروف ہوتے ہین اور اونسے اولاد ظہور
مین آتی ہے جس گہر مین وہ لڑکیان سکونت رکھتی ہین وہان شبکو چراغ کی احتیاج نہین کہ اونکے چہرۂ انور کی
روشنی سے تمام گہر نورانی رہتا ہے **ولایت تبت** سرسبز و عالیشان ہے اوس ولایت مین ایک حیوان
پیدا ہوتا ہے اوسکے پرونکی مقدار کچھہ معلوم نہین چنانچہ ہزارون جانور اوسکے پرون مین خانہ و آشیانہ بناتے اور
ہاتھی اور لومڑیان اور بہیڑیے اور بہت قسم کے پرند جانور سکونت رکھتے ہین اور لطف یہہ ہے کہ وہ مرغ بہی
پہاڑ پر آشیانہ بناتا ہے اوسکے آشیانہ کا طول و عرض اور ارتفاع تین تین کوس تک ہوتا ہے اوس مرغ کو
زاچہ کہتے ہین **ولایت اندلس** وسیع و سرسبز و سیراب ہے وہان ایک پہاڑ عجیب غریب ہے اوسکو
جاذبِ آدم کہتے ہین وہ پتہر ایک فرسنگ سے بہی آدم کو جذب کرلیتا ہے اسواسطے بادشاہ نے اوس
پہاڑ کے مقابل ایک منارۂ عالی تعمیر کیا ہے اوسکا نام **حدودِ جاذب** ہے اوس ملک مین یہہ دستور ہے
کہ اگر کسی آدمی سے کوئی گناہ کبیرہ سرزد ہوتا ہے تو اوسکو منارہ کے آگے پہاڑ کی طرف ڈہکیل دیتے ہین
اور فوراً وہ پہاڑ اوسکو اپنی طرف کہینچ لیتا ہے اور اوس ملک مین ایک مرغ کا نام سقا ہے جس بیابان مین
دور دور تک پانی نہین ہوتا اور مرغانِ غیر جنس کا آشیانہ وہان موجود ہے وہ تشنگی سے قریب ہلاکت

ولایت یمن

ولایت بربر

ولایت سلیب

ولایت تبت

ولایت اندلس

پہونچتے ہین اوسوقت وہ مرغ اپنے موہنہ مین پانی بہرکر وہان لیجاتا ہے اوسکا موہنہ بصورت مشک ہے تمام جانور اسکی آمدکے منتظر رہتے ہین جب آمد قریب ہوتی ہے توسب مرغ اپنی منقاروں سے زمین مین ایک گڑہا تیار کرتے ہین اور جب مرغ سقا نمودار ہوتا ہے توسب مرغ شاد و رقصان استقبال کرکے لاتے ہین اور وہ مرغ گڑہا لبریز بہر دیتا ہے یہہ جانور بخاطر جمعی سیراب ہوجاتے ہین اوسکی اجرت یہہ مقرر کی ہے کہ اپنے گروہ مین سے ایک مرغ خوراک کے لئے نذر کرتے ہین

ولایت بیت النور

ولایت بیت النور وسیع و عالیشان اور سیراب ہے، وہان کے باشندے رات کیوقت ایک پہاڑ پر خیمہ و خرگاہ برپا کرتے ہین اور غیب سے اوس پہاڑ پر ایک خیمہ عالیشان نمودار ہوتا ہے اور ایک چراغ آفتاب کیطرح اوسمین روشن نظر آتا ہے اوس چراغ سے شعلہا ے بوقلمون جلوہ گر ہوتے ہین اور ہر شعلہ رنگین شعلہ آتشبازی کیطرح رنگا رنگ دکہائی دیتا ہے اور اون شعلوں سے مرغانِ خوشرنگ ہوا مین اوڑجاتے ہین اور وقت پرواز اونکے پرونمین سے عجب شعلہ آتش بصورت شعاع آفتاب نمایان ہوتے ہین مردم تماشائی کمال درجہ حیران ہوتے ہین کہ یہہ کیا اسرار ہے اور جسوقت دن روشن ہوتا ہے وہ خیمہ اور چراغ اور مرغ بالکل نظر سے غایب ہوجاتے ہین اونکا کچہہ اثر باقی نہین رہتا اور ایک شجر عالیشان ہے اوسکا سایہ تین تین کوس چارون طرف پہیلتا ہے اوسپر پرند جانوروں کا آشیانہ ہے وہ جانور صورتا انسان سے مشابہت رکہتے ہین لیکن پرواز کرتے ہین اور شاخ پر بیٹہکر عمدہ عمدہ راگ گاتے ہین اور انسانونکی طرح باہم حرف و حکایت اور زبان دانی و سرود خوانی مین مشغول ہوتے ہین

ولایت لعوستان

ولایت لعوستان سبز و سیراب ہے اوسمین ایک شہر عالیشان آباد ہے وہان ایک کنوئین مین بہت بڑا درخت ہے اوسکی ڈالیان لبِ چاہ سے بلند اور باہر پہیلی ہوئی ہین اوس درخت مین بکریون کیصورت میوہ پیدا ہوتا ہے اوس میوہ کی لذت اور خوشبو کباب نمکین سے بعینہ مشابہت رکہتی ہے جب وہ پہل تراش کر نوش کیا جاتے ہین اوسوقت اوسمین سے گرم کباب کیطرح دہوان نکلتا ہے اور اوس ولایت مین ایک شہر عالی سبز و سیراب ہے اوسکو **نیل یعقوب** کہتے ہین اوسکے گرد و نواح مین تیس منزل تک آفتاب کی روشنی نہین پہونچتی افلاطون حکیم نے اوس شہر مین ایک منارہ بلند بناکر اوسپر ایک چراغ بصورت آفتاب روشن کیا ہے اوس چراغ کی روشنی ایک مہینے کی راہ تک اثر کرتی ہے جیسے کہ صبح صادق کا ظہور ہوتا ہے اور وہان کے باشندے شب تاریک مین روز روشن کے برابر کام کرتے ہین اونکو آفتاب کی احتیاج نہین چراغ افلاطون ہی کفایت کرتا ہے اور اوس ولایت مین ایک پہاڑ ہے اوسکے نیچے ایک غار تنگ و تاریک ہے اکثر گرمی کے موسم مین بچہو نکلا کرتے ہین قامت اونکا بیل کے برابر اور اونکے ڈنک مین سے آگ کے شعلے نمودار ہوتے ہین اور وہ غار سے نکلکر اوس ولایت کے باشندون پر

حملہ کرتے ہین تمام آدمی اونکے جور وظلم سے مع عیال واطفال جلاوطنی اختیار کرتے ہین اور اونکے مکان خالی پڑے رہجاتے ہین جس غار مین سے کژدم نکلتے ہین اوسکے برابر دوسرا غار ہے اوسمین سے زنبورِ نیش دار گرزہ کلان کے برابر باہر آنکر اون بچھوؤن کو اپنے ضربِ نیش سے ہلاک کرنا شروع کرتے ہین کژدم اونکے مقابلہ کی تاب نہین لاتے اور فوراً بھاگ بھاگ کر اوسی غار مین داخل ہوجاتے ہین پہر وہ آوارہ وطن اپنے مسکن اور مجمع اور مکانون مین آباد ہوتے ہین اور اوس ولایت مین ایک پہاڑ ہے اوسمین ایک غار اور غار مین سے ایک اژدہا نکلا کرتا ہے اوسکے قد کی درازی بارہ کوس کی ہے وہان کے رہنے والے اوسکے منتظر رہتے ہین جسوقت وہ باہر نکلتا ہے تیشہ و تبر لیکر اوسکے سر پر جا پہونچتے ہین اور اون کلہاڑی بسولون سے اوسکا گوشت کاٹ کاٹ کر کہانا شروع کرتے ہین اور وہ اژدہا اسقدر گوشت کٹ جانیکی کچھہ پروا نہین کرتا اور ایک مہینے کے بعد پہر اوسی غار مین داخل ہوجاتا ہے اوسکی غذا پہاڑ کے بڑے بڑے پتھر ہین اور آدمیون کیطرف مطلق رخ نہین کرتا اور اوس کوہ کے قریب ایک دریا ہے تلخ و نمکین پانیکا وہ اسکو ایک دم مین پیجاتا ہے

ولایتِ بقیۃ الارض ایک ولایتِ عالیشان ہے وہان ایک پہاڑ سبزے سے لبریز ہے اور اوس پر چشمہ ہائے شیرین جاری ہین اوس پہاڑ کے دامن مین ایک صحرا ہے اوسکے گرد آبِ نمکین کا ایک دریا ہے جو پتھر اوسمین گرتی ہے اوسیوقت پتھر کیصورت ہوجاتی ہے وہ پہاڑ تمام سونیکا ہے اوسپر ایک قوم رہتی ہے اونکا سر بیل اور ہاتھی اور اونٹ وغیرہ کیطرح اور تمام جسم اعضائے بنی آدم کی مانند اور جب کوئی انسان اونکے ہاتھہ آجاتے تو اوسیدم اوسکو ہلاک کرتے ہین مگر اوس چشمہ نمکین کے خوف سے اسطرف عبور نہین کرسکتے اور دریائے نمکین کے اس جانب جو لوگ سکونت رکھتے ہین اونکا یہہ طریقہ ہے کہ بڑے بڑے گڑہے کہود کر لبِ آب جمع ہوتے ہین اور ڈہول نقارے وغیرہ خوب زور سے بجاتے ہین جب اوس قوم کو خبر ہوتی ہے تو سننے کے واسطے دوسرے کنارہ پر آتے ہین اور کان لگاکر ہمہ تن گوش بنجاتے ہین آخرکار وجد و بیہوشی کا عالم طاری ہوتا ہے جب یہہ لوگ اونکو بیخبر پاتے ہین تو یہان سے تیر اور گولیان اونپر برساتے ہین جب اونمین سے کچھہ زخمی ہوتے ہین اور کچھہ مرتے ہین تو یہہ لوگ ڈہول اور نقارے کی آواز موقوف کرتے ہین تہوڑی دیر بعد جب اونکو ہوش آتا ہے اور اپنی طرف والونمین مقتول و مجروح نظر آتے ہین تو نہایت غصہ کی حالت مین اوس پہاڑ پر سے سونیکے پتھر اوٹہا اوٹہا کر اس ولایت کے آدمیونکو مارتے ہین یہہ لوگ اون گڑہونمین پوشیدہ ہوجاتے ہین جب اونکو زیادہ غصہ آتا ہے تو بہت بڑے بڑے پتھر نہایت زور و طاقت سے انکی طرف پہینکنا شروع کرتے ہین اور جب وہ سمجھتے ہین کہ سب چلے گئے اور نظر نہین آتے اوسوقت وہ روتے پیٹتے جنگل مین داخل ہوجاتے ہین اس ولایت کے باشندے وہ سونا جمع کرکے نصف خزانۂ شاہی مین

ولایت بقیۃ الارض

داخل کرتے ہین اور نصف باہم تقسیم کر لیتے ہین اوس کوہ کو **سعاج طیبہ** اور اوس قوم کو **قوم یوق**
کہتے ہین اور اوس مین ایک صحراے وسیع ہے وہان ایک قوم کا مسکن ہے چہرہ اونکا کہربا کی طرح زرد و براق اور
آنکہین سرخ اور تمام بدن پر لاجوردی بال ہوتے ہین اوس قوم کی غذا سانپ اور چوہے ہے اور جسوقت اونمین بچہ
پیدا ہوتا ہے خدا کی قدرت سے اوسیوقت حدّ بلوغت پر پہونچکر اپنے مان باپ کے برابر قد و قامت پیدا کرکے
ہمکلام ہوتا ہے اس قوم کی عمر بہت بڑی ہوتی ہے سینکڑون برس زندہ رہتے ہین اور جب موت کا وقت
سر پر آتا ہے تو خودبخود تلوون سے آگ لگتی ہے اور سر سے پاؤن تک اپنی آتش مین آپ جل بجھتے ہین اور
خاکِ سیاہ ہو جاتے ہین **ولایت خاورستان** وسیع و سیر حاصل ہے اوس ولایت مین ایک سونیکا مرغ
پیدا ہوتا ہے وہانکے باشندے بشکل اوسکو گرفتار کرتے ہین وہ مرغ ہر برس ایک بیضہ دیتا ہے اوس انڈے
مین سے موتی پیدا ہوتے ہین اون موتیون مین ایک دُرِّ یتیم نکلتا ہے **ولایت ظلمات** وسیع و عالیشان ہے وہان
یہہ دستور ہے کہ اوس ولایت کے جسقدر باشندے ہین سبکے مکانون مین حسب لیاقت ایک ایک تہہ خانہ موجود ہے
اور ہر مکان مین جسقدر لوگ سکونت رکہتے ہین اوسیقدر ڈہول اور نقارے موجود ہین جسوقت آفتاب جہانتاب
غروب ہوتا ہے ایک طرفہ شور و غل اور آوازِ مہیب ظاہر ہوتی ہے کہ جسکی ہیبت سے زنِ حاملہ کا حمل گر پڑتا ہے
اور بچونکا کلیجہ پہٹ جاتا ہے اور مردِ جوان نامرد ہو جاتا ہے اور پیر خواہ مرد ہو یا عورت ہو بہرے ہو جاتے ہین
اس سبب سے یہہ رسم ہے کہ غروبِ آفتاب کیوقت سب لوگ پیر و جوان اور اطفال وغیرہ مع حیوانات کے
تہخانون مین داخل ہوکر ڈہول اور نقارہ کمال زور و شور سے بجاتے ہین اور اس رسم کے سوا سلطان سکندر
ذوالقرنین کا جب اوس ولایت مین گذر ہوا اور اس احوال کی خبر ہوئی تو اوسنے حکیمون سے کہا کہ کوئی ایسی ترکیب
کرنی ضرور ہے کہ یہہ لوگ اس آواز سے محفوظ رہین حکمانے حکم کے بموجب کوس رویین ہر شہر اور موضع مین مقرر کیا
یہہ نقارہ کی آواز چالیس کوس پہونچتی ہے غروب آفتاب کیوقت وہ لوگ اس نقارہ کو بجاتے ہین تو وہ آواز
کسی پر اثر نہین کرتی اور یہی اوس ولایت کی آبادی کا سبب ہے **کوہ تصویر** کرمان کے متصل ہے اوس
پہاڑ کی صورت بشکلِ انسان اور ہر پتہر اوسکا انسان کی تصویر ہے اگر اوس پہاڑ مین سے کوئی سنگریزہ یا پتہر توڑکر علیحدہ
کرین تو وہ بہی انسانکی صورت نکلتا ہے اور جو اوسکو باریک پیسکر پانی مین گہولدین تو اوسکی تہہ مین انسانکی
تصویر بنکر تہہ نشین ہو جائیگی **کوہ تبت** ایک پہاڑ ہے جب اوسپر آگ روشن کرتے ہین تو پانی اوسکے
نیچے نمودار ہوکر آتش کو بجہا دیتا ہے چنانچہ ایکبار حاکم تبت امتحان کیواسطے گیا اور حکم دیا کہ لکڑیان جمع
کرکے گندہک اور نفط روشن کرو جسوقت آگ سلگائی فوراً پانی ظاہر ہوا اور آتش سرد ہو گئی **کوہ کشمیر** ایک
پہاڑ ہے دو گہڑی دن باقی رہے ہر روز وہان بادِ نسیم چلتی ہے اور درختونکے پتونکو ایک عجیب حرکت پیدا ہوتی ہے

ولایت خاورستان

ولایت ظلمات

اوسمین سے ایک ملائم آواز خاطر خواہ کانمین آتی ہے اوس آواز مین سے طرح طرح کے راگ سنائی دیتے ہین اور اکثر اوقات
عجیب و غریب نئے نئے اشعار مختلف الاوزان زبانِ کشمیری مین مفہوم ہوتے ہین ہر روز شعرائے فصیح کا وہان
ہجوم رہتا ہے **چشمہ داراب** مین ایک قسم کی گھانس پیدا ہوتی ہے جسوقت کوئی غسل کیواسطے اوسمین اوترتا ہے
تو وہ گھانس تمام بدن پر لپٹ جاتی ہے جسقدر زیادہ بیقراری کرتا ہے اوسیقدر زیادہ محکم ہوتی ہے اور جب
ایکدم صبر کرتا ہے تو اوس پانیکی خاصیت سے خود بخود جدا ہوجاتی ہے **چشمہ تار** نواحِ انطاکیہ مین موجود ہے جو چیز
اوسمین ڈالتے ہین دم بھر مین گلجاتی ہے **چشمہ موش** حدودِ مصر کے ایک مرغزار مین چشمہ آب ہے اور اوسکے گرد ایک
قسم کی مٹی ہے جسوقت یہہ مٹی اوس پانی مین ملکر کیچڑ ہوجاتی ہے تو اوسکے چوہے بنجاتے ہین **اور عجائباتِ
انسانی** مین **عوج ابنِ عوق** کہ جسکو اکثر عوام الناس غلطی سے عوج بن عنق کہتے ہین حضرت آدم کی
بیٹی کا لڑکا تہا اوسکا قد و قامت نہایت طول طویل یعنے اونہتر ہزار نوسو ایک فیٹ اور ہزار اونگلی نو فیٹ چوڑائی تہی
اور طوفانِ نوح کہ جو بلند پہاڑون سے اکیس فیٹ گذر گیا تہا اوسکے زانو سے بلند ہوا جب وہ مرگیا تو اوسکی
ساقِ پا ایک عرصہ دراز تک رودِ نیل پر پُل کا کام دیتی رہی اور جب **محمد معظم بہادر شاہ** اپنے برادرِ حقیقی
اعظم شاہ کو قتل کرکے تختِ عالمگیر پر جلوہ افروز ہوا پھر شاہزادہ کام بخش کی فکر مین حیدرآباد کیطرف روانہ ہوا
اور وہان جاکر اوسکو بہی مقتول کیا اس اثنا مین خبر پائی کہ بندا سنگہ جانشین گرو گوبند سنگہ لاہور کی جانب
آمادہ شورش و فساد ہے اوسیوقت اودہر کا ارادہ کیا ہر روز شکار کہیلتے ہوئے چلے جاتے تہے ایک دریا کے
کنارے ہر طرف امرائے دولت شکار مین مشغول تہے اتنے مین **فتح اللہ خان بہادر** دو ہزار سوارونکے
ہمراہ ایک درۂ کوہ مین داخل ہوئے وہان کیا دیکہتے ہین کہ ایک دیو بچہ جسکا ستر گز کا قد و قامت ہے اور تمام
اعضا جسم کے مطابق طویل و عریض ہین اوسکا سر گدہے کے سر سے مشابہ اور جسم بصورت انسان اور منہ ور
دو دو گز کے دانت منہ مین موجود ہین خواب غفلت مین مست و بدہوش ہے فتح اللہ خان نے حکم دیا کہ تو بجائے
رسونکا پہندا بناکر اسکے گلے مین ڈالدو اور تمام بدن اسکا پیچ در پیچ حلقون مین جکڑ لو غرضکہ یکبارگی دونون
ہاتہہ پاؤن اوسکے مضبوط باندہ کر تین سو آدمیون نے اوسکو کمال احتیاط سے گرفتار کرلیا اور وہ خواب سے مطلق
بیدار نہوا جب اوسکو گھسیٹنا شروع کیا تو وہ نیند سے چونکا اور ہر چند ہاتہہ پاؤن مارے مگر کچھہ اثر نہوا آخر کار
اوسکو ہاتہیون پر لاد کر لشکرِ پادشاہی مین حاضر کرکے بادشاہ کے حضور مین پیش کیا معظم شاہ کو از حد تعجب ہوا
اور فرمایا کہ یہہ فال نیک ہے انشاء اللہ تعالے بندا سنگہ بہی اسیطرح اسیر ہوگا اور حکم دیا کہ اسکو زندہ چھوڑدو چنانچہ
رہائی کے بعد چالیس روز تک زندہ رہا پہر قیدِ حیات سے مخلصی حاصل کی اور حیوانات مین ایک عجیب قسم کا
حیوان ہے اوسکو جھنگ کہتے ہین اوسمین سر ایک جانب ایک پر رکہتا ہے اور دوسری طرف ایک قلابہ

وعلیٰ ہذا القیاس مادہ ایک جانب ایک حلقہ رکھتی ہے اور دوسری طرف ایک برج میں پرا ور ترے میں تو علیحدہ ہوکر دانہ کھاتے ہیں اور جب پرواز کا ارادہ کرتے ہیں تو نر اپنے قلاب کو مادہ کے حلقہ میں ڈالدیتا ہے اور دونوں باہم پرواز کرتے ہیں خلاصہ کلام یہہ ہے کہ عجائبِ ربع مسکون اور غرائبِ عالمِ کن فیکون بیشمار و بیحساب ہیں کہ زبان کو مقدورِ بیان اور قلم کو طاقتِ رقم نہیں اور سب سے زیادہ عجیب و غریب حضرتِ انسان ہیں کہ ہمیشہ مقابر آبا و اجداد اور عزیز و احباب نظر سے گذرتے ہیں مگر بیخودی و غفلت اور غرور و نخوت سے مطلقاً عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں اور تماشا یہہ ہے کہ مال کو اپنا دوست جانتے ہیں اور دنیا میں چھوڑ جاتے ہیں ظلم و ستم کو دشمن سمجھتے ہیں اور ساتھہ لیجاتے ہیں اگر کسیکا ایک گناہ دیکھہ لیتے ہیں ہزار زبان سے اوسکی شرح کرتے ہیں آپ ہزاروں گناہ کرکے خبر نہیں ہوتے کہ کچھہ کیا ہے یا نہیں بیان تو دیگر ہے مالداروں کو قارون کا خطاب دیتے ہیں اور خود سیم و زر کی طلب میں حرص کی تحت الثریٰ کو چلے جاتے ہیں دولتمندوں کو نمرود کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور خود ہوا کے گھوڑے پر آسمانِ خودی پر اوڑتے ہیں خدا کو دوست جانکر اوسکا حکم نہیں مانتے شیطان کو دشمن پہچانکر اوسکی فرمانبرداری سے باز نہیں آتے دنیا کو بیوفا جانکر ثوابِ باقی کو زرِ فانی سے خرید نہیں کرتے قیامت کو برحق مانکر اوسکی بازپرس کا اندیشہ نہیں فرماتے حیف اس زندگی پر اور ہزار افسوس اس شرمندگی پر

مؤلف

طلسمِ دہر کا نظارہ فرما چشمِ عبرت سے — کہ ویران خانۂ دنیا کی ہے تعمیر غفلت سے
عبث اے ہیچ ہیچ و پوچ سے وابستگی کب تک — نہ ہوگا بعدِ مردن ساتھہ کچھہ بھی عمر و دولت سے

خسرو پرورِ والا گوہر کی یہہ تقریرِ دلپذیر سنکر ہر ایک اہلِ دربار فرطِ حیرت سے نقش بدیوار رہگیا اور کسیکی ہمت نہ پڑی کہ شہزادہ بلند اقبال سے کسیطرح کا سوال کرسکے مگر ایک شخص باشندۂ فرانس مسٹر گوڈٹ نام عرض کرنے لگا کہ عجائباتِ انسانی میں یہہ بات بھی داخل ہے کہ انسان غائب بینی اور پیشین گوئی کرسکتا ہے لیکن آپنے اسکا کچھہ بیان نہ فرمایا خسرو پرور نے جواب دیا کہ یہہ بات نہایت سہل طریقے سے انسانکو حاصل ہوسکتی ہے کیا آپکو نہیں معلوم کہ فرنگستان میں ایک فن ایجاد ہوا ہے جسکو مسمریزم کہتے ہیں صاحب موصوف نے کہا کہ البتہ میں نے اوسکا نام سنا ہے مگر آپ اوسکی مفصل حقیقت بیان فرماتے شہزادہ نے کہا کہ حکمائے فرانس نے تصور کو اس علم کا موضوع قرار دیا ہے کہ وہ بسبب کثرتِ شوق کے تصدیق کو پہنچ جاتا ہے پندرہ برس کی عمر سے پینتیس برس کی عمر تک اسکی تحصیل کا نہایت عمدہ زمانہ ہے اسکے واسطے صحتِ دماغ لازم ہے بشرطیکہ ترکیب میں کسیطرح کی بے ترتیبی واقع نہو اہلِ فن کے نزدیک اس منزلِ مقصود پر پہونچنے کیواسطے پانچ مرحلے مقرر ہیں مرحلہ **اول** یہہ ہے کہ شب کو سونیکے وقت آنکھیں بند کرکے کسی چیز عزیز کی روح کا

تصور کرے کہ تمام مکان مین برابر برابر ایک قسم کی رکابیان یا کٹورے یا لوٹے وغیرہ مع فرش و زمین
اور پلنگ پر بلکہ تمام جسم پر بہی رکہے ہین اور ہر روز تصور مین چیزونکو بدلتا جاتے جب یہہ تصور بخوبی قائم
ہونیلگے اوسوقت عالم تصور مین ذرا ذرا آنکھہ کہولنی شروع کرے اور رفتہ رفتہ تصور مین آنکھہ کہولنے کو زیادہ
کرتا جاتے جب اسقدر کیفیت حسب دلخواہ حاصل ہو تو اسکی تصدیق کی فکر کرے یعنے تصور کیا کہ اسجگہہ ایک
لوٹا رکہا ہے اور ایک چہڑی ہاتہہ مین لیکر اوسی خیالی لوٹے پر لگاتے پہلے کچہہ معلوم نہوگا اخرکار اس
ضرب سے ایسی آواز آئیگی کہ اوس مکان کے سب لوگ سنکر بہت حیران ہونگے پہر **مرحلہ دوم** کی فکر کرے
اور اپنے تصور کا اثر ذی روح پر پہونچائے اسکی یہہ ترکیب ہے کہ چند پیالہ ہاتے گلی مین جو بو دے جب درخت
اوگین تو ایکدرخت پر نظر جماکر یہہ تصور کرے کہ یہہ درخت سب سے بڑا ہے اور مین اپنے تصور سے اسکو بڑہاتا ہون
اسیطرح دو تین بار تصور کرکے اوسکا امتحان کرے دراصل وہ درخت اور درختون سے بڑا ہو جائیگا اسیطرح کسی درخت پر
نظر جماکر چہوٹا کرنا شروع کرے وہ چہوٹا ہوجائیگا مگر مرحلہ اول کی مشق ترک نکرے **مرحلہ سوم** یہہ ہے کہ گلہری
یا چوہے یا چہوٹے چہوٹے پرند جانورونکے بچون کو سامنے رکہکر کسی چیز سے حرکت دے کہ وہ بہاگین پہر
نظر جماکر تصور کرے کہ یہہ چل نہین سکتا اور کسیکو حرکت دیکر تصور کرے کہ یہہ بہاگتا ہے جب اسکی تصدیق
ہونے لگے تو اس قسم کے چہوٹے جانورون پر بہی عمل شروع کرے اسیطرح اوس سے بڑے جانور پر نظر جماتے
رفتہ رفتہ جب گربہ و سگ کی نوبت گذر جائے اوسوقت آدمیونکے بچونپر اسطور سے عمل کرے کہ کسی چہوٹے
لڑکے کو چارپائی پر ایستادہ کرکے کسی چیز کیطرف مخاطب کرکے تصور سے گرائے جب وہ بہی گرنے لگے تو کچہہ
فاصلہ سے شروع کرے اور بتدریج دور ہوتا جائے جب بیس تیس قدم کی نوبت آئے تو اوس سے بڑے
لڑکون پر اور پہر جوان آدمیون پر مشق بڑہائے کبہی گرائے اور کبہی اوٹہائے اور نظر ملاکر تصور کرنیکی
ضرورت نہین صرف اسکا دیکہنا کافی ہے اور ایسی حالت مین کسیکو بیہوش نکرے اور شاید بیہوش ہوجائے
تو اپنے تصور سے پہر ہوش مین لائے اگر ان تصورات کی تعمیل مین عرصہ گزرے تو گہبراکر ترک نکرے
اور اسمین مرحلہ اول و دوم کی مشق بہی کرتا رہے **مرحلہ چہارم** یہہ ہے کہ جب مرحلہ سیوم تک بخوبی
مشق حاصل ہو اوس حالت مین پہر تنہا بیٹہکر یہہ تصور کرے کہ مین اسوقت فلانے محلہ مین فلانے
دوست کے مکان پر گیا ہون اور وہان کی کیفیت دیکہہ رہا ہون لیکن شرط یہہ ہے کہ وہ مکان
بخوبی دیکہا ہوا ہو اسیطرح چند مکانات کا جو ایکسے ایک باہم فاصلہ رکہتے ہون تصور کیا جائے جب اسکی
تصدیق ہونے لگے تو اپنے تصور کو ایک شہر سے دوسرے شہر مین لیجائے مگر اوس شہر سے یا اوسکی
سمت سے صحیح خبر رکہتا ہو اور شہر کے حالات بخوبی مشاہدہ کرے اور اسی مرحلہ مین نئے مکان مین اندر جانیکا تصور اوس

کبھی بند صندوق کے اندر کا تصور اور حجرہ مقفل کے اندر کا تصور اور انسان کے شکم کے اندر کا تصور کیا کرے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ مرحلہ چہارم و پنجم کبھی آنکھ کھولکر نکرے ورنہ اوسکی تکمیل دشوار ہے اور اول و دوم و سوم کی مشق بھی فروگذاشت نکرین جب ان چارون مرحلون کی مشق مین تکمیل حاصل ہوجائے اوسوقت مرحلہ پنجم کی فکر کرے وہ یہہ ہے کہ اگر روز جمعہ ہو تو تصور کرے کہ مین بروز فردا یعنی شنبہ کو فلانے مقام پر گیا ہون مگر اس تصور مین کسی حالات کا تصور اپنے دل سے قائم کرکے نکرے بلکہ اوس روز کی جو کیفیت نظر آئے اوسکو اوسی حالت مین کہنا شروع کرے جسقدر نظر آئے اوس سے زیادہ کوئی بات نکہے غرض جب کیفیت فردا بخوبی نظر آنے لگے تو اسیطرح پس فردا کا تصور کرے اور رفتہ رفتہ اس تصور کو بڑہاتا جائے آخر بڑہتے بڑہتے نوبت یہانتک پہنچیگی بلکہ سالہا سال کی آئندگی اسکا نام پیشین گوئی ہے جسوقت شہزادے نے یہانتک سحر عزم کا بیان فرمایا ایک شخص روسیہ کبری کا رہنے والا جسکو سحاثیس کے لقب سے ملقب کرتے تھے حاضر دربار تہا کہنے لگا کہ اے بلند اقبال فرخ فال بہلا یہہ تو فرمائے کہ فریمیسن لوگ بہی کسی طلسم یا غیب دانی یا پیشین گوئی وغیرہ مین مداخلت رکہتے ہین یا نہین اور اسقدر کس چیز کو پوشیدہ و مخفی کرتے ہین کہ حالت خوف وطمع اور امید و بیم مین بہی زبان پر نہین لاتے خسرو پیروزی نے کہا آپ جبتک بذاتِ خود فریمیسن نہو گئے زنہار مفصل احوال معلوم نہین ہوسکیگا اگرچہ فریمیسن کہ جسکو عوام فرامشن کہتے ہین مرکب توصیفی ہے اسکے لغوی معنی آزاد معمار مگر اصطلاح مین معنی مقبول بارگاہ کبریا اور اس کارخانہ کا نام زبانِ ہند مین لاج گھر ہے جو اس کارخانہ کے خیرخواہ ہین وہ اسکی کمال تعریف کرتے ہین اور جو اسکے بدخواہ ہین وہ ہمیشہ اسکی تضحیک و تحقیر کے درپے رہتے ہین کوئی کہتا ہے کہ اسکے برابر حق ایمان کہین نہین کوئی اسکو بالکل حرکت شیطانی جانتا ہے بعضے اسے نیکی کا اثبات لباب سمجھتے ہین اور بعض اسکو دنیا کی کل برائی قرار دیتے ہین مگر اسمین شک نہین کہ کوئی نکوئی بات ایسی ضرور ہے کہ جسکے لئے لوگ صرف کثیر اور محنت شاقہ بکمال خوشی گوارا کرتے ہین ان لوگونکے لباس اپنے کارخانے مین عجیب و غریب ہوتے ہین تمام جواہرات اور تمغے انکے گلو مین لٹکتے ہین اور فریمیسن گھر سے جو تمغہ کسیکو عطا ہوتی ہے وہ نہایت غنیمت اور بڑی نعمت سمجھی جاتی ہے انگریزی لاج گہرون مین ملکی یا مذہبی امور کا کچھ چرچا نہین رہتا مگر مشہور ہے قوم عیسائی اسسے بڑے نالان و شاکی ہین اور لطف یہہ ہے کہ صاحبانِ انگریز اور اچھے اچھے عالم و فاضل اس عقیدہ خاص کے معتقد بکثرت ہین اور کسی ملت و مذہب پر منحصر نہین ہے سب لوگ اس عقیدے والے ہین داخل ہوسکتے ہین اپنا بہید کسیسے نہین کہتے اور ایک دوسرے کو بہائی کہتے ہین اور باہم الفت رکہتے ہین لیکن عورت اور غلام اور مشرک اور غیر اہلِ کتاب اور قوم ہنود اور حرامی کو فریمیسن نہین کرتے جسوقت جلسہ فریمیسن کی گفتگو شروع ہوتی ہے تو ایک بڑے کمرے مین چند اشیا بطور نمونہ کے منبر پر جنکو نظر عبرت سے حضرت پروردگار کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرتے ہین پہلے جلسہ فریمیسن کا ماسٹر ٹوپی اوتار کر کہتا ہے کہ لاج گہر کہولا گیا بنام مقدس سینٹ جان

پوچھنا کے کوئی گالی اور قسم اور غیبت وغیرہ بری بات نکرے میر مجلس کا نام گرینڈ ماسٹر اوسکے دو ماتحت کا نام جونیر واڑدن اور سینیر واڑدن ہے پہر کتاب مقدس وہانسے کہولیجاتی ہے جس مقام پر پوچھنا ذکر ہے اور آغاز گفتگو کا اسطرح ہوتا ہے کہ خیرات نام ہے دوا اور باہم حلم و بردباری رکھو پہر سب ملکر اوس پیر کو عزت کی آنکہہ سے غور کرکے آپس میں شریک ہوکر اونکی نسبت گفتگو کرتے ہیں وہ گفتگو ایک معنی رکھتی ہے کچھہ پاگلونکی طرح باتیں نہیں کرتے اور نہ اوسوقت کوئی جادو یا طلسم وغیرہ عمل میں لاتے ہیں اور نہ سحر و افسون کا گمان غلط ہے بلکہ وہ ایک سمت مقرر کرکے خدا کی عبادت بجالاتے ہیں اور اوس پیر پر کئی چیزیں ہوتی ہیں چنانچہ تین شمعیں روشن کرکے چاند اور سورج اور زمین فرض کرتے ہیں اونکے دیکھنے سے خدا کی عظمت و کبریائی معلوم ہوتی ہے آدمی کی کہوپری اس غرض سے رکہتے ہیں کہ آج جو سرتاجور ہیں کل وہ خاک میں ملے ہوئے ہونگے غرضکہ اسی طرح کچہہ آلاتِ معماری وغیرہ موجود ہوتے ہیں اونسے یہہ مراد ہے کہ محنت و مزدوری میں شرم نکرو اور تین تلواریں رکہی جاتی ہیں یہہ عقدہ لاینحل ہے اسکو وہی حل کرے جو اس جلسہ میں شامل ہوا ہی **مقالیس** جسوقت کوئی شخص فریمسن ہونا چاہتا ہے تو اوسکو ایک تاریک کمرے میں آنکہوں پر پٹی باندہ کر عرصہ تک خاموش تنہا کہڑے رہنا پڑتا ہے اور سب فریمسن اپنا خاص تمغہ اور ساز و سلاح لگائے درجہ بدرجہ شاہانہ دربار میں کہڑے بیٹھے رہتے ہیں میر مجلس ذرا بلندی پر [illegible] رہتا ہے وہان [illegible] کا پہرہ رہتا ہے [illegible] رہتے ہیں غرض خوف و رجا اور بیم و امید بطریق امتحان اکثر ہیں اور جس دین کا وہ شخص ہے اوسی دین کے کتاب کی قسم کہاتا ہے اور نہایت استحکام کے ساتہہ عہد و پیمان کرتا ہے کہ میں یہہ راز کبھی کسی حالت میں فاش نکرونگا اگر مجہے قتل کریں یا جلادیں اور اوس مقام پر بعض عابد و پارسا فریمسن لوگون کے قالب بیجان جنکے زانو و پیشانی پر عبادت کے نشان ہیں عمدہ صندوقون میں مقفل رہتے ہیں وہ اس شخص کو دکہلاتے ہیں اور وہ اڑہائی انچہہ جو اس کا جانا کا اصل مطلب اور مغزِ سخن ہے جسکے سے اوسکے کانمین پہونکدیتے ہیں اوسوقت یہہ شخص فریمسن ہوجاتا ہے یہہ لوگ جو ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں صرف آنکہہ کی پتلی کا اشارہ ہے کچہہ کشف و کرامت نہیں اور جسوقت کوئی فریمسن ہونیکا قصد کرتا ہے تو اول اوسکو تیس روپے سے سو دو سو روپے تک داخل کرنا لازم ہے بعضے دفعہ ایک سال میں ہزار ہزار آدمی فریمسن ہوا کرتے ہیں اور سب کے سب نہایت محبت و ہمدردی سے باہم اپنی اوقات عزیز بسر کرتے ہیں اس سے زیادہ بیان کرنا نہیں اصل حال کہلجاتا ہے اسلئے خاموش ہوتا ہون

یہہ سنتے ہی ہر جانب سے صدائے سبحان اللہ و بحمدہ بلند ہوئی شہریار
عالیوقار نے فرزانۂ روزگار کو مع شہزادۂ والا تبار
کمال اعزاز و افتخار سے رخصت فرمایا دربار
برخاست ہوا

باب ہشتم موسوم بہ عقل سوم

مؤلف

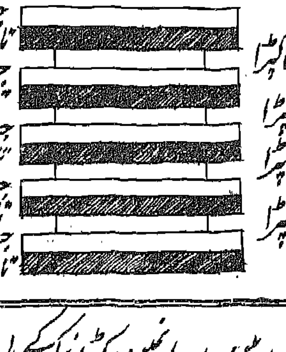
نئے نئے ہین تصور نئے نئے ہین خیال ۔ نئے نئے ہین تکلم نئے نئے مضمون
کہین ہے لمعۂ برقِ تجلیِ انوار ۔ کہین ہے جلوۂ مہ بنور گردون
نقاب دور ہے ہرچند روئے لیلیٰ سے ۔ کہان سے لائے مگر کوئی دیدۂ مجنون
مری نگاہ سے کر صنعتون کا نظارہ ۔ مشاہدہ ہو جو نیرنگِ دہر بوقلمون

جسوقت انجمن امتحان سے شہزادۂ نامدار ہمراہ معلم عالیوقار مدینۃ العلوم ودار الفنون مین جلوہ افروز ہوا اوستاد فرخ نہاد نے ناخنِ زبان اسرار بیان سے عقدۂ ہمہ رازِ معلی کو اسطرح کشایش دی کہ اے خسرو پرور اب ہم تمہارے مزاج حکمت پسند کو اس قابل پاتے ہین کہ ہنرہائے عجیب وصنعت ہائے غریب کی کیفیت اور اصل حقیقت سے واقف آگاہ کرین کہ ذہن چالاک کو برق جولانی حاصل ہو اور عنقائے طبیعت کو منصب بلند پروازی ملے شعر وقت است کہ گل بر فگند پردہ زرخ باز ٭ زان سان کہ زفانوس چراغے بدر آید ٭ مخفی نرہے کہ زمانہ حال مین فرنگستانی فیلسوفون نے ہزارہا فنون بدیع ونادر ایسے ایجاد واختراع کئے ہین کہ اونکو بہی عالم طلسمات مین محسوب کرنا لازم ہے مگر چونکہ ہم لوگ اکثر اونکے مشاہدات کے عادی ہوگئے اسواسطے کل جدید لذیذ کا لطف مساوات ہوگیا چنانچہ تار برقی اور دہوئین کی گاڑی اور جہاز دخانی اور تصویر عکسی اور بجلی کا لمپ وغیرہ کہ فی زماننا مروج ہین انکے احوال سے واقف ہونا ضرور ہے اول ہم تار برقی کی کیفیت مختصر طور پر بیان کرتے ہین کہ تمہین سمجھنے مین دقت واقع نہو

تار برقی کی کیفیت

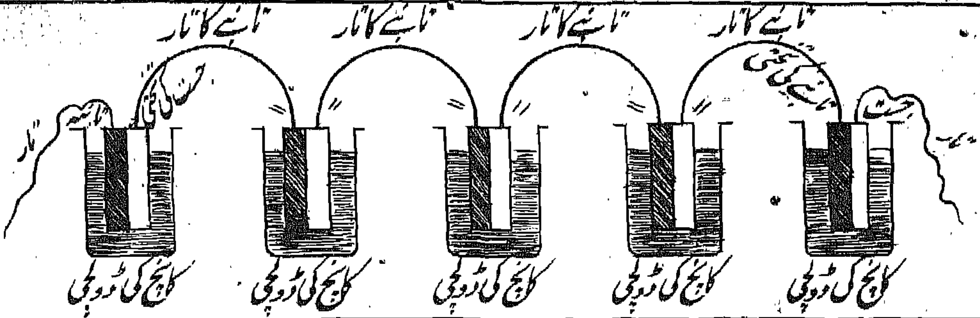
یہہ تار آہنی جو کہ سابق مین بانسون اور تہمون پر لگایا گیا تہا اور فی الحال اسکے واسطے ستون آہنی ہوگئے ہین اسکا نام زبان انگریزی مین ٹلی گراف ہے اور اس سے پہلے ہندوستانیون کی نظر سے اسملک مین کبہی نہین گذرا تہا مگر اہل یورپ نے اسکو مروج کیا اگرچہ عوام الناس اسکو ستونون پر رکہا ہوا دیکہتے ہین اور یہہ بہی جانتے ہین کہ اسکے ذریعے سے دور ودراز کی خبر بہت جلد آسکتی ہے مگر حقیقت حال سے ایسے ناواقف ہین کہ جسوقت یہہ ابتدا مین تیار کیا گیا تہا تو بعضے گمان کرتے تہے کہ اس تار پر ایک پتلی کل کے زور سے دوڑیگی اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر خبر لیجایا کریگی اور بعضے خیال کرتے تہے کہ تار اندر سے خالی ہے اسمین کوئی چیز سیال جیسے پانی وغیرہ کیطرح سے رقیق ہوگی اوسکے بہنے سے ایک جگہہ کی خبر دوسری جگہہ پہونچ جائیگی اور اکثر لوگونکو اصل مطلب مین بہی مدتون شک واقع رہا اور کہتے تہے کہ اسقدر جلد خبر کی آمد ورفت محال ہے یہہ تار سرکار نے کسی ایسے کام کیواسطے لگایا ہے

که اوسکا مطلب سواے اہلکاران سرکاری کے اور کوئی نہین جانتا اسطرح ہر ایک اپنی راے کے موافق جداگانہ بیان کرتا الغرض یہہ تار برقی ہندوستان مین اول سنہ ۱۸۵۴ عیسوی کو بمبئی سے آگرہ تک جاری ہوگیا تہا اور وہ آلات و اسباب وغیرہ جو مقامات مختلف پر موجود ہین اوسکی ماہیت اصلی سے اہل ہند بہت کم واقف ہے اور جس طریق سے باہم خبر رسانی کا سلسلہ جاری تہا ہرگز آگاہی نرکہتے تہے جبکہ سنہ ۱۸۵۷ مین غدر برپا ہوا تو باغیان ناعاقبت اندیش نے اوسکو جابجا شکستہ و گسستہ کردیا مگر جبکہ اقبال عدومال **ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا فرمانرواے انگلستان نے** آتش فساد کو آب انتظام سے منطفی کردیا تو بار دیگر اسکی مرمت و درستی کا سرانجام ظہور مین آیا اسے خرد پرور اگرچہ ابتک یہہ کسیکو نہین معلوم کہ مادہ برقی کیا شے اور اوسکی اصل ماہیت کیا ہے لیکن حکیموں نے اسکی بعضی قوتین اور خاصیتین اور مادہ پیدا کرنیکی راہین دریافت کرکے اوسکو اکثر مطالب مین مستعمل کیا ہے اور اثر کہربائی یعنے بجلی کی قوت دو قسم سے **اول قدرتی** جیسے بادل کی بجلی یا بعضی مچھلیون مین پائی جاتی ہے **دوم مصنوعی** جو انسان اپنی کاریگری یعنے صنعت سے نکالتا ہے انسانکا نکالا ہوا بجلی کا مادہ کتنے ترکیبون سے پیدا ہوتا ہے **اول** دلک یعنے رگڑنے سے **دوم** گرمی سے **سوم** کئی چیزونکو ایک خاص ترکیب کے ساتھہ ملانیسے چنانچہ قسم سوئم سے ہی بنک کے کارخانہ مین جاری ہے اور ابتدا اسکی اسطرح پر ہوئی کہ **حکیم گیلوینیہ** کو یہہ امر اتفاقیہ دریافت ہوگیا تہا کہ اگر دو مختلف قسم کی دہاتونکے ٹکڑونکو باہم ملاکر ایک ہاتہہ سے ایک دہات کو اور دوسرے ہاتہہ سے دوسری دہات کو چہوئین تو ایکطرحکا خفیف سا صدمہ محسوس ہوتا ہے یا اگر اونکو زبان پر رکہین تو ایک قسم کا مزا جو دونون دہاتونکے مزے سے علحدہ ہو پایا جائیگا مثلاً ایک روپیہ زبانکے نیچے اور اونہاہی بڑا ٹکڑا جست کا زبانکے اوپر رکہکر اونکے سرے دونونکو ایکطرف سے ملانیسے ایک قسم کا مزا جو سابق مین دونون ٹکڑونکے سونہہ مین رکہنے سے پیدا نہین ہوا تہا محسوس ہوجائیگا اسیطرح اگر جلد جلد اون ٹکڑونکو ملاکر علحدہ کرین تو وہ کیفیت زیادہ تر محسوس ہوتی جائیگی حکیم گیلوینیہ نے دریافت کرتے ہی دہاتون کے دو دو ٹکڑون کے بہت سے جوڑے لیے اور بہیگے ہوے کپڑے کی تہہ دیکر باہم ملاتے تو زیادہ طاقت دیا یا یعنے دونون ٹکڑون کے سرے کو چہونیسے بہت سا صدمہ محسوس ہوا چنانچہ اونکا نقشہ یہہ ہے



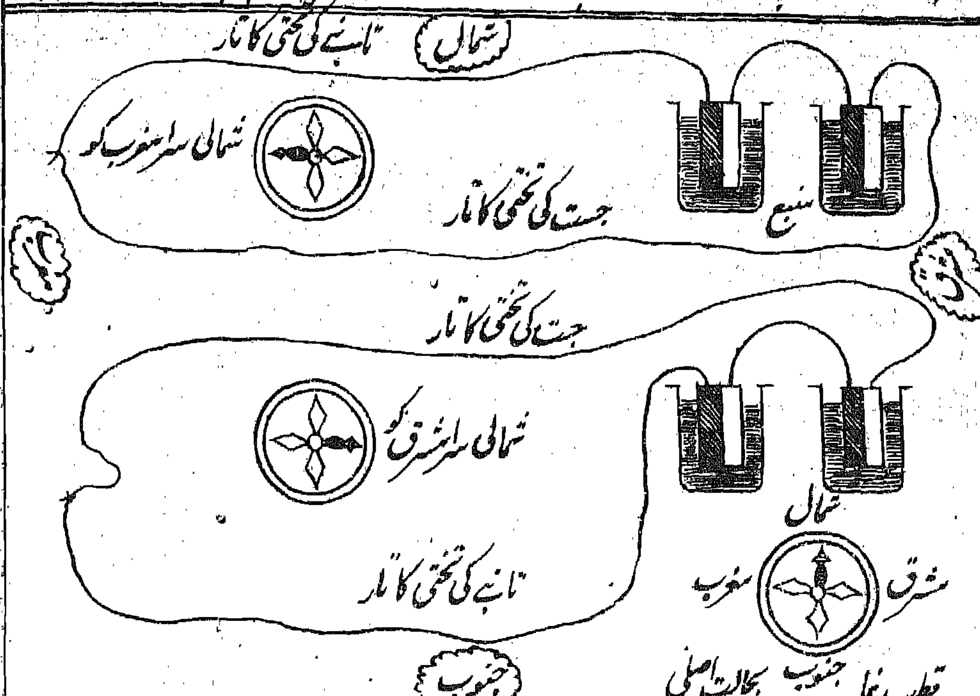
اسمین تانبے اور جست کے دو دو ٹکڑے ہین اور اونمین کپڑا نمک کے پانیسے بہیگا ہوا رکہا ہے اسکے اوپر اور نیچے

تختیونکو چہونیسے خفیف صدمہ حاصل ہوتا ہے اوسکے بعد اسمین یہہ اصلاح ہوئی کہ جست اور تانبے کی تختیون کو جدا جدا گلاسون مین یعنے کانچ کی ڈولچیون مین رکہکر بہیگے کپڑے کے بدلے نمک یا نیلے تہوتہے کا پانی یا گندہک وغیرہ کا تیزاب بہت سا پانی ملا ہوا اوسمین ڈالا گیا اور تانبے یا پیتل کے تار سے ایک ڈولچی کے جوڑے کو دوسری ڈولچی کے جوڑ سے اسطرح ملا دیا کہ ایک کنارہ تار کا ایک ڈولچی کے تانبے کے ٹکڑے مین جہالا اور دونون کنارونکی ڈولچیونمین جو دو تانبے اور جست کی تختیان باقی رہین اونمین جدا جدا تار جہالے جیسے اس نقشے سے ظاہر اسکا ہے



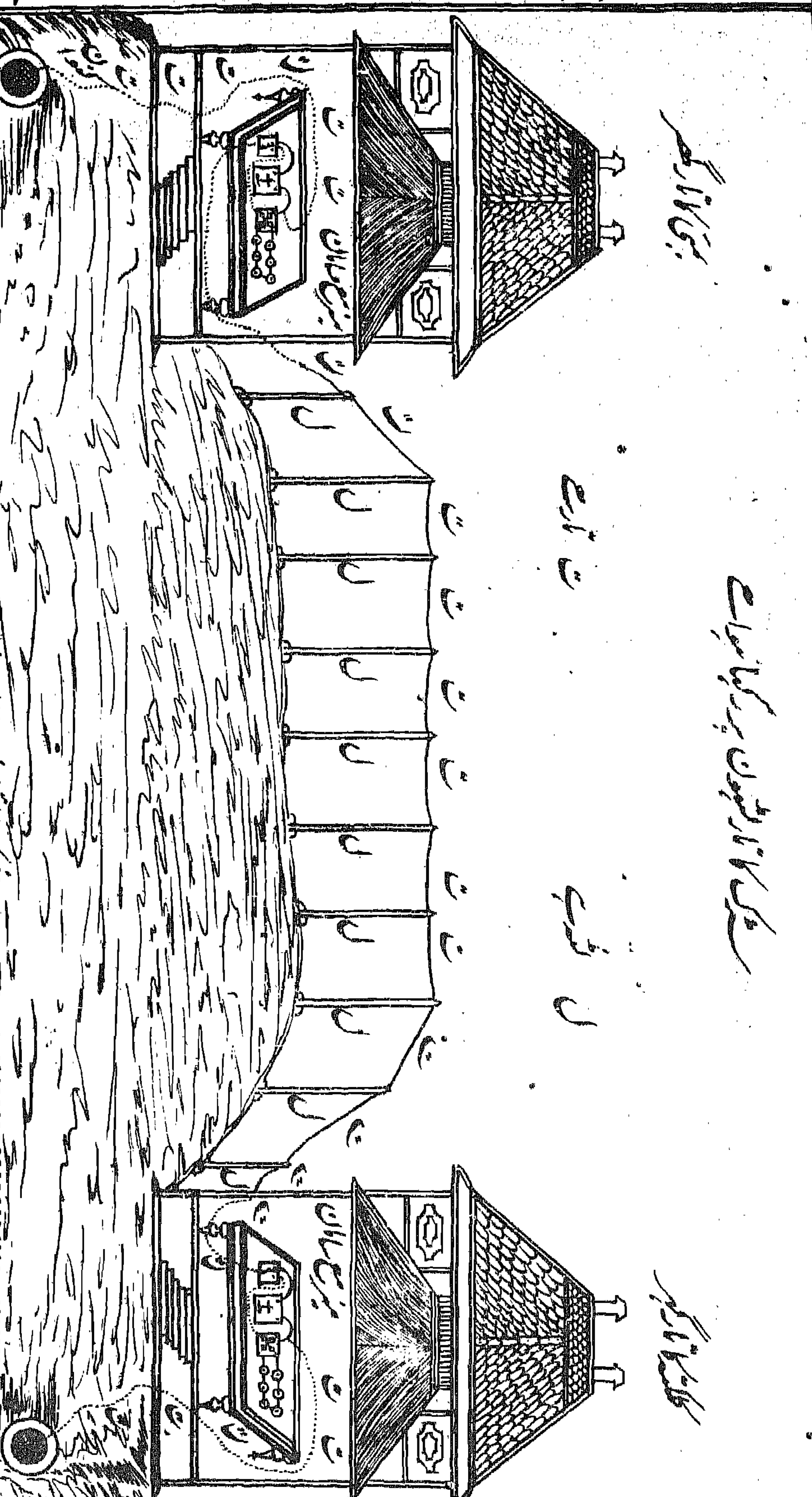
اس ترکیب مین بہت سے فائدون کے علاوہ دو فائدے بہت بڑے حاصل ہوئے ایک تو ڈولچیونکی تعداد زیادہ کرکے بجلی کی قوت بڑہانیکا اختیار رہا اور دوم یہہ کہ کنارونکے تارونکو دراز کرنیسے جہانتک چاہین کہربائی کا اثر لیجا سکتے ہین یعنے سابق مین جو پیچہے اوپر فلزات کے ٹکڑونکو چہونیسے تاثیر محسوس ہوتی تہی اب ان تارونکو جو اوپر نیچے کے ٹکڑون سے دونون کنارون پر ملحق ہین چہوتین تو وہی اثر حاصل ہوگا الغرض جبکہ ایسا آلہ قوت کہربائی کا ترقی بخشنے والا حاصل ہوا تو حکمائے کہربائی کے خواص دریافت کرنیکی طرف توجہ کرکے بہت سے مفید خواص دریافت کیے چنانچہ دونون تارونکو جو کنارونپر ہین ملانے یا پاس لانیسے چٹخ یا چنگاری پیدا ہوتی ہے اور بعد ملا دینے کے کچہہ کیفیت معلوم نہین ہوتی مگر دونون تارونکو علیحدہ کرکے پہر ملائین تو پہر ویسا ہی اثر محسوس ہوگا اور ہر بار جدا کرکے ملانیسے وہی چٹخ اور چنگاری پیدا ہوگی اور جب ایک تار کو ایک ہاتہہ سے اور دوسرے تار کو دوسرے ہاتہہ سے چہوئین تو اوسوقت بہی یہی اثر محسوس ہوگا کیونکہ وہ اثر ایک تار مین ہوکر انسان کے بدنکی راہ سے دوسرے تار مین پہونچ جاتا ہے اسیطرح ایک تار کو زمین مین گہرا گاڑدین اور دوسرے تار کو بہی گہرا کہودکر زمین مین ملائین تو ملانے کیوقت وہی چنگاری اور چٹخ پائی جائیگی اور سبب اسکا یہہ ہے کہ اثر ایک تار مین سے زمین مین جاتا ہے اور زمین کے نیچے نیچے دوسرے تار کے سرے پر ہوکر پہر تختیون تک ڈولچی مین آجاتا ہے اور جسوقت دونون تار باہم بلا واسطہ یا زمین وغیرہ کے وسیلے سے ملے ہوئے ہون اور قوت کہربائی اونمین گردش کررہی ہو اوسوقت اگر قبلہ نما کی سوئی جو ہمیشہ شمال و جنوب رہتی ہے تار کے نیچے رکہی جاوے تو شمال و جنوب نرہیگی بلکہ مشرق و مغرب ہو جائیگی اور اگر جست کی تختی کا تار اوپر رکہا جاوے اور تانبے کی تختی کا تار نیچے ہو تو سوئی کا شمالی سرا مشرق کو پہر جائیگا اور جب

تانبے کی تختی کا تار اوپر اور جست کی تختی کا نیچے ہوگا تو وہی شمالی سرا مغرب کو پہر جاوےگا چنانچہ اس شکل سے ظاہر ہے

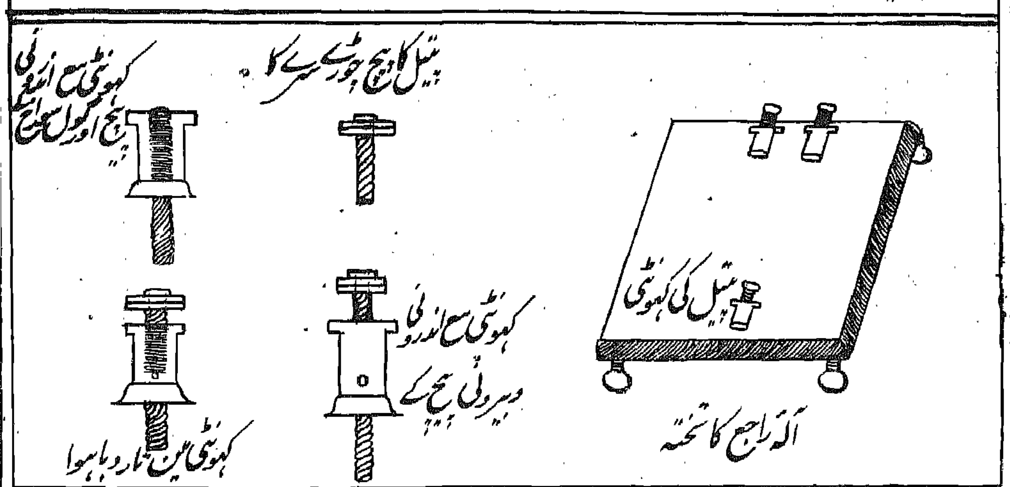


اس بیان سے ظاہر ہوا کہ دونون تارونمین ایکطرحکی کہربائی نہین بلکہ دوطرحکی ہے اور اختلاف خواص کے سبب سے اوس کہربائی کا نام جو جست کی تختی مین ہوکر اوسکے تار ملحقہ کی راہ سے نکلتی ہے کہربائی موجبہ رکہا ہے اور اوس کہربائی کا نام جو تانبے کی تختی مین ہوکر اوسکے تار ملحقہ کی راہ سے نکلتی ہے کہربائی سالبہ رکہا ہے اور ایک عمدہ بات یہہ ہے کہ اگر کسی لوہے کی سلاخ پر تانبے کا تار سوت خواہ ریشم سے لپٹا ہوا لپیٹا جاوے اور اوس تار کے دونون سرونکو دونون تارونکے سرے سے جو اخیر کی ڈبیون کے تانبے اور جست کی تختی مین جلے ہوئے ہین ملادین تو وہ لوہا جسپر ریشم سے ڈہکا ہوا تار لپٹا ہے قوت مقناطیسی پیدا کریگا یعنے اور لوہونکو اپنی طرف جذب کریگا پس اگر وہ لوہا کچا اور نرم ہے تو اوسمین قوت مقناطیسی اوسوقت تک رہیگی کہ جبتک وہ اوس سے ملحق ہے اور جو وہ لوہا پکا اور سخت ہے تو ڈبیونکے تار سے علحدہ کر لینے کے بعد بہی اوسمین قوت مقناطیسی قائم رہیگی اس ترکیب سے اسپات اور فولاد کے مصنوعی مقناطیس بن سکتے ہین اور ایک عجیب خواص یہہ ہے کہ مادہ برقی نہایت جلد چلتا ہے اگر کوئی مزاحم نہو تو جتنی دور لیجاؤ اوتنی دور چلا جائیگا اس خاصہ کے سبب سے بجلی کی قوت ڈاک کے کام کے لئے بہت مفید اور مناسب ہے یعنے ایک مقام سے دوسرے مقام تک تار کے ذریعے سے اوسکا اثر آناً فاناً یا لمک تار سے بہی کم عرصے مین پہونچ جاتا ہے اور اون اشاروں سے کہ جو اثر دریافت کرنے اور حروف کے پہچاننے کے مقرر کرتے ہین عبارت اور فقرے بناکر مضمون دریافت کر لیتے ہین اسے خبر دہندہ وہ اصطلاحی حروف ہم تمہین پہر سمجہائینگے مگر پہلے خبر رسانی کا سامان اور اوس کی ترکیب سمجہاتے ہین یاد رکہو کہ تار

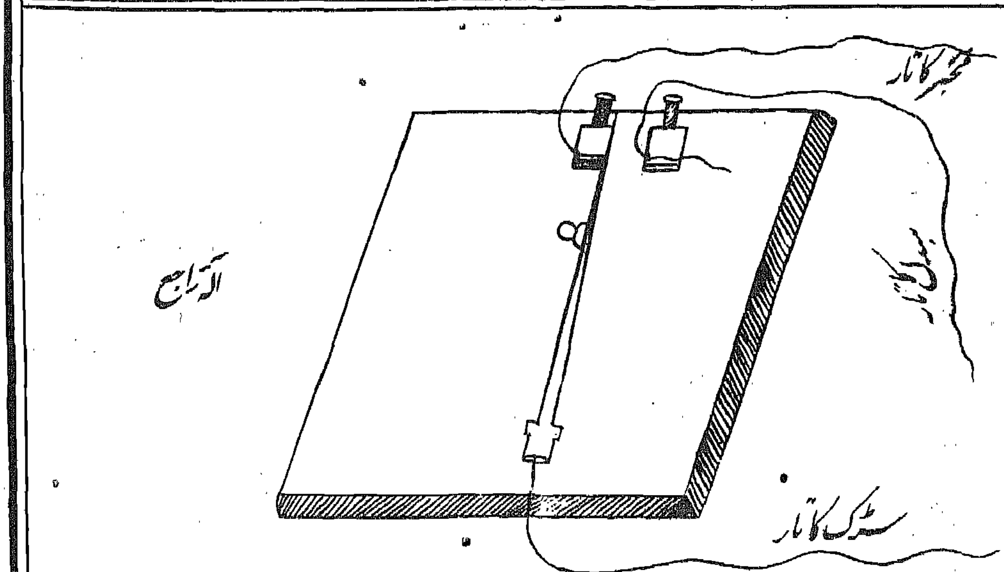
جس وقت پیشتر ملک ہندوستان میں لگایا گیا تو اس کے ساز و سامان کی یہہ صورت تھی



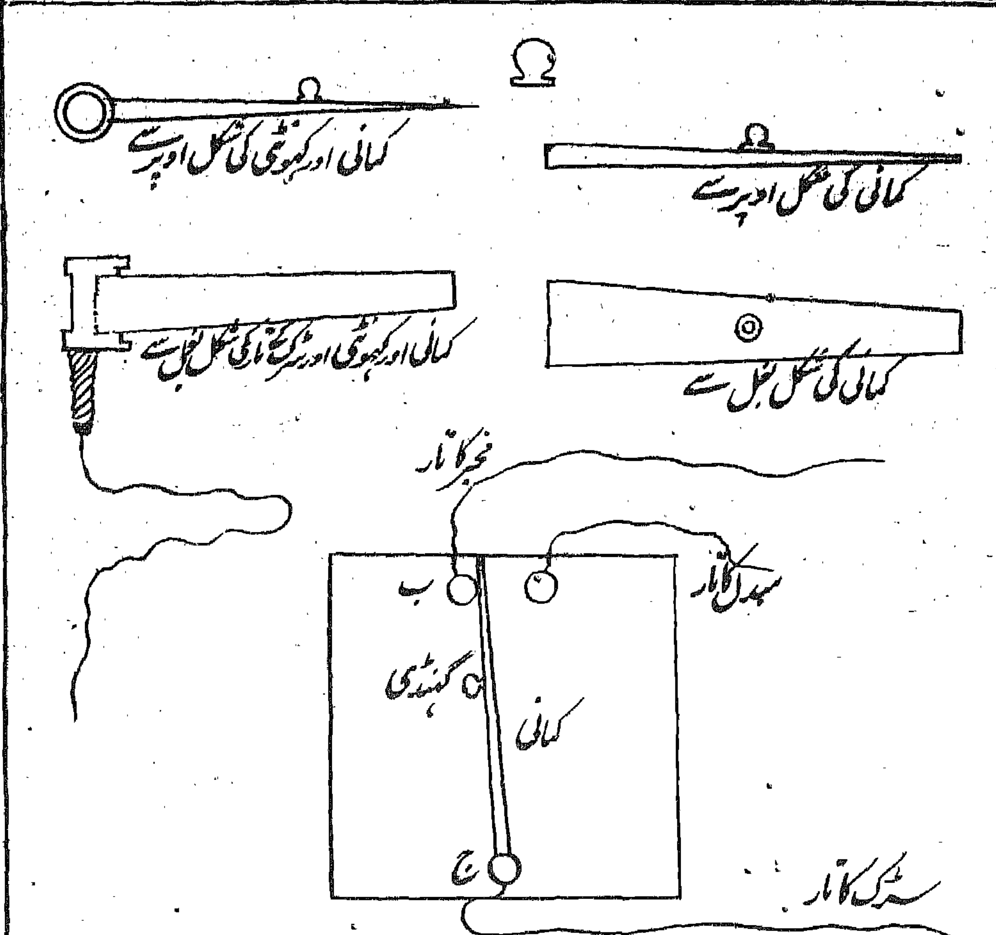
یہہ سب جو تار گہر کے بنگلے مین موجود ہے اسپر چار آلے خبر بہیجنے کے رکہے رہتے ہین اول کا نام مشیع ہے اور دوسرے کا نام مبدل ہے اور تیسرے کا نام مخبر ہے اور چوتہے کا نام راجع ہے جو لوہے کا تار سڑک پر لگا ہے اوسکا ایک سرا ایک تار گہر مین اور دوسرا سرا دوسرے تار گہر مین میز کے اوس آلے سے جسکا نام راجع ہے ملا رہتا ہے اول ہم راجع کا بیان کرتے ہین یہہ آلہ کسی پکی اور خشک لکڑی کا صرف ایک چوکور تختہ چہہ انچہہ مربع اور ایک انچہہ کا دل ہوتا ہے اوسمین تین کہونٹیان پیتل کی جمی ہوتی ہین ان کہونٹیون کے اوپر کی طرف اندرونی پیچ کہدا ہوتا ہے اور پیچ کے انتہا پر وار پار ایک سوراخ گول ایسا ہوتا ہے کہ جو تار اوسمین ڈالکر پیچ کسدین تو وہ کہونٹیون سے خوب وصل ہو جاتا ہے اس آلہ مین دو کہونٹیان ایکطرف اور ایک کہونٹی دوسری جانب ہے



راجع کے ایکطرف کی دو کہونٹیون مین دو تارون کے سرے پیچ سے دبے ہوئے ہین اور دوسرا سرا ایک تار کا مخبر سے اور دوسرے تار کا میز کے نیچے ہو کر مبدل سے ملا رہتا ہے اور تیسری کہونٹی مین نیچے کی جانب سڑک کا تار میز کے نیچے سے آکر ملتا ہے اور اس کہونٹی مین ایک سپات کی نوکدار کمانی جہلی ہوتی ہے اس طرح

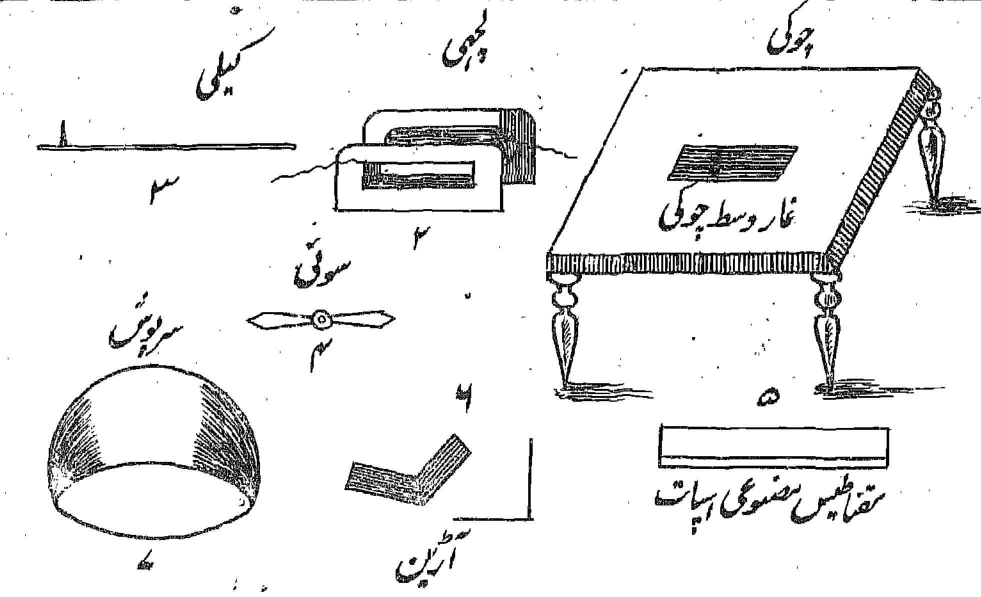


یہہ کمانی پانچ انچہ کے قریب لنبی اور آدہ انچہ کی چوڑی اور اسکے درمیان ایک چھوٹی سی گھنڈی ہاتھی دانت کی اول کی دونوں کھوٹیوں مین سے اوس کھوٹی کے رخ پر ہوتی ہے جسمین مخبر کا تار آکر دبا ہے حالتِ اصلی مین یہہ کمانی ہمیشہ اسی کھوٹی سے ملی رہتی ہے اور جب اس کمانیکے ہاتھی دانت کی گھنڈی کو دباتے ہین تو یہہ کمانی دوسری کھوٹی سے جسمین مبدل کا تار آکر لگا ہے لجاتی ہے چنانچہ ان شکلون سے ظاہر ہے



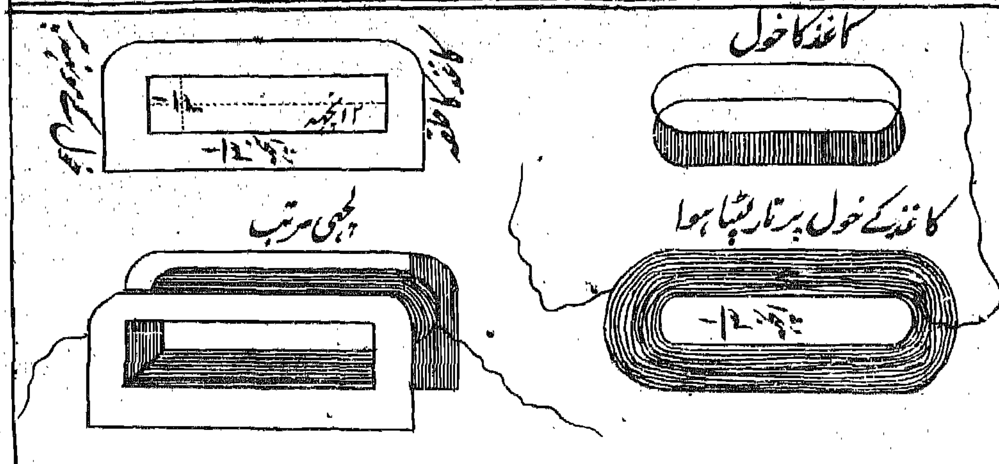
راجع کا فایدہ یہہ ہے کہ خبر کی آمد کے وقت بجلی کا اثر سٹرک کے تار کے وسیلے سے تیسری کھوٹی ج پر پہونچتا ہے اور وہان سے کمانی کے سبب دوسری کھوٹی ب پر پہونچکر تار ملحق کی معرفت مخبر پر اثر کرکے قطب نما کی سوئی کو داہنے بائین حرکت دیتا ہے لیکن خبر بھیجتے کیوقت ہاتھی دانت کی کھوٹی کو اونگلی سے دبا کر کمانیکو اول کھوٹی اسے ملاتے ہین تو بجلی کا اثر منبع سے مبدل مین ہوکر تار کے ذریعے سے اگلی کھوٹی تک آتا ہے پہر اسمین سے کمانیکی راہ سے تیسری کھوٹی ج اور سٹرک کے تار پر ہوکر دوسرے شہر کے راجع کے ذریعے سے وہان کے مخبر پر پہونچکر اوسکی سوئی کو حرکت دیتا ہے اسیطرح ہر بار حرف بھیجتے کیوقت کمانی کو ہاتھی دانت کی گھنڈی دبا کر پہلی کھوٹی یعنے اسے ملاتے جاتے ہین اور جب خبر منگانی ہوتی ہے تو کمانی کو چھوڑ دیتے ہین کہ وہ خود بخود

دوسری کھوٹی ب سے ملحق ہوکر تار کا اثر اپنے شہر کے مخبر پر پہونچاتی ہے عزیز پرور نے سوال کیا کہ حضرت اس کمانی مین ہاتہی دانت کی گھنڈی نصب کرنیسے کیا فائدہ ہے اور ہم اگر کمانی کو ہاتہہ سے دبا کر ا کھوٹی سے ملا دیا کرین تو کیا قباحت ہے فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اے عزیز اسکا سبب یہہ ہے کہ ہاتہی دانت مین ہوکر مادۂ برقی گذر نہین سکتا یعنے وہ غیر قابل النفوذ ہے لہذا وسپر اونگلی لگاکر کمانی کو دبانیسے اثر بجلی کا اشارہ فہم کے ہاتہہ اور بدن مین ہوکر زمین مین نہین اوتر جانے پاتا بلکہ تیسری کھوٹی ج مین سے ہوکر شہر کے تار پر چلا جاتا ہے انسان کا بدن نہایت سریع النفوذ ہے اسواسطے کہربائی اسکے بدن مین ہوکر بہت جلد نفوذ کر جاتی ہے اے عزیز پرور اسکی کیفیت سے تم بخوبی مطلع ہوچکے اب ہم آلۂ مخبر کا بیان کرتے ہین اس آلہ کے سات پرزے ہین اول چوکی دوم لچھی سوم کیلی چہارم سوئی پنجم مقناطیس ششم آرٹن ہفتم سرپوش چنانچہ ان اشکال سے اونکی کیفیت ظاہر ہے



اول چوکی کا حال معلوم کرو یہہ مہاگنی یا اون کی لکڑی کا چوکور تختہ آٹھ انچہ مربع اور ایک انچہ موٹا جسکے نیچے چار پائے لگے ہوتے ہین بنایا جاتا ہے اس تختہ کے بیچ مین ایک لمبا غار ڈہائی انچہ طول آدہ انچہ عرض اور تہائی انچہ عمق کا ہوتا ہے دوم لچھی اسکی یہہ صورت ہے کہ تانبے کے بہت باریک پچاس فیٹ لمبے تار پر کچا ریشم لپٹیے ہین تاکہ لچھی بنانے مین تار کا ایک ٹکڑا دوسرے سے ملکر مادۂ برقی کی گردش مین جو تار مین ہوکر ہوا کرتی ہے خلل نڈالے اس ریشم کے لپٹے ہوئے تار کو سخت کاغذ یا وصلی کے خول پر جسکی لمبائی دو انچہ اور چوڑائی آدہ انچہ اور درمیان مین فراخی تہائی انچہ کی ہو لپیٹ کر تار کے دونون سرونکو ایک ایک بالشت کے قریب کہلا رکھتے ہین اور اوس کاغذ یا وصلی کے خول کے دونون کنارونکی طرف اوسی قسم کے سخت کاغذ کے ٹکڑے ملتے بطور آڑ کے لگاتے ہین کہ تار خول سے پہر اوتر نجائے اور خول کے جوف کی مطابقت کے لئے تہائی انچہ چوڑا اور دو انچہ لمبا سوراخ ہوتا ہے اور

سوراخ کے چارونطرف کاغذ کی پٹی تہائی انچہہ چوڑی چہوڑتے ہین چنانچہ لچھی اور خول اور حلقون وغیرہ کی یہہ شکلین ہین



خرد پرور نے عرض کی جنابعالی خول پر تار کسطرح سے لپیٹا جاتا ہے اوستاد نے جواب دیا کہ خول کو اسطرح سے ہاتہہ مین رکہنا چاہیے کہ کاغذ کی پٹری کا عرض لپٹنے والیکے سینے کے سامنے رہے اور دونون کہلے ہوئے سرے یمین و یسار رہین پہر تار کو بائین ہاتہہ کیطرف خول کے کنارے پر نیچے سے ملاکر اپنے سینے کے سامنے سے اوپر کیطرف لیجائے اور اسیطرح چکر سے بائین طرف سے داہنی طرف تک ایک کو دوسرے سے ملاکر لپیٹتا جائے جب تک کہ ایک تہہ تار کی چکر پر لپٹ جائے مگر احتیاط رہے کہ لپٹنے مین تار نیچے اوپر نہ پڑے پہر دوسری اور تیسری تہہ کو اسی قاعدے سے لپیٹین یہانتک کہ سب تار تمام ہوجائے اس کل ہیئت مجموعی کا نام لچھی ہے اس طرح

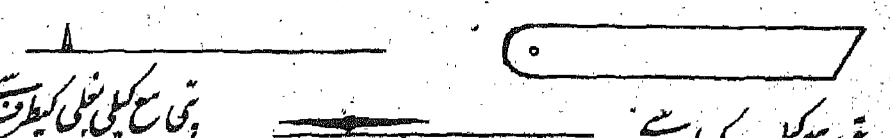


یہہ لچھی نیچے کیطرف سے چوکی کے غار مین اسطرح رکہی جاتی ہے کہ لچھی کے جوف کے نیچے کی سطح چوکی کے تختے کی سطح سے ہموار رہے ذرا بہی نیچی اونچی نہو چنانچہ اگلے تختہ کا تیسرا پرزہ جسکا نام کیلی ہے اسیجگہہ کہا جاتا ہے اور یہہ چوکی مرتب اسطرح رکہی جاتی ہے کہ لچھی کے کہلے ہوئے سوتہہ مشرق و مغرب مین اور لنبائی لچھی کی شمال جنوب چنانچہ لچھی مع چوکی یہہ ہے

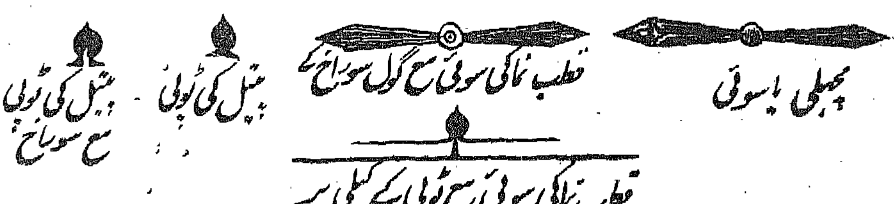


سوم کیلی یہہ ایسبات کی ہے چہوٹی نوک یعنے انچہہ کے آٹھوین حصہ کے برابر لنبی ہوتی ہے اگر اتنا بڑا اسکی سوئی کا ٹکڑا نوک کی

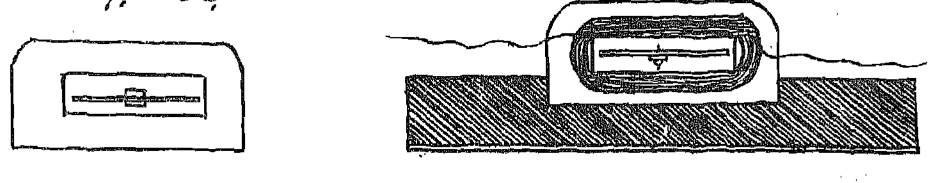
طرف سے ہو تو او سکی بہی بہت خوب کیلی بنیگی اس نوک کو تانبے کی تپلی پٹی پر او سکے ایک سرے کے قریب کہڑی جہال دیتے ہین
پہر تانبے کی پٹی مین انچہہ لنبی آدہ انچہہ چوڑی اور کاغذ کے برابر موٹی ہوتی ہے اور اس کیلی پر قطب نما کی مچہلی یا سوئی رکہتے ہین
پہر تانبے کی پٹی کے اوس سرے کو جدہر کیلی جہلی ہے موٹے کیطرف سے چوکی پر رکہکر اسقدر ڈبی کے اندر سرکا دیتے ہین
کہ کیلی ٹہیک ڈبی کے وسط مین پہونچ جاتے اور اوسکے نیچے ڈہلکی رہے چنانچہ کیلی اور سوئی کی یہہ شکل ہے



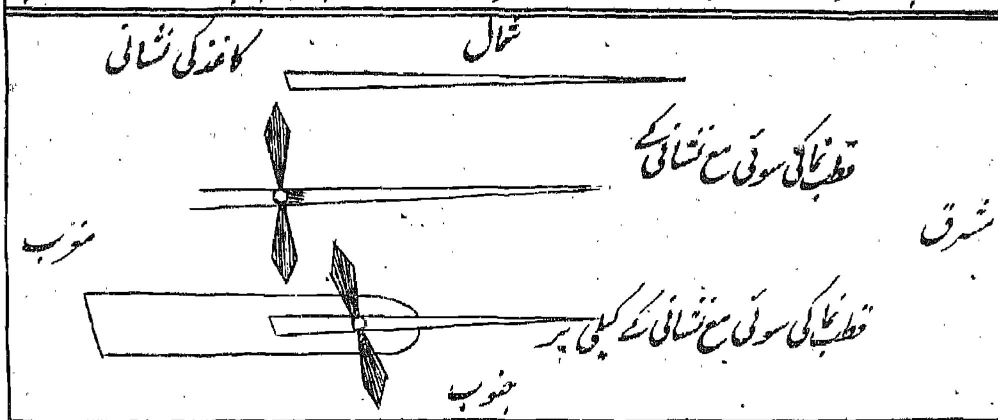
چہارم سوئی پہلے ہم قطب نما بنانیکی ترکیب بیان کرتے ہین قطب نما کی مچہلی ایک انچہہ لنبی اور انچہہ کا بارہوان حصہ
چوڑی کاغذ سے تپلی اسپات کے پتی کی ہوتی ہے اور اسکے وسط مین ایک گول سوراخ کرکے اوسپر پیتل کی ہلکی سی ٹوپی جہال کر
ٹوپی مین ایک گول گڑہا جو نیچے سے مچہلی کے گول سوراخ کے برابر چوڑا ہو اور اوپر کو تنگ ہوتے ہوتے
ایک نقطے پر ختم ہو جاتا بناتے ہین مگر وار پار سوراخ ہونے نجائے لیکن ایسا صاف اور چکنا کہ کیلی کی نوک پر اوسکو رکہنے سے
ہر طرف بہت آسانی سے گردش کر سکے ذرا بہی نہ رکے برابر تلی رہے جیسے ان شکلون سے واضح و آشکار ہے



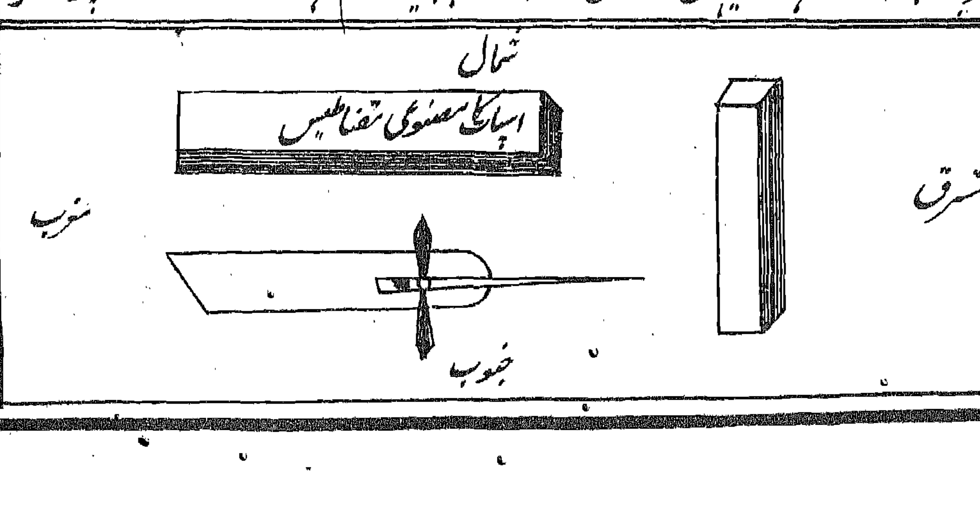
اس سوئی کو اسپات کے مصنوعی مقناطیس پر رگڑنیسے اوس مین بہی مقناطیسی اثر پیدا ہو جاتا ہے اسصورت مین اگر اوسکو
کیلی پر رکہینگے تو سوئی خود بخود گردش کرکے شمال و جنوب کو ٹہیر جائیگی پس شمال کیطرف جو سرا ہے اوسپر کچہہ نشان کر دیا جاتا ہے
اور اسطرف یہہ سوئی جہکیگی اسواسطے جنوبی سرے پر بقدر ضرورت لاکہہ لگا دیتے ہین سوئی اور ڈبی کی یہہ شکلین ہین



چونکہ بجلی کے کارخانہ مین قطب نما کی سوئی جسکی حرکتین معلوم ہوتی ضرور ہین ہمیشہ شمال و جنوب مین لچھی کے نیچے پڑے رہنے سے اوسکی حرکتین دیکھنے مین دقتین واقع ہوتی ہین لہذا سوئی کے وسط مین اوسکے نیچے کیطرف سفید کاغذ کی ایک نشانی شرق و مغرب ہی کے لاکھ سے چپکا دیتے ہین یہہ نشانی دو انچہ لنبی اور ایک سرے پر انچہ کا آٹھوان حصہ چوڑی اور دوسرے سرے پر نوکدار ہیگی گاؤدم ہوتی ہے اسکا موٹا سرا سوئی کے وسط سے نوکدار سرے کی بہ نسبت زیادہ قریب رہتا ہے تاکہ سوئی ایکطرف سے بھاری ہوکر اپنی گردش مین کچھہ فرق پیدا نکرے نشانی کا چوڑا سرا سوئی کے مغرب طرف اور نوک دار سرا شرق کی جانب رہتا ہے چنانچہ ان شکلون کو دیکھو

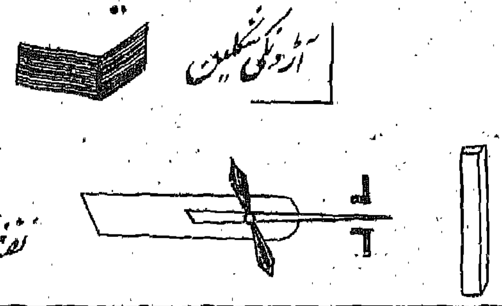


مقناطیس جبکہ نشانی وغیرہ سے سوئی مرتب ہوکر کیلی پر رکھتے ہین اور لچھی کے اندر سرکائی جاتی ہے تو بسبب اسکے کہ بجلی کا قدرتی مادہ جو ہوا اور بادل وغیرہ مین بھرا ہے اور اکثر اپنی مقدار مین بدلتا رہتا ہے سوئی پر اثر کر کے اسکو ایک حالت مین ساکن نہین رہنے دیتا بلکہ مذبذب رکھتا ہے ایک مصنوعی مقناطیس اسپات کا چوکی پر سوئی کے مشرق کی طرف لچھی سے تھوڑے فاصلہ پر لنبا لنبا اسطور سے رکھتے ہین کہ مقناطیس کا قطب شمالی جنوب کی سمت یعنے سوئی کے جنوبی سرے کی طرف اور مقناطیس کا قطب جنوبی سمت شمال یعنے سوئی کے قطب شمالی کیطرف ہو اس مختلف کششون سے سوئی کو جنوبا و شمالا گونہ استقلال کی صورت حاصل ہوجاتی ہے اور یہہ مقناطیس مصنوعی اسپات کا چھہ انچہ لنبا اور آدہ انچہ چوڑا اور پاؤ انچہ موٹا ہوتا ہے اور اسمین اثر مقناطیسی دیے کی اگرچہ اور بہت سی تدبیرین ہین لیکن حسب ترتیب سے ہم قوت مقناطیسی کے چوتھے خواص مین سمجھا چکے ہین اوس طریق سے بھی بن سکتا ہے اور یہہ شکل مقناطیس کی اور اوسکے رکھے جانیکا مقام ہے ان دونون شکلون پر غور کرو



ششم آڑدین اور یہہ اسواسطے ہین کہ جب دوسرے شہر کے منبع مین بجلی کا اثر بکثرت ہوتا ہے تو سوئی کو بہت تیز اور دور کی حرکت سے
اپکیتے ہین یہہ دونون آڑدین سیسے کی ہوتی ہین اور چھی کے مشرقی دہانے اور مقناطیس کے درمیان نشانیکے نوک اور سرے کے دونو طرف
رکہتے ہین انکو سیسے کی پتلی پتی سے جو آدہ انچہ لمبی اور پاؤ انچہ چوڑی ہوتی ہین بناتے ہین اور انمین انتظام ہوتا ہے کہ جب ایک سرا
پتی کا چوکی پر رکہا جاتا ہے تو دوسرا سرا اٹہا ہوکر زاویہ قائمہ پیدا ہوجاتا ہے چنانچہ ان شکلون سے اوس کی کیفیت ظاہر ہے

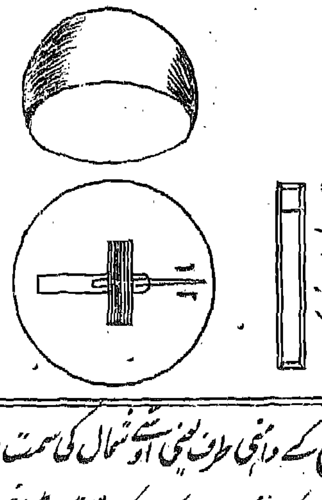
آڑدونکی شکلین



نقشہ آڑدون اور مقناطیس کے پہ جانیکی جگہہ کا

هفتم سرپوش چونکہ ملک ہندوستان مین اکثر ہوائین تیز چلا کرتی ہین اور سوا اسکے پنکہے کے سبب سے بہی کمرون مین ہوا حرکت
کرتی ہے اس باعث سے سوئی اور نشانیکو اکثر حرکت رہتی ہے لہذا اتنا بڑا سرپوش کانچ کا جو چوکی اور سوئی اور نشانی اور آڑدونکو ڈہانک لے
چوکی پر رکہا جاتا ہے لیکن اسباب کا مصنوعی مقناطیس سرپوش سے باہر رہتا ہے کہ ہوا اوس کو ہلا نہین سکتی اوسکی صورت یہہ ہے

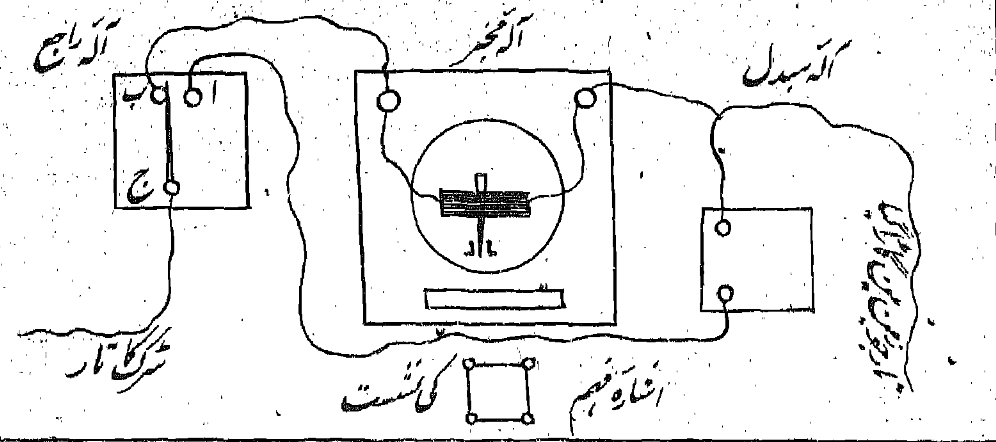
کانچ کا سرپوش



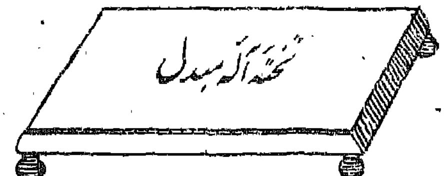
مقناطیس مصنوعی

سرپوش مع اسباب کے جو اوسکے نیچے رکہا ہے

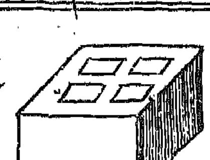
یہہ چوکی جو بہہ آلات مرتب ہے راجح کے داہنی طرف یعنی اوسکے شمال کی سمت میز پر اسطور سے رکہی جاتی ہے کہ چھی کے دہانہ مشرق
و مغرب مین ہین پہر چھی کے جنوبی سرے کے تار کو یعنے اوس سرے سے کہ جسپے تار لپٹنا شروع کیا تہا راجح کی دوسری کہونٹی کے تار کے
ساتہہ کہ جس کہونٹی سے حاشیہ اصلی مین راجح کی کمانی ہمیشہ ملحق رہتی ہے ملا دیتے ہین اور چھی کے تار کے دوسرے سرے کو ٹرنا کر
خواہ گہرا گاڑ دیتے ہین خواہ منبع کے ایک انہا کے تار کے ساتہہ جو زمین مین گہرا گڑا ہوتا ہے ملا دیتے ہین اس
آلہ کا یہہ فائدہ ہے کہ اوسکے سامنے اشارہ فہم کرسی پر بیٹہا ہوا نشانیکی حرکت کو دیکہکر اوسکے حروف اور عبارت سمجہہ لیتا ہے کیفیت اشارہ فہم کا بایان ہاتہہ
راجح کی کمانی کی گھنڈی سے لگا رہتا ہے اور داہنا ہاتہہ پنسل کے دستے سے جو مجہہ کے
داہنے طرف میز پر رکہا جاتا ہے اور اسی طرح خبر کی آمد و رفت جاری ہوتی ہے دیکہو



آلہ مبدل کی ترکیب ذرا پیچدار ہے لہذا زیادہ تر تفصیل سے بیان کی جاتی ہے اسکو خوب سمجھنا چاہیے یہہ آلہ ایک تختی پر کہ اوسکے نیچے چار چھوٹے چھوٹے پائے اسطرح پر ہوتے ہیں ایک عمدہ اور پائدار لکڑی کا بنایا جاتا ہے

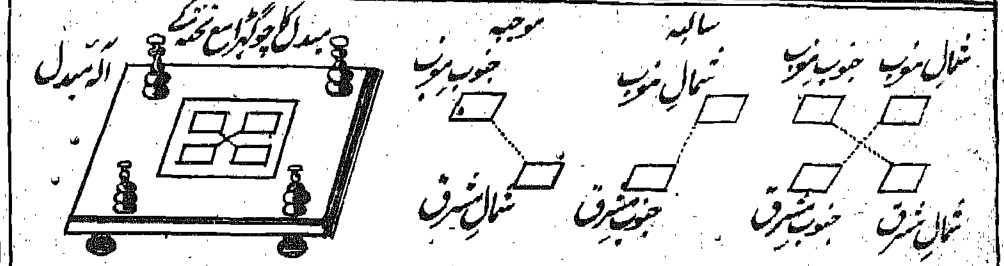


اول اس تختے میں چاروں کناروں پر چار کہونٹیاں اوسی قسم کی ہوتی ہیں جیسے آلہ راج میں تم معلوم کر چکے ہو یعنے اونکے درمیان ایک آڑا سوراخ تار ڈالنے کا اور اوپر ایک کہڑا پیچدار سوراخ مع پیچ تار دبانیکے لئے ہوتا ہے دوم تختے کے بیچوں بیچ میں ایک چوگہڑا لکڑی یا ہاتھی دانت کا چار انچہ مربع اور دو انچہ موٹا لگایا جاتا ہے اس چوگہڑیکے اوپر کیطرف چار چوکور خانے ایک ایک انچہ مربع آدہ آدہ انچہ گہرے کہودے جاتے ہیں ان خانوں میں باہم ایک انچہ کا فاصلہ اور کناروں سے آدہ انچہ کا رہتا ہے اسطرح

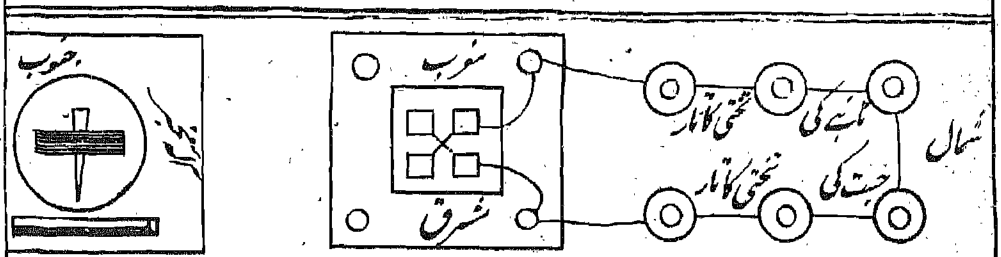


اس چوگہڑیکے مقابل کے کونوں کے دو دو خانوں میں تانبے کا تار لگا رہتا ہے اسصورت سے  لیکن متقاطع تاروں کے لگانے میں ایسی ہوشیاری لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مل نجائیں ورنہ جو اثر کہربائی کا اونکے ذریعے سے ایک خانے سے دوسرے خانہ میں پہونچایا جائیگا وہ راہ میں مخلوط ہوکر وہیں اپنے برابر کے خانہ میں لوٹ پڑیگا اور دوسرے تار کی راہ سے زمین میں پہونچکر اپنا دورہ پورا کرلیگا اور آگے کو ہرگز نجائیگا اس چوگہڑیکے شمالی دو خانوں میں دو اور تاروں کے سرے لگے رہتے ہیں اور اون تاروں کے دونوں سرے اون خانوں کے نزدیک کی کہونٹیوں کے نیچے کی طرف چلے رہتے ہیں اور ان کہونٹیوں میں سے شمال مغرب کی کہونٹی میں تانبے کی تختی کا تار اور شمال مشرق کی کہونٹی میں جست کی تختی کا تار دبتا ہے

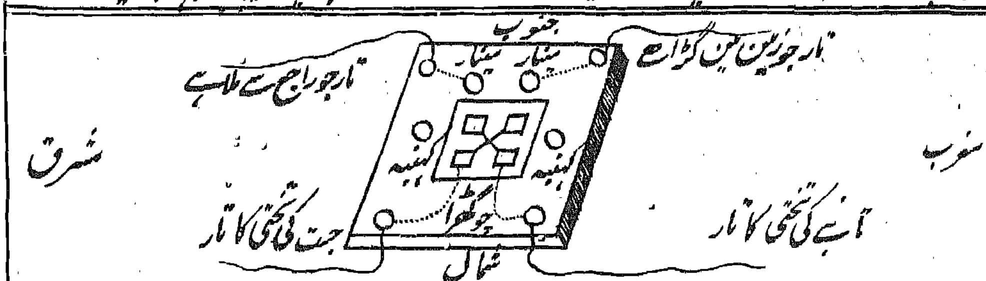
اس سب سے اول خانہ مین کہربائی سالبہ کا اثر اور دوسرے خانہ مین کہربائی موجبہ کا اثر پیدا ہوتا ہے چونکہ ہر ایک جانب خانون مین صاف پارہ بھر دیا جاتا ہے تاکہ اون تارونکا اثر کھنچا رہے ایک سرا انگوٹھون سے چھلا ہوا ہے اور دوسرا سرا شمالی خانون مین گرا ہوا ہے اندرونی کنارون کے تارونکی راہ سے مقابل کے خانون مین پہنچ جاتا ہے پس اس ترکیب سے شمال مغرب اور جنوب مغرب کے خانون مین اثر کہربائی سالبہ کا اور شمال مشرق جنوب مشرق کے خانون مین اثر کہربائی موجبہ کا ہمیشہ موجود رہتا ہے



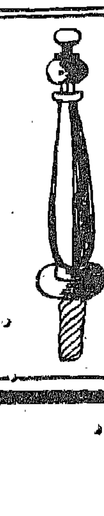
آلہ مبدل ہمیشہ آلہ مخبرہ کے شمال مین اور منبع کے جنوب مین رکھا جاتا ہے صورت اس سب ترکیب کی یہہ ہے



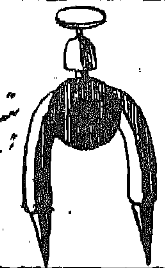
مساوی چارون پیچ اور چوکھٹے کے آلہ مبدل کے تختے پر دو پیتل کے مینار ساڑھے چار انچ اونچے چوکھٹے کے جنوب کی سمت جڑے جاتے ہین دونون میناروں اور انکے متصل کے کنارونکی کہونٹیونکے نیچے تار جڑے ہوئے ہین اس شکل سے

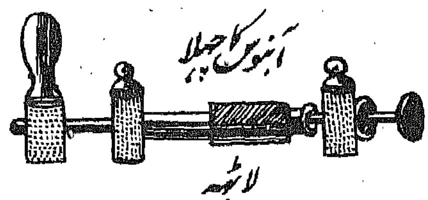


مینار کے اوپر کے سرے پر کہونٹیون کی طرح آڑا گول سوراخ تار کے ڈالنے کے لیئے اور کھڑا پیچ کسنے کے لیئے ہوتا ہے اس مین تسمہ کا ایک سرا جسکا بیان ہم آگے کرینگے دبایا جاتا ہے چنانچہ مینار کی یہہ شکل ہے

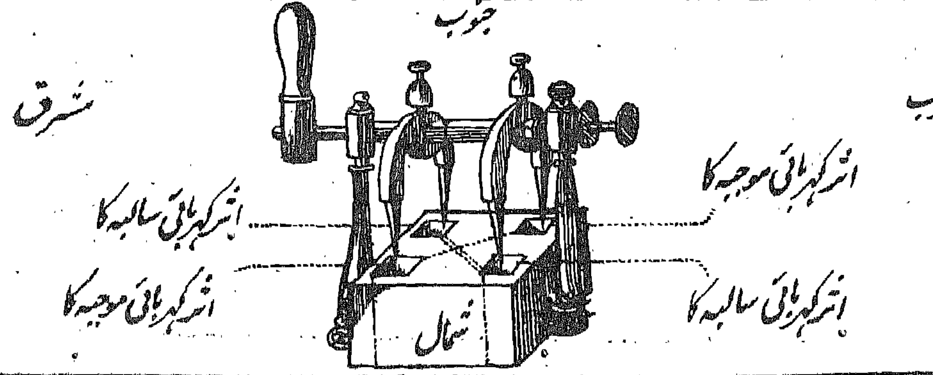
شکلِ  مینار

اے خورد برو زرا متوجہ ہو کر سنو کہ دو کھنبے جو گھڑیکے مشرق و مغرب آمنے سامنے ہوتے ہیں بیچوں بیچ تختے پر جڑے جاتے ہیں یہی قریب چار انچہ اونچے ہوتے ہیں اونکے اوپر کے سرے پر ایک گول چوڑا سوراخ ہوتا ہے اسکے اندر ایک لاٹھہ سرتا نوک پائینچی والی جاتی ہے اسکے مشرقی سرے پر کھنبے کے باہر کیطرف ایک دستہ پھیرنے کے لئے لگا رہتا ہے اور دوسرے سرے پر ایک پیچ ہوتا ہے جسکے کسدینے سے لاٹھہ کھنبونکے سوراخوں سے ازخود نکل نہ سکے اور ظاہر ہے کہ کھنبوں جو گھڑے کے عرض کے مطابق لاٹھہ کی لنبائی چار انچہ کی ہوگی پس دونوں سروں سے ایک ایک انچہ چھوڑ کے لاٹھہ کے اوپر دو نوکدار کڑیاں پہنائی جاتی ہیں مشرق کی طرف کی کڑی تو پیتل کی سوٹھہ پر ہوتی ہے لیکن مغرب کی طرف کی کڑی آبنوسی یا ہاتھی دانت کے چھلے پر جو لاٹھہ پر اوس طرف کو چڑھایا جاتا ہے پہنائی جاتی ہے اس چھلے سے یہہ فایدہ ہے کہ دونوں کڑیوں کے درمیان کوئی جسم جو نفوذ کہربائی کی قابلیت نہ رکہتا ہو مانع آجائے تاکہ اثر کہربائی کا جو ایک کڑی میں آئے پیتل کی لاٹھہ میں ہوکر دوسری کڑی میں نہ پہونچ جائے چنانچہ اوس لاٹھہ اور پیتل کی کڑی کی یہہ شکل ہوتی ہے





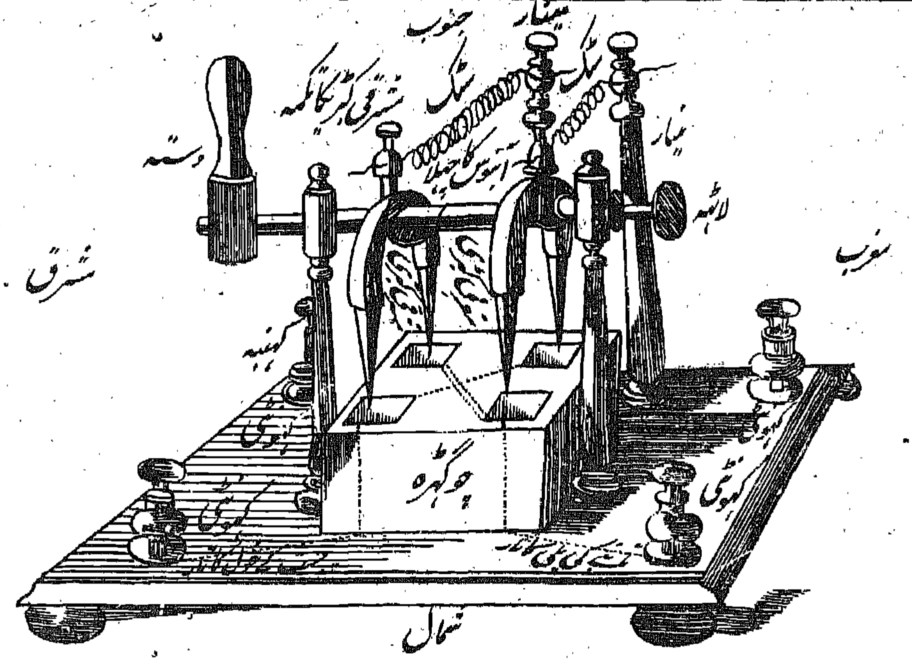
اسکے دونوں سروں میں اسپات کے کانٹے یا نوکیں ڈیڑہ ڈیڑہ انچہ کے قریب لمبی جڑی ہوتی ہیں اور ان دونوں نوکوں کے درمیان دو انچہ کا فاصلہ ہوتا ہے کڑی کے اوپر جو گول سوراخ ہے اوسکی راہ سے وہ لاٹھہ پہناوی جاتی ہے کڑی کے اوپر کی طرف بھی ایک آڑا گول سوراخ اور ایک کسنے والا پیچ ہوتا ہے اوسمیں ایک سٹک کا سرا دبایا جاتا ہے جب یہہ کڑیاں لاٹھہ پر اپنی حالت سکون میں ہوتی ہیں تو اونکی نوکیں جو گھڑے کے چاروں خانونکے بیچوں بیچ میں اوپر سے آدہ انچہ کے دوری پر لٹکا کرتی ہیں لیکن حالت گردش میں جب دستے کو اپنی طرف ہلا کر پھیرو تو انکے شمالی کانٹے نوکیں پارے میں جو گھڑے کے خانوں میں بھرا ہے ڈوب دیتے ہیں تو مشرقی کڑی میں اثر کہربائی موجبہ کا اور مغربی کڑی میں اثر کہربائی سالبہ کا آجاتا ہے اور برخلاف اسکے اثر بھی برعکس ہوتا ہے چنانچہ اوس کی یہہ شکل ہے



حالتِ سکون مین لاٹھہ اسطرح سے ہے کہ کڑیون کی نوکین پارہ کے خانون سے اوٹھی رہین اور ضرور ہے کہ کڑیون اور میناروں سے اتصال ہو جاوے تا کہ کڑیون کی کہربائی میناروں پر پہنچ جاوے اس فوائد کے حصول کے واسطے دو سنگون کا استعمال ہوتا ہے اون کی ترکیب یہہ ہے کہ قریب پانچ انچہ کے موٹے گول ڈول پیتل کا موٹا لچک دار تار پیچ کے طرح لپیٹ کر اوسکی ایک مدار سنگ تین انچہ لمبی اور آدہ انچہ موٹی بناتے ہین چنانچہ اوسکی یہہ شکل ہے

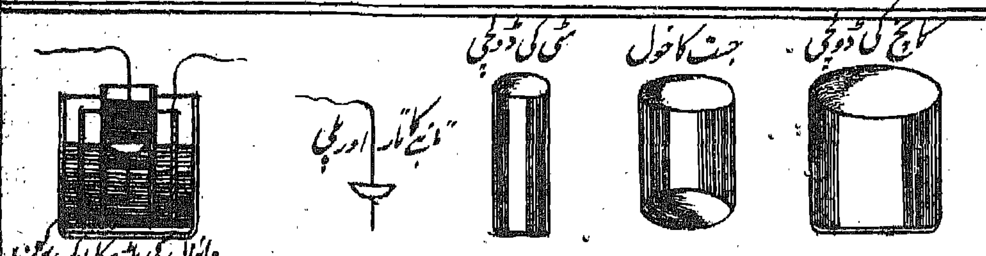


اس سنگ کا ایک سر کڑی کے اوپر کے سوراخ مین اور دوسرا سر مینار کے اوپر کے سوراخ مین پیچ سے کسا جاتا ہے آلہ مبدل کی یہہ صورت ہے

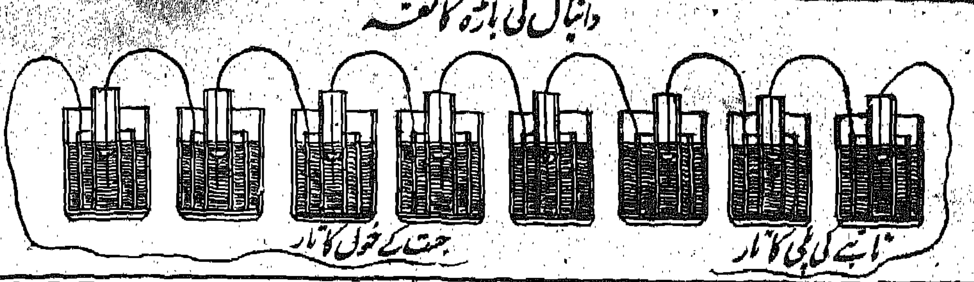


آلہ مبدل کا یہہ فائدہ ہے کہ اس کے سبب سے دونون قسمون کے کہربائی مین سے جسکو چاہین ٹرک کے تار پر دوڑا کر دوسرے شہر کے مخبر مین اوسکا اثر پہونچائین اور اس تبدیل کو بہت جلد جلد صرف اونگلی ہلانے کے اشارہ سے کر سکتے ہین یعنے دستے کو اونگلیون سے داہنے طرف ہلانیسے تار پر اثر کہربائی سوجبکہ رواں ہوکر دوسرے ڈاک خانہ کے مخبر کی نشانی کو داہنے ہاتہہ کی طرف حرکت دیگا اور جب دستے کو چھوڑ دینگے تو سنگونکی لچک اور زور سے کڑیون کی نوکین پارہ سے اوٹھی رہینگی اور کوئی اثر اس طرف کا ٹرک کے تار پر نہوگا چہارم منبع منبع اوس آلہ کو کہتے ہین جس سے بجلی کا مادہ پیدا کرکے ٹرک کے تار پر رواں کرتے ہین جیسے والٹا کا عمودی ستون اور دو بچھو نکی بیٹری لیکن اس بیٹری مین ایک بڑی قباحت یہہ ہے کہ اسکا اثر ہمیشہ یکسان نہین رہتا یعنے ابتدا مین اثر بہت زور کا ہوتا ہے اور آخر کو کم ہوتے ہوتے تھوڑے عرصہ مین بالکل زائل ہو جاتا ہے اس سبب سے کہ تیزاب کی تیزی سے

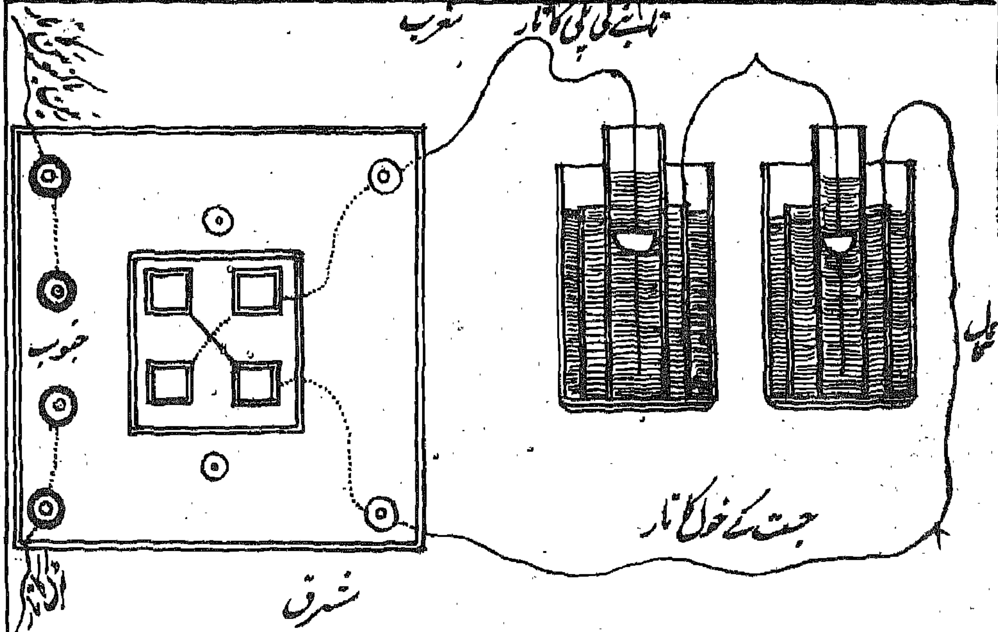
جست گل کر تانبے کی تختی پر بطور قلعی کے جم جاتا ہے اور تانبے کی تختی کو بھی مثل جست کی تختی کے بماد بناتا ہے اور جو اثر مختلف دھاتوں کے ملانے سے پیدا ہوتا تھا موقوف ہو جاتا ہے اور اس تھوڑے وقت کے بعد بجلی کے کام میں بڑا نقصان ہوتا ہے اور وہاں ایسی باٹرہ ضرور ہے کہ جسکی قوت مدت دراز تک قایم رہے اور ہر ایک ڈولچی کا جس میں جست اور تانبے کی تختیوں کے جوڑے رہتے ہیں رکن نام ہے اور اسطرح کے دو یا زیادہ ارکان کے سلسلے کو باٹرہ کہتے ہیں حکیموں نے کتنی طرح کی باٹرین یکسان اور مستقل قوت کی ایجاد کی ہیں اونمین سے ایک باٹرہ جو کہ ہر جگہہ کم خرچ میں تیار ہوسکتی ہے ہم بیان کرتے ہیں اے خرد پرور ایک رکن میں جو مختلف دھاتو نکی تختیاں ملاتی جاتی ہیں اونمین سے ایک ہمیشہ جست کی ہوتی ہے اور دوسری خواہ تانبے کی خواہ چاندی کی خواہ پلاٹینا کی خواہ کوئلے کی ہوتی ہے اور اب ہم جس باٹرہ کا بیان کرتے ہیں اوسکو حکیم دانیال نے ایجاد کیا ہے اس باٹرہ کے ایک رکن میں پانچ چیزیں ہیں تفصیل سے ہوتی ہیں ایک کانچ کی ڈولچی دوسرے جست کا خول تیسرے مٹی کی ڈولچی چوتھے تانبے کا تار اور پلی پانچویں عرق اور ترکیب ان اجزا کی اسطرح پر ہے کہ کانچ کی ڈولچی کے اندر جست کا خول پائل جو دونون سروں سے کھلا ہوتا ہے اور اوس کے ایک سرے پر تانبے کا تار جھلا ہوتا ہے رکھا جاتا ہے اور جست کے خول کے اندر مٹی کی ڈولچی جس کا ایک مونہہ بند ہوتا ہے اور وہ دو انچہ چوڑی اور چھہ انچہ اونچی ہوتی ہے رکھی جاتی ہے اور مٹی کی ڈولچی کے اندر تانبے کا تار جس میں ایک پیالی بطور پلی کے جھلی ہوتی ہے ڈالا جاتا ہے چنانچہ اون کی یہہ شکلیں ہیں ان کو بہ نگاہ غور دیکھو



اس پیالی پر تھوڑی سی نیلے تھوتھے کی قلمیں یا ڈلیاں رکھکر کانچ اور مٹی کی دونوں ڈولچیوں میں اوپر سے قریب آدہ انچہ کی دوری تک پانی بھر دیتے ہیں اور ایک ڈولچی کے پلی کے تار کو دوسری ڈولچی کے جست کے خول کے تار سے ملا دیتے ہیں اگر کانچ کی ڈولچی کے پانی میں تھوڑا سا نمک ملا دیں تو باٹرہ کا اثر زیادہ تر قوی ہو جاتے گا اور تانبے کی پلی پر اتنی نیلے تھوتھے کی قلمیں رکھنی چاہئیں کہ مٹی کی ڈولچی کا پانی نیلے رنگ کا دکھلائی دینے لگے اور جب کبھی پانیکا رنگ زردی مائل ہونے سے اثر کمزور ہو جاتے تو تھوڑے سے نیلے تھوتھے کے ٹکڑے اور ڈال دینے چاہئیں اور ایک ہفتے کے بعد ڈولچیکا پانی بدل دینا اور تختیوں وغیرہ کو دہو ڈالنا ضرور ہے یہہ باٹرہ مستقل اور دیرپا ہوتی ہے دانیال کی باٹرہ کا یہہ نقشہ ہے



یہہ بارہ آلۂ مبدل کے داہنے یعنے شمال کے سمت رکھی جاتی ہے اور اس مین سے مطابق ضرورت کے دو دو ڈولچیون سے سوتک ارکان ہوتے ہین اوّل ڈولچی مین سے جست کے خول کا تار آلۂ مبدل کے اوس کھونٹی مین دبا یا جاتا ہے جو مبدل کے شمال و مشرق کے کونے پر ہے اور آخر ڈولچی مین سے تانبے کی پلی کا تار اوس کھونٹی مین دبا یا جاتا ہے جو مبدل کے شمال و مغرب کے کونے پر ہے اس ترکیب سے یہہ بارہ ہمیشہ کہربائی کے دونون اثر یعنے موجبہ اور سالبہ مبدل کے چارون خانون مین جنمین پارہ بہرا رہتا ہے اور ان خانون مین گہڑیونکے کانٹے ڈوبے گہڑی کے تکمے اور مینار اور کہونٹی پر ہوکر حسب مرضی ایک قسم کا اثر تو سڑک کے تار پر سے دوسرے شہر کے ڈاکخانہ کو روانہ ہوجاتا ہے اور دوسرے قسم کا اثر زمین یا تالاب یا ندی یا کنوئین مین جاتا ہے یہہ نقشہ شکل مبدل اور بارہ کی



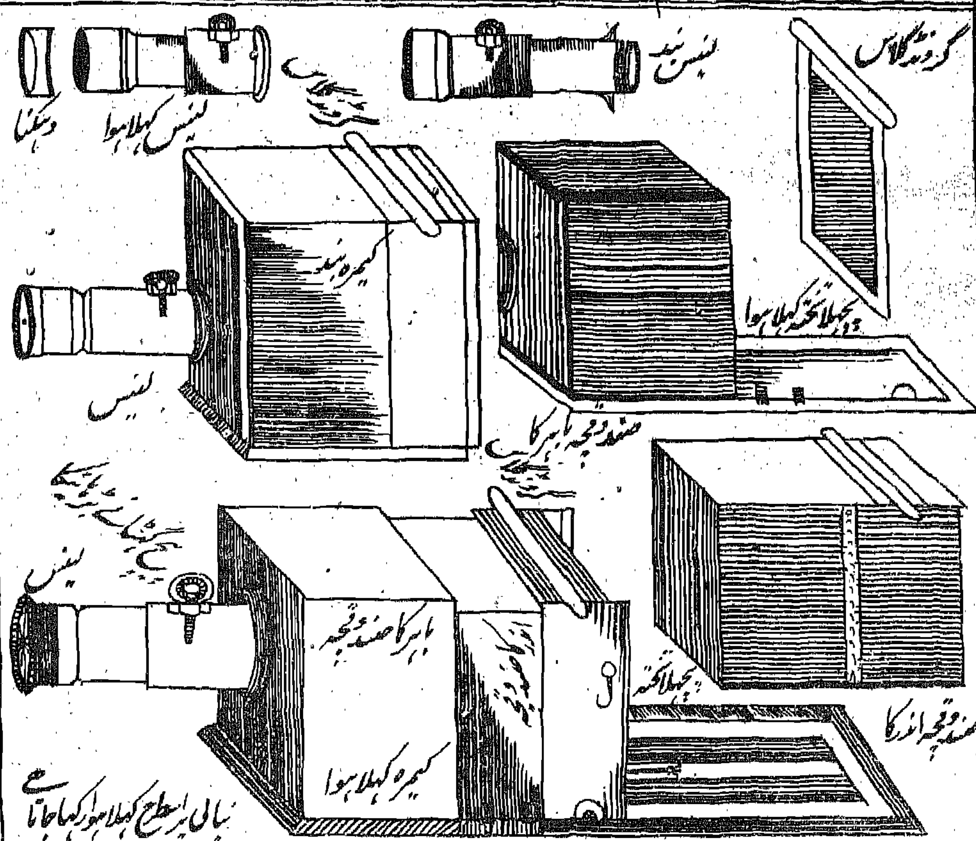
اے عزیز و برادر یہان تک ڈاک بجلی کے چارون آلات کا یعنے منبع خواہ بارہ اور مبدل اور مجیب اور راجع کا حال اور سیر پر سے جانے کی ترکیب مع نقشہات صاف صاف ہم گوش گذار کر چکے اور یہہ بہی سمجہا دیا ہے کہ قوتِ موجبہ اور قوتِ سالبہ کے باعث سوئی کو دو طرح کی حرکت ہوتی ہے ایک داہنی طرف اور ایک بائین جانب اب یاد رکھو کہ ان دونون حرکتون سے حروفِ ابجد کی ترکیب پر یہہ علامتین شناختِ حروف کے لئے انگریزی اور فارسی مین قرار دیگئی ہین

ٹلی گراف کے حرفونکی نشانی یہہ ہے

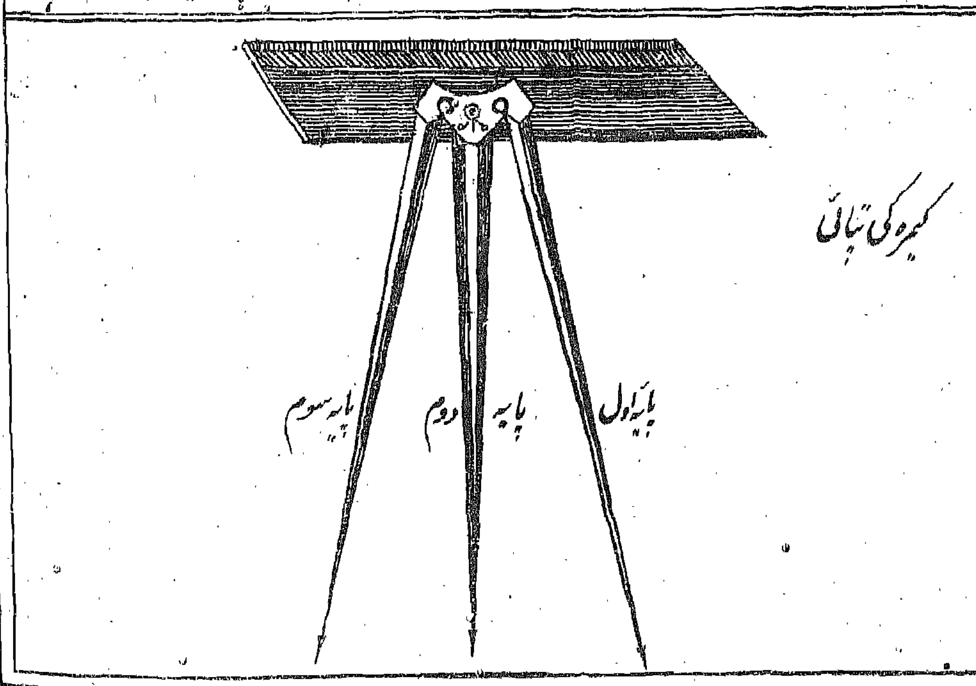
حروف فارسی	حروف انگریزی	کیفیت نشان	نمبر	حروف فارسی	حروف انگریزی	کیفیت نشان	نمبر
ن	N	\\\	۱۳	ا ع	A	/	۱
*	O	\\\\	۱۴	ب	B	//	۲
پ	P	/\	۱۵	ث ص	C	///	۳
ق	Q	/\\	۱۶	د ڈ	D	////	۴
ر	R	/\\\	۱۷	*	E	\/	۵
س	S	/\\\\	۱۸	ف	F	\//	۶
ت ٹ	T	/\/	۱۹	گ غ	G	\///	۷
و	UV	//\\	۲۰	ح ہ	H	\////	۸
*	W	\/\/	۲۱	ج	IJ	\/\	۹
خ	X	\\//	۲۲	ک	K	\\//	۱۰
ی	Y	\\\/	۲۳	ل	L	\	۱۱
ذ ز ض ظ	Z	\\\\/	۲۴		M	\\	۱۲

سوا اسکے تین علامتین اور ہین اول ⁁ ΛΛ ⁁ یہہ علامت فقط انتہاے پیغام کی ہے دوم ⁁ V ⁁ علامت ایجاب کی سوم ⁁ Λ ⁁ علامت نفی کی اے خردپیشہ تار برقی کی اصل یہی ہے جو بیان کی مگر دانشوران اہل ایجاد ہنوز اس مین بلکہ ہر کام مین ایک نہ ایک نئی بات پیدا کرتے چلے جاتے ہین چنانچہ اب تم کسی مقام پر وہ ک بجلی کا کارخانہ دیکھو گے تو بالکل کچھہ اور نظر آئیگا شہزادہ نازک خیال رنگین مقال نے کہا کہ حضرت سلامت ٹلی گراف کی کیفیت تو مین بخوبی سمجھہ گیا مگر یہہ فرمائیے کہ فوٹوگراف کیا شے ہے اسمین بھی علم برق سے کچھہ کام پڑتا ہے یا کسی اور ترکیب سے مطلب حاصل کرتے ہین فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اے عزیز میرا یا تمہر جو تصویر عکس کے ذریعے سے قائم کیجاتی ہے اوسکو فوٹوگراف کہتے ہین اوسکی چند قسمین ہین اول ڈگروٹیپ جو تانبے کی تختی پر چاندی کا ملمع چڑھانیکے بعد تیار کرتے ہین دوم پارٹیو جو آئینہ پر چیٹ وارنش یعنی روغن سیاہ کے ذریعے سے قائم کیجاتی ہے سوم سلی ٹیو جو آئینہ پر سے ایک قسم کے کاغذ پر چھاپ لیا کرتے ہین اسلیئے وہ دو اقسام استعمال کیجاتی ہین جنکو شعاع آفتاب سے کسی نہ کسی نوع کا ایک خاص تعلق حاصل ہے تصویر عکسی ایک عجیب

وضع ہوئی ہیں جنکے وسیلے سے تیار کیجاتی ہے جسکو انگریزی میں کیمرہ خواہ کیمرہ ابسکیورا کہتے ہیں اسکے منھ کا نام لینس ہے اور آخر میں
ایک سپید جلا آئینہ لگایا جاتا ہے جسکا نام گرونڈ گلاس ہے یعنی لینس اور گرونڈ گلاس ایک لکڑی کے خوشنما صندوقچہ میں نصب ہوتے ہیں



اس کیمرہ کو ایک عمدہ اور خوبصورت سہ پایہ پر رکھکر جس کی تصویر کا عکس لینا منظور ہوتا ہے اوسکو لینس کے
روبرو لاتے ہیں اور ڈھکنا کھول کر اوسکے عکس کو گرونڈ گلاس پر نگاہ کرتے ہیں تپائی کی یہ صورت ہے



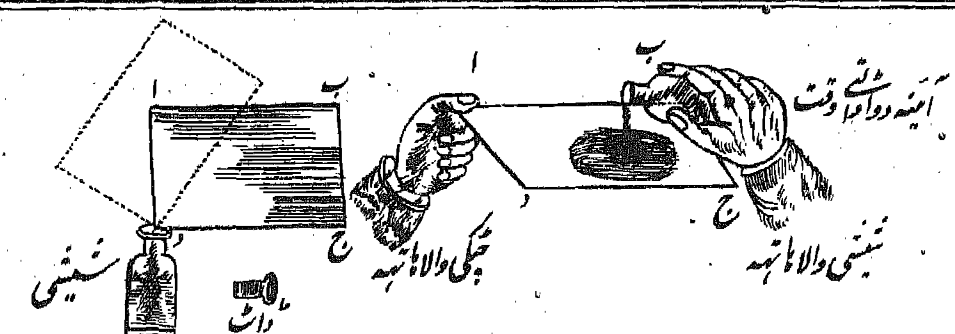
یہہ تپائی اور دوربین باہر میدان مین رکھی جاتی ہے اور باقی سامان ایک تاریک کمرے مین رکھا جاتا ہے جہان بالکل آفتاب کی شعاع کا اثر نہین پہونچ سکتا بلکہ شمع کی روشنی سے کام لیا کرتے ہین اب دیکھو کہ جسوقت آدمی وغیرہ دوربین کے سامنے بیٹھتا ہے تو لینس کے اندر سے اوسکا عکس گذرتا ہوا گرونڈ گلاس پر اسطرح نظر آتا ہے کہ سر نیچے ہوتا ہے اور پاوَن اوپر دکھلائی دیتے ہین علیٰ ہذا القیاس درخت اور پہاڑ وغیرہ بھی معکوس نظر آتے ہین مگر اکثر اوقات اول وہ عکس صاف نہین معلوم ہوتا اسواسطے لینس کے گھٹانے بڑہانیکا جو پیچ ہے اوسکو گردش دینے سے یا کیمرہ کے اندرونی صندوقچہ کو آگے پیچھے ہٹانے سے چہرہ وغیرہ صاف نظر آنے لگتا ہے مگر دستور ہے کہ ایک سیاہ کپڑا کیمرے پر اسطرح ڈال دیتے ہین کہ صرف لینس باہر رہجاتا اور جو شخص گرونڈ گلاس پر عکس دیکھتا ہے اوسکا سر مع تمام کیمرہ کے اوس پارچہ کے اندر پوشیدہ ہوجاتا ہے غرض کہ جسوقت آنکھہ پلک حسب دلخواہ صاف نظر آتی ہے تو اوس مقام پر پیچ قایم کر دیتے ہین اور کیمرہ کو یا تپائی کو کسی طرح کی حرکت نہین دیتے بعد اوسکے حجرہ تاریک مین جا کر آئینہ کو انگریزی ادویات سے درست کرتے ہین



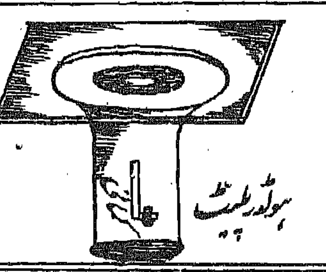
اوس اندہیری کوٹھری مین ایک میز پر تمام ادویات اپنے اپنے قرینے سے رکھی رہتی ہین چنانچہ ہم تمہارے سمجھانے کے لیئے ایک عمدہ جدول ترتیب دیتے ہین

نمبر شمار	اسم دوائے مرکب	نام ان مفرد دواؤن کا جو مرکب کیجاتی ہین	ترکیب استعمال ادویہ
۱	میلچر	[illegible]	ان سب کو ایک بوتل مین آئیندہ دہونیکے واسطے ملا رکھنا ط
۲	ای اڈوائیڈر کلوڈین	[illegible]	ملا کر خوب ہلانا ڈاٹ لگا کر جائے تاریک مین رکھنا چھہ گھنٹے بعد کام لینا۔
۳	سلور باتہہ	[illegible]	پہلے نیٹرٹ سلور مین آٹھہ اونس پانی ملانا جب گھلجائے تو باقی سولہ اونس پانی ڈالنا پھر قیف مین کاغذ لگا کر چھان لینا اندہیرے مین بنانا دوہرا سیاہ غلاف چڑہانا بارہ گھنٹہ رکھنا
۴	ڈیویلوپنگ سلوشن	[illegible]	پروٹو سلفیٹ آف ائرن کو پیسکر گھولنا پھر چھان لینا بعد ازان دونون دوا مین ملا کر ڈاٹ بند کرنا
۵	فکسنگ سلوشن	[illegible]	باریک پیسکر گھولنا پھر چھان لینا ڈاٹ بند کرکے رکھنا ‖ تصویر پر بارٹھو مین جیٹ وار برش ڈالنا
۶	ای ڈیٹ سلوشن	[illegible]	پانی مین گھول کر چھان لینا بہت سخت ہو تو چار ڈرام پانی اور ملا دینا۔
۷	پیرگیلک سلوشن	[illegible]	خوب ہلا کر قیف سے چھان لینا اور دوائے سنبہ کے چند قطرے ملا دینا۔
۸	سلور سلوشن	[illegible]	اندہیرے مین ملانا اور چھان کر غلاف چڑہانا ‖ تصویر پر نگی ٹہو مین انبر وار برش ڈالنا
۹	ال بیومین	[illegible]	تچہ سپیم سے درہم برہم کرکے نمک سائیدہ ملانا جب کف پیدا ہو چمچہ سے اوٹہا کر وہ کف شیشے مین بہرنا چوبیس گھنٹے کے بعد استعمال مین لانا۔
۱۰	سن سٹیو باتہہ	[illegible]	مکان تاریک مین بنانا اندہیرے مین رکھنا دوسرا سیاہ پیبدار غلاف چڑہانا
۱۱	ٹوننگ باتہہ	[illegible]	پانی مین گھول کر رکھہ دینا۔
۱۲	فکسنگ باتہہ	[illegible]	ہیپو سلفیٹ آف سوڈا کو گھول کر گھولنا اوسکو موقع بموقع کام مین صرف کرنا

اسے خرد پرور اب تم ان ادویات کا مرکب کرنا تو معلوم کر چکے مگر تصویر بنانے کا طریقہ ہنوز تم نہیں سمجھے اسواسطے ہم کو ضرور ہے کہ مختصر طور پر اوسکو بھی بیان کریں اول ٹنٹ پلیٹ یعنے بہت صاف آئینہ کو پہلے ٹرپلی جو ایک قسم کی عمدہ مٹی ہے ملکر دھو ڈالنا پھر کیمایس یعنے کہ جو ایک قسم کا ولایتی ملائم چمڑا ہے یا کسی ریشمی رومال سے خشک کرنا پھر یہہ سب سامان جس طریق سے ہم فہمایش کر چکے ہیں ایک مکان تاریک میں میز پر رکھکر شمع روشن کرنا اور جب کسی سیاحت میں اتفاق پڑے اور جا تاریک ہاتھہ نہ آئے تو اس نظر سے کسی قسم کے سنگین کپڑے کو سہارا لگا دیکر چہپر کی صورت ایک ایسی کوٹھری بنا لیتے ہیں کہ جسجگہ منظور ہوا اوسیوقت نصب کر سکتے ہیں اور اوسکے اندر میز رکھہ کر تمام سامان تصویر عکسی کا چن دیتے ہیں اب سنو کہ اوس صاف آئینہ کو بائیں ہاتھہ کی چٹکی میں اسطرح پکڑیں کہ سطح برابر رہے پھر سیدھے ہاتھہ سے اوس پر دوا نمبر دوم یعنے ای اوڈائیزڈ کلوڈین ڈالکر چاروں طرف پھیلاکے پھر اوسی شیشے میں جلد اونڈیل لینا

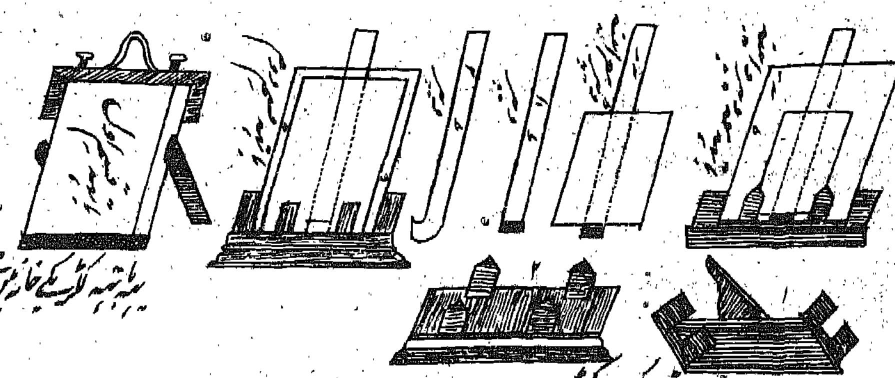


اس ترکیب کے لکڑی اور ربڑ کا ایک آلہ آئینہ کی گرفت کیواسطے مقرر ہے دیکھو اسکو ہولڈر پلیٹ کہتے ہیں یہہ آلہ معروف ہے اسمیں ایک گول نلکی لکڑی کی اندر سے خالی ہوتی ہے اور سر چمچ کی طرح ایکطرف ربڑ لگا ہوتا ہے اور درمیان ہوا کھینچنے کی ایک کمانی موجود ہے



جب کلوڈین کو شیشی میں پھیر لیتے ہیں تو آئینہ فوراً خشک ہوجاتا ہے پھر اوسکو ڈبہ پر رکھکر آہستگی یا ہاتھہ میں اوٹھاتے ہیں ڈبہ ایک آئینہ کی لمبی پٹری قریب دو انچہ کے چوڑی ہوتی ہے اور ہاتھہ کے موٹہ سے دو انچہ اونچی اسکے ایک جانب یا تو قدرسے نوک اوسکی خمیدہ ہوتی ہے یا گٹا پرچہ جو ایک قسم کا گوند ہے اور حرارت کے وسیلے سے پگھل جاتا ہے ایک آڑی پٹری آئینہ کی یا دو انچہ چوڑی اور ڈبہ کے عرض برابر لمبی اوسکے ایک سرے پر جما لیتے ہیں اوسکے سہارے سے آئینہ قائم رہ سکتا ہے پھر ہاتھہ میں سلور سلوشن نمبر سوم بھر کر یہہ آئینہ ڈبہ کے وسیلے سے اوسمیں ڈبو دیتے ہیں باتھہ آئینہ کا یا چینی کا ایک مستطیل خانہ اندر سے خالی بالکل مستطیل آئینے کے گھر کی صورت ہوتا ہے کبھی اسکو ایک

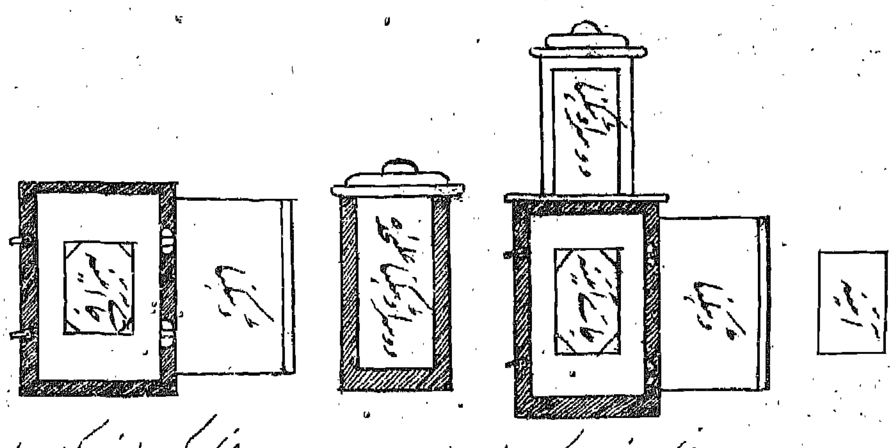
علیحدہ لکڑی کے چوبکٹھے مین قایم کرتے ہین اور کبھی سامان کے ہمراہ اس قسم کا باتہہ ملجاتا ہے کہ جسپر غلاف کے طور سے ایک خانہ چوبین لگا رہتا ہے اور اوسکے مونہہ پر ایک تختی باتہہ کو ڈہانکنے کے لیے لگائی جاتی ہے اور وہ یاے ہوتے ہین



یہہ باتہہ لکڑی کے خانہ مین ہے

باتہہ کے چوبکٹھے

ڈیپر پر آئینہ اسطرح رکھتے ہین کہ جس سطح پر کلوڈین پڑا ہے وہ اوپر رہے اور پشت آئینہ کی ڈیپر سے ملی رہے پھر باتہہ کے سلور سلوشن مین آہستہ سے یکبارگی ڈبو دینا دو منٹ کے بعد ڈیپر کو باہر نکالکر دیکھنا اگر آئینہ پر چکنائی کیطرح جہایان نظر آئین تو پھر ایک منٹ کیواسطے باتہہ مین غوق کر دینا غرض جسوقت آئینہ پر یکرنگ غبار کی چادر برابر پہیل جاے اوسوقت اوسکو فریم مین رکھکر باہر نکالین



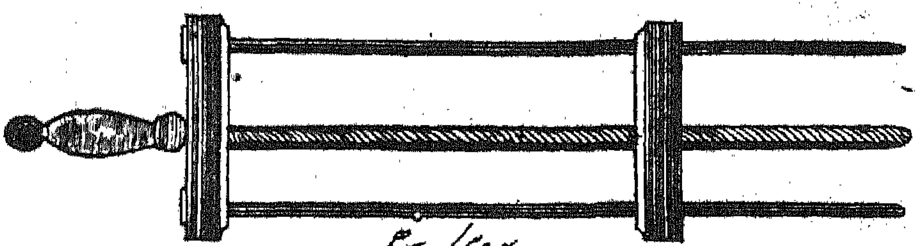
فریم ایک جانب کہلا ہوا

فریم دونو طرف کہلا ہوا

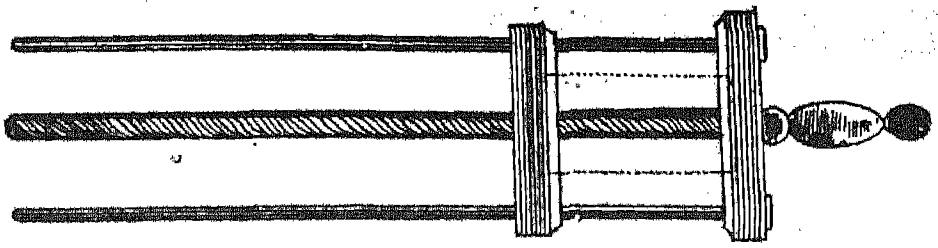
یہہ فریم ایسا ہے کہ اگر اسکے دونون ڈہکنے کہولدو تو وار پار سوراخ کہل جائیگا اور جو ایک ڈہکنا کہولو تو آئینہ اوسطرف سے نظر آئیگا اور دوسری طرف سے پوشیدہ رہیگا مگر یاد رکھو کہ اس فریم کا ڈہکنا جو داہنی طرف اس نقشے مین موجود ہے اوسکو کہولکر یہہ آئینہ جو باتہہ سے نکالا ہے اوسکے اندر اسطرح رکھتے ہین کہ جسطرف کلوڈین پر سلور سلوشن چڑہا ہے اوسکو نیچے رخ پر رکھکر اسکی پشت پر ایک دوسرا کاغذ جسکو فلٹرنگ پیپر یعنے پانی چہاننے کا کاغذ اور بلاٹنگ پیپر یعنے جو خشک کرنیکا کاغذ کہتے ہین رکھنے کے بعد ڈہکنا بند کر دیتے ہین چونکہ دوسریطرف فریم کے اندر چارون کنارون پر چار تار تر چہے لگے ہوے ہین اسواسطے وہ آئینہ اوسجانب نکلنے نہین پاتا غرضکہ اوس فریم پر دوہرا سیاہ کپڑا یا کیماس یعنے چمڑا

ولایتی ڈالکر کیمرہ کے پاس لاتے ہین اور اوسکے سامنے جو شخص موجود ہوتا ہے اوسکا عکس پہر دوربین مین دیکہکر درست کرتے ہین
اسکا نام فوکس ہے انگریزی مین فوکس اوس نقطہ کا نام ہے جہان روشنی مجتمع ہو جبکہ فوکس درست ہوجاوے تو گرونڈ گلاس کو
کیمرہ مین سے نکالکر آہستہ سے وہ وہ فریم جو اوس مقام تاریک مین سے لاتے ہین اسطرح کیمرہ مین رکہین کہ وہ رخ آئینہ کا اندر کی
جانب ہے پہر دوربین کا سونہہ بند کرکے نہایت سہولت سے فریم کا دوسرا ڈہکنا اوپر کہینچ کر پہر کیمرہ کا سونہہ یکبارگی
کہولدینا مگر یہہ خیال رہے کہ جب دوبارہ کسی چیز کا فوکس صحیح کرکے فریم رکہنا چاہین تو پہر اوس چیز کو حرکت نہونے پاوے جبتک
کہ تصویر بن چکے اب یہہ وقت خاص تصویر عکسی قائم ہونیکا ہے اسواسطے کہ وہ آئینہ جو کلوڈین ڈالنے کے بعد نائٹریٹ
نائٹریٹ آف سلور کے سلوشن سے مرتب کرکے فریم مین بابر لاتے ہین اب اسمین عکس قبول کرنیکا اثر موجود ہے اگر اب یہہ آئینہ آفتاب کی
شعاع سے کچہہ بہی مطابق ہوجاوے تو فورا سیاہ اور خراب ہوجاویگا لہذا کمال احتیاط کام مین لاتے ہین اسے خردبرد
خیال کرنا چاہیے کہ وہ عکس جو لینس مین سے گذرتا ہوا گرونڈ گلاس پر معکوس نظر آتا ہے اب گرونڈ گلاس نکالکر یہہ فریم اوسجگہ
رکہا اور فریم کا اوسطرف والا ڈہکنا جو اوپر کہینچے ہین کہولنے سے یہہ آئینہ گرونڈ گلاس کا قائم مقام ہوا پس جو اسوقت
کیمرہ کے لینس کا ڈہکنا کہولو تو وہ عکس بجنسہ اس آئینہ پر پڑیگا پہر بہت جلد وہ ڈہکنا لینس کے سونہہ پر لگا دینا صرف دو تین
سکنڈ سے چہہ سات سکنڈ تک عکس لینا ضرور ہے اور یہہ کیفیت لینس کے آئینون پر اور وقت و موسم پر اور روشنی کے اندازہ پر
موقوف ہے دو تین بار امتحان کرلینے سے حال معلوم ہوجاتا ہے یعنے ایکبار کم وقت اور دوسری مرتبہ زیادہ وقت
اور تیسری دفعہ اوسط نکال لینے سے اور تصویر کے عیوب و نقصان پر غور کرنیسے عقل سلیم پر بہت جلد روشن ہوجاتا ہے
الحاصل جب دوربین کا سونہہ بند کرین تو فریم کا دوسرا ڈہکنا بہی برابر بند کرکے اوس سیاہ کپڑے مین لپیٹ کر اوسی
تاریک مکان مین لائین اور فریم کا پہلا ڈہکنا کہولکر آئینہ کو آہستگی باہر نکالین پہر بطریق مذکورہ بائین ہاتہہ سے اوسکا کنارہ
پکڑکے دوائے نمبر چہارم یعنے ڈیولپنگ سلوشن کو بطور کلوڈین کے یکبارگی ڈالکر چارون کنارون تک دوڑادینا
جب تصویر کا نشان نظر آنے لگے آئینہ پر سے دواکو پہینککر وہ آئینہ ایک بوتل پانی سے آہستہ آہستہ دہو ڈالنا مگر یہانتک
احتیاط رہے کہ ہاتہہ اوسکو نہ لگے اور سونہہ بوتل کا بہی آدہ دو تین انچہ کے فاصلے سے رہے صرف بہت ہلکی دہار
پانیکا تریڑا دیکر صاف کردیتے ہین اب یہہ تصویر ایسی نظر آتی ہے کہ تمام بال جو سیاہ ہوتے ہین وہ اور رنگین کپڑے وغیرہ
سفید نظر آتے ہین اور جو چیزین سفید ہوتی ہین وہ اور بدن اور چہرہ وغیرہ کا اصلی رنگ سیاہ معلوم ہوتا ہے اب
دوائے نمبر پنجم یعنے فکسنگ سلوشن ڈالنا اور جلدی سے تمام آئینہ پر پہیلا دینا جب تصویر صاف نظر آنے تو
اسکو بہی ایک بوتل پانی سے دہار دینا اور اس دوا سے تصویر کے بال سیاہ اور چہرہ وغیرہ سفید ہوجاویگا اور تصویر
ایسی عمدہ نظر آئیگی کہ جیسے وہی چیز بجنسہ اوس آئینہ مین اپنا قد و قامت سمیٹ کر مسکن پذیر ہوگئی ہے اسکو
سایہ مین خشک کرلین اور حفاظت ضرور ہے اس واسطے کہ ذرا سی رگڑ مین بالکل بگڑ جاتی ہے اوسکی

احتیاط کو ایک پیچ عمدہ ولایتی ہوتا ہے اور ہر جگہ بسہولت بن جاتا ہے چنانچہ اوسکی یہہ صورت ہے



پیچ کہلا ہوا ہے



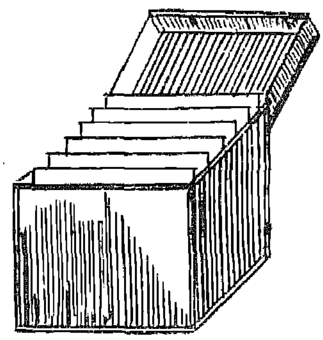
اس پیچ مین آئینہ موجود ہے

کرسی پیچ

ایک لکڑی مین پیتل کی دو ڈنڈیان یعنی ایک فٹ کے فاصلے پر نصب کرتے ہین اور اوسکے بیچمین ایک سوراخ کرکے پیتل کا پیچدار چکر لگاتے ہین پہر ایک لکڑیکا دستہ بناکر اوسمین ایک لمبا پیچ ایسا جڑتے ہین جو اوس چکر مین پیچ کہائے وان پہونچکے پہر ایک فٹ کا دوسرا ٹکڑا لکڑیکا بناکر اوسمین بہی تین سوراخ اس موقع سے کرتے ہین کہ یہہ تینون پرزے پیتل کے اوسمین اوتر جائین اور پیچ کے سوراخ مین اوسطرحکا پیچ لگا دیتے ہین جسوقت اس دستہ کو جو پیچدار ہے اون دونون لکڑیون مین ڈالکر پہراتے ہین تو وہ ایک عجیب لطف کیساتہہ گردش کرکے اون دونون لکڑیون کو باہم کہلتا ملاتا ہے اور ان دونون لکڑیون مین درمیان کیجانب انچہ کا آٹہوان حصہ کہندا ڈال دیتے ہین کہ آئینہ روکنے کیواسطے آڑ ہوجاوے جبکہ اس آلہ مین یہہ تصویر خشک ہوجاتی ہے تو اب اسکی دو صورتین ہوتی ہین اگر آئینہ پر پازٹیو رکہنا منظور ہے تو روغن سیاہ جو خاص اسی تصویر کیواسطے موضوع ہے اور اگر نہین چپٹ وارنش کہتے ہین اس تصویر کے آئینہ پر اوسطرف ڈالدیتے ہین جدہر تمام ادویات کا استعمال کیا گیا ہے اور اسکو بہت جلد تمام آئینہ پر پہیرکر کلوڈین کیطرح شیشی مین پہیر لیتے ہین یہہ روغن بہی بہت جلد خشک ہوجاتا ہے پہر اس آئینہ کو اولٹکر دوسری طرف سے دیکہتے ہین تو تصویر سیدہی اور بہت عمدہ اور نہایت درست دکہائی دیتی ہے اسکو تصویر رکہنے کے فریم مین بحفاظت بند کردیتے ہین اسے خود بیرون تصویر پازٹیو کا کمال سلیس اور صاف طریقہ یہی ہے جو ہمنے معلوم کیا اور تصویر رنگنیکا قاعدہ اگرچہ کئی طور پر ہے مگر جو اس ترکیب سے متعلق ہے وہ یہہ ہے کہ جسوقت دوا نمبر پنجم یعنی فکسنگ سلوشن ڈالنے سے فرصت حاصل ہو تو دوا نمبر ششم یعنی ای اوڈین سلوشن نہایت تیز کلتی سے اوس تصویر پر بہت جلد پہیلا

پیچ معمولی ترکیب

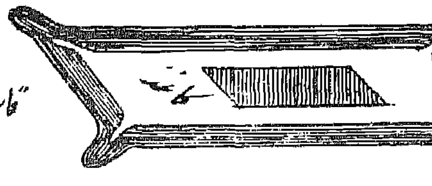
پہینک دینا اور فوراً ایک بوتل پانی سے دہار دینا اب تصویر کی اصلی رنگت پر ایک تاریکی پہیل جائیگی اور اوس مین نیلگی ٹہوس ہونیکی لیاقت پیدا ہو جائیگی پہر دوائے نمبر ہفتم یعنے پیروگیالک سلوشن اوسی آئینہ پر ڈالکر تمام آئینہ پر پہیلانا اور پہر ایک میجر گلاس مین اونڈیل کر دوائے نمبر ہشتم یعنے سلور سلوشن کے چند قطرے اوسی میجر گلاس کی دوا مین ملاکر پہر اوس آئینہ تصویر پر ڈالنا اور چند بار یہی عمل کرنیسے اوس تصویر عکسی پر ایک قسم کی سیاہی پیدا ہو جائیگی اور جسوقت وہ آئینہ اوٹہاکر شمع کی روشنی سے مقابل کرکے دیکہینگے اوسوقت وہ تصویر عجیب صورت سے نظر آئے گی یعنے ابرو اور آنکہہ کی پتلی اور تمام سر کے بال وغیرہ سفید معلوم ہونگے اور رخسار اور پیشانی اور سفید کپڑے وغیرہ سیاہ دکہائی دینگے غرض جب تصویر مرضی کے موافق سیاہ اور درست نظر آنے لگے تو دوائے مذکور پہینک کر دو بوتل پانی سے دہو ڈالنا اور خیال رکہنا چاہیئے کہ اگر تصویر کم سیاہ رنگی ہے تو کاغذ پر سیاہ چہپے گی اور بہت سیاہ ہوگی تو کاغذ پر بہت دیر مین چہپے گی چنانچہ اسکا امتحان بہی دو چار بار کے تجربے پر منحصر ہے پس اب یہہ تصویر چہاپنے کے قابل ہوگئی مسکو سایہ مین خوب خشک کرکے روغن سفید کہ جسکو انگریزی مین انبر وارنش کہتے ہین اور خاص اسیواسطے موضوع ہے جیسے وارنش کیطرح ڈالکر جلد اوسی شیشی مین اونڈیل کر دیدین اب یہہ تصویر بہی پائدار ہوگئی اس ایک تصویر سے ہزارون تصوین چہاپ سکتے ہین اس قسم کی تصویرین ایکقسم کے صندوقچہ مین احتیاط سے رکہی جاتی ہین اور جسوقت کسی تصویر کو چہاپنا منظور ہو تو نکالکر چہاپنے کے بعد پہر اوسیمین رکہدین



یہہ صندوقچہ کہلاتاہے

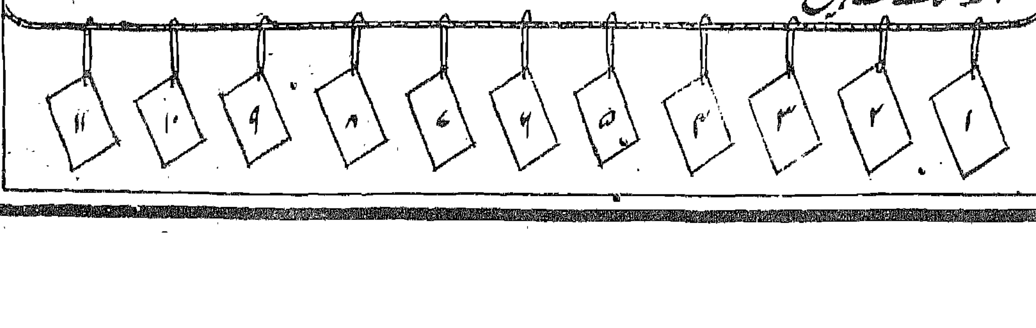
اسمین آئینہ تصویر موجود ہین

اب سنو کہ تصویرین کیونکر چہاپتے ہین کہ اسکے چہاپنے کو بہت عمدہ کاغذ درکار ہے اوس کو دوائے نمبر نہم یعنے البومین مین جو نمک آمیز بیضہ مرغ کی سفیدی کا زلال ہے ایک وسیع قاب مین نکال کر اس کے اوپر ایک رخ سے برابر بچہادین پہر نصف منٹ یعنے تیس سکنڈ کے بعد اوٹہاکر لٹکادین

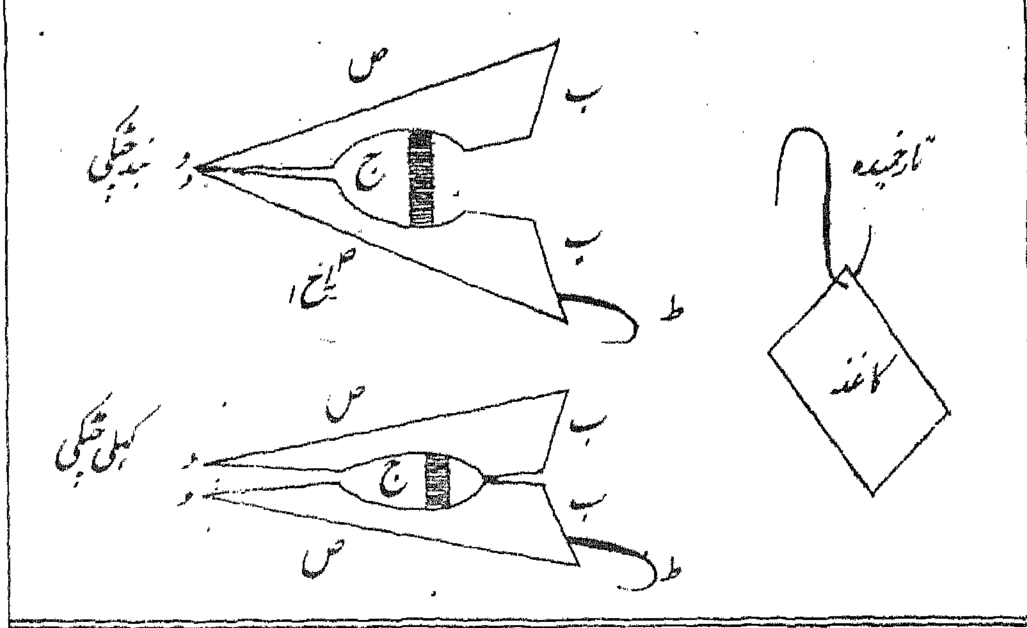


قاب چینی یا بلور کی

کاغذ لٹکاتے گئے ہین

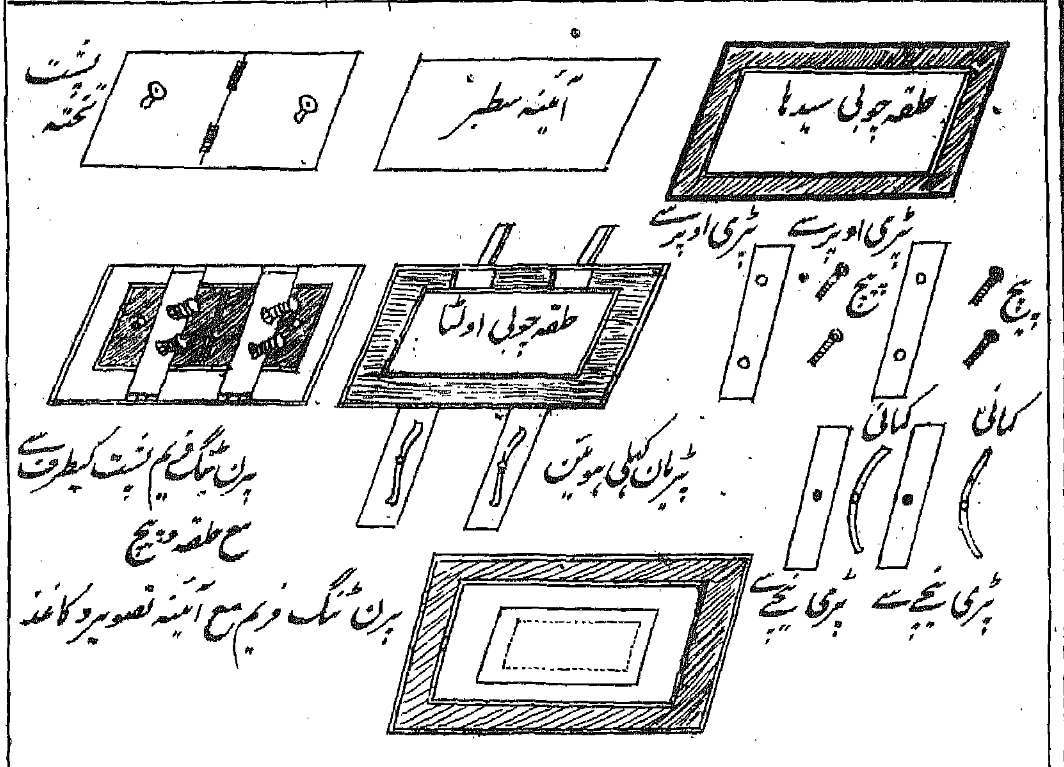


جسوقت یہہ کاغذ خشک ہوجائین تو انکو اوتارلین مگر اندر سے کے کرنے سے یہہ سمٹکر لپٹ جاتے ہین اسواسطے کسی مجلد کتاب مین
دباکر سیدھا کرلینا مناسب ہے، اور اس کا ولایتی کاغذ تیار بھی سامان تصویر عکسی کیساتھہ ہم پہونچتا ہے اسکو البومینایزڈ
پیپر کہتے ہین اور اکثر مقامات پر حسب ضرورت سوداگرون کی دوکانون مین بھی ملجاتا ہے اب مکان تاریک مین دو آنے بہر
نیترٹ آف سلور یعنی سن سٹیو یا تہہ کو شمع کے روبرو نکالو اور ایک بلوریا چینی کی قاب مین بہر کر کاغذ مذکور کو جسطرف
بیضہ مرغ کی سفیدی لگی ہے اوسطرف سے اس قاب کی دوا پر آہستہ آہستہ بچھادو کاغذ کی پشت پر دوا نہ آنے پائے
اسقدر احتیاط ضرور ہے پہر تین منٹ کے بعد اوٹہاکر بطریق معلوم لٹکا دینا اسکی بھی چند صورتین ہین بعضے کاغذ کا ایک
کنارہ سوئی کی نوک سے اوٹہاکر دورکے پہندے سے لٹکا دیتے ہین جیسے اوپر کے نقشہ مین تم دیکھہ چکے اور بعضے چاندی کے تار کے
بہت سے ٹکڑے کرکے اوسکے دونون کنارے خم دیتے ہین اور اوسمین ایکطرف کاغذ کی نوک لٹکا کر دوسریطرف سے کسی چیز مین
لٹکاتے ہین اور ایک قسم کی چٹکی بھی بنائی جاتی ہے اوسکی نوک مین کاغذ کا سرا دباکر دوسری جانب ایک قلابہ لگا ہین اور اوسکے ذریعہ سے لٹکایا جاتا ہے اسطرح پر



ص ص لکڑی کے دو پترے ہین اور ج ایک تار کی کمانی شکل کی صورت ہے اسکے وسیلے سے باہم ملے ہوتے ہین
ط ایک تار خمیدہ ہے جسکے باعث یہہ چٹکی لٹکجاتی ہے ب ب اسکے دونون پچھلے سرے کمانی کے زور سے خودبخود ہمیشہ
کہلے رہتے ہین اور صرف اس سبب سے د د دونون اگلے سرے بند رہتے ہین جسوقت ب ب دونون سرے ہاتہہ سے دباکر
باہم ملائینگے تو د د دونون سرے کشادہ ہوجائینگے اوسوقت کاغذ کا کنارہ اومین لاکر پچھلے سرے کہولنے سے وہ نوک
بند ہوجائیگی اور کاغذ اوسمین دبکر رہجائیگا اور یاد رکہو کہ ہمیشہ یہہ کاغذ اندہیرے مین تیار کرکے خشک کرنا اور ہمین کسی
کتاب کے ورقون مین دباکر رکہنا روشنی مین ہرگز نہ لانا کہ سیاہ ہوجائینگے اب یہہ کاغذ اس قابل ہوگیا کہ وہ آئینہ تصویر
عکسی کے وسیلے سے چہپ سکتا ہے چہاپنے کیواسطے ایک آلہ مقرر ہے اوسکو انگریزی مین پرنٹنگ فریم کہتے ہین وہ ایک

چوکھٹا لکڑی کا مستطیل ہوتا ہے اندر سے بالکل خالی مگر ایکطرف آئینہ جڑا ہوتا ہے اور دوسری جانب سے ایک تختہ ڈھکنے کے طور پر ایسا بنایا جاتا ہے کہ برابر دو ٹکڑے بیچ میں سے نرماوگی کے وسیلے سے جوڑے جاتے ہیں اور چوکھٹے میں دو پٹریاں بھی نرماوگی لگا کر ایسے رکھتے ہیں کہ جب اوس آئینہ پر وہ ڈھکنا برابر رکھکر دونو پٹریاں لگاوین تو کمانیوں کے زور سے یا پیچوں کے سبب سے دونوں ٹکڑے اوس تختے کے خاطر خواہ دب جائیں چنانچہ پرنٹنگ فریم کی تمام کیفیت اس نقشہ سے ظاہر ہے



اسمیں تصویر چھاپنے کا یہہ قاعدہ ہے کہ فریم کو تاریکی میں لیجاکر وہاں کہولتے ہیں اور تصویر کا آئینہ جسطرف کہ اوسکی پشت ہے اوسطرف سے اسطرح رکھتے ہیں کہ جسطرف تصویر کا مصالحہ لگا ہے اور ابر وارنش پڑا ہے وہ رخ اوپر رہے پہر وہی کاغذ جو مصالحہ دیا ہوا کتاب میں رکھا ہے اوسکو اس آئینہ تصویر پر اوسطرف سے رکھتے ہیں جس سمت سے کلسنگ باتھہ میں ڈالا گیا تہا پہر اسکی پشت پر چند ورق فلٹرنگ پیپر یا اور کسی کاغذ کے رکھکر ڈھکنا بند کرکے آہستہ آہستہ پیچ کستے ہیں پہر روشنی میں لاکر اوسکو دہوپ میں اسطور سے رکھدیتے ہیں کہ پرنٹنگ فریم کا آئینہ آفتاب سے مقابل رہتا ہے اور شعاع اوسپر اپنا اثر کرکے تصویر کے آئینے پر ہوتی ہوئی ال بومینا پیپر تک جاتی ہے اور اوسکی تاثیر سے آئینہ پر جو تصویر بنی ہے اس کاغذ پر بعینہ اوسیطرح عکس قبول کرتی ہے بیس منٹ کے بعد پہر اوس فریم کو سایہ میں لاکر ایک پٹری کہولتے ہیں اور ایک جانب سے ڈھکنا اولٹ کر تصویر کا چہرہ دیکھتے ہیں پس اگر وہ تصویر خوب گہری رنگت چہپی ہے تو اوسکو نکال کر پہر کتاب میں رکھدیتے ہیں اور اگر کم رنگ چہپی ہے تو پہر فریم کا ڈھکنا برابر کرکے تہوڑی دیر کیواسطے اور بہی دہوپ دیتے ہیں جبتک کہ سیاہی مائل گہری تصویر چہپ جاتی ہے اسلئے کہ بغیر آئندہ دوسرے

اوروپہ مین ڈالنے کے باعث اوسکا رنگ کم ہوجاتا ہے غرض جسقدر تصویرین چہاپنی منظور ہین اونکو چہاپ چہاپ کر تاریکی مین رکہدو اوراسکے بعد ایک قاب مین ڈالکر چند بار اون تصویرونکو آب صاف سے کہنگال کر دہو ڈالو جسوقت اس قاب مین پانی ڈالا جائیگا فورًا کاغذ تصویر پر جو نیٹرٹ آف سلور لگا ہے اوسکی تاثیر سے پانیکی رنگت بالکل دودہ کیطرح سفید ہوجائیگی اوس پانیکو پہینکدو اور دوسرا پانی ڈالکر قاب کو ہلاؤ پہر وہ پانی بہی پہینکدو یہانتک کہ دودہ کے رنگکا پانی نکلنا موقوف ہوجاوے پہر اوس قاب مین پانی ڈالکر تہوڑا سا نمک جو کہانے مین مستعمل ہے اوس مین شامل کر کے تصویرونکو دہو ڈالو پہر ایک خالی پانی سے صاف کر کے دوائے نمبر یازدہم یعنے **ٹوننگ باتہہ** مین ڈالنا اس دوائے مذکور کو علحدہ ایک قاب مین نکالکر ان تصویرونکو پندرہ منٹ تک اوسمین رکہو اس عرصہ مین تصویر کی تاریکی دور ہوجائیگی اور جہان سیاہ رنگ یا مائل بہ سیاہی کاغذ تصویر پر تہا وہ ایک خوبصورت اودا رنگ پختہ حاصل کے موافق نظر آنے لگیگا پہر ایک اور قاب لیکر دوائے نمبر دوازدہم یعنے **فکسنگ باتہہ** نکالو اور ان تصویرونکو دوسری قاب مین ڈالکر ایک یا دو پانی سے خوب ہلا ہلا کر دہونیکے بعد نمبر دوازدہم مین رکہو جب اسمین بہی پندرہ منٹ کے قریب وقت گذر جاوے تو اسمین سے بہی نکالکر ایک قاب مین پندرہ پانی سے خوب صاف کرو اسمین کہ دوائے نمبر دوازدہم کا اثر باقی نرہے اور پانی مین بہگوکر رکہدو گہنٹہ گہنٹہ بہر مین پانی بدلتے جاؤ بعد چہہ گہنٹے کے اون کاغذونکو پانی مین سے نکالکر کسی صاف کپڑے پر جدا جدا پہیلا کر خشک کر لینا مگر اوسوقت گرد وغبار کی حفاظت نہایت لازم ہے اب تصویر عکسی تیار ہوچکی اور کسی عمدہ دفتی پر چپکنے کے لائق یا کسی بہتر فریم مین رکہنے کے قابل ہوگئی عبارت مختصر فرزانۂ روزگار عالیوقار نے خود بروبرو والاگوہر کو اسیطرح ریل گاڑی اور باتری گلٹ وغیرہ سے بہی خوب واقف و مطلع فرمادیا اور عرصہ ششماہہ بہی تمام ہوچکا شعور سحر بن حاضر ہوا اور عقلِ سیم کا امتحان بخیر و تمام بوجہ حسن ادا کیا

امتحانِ ہشتم

مؤلف

اب تک نظر کسی کو نہ آیا جو خواب مین	آنکہون سے آج دیدۂ بیدار دیکہنا
صنعت گری ہے سحر نہین جادوگری سے کم	ہان سرسری نظر سے نہ زنہار دیکہنا
تار شعاع مہر سے باندہا ہے برق کو	جانے کہین نہ پاے خبردار دیکہنا

جسوقت شہزادۂ ارجمند تخت بلند اپنے اوستاد خجستہ نہاد کے ہمراہ خسرو نامدار کے دربار عرش وقار مین جا پہونچا عقلِ مجسم نے فرمایا کہ اے لختِ جگر و اے نور نظر اب تک کس چیز مین دستگاہ تازہ حاصل کی شہزادہ نے جواب دیا کہ علم برق اور علم دخان وغیرہ مین قدرے تمیز پیدا کی ہے مگر نظر عمیق اور فکر باریک سے غور کرتا ہون

تو ان چیزونکو ایک بحرِ زخار اور ویدے ناپید اکنار پاتا ہون بادشاہ نے ارشاد کیا کہ ہم بہی کچہہ اونکا حال سنکر علوم مذکورہ کی کیفیت معلوم کرین شہزادہ ہوشمند نے عرض کی کہ حضورِ اقدس فی الحقیقت اس حقیقت کا جاننا نہایت عجیب اور نہایت حیرت خیز و شگفت انگیز ہوگا کہ کارخانہ قدرت کی نہایت تیز اور قوی قوتین ہر وقت ہماری آنکہونکے سامنے موجود ہین اگرچہ یہہ تسلیم کرتے ہین کہ وہ قوتین ہمیشہ ہمکو محسوس نہین ہوتین اور اسی باعث سے ان قوتون کو قوائے مخفیہ کہتے ہین مگر کیفیاتِ موجودہ مین تہوڑے سے تغیر و تبدل سے وہ قوتین متحرک ہوجاتی ہین اور اونکی بدولت عجیب عجیب اثرون کو ہم دیکہنے لگتے ہین اور بہت زیادہ تصدیق اسبات کی اون عجائبات کے ظہور پر ہوتی ہے جنکو عجائباتِ برقیہ کہتے ہین چنانچہ بہت سی ایسی چیزین ہین کہ اگر اونکو انہین ملاکر رگڑ دیا جائے اور پہر الگ کرین تو اونمین وہ خاص اثر ظاہر ہوتا ہے جسکو ہم جذب کہتے ہین علاوہ اسکے اور بہی خاصیتین ظہور پاتی ہین جنکی حقیقت ٹہیک ٹہیک ابتک دریافت نہین ہوئی بلکہ یہہ خیال کرتے ہین کہ انواع و اقسام کے قدرتی اور صنعتی اسباب سے بجلی ظاہر ہوتی ہے جیسے کہ مختلف مادون مین آنچ کے باہم رگڑنے اور دبانے اور ملانے سے اور جسمانی چیزونکی ترکیبون اور حرارت اور صورت کی تبدیلیون سے چنانچہ کسی چیز کے پگہلانے مین وعلیٰ ہذا القیاس اور حضورِ پرنور پر بدروشن و آشکار ہوگا کہ سنہ عیسوی سے پورے چہہ سو برس پیشتر تہیلس نام ایک بڑا نامی و گرامی حکیم جو کہ شہر ملٹس واقع یونان کا باشندہ تہا اوسکو کہربا کی یہہ عجیب خاصیت دریافت ہوئی کہ اگر رگڑنے سے اوس مین حرارت پیدا کیجائے تو ہلکی ہلکی چیزونکا جذب اوسمین پیدا ہوجاتا ہے غرضکہ اسبات سے وہ نہایت حیران ہوا اور اوسنے یہہ خیال کیا کہ کہربا مین ایک طرحکی روحانیت ہوتی ہے جوکہ جذب و کشش کی صفت کہربا مین رگڑنے کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی تہی اسلئے تمام اصطلاحات اس فن کی کہربا کے لفظ سے بنائی گئین اور چونکہ کہربا کو یونانی زبان مین الکٹرن اور رومی زبان مین الکٹرم اور اوس مخفی علت کو جسے تہیلس کہربا کی روحانیت سمجہا تہا الکٹرسٹی کہتے ہین تو اسکے بعد علمِ برق کی جسقدر ترقی ہوئی اور جن جن چیزونمین اوسطرحکی خاصیت پائی گئی اونکو بہی کہربا کے مانند سمجہہ کہربائی چیزین کہنے لگے اسی طرح جن چیزون مین رگڑنے کے ذریعہ سے جاذبہ قوت نمایاں ہوگئی تو نام اونکا معمولی کہربائی اثر اور خاص اوس ترکیب کو کہربائی تحریک اور جاذبہ قوت کو کہربائی جذب اور اون آلات کو جو نمایشِ قوتِ مذکورہ کی غرض سے بنائے گئے کہرباپیما اور اون کلونکو جو اوس قوت کی ناپ تول کیلئے بنائی گئین میزانِ کہربا کہا گیا جنابعالی خاکسار کی رائے ناقص مین یہہ بات آتی ہے کہ ٹیلیگراف کو ہر آدمی تار برقی کہتا ہے اور اسیطرح اس قسم کے تمام اثرون کو بجلی کے اثر کہتے ہین نظر برین مناسب ہے کہ اسکی اصطلاحونکو بجلی کے لفظ سے اسیطرح مشتق کرین کہ جیسے یونانی اور رومی اصطلاحونکے مطابق کہربا کے معنے ہر اصطلاح سے مترشح ہوتے ہین چنانچہ اوس اثر کی تاثیر عام کو برق اور اوسکی خاص کشش کے اثر کو اثرِ جذبِ برق اور اوسکے خاص مدافعت کے اثر کو اثرِ دفعِ برق کہنا چاہیے

اصطلاحات کہربائی و برقی

اور جب مخفی علت کو تھیلیز یونانی نے کہربا کی روحانیت سمجھی اور اوسکا نام الکٹریسٹی رکہا ہے نام اوسکا برقی قوت ہے
اور نام اون چیزونکا جنمین یہہ خاصیت پائی جاتی ہے اشیاء برقیہ اور نام اونکا جنمین رگڑ سے یہہ قوت ظاہر ہوتی ہے
معمولِ برقی قوت اور نام اوس ترکیب کا جسکے ذریعہ سے وہ قوت پیدا ہوتی تحریکِ برقی اور نام اوسکے
اثر کا اثرِ جذبِ برق اور نام اوسکے دیکھنے کے آلات کا برق نما اور نام اون کلونکا جنسے اوس کے
مقدار کی جانچ تول کیجاتی ہے میزان البرق رکہا ہر چند کہ برق بہت کامونمین عمدہ طور پر مستعمل ہے مگر غالباً دنیا کے
کامون مین سب سے زیادہ حیرت بخش استعمال اس برق کا یہہ ہے کہ جو لوگ ایک دوسرے سے سیکڑون ہزارون کوس کے
فاصلہ پر جدے ہوتے ہین وہ اونکو یا رات کو جب کبھی چاہین بات چیت کر سکتے ہین اور بعد مسافت کا نام و نشان مٹا دیتے ہین
ایک دوسرے کو صلاح و مشورہ دیسکتا ہے اور عیادت اور تعزیت کی رسم ادا کر سکتا ہے اور ہر ایک بات پر تنبیہ کر سکتا ہے
یہانتک کہ گویا وہ دونون آدمی ایک مکانمین بیٹھے ہین اور جب یہہ ساری حالتین پوری ہو جاتی ہین تو ایک آپکو
تنہا نہین اور دوسرا آپکو اکیلا نہین پاتا ہے سچ ہے کہا ہوتین کوئی بات اس سے زیادہ عجیب و غریب نہین اور باوجود
ایسے عمدہ نتیجہ بخشنے کے اسکے پیدا کرنیکے ذریعے نہایت خفیف و آسان ہین چنانچہ وہ اس سبب سے سادہ سے قاعدہ پر
مبنی ہے جو سنہ ۱۸۱۹ء مین دریافت ہوا یعنے پہلے یہہ کہ ایک ایسی مقناطیسی سوئی جو اپنے مرکز پر بلا تکلف گھوم سکے
جب کبھی ایسے تار کے پاس لائی جاتی ہے کہ جسمین برقی موج گذرتی رہتی ہے تو وہ سوئی اوس تار کے ساتھ زاویہ قائمہ
بنانے پر مائل ہوتی ہے اور اوسکی حرکت خاص ایک قاعدہ کی پابند ہو جاتی ہے اور وہی موج برقی جو تار برقی پر
عمل کرتی ہے گھنٹے کو بھی بجا دیتی ہے جسکی بدولت رات کیوقت آدمی خبردار ہو جاتے ہین اور قوتِ برقی کی دو قسمین ہین
ایک مین جذب کرنیکی خاصیت ہے اور دوسری مین دفع کرنیکی خاصیت پہلی کو جاذبہ اور مثبتہ اور دوسری کو دافعہ اور
منفی کہتے ہین اور برق کے خواص مین سے ایک یہہ بھی ہے کہ اگر وہ ایک جگہ بہت ہو اور دوسری جگہ اوسکے قریب
تہوڑی تو پہلی جگہ مین سے اوسکے کچھ حصے دوسری جگہ مین چلے جاتے ہین تاکہ دونون مقام برابر ہو جائین
مثلاً ایک بادل مین زیادہ بجلی ہو اور ایک مین کم تو جسوقت وہ دونون بادل نزدیک ہونگے اوسوقت بہت والے
بادل مین سے کم والے بادل مین چلی جاتی ہے اور ایک تیز روشنی اور مہیب آواز ہوتی ہے چنانچہ عوام اوسی روشنی کو
بجلی اور آواز کو گرج کہتے ہین اور جبکہ بجلی بادل سے زمین مین یا زمین سے بادل مین داخل کرتی ہے تو اوسوقت بھی یہی
حال ظہور مین آتا ہے پس طاقتِ کہربائی یعنے قوتِ برقی کا ظہور دو طرح سے ہے ایک قدرتی اور دوسرا مصنوعی قدرتی
جیسا بادلون مین اور مصنوعی کئی طریق سے ہوتا ہے مثلاً ایک وہ جو رگڑ سے ہو اوسکو کہربائی بالدلک
کہتے ہین اور جو قوتِ کہربائی کہ چیزونکی ترکیب سے پیدا ہوتی ہے اوسکا نام قوتِ کیمیائی ہے اور یہی قوتِ
کیمیائی ڈاک بجلی کے تار مین کام آتی ہے چنانچہ اوسکا یہہ طریق ہے کہ اگر کانچ یا مٹی کے ایک برتن مین تانبے کا

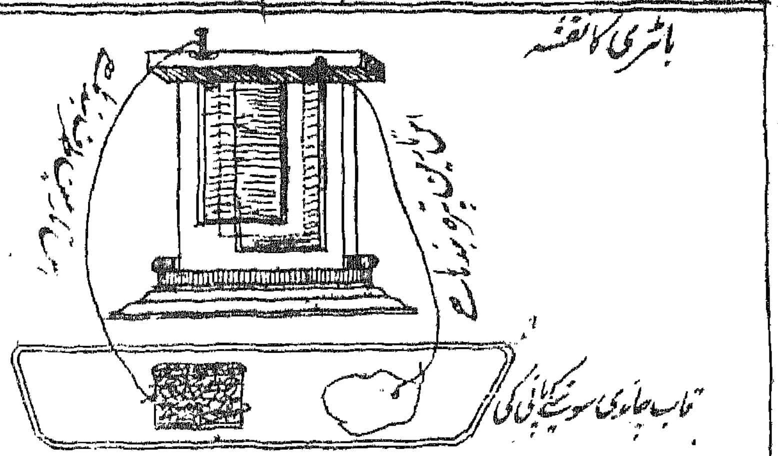
قوت برقی کا بیان

پانی یا نیلے تھوتھے کا پانی یا ایک حصہ گندہک تیزاب کا دس حصے پانی میں ملا کر ڈالیں اور اوس برتن میں ایک طبق جست کا اور ایک تانبے کا رکھیں تو اس ترکیب سے بجلی پیدا ہوتی ہے اور اگر بہت سے جوڑے طبقوں کے رکھے جائیں تو زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے اب اگر چاہیں کہ اس قوت کو جو اس ترکیب سے پیدا ہوئی ہے دور تک لیجائیں تو اوسکا طریق یہہ ہے کہ لوہے یا تانبے کا یا کسی اور دہات کا تار لگا دیں یہہ تار جہانتک جائیگا قوت برقی آسانی سے وہانتک پہونچ جائیگی اور جب ایسے دونون تارونکے سرونکو ملائیں یا پاس لائیں تو درمیان میں ایک شعلہ بجلی کا سا دکہائی دیتا ہے اور اوسکے ساتھہ چٹخ کی آواز ہوتی ہے اسطرح اگر برابر بار بار تار کو الگ کر کے پھر قریب لائیں تو وہی کیفیت پیدا ہوگی اور اگر ایک تار کو ایک ہاتھہ سے اور دوسرے تار کو دوسرے ہاتھہ سے چھوئیں تو ایک صدمہ پہونچتا ہے اور اگر کئی آدمی اپنے اپنے ہاتھہ پکڑ کر باہم کھڑے ہو جائیں اور ایکطرف کا اخیر آدمی ایک تار کو چھوتے اور دوسری طرف کا دوسرے تار کو چھوتے تو اوسیوقت سب آدمیوں کو جھٹکا لگیگا اور مادہ برقی کا بہت چلنا ہر خاص و عام پر بخوبی روشن ہے چنانچہ عالم موجودات میں جو قدرتی نمونہ اوسکا نظر آتا ہے اوسکی سرعت کو سبہی جانتے ہین بلکہ جب شتابی کی تشبیہ دینی ہوتی ہے تو بجلی ہی سے نسبت دیتے ہین اوسکے سریع السیر ہونے مین شبہہ نہین لیکن جب وہی شئے ترکیب خاص سے انسان کے استعمال مین آئے تو بنظر ظاہر جاننے والونکو اسکا بڑا تعجب ہوگا مگر جب بنظر تحقیق اصل کیطرف دیکھا جاے تو ہر چند فی الواقع یہہ تعجب سے اور اسپر کیا منحصر ہے جتنی صنعتیں خالق کائنات کی ہین اونمین سے کوئی ندرت سے خالی نہین مگر اتنا ہے کہ جو ہمیشہ دیکھنے مین آتی ہین اونپر تعجب نہین آتا اور جو نئی دکہلائی دیتی ہین وہ باعث حیرانی ہوتی ہین علی ہذا القیاس یہہ قوت برقی کہ اپنی تیزی سے بڑی بڑی مسافتوں کو طرفۃ العین مین قطع کر لیتی ہے انگلستان کے ایک حکیم نے تجربہ کی روسے دریافت کیا ہے کہ قوت برقی اڑہائی پل مین دو لاکھہ اٹھاسی ہزار میل طے کر جاتی ہے اس سبب سے ایک شہر کی خبر دوسرے شہر مین جلد پہونچ جاتی ہے اور اوسکے پہونچانیکے واسطے لوہے کا تار استعمال مین لایا گیا اور یہہ ضرور نہین کہ تار علے الاتصال لگایا جاے بلکہ اگر تارونکے دونون سرونکو زمین کے اندر دفن کر دین یا کنوئین مین ڈالدین تو اون دونون سرونکے بیچ مین جو زمین ہے وہ بہی بمنزلہ ایک آلہ برقی کے ہوجائیگی اور مادہ برقی ایکطرف کے سرے سے گذر کر اور زمین مین نفوذ کر کے دوسری طرف کے سرے مین سرایت کریگا اور وہی صورتین پیدا ہونگی جو خاکسار ہیچمقدار نے گذارش کین اور جناب عالی تار خبر برقی کا سلسلہ جب دریاؤن سے گذرتا ہے تو اوسجگہ کئی طور کی تدبیرین عمل مین آئی ہین اگر ندی کا پاٹ تہوڑا ہے تو دونون کنارون پر لٹھے گاڑ کر اونپر تار کہیدتے ہین اور کشتیونکو باندہ کر اونکے ستونوں پر اوس سلسلے کو لیجاتے ہین اور جہان کوئی ایسی ترکیب نہین ہو سکتی وہان تار کو دریا مین ڈبو کر دوسری طرف نکالدیتے ہین اور ڈبونے مین ایسی احتیاط کرتے ہین کہ اوپر کشتیان گذرتی رہین اب اسقدر اور عرض کرنا باقی ہے کہ قوت کہربائی جن چیزونکے ذریعے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ مین پہونچائی جاتی ہے اونکو موصل کہتے ہین اور جن چیزونمین بجلی کے پہونچانیکی خاصیت نہین ہے وہ غیر موصل کہلاتی ہین پس آہنی تار کے لگانے مین یہہ بڑی قباحت تہی کہ اگر کوئی

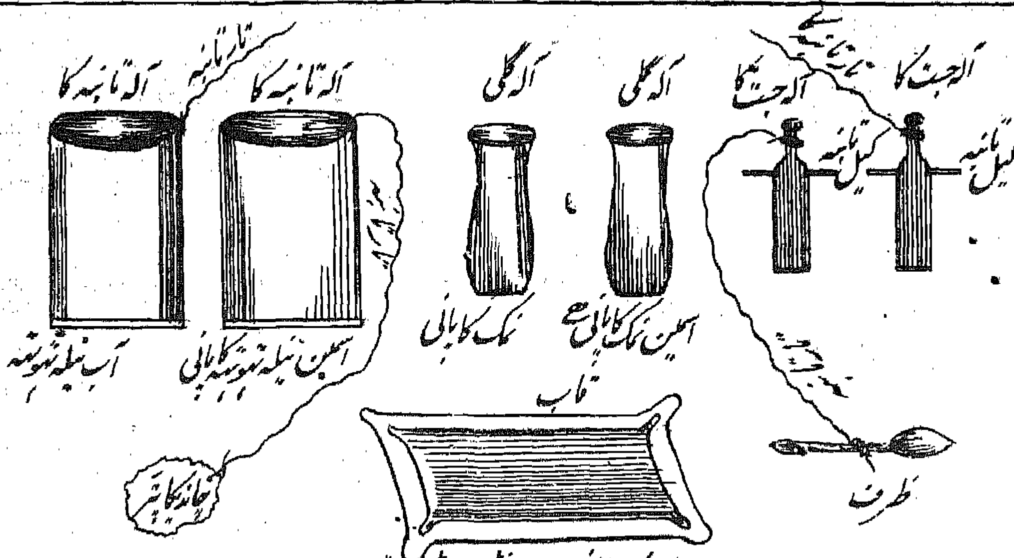
نتے موصل قوت کہربائی اوس سے لیجاتے تو اوسکا اثر دوسری طرف رجوع کرجاتا اور خبروں کے پہونچنے میں حرج واقع ہوتا چنانچہ
پانی موصل کہربائی ہے جسوقت تار کو دریا کے اندر پہونچاتا ہو تو پانی قوت کہربائی کو کھینچ لیگا اسیطرح ہوا کی رطوبت میں پانی جو ہوتا ہے
تو وہ بھی ہر جگہ نقصان کا احتمال ہے اسواسطے لازم ہوا کہ کوئی غیر موصل شے حفاظت کیواسطے تار پر لگائی جاتی ہے لہذا شیشہ مٹی کے
جزیروں سنگاپور وغیرہ میں درخت کے قسم کے ایک درخت کا گوند جسے گٹا پرچہ کہتے ہیں اپنی خاصیتوں کے سبب سے بہت بہتر ہے اوسکو
تار پر چڑہا لیتے ہیں اور اس گوند کے چڑہانے میں کمال خیال رکھتے ہیں کہ کہیں سے آہنی تار کھلا نرہے اور کانچ اور لاکھ اور ریشم
وغیرہ بھی غیر موصل ہیں مگر اس کام کیواسطے مفید نہیں اور جتنی دہاتیں ہیں وہ بہت قوی موصل ہیں غرضکہ تار برقی حضرت انسان کی صنعتکاری کا
ایک اعلے درجہ کا نمونہ ہے اور علم برق سے بہت کام لئے جاتے ہیں چنانچہ ملمع وغیرہ بہت سہل ترکیب سے ہر قسم کے ظروف اور زیور
وغیرہ پر چڑہایا جاتا ہے اسکے متعلق میں فرانس کا ایک بڑا حکیم دانشمند کہ جسکو باشندگان یورپ امپیر صاحب کے لقب سے ملقب کرتے ہیں
اور دربار شہر پارس میں کیفیت امتحان کا مشاہدہ کرنیکے لئے حاضر تہا تو شہزادہ جیروم کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوا کہ خداوند ملمع کرنا
کس ترکیب سے جلوہ ظہور حاصل کرتی ہے جیروم نے کہا کہ اسکی دو صورتیں سہل الاصول ہیں اول یہہ کہ ایک صندوقچہ ولایتی
عمدہ تیار ہم پہونچا ہے اوسمیں چند آلات موجود ہوتے ہیں جسکو باٹری گلٹ کی کہتے ہیں اوسکی اصل یا ہیئت یہہ ہے کہ ایک لکڑی کے
مستطیل ٹکڑے میں دو جست کی تختیاں نصب ہوتی ہیں اور اونکے درمیان ایک ورق پلاٹینم کا جو ایک انگریزی قسم کا پائدار
دہات ہے لگا ہوتا ہے اور اوپر کی لکڑی میں دو پیچ بنائے جاتے ہیں ان دونوں میں تانبے کے دو تار دبائے گئے ہیں اور اسکے واسطے
ایک ظرف کانچ کا خواہ چینی کا مقرر ہے اوسمیں سلفیورک الٹ کو آب خالص میں حل کرکے بہر دیتے ہیں پہر جست کی تختیاں اور پلاٹینم کا
پتر جو ایک لکڑی میں جڑا ہے اسمیں ڈوبو دیتے ہیں یعنی ایک حصہ گندہک کا تیزاب دس حصے پانی میں ملایا جاتا ہے اور اسکے وسیلے سے بجلی کی طاقت
پیدا ہوتی ہے اور وہ جو دونوں تار اوپر کے پیچوں میں لگائے جاتے ہیں اونمیں سے اوپر والے تار میں وہ چیز باندہتے ہیں جسپر ملمع چڑہانا منظور
ہوتا ہے اور بائیں کی جانب جو تار ہے اوسمیں ایک تیر چاندی یا سونے وغیرہ کا باندہتے ہیں اور ان دونوں چیزوں کو ایک شیشہ کے ظرف میں رکھتے ہیں
جسمیں سونے یا چاندی یا تانبے وغیرہ کا پانی جو تیزاب کے ذریعے سے ترکیب دیا جاتا ہے بہر دیتے ہیں چنانچہ میں ایک سرسری
نقشہ بناکر آپکو بخوبی سمجہا دیتا ہوں ملاحظہ فرمائیے یہہ کہکر قلم دوات تو اول ہی سے موجود تہا فوراً ایک نقشہ اسطور پر تیار کیا

ملمع کرنیکا بیان

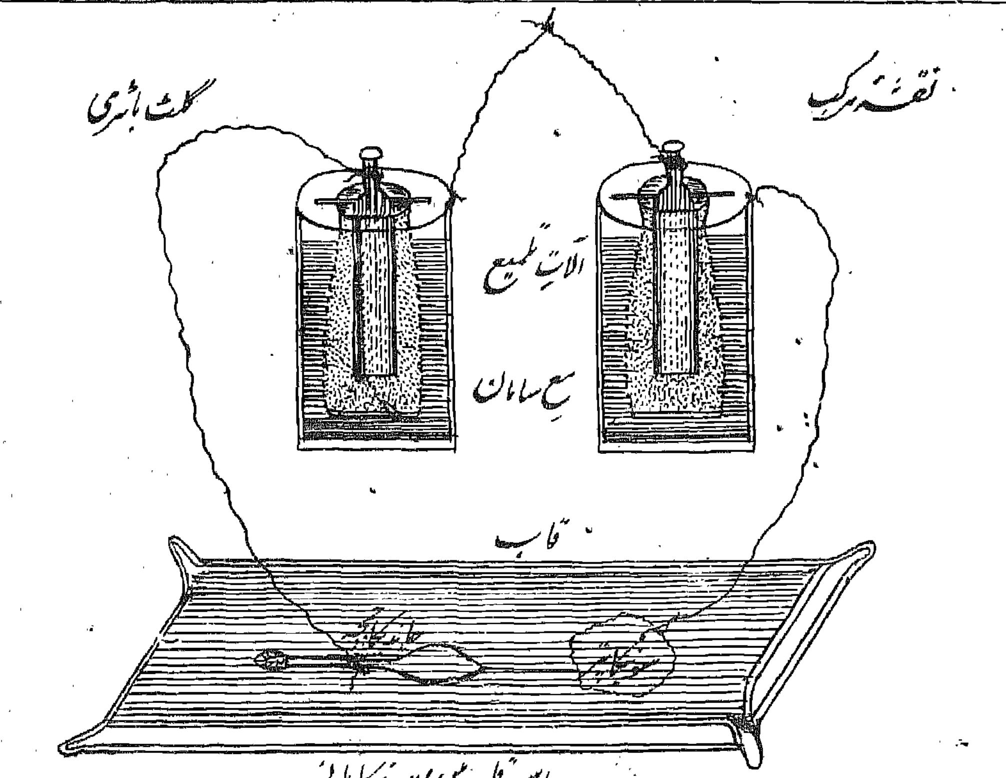
باٹری کا نقشہ — ملمع چڑہانیکے وقت



پہر کہا کہ دوم ہندوستانی طریق پر تمام سامان باسانی تیار ہو سکتا ہے اوسکی یہہ صورت ہے کہ چند آلات مختلف صورتوں پر درست کرے اور اوسکو باہم ترکیب دیتے ہین چنانچہ اون آلات کے نقشے بہی مین کہینچکر آپکے روبرو پیش کرتا ہون غور فرمائیے



چاندی کا پانی ہے سائنڈ اف پٹاس مین



اس قاب مین سونے کا پانی

یہہ آلات جو اس نقشہ سفر مین موجود ہین اونمین سے اول جست کے دو آلے مگدر کی شکل مین اندر سے ٹھوس اور اونمین ایک تانبے کی کیل گردن کے پاس جڑی ہوئی موجود ہے انگوٹھی کے آگے مین رکہدیتے ہین اور مٹی کے آگے اندر سے خالی ہوتے ہین اسمین نمک کا پانی بہرا ہوتا ہے یعنے چار تولہ نمک کو ایک گلاس پانی مین گہولکر آلہ گلی مین بہرتے ہین اور جست کا

اگر اسمین متعلق لٹکتا رہتا ہے صرف تانبے کی وہ پلیٹین جو آلہ جست کی گردن مین جہلی ہین اس آلہ گلی کے منہہ پر کسا
جاتے ہین پہر اس گلی آلہ کو بہیئت مجموعی آلہ سی مین رکہتے ہین بہر اوس تانبے کے آلہ مین نیلے تہوتہے کا پانی
بہرتے ہین یعنی پانچ تولہ نیلا تہوتہہ ایک بوتل پانی مین حل کرکے اسمین ڈالتے ہین جب دونون آلے بیٹ چکین
تو ایک تار جست کی سوگری کا دوسری تانبے کی ڈولچی کے تار مین ملاکر نوکون مین بل دیتے ہین اور دوسری جست کی
سوگری کے تار مین وہ ظرف وغیرہ یا زیور باندہا جاتا ہے جسپر ملمع چڑہانا منظور ہے علی ہذا القیاس دوسری تانبے کی
ڈولچی کے تار مین چاندی یا سونے وغیرہ کا ٹکڑا لگاتے ہین اور ان دونون چیزونکو یعنے زیور و ظرف وغیرہ اور چاندی
یا سونیکو ایک قاب مین رکہدیتے ہین پہر جس قسم کا تیزاب ہو اوسی قسم کا پانی اوس قاب مین بہر کر ملمع چڑہانے مین پانی
بنانیکی سہل ترکیب یہ ہے کہ ایک قسم کا تیزاب سفید رنگ یا تباشیر کی شکل ہوتا ہے اوسکو انگریزی زبان مین سائنڈ آف
پٹاسیم کہتے ہین دو تولہ لیکر ایک بوتل پانی مین گہولین اور چاندی چڑہانا منظور ہو تو چاندی کا برادہ ایک تولہ اسمین
ڈالین وہ چہہ گہنٹے کے عرصے مین حل ہوجائیگا اس پانیکو قاب مین نکالکر چاندیکا پتر ایک تار مین اور تانبے یا پیتل کی
رقم دوسرے تار مین باندہ کر دونون کو جدا جدا اس پانی مین ڈبو دین یعنے احتیاط رکہین کہ وہ دونون تار یا دونون چیزین
باہم مجتمع نہونے پاوین بجلی کی تاثیر سے چاندی اوس ٹکڑے مین سے علیحدہ ہوکر باریک اور پتلی سطح دوسرے دہاتون پر
جم جاتی ہے اسطرح سونا بہی چڑہایا جاتا مگر سونیکا عمدہ پانی میوری اٹک ایسڈ کے وسیلے سے ہوتا ہے اور لوہے یا جست
چاندی سونا وغیرہ چڑہانا منظور ہے اسواسطے اول اوسپر تانبے کا ملمع چڑہانا بہتر ہوگی [illegible] چیز چڑہاتے ہین اور تانبے کا پانی
اسطرح تیار کیا جاتا ہے کہ ایک بوتل یعنے نصف سیر نیلا تہوتہہ یا ایک [illegible] مقدار پانی ڈالین اور جہان تک
ہوسکے برتن مین رکہین پہر سلفیورک ایسڈ آف پٹاس آدہ پاؤ بلکہ چار تولہ اس پانی مین ملاکر علیحدہ رکہا جاتا ہے پہر ان دونون
قسم کے پانیکو ایک برتن مین بہرین اوسوقت کچہہ سرخ رنگ کا جسم بنیگی اور سلفیوریک بابت سے ہوکر سائنڈ آف پٹاس
چہہ تولہ پانی مین حل کرکے دو روز تک رکہہ چہوڑین پہر باتہہ ڈالین تانبہ لگا کر جسپر تانبہ چڑہانا شروع کرین گے
جس برتن مین پانی ہو اوسکو گرم رکہین اور آدہ گہنٹہ بعد تانبہ چڑہنا شروع ہوگا اور سونا اگر چاہین اس طریق سے بہی چڑہا سکتے
کہ صرف سائنڈ آف پٹاس کے سلوشن مین ایک طرف سونا باندہ کر دوسری جانب زیور وغیرہ باندہین مگر سونیکا پانی بہت
عمدہ ہے اوسکو بہی اسطرح بناتے ہین کہ سونیکا برادہ میوری ایٹک ایسڈ مین ڈالنے سے فوراً پگہل جاتا ہے اوسکو آب
صاف مین گہولکر فلٹر نگ پیپر یعنے چہاننے کے کاغذ سے چہان لیتے ہین چہنا ہوا پانی پہینک دیتے ہین اور جو درد کہ
اوسکا کاغذ مین باقی رہجاتا ہے اوسکو نکال کر سائنڈ آف پٹاس کے سلوشن مین گہول دیتے ہین غرضکہ جسوقت شہزادہ نامدار
عالیمقدار ملمع برقی کی حقیقت من کل الوجوہ بیان کرچکا تو پہر سلطان سعد خان کیطرف متوجہ ہوکر عرض کرنے لگا کہ اگرچہ
تصویر عکسی وغیرہ اتارنا کیوقت چراغ روشنی برق کے ذریعے سے ممکن ہے اور تار کے مقامات مین اور غبارہ ہوا و تار مین بہی

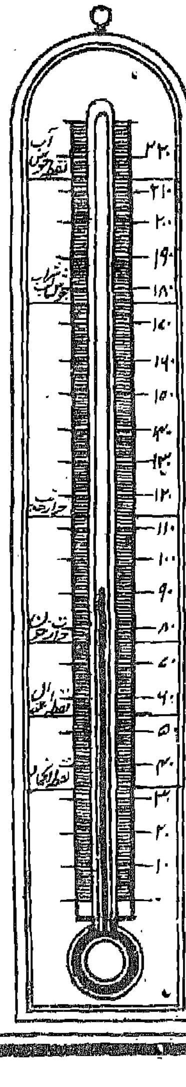
دخانی کل کا بیان

روشنی برق کے وسیلے سے برتنے کی تبسیہ بہتر تیار ہوسکتی ہے اور یہی تار برقی ریلگاڑی سے بھی متعلق ہے یعنے مثلاً ریل گاڑی مین کوئی شخص مجرم یا کوئی دزد عیار کسیکا مال لیکر مفرور ہوگیا اور بعد روانگی ریل کے اطلاع ہوئی تو انسان کا کام نہین کہ کسی سواری کی تیز رفتاری سے اوسکو جاکر گرفتار کرسکے اور پیادہ پا تو کیا تاب اور کیا مجال ہے لہذا فوراً تار برقی کے ذریعے سے اگلے مقام پر جہان پہہ ریل دم لیتی ہے خبر بھیجدے کہ ایسا معاملہ ہوا ہے چنانچہ وہان پیشتر تدارک ہوجائیگا پہر ریل گاڑی پہونچیگی اور مطلب حاصل ہوئین کچھہ اندیشہ باقی نرہیگا سلطان المعظم عقل مجسم نے ارشاد کیا کہ ریل گاڑی کو باوجود اسقدر گرانباری کے کمال تیز رفتاری حاصل ہے نہ اسے کوئی انسان جر ثقیل کے قاعدے پر کھینچتا ہے نکوئی حیوان اپنی زور طاقت کا امتحان کرتا ہے پہر کیا سبب ہے کہ خود بخود نہایت سرعت رفتار سے آنا فانا طے منازل اور قطع مراحل کرتی چلی جاتی ہے خرد پرور نیک اختر نے عرض کی کہ جناب عالی ہر شخص بخوبی واقف و آگاہ ہے کہ پانی جب کسی ظرف مین آگ پر ایسا گرم ہو کہ جوش مین آئے تو اوس مین سے ایک قسم کا بخار اوٹھتا ہے چنانچہ اگر اسطرح اوسکو آتش پر جوش دیتے رہین تو پانی سب کا سب اوس بخار کی حالت مین اوڑ جائیگا اور ظرف مذکور خشک نکل آئیگا اور یہہ بھی سب جانتے ہین کہ اوس ظرف کے مونہہ پر اگر سرپوش رکہا جائے تو وہ بخار اوسے کچھہ سردی حاصل کرکے پہر اپنی اصلی صورت پر پانی ہوجائیگا اور پہر ظرف مذکور مین ٹپک پڑیگا اور اس بات سے بھی خاطر خواہ آگاہی حاصل ہے کہ جسوقت لکڑی یا کوئی چیز سوختنی آگ مین جلائی جاتی ہے اوسسے دہوان نمود ہوتا ہے لیکن اوس دہوئین مین اور اس بخار مین جو کہ آب جوشان سے پیدا ہوتا ہے بہت بڑا فرق ہے کیونکہ جو کوئی چیز دہوئین مین لگائی جائیگی وہ ہرگز تر نہوگی بلکہ کالی سی ملمع ہوجائیگی پس جو دہوان کہ جلتے ہوئے ایندہن سے ظہور پاتا ہے اوسکو ہم اپنی اصطلاح مین دہوان کہتے ہین اور جو پانی کے جوش سے پیدا ہوتا ہے اوسکا نام دخان رکہتے ہین علم طبیعیات کی تحقیقات سے جو بہت سی عجیب و غریب اور فائدہ مند چیزین ایجاد کیگئی ہین اونہین سے دخانی کل سب مین افضل ہے اسکے وسیلے سے آدمیون نے وہ طاقت حاصل کی ہے جو احاطہ گمان سے باہر ہے اور جو کام خیال مین نہین آتے ان کے ذریعہ سے نہایت آسانی کے ساتہہ ہوجاتے ہین انگلستانی فنون اور صنعتون مین دخانی کلون کی قدر اس مرتبہ پر پہونچی ہے اور روز بروز اسطرح ترقی پاتی جاتی ہے کہ کیا امیر کیا فقیر سب پر واجب ہے کہ کمال شوق ودل سے اسکی طرف متوجہ ہون ولایت مین دخانی کل کے وسیلے سے پانی نکالتے ہین اور لکڑی کاٹتے ہین اور لوہے کے بہت اوزار بناتے ہین اور اصل کل کے وسیلے سے کپڑا بھی طرح طرح کا اس آسانی اور خوبی کے ساتہہ بنا جاتا ہے کہ یہان آکر اس ارزانی سے بکتا ہے کہ تمام غربا اوسکو پہنکر اپنا جی خوش کرتے ہین اور آرام پاتے ہین اور تیل بھی اس کل کے زور سے نکالا جاتا ہے اور زمین بھی اس کے وسیلے سے جوتتے ہین اور کنوئین وغیرہ کے کہودنے مین بھی اسکو استعمال مین لاتے ہین اور کہیتی باڑی باغ وغیرہ

ہین بہی اس کل سے پانی سینچتے ہین اور دوسری دہات اس سے کوٹتے ہین اور لنگر بہی اس کل کی قوت سے بناتے ہین
دریا و سمندر مین کشتیان اور جہاز اس سے چلتے ہین اور وہ آلات لطیف جو دہاگے کاتنے مین مستعمل ہین اور وہ کلین
جو اون و ہاگون سے کپڑا بنتی ہین اسی دخانی کل سے اپنی اپنی حرکتین حاصل کر لیتی ہین بلکہ فی الحقیقت ہر مصنوعی
کہ جو زینت یا کسی کام کیواسطے بنی ہوئی ہو بیشک اس عجیب و غریب کل کو اوسمین کچہ نہ کچہ مداخلت ضرور ہوگی اسکی
مدد سے لوہے کا مادہ زمین سے نکالکر خالص لوہا بناتے ہین پہر اسکے وسیلے سے وہ لوہا لیکر خواہ ایسا وزنی لنگر جو طوفان
اور موجون کے صدمے سے بڑے سے بڑے جہاز کو بچائے خواہ ایسی باریک آبدار سوئی جو لطیف ترین کپڑے کی صنعت
کاری مین کام آسکے بناتے ہین غرضکہ یہہ کل نہایت بابرکت اور بیخطا ہونیکے باعث قابل توجہ اور لائق التفات ہے
مثلاً اسکی ایک حرکت مین وہ قوت ظاہر ہوتی ہے کہ جسکے ذریعے سے گہیان کانچ کے چکنے چکنے سطح وغیرہ پر
بے اٹکے چل سکتی ہین بلکہ اوسکی اور حرکتون مین بہی وہ قوانین داخل ہین جو کرۂ زمین اور دیگر کواکب کی گردشون کو
جو وہ آفتاب کے گرد کرتے ہین انتظام بخشتے ہین اور وہ اصلی قوانین جنپر دخانی کل کی حرکتون کی بنا ہے نہ عدد مین شمار نہ
سمجہنے مین دشوار بلکہ بہت سلیس اور نہایت سریع الفہم ہین اتنے مین ایک صنعتگر فرنگ کہ جسکو مسٹر بروی کہتے تہے
دربار پُر بار مین حاضر تہا استفسار کرنے لگا کہ بہلا ارشاد فرمائیے کہ دخان کسواسطے قوی اور جسیم ہو جاتا ہے اور دوسری
چیز کو کس باعث سے حرکت دیسکتا ہے خرد پرور نے کہا کہ اے حکیم کیا تم نہین جانتے کہ جب حرارت کسی شے مین داخل کیجاتی ہے
تو وہ شے گرم ہوتے ہوتے اپنی جسامت یعنے طول عرض اور عمق مین بڑہ جاتی ہے چنانچہ ایک لوہے کا لمبا ٹکڑا
کسی دوسری چیز کے ایسے سوراخ مین ڈالین کہ جسمین وہ لوہا باسانی گذر سکے اور اسکو ایکطرف سے آگ مین ڈالکر اسقدر
گرم کرو کہ سرخ ہو جائے پہر آگ مین سے نکالکر سوراخ مذکور مین ڈالو تو یہہ ظاہر ہوگا کہ وہ لوہا اتنا بڑہ گیا ہے کہ اب اوس
سوراخ مین مطلق نجا سکیگا جبتک کہ سرد ہوکر اپنی حالت اصلی پر آجائے اور اگر حرارت ضعیف ہوتی جائیگی اوسیقدر وہ بہی
گہٹتا جائیگا یہانتک کہ گل جاتے حکیم نے کہا کہ بیشک یہہ بات درست ہے مگر آپ یہہ فرمائیے کہ حرارت کی کمی و بیشی کا
انداز کسطور کر سکتے ہین شہزادہ نے کہا کہ یہہ بہت سہل بات ہے یعنے تہرمامیٹر کے وسیلے سے حرارت کا درجہ معلوم ہو جاتا
ہین اور اگر تہرمامیٹر نہو تو ہم بنا بہی سکتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ تہرمامیٹر کیا چیز ہے خرد پرور نے عرض کی کہ اسکا نام
عربی مین اوسکو میزان الحرارت اور فارسی مین تابدرجہ نما کہتے ہین چنانچہ اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ شیشے کی
بالشت بہر کی ایک نلی مین جسکا سوراخ بہت باریک ہوتا ہے اور ایکطرف آگ مین گلانیکے باعث کرہ جو فندار کی صورت
اوسکے نیچے پیدا ہو جاتی ہے سیماب خالص اسقدر بہر دیتے ہین کہ کرہ مذکور لبریز ہو جائے اور وہ سیماب نلی کی تہائی تک
پہونچے پہر جتنی ہوا اوس نلے مین باقی ہو اوسکو بہوشیاری تمام نکالکر نلے کے دہانے کو مضبوط بند کر دیتے ہین
پہر کرہ مذکور کو پانی کی بہی ہوئی برف مین داخل کرتے ہین اور سیماب اپنی حرارت کہوکر سمٹ جاتا ہے اور بلندی

پستی کیطرف تنزل شروع کرتا ہے پس جہان کہ حالتِ نزول مین سیماب کو قیام ہوجاتا ہے اوس مقام پر ایک نشان کرتے ہین اور اوسکا نام نقطۂ انجماد آب ہے اسلیے کہ برودت کے اسدرجہ پر پانی جمکر برف ہوجاتا ہے پھر اوس کرہ کو جوش کہاتے ہوئے پانی مین داخل کرتے ہین اوسوقت سیماب حرارت حاصل کرکے جسامت مین بڑہ جاتا ہے اور درجہ بدرجہ اوس نالیچہ نمایان مین چڑہنا شروع کرتا ہے جب چڑہتے چڑہتے ٹھہر گیا تو وہین نقطۂ توقف پر دوسرا نشان کرتے ہین اور اسکو نقطۂ جوش آب کہتے ہین اس سبب سے کہ اتنی حرارت پر پانی جوش مین آتا ہے بعد اوسکے ایک پیتل کی تختی یا ہاتھی دانت کی تختی یا کسی قسم کی عمدہ لکڑی کا تختہ کہ جو طول مین مذکورہ سے کچھہ زیادہ ہو لیکر اوسکے سطحِ مستوی پر ایک نقشہ جو اوس نلکی کی لنبائی کے برابر ہو کھینچتے ہین اور اوسکو اسکیل کہتے ہین پہر اوس اسکیل کے سطح کو طول مین اسطور پر تقسیم کرتے ہین کہ اجزا اوسکے آپس مین برابر ہون اور فاصلے اون خطوطِ منقسمہ کے اسقدر ہون کہ نقطۂ انجماد اور نقطۂ جوش کے درمیان ایکسو اسی خط شمار کیے جائین اور اسکیل کے اجزا کو سیماب کی طرف سے اس طرز پر رکھے جاتے ہین کہ بتیسوان خط نقطۂ انجماد کے برابر ہوجاتا ہے پس خطِ زیرین سے نقطۂ جوش تک دو سو بارہ خط ہونگے اور ان خطوط کو درجے کہتے ہین اگرچہ اسمین اور بہی چند نقطے ہوتے ہین چنانچہ نقطۂ اعتدال اور نقطۂ حرارتِ خون اور نقطۂ حرارتِ تپ اور نقطۂ جوشِ شراب وغیرہ مگر ان سب سے اوپر درجۂ جوشِ آب ہے لیکن دخانی کل مین اسی نقطے سے زیادہ کام پڑتا ہے اسواسطے کہ پانی کے جوش سے بخارات پیدا کیے جاتے ہین اور مقیاس الحرارت کے وسیلے سے جوشِ آب کا اندازہ بخوبی دریافت ہوسکتا ہے خاکسار اوسکا نقشہ بناتا ہے

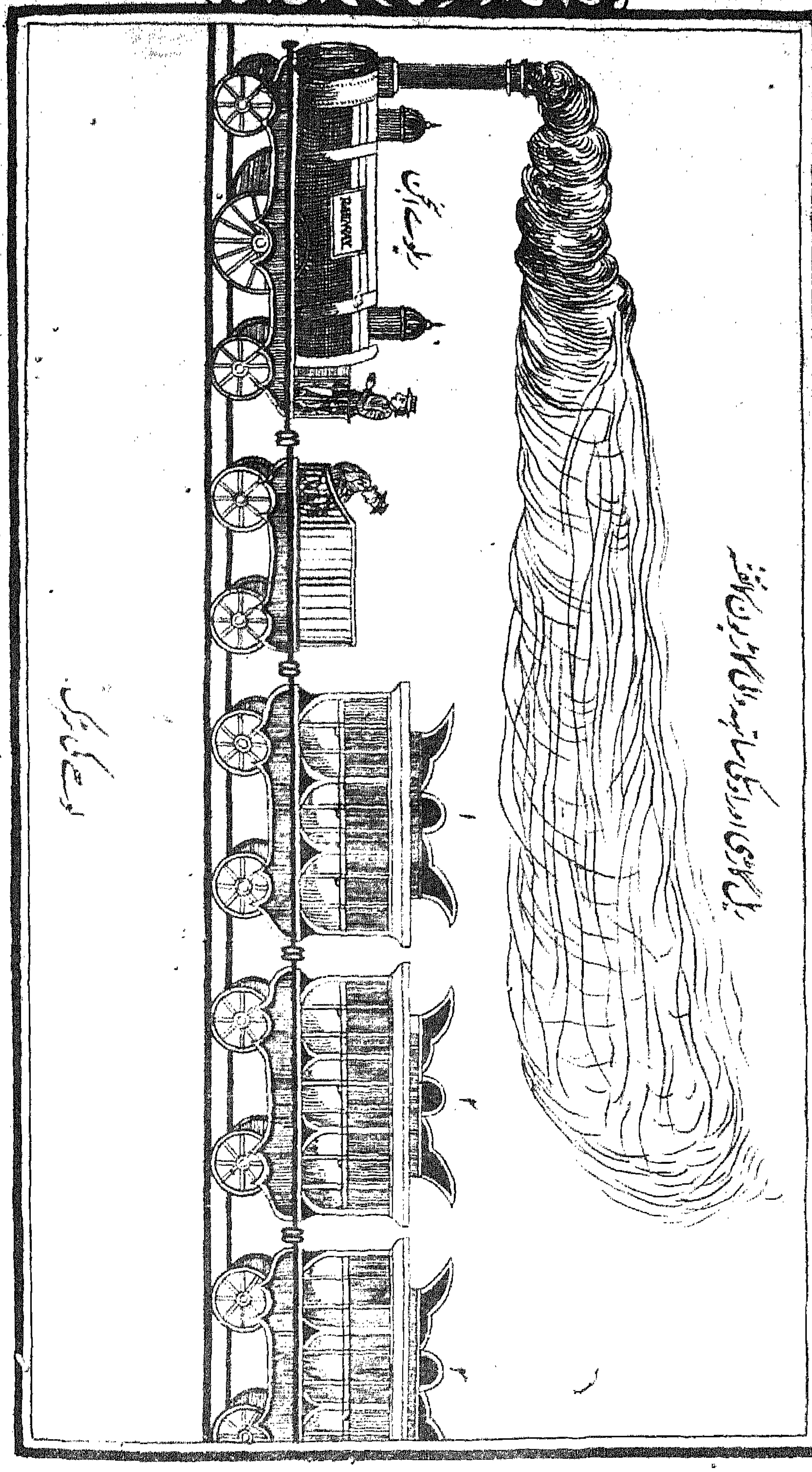
نقشہ تھرمامیٹر



مقیاس الحرارت

پھر عرض کرنے لگا کہ حضور اقدس مثلاً سیماب اگر پانی میں بسبب حرارت کے پچاس درجہ ہے اور دس درجے حرارت زیادہ ہوگی تو ساٹھ
درجے ہو جاویگا علی ہذا القیاس و علی ہذا انتہا حرارت آب میں دو سو بارہ درجے پر ٹھہر جاتا ہے پھر کسقدر پانی کو جوش دیا جاوے مگر آگے
زیادہ نہ بڑھیگا لیکن پانی شدت حرارت سے اپنی صورت اصلی چھوڑ کر اسقدر بدل جاتا ہے کہ دخان کی صورت پیدا کر لیگا بلکہ اس صورت میں
اوسکو بھی اپنی جسامت اصلی سے ایک ہزار سات سو حصے زیادہ جسیم ہو جاتا ہے پھر اگر کسی تدبیر سے وہ حالت اصلی پر لایا جاوے یعنے اسقدر
ٹھنڈا کیا جاوے کہ اوسکی حرارت دو سو بارہویں درجے سے کم ہو تو فی الفور پھر وہ دخان پانی ہو جاتا ہے اور اپنی دخانی حالت کی
بہ نسبت کہ جسمیں وہ پھر پانی ہو گیا ایک ہزار سات سو مرتبہ مقدار میں کم ہو جاتا ہے اور پانی جب دخان ہو جاتا ہے تو وہ ہوا کی طاقت
پیدا کر لیتا ہے از روے تحقیقات یہہ امر بخوبی ثابت ہو چکا کہ ایک انچ مربع یعنے اسقدر لنبے اور چوڑے مکان پر پندرہ پونڈ یعنے
ساڑھے سات سیر ہوا کا بوجھ رہتا ہے اس حساب سے جو چیز جسقدر لنبی چوڑی ہوگی اوسپر اوسیقدر بوجھ ہوگا مثلاً کسی
فربہ اور تنومند آدمی کے جسم کو ہم ناپا چاہیں کریں تو دو ہزار انچ مربع تخمیناً ہوگا اس سبب سے اوسکے تمام جسم پر ہوا کا وزن
تین ہزار پچیس من ہمیشہ رہتا ہے یہہ سنتے ہی مسٹر ٹیوی صاحب نے کہا کہ جب انسان کے جسم پر اسقدر وزن پڑتا ہے
تو وہ دبکر کیوں نہیں مرجاتا یا اوسکا تمام جسم سرمہ کیطرح پسکر چور چور کیوں نہیں ہو جاتا ٹھہرا او تو بہت سے جواب دیا کہ حکیم
اسکی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی غواص آب عمیق میں غوطہ لگا کر پانی کی تہہ میں جا بیٹھے اور وہ نہایت صحیح و سالم باہر نکل آوے مگر
پہاڑ برابر بھی ہے یعنے اسطرح ہزاروں آدمی غوطہ زنی کرکے سب کے سب سلامت باہر آتے ہیں کوئی دبکر ہلاک نہیں ہوتا اب غور کا
مقام ہے کہ اونکے اوپر کسقدر پانی کا وزن سوار ہوتا ہے مگر وہ مطلق پروا نہیں کرتے او بالکل خبر نہیں ہوتی اسیطور ہوا کا وزن
بھی کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا بلکہ ہوا سے محیط بالابدان اوسکا وزن گرانبار سنبھال لیتی ہے علی ہذا القیاس پانی کا بوجھ بھی پانی
اوٹھا لیتا ہے اور آدمی کو صدمہ نہیں پہنچتا یہہ سنکر شہنشاہ والا بارگاہ کی جانب رخ کیا اور کہنے لگا کہ ہوا ایک گھنٹے میں پندرہ میل
جاتی ہے مگر آندھی ایک گھنٹے میں سو میل تک جا سکتی ہے یعنے اوسکی تیزروی توپ کے گولے سے بھی زیادہ ہے اس دو سو بارہویں
نقطہ پر دخان کا زور اصطلاح میں ایک ہوا کے زور کے برابر ہے اور جب دخان دو سو پچاس نقطہ تک گرم کیا گیا تو ایک انچ مربع پر اوسکا
وزن پندرہ سیر یعنے دو ہوا کا ہوگا اور دو سو ستر ویں نقطہ پر تین ہوا کا زور ہوگا یعنے ساڑھے بائیس سیر اور دو سو ترانوے
نقطے پر چار ہوا کا زور یعنے تیس سیر وزن ہوگا اور تین سو آٹھویں نقطے پر ساڑھے سینتیس سیر وزن یعنے پانچ ہوا کا زور ہوگا
اور جبکہ اول ہی اول ایک حکیم نے دیکھا کہ ایک دیگ میں پانی جوش دیا جاتا ہے اوسکے سبب سے دیگ کا سرپوش خود بخود حرکت کرتا ہے
حکیم کو کمال تعجب ہوا کہ سرپوش کو ایسی حرکت دینے والی کیا شے ہے غرض دریافت ہوا کہ اس جوش کھانے سے جو پانی سے
جو دخان پیدا ہوتا ہے وہی سرپوش کے متحرک ہونیکا باعث ہے اور اس تجربے سے قیاس کو ملا کر یہہ نتیجہ پیدا کیا کہ دخان ایک
ایسی زبردست شے ہے کہ کیسی ہی بھاری سے بھاری اور بڑی سے بڑی چیز ہوگا اوسکے مقدار کے موافق دخان کا صدمہ پہنچیگا
تو اوسکو بھی ضرور صدمہ اور حرکت دیگا اور اسکے لئے یہہ دلیل قائم کی کہ جسوقت زمین کے اندر پانی کو بسبب حرارت آفتاب کے

دو سو بارہ درجہ کی حرارت پہونچتی ہے تو وہ فوراً دخان بنجاتا ہے اور زیادہ حرارت کے سبب سے کئی ہوا کی طاقت پیدا کرکے
زمین ہو خواہ پہاڑ اوسکو شق کر دیتا ہے اور جسقدر اوسکے زور و طاقت کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اوسیقدر زلزلہ پیدا کرتا ہے
یہہ قیاس کرکے چند آلات ایسے ایجاد کئے کہ جنمین بسبب دخان کے خود بخود بلا واسطہ کسی محرکات کے ایک قسم کی حرکت
پیدا ہوگئی چنانچہ روز بروز اس ایجاد کی ترقی ہونے لگی اور رفتہ رفتہ یہہ بات دریافت ہوگئی کہ اس کل کو کسی گاڑی کے
پہیون مین ایسا وصل کرین جسکی حرکت سے وہ پہیئے گردش مین آئین تو اغلب ہے کہ بے بیل اور گھوڑے وغیرہ کے وہ گاڑی خود بخود چلنے لگی
چنانچہ مطابق اس خیال کے عمل کیا اور اوسکے جو نتیجہ حاصل ہوا وہ یہہ ہے کہ گھوڑا گاڑی مین جوتا ہوا جو نہایت جلد چلا تو برابر ایک
گھنٹے مین پانچ کوس سے سوا نہ چلیگا بیل کا تو کیا ذکر ہے مگر گھوڑے اور دخانی کل کی رفتار مین سہ چند تفاوت ہے کہ دخانی
گاڑی ایک گھنٹہ مین نہایت آہستگی کے ساتھہ پندرہ کوس چلتی ہے اور بر وقت ضرورت ایک ہی گھنٹہ مین چالیس
پچاس کوس چل سکے مگر ایسی شتابی رفتار خطرناک ہے خشکی مین اسکی رفتار کا یہہ حال ہے اور تری مین بھی آمد و رفت کے واسطے
دخانی کل کا استعمال بڑی بہبودی کا باعث ہوا ہے یعنے سب جانتے ہین کہ کشتی اور جہاز جو دریا پر روان ہوتے ہین وہ بادبان کے
وسیلے چلتے ہین یا ملاحون کی سخت محنت سے اور ڈانڈ کے ذریعہ سے لیکن ہوا کبھی آہستہ چلتی ہے اور کبھی موقوف بھی ہوجاتی ہے
اور کبھی باد مخالف بھی چلنے لگتی ہے اور ملاحون کا حال یہ ہے کہ کبھی سست ہوجاتے ہین اور کبھی بالکل تھک بھی جاتے ہین تو
اسواسطے صاحبان ہنر نے یہہ تجویز کی کہ جہاز کے وسط مین ایک دخانی کل ایستادہ ہو کہ جو ہر وقت اور ہر حال مین جہاز کو روان
رکھے چنانچہ اون دانشمندون نے اس خیال کو انجام دیا اور جہاز مین دخانی کل برپا کرکے دو پہیئے ایسے متعلق کئے کہ اوسکے ذریعے سے
خود بخود حسب دلخواہ گردش مین آئین یہ پہیئے جہاز کے دونو طرف باہر باہر لگے رہتے ہین اور اونکے دائرے پر بہت سی تختیان لگی ہین جو پانی
مین ایک دو ہاتھہ ڈوبکر گھومتی ہین اور گھومتے گھومتے پانیکو مار مار کر اور جھونکو اوٹھا اوٹھا کر برخلاف ہوا کے اور
برخلاف پانیکی دھار کے بھی جہاز کو بخوبی چلا سکتی ہین دخانی گاڑی جسکو ریلوے کہتے ہین اوسکے واسطے سڑک آہنی
بنائی جاتی ہے یعنے لوہے کی گول سلاخین جنکا قطر ایک انچہ کے قریب ہوتا ہے سڑک کے دونون بازون پر
دو طرفہ برابر نصب کیجاتی ہین اور ریلوے کے پہیئے کا دائرہ کنارون پر سے اسقدر خالی ہوتا ہے کہ اون لوہے کی
سلاخون پر اس کیفیت سے برابر چلسکے کہ وہ حلقہ کسیطرف لغزش نکرنے پائے اور وہ دخانی گاڑی جو سبکے آگے ہوتی ہے
اوسکے پیچھے بہت سی گاڑیان ایک قلابہ کے وسیلے لگائی جاتی ہین اگرچہ اونمین کل نہین ہوتی لیکن پہیئے اوسی
ترکیب کے ہوتے ہین جیسے کہ اوس کل والی گاڑی مین لگائے گئے اور کبھی یہہ سلسلہ سو گاڑیون سے زیادہ قائم
کیا جاتا ہے اور اونمین ہزارہا من اسباب و اجناس وغیرہ کا وزن اور صدہا آدمیون وغیرہ کا بار ہوتا ہے مگر
دخانی کل کے زور سے وہ سب کی سب گاڑیان اوس کل والی گاڑی کے ساتھہ کھنچی ہوئی چلی جاتی ہین
پھر خسرو پرور نے قلم برداشتہ ایک نقشہ ریلوے کا بنا کر ملاحظہ اقدس مین گذرانا



پہر کہنے لگا کہ جہان جہان ریل گاڑی چلتی ہے اوسکے ساتہہ تار برقی بہی لگایا جاتا ہے تاکہ ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک جو کہ پیغام بہیجنا ہو فی الفور پہونچ سکے جب ریل گاڑی اسٹیشن سے چل چکتی ہے تو دوسرے اسٹیشن پر پہونچنے تک کوئی پیغام اوس تک نہین پہونچ سکتا اسلیے ضرور ہوا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جاے جسسے نہایت ضروری پیغام رستے مین بہی لگایا جاے اور جن پیغاموں کا رستے مین بہیجنا ضرور ہوتا ہے وہ صرف تین پیغام ہین ایک یہہ کہ ریل گاڑی کو کہدین کہ وہ ٹہیر جاے آگے نہ بڑہے یا اوسکو یہہ کہا جاے کہ آہستہ آہستہ ہوشیاری سے آئے یا یہہ کہا جاے کہ بیخوف وخطر دوڑتی چلی نکل جاے ان تینوں پیغاموں کے لیے تین رنگ مقرر کیے ہین سرخ رنگ اسلیے ہے کہ ریل گاڑی ٹہیر جاے آگے نہ بڑہے اور سبز رنگ اسلیے ہے کہ آہستہ آہستہ ہوشیاری سے چلی آئے اور سفید رنگ اسلیے ہے کہ بیخطر دوڑتی ہوئی چلی جاے ان تینوں نشانوں کے دیکہنے کو دو تدبیرین نکلتی ہین ایک تدبیر رات کے لیے ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہر ایک اسٹیشن اور چوکی پر چپراسیوں کو لالٹینین دیگئی ہین اور ہر ایک اسٹیشن کے پاس ایک بڑا اونچا ستون گاڑکر لالٹین لگادی ہے چپراسیوں کے پاس جو لالٹین ہین اونمین تین رنگ کے شیشے لگے ہوے ہین اور اوسکا منہہ پہیرنے سے جس رنگ کا شیشہ چاہین سامنے ہوجاتا ہے پس اگر گاڑی کو روکنا ہوتا ہے تو چپراسی لالٹین کا سرا اور ہاتہو کی کل پہراکر لال شیشہ سامنے کردیتا ہے اور اگر جلد دوڑانا منظور ہوتا ہے تو سفید شیشہ سامنے رہنے دیتا ہے اور جو آہستہ لانے دینا ہوتا ہے تو سبز آئینہ دکہایا جاتا ہے دوسری تدبیر دن کے لیے ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہر ایک چپراسی کو تین جہنڈیان دیگئی ہین اگر گاڑی کو روکنا ہوتا ہے تو چپراسی لال جہنڈی سر سے اونچی اوٹہاکر دکہاتا ہے اور اگر آہستہ آہستہ ہوشیاری سے بلانا ہوتا ہے تو سبز جہنڈی دکہاتا ہے اور اگر بیدہڑک دوڑانے دیتا ہے تو سفید جہنڈی دکہاتا یا جہنڈی کو لپیٹ کر اور بغل سے لگاکر سیدہا سامنے کہڑا ہوجاتا ہے اور ہر ایک اسٹیشن پر جو بڑا اونچا ستون کہڑا ہوتا ہے اور جسپر رات کو لالٹین جلتی ہے اوسکے سر پر دو یا تین یا ایک ہاتہہ لگا ہوتا ہے اور وہ ہاتہہ کل دبانے سے گر بہی پڑتے ہین اور کہڑے بہی ہوجاتے ہین اون ہاتہوں کے ایکطرف سفید رنگ اور ایکطرف سرخ رنگ ہوتا ہے پس اگر یہہ منظور ہے کہ گاڑی کسیطرف سے نہ آئے تو دونون ہاتہہ کہلے رہنے دیتے ہین اور جو یہہ منظور ہے کہ اسطرف سے تو جاے مگر دوسری طرف سے نہ آئے تو ایک ہاتہہ کہلا رہتا ہے اور جو منظور ہے کہ آہستہ آہستہ اور ہوشیاری سے آئے تو ایک ہاتہہ جو ستون کے بائین طرف ہوتا ہے اوسکو جہکا ہوا یعنے آدہا اوٹہا ہوا اور آدہا گرا ہوا رکہتے ہین اور اگر یہہ منظور ہوتا ہے کہ بیدہڑک دوڑتی آئے تو دونوں ہاتہہ گرے ہوے رہتے ہین اور علاوہ اسکے اور تدبیرین ہین جیسے اگر جہنڈی نہو تو کیونکر پیغام پہونچایا جاے اوسکے نشان اسطرح پر ہین کہ اگر گاڑی کو بالکل روکنا منظور ہو تو چپراسی دونوں ہاتہہ اوٹہاکر کہڑا ہوجاے اور اگر ہوشیاری سے آہستہ بلانا منظور ہو تو ایک ہاتہہ اوٹہاے اور اگر بیدہڑک دوڑاکر بلانا ہو تو ایک ہاتہہ لٹکا اور ایک ہاتہہ سیدہا کردے پس یہہ وہ نشان ہین جنکو لوگ ہمیشہ ریل پر آتے جاتے دیکہتے ہین

اور اب انگلستان مین ایک ایسی ترکیب ایجاد ہوئی ہے کہ ہر ایک گاڑی مین سے جو مسافر چاہے محافظ یا انجن والون کو آگاہ کر سکتا ہے اور فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی گاڑی کے مسافر کو کچھہ ضرورت ہے اور اوس گاڑی کو بھی پہچان لیتا ہے اس صورت مین اگر کوئی گاڑی سلسلے سے علٰحدہ ہو جاے تو اوسیدم محافظ اور ہانکنے والے کو خبر ہو جاتی ہے غرضکہ سب گاڑیون کو یہہ دخانی کل اس جلدی کے ساتھہ کھینچ لیجاتی ہے کہ دنون کی راہ گھنٹون مین طے ہوتی ہے اسی وسیلے سے دور دور کے مسافر تھوڑے وقت مین قطعِ مسافت کرکے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جا سکتے ہین اگر ملک کے ایک جانب قحط ہوتا ہے اور دوسری طرف ارزانی تو اس کی بدولت دونون جگہہ کے رہنے والون کو فائدہ پہونچتا ہے

مولف

الله الله کس قدر ہے بارکش | ہے یہہ گاڑی یا کہ خشکی کا جہاز
خود بخود بے استعانت غیر کے | قطع کرتی ہے رہِ دور و دراز
اس مین سو سو طرح کا آرام ہے | یہہ سواری ہے نہایت دلنواز
تیز رفتاری بذاتِ خاص سے | منتِ اغیار سے ہے بے نیاز
لے اوڑی تا شہہ جذبِ دل اسے | آخرش کام آگیا سوز و گداز

جب کہ شہزادۂ بلند اقبالِ ہمایون فال نے پایۂ نقد پر دلپسند ہر کو اس قدر اوجِ ارتفاع پر بلند پایہ کیا اور چند نقشہ ہائے متعلقہ علمِ برق و علمِ دخان بھی اپنے دستِ مبارک سے بنائے ہنگامِ امتحان کا وقتِ معمولی قریبِ اختتام آ پہونچا حاضرینِ درگاہِ عالم پناہ نے بیشمار گوہرِ ثنا بہ دار ستایشِ آبدار نثار کئے سلطانِ عقلِ مجسم بھی فرزانۂ روزگار کی توجہہ بے نہایت اور سعی و محنت کا ممنون و مشکور ہوا اور خلعتِ فاخرہ عنایت کرکے رخصت فرمایا دربار برخاست ہوا

باب نہم موسوم بہ عقلِ دوم

مؤلف

کون خوشخط گرم مشق ناز ہے جسکے لیے — جو خوشنویسی کو عطارد کا قلمدان چاہیے
وصلیٔ افلاک پر ہو مہرۂ خورشید و ماہ — انجم زریں سے افشانِ زرافشاں چاہیے
مشقِ قلم کے واسطے لازم ہے نوکِ زلفِ حور — بجہتِ کاغذ صفحۂ رخسارِ غلماں چاہیے

جس وقت انجمنِ اسحاق سے فرزانۂ روزگار اور شہزادۂ نامدار زینت بخش قصرِ تعلیم ہوئے اوستاد نے خرد پرور سے فرمایا کہ عزیز من سررشتۂ تعلیم علوم میں دو چیزیں داخل ہیں کہ جسکو محاورۂ عوام میں نوشت و خواند کہتے ہیں یعنے پڑھنا لکھنا اس یاد رکھو کہ پڑھنا پڑھنے سنے آتا ہے اور لکھنا لکھنے سے اسے حروف پرور جو آواز دہانِ انسان سے پیدا ہوتی ہے اوسکی مختلف صورتوں کا نام حروف ہے چونکہ ایک حرف کی آواز دوسرے حرف کی آواز میں فرق ہے لہذا ہر حرف کیواسطے ہر قوم نے ایک خاص شکل مقرر کی ہے اور اوسکو جسوقت لکھتے ہیں اوسکا نام خط ہوتا ہے اور اون خطوں کی بھی جداگانہ صورتیں ہیں چنانچہ خطِ ہندی و خطِ سریانی و خطِ یونانی و خطِ انگریزی و خطِ عبری و خطِ معقلی و خطِ کوفی و خطِ کشمیری و خطِ حبشی و خطِ ریحانی و تعلیق و نسخ و محقق و رقاع و توقیع و ثلث وغیرہ اور نستعلیق اور سفینہ اور شکستہ اردو و فارسی میں اور نسخ و تعلیق عربی میں اکثر موقع بموقع مروج و مستعمل ہیں اور انگریزی میں دو طرح کے حروف مکتوبی اور دو طرح کے کتابی اور ہندی میں حروفِ ناگری وغیرہ کارآمد ہیں اور ان اقسام میں طرح طرح کی ایجاداتِ جدید اور مصنفین اور اصطلاحیں پیدا کرکے بہت کچھ صورتیں وضع کرلی ہیں ہر زبان کے حرف جدا ہیں اور ہر حرف کے قاعدے علیحدہ مگر سب کا اصلِ اصول یہہ ہے کہ ہر حرف میں چار باتیں ضرور ہوتی ہیں **اول** قامتِ حرف یعنے حرف کا عرض و طول **دوم** قلمِ حرف یعنی حرف کا کونسا عضو کس نوک اور کتنے قط سے کہانتک ہو **سوم** پیمودِ حرف یعنے حرف کی پیمایش اور ایک حرف سے دوسرے حرف کا فاصلہ کسقدر مناسب ہے **چہارم** کرسیِ حرف یعنے کونسا حرف کس حرف کے مقابل ہو غرضکہ جو شخص ان قسموں سے آگاہ ہو جاتا ہے اوسکو اہلِ عرب خطاط اور فارسی والے خوشنویس اور باشندگانِ یورپ فیر رائیٹر کہتے ہیں اور خوشنویسی کے واسطے سامانِ عمدہ و نفیس ضرور ہے

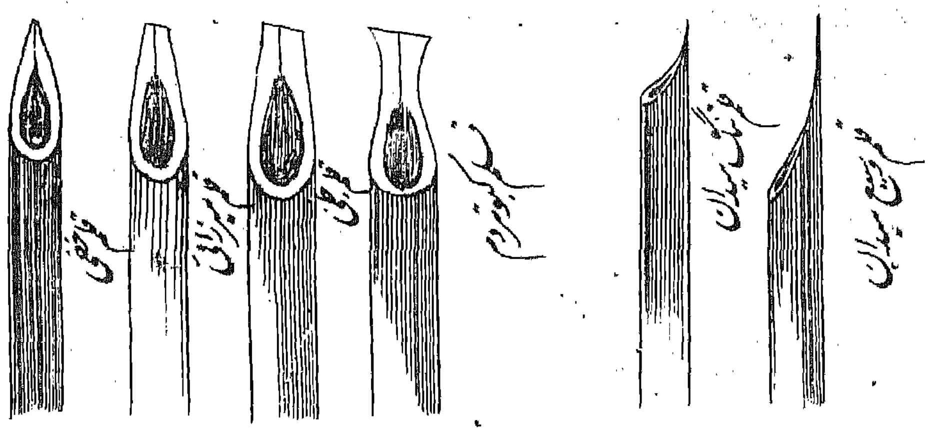
مؤلف

خوشنویسی کا شوق ہو جس کو — خط کتابت سے ذوق ہو جس کو
نکات باتیں سمجھ نہوں جب تک — خوشنویسی محال ہے بے شک

پہلے لازم ہے تجھے کاغذ صاف / شکل رخسار مہوشان شفاف
دوسرے چاہیے مداد سیاہ / مثل زلف نگار غیرت ماہ
تیسرے چاقو ہے خوشاب ہو تیز / نگہ شوخ کی صفت خون ریز
چوتھے ہو کلک واسطی یک لخت / دل عاشق کی طرح نرم و سخت
پانچوین ہو شفیق تر استاد / مہربان مادر و پدر سے زیاد
چھٹے ازبس ہو مائل و راغب / مشق و تحریر پر دل کاتب
ساتوین فضل ایزد متعال / رہے شامل تمھارے شامل حال
جب کہ سامان یہہ سب مہیا ہو / کیون نہ پھر خوشنویس یکتا ہو

اے خرد پرور زمانہ سابق مین کاغذ نہ تھا اسواسطے پوست آہو پر یا درختون کی چھال پر یا تاڑ وغیرہ بڑے بڑے پتون پر لکھا کرتے تھے چنانچہ تا حال کہین کہین یہی طریقہ مروج ہے اور جب کاغذ ایجاد ہوا تو لکھنے والون کو بہت آسایش میسر ہوئی کاغذ وہی عمدہ ہے کہ جو خوبی اور پرکاری اور سفیدی اور صفائی اور دیرپائی مین بے نظیر ہو اگرچہ کاغذ کشمیری اور خطائی اور سمرقندی اور دولت آبادی وغیرہ نہایت صاف اور عجب ہوتا ہے مگر ملک انگلستان مین اقسام اقسام کے کاغذ باریک سطر صاف اور پرکار بنتے ہین بلکہ دور دور تک بذریعہ تجارت بالطریق تحائف پہونچتے ہین اور خوشنویسون نے کاغذ کی پائداری کیواسطے یہہ ترکیب نکالی ہے کہ دو چار کاغذ کو تہہ بہ تہہ نشاستہ کے وسیلے سے جوڑ کر وصلی بناتے ہین اور اسکو دو چار آتار کر سایہ مین خشک کر کے مہرہ کرتے ہین وہ بھی خوشنویسی کے لئے نہایت کارآمد ہے اور اقسام کاغذ رنگین مین رنگ حنائی کمال خوشنما ہوتا ہے اوسکی ترکیب یہہ ہے کہ برگ حنا خشک کو قدر آب گرم مین دو پہر تک بھگو رکھتے ہین پھر صاف کر کے کاغذ کو اوسمین رنگ دیتے ہین علی ہذا القیاس جس قسم کا رنگ منظور ہو کاغذ کو کسی رنگ مین خالی اور کسی مین پھٹکری ملا کے تر کر کے غوطہ دیتے ہین اور کبھی پہر دو پہر تک رکھتے ہین کہ خواہ رنگین ہوجاے اور قلم اکثر ملکون اور ہندوستان مین خصوصا پنجاب مین بمحال وانیال پور اور ٹھٹھہ مین کنارہ دریا شور پر بہتر ہوتا ہے اور ولایت بصرہ مین قلم واسطی نہایت پختگی اور لطافت اور خوش نگاری کے ساتھ میسر آتا ہے کہ اوس سے بہتر کہین نہین ہوتا واسط ایک مقام عراق عرب مین درمیان بغداد اور بصرہ کے واقع ہے وہان کے قلم کو اوسے نسبت لگا کر واسطی کہتے ہین اور قلم چند صورتون پر بنایا جاتا ہے اول جلی یعنے بہت موٹے قط کا دوم مسطرائی یعنے اوسط خط کا جو بہت موٹا ہو نہ بہت باریک سوم خفی یعنے جسکا قط باریک ہو ہر ایک کی تراش مختلف طور پر ہے کوئی گہرا بناتا ہے اور کوئی کم گہرا اور ایک قسم قلم کی کبوتر دم کہلاتی ہے وہ بیچ مین پتلا اور نوک پر زیادہ عریض رہتا ہے

اور تراش میں اسبات کا زیادہ لحاظ رکھنا لازم ہے کہ ریشۂ قلم کج نہو کیونکہ شگاف کی راستی میں فرق نہ پڑے اور یہہ اختیار ہے کہ میدانِ قلم وسیع رہے یا تنگ مگر وسیع میدان میں روشنائی کی گنجایش زیادہ ہوتی ہے اور اکثر قلمِ جلی میں زیادہ روشنائی آنے کیواسطے پیچھے پشتِ قلم کو نوک کے قریب سے قدرے تراش دیتے ہیں اس سبب سے قلم کی لوچ اور لچک میں الٹھکی خوبی آجاتی ہے اور لازم ہے کہ قلم کی نرمی و سختی درجۂ اعتدال پر ہو اور قلم کو رگ و ریشہ سے خوب صاف کریں کہ حروف کی صفائی میں خلل واقع نہو اور قلم کی نوکیں انکے شگاف لگاتے ہیں جسکے سبب ان قلم دو حصوں پر منقسم ہو جاتی ہے حصہ راست کو انسی اور حصہ چپ کو وحشی کہتے ہیں اگرچہ انسی بہ نسبت وحشی کے قدرے نرم ہو تو بہتر ہے چنانچہ تراشِ قلم کی یہہ صورتیں ہیں



ہندی کا قط سمتِ راست نہایت محرف ہوتا ہے اور قط عربی کا اوس سے کم محرف اور قط فارسی کا قدرے محرف مائل بمساوی رہتا ہے اور قط انگریزی قلم کا برعکس ان قطوں کے بجانبِ چپ محرف ہوتا ہے اور تراش بھی قلم انگریزی کی بطرز دیگر ہے یعنے طریقِ مذکور پر تراش کر نشتر درست کر کے پھر دوبارہ کچھہ اوپر سے تراش کر نصف میان قلم پر چھوڑ دیتے ہیں



کوئیل پن یعنے پر کا قلم

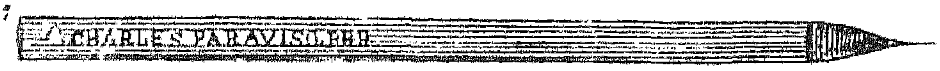


اسٹیل پن یعنے لوہے کا قلم

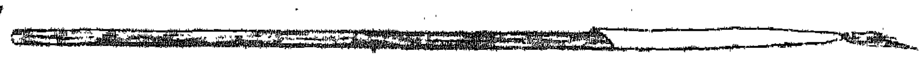
تحریر انگریزی کیواسطے پر کا قلم نہایت عمدہ ہوتا ہے اور یہہ پر بھی ایک ولایتی جانور کے ہوتے ہیں بلکہ ہندوستانی پرند کے پر ایسے نفیس اور نایاب نہیں ہوتے کہ جو اوسکے مقابل سمجھے جائیں اور صناعان فرنگ نے

ایک چاقو بھی خاص اس قسم کا ایجاد کیا ہے جسکے سانچہ میں پر کا قلم خود بخود بنکر درست ہوجاتا ہے اوسکو وہ لوگ اپنی زبان میں پین کٹ کہتے ہیں سوا اسکے لوہے کی قلمیں بھی تحریر انگریزی میں مستعمل ہیں اور پین کے نام سے موسوم ہیں اور ایک قسم کا قلم ہوتا ہے کہ اوسمیں سیاہی کی احتیاج نہیں پڑتی اوسکا نام انگریزی میں پین سل ہے اوسکو مدور تراش کر نہایت نوکدار بناتے ہیں اور یہہ ہر قسم کے رنگین بھی ہم پہونچتے ہیں سیاہ بکثرت مگر سرخ وسبز یا نیلے اور سرخ اکثر ہوتے ہیں لیکن تحریر سیہی میں اسکے نوک پلک حروف کی بخوبی پیدا نہیں ہوتی بلکہ فن مصوری میں یہہ قلم جزو اعظم سمجھا جاتا ہے اور تصویرین رنگ بہرنیکا قلم ایک عجیب وغریب صنعت کا ہوتا ہے یعنے اوسکو گلہری کی دم سے بناتے ہیں اسطرح کہ گلہری کی دم کو پانی میں بھگو کر سب بال برابر کر لیتے ہیں اور جب وہ پراگندگی رفع ہو جاتی ہے اوسوقت بقدر اسکے جو اونکو کم کے مصوروں کے قاعدے پر باریک نوک خوبصورت اور نازک نکالکر ایک مقدار اوسمیں کو ریشم خام سے باندھ لیتے ہیں اور کبوتر کے پر کا مہرہ جو اندر سے خالی ہوتا ہے اوسکو جڑ سے قطع کرکے نوکمیں ایک باریک سوراخ کر دیتے ہیں اور وہ بالونکی نوکدار لٹ جو ریشم سے بندہی ہے اوسکو اوپر کیطرف سے اوسمیں ڈالکر پر کی نوک میں سے بالون کی نوک حسب ضرورت باہر نکال لیتے ہیں اور ایک لکڑی خوبصورت چھیلکر گرفت کیواسطے لگا دیتے ہیں اس قلم کو مصوروں کی اصطلاح میں موقلم کہتے ہیں چنانچہ اونکی یہہ صورت ہے

پنسل



موقلم



غرضکہ ہر کام کیواسطے ایک قلم بطرز جدید کار آمد ہے اور سیاہی کہ جسکو روشنائی اور مداد اور مرکب کہتے ہیں اوسکا جزو اعظم کاجل اور گوند ہے مگر خوشنویسوں نے روانی اور پائداری اور شوخی رنگ وغیرہ کیواسطے بہت سی تدبیرین ایجاد کی ہیں چنانچہ یاقوت مستعصمی خوشنویس نے نہایت رنگین و براق اور روان سیاہی کیواسطے جو دو ایک ترکیب کی تہیں وہ سب قسم کی سیاہیوں سے مفید وعمدہ ہیں اوسکی ترکیب یہہ ہے کہ کاجل چلنائی صاف کیا ہوا دس مثقال ببول کا گوند چار مثقال سونا مکھی سوختہ پانچ مثقال زنگار عمدہ ڈلی تین مثقال نمک ہندی اور ایلوا دو دو مثقال ان سبکو سوا گوند اور سون مکھی کے ایک کہرل میں ڈالیں اور سو درم پانی میں دس درم گوند کے حساب سے گہولدین اور وہ پانی ڈال ڈال کر پانچ روز یا کم سے کم دو پہر خوب کوٹیں اور حل کرین پہر سون مکھی سوختہ کو باریک پیسکر اوسمیں ڈالیں اور پہر پانچ روز تک یا دو پہر تک اوسکو کہرل کرین یہہ سیاہی ایسی روان ہوتی ہے کہ بلا مبالغہ ایک قلم میں بیس سطرین تحریر ہو سکتی ہیں اور کاجل لینے کی عمدہ ترکیب یہہ ہے کہ نئے کوزے سکورے میں السی کا تیل یا تلی کا تیل ڈالکر کسی عمدہ کپڑے کا فتیلہ مثل چراغ روشن کرین فتیلہ جسقدر موٹی ہوگی کاجل زیادہ

نے گا اور ایک مٹی کا کونڈا اوسپر معکوس اسطرح رکھین کہ ہوا تمام بند نہو ورنہ چراغ گل ہوجائگا مٹی مین اٹھین
چراغ کے گرد رکھکر اوسپر طرف گل اوندہا رکھین جب جانین کہ کاجل جمع ہوگیا ہے ظرف کو آہستہ اوٹھا کر پر سے
جمع کرکے گرد و غبار سے محفوظ رکھین اور اسطرح بقدر حاجت جمع کرلین اور کاجل لینے وقت اگر فتیلہ کے درمیان
پر طاؤس لپیٹ کر جلائین تو سیاہی طاؤسی اور براق ایسی بنے گی کہ جسمین سبزی کی سوجھین نمودار ہون گی
اور کاجل مین اگر مٹی یا ریت وغیرہ شامل ہوجائے تو تھوڑا سا پانی ایک پیالے مین بھر کر کاجل اوسپر ڈالین گرد و غبار
تہہ نشین ہوجائیگا اور کاجل اوپر رہجائیگا آہستگی سے اوٹھالین اور چربی نکالنے کا یہہ کاجل کی چکنائی صاف
کرسکا یہہ دستور ہے کہ کاجل کو کاغذ کے ایک لفافہ مین بھر کر خمیر مین رکھین اور اوسکو گرم تنور پر ایک اینٹ کے
وسیلے سے حرارت دین یا گرم بھوبل مین دبادین جب خمیر بریان ہوجائے تو باہر نکال لین احتیاط شرط ہے کہ جل نجائے
اگر مکرر یہہ عمل ہو تو زیادہ بہتر ہوگا اسواسطے کہ تھوڑی چکنائی بھی مفسد مداد ہے الحاصل یہہ ترکیب سب مین بہتر ہے
اور یون تو ہر خوشنویس ایک نیا نسخہ اختراع کرلیتا ہے مگر متاخرین مین خوشنویس دہلی محمد امیر پنجہ کش نے بھی
سیاہی کی ایک تحفہ ترکیب ایجاد کی ہے بلکہ وہ ہمیشہ اوسی سیاہی سے مشق کرتے تھے چنانچہ اوسکا یہہ انداز ہے
کہ کتھہ سرخ آبدار جو کرید ہو ایک وزن اور سجی عمدہ نصف وزن اور ایلوا ربع وزن جدا جدا کوٹ کر سب کو آب صاف
مین بھگو رکھین صبح کو کسی ظرف مسی یا برنجی مین چولھے پر چڑھا کر اول کتھہ کا پانی گرم کرین جسوقت جوش کہانے لگے
تو اوسمین بتدریج سجی کا پانی اور تھوڑا تھوڑا ایلوے کا پانی ڈالتے جائین جب یہہ دونون مل جائین تو کفچہ سے حرکت دیتے رہین
جسدم قوام تحریر کے قابل ہوجائے تو اوتار کر پارچہ سنگین مین چہان لین فی الحقیقت یہہ سیاہی بہت عمدہ اور خوش آب ہے
جسوقت کسی حرف مین بہتے ہین تو خشک ہونیکے بعد بھی اسقدر براقی و آبداری باقی رہتی ہے کہ گویا ابھی تر ہے اور
نقطون مین تو بعینہ جیسے نگینے تراش کر جڑ دیتے ہے خوشنویس مذکور کے اکثر قطعات بلکہ کل تعلیمین اور وصلیان اسی سیاہی کی
نظر آئی ہین حاصل کلام یہہ ہے کہ مشق کے واسطے جداگانہ طور طریقے مقرر ہین اور مشق عربی و فارسی مین حروف تحریری تعداد اسواسطے کم کی گئی ہے
کہ اکثر حروف صرف تبدیل نقاط سے نام بدل دیتے ہین اور خوشنویسون نے حروف مقطعات کی دو متوازی
سطرین اسطرح مقرر کی ہین کہ سطر اول الف سے فے تک اور سطر دوم قاف سے یے تک اور دونون تیرہ تیرہ حرف ہین دیکھو

سطر اول

ا ———————— ف

سطر دوم

ق ———————— ے

حروفِ نستعلیق کی شکلیں

ا ب ج د ر ز س ش ص ط ع ف
ق ک گ ل م ن و ہ ھ لا ء ی ے

ا ب ج د ذ ر ز س ش ص ط ع ف
ق ک گ ل م ن و ہ ھ لا ء ی ے

جو حرف جس قلم سے لکھتے ہیں اوسی قلم کے نقطوں سے اوس حرف کا اندازہ کیا جاتا ہے اسواسطے اول یاد رکھنا چاہیے کہ نقطہ کی پانچ صورتیں ہیں



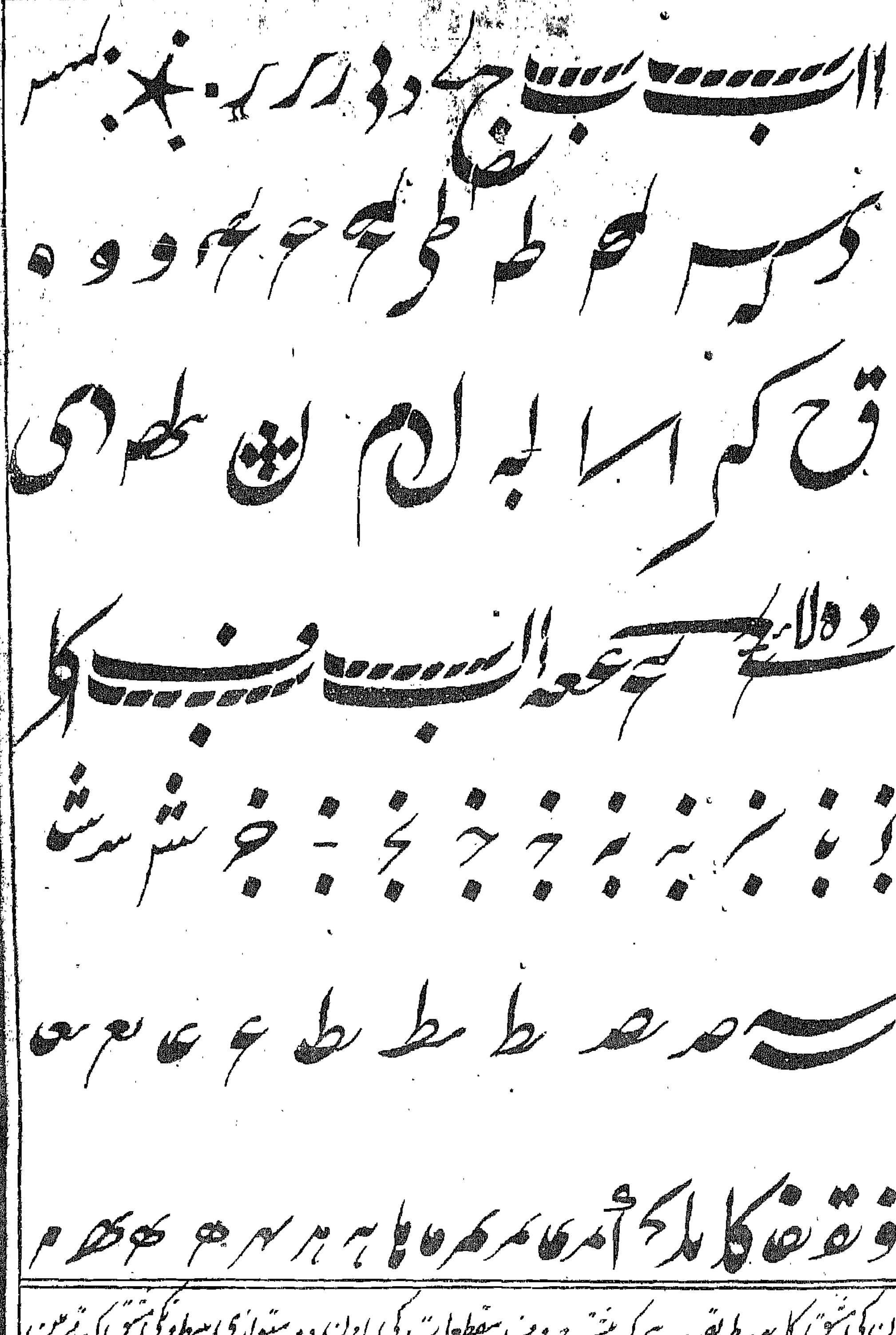
نقطہ چہارگوشہ منحرف — نقطہ مربع مساوی — نقطہ مائل بجلو — نقطہ خمیدہ بزانو — نقطہ مدور

اور خوشنویسوں نے نستعلیق کے دوائر سات قسم پر نکال کر سات نام علیحدہ مقرر کئے ہیں بیضاوی
ترنجی آفتابی ہلالی معشوقی مصنوعی گنج یعنے پیوند مگر بیضاوی اور آفتابی طرح ہیں زیادہ مروج و مستعمل ہیں

ح دایرہ بیضاوی — ح دایرہ آفتابی — س دایرہ بیضاوی — س دایرہ آفتابی

حروف نستعلیق کے سمجھانیکے لئے ہم ہیں اونکی شکلیں اور قاعدے اصطلاح سے ذہنشین کرتے ہیں کہ تم اونکو
دیکھتے ہی بخوبی سمجھ لوگے اور قواعد و ضوابط سے خاطر خواہ واقف و آگاہ ہو جاؤ گے یاد رکھو کہ تحریر میں
ب اور پ اور ت اور ث اور ن اور ی ے جس وقت ابتدا یا اوسط
مین کسی حرف سے ملا کے لکھے جاتے ہیں تو سب کی ایک صورت ہوتی ہے علےٰ ہذا القیاس ج اور ح

اور ح اور خ وغیرہ کو نقطون سے شناخت ہے اور حروفِ ہندی کیواسطے اوس حرف کے نیچے دو نقطے یا
اوپر ایک طوے یا ایک اٹھا خط بنا دیتے ہیں اور یے اوپر چار نقطے لگا دیتے ہیں اور خوشنویسون کا دستور ہے
کہ شین کے نیچے بھی اکثر تین نقطے خالی لگا دیا کرتے ہیں لیکن طرز کی خوبصورتی ہیں کہ تراقم ہواے خود پرور حروف کے قاعدے یہہ ہیں



ان کی مشق کا یہہ طریقہ ہے کہ پیشتر حروفِ مقطعات کی اون دو ستواری سطرون کی مشق کرتے ہیں
پھر انہین ایک ایک حرف سلسلہ وار ملا کر لکھتے ہیں اسی صورت مین ۱۲ بارہ شقین مقرر کی ہیں چنانچہ وہ یہہ ہیں

اول	ابت	دوم	بابت	سوم	حاجت
چہارم	ساست	پنجم	صاصت	ششم	طاطت
ہفتم	عاعت	ہشتم	فافت	نہم	کاکت
دہم	مامت	یازدہم	ہاہت	دوازدہم	ھھاھت

جبکہ یہہ صاف ہوجاوین تو بند یا دستور ہے کہ مرکبات کی مشق کے لئے ابجد لکھوائے جاتے ہیں مگر میری دانست میں تم
ایک ہی ترکیب سے انکی مشق کرو یعنی ہر مشق کا ایک حرف صاف کرنیکے بعد کرسی درست کرنیکے لئے ہر حرف ترکیب اختیار کرنا چاہیئے

ا با جا سا صا طا عا فا کا ما ہا ھھا

علیٰ ہذالقیاس بے جیم وغیرہ بھی برابر برابر لکھنا اور ابجد مفرد کی یہہ ہے

ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ

فتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین

جب یہہ حروف بھی درست ہوجاتے ہیں تو کوئی شعر یا فقرہ یا قطعہ وغیرہ سیکھتے ہیں
اوس کی یہہ صورت ہے کہ اگر ایک مصرعہ یا دو مصرعہ ہوں تو سیدھے لکھیں گے

مشق شعر

آمدی وہ کہ آتشم بر جان زدی
رفتی و برآتشم دامان زدی

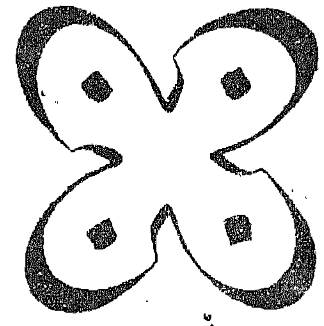
اور قطعہ یا رباعی کے طور پر ہوں تو چار سطروں میں یا زیادہ میں بحرف تحریر لکھیں

قطعہ
[illegible]

اور نستعلیق مین چند باتون کا لحاظ خوشنویس کو ہمیشہ رکھنا لازم بلکہ الزم ہے

اول دائرے برابر ہون جیسے	دل ای گل تجھی دمی کی بی دل ہون مین +
دوم دو دو کشش نہ ہون جیسے	اب اے ہستے خواب ہے خوب ہے
سوم دو دائرے معکوس جیسے	گل رخ سی آج گل رخ ہی باغ

اور کبھی حروف مفردات کی مشق ایک نہایت خوبصورتی سے کرتے ہین



ای خرد پرور یاد رکھو کہ خط نسخ اور تعلیق سے نستعلیق ظہور مین آیا جسکا بیان ہم ابھی کر چکے ہین اور توقیع و رقاع سے خط تعلیق موضوع ہوا اور خط ثلث سے ثلث اور نسخ و محقق کی شان ملا کر خط طغرا بنایا گیا اور خط شفیعہ جسکو شفیعی کہتے ہین محمد شفیع خوشنویس کا ایجاد ہے اسکو شکستہ اور نستعلیق سے آمیز کرکے وضع کیا اور بعضو کی دانست مین خط ریحان سے نکالا

چنانچہ شفیعہ کی شان یہہ ہے

داغ بر دل دارم اے دلبر بسان لالہ زار
چار داغ از لالہ باغ ہست و از من صد ہزار

داغ بر دل دارم اے دلبر بسان لالہ زار | چار داغ از لالہ باغ ہست و از من صد ہزار

اور خط شکستہ کہ جسکو خط دیوانی بھی کہتے ہین اوس کی طرز یہہ ہے + +

خط شکستہ

امارت و ایالت مرتبت حشمت و شوکت منزلت شہامت و عوالی درجت مکنت و بسالت رتبت سلامت

امارت و ایالت مرتبت حشمت و شوکت منزلت شہامت و عوالی درجت مکنت و بسالت رتبت سلامت

شکستہ قسم دوم

دولتخواہ خاص عقیدت اختصاص اخلاص نشان عبودیت عنوان خیر اندیش بے ریا ہوا خواہ بلا اشتباہ

دولتخواہ خاص عقیدت اختصاص اخلاص نشان عبودیت عنوان خیر اندیش بے ریا ہوا خواہ بلا اشتباہ

شکستہ قسم سوم

حضرت شاہنشاہ فلک بارگاہ گیتی پناہ قدر قدرت قضا توان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

حضرت شاہنشاہِ فلک بارگاہ گیتی پناہ قدر قدرت قضا توان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

شکستہ قسم چہارم خطِ شفیعہ آمیز

ای نفس اگر طاعت خدا میطلبی ... روزی ... و محمود ...
ای نفس ... خدا ... باش راضی ... خدا ... طلب کن
ای نفس ... خدای تعالی ... از ... بارا ... ملک ... بیرون رو
ای نفس ... قصہ کنا ... جات ... نیز ... کن

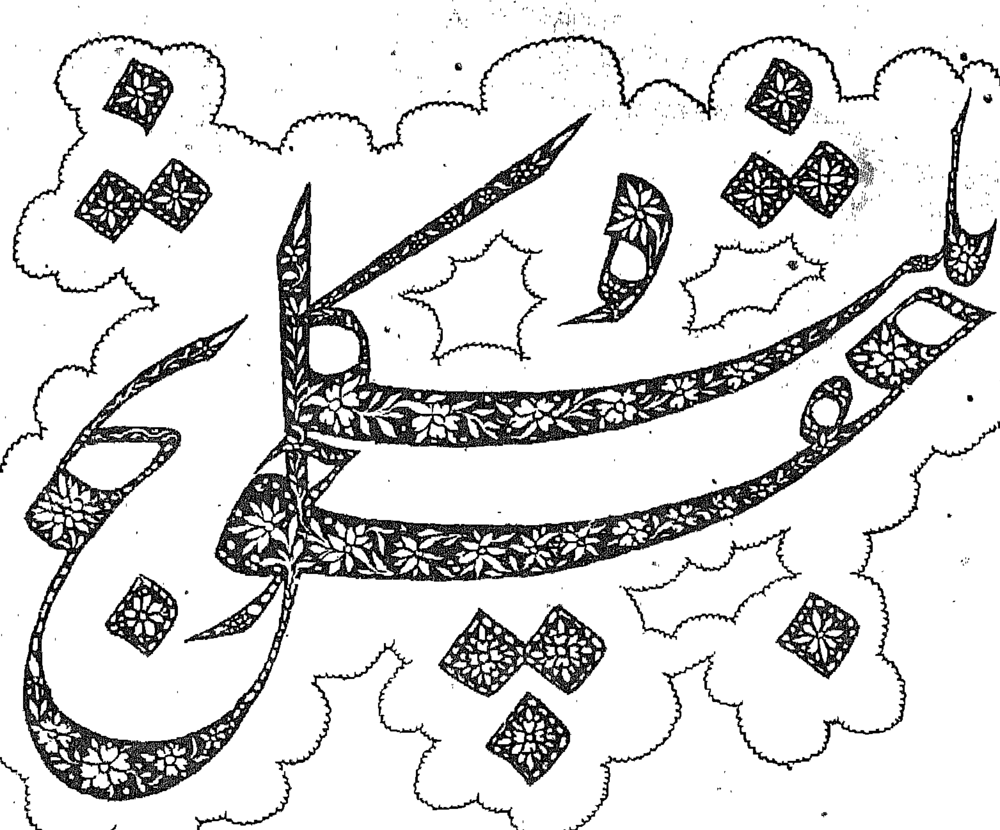
خط طغرا اسے کہتے ہیں کہ کسی عبارت یا نام وغیرہ سے کوئی گل بوٹہ یا محراب وغیرہ یا کسی جانور کی شکل اشکال بنا کر یہ طریق نستعلیق میں بہت کم مروج ہے اور عربی میں اکثر مستعمل ہے فارسی میں خوشنویس نے محمد اسیر پنجہ کش نے یہ طریقہ جاری کیا چنانچہ ایک طغرا یا حق اور یا فتاح کو بوجہ احسن ترکیب یکجا سطور پر بنایا ہے



اور اسی خوشنویس کا دوسرا طغرا جو الیہ میں کل پنج تحقیق کا مشہور و معروف ہے



اے خرد پرور خطِ نستعلیق میں ہم نے ایک عجیب و غریب طغرا ایجاد کیا ہے اور اس سے بیشمار اوزانِ اشعارِ آبدار اور فقراتِ نثر نثری نثار جسکا مفہوم اور اسلیم پر جلوہ گر ہوتے ہیں تائیدِ ایزدی سے اس طغرائے غرا کو یہ شرفِ اعجاز حاصل ہے کہ ہر شخص کی فکرِ رسا بقدرِ ہمت خود اس گنجینۂ گرانبہا سے ذخیرہ اندوزِ فیضِ سرمدی ہو سکتی ہے یعنے اگر کوئی ناظم و ناثر بحرِ فکر میں غواصی فرمائے تو بیشک اس دریائے ناپیدا کنار سے کوئی نہ کوئی گوہرِ مراد ضرور ہاتھ آئے



نقش عشق حسن گل بلبل زداغ رنج خواہ

ہم اسوقت پچیس شعر بر سبیلِ تمثیل ہر قسم کے بیان کرتے ہیں دیکھو

مثنوی دعائیہ

خرد پرور اے بلبلِ باغِ عقل — سرو تازہ خندان گلِ باغِ عقل
بعونِ عنایاتِ پروردگار — نباشد ترا رنج در روزگار
سزد بارگاہِ تو عرشِ برین — ترا داده حق رتبۂ برترین
زخلقِ تو گلِ خلق آباد باد — دلِ خیر خواہِ تو بس شاد باد
عدویت شود زار و خوار و زبون — سرِ حاسدانت بود غرقِ خون

رباعی حمد

یا خالقِ خلق یا غفور و غفار / در عشقِ تو گل خندہ زنان بلبل زار
حیرت زدہ در ثنائے تو جن و بشر / عقیل چہ خبر دہد زبان و دل شد بیکار

شعر حمد

چو عقیل گل خندہ در راہِ او باخت / خدا خود جلوۂ خود را عیان ساخت

نعت

نورِ خدا است در گل کائنات / جلوۂ ربِ احد و نورِ ذات
شد لبِ عرش بلبلِ عروج / پائے رسانیدہ بفرقِ بروج

شعر

آن جلوۂ خدا چو عیان شد بعرش / روشن ز نورِ او شدہ از عرش تا بفرش

متفرقات

حسن چو گل عشق چو بلبل بباغ / شد بفراقِ تو دل از رنج داغ
دل ز رنجِ عشق چون بلبل بود / باغِ جہان خندان بہ شکلِ گل بود
شد جدا چو گل از بادِ خزان / بلبل از رنجِ جدائی داد جان
نقاشِ ازل بہ شکلِ رعنا / پرداخت ترا بہ نقشِ زیبا
بنقشِ جلوۂ حسینِ گل باغ / دلِ بلبل ز رنجِ عشق شد داغ

نظم اردو

پری تیرا جفا و جور تا چند / اور اس جور و جفا کا دور تا چند
خدا را بس خیالِ جور کر دور / جفا کاری بفکر و غرور تا چند

دیگر

رنج پر رنج داغ بر سرِ داغ / سوزِ دل گاہ گاہ دردِ جگر
سوزش و درد کا بیان دشوار / سوزِ دل واہ آہ دردِ جگر

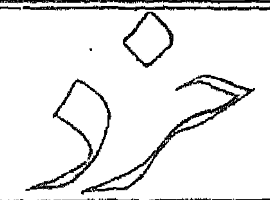
غزل

این بندۂ دل دادہ چون عاشقِ جانان شد / قسمت شدہ بربادی رو جانبِ ویران شد
با ناز و جفا کاری در عشوہ و عیاری / از ابرِ نقابِ رخ چون برق درخشان شد

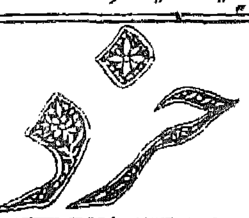
دل چوش جنون دارد سودا افزون دارد | دریاد رخ دکا گل حیران و پریشان شد
شد گوش بفریادش خوش داد سخن داوش | در گوش گل رعنا بلبل چو غزلخوان شد

از درد جگر گریان وز سوزش دل بریان
عقل خرد و دانش بیکار چو نادان شد

اسیطرح اور بہت کچہ موجود ہے مگر اصل وہ ایک صرع ہمارا بنایا ہوا ہے کہ جسکو ہمنے بشکل طغرا لکہدیا ہے اب سنو کہ خط گلزار جسکا ذکر ہو چکا ہے مگر اصل اوسکی صرف یہی سمجہو کہ قلم خفی سے حروف جلی کی شکل بر حلقہ تحریر کرتے ہین چنانچہ لفظ خرد اسطرح پر



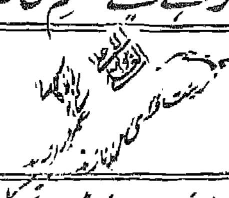
اور اسکے جوف مین پہول پتے اور بیل بوٹے وغیرہ لوازم گلدارسے بناتے ہین خوشنویسی کا مشتاق ہے تو قلم سے بنا سکتا ہے ورنہ مین مثل سے محدود بن سکتے ہین اور اگر وہ ہر حروف بنانے مشکل پڑین تو اول کاغذ پر قلم جلی سے لکھکر چربہ اوتارلین چربہ بھی کہ جسکو خاکہ بھی کہتے ہین اوسکا بیان فن تصویر مین کرینگے غرضکہ اس خط کی خوبی یہ ہے گل و برگ بہت ہون



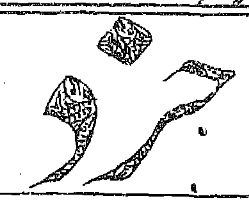
اور اسی قسم مین سے خط غبار ہے اوسمین بجائے حروف اوسی شکل پر باریک نقطے لگا دیتے ہین اور کوئی حرف نہین لکھتے مگر پڑہے جاتے ہین اسطرح



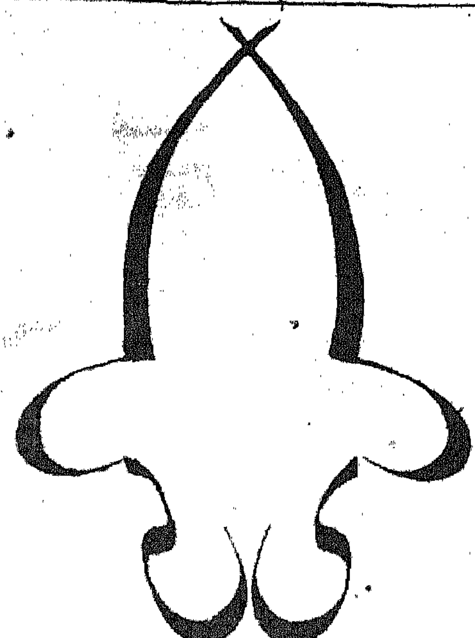
اور اسی قسم مین سے خط بہار ہے یعنے قلم خفی سے عبارت لکہکر حروف جلی دکہاتے ہین



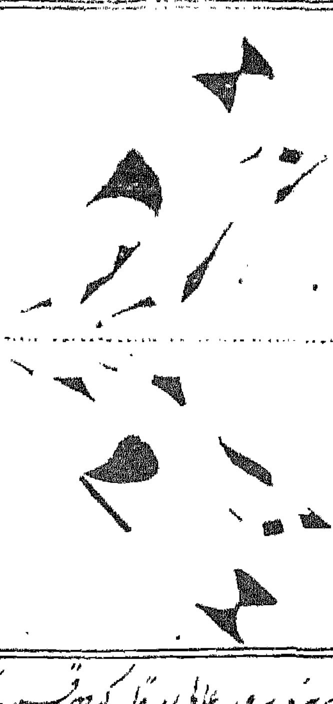
اور اسی قسم مین سے خط ماہی ہے یعنے ہر حرف مین شکل ماہی موجود ہوتی ہے جیسے یہ ہے



اور ایک قسم خطِ نستعلیق کی توام ہے اور اسکی دو صورتیں ہیں قسم اول یہہ ہے کہ ہر حرف کا جواب اوسکے برابر موجود ہو جس طرح یہہ ہے



قسم دوم یہہ ہے کہ ہر حرف کو چند ٹکڑوں پر تقسیم کرکے ہر حصہ کو برابر پیمایش کرکے بعد چند حصے ایک ورق پر اور کچھہ دوسرے ورق پر لکھنے اور روشنی کے رخ پر دونوکو برابر ملاکر دیکھنے سے پورا حرف ہوا نظر آتے ہیں اور جدا جدا دیکھنے سے کوئی حرف شناخت میں نہیں آتا اور زیادہ خوبی کے لئے ہر حصے کو گول ہوئے بناکر اوس کی رہی سہی صورت بھی موہوم کر دیتے ہیں



الغرض اسطرح ہنرمندانِ روزگار نے خود پرور عالی وقار کو ہر قسم کے خطوط اور اونکے کنہ حقیقت سے آگاہ کر دیا پھر ارشاد کیا کہ خطِ عربی کی خوشنویسی زمانہ حال میں یاقوت رقم اور عصمت اللہ خوشنویس وغیرہ کی نشان پر مروج ہے چنانچہ اون حرفوں کی صورتیں اور قاعدے یہہ ہیں

بیان اعراب

ا ب ج د ر س ش ص ض ط ظ ع ف

ق ک ل م ن و ہ ھ لا ء ی ے

با بت بج بد بر بس بص بط بع بف بق بک بل بم بن بو به بی

ا ب ج د ر س ص ط ع ف

ق ک ل م ن و ہ لا ی ے

یہ عبارت عربی اکثر اعراب کے ساتھہ لکھی جاتی ہے اور کبھی بغیر اعراب
اور اعراب کی یہہ صورتیں قرار دی گئی ہیں ان کو بھی یاد رکھو

زبر	زیر	پیش	دو زبر	دو زیر	دو پیش	تشدید	جزم	مد

اور آخر نقطہ پر بھی چند علامتیں مقرر ہیں اور ان کو وقف کہتے ہیں

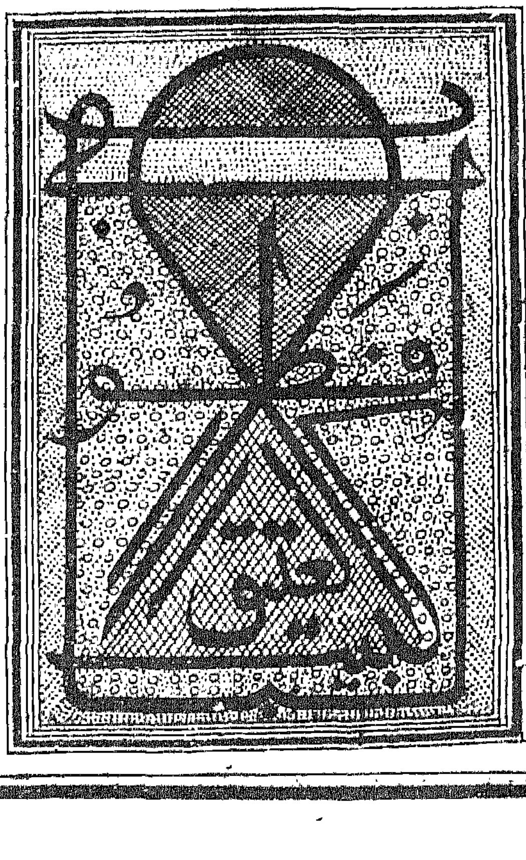
خطِ عربی

وَتَعْوِيذُ الطِّفْلِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ
شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ

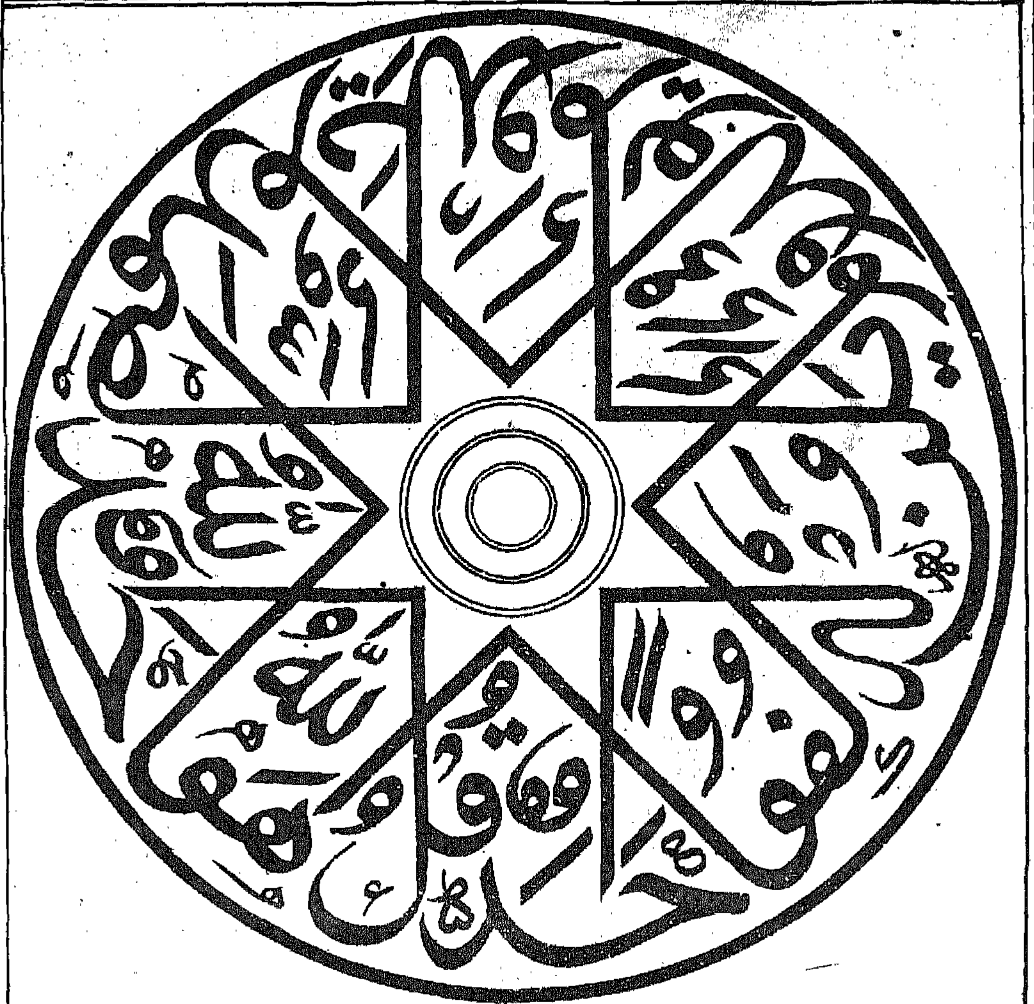
اور خطِ عربی میں قسم دوم خطِ ثلث ہے یہ خط قلم کی تہائی سے لکھتے ہیں
اور اسکے حروف عربی میں بالکل ایسے جیسے فارسی میں شفیعہ اور شکستہ کی طرح ہے

راهیست راهِ عشق که هیچش کناره نیست
اینجا جز آنکه جان بسپارند چاره نیست

خطِ طغراء سے لفظ کا انداز ولپذیر یہ ہے



حروف عربی مین خطِ طغرا نہایت درجہ عالی پر پہونچگیا ہے چنانچہ الف کو جسقدر چاہو بڑھا کر لکھو اور شمس کو جسقدر چاہو سورت یا خمیدہ بنالو



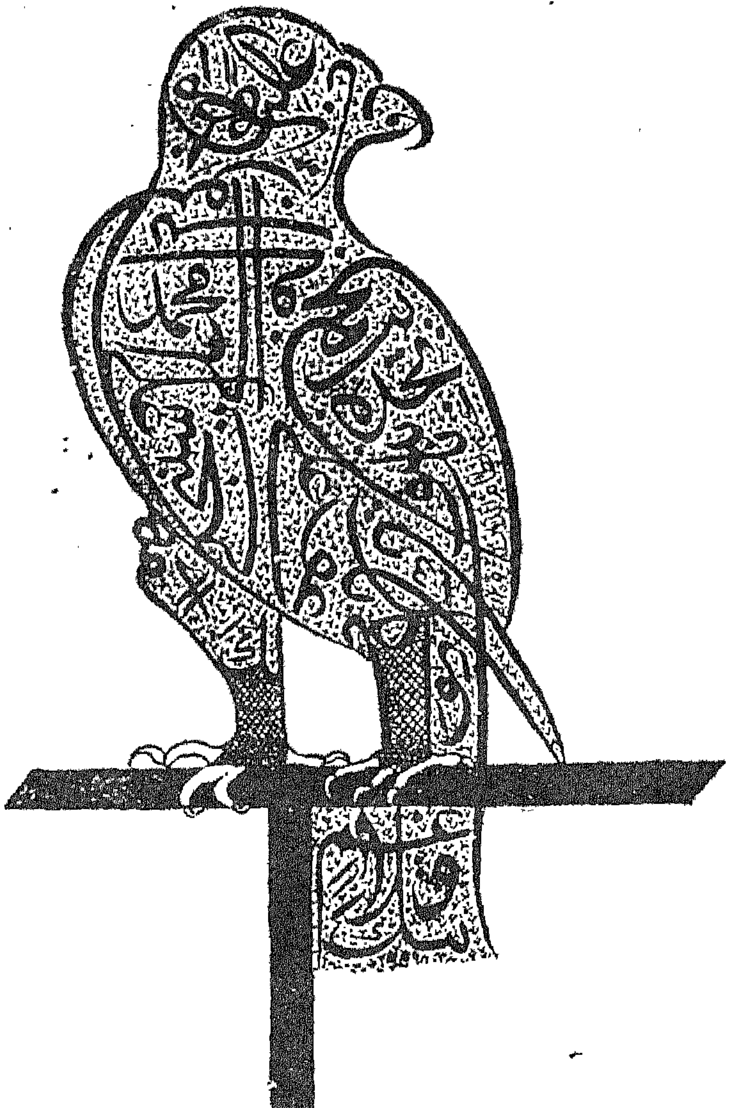
اور الف کو دائرہ کی صورت گردش دیکر طغرا بنانا منظور ہو تو اسطرح بناتے ہین



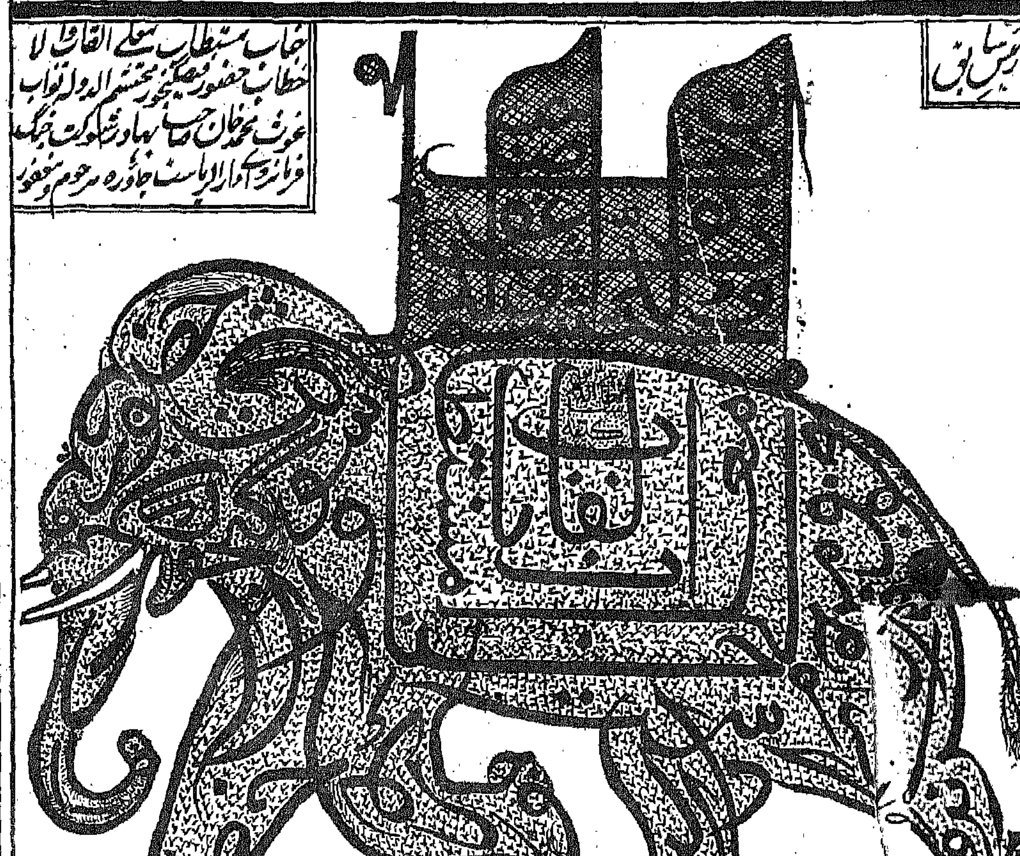
اور محراب دار لفظ الف یا لام وغیرہ میں بھر کے ڈال کر اسطرح پر بناتے ہیں



اور کبھی لفظ کے حرفوں سے جانوروں کی یا انسانوں کی صورت ظاہر کرتے ہیں



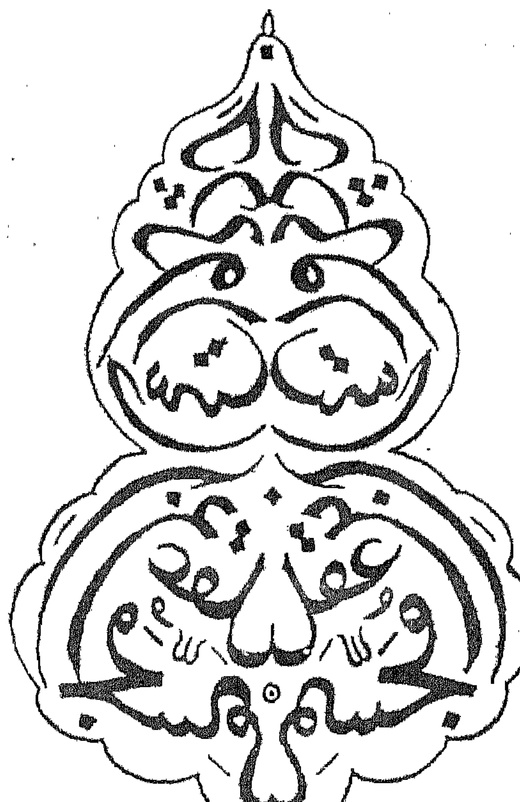

رقم جلی
جناب احتشام الدولہ نواب
محمد اسمٰعیل خان صاحب بہادر
فیروز جنگ والی شہر حسن آباد
عرف جاورہ دام اقبالہم


رقم سابق
جناب مستطاب معلے القاب لا
خطاب حضور فیض گنجور محتشم الدولہ نواب
غوث محمد خان صاحب بہادر شوکت جنگ
فرمانروائے آمار الریاست جاورہ مرحوم و مغفور



صورت انسان

اور کبھی کوئی پھول بوٹے وغیرہ کی قسم سے طغرا بہ ہیئت مجموعی نظر آتا ہے



بیان حروف انگریزی

الحاصل جبکہ زمانہ روزگار سے حروف عربی کے بیان سے فرصت پائی تو ارشاد کیا کہ اے خرد پرور حروف انگریزی
چار قسم ہیں اونمیں سے دو قسم کے حروف خط وکتابت میں مروج ہیں اور دو قسم کے حروف خاص کتابی ہیں کہ جو کتب مطبوعہ
و نقشجات وغیرہ میں مستعمل ہیں اور ہر قسم بھی دو نوع ہے ایک نوع کے حروف چھوٹے ہیں اور دوسری نوع کے بڑے
اور یاد رکھو کہ الفاظ کی ابتدا میں بڑا حرف اور اوسط و آخر میں چھوٹے حرف استعمال کئے جاتے ہیں اور حروف
انگریزی برخلاف عربی و فارسی کے بائیں طرف سے لکھے ہیں وہ حرف جو خط کتابت میں مروج ہیں وہ یہ ہیں

قسم اول کے بڑے حروف

A B C D E F G

H I J K L M

N O P Q R S

T U V W X Y Z.

قسم اول کے چھوٹے حروف

a b c d e f g h i j k l m

n o p q r s t u v w x y z.

قسم دوم کے بڑے حروف

A B C D E F G
H I J K L M N O
P Q R S T U V
W X Y Z

قسم دوم کے چھوٹے حروف

a b c d e f g h i j k
l m n o p q r s
t u v w x y z

حروف انگریزی کی چارون مختلف صورتین بھی ہین جو ہمنے تمھین بتائین مگر ترتیب عبارت کے لیے
انھین چھبیس حروف علحدہ کرکے ربط دیا ہے اُنمین بجاے اعراب مقرر کیے ہین انگریزی مین اونکا نام واول ہے اور وہ یہہ ہین

حروف علت

& a e i o u v w

اور سوا ان کے جتنے حروف ہین اون کو انگریزی مین کان سننٹ کہتے ہین یعنی

حروف صحیح

B C D F G H J K L M N P Q R S T V W X Z

اور ان کی تحریر مین طرح طرح کے ایجاد کیے گئے ہین جیسے ملکۂ معظمہ کوئین وکٹوریا
اسم مبارک حروف انگریزی مین اس طور پر لکھا جاتا ہے

Queen Victoria.

مگر ان حرفون کو کبھی لنبے اور پتلے کبھی چوڑے اور کوتاہ لکھتے ہین چنانچہ

VICTORIA

VICTORIA

VICTORIA

اور حروفِ انگریزی کبھی خطِ گلزار مین بھی لکھے جاتے ہین اور وہ چند قسم پر ہے

VICTORIA

VICTORIA

اور کبھی خوبصورتی کے واسطے حروف پیالون اور گلاسون مین رکھتے ہین

QUEEN VICTORIA

غرض کہ اسی صورت پر طرح طرح کی صنعت و ندرت کام مین لاتے ہین اور اردو و فارسی وغیرہ کے ہندسے تو علم حساب مین تم دیکھ چکے ہو مگر انگریزی ہندسے یہہ ہین

1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11 12

بیان حروف ہندی

اسے حرف دیرور حروفِ انگریزی کے قاعدے پر حروفِ ہندی بھی بائین جانب سے تحریر پاتے ہین اور ان مین بجاے اعراب کے کچھہ اشارات اور علامات مقرر ہین جن کے وسیلے سے عبارت نگارش کر سکتے ہین اور اکثر اوقات ہندی مین چند حروف باہم مرکب تحریر کئے جاتے ہین چنانچہ حروفِ ہندی کی یہہ صورت ہے دیکھو

اشکال حروف سنسکرت

श्री

अ आ इ ई उ ऊ ऋ ॠ ऌ ॡ ए ऐ ओ

اَ آ اِ ای اُ اُو رِ رِی لِر لِری اے اَے او

औ अं अः

اَو اَں اَہ

क ख ग घ ङ च छ ज झ ञ ट

کَ کھ گ گھ ناں چ چھ ج جھ یاں ٹ

ठ ड ढ ण त थ द ध न प फ

ٹھ ڈ ڈھ ڑاں ت تھ د دھ ن پ پھ

ब भ म य र ल व श ष स ह

ب بھ م ی ر ل و ش کھ س ہ

ळ क्ष ज्ञ

ل کش گن

اور ترتیب عبارت کے ان میں اعراب کی یہ شکلیں مقرر کی گئیں ہیں

ा ि ी ु ू ृ ॄ ॢ ॣ े ै ो ौ

اعداد سنسکرت

१ २ ३ ४ ५ ६ ७ ८ ९ १०

اور ہندی مین اکثر حروف باہم مرکب لکہے جاتے ہین اون کو بہی یاد رکہو

क्क क्त क्न क्म क्ल घ्न घ्य ख्य छ्छ च्छ्व ज्ज ज्म ज्झ झ्झ

کگ کت کن کم کل گہن گہیہ کہیہ چہچہہ چہچہو جج جم جج جہجہہ

ट्ट ठ्ठ ड्ड त्त त्य त्न त्र त्त्व त्थ थ्र द्द द्व द्घ द्य द्ध द्न द्भ द्म

ٹٹ ٹہٹہہ ڈڈ تت تی تن تری تتو تہتہہ تہر دو دو دگہ ددی دوہ دن دبہہ دم

ध्ध ध्व ध्म न्न न्य प्त प्न प्प प्ल प्व प्त्व प्स ब्ब ब्ज भ्र

دہدہ دہو دہم نن نی نپ پت پن پپ پل پو پتو پس بب بج بہر

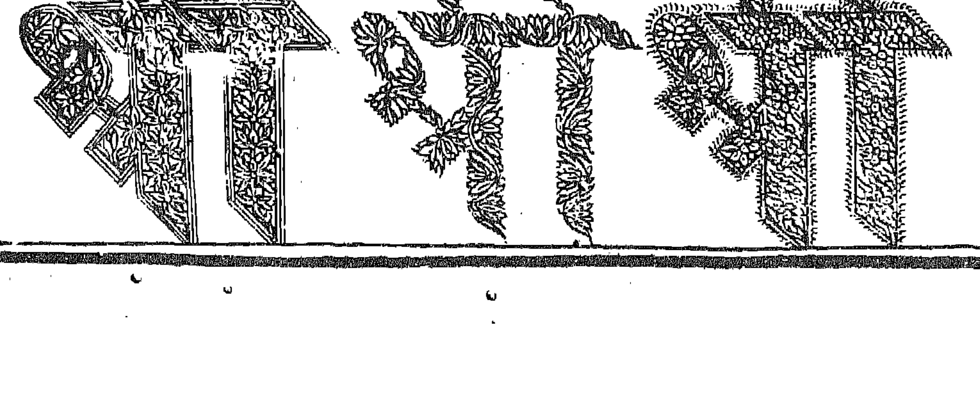
भ्र म्म म्भ रु रू य्य श्च श्य श्न श्र श्व स्न स्त्व स्न ह्न ह्म

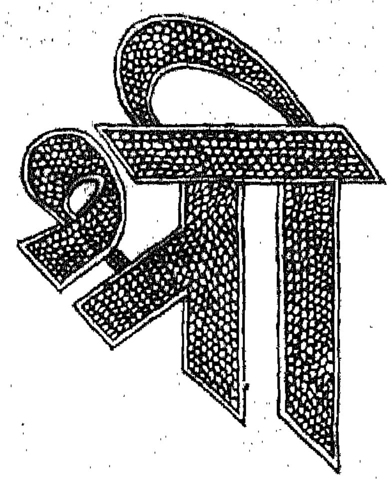
بہرر مم مبہم رُ رکو ور شٹ شٹہیہ ست سن ستو شن وہ نہ ہرر ہم

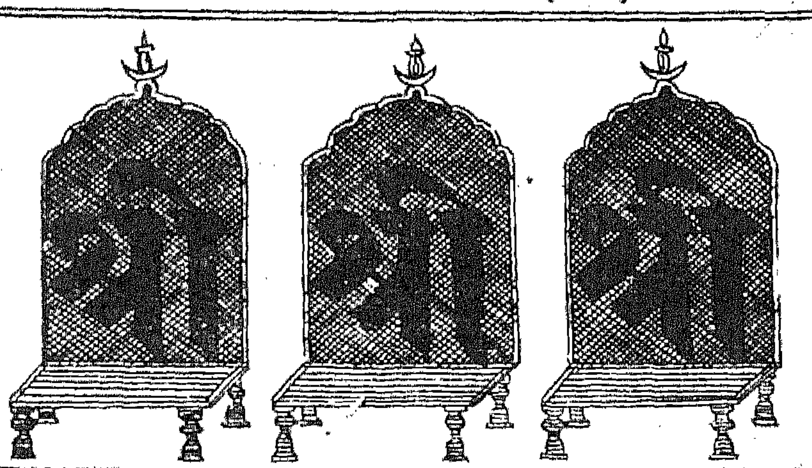
श्च श्म क्व ज्ञ ज्ञ ङ्क ङ्ग ण त्स्थ स्थ स्य ह्य

شل شم گکہہ نج نج نگہ گن گڈان ور تستہہ ستیہ مہہ ویہ

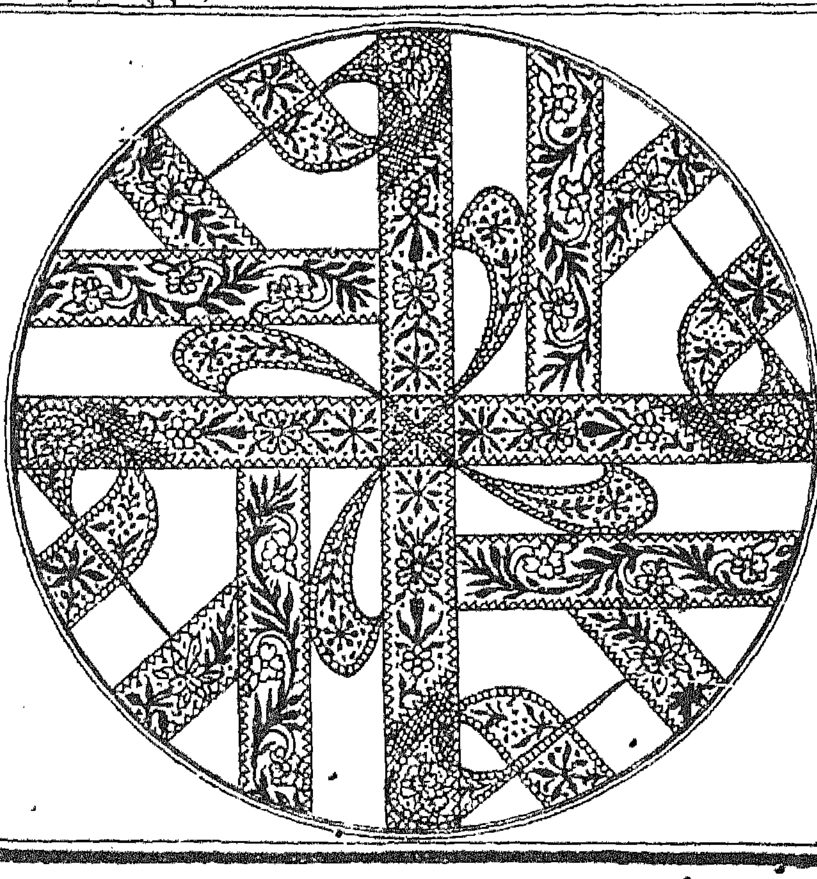
اور حروف ہندی مین بہی خوشنویسی کے واسطے طرح طرح کی خوبصورتی پیدا کی ہے یعنے لہریہ دار
حروف اور پہولداری اور تخت نشین وغیرہ چنانچہ ہم ان حرفون سے سری کا لفظ لکہہ کر تمہین بتاتے ہین







اور ہمنے ہندی مین ایک طغرا نکالا ہے اور اس مین چار श्री پڑھی جاتی ہین



اصل یہہ ہے کہ ہر قسم کے حروف میں ہر طرح کی صنعت و دستکاری ظاہر ہو سکتی ہے چنانچہ بعضے خوشنویس انواع و اقسام کی روشنائی رنگین کام میں لاتے ہیں بعضے نقش طراز جدول بین و طلائی اور گلکاری لاجوردی و مینائی وغیرہ سے صفحہ تحریر کو رونق دیتے ہیں بعضے کاتب حروف کی شکل سفید اور کاغذ کی زمین سیاہ بناتے ہیں بعض تیز دست حرفون کو بہت خوبصورت جالی کی طرز پر مقراض یا ناخن گیر سے تراشتے ہیں بعضے دستکار ہر قسم کے حروف اور گل بوٹہ وغیرہ کاغذ سادہ پر نوک ناخن سے ابھارتے ہیں بعضے سنگتراش سنگ سفید کی لوح پر سنگ سیاہ کے حروف نہایت پرچین کاری سے قائم کرکے پایداری و یادگاری کیواسطے تعمیرات نامی و گرامی پر نصب کرتے ہیں علاوہ اسکے ہر شخص بالغ نظر صاحب علم و ہنر اپنے ذہن و ذکا اور فکر رسا کے ذریعہ سے تازہ بتازہ اور نو بنو ترکیبیں ایجاد کر سکتا ہے الغرض ہر قسم کے انداز تحریر اور ہر حرف کے قواعد و ضوابط سے حرز پرور کو بخوبی آگاہ فرمایا اور شہزادہ نامدار نے بھی بفضل الہی اس سے مہارت وافی اور دستگاہ کافی پیدا کرلی پھر حروف اصطلاحی اور خطوط مرموزہ کی نوبت آئی فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اے لخت جگر مخفی نرہے کہ دانشمندان حقیقت آگاہ نے واسطے اخفاے بعض مطالب کے جنکا اعلان مناسب نجانا اکثر خطوط ایسے ایجاد کئے ہیں کہ عوام الناس جنسے ناواقف محض ہیں چنانچہ اونمیں سے اول وہ خط ہے جو ابجد آدم سے وضع کیا گیا اور جسکا وعدہ پہلے فن تحریر میں کیا تہا اے حرز پرور یاد رکہو کہ ابجد آدم یہہ ہے اَبْتَثْ جَحْخَدْ ذَرِزْسْ شَصَضْطُ ظَعِغَفْ

قَکَلَمْ نَوُہِیْ اس ابجد سے خط اشارہ ایجاد ہوا اسکا طریق یہہ ہے کہ یہہ سات کلمے چار حرفی ہیں اور ہر کلمہ کا حرف اول مفتوح اور دوسرا مکسور اور تیسرا مضموم اور چوتہا ساکن ہے پس بعوض ان کلمات کے ایک سے سات تک ہندسے تحریر کرکے جس حرف کی ضرورت ہوتی ہے اوسکا اعراب اوسی مرتبہ کے ہندسہ پر لگا دیتے ہیں مثلاً اَبْتَثْ کیواسطے ایک کا ہندسہ اسلئے لکہا کہ یہہ پہلا کلمہ ہے (۱) اب اگر الف کی ضرورت ہے تو اس ہندسے پر زبر بنادو اور بے کیواسطے زیر اور تے کیواسطے پیش اور ثے کیواسطے جزم وعلیٰ ہذا القیاس جَحْخَدْ کیواسطے (۲) کا ہندسہ لکہو جیم کے لئے زبر حے کے لئے زیر خے کے لئے پیش دال کے لئے جزم الحاصل اسی طور پر سات تک ہندسے کفایت کرتے ہیں اور حروف فارسی یا ہندی کیواسطے بہ اصطلاح جدید اوس ہندسے کے جانب چپ ایک نقطہ دیتے ہیں جیسے پے اور ٹے کیواسطے (۱.) (۱.) اسواسطے کہ بے اور تے کی یہہ صورت ہے (۱) (۱) چنانچہ ان حرفون میں حرز پرور اسطرح لکہا جائیگا (۲ ۳ ۱ ۱. ۳ ۲ ۳) دوم خط طلسم اور یہہ حروف طلسمات و عملیات وغیرہ میں

کار آمد ہیں اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ ایک عدد سے نو تک تمام خط و کتابت کو اکتفا کرتے ہیں چنانچہ پہلے ایک خط

چہنی کھینچکر اوپر اعداد آحاد خطسے جدا اور عشرات ملے ہوتے اور مئات خط کے نیچے تک اور ہزار کیواسطے انتہائے ہندسہ پر خط کے نیچے جانب راست قدرے کج لکھتے ہین چنانچہ ابجد یہ ہے (۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱) ان حروف مین ہزار کا ایک حرف ہے جو نیچے کجی مائل لکھا گیا اور خود پرور اسطرح لکھتے ہین (۶ ۲ ۴ ۲ ۶ ۲)

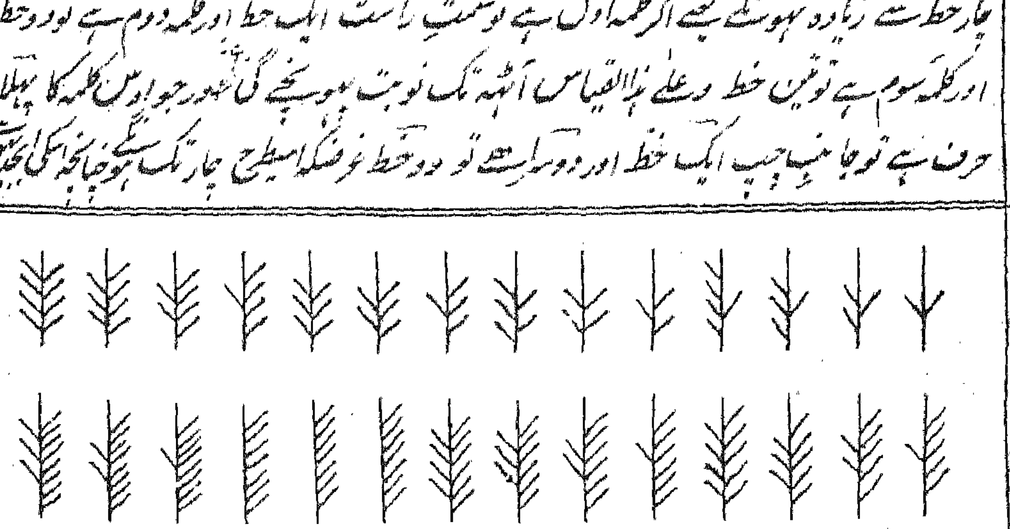
اور باصطلاح جدید حروف ہندی و فارسی کے نیچے اوپر ایک نقطہ دیتے ہین جیسے تے اور ٹے (ٹ)

(نہ) سوم خط کنایہ اسکی صورت یہ ہے کہ ہر حرف کے حصہ اول کے آخر مین ایک خط بصورت الف ملاتے ہین مگر رے زے وغیرہ کیواسطے ایک خط سیدہی طرف خمیدہ لکھتے ہین کہ انکی صورتا مین دوسرے حرفون سے مشابہت پیدا ہوا اور نقطون کے واسطے انکی تعداد کے مطابق نیچے اور ہر خط زبر کی صورت بناتے ہین چنانچہ وہ حروف یہ ہین

ا ا

فم قم گم کم لم م م م م م م ہ ہ ان حرفون مین خود پرور اسطرح تحریر کرینگے (ختم سے ۱۲ ۷ ۴)

چہارم خط سرو اسکا یہ طریق ہے کہ ہر حرف کیواسطے اول ایک کہڑا خط بطور عمود کے قائم کرتے ہین اور اوس خط کے داہنی طرف کلمات ابجد کے شمار پر خطوط منحرف کہینچ کر ملاتے ہین اور بائین طرف تعداد حروف کے موافق اوسطرح کے منحرف خطوط کہینچتے ہین اور یاد رکہو کہ ابجد کے آٹہہ کلمے ہین ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ انمین چار کلمے چار حرفی ہین پہلا چوتہا پانچوان چہٹا اور چار کلمے سہ حرفی ہین دوسرا تیسرا ساتوان آٹہوان پس ظاہر ہے کہ داہنی طرف آٹہہ خط اور بائین طرف چار خط سے زیادہ نہونگے یعنے اگر کلمہ اول ہے تو سمت راست ایک خط اور کلمہ دوم ہے تو دو خط اور کلمہ سوم ہے تو تین خط وعلے ہذا القیاس آٹہہ تک نوبت پہونچے گی غرض جو اوس کلمہ کا پہلا حرف ہے تو جانب چپ ایک خط اور دوسرا ہے تو دو خط غرضکہ اسطرح چار تک ہونگے چنانچہ اسکی ابجد یہ ہے



حروف ہندی و فارسی کیواسطے خط عمود کے نیچے باصطلاح جدید ایک نقطہ ضرور ہے چنانچہ خسرو پرور اسطرح لکھتے ہین {  }

پنجم دائرہ نظیرۂ ابجدی

اسمین دو سطرین مقابل لکہی جاتی ہین سطرِ اول کو اساس اور سطرِ دوم کو نظیرہ کہتے ہین ہر خانے کے دو دو مقابل کے حرف باہم تحریر ہوتے ہین

قاعدۂ اساس و نظیرہ

ا	ب	ج	د	ھ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ

اور ان حرفونکا مبادلہ اسطرح کیا جاتا ہے کہ اوپر کا حرف اپنے نیچے کے حرف سے اور نیچے کا حرف اپنے اوپر کے حرف سے بدل کر تحریر مین آتا ہے اور اسی قاعدہ پر منقوط کو اور غیر منقوط کو بھی لکہکر اپنا مطلب اصطلاح مین بخوبی ادا کر لیتے ہین اسکے علاوہ اور انکے سوا بہت سے خط ایجاد کئے ہین چنانچہ انمین سے ایک خطِ رقمیۃ الاعداد ہے

خطِ رقمیۃ الاعداد

یعنے ہر حرف مین ایک مد کہینچکر اوسکے آخر مین رقومِ عشرات کیجگہ ایک حلقہ دیدیتے ہین اور بجائے نقاط و مرکز کے جسقدر ہون اون کے شمار کا ہندسہ اوپر یا نیچے بنا دیتے ہین چنانچہ وہ حروف یہہ ہین

اہ بہ ٢ہ ٣ہ ٤ہ حہ جہ حہ ہہ ٤ہ ںہ
٣ہ ںہ ٣ہ سہ ٣ہ صہ صہ طہ طہ عہ عہ ٢ہ فہ
لہ لہ لہ سہ بہ وہ ہہ سہ اور جب ان حرفون مین عبارت لکہتے ہین تو رقوم آحاد کیصورت حلقہ آخر نہین لگاتے مگر جب لفظ پورا ہوجاتا ہے تو حلقہ دیدیا کرتے ہین چنانچہ خرد بر واسطے لکہین گے **حرف ب روسہ** جبکہ شہزادہ والا خرد حروفِ اصطلاحی مین بہی یگانہ و طاق ہوگیا تو غزالہ روزگار نے

بسطِ ترفع عددی

فرمایا کہ ایک اور قاعدہ ہے جسکو علمِ جفر کی اصطلاح مین بسط کہتے ہین وہ اس سے عبارت ہے کہ ایک حرف سے دوسرا حرف پیدا کرین قسمِ اول بسطِ ترفع اوسکی تین قسمین ہین اول **بسطِ ترفع عددی** یعنے ارتفاع مراتب حروفِ مطلوبہ کا درجہ احاد سے درجہ عشرات مین اور درجہ عشرات سے درجہ مآت مین مثلاً لفظ واحد چار حرف مراتبِ احاد مین ہین جبکہ اسکو ترفع عددی کیا تو و ا ح د کے عوض یہہ حروف حاصل ہوے س ی ث م یعنے واو کے عدد چہہ ہین درجہ عشرات مین ساٹہہ ہوے اوسکا حرف سین ہے الف کا ایک تہا دہ ہالی مین دس ہوے اسکا حرف ی ہے اسطرح حے سے ثے اور دال سے میم غرضکہ یہہ بسطِ ترفع عددی ہے اور یاد رکہو کہ یہہ حرف صورتِ اعداد مین ہمدیگر موافق ہین **ایقغ بکر جلش دمت ھنث**

بسطِ ترفع حرفی

وسخ زعذ حفض طضظ دوم **بسطِ ترفع حرفی** یعنے کسی حرفِ ابجد کو اوسکے حرفِ مابعد سے بدلنا جیسے لفظ واحد مین واو کو زے سے اور الف کو بے سے اور حے کو طوے سے اور دال کو ھے سے پس بجائے و ا ح د کے یہہ حرف حاصل ہوے ز ب ط ھ سوم **بسطِ ترفع طبعی** اور وہ عبارت ہے ارتفاعِ

بسطِ ترفع طبعی

حروف سے بحسب طبیعت کے چنانچہ حروفِ خاکی کو حروفِ آبی سے اور حروفِ آبی کو حروفِ بادی سے اور حروفِ بادی کو حروفِ آتشی سے اور چونکہ عنصرِ آتشی سے کوئی عنصر بلند نہین ہے لہذا حروفِ آتشی کو

اوسی طرح قائم رکہتے ہین اور طبیعت حروف کی کیفیت اس طرح پر ہے

ارکان ابجد باعتبار طبائع

حروفِ آتشی	ا	ہ	ط	م	ف	ش	ذ	[illegible]
حروفِ بادی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض	[illegible]
حروفِ آبی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ	[illegible]
حروفِ خاکی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ	[illegible]

چنانچہ بسطِ تریح طبعی کے قاعدے سے لفظِ واحد کو تبدیل کرینگے توبجاے واح د کے یہ لفظ حاصل ہونگے ہ آ ز ج اب حروف بروزن اول جو ہمنے تم سے اقرار کیا تہا کہ ابجدِ نجوم کا بیان فن تحریر مین ہوگا لہذا مناسب ہے کہ اوسکے بیان سے درگذر نکرین اگرچہ علم نجوم مین بہی تم بخوبی معلوم کر چکے ہو مگر بسبیل تمثیل ہم پہر ذکر کرتے ہین کہ نجومیون نے چارون اقسام مین سے ایک ایک حرف لیکر جمع کر لیا ہے اور اٹہائیس حروف کے سات کلمے قرار دیے ہین اسلئے کہ سات چوک اٹہائیس ہوتے ہین چنانچہ ابجدِ نجوم یہ ہے اَبجَدْ ہُوزَحْ طُیکَلْ مَنسَعْ فَصقَرْ شَتَثَخْ ذَضَظَغْ ان مین حرف اول مضموم اور دوم مکسور اور سوم مفتوح اور چہارم ساکن ہے قسم دوم بسطِ عددی ملفوظی یعنے ہر حرف کو ملفوظ کرین اور اوسکے عدد حاصل کرکے دوسرے حرف بنالین مثلاً حروف لفظِ واحد کو جب ملفوظی کرو تو یہ صورت ہوگی واو الف حا دال واو کے عدد ملفوظی تیرہ ہین اوسکے حروف ج ی اور الف کے عدد ایکسو گیارہ ہین اوسکے حروف ا ی ق اور حا کے عدد نو ہین اوسکا حرف ط اور دال کے عدد پینتیس ہین اوسکے حروف ہ ل ہین پس لفظِ واحد کے جو حروف قاعدہ بسطِ عددی ملفوظی سے حاصل ہوتے وہ یہ ہین ج ی ا ی ق ط ہ ل اور قسم سوم بسطِ تضاعف یعنے ہر حرف کے اعداد کو دوچند کرکے اوسے دوسرے حروف حاصل کرلیتے ہین قسم چہارم بسطِ تقوی اور اسکی بہی تین قسمین اول ضرب باطن کی باطن مین دوم ضرب ظاہر کی باطن مین سوم ضرب ظاہر کی ظاہر مین پس باطن کو باطن مین ضرب دینے کا یہ طریقہ ہے کہ ہر حرف کے عدد کو فی نفسہ ضرب دیکر حاصل ضرب سے حرف بنالین جیسے لفظِ واحد مین واو کے چہہ عدد ہین اسکو چہہ مین ضرب دیا چھتیس ہوے اسکے حروف و ل اور ا کا ایک عدد ہے اسکو ایک مین ضرب دیا ایک رہا اسکا حرف پہر وہی ا حاصل ہوا ح کے آٹھ ہین آٹھ مین ضرب دیا چونسٹھ ہوے اسکے حرف د س اور د کے چار ہین اسکو چار مین ضرب دیا سولہ ہوے اسکے حروف و ی ہین غرضکہ انکا مجموعہ و ل ا د س و ی ہوا اور ظاہر کو باطن مین ضرب دینے کا یہ انداز ہے کہ اعدادِ حروف کو مراتبِ حروف مین ضرب دین جیسے عقل کا لفظ کہ عین قاعدہ ابجد اور یس کے حساب سے سولہوین مرتبہ پر واقع ہے اور عدد

بسط عددی ملفوظی

بسط تضاعف

بسط تقوی

اسکے ستر مین ۱۶ سولہ کو ستر مین ضرب دیا گیارہ سو بیس ہوئے اسکے یہہ حروف ہین ک ق ع اور ق اوس
ابجد کے حساب سے او نیسوین مرتبہ پر واقع ہے اسکے سو عدد ہین سو کو انیس مین ضرب دیا تو انیس ۱۹۰۰ سو ہوئے
اسکے حروف ظ غ اور ل حساب ابجد سے بارہوین مرتبہ پر ہے اسکے عدد تیس ہین تیس کو بارہ مین ضرب دیا
تین سو ساٹھہ ۳۶۰ ہوئے اسکے حروف س ش ہین انکا مجموعہ ک ق ع ظ غ س ش ہوا اور ظاہر ہین
ضرب دینے سے یہہ مراد ہے کہ جو حرف ابجد کی ترکیب سے جس درجہ پر واقع ہو اوسی مین ضرب دیکر حروف حاصل کرین
چنانچہ سعید کی لفظ مین ترتیب ابجد کے موافق س پندرہوین درجہ پر واقع ہے اسکو پندرہ مین ضرب دیا
دو سو پچیس ہوئے اسکے حروف ہ ک ر اور ع سولہوین درجہ مین ہے اسکو سولہ مین ضرب دیا دو سو چھپن ۲۵۶
حاصل ہوئے اسکے حروف و ن ر اور ی دسوین درجہ پر ہے اسکو دس مین ضرب دیا سو ہوئے حرف ق ہے اور
د چوتھے درجہ مین واقع ہے اسکو چار مین ضرب دیا سولہ ہوئے اسکے حروف و ی پس ان حرفوں کا مجموعہ یہہ ہے
ہ ک ر و ن ر ق و ی قسم پنجم بسط زبر و بینات اور وہ اسسے عبارت ہے کہ بسط ملفوظی کو دو حصہ پر
منقسم کرین جیسے سعد کو بسط ملفوظی کیا تو یہہ حروف حاصل ہوئے س ی ن ع ی ن د ا ل ان مین حرف
اول کو زبر کہتے ہین اور حروف آخر کو بینات مثلاً سین مین تین حرف ہین پہلے س یہہ زبر ہے پہر
ی اور ن یہہ بینات ہین اسیطرح ع زبر اور ی ن بینات اور د زبر اور ا ل بینات ہین قسم ششم
بسط تضعیف اسکا یہہ قاعدہ ہے کہ ہر حرف کے اعداد کو جہانتک کہ کسر نہ پڑے نصف کرکے اون عددون سے
حروف حاصل کرین جیسے لفظ قلم مین ق کے سو عدد ہین اسکا نصف پچاس ہے اوسسے ن حاصل ہوا اسکا نصف
پچیس ہے اسسے ہ ک حاصل ہوا چونکہ پچیس کی تضعیف ممکن نہ تھی کہ کسر واقع ہوتی ہے اسواسطے زیادہ عمل تضعیف
جائز نہ رکھا اور ل کے عدد تیس ہین نصف پندرہ اسسے حرف ہ ی حاصل ہوئے زیادہ تضعیف ناممکن اور م کے
چالیس ہین نصف بیس ہوئے کہ حاصل ہے بیس کی تضعیف مین دس باقی رہے اسکا حرف ی ہے اسکا ادہا پانچ ہے
اسسے حرف ہ حاصل ہوا اسسے زیادہ تضعیف بسبب کسر کے جائز نہین پس تمام حروف جو قلم کی لفظ سے حاصل
ہوئے وہ یہہ ہین ن ہ ک ہ ی ک ی ہ الغرض اسیطرح سے علم جفر کے طریق پر بسط حروف کے تین سو
ساٹھہ قاعدے حسب دلخواہ سمجہا دیئے پہر فرمایا کہ اے حرز پرور اسوقت ہمکو ایک نہایت عمدہ بات یاد آئی ہے
کہ ہر کشور و اقلیم اور ہر دیار و امصار مین اوسکا مروج ہونا ہزارہا فوائد عام پر مشتمل ہے یعنے جسم انسانی مین جو جو
اعضائے خداداد ہین اگر اونمین کسیطرح کا نقصان یا کوتاہی واقع ہو تو اوسکے پورے ظاہر کرنیکے واسطے
ایک فن ایجاد کیا گیا ہے خصوصاً وہ قاعدہ کہ گونگے اور بے زبان جسکے وسیلے اپنے خیالات ظاہر کرسکین
نہایت کارآمد نظر آتا ہے اور اسوقت اوسکے بیان کا بہی نہایت عمدہ موقع ہے اسلئے ہم تمہین تعلیم کرتے ہین

قسم پنجم بسط زبر و بینات

قسم ششم بسط تضعیف

بیان ایجاد فن گونگے و بیزبان

P دستِ چپ کے انگوٹھے اور سبابہ کو نصف دائرہ کی صورت قائم کرکے دستِ راست کے سبابہ کے سامنے مدور خط کے مقابل جماؤ



Q دستِ چپ کی انگلیوں اور انگوٹھے سے پورا دائرہ بناؤ اور دستِ راست کے سبابہ کو قلابہ کی صورت بنا کر اس دائرہ میں اٹکا دو



R دستِ راست کی انگلی کو نصف خم دیکر دستِ چپ کی ہتھیلی پر رکھیں



S دونوں ہاتھوں کی خنصر کو خم دیکر باہم قلابہ کی صورت ملا دو



T دستِ راست کی سبابہ کو سیدھا کرکے دستِ چپ کے پہلو کے زیرین سے ملا دو



U دستِ چپ کے سرِ خنصر کو دستِ راست کے سبابہ سے اونچا کر ملا دو



V دستِ راست کی سبابہ و وسطی کو دستِ چپ کی کفِ دست پر بہت کشادہ قائم کریں



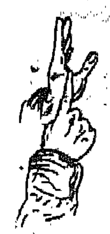
W دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو سطح برابر ملا دو کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کا سرا دوسرے ہاتھ کی گھاٹیوں سے ملا رہے۔



X اس حرف کیواسطے دونوں ہاتہہ کی سبابہ کو صلیبی شکل پر قائم کرو - ×



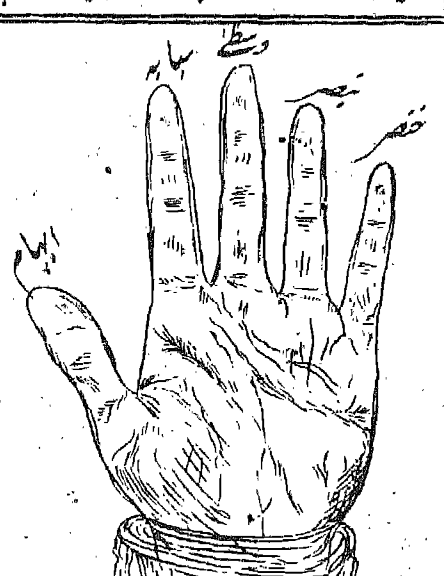
Y دستِ چپ کی سبابہ اور ابہام کو سیدہا کشادہ قائم کرکے اوسکی کہائی مین دستِ راست کی سبابہ شامل کرین



Z ایک ہاتہہ موںہہ کیطرف بلند کرکے اوسکی کہنی دوسرے ہاتہہ کی کفِ دست پر رکہو



اور شمارِ تعیینِ اعداد کے واسطے یہہ طریقہ ہیکہ ایک اونگلی اوٹہانیسے ایک کا عدد سمجہا جاتا ہے اور دو اونگلیوں سے دو علیٰ ہذا القیاس پانچ اونگلیان پانچ کیواسطے اور دونون ہاتہوں کی اونگلیان اوٹہانیسے دس شمار کئے جاتے ہین



اسی صورت پر باشندگانِ انگلستان نے دو قسم کے حروف وضع کئے ہین اونمین سے قسمِ اول کے حروف ایک ہاتہہ سے ادا ہوتے ہین اور قسمِ دوم دونوں ہاتہہ سے



اور یاد رکھو کہ خوشنویسی کا کمال فنِ مصوّری و نقاشی پر منحصر ہے اور نقاشی و مصوّری سے یہہ مراد ہے کہ شکل و شبیہ کی نقل اور انواعِ حیوانات و نباتات اور عمارات وغیرہ کی صورتیں کھینچتے ہیں جسکو یہہ صنعت مقبول ہوتی ہے اوسکو حضرتِ ملوکِ سلاطین اور فرمانروایانِ والاشکوہ عزیز رکھتے ہیں اسواسطے کہ قلعہ و عمارات اور باغ و بوستان اور انسان و حیوانات کی صورت حاصل کرنیکے لیے بادشاہانِ عالیمقدار کو اس فنِ گرامی کے اہلِ کمال کی ضرورت ہوتی ہے اور مصوروں اور نقاشوں کو نازکی دست اور روشنی چشم اور تیزی ہوش و حواس اور صفائی ذہن اور جودتِ عقل جملہ ضروریات سے ہے اسواسطے کہ اونکے قلمِ بدایع نگار سے صورِ عجیبہ اور اشکالِ عجیبہ اس خوبی کے ساتھہ برآمد ہوں کہ اصل و نقل میں اصلا فرق باقی نہ رہے فنِ صورتگری کا کمال یہی ہے کہ جو شکل جیسی ہو خامۂ جادو رقم سے ویسی ہی صفحہ جریدہ پر تحریر کریں اور یہہ امر نہایت باریک و دقیق ہے اسلئے کہ تمام بنی نوعِ انسان میں ہر زن و مردِ صحیح البدن کے سب اعضائے جسمانی سر سے پاؤں تک تعداد میں برابر ہیں چنانچہ سر اور چشم اور ابرو اور گوش اور رخسار اور زنخ اور گردن اور سینہ اور ہاتھہ اور انگلیاں اور کمر اور پاؤں اور ناخن وغیرہ ہر فردِ بشر صحیح البدن کے عدد میں یکساں ہیں اور باوجود اسکے قدرتِ کاملۂ حضرت آفریدگار اس بات کی مقتضی ہے کہ ہر چہرہ کے انداز اور صورت کی وضع ایک دوسرے سے مختلف ہے پس مصوری کی اوستادی یہی ہے کہ اوسکے قلم سے یہہ فرق ظاہر و آشکار ہو اور شبیہ کشی اسکا نام ہے کہ نقل مطابقِ اصل

فن مصوری کا بیان

طریق نقل تصویر کشی

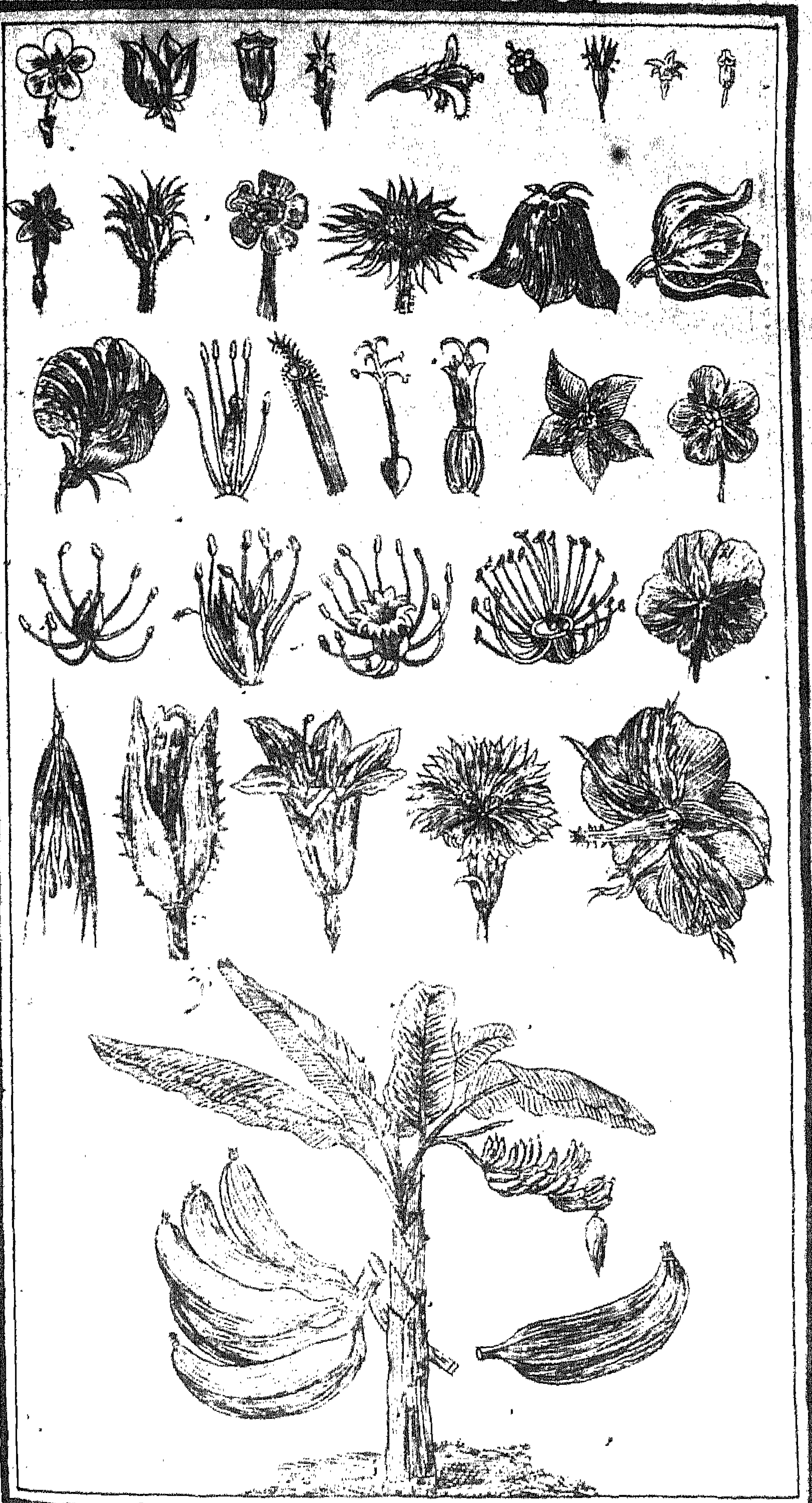
پائی جاوے اور جو کوئی صحیح البدن ہو یعنے کوئی خلل اور نقصان اوسکے کسی عضو میں نہو تو نقل میں بہی اوسیطرح نمودار ہو اور یہہ امر بغیر تکمیل کے حاصل نہیں ہوتا کہ نقاش کا ہاتہہ قادر ہو اور درستی قدرت مشق کثیر پر موقوف ہے اوستادوں نے مشق کا یہہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ اول اشکال حیوانات و نباتات و عمارات وغیرہ اوستادان کامل کے قلم صنعت رقم کی بنی ہوئی بکثرت بہم پہونچائیں پہر چربہ کشی سے مشق آغاز کریں اور چربہ کشی کا یہہ طریق ہے کہ پہلے ہرن کی باریک جہلی جو ورق سازونکی دوکانوں میں ہاتہہ آتی ہے اوسکے وسیلے سے کسی تصویر پر اسطرح جمائیں کہ وہ تصویر اون جہلی میں سے بعینہ نظر آتی رہے پہر اوس صورت پر اگر تمام وکمال ہے تو سر سے پاؤں تک اور نصف ہے تو سر سے کمر تک اور جو فقط چہرہ ہے تو سر سے گردن تک سوزن باریک سے اوسمین سوراخ کریں یعنے ہر عضو پر گرداگرد سوئی کی نوک سے نشان دیں مگر ضرور ہے کہ وہ سوراخ ہموار و یکسان اور باہم برابر ہوں پہر شاخ تمر ہندی یعنے املی کی لکڑی جلاکر کوئلا بنائیں اور اوس کوئلے کو خوب باریک پیسکر کپڑے میں چہان لیں اور اوس میں سے تہوڑا سا ایک باریک کپڑے میں ڈالکر ڈہیلا باندہیں پہر اوس تصویر کے نیچے کہ جسمیں سوئی سے سوراخ کئے ہیں ایک کاغذ سادہ بچہا کر تصویر کے نیچے رکہیں اور اوپر وہ پوٹلی جسمین کوئلے پسے ہوئے بندہے ہیں اعضاے تصویر کے مقامات پر آہستہ آہستہ رگڑیں کہ سوراخہاے سوزن کی راہ سے غبار سودہ کاغذ سادہ میں نفوذ کرے اور تصویر کی نقل بعینہ کاغذ سادہ پر مرتسم ہو پہر وہ نقل احتیاط سے اوٹہاکر اوسپر قلم سرب یعنے پنسل سے خطوط کہینچیں کہ صورت قائم و نمودار ہو اسکو مصورونکی اصطلاح میں چربہ اور خاکہ کہتے ہیں پہر قلم اور رنگ سے خط و خال اور تمام دقائق تصویر کو اصل کے مطابق آراستہ کریں اسیطریق پر چند سال کی مشق سے ہاتہہ اور قلم قابو اور اختیار میں ہوجاتا ہے جبکہ مشق کی نوبت اس مقام تک پہونچے تو ہر قسم کی تصویر کو روبرو رکہکر ایک کاغذ سادہ پر اوسکی دیکہا دیکہی نقل کیا کریں جب اسطرح بہی مہارت کامل حاصل ہو تو جس چیز کی تصویر اوتارنی منظور ہے اوسکو دیکہہ دیکہکر پنسل سے شبیہ بنائیں اور جو اتفاقاً کوئی خط بیجا اور بےموقع بنجاتا ہے تو اوسکو ربڑ سے اوٹہالیں اور یہہ ربڑ پنسل کے خطوط کاغذ پر سے محو کرسکتی ہے ایک مشہور و معروف چیز ہے جب اسطرح سے تصویر درست ہوجاے تو اسکو مصورونکی اصطلاح میں گرده اور سیاہ قلم کہتے ہیں پہر مطابق رنگ اصلی کے جابجا رنگ سے رنگ ملاکر موقع بموقع موقلم سے بہریں اور اسے خوردبرد کبہی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کسی عمدہ و نایاب تصویر کا چربہ کہینچنا منظور ہے اور اوسکی خوبی و عمدگی اسبات کی مانع ہے کہ سوزن سے اوسمین سوراخ کیا جاوے تو کاغذ باریک اوسپر رکہکر پنسل سے نشان دے لیا کرتے ہیں اور جو تصویر کاغذ میں صاف نظر نہیں آسکتی تو اوسکی دو صورتیں ہیں یا تو کاغذ کو روغن زرد میں تر کرکے تصویر پر رکہتے ہیں اوراس سبب سے نیچے کی تصویر اوپر نظر آتی ہے مگر روغن کا اسقدر رنگ لگاتے ہیں کہ جسکا اثر

تصویر پر اگر کسی اور کاغذ کو بالکل منطبق کر کے سہوا اور اوپر رنگ وغیرہ پہیرین بہی خرابی واقع ہوتی ہے اس حالت مین دوبارہ کاغذ
سادہ پر اوسکا خاکہ بنانا ضرور ہے مگر یہہ ترکیب اوس وقت کیجاتی ہے کہ تصویر اصلی ناقص اور کمتر درجہ کی ہو یا اصلی پر سوندہ اوس تصویر کو
ایک بے قلعی آئینہ پر رکھکر دوسرا کاغذ سادہ اوپر رکھتے ہین اور آئینہ اسطرح رکھا جاتا ہے کہ اوسکی پشت پر جب تجواوپر دیجائے
جسکے سبب سے وہ تصویر اوس کاغذ پر بجنسہ نمودار ہو جاتی ہے اور جیسا دونون ترکیبون سے تصویر نمایان ہو تو پنسل سے نشان دیکر
پہر بہ درست کر لیتے ہین غرضکہ کثرت مزاولت اور مشق کے باعث فن تصویر کے دقائق و کنایات خود بخود صفحۂ خاطر پر جلوہ گر ہونے
جاتے ہین اور جب مشق کا اعلے درجہ حاصل ہوتا ہے تو جسکی شکل و صورت چاہتے ہین بجنسہ و بعینہ صفحۂ حریر پر تحریر کر سکتے ہین
چنانچہ عہد شاپور اردشیر مین ایک بہت بڑا مصور گذرا ہے اوسکو مانی نقاش کے لقب سے ملقب کرتے ہین اوسکی
تصنیف سے علم مصوری مین ایک کتاب ہے موسوم بارژنگ و فن تصویر مین اوسکو یہہ کمال تہا کہ چند چہوٹے بڑے
دائرے اپنے ہاتہہ سے ایسے بناتا تہا کہ جسکا قطر تخمینا پانچ چہہ گز کا ہوتا اور جب اوس پر پرکار رکہتے تو بال برابر
فرق نہ نکلتا اسیطرح خطوط دراز و کوتاہ کہینچتا اور وہ بہی سب کے سب مسطر و جدول سے راست اور برابر ہوتے
اور ایک صفحۂ مربع پر تمام کرۂ زمین کی صورت بہیئت مجموعی اسطرح بناتا کہ ہر اقلیم کے بلاد و مکانات اور جبال
و بحار ربع مسکون مین اور دریاؤ جزائر وغیرہ باقی کے تین حصون مین بہ شرح و بسط منکشف و ہویدا ہوتے تہے اور اوسکو
اپنی کمال نقاشی پر اسقدر ناز تہا کہ پیغمبری کا دعوی کر کے مصوری و نقاشی کو اپنا معجزہ قرار دیتا اسیطرح شاہ اسمعیل صفوی کے عہد مین
بہزاد نام ایک بہت نامور مصور تہا اور متاخرین مین بہی اکثر مصور و نقاش نامی و گرامی گذرے ہین غرضکہ مصوری بہی ایک
عجیب و غریب شے ہے جسکے بغیر خوشنویسی نا تمام رہجاتی ہے چنانچہ خواجہ عبد الصمد کاتب بہی ایک دانہ خشخاش پر تمام سورۂ اخلاص
لکہتے تہے کہ ہر شخص بخوبی پڑہ لیتا اور ایکبار دو مصورونکی باہم ملاقات ہوئی ایک نے کہا مجہہ مین یہہ کمال ہے کہ میری تصویر پر
جانور فریب کہاتے ہین دوسرے نے کہا کہ میری تصویر پر انسان کو دہوکا ہوتا ہے غرضکہ امتحان کی نوبت آئی اور یہہ
بات قرار پائی کہ اپنے اپنے مکان پر صنعت آزمائی کیجاوے اور ایک روز کی مہلت مقرر ہوئی مصور
اول نے ایک خوشۂ گندم یعنی گیہون کی بالی تیار کی اور مصور ثانی کو اپنے مکان پر لیجاکر دکہلا دیا کہ جو پرند جانور
اوس طرف سے گذرا بے ساختہ اوسپر ٹوٹ پڑا اور منقار سے دانہ اوٹہانیکا ارادہ کیا مگر آخر کار نادم ہوکر
اوڑ گیا اس کے بعد مصور ثانی اپنے ہمراہ مصور اول کو لے گیا اور ایک مقام پر پردہ پڑا ہوا دکہلا کر
کہنے لگا کہ اس پردے کے پیچہے میرے ہاتہہ کی تصویر ہے مصور اول پردہ اوٹہانے کے لئے ہاتہہ بڑہایا اور یہ چاہا
کہ پردہ اوٹہا کر تصویر ملاحظہ کرے مگر پردہ نہ اوٹہ سکا اور غور پنہاں کی تو معلوم ہوا کہ دیوار پر صرف پردہ کی تصویر ہوئی ہے نہایت
شرمندہ ہوکر وہان سے گیا اسی طرح پر ہم تمہین بتلاوینگے اور پہلے ابتدائی کے تصویر کشی کی ترکیب سکہاتے ہین پہر نباتات و عمارات
اور حیوانات وغیرہ کی شبیہ کے بعد انسانی تصویر کا قاعدہ اور چہرہ کی پیمائش اور مختلف الاعضا جسم کے قاعدے تعلیم کرینگے

مانی نقاش
دو مصورون کا امتحان
ابتدائی تصویر کشی

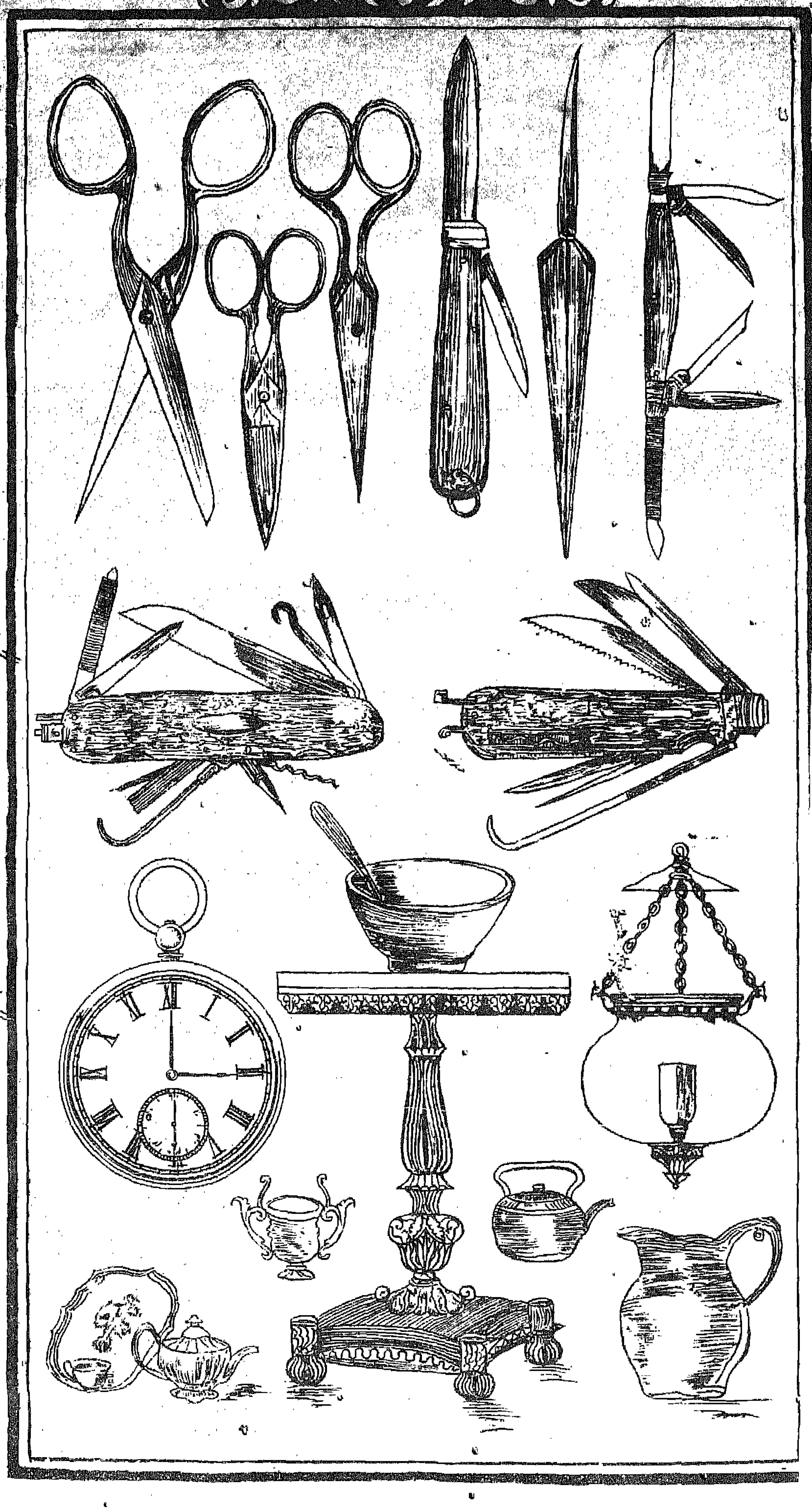
پھول پتی وغیرہ

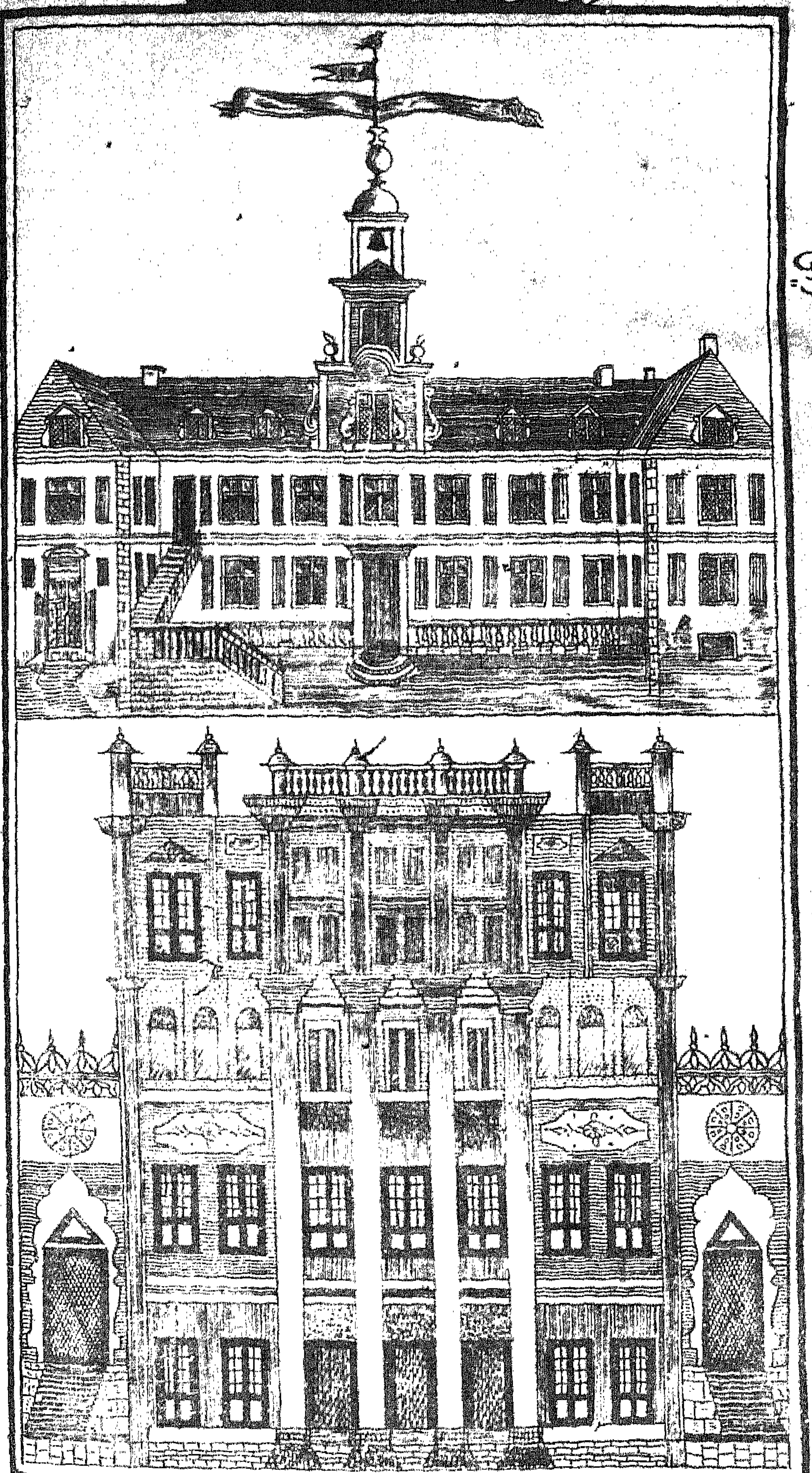




گلہائے مختلف

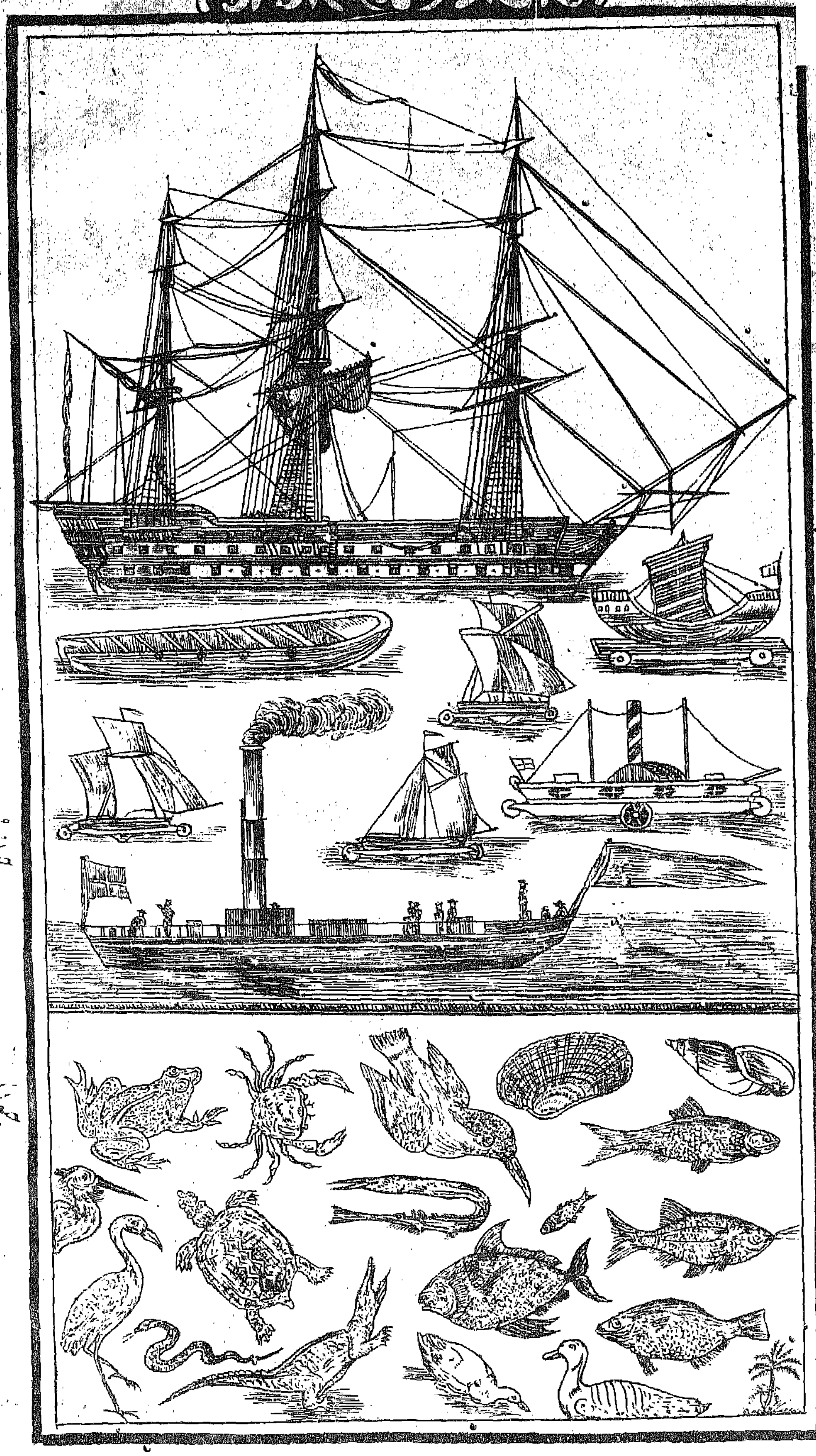
درخت کیلا

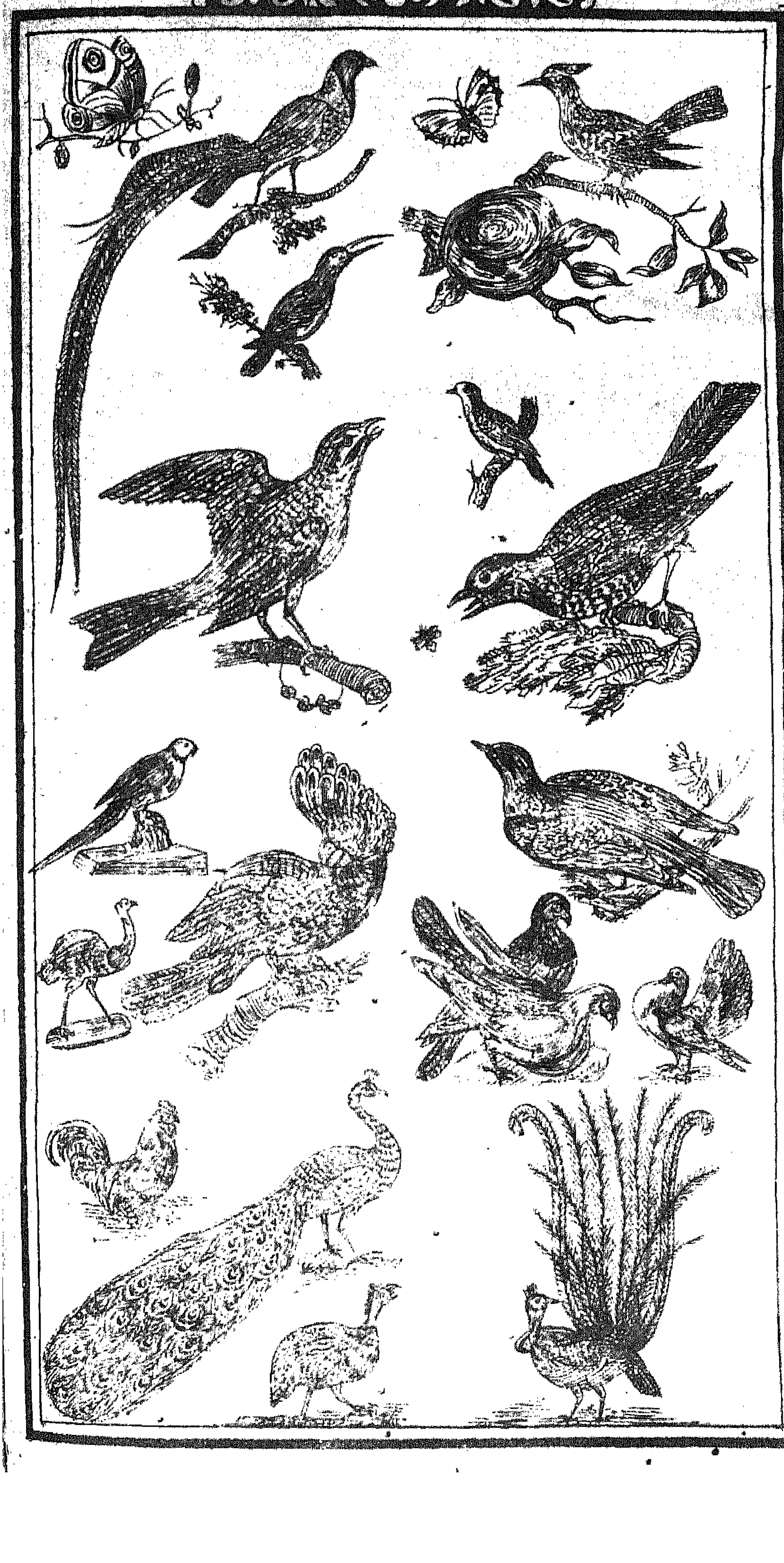


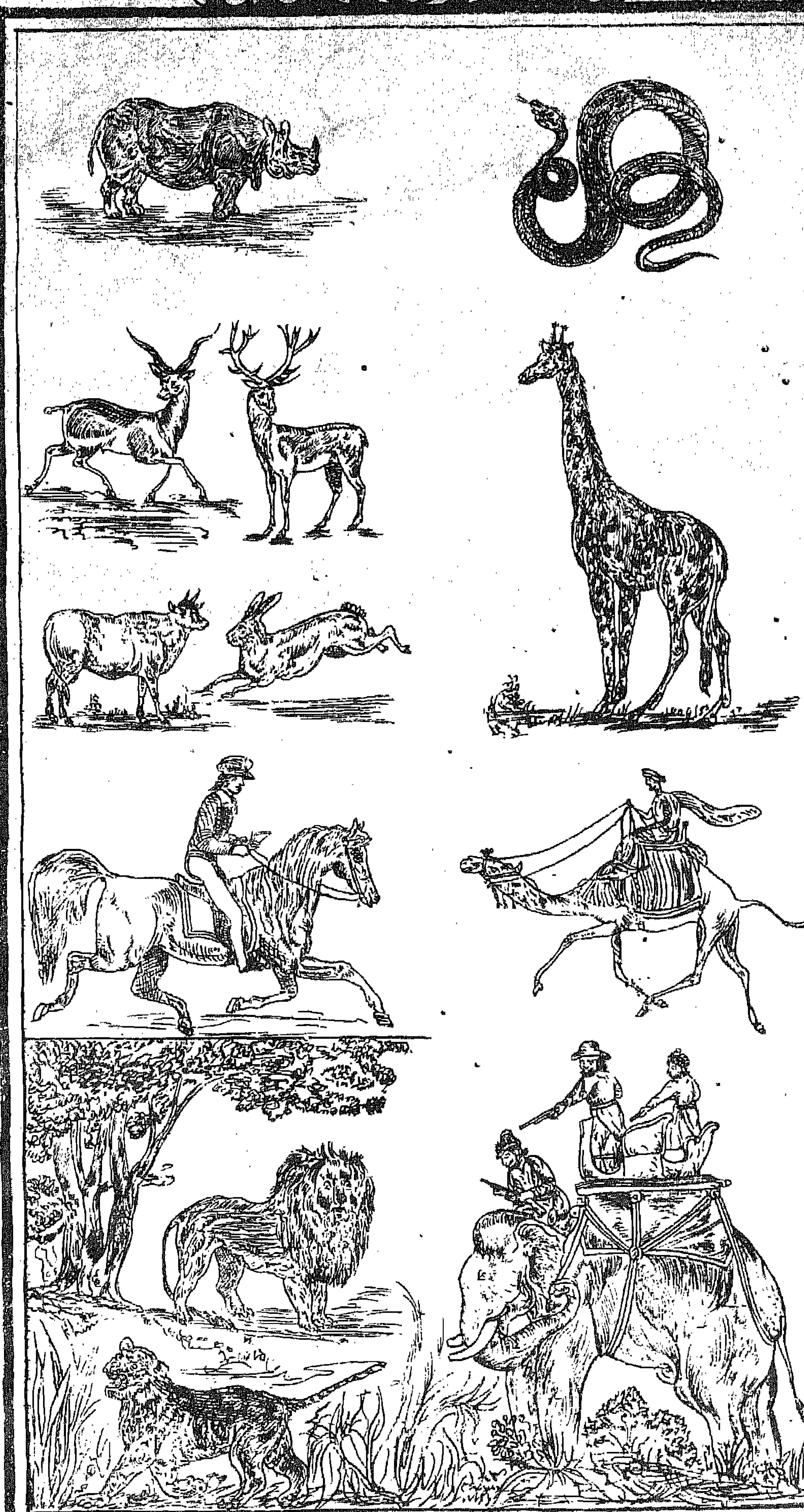


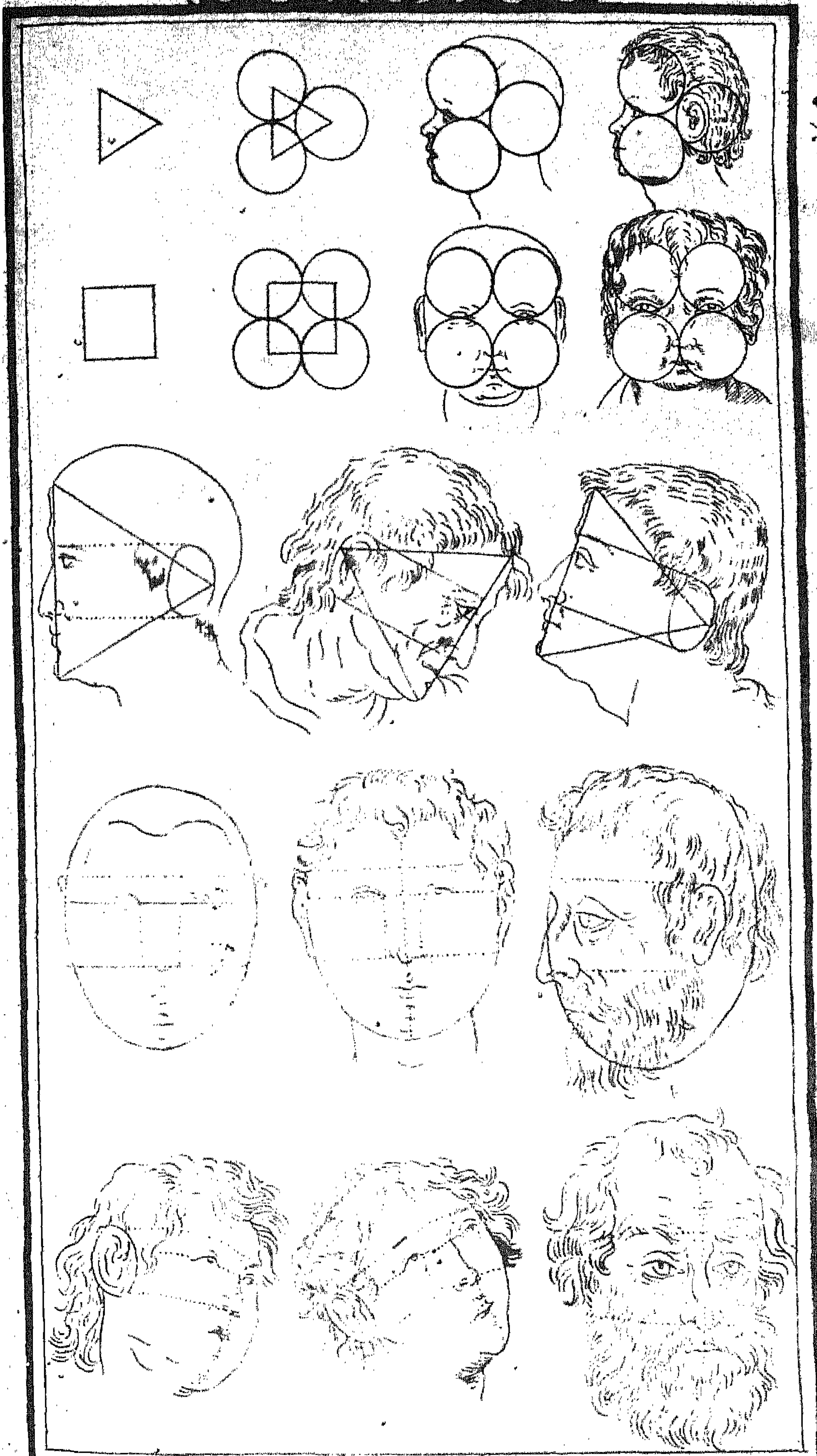
عمارت انگلیزی

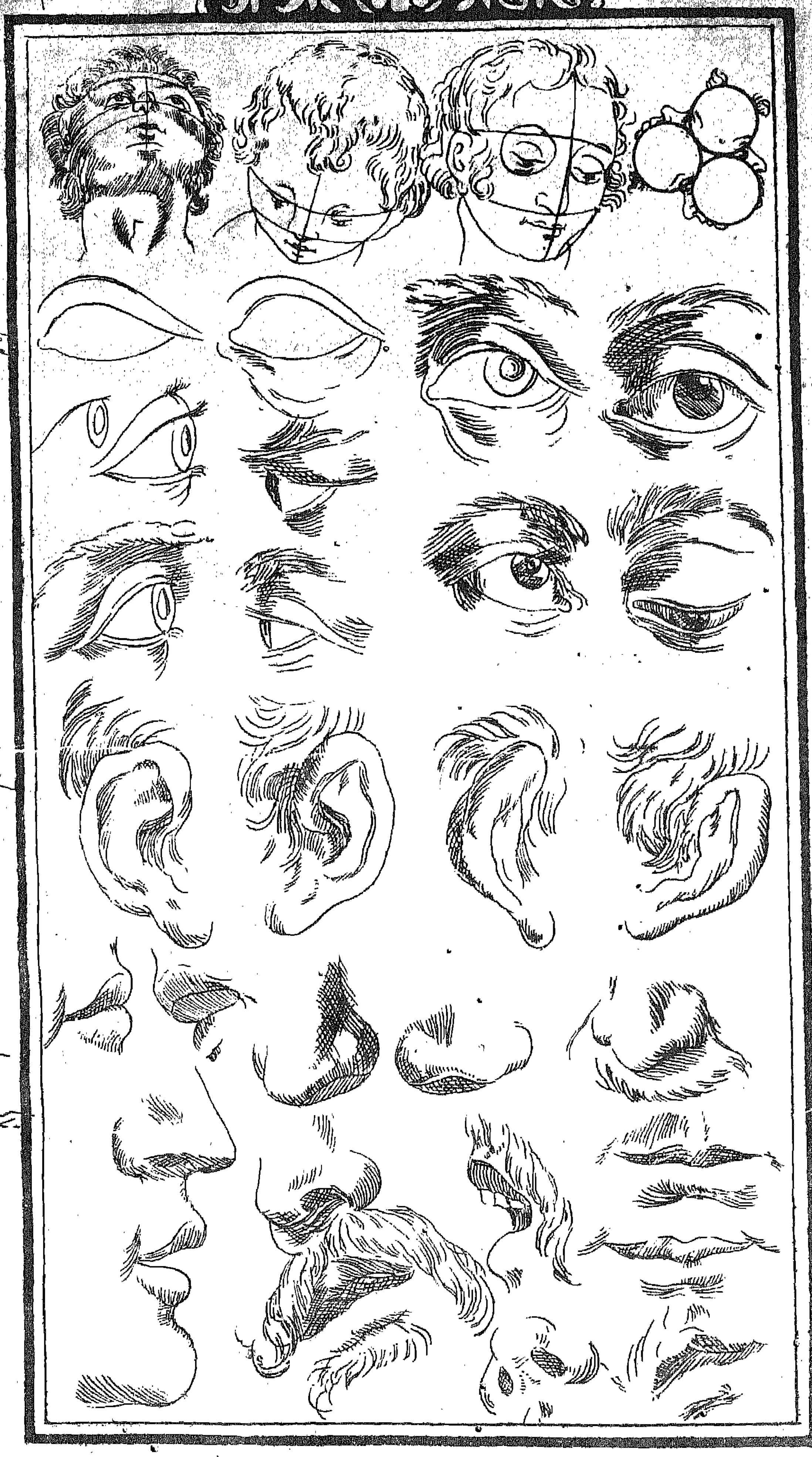
عمارت ہندوستانی


جهاز بادبانی
جهاز دخانی
حیوانات دریائی





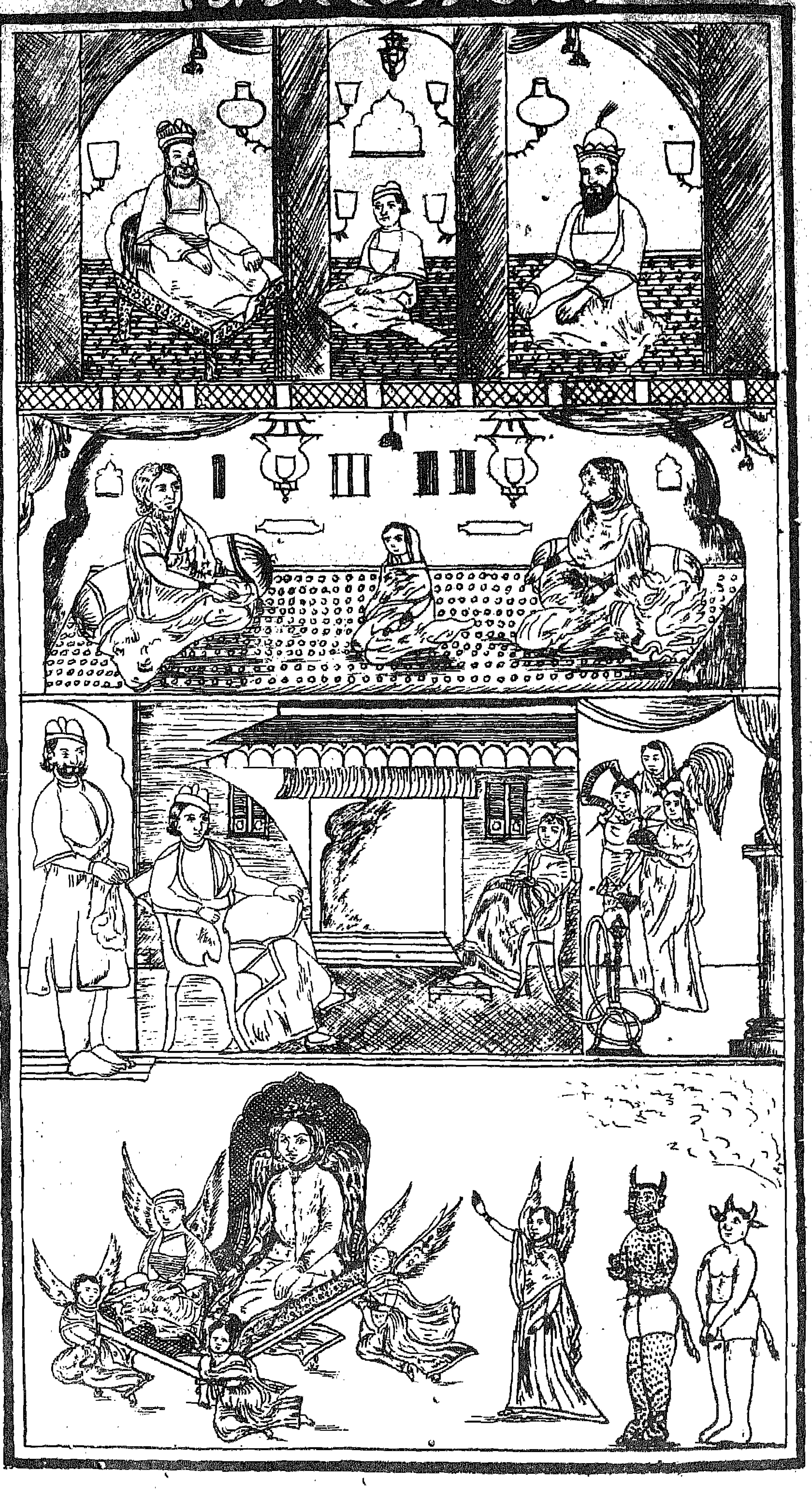






ہاتھوں کا نقشہ

پاؤں کا نقشہ



زن — ایضاً

زن و مرد



اے خرد پرور یہہ بات ظاہر ہے کہ جو بات جس شخص کے دل مین ہوتی ہے وہ چہرہ پر بھی ظاہر ہو جاتی ہے چنانچہ کسی شخص کے دلمین کچھہ فکر یا غم یا مفکری یا خوشی یا عجب یا حیرت یا ہنسی یا خوف یا خندہ یا گریہ یا غصہ یا یاس یا امید یا عزت یا جذبہ شوق یا عشق یا رحمدلی یا نفرت یا رغبت یا بیماری و تکلیف وغیرہ کا اثر پیدا ہو تو اوسکے چہرے پر بھی ضرور اوسکے آثار جلوہ گر ہوتے ہین اگرچہ صناع ازل نے ہر چیز کو بکمالِ حسن خوبی آراستہ و پیراستہ کیا ہے مگر جو جمال و کمال انسانکی صورت و شکل مین آشکار ہے کسی چیز مین نظر نہین آتا بیشکہ صانعِ کامل کی حکمت و قدرت اور صنعت و ندرت کا ظہور حضرت انسانکی ذاتِ جمیل الصفات مین باحسن الوجوہ پایا جاتا ہے اور جو مصور کہ سرِ انسان کی تصویر ہو بہو کہینچ لیتا ہے وہی کاملِ فن اور ذی شعور ہے خوبصورتی اور حسن و شباہت کا دارومدار اسی پر ہے اور اس سے آگے انسانکا تصور کام ہی نہین کر سکتا ہر چند اپنے ذہن کو دوڑا کر فرشتہ اور پریکا خیال بھی باندہے لیکن انتہا اسی ہین تک ہے صورتِ انسانی سے بڑہکر آدمی اپنے تصور کے تصور مین بھی نہین لا سکتا اگر دیو جن بہوت یا پلید کی کوئی تصویر کسی صورت سے بگاڑکر اور مہیب بناکر دکہلاتے تو وہ بھی اسی سے مناسبت رکہتی ہوئی ہوگی آدمی کی صورت وہ شئے ہے جو ہمیشہ ہمارے سامنے رہتی ہے ہمیشہ ہم اوسپر تامل کی نظر کرتے ہین اور ہمیشہ وہ ہماری راحت و خوشی کا سبب ہوتی ہے حافظہ بھی اوسکو سب چیزون سے زیادہ نگاہ رکہتا ہے اور یاد رکہو کہ مختلف الاعضا صورتون کے بنانے کا سہل طریق یہہ ہے کہ تین چار آدمیونکو باہم مجتمع کرکے جدا جدا ہر شخص سے ایک ایک عضو بنانیکی فرمایش کرین مثلاً اول ایک آدمی سے کہین کہ تم ایک چیز کا سر بناؤ جو تمہارے خیال مین آئے اور دوسرا شخص کوئی دھڑ بنائے یعنے سینہ اور شکم وغیرہ اور تیسرا آدمی ہاتہہ جیسے چاہے ویسے تیار کرے چوتہا شخص اپنی مرضی کے موافق پاؤنکی تصویر بنائے جبکہ یہہ اعضا بنکر تیار ہو جائین تو سب کو ترتیب وار جمع کرکے ایک فرضی مختلف الاعضا صورت قائم کرین پہر فرزانہ روزگار نے اسی طریق پر سایہ و پرداز

بیانِ رنگ آمیزیِ تصویر

اور رنگ بہرنیکا انداز بھی تعلیم فرمادیا اور ارشاد کیا کہ رنگ کے صندوقچے ولایت انگلستان سے بنے بنائے عمدہ و نایاب اور نفیس و بیش قیمت بہم پہونچتے ہین اسواسطے اکثر مصور بذاتِ خاص رنگ بنانیکا دردسر گوارا نہین کرتے اور وہ صندوقچہ خرید لیا کرتے ہین اوسکو انگریزی مین کلر بکس کہتے ہین اس بکس مین ہر قسم کا رنگ موجود ہوتا ہے اور جبکہ خود بناتے ہین تو رنگِ سرخ کیواسطے شنجرف اور سیندور اور قرمز وغیرہ اور رنگِ زرد کیواسطے ہرتال یا پیوڑی وغیرہ اور رنگِ سفید کیواسطے سفیدہ کاشغری اور رنگِ کبود کیواسطے نیل اور لاجورد وغیرہ اور رنگِ سیاہ کیواسطے کاجل وغیرہ کار آمد ہے اور دو قسم کے رنگ باہم ملانیسے تیسرا رنگ حاصل ہوتا ہے چنانچہ سفید و سیاہ سے بہورا اور سفید و سرخ سے گلابی اور سفید و کبود سے آسمانی اور سرخ و زرد سے سنہرا اور سرخ و سیاہ سے اودا اور سرخ و کبود سے سوسنی اور کبود و زرد سے سبز وغیرہ بناتے ہین اور اکثر اختلاف اوزان سے بھی اختلافِ الوان پیدا ہوتا ہے چنانچہ اگر شنجرف سفیدہ مین چہٹا حصہ ہو تو پیازی اور چوتہائی ہو تو

گلابی اور نصف ہو تو گل انار میں شوخ گلاب ہوگا اسیطرح زردی میں نیل چوتھا حصہ ہو تو سبز اور تہوان حصہ ہو تو دھانی اور جو تہا حصہ ہو تو کاہی ہوگا علیٰ ہذا القیاس غور اور تجربہ شرط ہے قصہ کوتاہ فرزانہ روزگار نے خرد پرور عالیوقار کو رموز نکات رسم الخط و املا طرازی اور دقائق و غوامض کتابت و انشا پردازی سے جسقدر کہ ممکن ہے اوس سے بہی زیادہ واقف و آگاہ کردیا اور شہزادہ خرد و دانش پرور فن مصوری مین بہی طاق اور نہایت مشاق ہوگیا اس اثنا مین روز امتحان جلوہ افروز ہوا اور وزیر اعظم روشن نفس بیضے شعور سخن رس حسب الحکم قدر توام سلطان عقل مجسم تشریف لایا اور دونوکو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ خسرو عالم پناہ مین جا پہونچا

امتحانِ دہم

مؤلف

مرحبا کلک گہر سلک عطارد کردار | ترے ہر نقش قدم پر ہے فدا نقش و نگار
حقہ خواب عدم گرچہ کوئی مضمون ہو | اوسے بے ساختہ کردے تری ٹہوکر بیدار
ترے ہر نقطہ پہ سو گوہر انجم قربان | کہکشان سلسلہ سطر مسلسل پہ نثار

جسدم شہزادہ نامدار و فرزانہ روزگار رونق افزاے دربار شہریار ہوے خرد پرور نے آداب بجالا یا اور چند قطعات خوشنویسی کہ خاص اپنے دست مبارک سے تحریر کئے تہے کحل الجواہر چشم ناظرین اولوالابصار فرماے خط نستعلیق کی ہر سطر یکسان نستعلیقی رشک عقد لآلی آبدار و غیرت سلک گوہر شاہوار خط محقق بہ تحقیق تمام حقیقت کشاے حقائق خطاطی صحائف مصحف روزگار خط توقیع سے انداز توقیع و تبیع جہان مطاع عالم مطیع نمودار خط طغرا سے شان طغراے کشورکشائی و فرمانروائی کی شان عظمت نشان آشکار خط رقاع رشک مرقع تصاویر بہزاد و مانی خط نسخ ناسخ خطوط ریاضی خاقانی نظیر ولا ثانی خط ثلث کہ جسکی کرسی نشینی کے روبرو مشابہت اوراق ثلاث نشین مین دیکہ ثلاثہ غسالہ کیطرح کہ تین پیالے شراب کے صبحدم نوش کرتے ہین تفریح سمجہتا تہا اور دماغ کو کہ بشکل مثلث ہے رائحہ مثلث خوشبوے کہ مشک و صندل و کافور سے مرکب ہوتا ہے معطر کرتا تہا خط غبار کا نظارہ ہم نظر ناظرو نظر اہل نظر کا دافع کدورت دل مصفی غبار خاطر خط ریحان نکہت بخش خط ریحانی روے نورانی گلرخان زمان خط گلزار سراپا بہار منفعل ساز نقش و نگار بہارستان جہان خط ماہی قلاب شوق دیدہ ماہی دل کو اپنی طرف کہینچتا تہا خط شکستہ حلقہ شکست طرہ پرخم مین شکستہ دلونکے طایر شکستہ نگاہ کو الجہاتا تہا خط شفیعہ شفاف پر چشم بصیرت ہزار جان شیفتہ و دلدادہ خط توام سے دیدہ بینش توام ہمیشہ توام رہنے پر مستعد و آمادہ خط نستعلیق سے تعلق خاطر تسلیم بار یک بین متعلق خطوط اصطلاحی اپنی اپنی طرز و روش پر حسن بیانی

مجموعہ خوشنما تھا کہ سطر حروف ہندی و ناگری پر شیرینی و لطافت کا عجب عالم اور حسن و نزاکت کا طرفہ جوبن تھا
حروف انگریزی نہایت خوبصورت و دلکش گویا صناع قدرت نے تو کے سانچے میں ڈھال دیے کشش و دوائر خوشنویسان
ازلی نے کشش کہکشان و دوائر نیر سے زیادہ سنبھال دیے غرضکہ ہر حرف سے رنگ خوش خطی ٹپکتا تھا خوشخط شکستہ
اور نستعلیق سے مقابلہ میں شرق میں چکا رہا تھا اور ششتہ جسے ان وصلیوں کو ایک نظر دیکھا بے ساختہ اس مرتبہ لا و پیر ترانہ عشرت خیز سے زمزم ہوا

فرد

صد جان گرامیابہ فدائے رقم او	ابی تازہ رقم از قلم کیست کہ باد

خاصہ میں دربار نے شہزادۂ عالی وقار کی نہایت تعریف و توصیف کی شہزادہ نے کہا

فرد

وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم	جمال ہمنشین در من اثر کرد

سلطان عقل مجسم کمال محظوظ ہوا اور فرمانروائے روزگار کی ستائش میں کلید زبان سے قفل خزینۂ
فصاحت کھولا پھر خرد پرور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اہل انجمن تقریر دلپذیر کے بھی مشتاق ہیں
اتنے میں میر دبیر دفتر خسروی نے کہ جس کا نام جوہر شناس تیز ہوش تھا عرض کی فرد
عمر تو ہزار سال بادا ✤ اقبال تو بر کمال بادا ✤ فدوی جان نثار استفسار کرتا ہے کہ فن تحریر کس واسطے
موضوع ہوا اور اسکے ایجاد سے موجد فن کی غرض کیا ہے خرد پرور نے ارشاد کیا کہ اے دبیر معظم صنعت کتابت
اشرف صناعات ہے اور بہترین اختراعات چنانچہ کسی عرب کا قول ہے کہ الخط نصف العلم اور اسیطرح علیکم بحسن الخط
فانہ مفاتیح الرزق اور اسیطرح علموا اولادکم الکتابۃ فان الکتابۃ ہم الملوک والسلاطین علیکم اور کسی شاعر نے کہا ہے

شعر

کلید در رزق در مشت تست	چو حسن خط اندر سد انگشت تست

اور اسیطرح

چو روح اندر تن ہر نا و پیر است	خط خوش ہر کہ دارد دلپذیر است
وگر درویش اورا دستگیر است	اگر منعم بود آسایش اوست

غرضکہ اس قسم کے بہت کلام ہیں چونکہ کلام کو ثبات نہ تھا مگر اوسیقدر کہ حافظہ میں رہے اور اس
صورت میں خوف نسیان طاری تھا لہٰذا جناب باری نے صنعت کتابت عطا فرمائی تا کلام محفوظ ہو جاے
اور حاضر کلام غائب کو سمجھے اور متاخرین علوم متقدمین کو دریافت کریں جسوقت کہ مقدسات معنوی یعنے
مضامین علوی بارگاہ علم ایزدی سے بسبب ایک نسبت خاص کے جو نفس ناطقہ کو جناب سخن آفرین سے

حاصل ہے اوس جوہر لطیف پر جلوہ گر ہوتے ہیں تو اوسدم سلطان دل اوسکو شہرستانِ خیال میں بھیجدیتا ہے اور یہ مقام عجیب و غریب درمیان مجرد و مادی کے ایک برزخ ہے جہان تجرد میں تعلق اور اطلاق میں تقید سے اکتساب کرتے ہیں پھر وہان سے کبھی بام زبان پر چڑھکر دریچۂ گوش میں پہونچتے ہیں اور منزل بمنزل ارتباط و تعلق چھوڑتے ہوئے خلوتکدۂ دل میں داخل ہو جاتے ہیں اور اوس مقام سے پھر صدر سرائے تقدس کیطرف رجوع کرتے ہیں اور کبھی فرمانروائے دل اوس مسافر آسمانی سیر کو بغرض مسافرت شہرستانِ سیدہا ہاتھونکے صحرا وسیع کے لقدست سیدان کیطرف روانہ کر دیتا ہے پھر وہان سے سیاہی و ظلمت کے بحر و بر کا عبور کرکے صحت آباد میں مقام کرتا ہے اور پھر وہان سے رخت سفر باندہ کر شاہراہ باصرہ سے دار الملک حقیقت میں طبلِ رحیل کو بلند آوازہ کرتا ہے فی الحقیقت خطوط اوستادانِ کار پرداز کہ حسن بستانِ جلوہ گاہِ ظہور کی نظر میں اور یقید کامحل انکشاف ہے اور دیدہ بینائے حقیقت شناس کی آنکھوں میں حقیقتِ مطلق کا جام گیتی نما ہے بیشک ایک نوشتہ و حائف سے نقش نگار رانتہ دستِ تقدیر اور الحق ایک ہندسۂ آسمانی ہے پرکارِ علم قدرت سے جلوہ نمائے جمال و لیکن ایک ظلمت ہے نزاروں نور سے لبریز بلکہ ایک نور ہے وانع نہ از ظلمت سوادِ حجر اقلیم آگاہی کا ایک نقش و نگار ہے بلکہ شہرستانِ معانی کا ایک سوادِ اعظم ایک ابر سیاہ ہے کہ جسے بزاران روشنی برستا ہے بلکہ ایک شب تار ہے کہ لمعات برق ہوش افزا اوس سے آشکار ہیں اگر یہ نہ ہوتا آتش ہرگز زندہ نہ رہتا اور دلونکو اگلے زمانہ والونکا تحفہ نہ پہونچتا ہرچند اسکو بعض حروف کو ایک کاجل کا پتلا سمجھتے ہیں مگر معنی دان قندیل چراغ معرفت جانتے ہیں ایک طلسم حیرت سے کہ باوجود افتادگی کے روانی رکھتا ہے اور باوجود خموشی کے گویائی اور باوجود پابندی کے بلند پروازی

بیت

اگر نصیبِ کتابت بود کجا باشد	شگفتہ معنی رنگین و لفظ جان پرور

کاتب وہ ہے کہ علم ادب خوب جانتا ہو اور فنون علوم متنوعہ سے عاری نہو اور رسم کے اشعار کا مطالعہ فرمائے اور بطرز حکمے اوقات کہ تحریر میں جنکا زیادہ اتفاق پڑے اوسکو خوبی حفظ ہولے اور ہر فرقہ کے احوال و اخبار سے واقف اور ہر فرد کے مراتب طبقات کا عارف ہو اور ہر شخص کے مناسب حال تعریف کرسکے اور اختصار کا محل اور طول کلام کا موقع حسب دلخواہ پہچانتا ہو کہ ناسخ حسب حال او آگہی کہنے شپے ہوں کہ فصیح بلیغ ہوں اور بیجا اختصار اور بلا تفقد کا شیوہ عمل میں نلاؤ اور رکاکت وناروا اور ہوات عبارت والفاظ عیب تشبیہ بعد مجاملہ نہیں

رباعی

با یار نکو از غم گیتی باید گفت	با چشم سخن باید گفت
تا منفعل و منفعل تکند چندین مہو	چون بادہ کہن کنی و کہن باید گفت

جوہر شناس نے کہا کہ مرحبا اے خرد پرور والا گوہر آپ کی تقریر بے نظیر تحریر کی تصویر ہے اور فصاحت کلام بلاغت نظام بدرجۂ نہایت دلپذیر مگر میں امیدوار ہوں کہ خط و کتابت کے قواعد و ضوابط اور کاتب و مکاتیب کے شرائط وغیرہ بھی کچھہ حالِ غرابت اشتمال بیان فرمائیں کہ حاضرینِ انجمنِ امتحان مستفید و مستفیض ہو کر لطف کافی و حظ وافی اوٹھائیں شہزادۂ دانش پناہ نے ارشاد کیا کہ اے وزیر عطارد نظیر منشیانِ نامہ نگار و کاتبانِ واقف کار کو چند باتوں کی رعایت ضرور ہے حتی المقدور لغاتِ ثقیل و مشکل اور عبارت غیر محاورہ اور تکرار الفاظ اور کلماتِ غیر فصیح اور دشنام و سخت گوئی وغیرہ اور جو لفظ کہ معنی دوم میں مشترک ہوں اوس سے احتراز واجب سمجھیں اور حروف تمام و کمال صحیح و درست لکھا کریں اور جس طرز پر ابتدا میں خط شروع ہو آخر تک اوسکی رعایت ملحوظ خاطر رہے اور ایک لفظ کو دو ٹکڑے کر کے لکھنا مناسب نہیں کہ آدہا لفظ ایک سطر کی آخر میں اور آدہا لفظ دوسرے سطر کے شروع میں خلاف قواعد املا کے ہے اور یاد رکھنا چاہیے کہ خط کو مکتوب اور خط لکھنے والے کو کاتب اور جسکے نام پر خط لکھا جائے اوسکو مکتوب الیہ اور جسکی طرف سے خط روانہ ہوا اوسکو مکتوب منہ کہتے ہیں کاتب کو ضرور ہے کہ اول مکتوب الیہ کا مرتبہ سوچ کہ بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر اور مرتبہ کچھہ عمر پر موقوف نہیں بلکہ کبھی مال پر کبھی کمال پر اور کبھی سن و سال پر خیال کیا جاتا ہے چنانچہ کوئی امیر عمر میں چھوٹا ہو اور کوئی غریب مفلس بڑا ہو تو وہ شخص امیر کو لڑکا سمجھ کر برخوردار یا امیر اوسکو بزرگ جانکر قبلہ و کعبہ کبھی نہ لکھیگا پس معلوم ہوا کہ فضل و کمال کا خیال کرنا اعیان میں اور سن و سال کا دیکھنا رشتہ داروں میں لازم ہے یعنے اگر کوئی شخص علم و فضل کی راہ سے رتبہ میں بڑا یا برابر ہو ہرچند کہ عمر میں چھوٹا ہو مگر القاب اوسکے رتبے کے موافق تحریر کرنا مناسب ہے علے ہذا القیاس اوستاد اور پیر اور عالم و فاضل وغیرہ اور برادر خورد یا فرزند یا ہمشیرزادہ یا برادر زادہ رتبہ میں بڑا ہو چنانچہ باپ جاہل اور بیٹا فاضل یا بڑا بھائی فقیر اور چھوٹا بھائی امیر ہو تو وہاں رتبہ کا لحاظ کیا جاوے گا فقط عمر نہ دیکھی جائیگی یعنے باپ بیٹے کو ہر حال میں فاضل ہو خواہ جاہل ہمیشہ برخوردار اور بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو عزیز از جان لکھے گا جب یہ امر دریافت ہوا تو اب سمجھنا چاہیے کہ خطوط نویسی دو قاعدوں پر مشتمل ہے ایک طریقہ عوام الناس کا اور دوسرا کاتبانِ خاص کا پس اول ہم سہل الاصول طریقہ کہ جو مروجہ عام ہے بیان کرتے ہیں اے جوہر شناسِ روشن قیاس قسمِ اول میں مکتوب الیہ کی صفت پانچ قسم پر منقسم ہے **اول قرابت** جیسے بھائی صاحب چچا صاحب یا خالہ صاحبہ ہمشیرہ صاحبہ وغیرہ **دوم خطاب** جیسے نواب صاحب راجہ صاحب یا بیگم صاحبہ رانی صاحبہ وغیرہ **سوم صفات** جیسے منشی صاحب اور مولوی صاحب یا آتو صاحبہ وغیرہ **چہارم عہدہ** جیسے قاضی صاحب اور چودہری صاحب یا چودہرائن صاحبہ **پنجم ذات** جیسے شیخ صاحب میر صاحب مرزا صاحب خانصاحب لالہ صاحب یا بی بی صاحبہ وغیرہ اور ان مضمونوں کے پہلے اکثر جناب اور حضرت وغیرہ کا لفظ بھی زیادہ کرتے ہیں اور اسکو مقدمۂ القاب کہتے ہیں اگرچہ مراتب مکتوب الیہ کے بہت اقسام ہیں ازانجملہ

ہمسر کا درجہ تین قسم سے خالی نہیں اول ہمسر مطلق کہ رتبہ میں اپنے برابر ہو پس اگر مرد ہے تو صاحب مشفق مہربان
کرمفرمائے مخلصان اور عورت ہے تو صاحبہ مشفقہ وغیرہ دوم وہ ہمسر کہ رتبہ میں کچھ بڑا ہو تو اسکو صاحب عالیشان قدردان
معدن فیض و احسان اور عورت کیواسطے صاحبہ مشفقہ محترمہ وغیرہ سوم وہ ہمسر کہ رتبہ میں کچھ کم ہے تو صاحب مہربان
دوستان اور عورت کو صاحبہ عصمت مآب لکھینگے علے ہذا القیاس بڑے کا بھی یہی حال ہے مثلاً اگر رتبہ میں کچھ
بڑا ہے جیسے کہ برادر کلان یا ہمشیرۂ کلان تو مرد کو صاحب قبلہ و کعبہ امیدگاہ فدویان اور عورت کو صاحبہ مکرمہ مہربان
وغیرہ اور جو اوس سے بھی زیادہ ہے جیسے کہ باپ اور پیر اور والدہ اور پیرانی تو مرد کو قبلۂ کونین و کعبۂ دارین و مرشد
برحق اور عورت کو صاحبہ مکرمہ معظمہ محترمہ وغیرہ اور جو بہت بڑا ہے جیسے کہ بادشاہ اور بادشاہ بیگم تو مرد کو قبلۂ عالم
و عالمیان اور عورت کو جناب عالیہ خاتون مخدرات زمان و زمانیان وغیرہ لکھتے ہیں اسی طرح پر اگر کچھ چھوٹا ہے
جیسے چھوٹا بھائی اور بیٹا یا چھوٹی بہن اور بیٹی تو مرد کو برادر عزیز از جان اور برخوردار نور الابصار اور عورت کو
ہمشیرہ عزیزہ اور نور چشمی و قرۃ العینی وغیرہ اور جو اوس سے بھی کم ہے جیسے نوکر و ملازم تو مرد کو عزیز القدر شرافت
پناہ اور عورت کو عصمت پناہ عفت دستگاہ وغیرہ اور جو بہت چھوٹا ہے جیسے غلام یا خدمتگار تو مرد کو معتمد دولتخواہ
اور فدوی خاص اور عورت کو فدویہ خاص وغیرہ اور کبھی شخص کم رتبہ کا صرف نام لکھکر مطلب شروع کر دیتے ہیں اور
ایسی تحریر جب ہوتی ہے کہ امرا اپنے ملازم کو بخط خاص رقعہ لکھتے ہیں اسماء و القاب کہتے ہیں اور بعد
القاب کے ایک جملہ دعا کے طور پر لکھا جاتا ہے جیسے ہمسر کیواسطے زاد لطفہ دام عنایتہ سلمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ اور بزرگ
کیواسطے دام برکاتہ مد ظلہ العالی و خلد اللہ ظلہ وغیرہ اور چھوٹوں کے واسطے طال عمرہ اور بجا نیست باشند وغیرہ
مگر سلامت ایسا لفظ موضوع ہوا ہے کہ ہر درجہ پر اطلاق رکھتا ہے جیسے غریب پرور سلامت اور جناب قبلہ گاہی حقیقی
سلامت اور صاحب مشفق مہربان سلامت اور عزیز القدر نور چشم راحت جان سلامت وغیرہ مگر اونکے
ملازم کیواسطے فارسی میں امیدوار بودہ بداند اور اردو میں بعد الحمد سنت کو معلوم ہو لکھتے ہیں اسکو ادعیہ
کہتے ہیں پس مقدمۂ القاب اور القاب اور ادعیہ ملکر ایک القاب کہلاتا ہے اور اسکے بعد تحیت
اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور اظہار سے ان سبکو ملا کر آداب کہتے ہیں مثلاً ہمسر کو
سلام و نیاز اور بڑے کو بندگی و کورنش و تسلیم اور چھوٹے کو دعائے درازی عمر وغیرہ لکھتے ہیں یہ تحیت ہے
اور ہمسر کو شوق و اشتیاق اور بزرگ کو تمنا و آرزو اور خورد کو خواہش جو لکھتے ہیں منشیوں کی اصطلاح میں صرف
اسکو اشتیاقیہ کہتے ہیں اور بعد لفظ اشتیاقیہ کے ہمسر کے واسطے ملاقات و مواصلت اور وصال و معانقہ جسمانی اور
بزرگ کیواسطے ملازمت اور حضوری خدمت اور قدمبوسی اور چھوٹے کے لئے دیدار و دیدہ بوسی جو لکھتے ہیں اسکو ملاقاتیہ
کہتے ہیں اور ملاقات کی صفت میں جو فقرہ لکھا جاتا ہے جیسے ملاقات بہجت آیات اور ملازمت کیمیا خاصیت اور دیدار

فرحت آثار وغیرہ اوسکا نام صنعت ملاقاتیہ ہے اور بعضے انشاپرداز اسکے ذیل مین ایک کاف بیانیہ کے بعد چند کلمات مبالغہ زیادہ کرتے ہین جیسے کہ فارسی مین زیادہ از حد بیان ہست اور اردو مین بے حد و نہایت ہے مگر یہ بھی اوسکے ضمن مین متضمن ہے اور جو تحریر مطلب کی خبر دیتے ہین جیسے ہمسر کو فارسی مین مکشوف خاطر محبت مظاہر باد باہیگرداند اور بڑے کو معروض میدارد اور بعرض عالی میرساند اور چھوٹے کو مطالعہ نماید یا نگارش میرود لکھا جاتا ہے اور اردو مین ہمسر کو لکھتا ہون اور بڑے کو فدوی عرض کرتا ہے اور چھوٹے کو واضح ہو وغیرہ اسکو اظہاریہ کہتے ہین غرضکہ تحیت سے اظہاریہ تک سب آداب ہے اور ادنے شخص کو خواہ مرد ہو خواہ عورت آداب نہین لکھا جاتا اوسطرح عورت کو اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ لکھنا مناسب نہین مگر درجہ اعلی کے واسطے فدوی بھی لکھا اور اگر مکتوب الیہ کا خط آیا ہے تو ہمسر کے خط کو الطافنامہ اور محبت نامہ اور نامہ نامی وغیرہ اور بڑے کا خط ہے تو نوازشنامہ اور مفاخرت نامہ اور فرمان واجب الاذعان اور منشور کرامت نشور وغیرہ اور چھوٹے کا خط ہے تو مکتوب مرغوب اور خط فرحت نمط اور رقعہ مرسلہ وغیرہ نگارش کرتے ہین اور جو مکتوب نے اپنا خط ارسال کیا ہے تو اوسکا بھی یہی قاعدہ ہے کہ ہر ایک درجہ کے مطابق اوسکو منسوب کرین چنانچہ ہمسر ہمسر کو لکھا ہے تو اوسکے مقابلہ مین اپنے خط کو رقیمۂ الوداد اور رقیمۂ نیاز اور اشتیاقنامہ وغیرہ اور بڑے کے مقابلہ مین اپنے خط کو عرضی اور عریضہ داشت وغیرہ اور چھوٹے کے مقابلہ مین اپنے خط کو قطعہ خط لکھتے ہین لیکن بہت اونچی سے مقابلہ مین اپنی تحریر کو شقہ اور پروانہ لکھنا چاہیے یہ سب اسماء خطوط کہلاتے ہین اور جو اپنے نام کسی کا خط پہونچے تو اوسکی رسید لکھنے کا یہہ طریقہ ہے کہ اگر ہمسر کا خط پہونچا ہے تو فارسی مین وصول فرحت نمود اور رنگ وصول ریخت وغیرہ اور اردو مین محبت نامہ کے پہونچنے سے نہایت سرور حاصل ہوا وغیرہ اور بڑے کیواسطے ورود فرمود اور شرف صدور بخشید اور نزول اجلال فرمود وغیرہ اور چھوٹے کیواسطے رسید او مطالعہ گذشت رقم کرتے ہین اسکا نام رسید خط ہے بعضے شخص کلمات تحریہ و سروری ان الفاظ کے ساتھہ ملاکر اسطرح لکھتے ہین کہ وصول نمودہ جمعیت ظاہر و باطن افزود اور پرتو ورود افگندہ باعث مفاخرت گردید اور رسیدہ مسرور گردانید وغیرہ چنانچہ اردو مین اسکی یہہ طرز ہوگی کہ ہمسر کے واسطے محبت نامہ کے پہونچنے سے نہایت سرور حاصل ہوا اور بڑے کے لیے فرمان عالی کے ورود فرمانیسے عزت و سربلندی حاصل ہوئی اور چھوٹے کو تمہارا خط پہونچا مجھے نہایت خوشی ہوئی اور اوس کو عرضی فرستادہ ملاحظہ سے گذری وغیرہ اور فارسی مین اپنے خط کے پہونچنے کو ہمسر کے مقابلہ مین بملاحظہ درآمدہ باشد اور بوصول گردیدہ باشد اور بڑے کے مقابلہ مین بملاحظہ اقدس درآمدہ باشد اور از نظر فیض منظر پایان حضور لامع النور

ورگذشته باشد اور چھوٹے کو بمطالعہ درآمدہ باشد یا رسیدہ باشد وغیرہ اور اردو مین ہمسر کو ملاحظہ مین آیا ہوگا اور بڑے کو نظر سے گذرا ہوگا اور چھوٹے کو پہونچا ہوگا وغیرہ ای و ہر گیر یہانتک ہے گیارہ باتین جو بیان کی ہین یعنے مقدمۂ القاب اور القاب اور ادعیہ اور آداب اور تحیت اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور اظہاریہ اور اسماے خطوط اور رسید خط انمین مکتوب الیہ کے تین مرتبے ہین اور ہر مرتبہ کے تین تین درجے جداگانہ بخوبی معلوم ہوچکا اب ہے آگے جو مقامات ہم اظہار کرینگے اونمین تفریق مراتب تکلف سے خالی نہین لہذا ہم بطریق اختصار بیان کرتے ہین پہر فرمایا کہ اب انمین گیارہ چیزین اور باقی ہین اول اورا کیہ یعنے خطوط کے مطلب سمجھنے کی عبارت جو لکھتے ہین مثلاً فارسی مین ہمسر کو اسطرح لکہا جاتا ہے مضمون عطوفت مشحون پیرایہ انفاح یافت اور بڑے کو ارشاد فیض بنیاد مطلع فرمود اور چھوٹے کو بر حقیقت مندرجہ اطلاع دست داد یا بدعا سرورنامہ معلوم شد اور اردو مین یہہ مطلب اسطرح لکہا جاتا ہے حقیقت مندرجہ کو بخوبی سمجھا اور ارشاد فیض بنیاد سے قرار واقعی آگاہ ہوا یا آگاہی حاصل ہوئی اور حال دریافت ہوا یا حقیقت مرقومہ واضح ہوئی **دوم کاتب** یعنے فارسی مین خط لکھنے والا اپنی بہ نسبت ہمسر کے مقابلہ مین مخلص اور این نیازمند وغیرہ اور بڑے کے مقابلہ مین این فدوی این خادم این نمک پروردہ این کمترین وغیرہ اور چھوٹے کے مقابلہ مین من اور ما اور اینجانب اور ما بدولت وغیرہ لکھینگے اور اردو مین ہمسر کے مقابلہ مین نیازمند مخلص و بندہ و دوستدار اور بزرگ کے مقابلہ مین فدوی و کمترین و غلام اور چھوٹے کے مقابلہ مین ہم اور داعی الخیر اور راقم اور دعاگو وغیرہ تحریر کرینگے **سوم نام مکتوب الیہ** یعنی خط لکھنے والا اگر ہمسر ہے تو فارسی مین اکثر مشفقا مشفق المخدوم المکرم المشفق المہربان اور بڑے کو قبلہ حضرت الجناب المخدوم نعمت او حضور اور بندگان عالی اور ملازمان والا اور بندگان حضور اور چھوٹے کو عزیزان برادران برخورداران لخت جگران نور دیدہ آن سعادتمند قدسی خاص وغیرہ اور اردو مین ہمسر ہو تو آپ اور بڑا ہو تو جناب اور حضور اور چھوٹا ہو تو تم لکھنا چاہئے **چہارم صفت شخص غیر** یعنے اگر خط مین دوسرے شخص کا ذکر منظور ہے تو اوسکے رتبہ کے موافق اوسکا القاب بعظام لکھتے ہین اور اگر نام اوس شخص کا مکرر لانیکی ضرورت ہو تو صاحب موصوف یا جناب ممدوح یا عزیز نامبردہ کفایت کرتا ہے اور اکثر کاتب سعادتمند مکرم الیہ اور معظم الیہ اور معزی الیہ اور مومی الیہ اور مشار الیہ رقم فرماتے ہین **پنجم اپنے آنیکا حال** اوسکو اسطرح لکھتے ہین کہ ہمسر کے مقابلہ مین بندہ حاضر ہوا تہا اور بڑے کے مقابلہ مین کمترین مشرف خدمت ہوا تہا اور کمترین ملازمت کو او غلام قدمبوسی کو حاضر ہوا تہا اور چھوٹے کے مقابلہ مین ہم تمہارے یہاں گئے تہے یا ہم تمہارے پاس آیا تہا یا حضور یا بدولت رونق افروز ہوئے تہے **ششم مکتوب الیہ کے آنے جانیکا حال** پس اگر ہمسر تو اوسکے آنیکو آپنے کرم فرمایا تہا او تشریف لائے تہے او قدم رنجہ

فرمایا تھا اور جانیکو آپ جب تشریف لیگئے ہیں اور بڑے کو جناب یا حضور رونق افروز ہوتے تھے یا جب سے
اوس طرف تشریف فرما ہوئے اور چھوٹے کو یہاں آئے تھے یا حاضر ہوتے تھے اور جب سے اوس طرف سدہارے ہو
یا اودھر گئے ہو یا اوس طرف روانہ ہوئے ہو **ششم کوئی چیز ارسال کرنی** پس اگر بہتر کو بھیجی ہے تو لکھنا
چاہیے کہ آپکے پاس بھیجدی یا روانہ کی اور بڑے کو لکھیں کہ خدمت عالی یا حضور والا میں ارسال کی اور چھوٹے کو
لکھیں کہ تمہارے پاس یا تمکو بھیجی ہے **ہفتم کوئی چیز طلب کرنی** اگر بہتر سے طلب منظور ہے تو لطف فرمائیے اور
بڑے سے طلب کریں تو مرحمت فرمائی اور چھوٹے سے طلب کیجائے تو روانہ کرو اور بھیجدو وغیرہ **ہشتم مطلب**
ہمیں قید ممکن نہیں یعنے ہر شخص جداگانہ مطلب تحریر کرتا ہے پس کاتب کو یہہ بات ملحوظ خاطر رکھنی ضرور ہے
کہ مزاج مکتوب الیہ میں کسیطرحکا قصور واقع نہو **نہم خاتمہ** اور اوسکا طریق یہہ ہے کہ مطلب تمام ہونیکے بعد بہتر کو
لکھے کہ زیادہ کیا تصدیع دوں اور زیادہ کیا تکلیف دیجائے اور کیا گذارش کرے اور فارسی میں بعضے اسکے
بعد فقرہ دعائیہ اور بھی بڑہاتے ہیں چنانچہ ایام جمعیت و شادمانی مدام بکام باد اور عمر و دولت روز افزون
و ترقی متزاید باد وغیرہ اور اردو میں جو دعائیہ فقرہ مدنظر ہو تو اسطرح تحریر کریں خوشی و شادمانی ہمیشہ نصیب ہے
اور عمر و دولت روز بروز زیادہ ہو اور اسصورت بڑوں کیواسطے زیادہ حد ادب اور زیادہ کیا عرض کرے اور
واجب جانکر عرض کی اور سایہ آپکا ہمارے سر پر ہمیشہ ہے اور آفتاب دولت و اقبال تابان رہے اور چھوٹے کو
زیادہ کیا لکھا جائے تاکید جانو اور تھوڑے لکھے کو بہت سمجھو اور لکھنے کے موافق عمل میں لاؤ **یازدہم لفافہ**
یعنے جس کاغذ میں خط لپیٹا جاتا ہے اوسکو لفافہ کہتے ہیں وہ ایک طرف سے بالکل صاف اور دوسری طرف سے
بند ہوتا ہے اوسکو لاکہہ اور چھری اور دفتر اور گوند اور لیتی وغیرہ سے وصل کرتے ہیں جدہر صاف ہوتا ہے
اوس طرف پہلی سطر کے شروع میں لفظ انشاء اللہ تعالی یا بعونہ تعالی یا بفضلہ وکرمہ وغیرہ لکھکر اوسکے برابر دوسری
سطر میں پتا اور نشان اوس ملک اور مقام وغیرہ کا جہان خط بھیجنا منظور ہے اور محلہ کا اور مکتوب الیہ کا نام مع
القاب لکھا جاتا ہے اور اوسکے نیچے ایک کنارہ کے متصل سطر منحرف میں خط پہونچنے کیواسطے دعا طور پر
جو لفظ علی قدر مراتب مقرر ہیں تحریر کئے جاتے ہیں چنانچہ بہتر کے واسطے بمطالعہ ساطعہ یا بمطالعہ سامی یا بمطالعہ
یا بسا تحیت یا گرامی خدمت صاحب شفیق مکرم مظہر لطف و کرم فلانے زاد عنایتکم موصول باد اور بڑے
کیواسطے بنظر فیض اثر یا بشرف خدمت یا بالجا تحیت یا بحضور فیض گنجور جناب مستطاب قبلہ و کعبہ دو جہان امیدگاہ
فدویان فلانے دام ظلہم مشرف باد اور چھوٹے کیواسطے بشرف مطالعہ یا بمطالعہ مباہجہ برادر عزیز از جان قوت
بازوئے ناتوان فلانے طال عمرہ درآید پس دعا القاب کے اول مکتوب الیہ کا نام ضرور ہے اور القاب سے
پیشتر مکتوب الیہ کے شہر و محلہ کا نام لفافہ پر تحریر کرنا لازم ہے اور کاتب کو مناسب ہے کہ اپنے نام سے پہلے

اپنے خط کا نام حسبِ لیاقت درج کرے چنانچہ رقیمۃ الوداد یا عریضہ نیاز یا تحریر یا تتمہ وغیرہ اور اس مقام پر اپنا
نام لکھے اوسکے بعد ایک فقرہ دعائیہ اپنے تئیں رقم کیا جاتا ہے جیسے غفر لہ یا عفی عنہ وغیرہ اور اسکے نیچے اوس
شہر کا نام لکھتے ہیں کہ جس مقام سے خط روانہ کیا جاتا ہے اور پھر تاریخ اور مہینا اور سنہ اور روز وغیرہ
مگر رقعہ یا پروانہ یا اولی الامر کے نام کا جو خط ہوگا اوسکے لفافہ پر مطالعہ اور فقرہ دعائیہ جو خط ہوتے نیچے کیطرف لکھتے ہیں
نہیں لکھا جاتا صرف پتہ اور القاب اور نام لکھدیتے ہیں یہہ گیارہ باتیں بھی بیان تمام ہوگئیں پس باتیں ضروری ہیں
تحریر میں کاتب کو خیالِ مراتب کیواسطے کافی ہیں اب ایک بات اور کہنی باقی ہے یعنے اہلِ اسلام کا دستور ہے
کہ جب کسی پیغمبر کا نام لکھتے ہیں تو اوسکے بعد علیہ السلام اور اپنے پیغمبر کے نامِ نامی کے ساتھہ صلے اللہ علیہ وسلم
اور اونکے اصحاب کیواسطے ایک ہو تو رضی اللہ عنہ اور دو ہیں تو رضی اللہ عنہما اور تین یا زیادہ ہیں تو رضی اللہ عنہم
اور اولیاء اللہ کے نام کے ساتھہ رحمۃ اللہ علیہ یا قدس اللہ سرہ وغیرہ اور کوئی شخص انتقال کر گیا ہو تو مرد کو
مرحوم و مغفور اور عورت کو مرحومہ و مغفورہ اور بادشاہ کے تئیں حضرت خلد مکان اور جنت آرامگاہ یا بعد وفات کے
جو لقب اونکے واسطے مقرر ہوا ہو جیسے عرش آشیانی وغیرہ اور ہندو مر گیا ہو تو ہنود کے واسطے بیکنٹھ باشی
اور عوام کے لئے سرگباشی یا آنجہانی لکھنے کا دستور ہے مگر بعضے بسبب اختصار کے صرف اشارہ کردیتے ہیں جیسے
صلعم اور رض اور سم اور عم اور رح وغیرہ اور تحریرِ خطوط کی طرز مروجہ میں عوام کا یہہ دستور ہے کہ ہمسر اور چھوٹے کو
ایک کاغذ مستطیل پر پانچ چھہ شکن دیکر پیشانی پر ایک الف کھینچیں یا سات سو چھیاسی کا ہندسہ سطر لیق پر بنا دیں
(۷۸۶) یہہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد ہیں اور پیشانی چھوڑ کر ایکطرف سے سیدھی سطریں متوازی لکھیں اور
کنارہ پیوست راست کے جانب ترچھی سطریں نگارش کریں اور بزرگ کے خط کی صورت یا تو ایسی ہوتی ہے
یعنے دونوں طرف سے حاشیہ توڑ کر پیشانی چھوڑ کر پہلی سطر کے تئیں القاب اور اوسکے بعد سب سطریں سیدھی
متوازی لکھتے ہیں یا ترچھی لکھی جاتی ہے یعنے اول سیدھا ایک خط کھینچکر اوسکے اوپر القاب اور نیچے سیدھی
سیدھی سطریں لکھتے ہیں اسکے سوا پھر ایک طریقہ تحریر سوائے طرز مکاتبت کے دوسرا بھی ہے چنانچہ اوسکو دستاویز
کہتے ہیں یعنے جسوقت کہ دو یا چند شخصوں میں جو کچھہ معاملہ قرار پاکر کوئی کاغذ لکھا جاتا ہے تو اوسکو وثیقہ
اور دستاویز کہتے ہیں اور اس زمانہ میں اسکا رواج بکثرت ہے چنانچہ جو دستاویزات عوام الناس
میں بالفعل مروج ہیں اونکی تفصیل یہہ ہے تمسک اقرارنامہ مچلکا بیعنامہ رہن نامہ ہبہ نامہ نکاح نامہ محضر نامہ
مختار نامہ وکالت نامہ سرخط پٹہ قبولیت ضامنی عاریت نامہ امانت نامہ تملیک نامہ سند فیض الوصول
فارغخطی راضی نامہ صلحنامہ فیصلنامہ وصیت نامہ تقسیم نامہ وغیرہ چونکہ یہہ کئی قسم کے کاغذ مروج و مشہور ہیں
لہذا ہم اسکا سرسری بیان کرتے ہیں چنانچہ تمسک اوس دستاویز کو کہتے ہیں کہ کوئی کسی سے کچھہ روپیہ

قرض لیکر دستاویز لکھدے قرض دینے والیکو دائن اور قرضخواہ اور قرض لینے والیکو مدیون اور قرضدار اور قرض کو دین اور وام کہتے ہین اور قرض دینے والا جو مانگے تو اوسکو تقاضا اور لینے والا جو دے تو اوسکو ادا اور صبح وشام کا وعدہ کرے تو اوسکو لیت ولعل اور حیلہ حوالہ اور ٹالے بالے کہتے ہین اقرار نامہ اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ کوئی کسی بات کا قول و اقرار کرکے اوسکا کاغذ لکھدے اور نقشہ اوسکا نقشہ تمسک کے طور پر ہے مچلکا اور اقرار نامہ دونون طرز تحریر مین یکسان ہین مگر یہہ فرق ہے کہ اقرار نامہ کبھی آپہین ہی لکھا جاتا ہے اور مچلکا صرف حاکم کے حضور مین لکھتے ہین بیعنامہ اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ کسی چیز کی فروخت کا اقرار بیچنے والیکیطرف سے خریدار کے نام لکھا جاتا ہے بیچنے والے کو بائع اور لینے والیکو مشتری اور بکی ہوئی چیز کو شے مبیعہ اور قیمت کو ثمن کہتے ہین اور جو حاکم کسیکی جایداد کی فروخت کا حکم دیتا ہے اوسکو نیلام اور جو وہ جایداد لیتا ہے اوسکو خریدار نیلام اور نیلام دار اور اوس بیع کی سند کو قبالۂ نیلامی کہتے ہین بیعنامہ یا قبالۂ نیلامی مین مکانکا تمام حلیہ اور کیفیت اور زمین کا کسرا اور حدود اربعہ وغیرہ تفصیلوار تحریر کرتے ہین بیعنامہ مالک مکان کیطرف سے گواہون کے روبرو لکھا جاتا ہے اور قبالۂ نیلامی حاکم کیطرف سے اور اس دستاویز پر عامل نیلام اور حاکم محکمہ کے دستخط اور عدالت کی مہر لازم ہے رہن نامہ اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ جسمین کسی چیز کے گرو کرنیکا حال بالعوض کسقدر روپیہ کے لکھا ہو اور اسکی کئی صورتین ہین مگر دستاویز مین رضامندی طرفین کی شرطین ہوتی ہین اور جو زر رہن ادا کرکے اپنی چیز چھوڑا لیتے ہین اوسکو فک رہن اور انفکاک رہن کہتے ہین ہبہ نامہ اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ جسمین کسیکی طرف سے کسیکے نام کسی چیز کے بخشدینے کا حال لکھا جائے ہبہ کرنے والیکو واہب اور جسکے نام ہبہ کیا ہوا اوسکو موہوب لہٗ کہتے ہین ہبہ کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ مفت کوئی شے کسیکو بخشدے اوسکو صرف ہبہ کہتے ہین اور جو واہب کے موہوب لہ سے ایک قبضہ شمشیر یا پچاس روپیہ نقد وغیرہ یعنے کوئی چیز لیکر ایک باغ یا ایک گاؤن یا ایک مکان وغیرہ ہبہ کردیا تو اوسکو ہبہ بالعوض کہینگے مگر ان دستاویز کی تحریر مین کچھہ فرق نہین صرف ہبہ اور ہبہ بالعوض کا تفاوت ہے رہن نامہ اور ہبہ نامہ دونون بیعنامہ کی طرز پر لکھے جاتے ہین نکاح نامہ جس کاغذ مین صورت نکاح اور تعین مہر کا حال لکھا جائے اوسکو نکاح نامہ یا کابین نامہ یا مہر نامہ کہتے ہین دولہہ کو ناکح اور دولہن کو منکوحہ کہتے ہین اور اس کاغذ مین حمد و نعت کے کچھہ نکاح کی خوبی اور ناکح و منکوحہ اور وکیل اور دو گواہون کا نام اور اقرار نکاح اور تعداد مہر اور اگر کوئی شرط قرار پائی ہو تو وہ شرط اور قاضی شرع کی مہر و دستخط اور حضار محفل کی گواہیان ہوتی ہین محضر نامہ کسی احوال کو ثابت کرنیکے واسطے جو کاغذ لکھکر واقف کارونکی مہر اور گواہیان لکھالیتے ہین اوسکو محضر نامہ اور صورتحال کہتے ہین مختار نامہ وہ ہے کہ کسی کام کیواسطے مختار کرکے مختاری کی سند اوسکو لکھدین اور جسطرحکا اختیار منظور ہو اوس کاغذ مین ثبت کرین وکالت نامہ وہ ہے کہ کوئی شخص کسی محکمہ مین حاکم کی

جانب سے مختار کی عہدہ پر مقرر ہوا اور اسکے نام وکالت کی سند لکھی جاوے وکیل کا مختارنامہ جو عدالت سے مقرر ہے وہ باضابطہ
یا بعدہ کرکے راضی کرتے ہین اور جو شخص اپنی طرف سے وکیل مقرر کرتا ہے اوسکو موکل کہتے ہین [illegible] خط
اوسے کہتے ہین کہ جو کوئی کسیکا مکان کرایہ لیکر اوسکو دستاویز لکھدے یا اوسی قسم کے لوگون کو نوکر رکھکر
اونکی نوکری کا کاغذ لکھے پٹہ سرکار جو زمیندار کو گانون کی بابت یا زمیندار رعیت کو اراضی کی بابت یا سرکار
یا زمیندار کسی گانون یا کسیقدر زمین کا محصول مقرر کرکے کسیکو اجارہ وغیرہ دستاویز لکھدے تو اوسکو پٹہ کہتے ہین
اور دوسرے قسم کے معاملہ کو اجارہ اور ٹھیکہ اور اوس اجارہ دینے والیکو مجیر اور لینے والیکو مستاجر اور ٹھیکہ دار
کہتے ہین **قبولیت** رعیت یا مستاجر وغیرہ جو قبول و اقرار کی دستاویز کسی زمیندار کو یا ٹھیکہ دار کو اور
زمیندار سرکار کو لکھدے اوسکو قبولیت کہتے ہین **ضمانت** کسیکی طرف سے کسی بات یا کسی چیز کیواسطے اپنی
ذمہ داری لکھدے تو اوسکو ضمانت اور لکھنے والیکو ضامن کہتے ہین اور اسکے چند اقسام ہین پہلے کسیقدر زرعینہ کا
ذمہ دار ہوکر دستاویز لکھے تو ضمانتی ہے اور اس شرط سے کہ جسقدر یہ شخص تصرف کریگا ہم اوسکو ادا
کرینگے تو اسکو تصرف ضمانتی کہتے ہین اور یہ تحسین ہوتی ہے یا عدالت مین کسیکے خرچہ وغیرہ کی ذمہ داری
کیجاتی ہے اور جو کسیکے حاضر کردینے کا ذمہ کیا ہے تو حاضر ضمانتی اور کسی کام کی ذمہ داری کی ہے تو فعل ضمانتی
عاریت نامہ یعنے کسی سے کوئی چیز ایک زمان معین کیواسطے مانگ لیجاوے اور اوسکی دستاویز لکھی ہو تو اوسکو
عاریت نامہ کہتے ہین **امانت نامہ** وہ ہے کہ اگر کسیکی کوئی چیز اپنے پاس رکھکر دستاویز لکھدیوے تو اوسکو
امانت نامہ کہتے ہین اور ان دونونکی اکثر ضرورت ہے **تملیک نامہ** یعنی ملکیت مین کوئی چیز کسیکو دیکر مالک
کردیتے ہین اونکی دستاویز جو لکھی جاوے اوسکو کہتے ہین **رسید** کہ یہ خواہ کوئی چیز کسی سے لیکر جو دستاویز
لکھدیجاوے اوسکو کہتے ہین اور یہ دستاویز کبھی رقعہ کے طور پر بھی لکھی جاتی ہے **قبض الوصول** بھی رسید کے
طور پر ہے مگر جو تنخواہ یا کوئی روپیہ معین مثل ششماہی یا سالانہ وغیرہ کے وصول کا اقرار لکھا جاتا ہے اکثر اوسکو قبض الوصول
کہتے ہین **فارغخطی** کسی سے مین اپنے حساب کا تصفیہ اور روپیہ سب ادا اور بیباق کرکے لکھوائی جاتی ہے یا اپنے
نوکر سے حساب سمجھکر دستاویز لکھدیجاتی صفائی نامہ بھی اوسکو کہتے ہین **راضی نامہ** مدعی کسی پر نالش کرے اور پھر کسی طرح
راضی ہوکر جو دستاویز لکھدے اوسکو کہتے ہین لیکن جو نالش سے دست بردار ہوکر دعوا اوٹھالے تو اوسکو باز نامہ
کہتے ہین **صلحنامہ** راضی نامہ کے مانند ہے لیکن دونون مین اتنا فرق ہے کہ راضی نامہ مین کبھی مدعی آپسے راضی ہوکر یا
کبھی مدعا علیہ کے راضی کرنے سے رضامند ہوجاتا ہے اور صلحنامہ جبتک دونون فریق صلح نکرین نہین ہوسکتا **فیصلنامہ**
جبکہ حاکم جس مقدمہ کو فیصل کرے وہ بھی فیصلنامہ ہے مگر پنچ لوگ جو تصفیہ تنازع کا فیصل کرتے ہین اوسکو فیصلنامہ
ثالثی کہتے ہین کبھی اوسکا مضمون صحیح حقیقت حال مقدمہ کے طول کیا ہوتا ہے کبھی فقط مطلب ہی

لکھنے کا دستور ہے اور کبھی مقدمہ طرفین کی رضامندی سے کسی خاص عدالت کے ثالثون کو سپرد ہوتا ہے اور کبھی فریقین بلا ذریعہ عدالت کے اپنا قضیہ تصفیہ کیواسطے ثالثون کو سپرد کرتے ہین تو اوسکے فیصلنامہ مین کسی حاکم کے حضور مین فیصلہ بہیجنے کا ذکر نہین ہوتا **وصیت نامہ** اگر کوئی شخص اپنی زندگی مین اپنے وارث یا کسی دوسرے شخص کو اسطرح حکم دے کہ میرے بعد یہہ کام اس طور پر کیجیو یا اس مال کو اس طریق پر بیچیو اوسکو وصیت کہتے ہین اور جو اس مضمون کا کاغذ لکہا جاے تو اوسکو وصیت نامہ کہتے ہین **تقسیم نامہ** اگر دو یا کئی شخص شریک شرکت کا مال آپہین یا قاضی و حاکم کے حکم سے بانٹ لین اور اوسکا کاغذ لکہا جاتا ہے تو اوسکو تقسیم نامہ اور قسمت نامہ کہتے ہین القصہ جبکہ شہزادہ نامدار دستاویزات کی تمام صورتین بیان کر چکا تو فرمایا کہ اے جوہر شناس تحریر دستاویزات سے یہہ مراد ہے کہ لکھنے والا اپنے اقرار سے پہر نجاے اور لکھوانے والا برخلاف اوسکے کچہہ نجاے اور اگر ایسا ہو تو حاکم کے سامنے کسیکا فریب پیش نجاے اور کسیکی حق تلفی نہونے پاے پہر جو اوسمین یہہ بھی ممکن تہا کہ کوئی ضد اور بعداوت کسیکے نام سے دستاویزات گہر مین بنالے اور جہوٹے گواہ بھی بہم پہونچالے تو اوسکے واسطے **تحقیقات** اور **اسٹامپ** اور **رجسٹری** اور **مختاری** اور **گواہی** او **تصدیق** وغیرہ اور **نالش** اور تصفیہ کے قاعدے کہ جنکو **قانون** کہتے ہین مقرر کئے گئے اور نالش کیواسطے **عدالت دیوانی** تجویز ہوئی اور چونکہ ریاست بے سیاست ممکن نہین اسواسطے چوری اور ڈاکہ اور رہزنی اور مارپیٹ اور ہر طرحکے تعدی یا اور ہنگامہ اور فساد کیواسطے اور مجرم کے سزا دینے کو **عدالت فوجداری** مقرر ہوئی کہ رعیت پر رعب قائم رہے اور زبردست کسی زیردست کو ستانے نہ پاے اور اگر کوئی کسیکو مار ڈالے تو اوسکے عوض قاتل کو پہانسی دیتے ہین یا دائم الحبس کرتے ہین نالش کرنے والیکو **مدعی** اور جس پر نالش ہو اوسکو **مدعا علیہ** اور جو مدعی اور مدعا علیہ دونون کا ایک ساتہہ مذکور ہو تو اونکو **فریقین** اور **طرفین** اور **صاحبین** اور جس چیز کا دعوے ہو اوسکو **شئے مدعا بہا** یا **شئے متنازعہ** کہتے ہین اور جو کاغذات اور دستاویزات طرفین کیطرف سے عدالت مین داخل ہون اوسکو **مقدمہ** اور اونکے تمام مطالب کو **روئداد** کہتے ہین چنانچہ یہہ طریقہ جو مجملاً ہے اسوقت تقریر سرسری مین بیان کیا عوام الناس کی تحریر کا دستور ہے اور قسم دوم جو کاتبان خاص سے متعلق ہے اوسکا اصل الاصول بھی اگرچہ وہی مضامین اور وہی مطالب ہین مگر طرز بیان اور حسن لطافت جداگانہ ہے اور انشا پردازی و عبارت آرائی اور فصاحت و بلاغت اور سلاست و متانت اور رعایت و براعت کا مخزن اور سب قواعد و روابط اور قوانین و ضوابط وغیرہ کا معدن ہے جوہر شناس تیز ہوش نے عرض کی کہ اے دانشور ہوشمند واے خرد پرور بخت بلند آجتک کسی اعلم الفضلا اور افضل العلما نے ترکیب مراسلات کا خلاصہ اس خوبی سے نہین لکھا ہے آپکی تقریر بے نظیر کہ جسکا ہر سخن تاج کلام اور ہر کلام

منہ سخن ہے گویا ایک عجائب خانۂ علوم اور نمائشگاہِ فنون ہے یہہ نیاز کیش خیر اندیش بلکہ کل حاضرینِ محفل
بہشت شمائل یہہ بات سنکر بہت خوش ہوئے ارشاد کیا چہ خوش لطف ہست آنکہ با من می نمائی تو لبِ نازک
بہ پرسش یکتائی ظہور فرمایا کہ متقدمین محاورہ دان اور محققین اہلِ زبان کے نزدیک مکتوب دو قسم ہے خطابی
یا جوابی خطابی کی بنا بارہ ارکان پر ہے اول افتتاح دوم صفاتِ مکتوب الیہ سوم القابِ مکتوب الیہ
چہارم ادعیہ بنسبتِ مکتوب الیہ پنجم ذکرِ کاتب ششم عرضِ تحیات ہفتم اظہارِ اخلاص ہشتم شرحِ شوق نہم
ذکرِ زمانِ کتابت دہم ذکرِ مکانِ کاتب یازدہم اختتام دوازدہم عنوان و ارکان اور جوابی کیواسطے
سات رکن مقرر ہین اول افتتاح دوم مقدمہ یا انواع جیسے مقتضے اور وصف اور تتمہ سوم تعریفِ مکتوب
چہارم تعظیمِ مکتوب پنجم نتیجہ ششم مقابلہ ہفتم شکریہ پس مناسب ہے کہ اول ہم بیانِ مکاتیبِ خطابی سے
فرصت حاصل کرین اول افتتاح یہہ دو قسم ہے نوعِ اول کسی اسمائے الہی سے آغازِ کتابت کرنا اور اسمین
براعتِ استہلال کی رعایت لازم ہے یعنے کاتب ایسا اسم تلاش کرے کہ مضمونِ مکتوب سے مناسب ہو
مثلاً جو مکتوب فتح پر مشتمل ہو اوسمین ہو الفتاح اور عیادت مین ہو الشافی اور طلبِ عفو مین ہو العفو علے الاحباب
یا مکتوب الیہ کا نام ملحوظِ خاطر ہو جیسے عبد العزیز کیواسطے ہو العزیز اور محمد محسن کیواسطے ہو المحسن اور معز الدین کے
واسطے ہو المعز یا مکتوب الیہ کی صفات و مراتب کا لحاظ مدنظر ہو جیسے بادشاہ کیواسطے ہو المالک اور امیر کے
واسطے ہو الامر اور حاکم کیواسطے ہو الحاکم اور بنسبت علما و حفاظ و حکما کے ہو العلیم اور ہو الحفیظ اور ہو الحکیم
اور اس قسم کا تصرف منشی کے ذہن سے تعلق رکھتا ہے مگر انشاءات کے نوعِ دوم کا میدان وسیع ہے اور
ہر گروہ نے اپنے مقتضائے طبیعت کے موافق جداگانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے اور اوسکا بیان ہے پہلے یہہ
بات بھی ظاہر کرنی ضرور ہے کہ مکتوب الیہ رتبہ کاتب سے بڑا چھوٹا یا برابر ہوگا مکاتیب قسمِ اول کو مرقعات
کہتے ہین اور وہ طبقاتِ ثلثہ پر منقسم ہین اول طبقۂ عالی دوم طبقۂ اشرف سوم طبقۂ اوسط اول
طبقہ کے لوگ اربابِ حکم ہوتے ہین جیسے سلاطین و امرا و وزرا وغیرہ اور یہہ طبقہ آٹھ قسم پر منقسم ہے
قسمِ اول ملوک و سلاطین قسمِ دوم اولادِ ملوک قسمِ سوم خاتون و ملکات قسمِ چہارم امرا و ارکانِ دولت
قسمِ پنجم صدور و مقربانِ شاہی قسمِ ششم اعاظمِ وزرا و اعیانِ ملک قسمِ ہفتم دیوان و مختار کار قسمِ ہشتم
اہلِ قلم و تمام ملازمینِ ملوک وغیرہ اور دوسرے طبقے کے لوگ اشرف الناس ہین جیسے سادات و قضات
و علمائے اہلِ اسلام و مشایخ و فضلا وغیرہ اور یہہ بھی آٹھ قسم پر منقسم ہین قسمِ اول نقبائے عظام
و سادات ذوی الاحترام قسمِ دوم ائمۂ اہلِ اسلام قسمِ سوم قضاۃ محکمۂ شریعت قسمِ چہارم مشایخ
دین و ملت قسمِ پنجم اربابِ علومِ شرعیہ قسمِ ششم اہلِ مناصبِ شرعیہ قسمِ ہفتم اربابِ علومِ حکمیہ قسمِ ہشتم

بیانِ مکاتیبِ خطابی

ممتاز عوام اور مستر طبقے کے لوگ اعیانِ ولایت مثل روساے قبائل و معارفِ شہر و تجار و دہاقین وغیرہ اور یہ چار قسم پر منقسم ہیں **قسم اول** اصول اعیان **قسم دوم** معارف و مشاہیر **قسم سوم** متوسطین **قسم چہارم** عوام الناس وغیرہ اور خطوطِ قسمِ دوم کو صرف **اسلاات** کہتے ہیں اور قسمِ سوم کے لوگ اخوانیات کہلاتے ہیں اور **رقعات** سے خصوصیت رکھتے ہیں چنانچہ تذکرہ طبقات کے بعد ہم اخوانیات کا بیان کرینگے اول ہم **طبقہ اعلیٰ** کے مکاتیب کا بیان کرتے ہیں اسے و پیرایش پذیر جس فقرہ سے مکتوب شروع کیا جاتا ہے اوسکو منشیونکی اصطلاح میں **افتتاح** کہتے ہیں چنانچہ افتتاح کی بہت صورتیں ہیں کہ ہم اکثر اونکے موقع پر اونکو بیان کرینگے **اول افتتاحِ مشہور** یعنے کوئی دعائیہ مضمون مکتوب الیہ کے مناسب تحریر کرکے کوئی بیت اس قسم کی کہ زیور نسبت سے آراستہ ہو نگارش کریں کہ عبارت کو رونقِ دوبالا حاصل ہوجاتے

بیانِ افتتاح

نظم

افسرِ نثر را بزینتِ نظم — بیشک آرایشِ دگر باشد
نثر چون زر بود ز روی عیار — نظم در حسن چون گہر باشد
گوہر و زر جدا جدا خوبست — چون شود جمع خوبتر باشد

طبقہ اعلیٰ کیواسطے جو القاب مقرر ہے اوسکی طرز خاص ہم بیان کرتے ہیں اور ہماری دانست میں صرف ایک ایک مثال ہر قسم کی کافی ہے اسواسطے کہ اوسکی روشِ تحریر کاتب کے ذہن سلیم سے نہایت متعلق ہے اور وہ اگر مہارت رکھتا ہے تو بہت جلد اس ترکیب پر اوسکا حاوی ہوسکنا ممکن ہے **قسم اول طبقہ اعلیٰ** ملوک و سلاطین کیواسطے **مولفہ** تو آفتابِ ملک ہے اور سایہ اله ہ تیرے عروجِ قدر سے پست اوجِ ماہ ہ آفتابِ عالمتاب کشورکشائی اور ماہِ جہان افروز فرمانروائی حضرتِ شاہنشاہِ ظل اللہ کا مشارقِ دولت و اقبال سے شارق و مطالع اور مطالعِ عظمت و اجلال سے طالع و لامع رہے **قسم دوم طبقہ اعلیٰ** اولادِ ملوک کیواسطے **مولفہ** سے قبلۂ ملوکِ جہان آستان ترا ہ فخرِ سپہر سے بختِ جوان ترا ہ رایاتِ دولتِ جہانبانی شہزادۂ عالم و عالمیان اطراف و اکنافِ جہان میں منصوب اور آیاتِ شوکت و گیتی ستانی اوراقِ جرائدِ روزگار و صحائفِ لیل و نہار پر مرقوم و مکتوب رہے **قسم سوم طبقہ اعلیٰ** خاتون و بیگمات کیواسطے **مولفہ** سے غبارِ راہ ترا سرمۂ چشم حیا ہ ذات میں ہے تیری عفت جیسے انجم میں ضیا ہ عایۂ چتر عرش سا اور ظلِ مہد سپہر آسا رونقِ مسندِ عصمت زینتِ سریرِ عظمت حضرتِ شاہنشاہ بیگم کا ماہ اوجِ تابانی بزرگانِ عالم اور پشت و پناہِ اکابر اولادِ آدم فیضِ الٰہی و فضلِ بادشاہی سے مکرم و محترم رہے **قسم چہارم طبقہ اعلیٰ** امرا و ارکانِ دولت کیواسطے **مولفہ** تیری نسیمِ خلق سے تازہ جانِ خلق ہ ہے زورِ خامہ تیری بشارتِ زبانِ خلق

توجہِ سعادتِ آسمانی اور وجودِ تائیداتِ جاودانی درگاہِ فلک جاہ اور آستانۂ رفعت نشانۂ حضور افاضت
ظہور سے مدام ہے اور عتبۂ والا و بارگاہِ معلیٰ قبلۂ حاجاتِ اہلِ مشارق و مغارب اور کعبۂ مرادات اباعد و اقارب
علی الدوام رہے قسمِ پنجم طبقۂ اعلیٰ صدور و مقربانِ ملوک کیواسطے مؤلف ہے توتیائے چشمِ جہان
خاکِ پا تری ہے مردم کیطرح دیدۂ مردم میں جا تری ہے جلوۂ آیاتِ مجد و کرامت اور لمعۂ راياتِ صدارت
و نباہت بسیطِ فضائے کامگاری اور وسطِ میدانِ بزرگواری میں افقِ بختیاری اور مطلعِ نامداری سے
پایندہ و تابندہ رہے قسمِ ششم طبقۂ اعلیٰ وزرائے اعظم و ارکانِ سلطنت کیواسطے مؤلف ہے چشمِ
دولت ہے ترے جلوۂ رخ کے سے روشن ہے صحنِ گلشن ہے ترے ابرِ کرم سے گلشن ہے انتظامِ دین و دولت
اور انصرامِ ملک و ملت وزیرِ اعظم دستور المعظم کی رائے عالم آرائے عقدہ کشا سے متعلق و وابستہ مخلد و مستدام رہے
اور درگاہِ آصف پناہ سعدلت دستگاہ ہمیشہ ملاذ بزرگانِ عالی مقام اور معاذ اکابرانِ ذوی الاحترام کی مرجع
کلیاتِ امورِ انام و معظماتِ مہامِ خواص و عوام رہے قسمِ ہفتم طبقۂ اعلیٰ دیوان و مختار کار کیواسطے
مؤلف ہے ملک کو ہے کلک کی تیرے بشارت کارسازی خلق کو ہے عدل کی تیرے بشارت دلنوازی عنانِ
اختیار اصلاحِ کار اہلِ عالم اور زمامِ درستیٔ امورِ جمہور بنی آدم قبضۂ اقتدار مختار کار عالیمقام سے مربوط و مضبوط
اور سایۂ جلیلِ رعایت و ظلِ ظلیلِ حمایت مفارقِ جہان و جہانیان و رؤسِ زمان و زمانیان پر بصورت
کارسازی و صفتِ دلنوازی منبسط و مبسوط رہے قسمِ ہشتم طبقۂ اعلیٰ اہلِ قلم و تمام ملازمین کیواسطے
مؤلف ہے زرفشان خامۂ زرین سے ترے صفحۂ مہر ہے رقمِ کلک تری رونقِ اوراقِ سپہر ہے اوراقِ دفتر خانۂ
عزت و اقبال اور صفحاتِ روزنامۂ آمالی و آمال دبیرِ کبیر و دانائے خبیر کا قلمِ مشکین رقم اور خامۂ عنبرین شمامۂ
مرقوم اور صحائفِ ایام و لیالی مثلِ جرائدِ فضائل و معالی رسومِ کفالت و رقومِ کفایت سے مسطور و مرسوم رہے
اور اہلِ قلم کے ماسوا ملازمینِ عموم کیواسطے ایک طرز سادہ ہے کہ جسکو ضمیمۂ قسمِ ہشتم تصور کرنا چاہیے
مؤلف ہے زوالِ جہانکے لئے ہے باعثِ تمکین ہے ہے ذات تری زینتِ درگاہِ سلاطین ہے نہالِ اقبال
و تعظیم اور دوحۂ جلال و تکریم تقاطرِ امطارِ فضلِ پروردگار و تلطفِ شہریارِ نامی اور حسبِ دوام عیش
مدام سے بفیضِ نصرتِ الٰہی ہمیشہ حصولِ عشرت و شادکامی رہے یہانتک ہم طبقۂ اعلیٰ کی
کیفیت و کمیت بشرح و بسط بیان کر چکے اب طبقۂ اشرف کا حال گوش گذارِ حاضرین
دربار کرتے ہیں یہ طبقہ منسوب بہ اشرفِ انسانات ہے جیسے کہ سادات و نقبا و علما و مشائخ و فضلا وغیرہ
اور منقسم ہے آٹھ قسم پر چنانچہ قسمِ اول طبقۂ اشرف نقبائے عظام و ساداتِ کرام مؤلف ہے رخ
روشن ترا خورشید ہے برجِ سیادت کا ہے دلِ دانا ترا نیر ہے برجِ سعادت کا ہے مسندِ عالی شرافت

ونقابت اور سریر شریف سیادت ونجابت آپکی ذات اشرف اعلیٰ سے مزین ومحلّی اور آئینہ ضمیر اکابر انام
واعاظم ایام صیقل الطاف واعطاف نقاوۃ دودمان عبد مناف سے منور ومجلّی رہے قسم دوم طبقہ
اشرف ائمہ اسلام مؤلف آوازہ آپکا سبب استشہاد دین + وابستہ ذات پاک سے گل کا تنہو بار دین +
صدر شریعت پروری ومسند فضیلت گستری ومدارس افاضل ومحافل فضائل آپکی ذات ملکی صفات اور وجود
بابرکات سے مزیب ومزین اور حقایق اصحاب علوم ودقایق ارباب فہوم حضرت کی تلقین افادت وتعلیم
افاضت سے موشح وموضح اور انکشاف رموز دقایق واستفتاح ابواب حقایق کیواسطے آپکی درگاہ عالم پناہ
مین رجوع مقتدایان امم وپیشوایان عالم مقرر ومعین رہے قسم سوم طبقہ اشرف قضاۃ محکمہ شریعت مؤلف
تو بادشاہ شرع کا قایم مقام ہے + ہادی ورہنمائے گروہ انام ہے + ظل اعلیٰ جایگاہ وسایہ والا پایگاہ عالی
جناب شریعت پناہ اسلام بارگاہ کا مفارق اہل ایمان پر مبسوط اور حصول برکات عدل ونصفت آپکے احکام
عدالت انجام کی کفایت سے منوط ومربوط رہے قسم چہارم طبقہ اشرف مشایخ دین وملت + مؤلف
ضمیر صاف تراز دان عالم غیب + زبان پاک کلید حقایق لاریب + باطن منور مقدس کے انوار اسرار
فیض اقدس سے قلوب طالبان مناہج طریقت آئینہ مشاہدات طوالع غیبی اور صدور سالکان مسالک
حقیقت منجلی ملاحظات لوامع لاریبی رہے قسم پنجم طبقہ اشرف ارباب علوم شرعیہ اول مفسر
مؤلف ہین آپ رمز شناس کلام رب قدیر + ہے ذہن آپکا مفتاح مخزن تفسیر + مسند حقایق تفسیرات کی
حسن تقریر سے آراستہ اور مجلس عالی فیوضات کلام الٰہی سے پیراستہ رہے دوم محدث مؤلف از روایت
آپکے اسناد سے بلیغ وفصیح + ثبوت صحت کامل سے ہر حدیث صحیح + درگاہ فلک خرگاہ آپکی کہ حریم راویان
احادیث واخبار اور حرم ناقلان اسناد وآثار ہے ماوا وملجائے قبلہ فاضلان جہان وکعبۂ عالمان زمان رہے
سوم فقیہ مؤلف از رہبر خلق ورہنمائے انام + صاحب فقہ قدوۂ اسلام + مجلس علم وتقوی اور محفل درس
وفتوی حضرت مسائل پناہی کی مورد الطاف الٰہی رہے قسم ششم طبقہ اشرف اہل منصب شرعیہ مثل خطیب
وواعظ وناصح ومحتسب وحافظ وقاری وائمہ مساجد اور انکے واسطے بھی افتتاح مختلف ہین مگر ہم جو ابھی
طبقہ پنجم مین اسکی طرز تحریر بیان کر چکے لہذا ایک دو مثالین کفایت کرتی ہین چنانچہ محتسب وغیرہ کیواسطے
مؤلف ہو تم اے گل باغ دین متین + بہار گلستان شرع مبین + فرمان قضا جریان اور حکم محکم قدر توام
حضرت عالی ہمم کا رافع اعلام احکام اوامر ونواہی اور دافع رسوم مذموم ملاعب وملاہی رہے اور حافظ
وقاری وامام مساجد وغیرہ کیواسطے + مؤلف لحن داؤدی عیان ہے آپکی آواز سے + طرز وانداز
تلاوت کلم مبین اعجاز سے + برکت قرات کلام رب انام کہ آپکی ذات مبارک سے ظاہر وآشکار ہے ہر خاص وعام

اور اہلِ ایام سے ہمراہ و سالِ شمائل حال رہے قسمِ ہفتم طبقہ اشرف ارباب علوم حکمیہ مثل حکما
واطبا و منجمین و شعرا و خطاط و نقاش و اہلِ موسیقی وغیرہ چنانچہ حکیم و طبیب کیواسطے مولف آپکے نطق سے
اعجاز مسیحا پیدا ہے آشکارا ہے اشارات سے قانون شفا ملا برکت انفاس مبارک اور میں اقدام شریک [illegible]
مخزن علم و حکمت کی کہ اسباب صحت و سلامت اور علامات عافیت و کرامت کیواسطے ستہ ضروریہ کا کین
مقیم ہے نجات تعویذ و رماندگان بیمارستان حیرت کے سے تا قیام قیامت مبسوط و مستدام رہے
اور منجم کیواسطے مولف آپکی تقویم سے روشن رخ خورشید و ماہ و مشتری و زہرہ و دولت [illegible] ہمراہ
آثار سعود فلکی اور انوار اتصالات اجرام علوی کا شرف سعادت حضرت ایوان منزلت کے قرین و قات
و ایام خجستہ انجام رہے اور شاعر کیواسطے مولف [illegible] شاعر کلام نظم سے تیرے تا ابد ہو جلوہ گر [illegible]
طبع سے تیری آبدار و طبع گوہر فشان اور مضامین لطائف نشان آپکا مخزن اسرار الٰہی اور [illegible] ابہام
پذیر مطلع انوار نامتناہی رہے خطاط و نقاش کیواسطے مولف [illegible] تحریر سے [illegible] نقشہائے [illegible]
ہوں خجل بہزاد و مانی منفعل آغا و میر ہو صحائف صدور مستعدان اور جرائد قلوب مستعدان آپکے [illegible]
اور خامہ گوہر نثار سے مزین و مجلّے اور مرصع و محلّی رہے اہل موسیقی کیواسطے مولف [illegible] خوش [illegible]
راحت گستر ہو آپکے زمزمہ روح افزا سے [illegible] باطن [illegible] ارباب [illegible]
آہنگ و الحان طرب انگیز سے شاد و مسرور رہے و علے ہذا القیاس قسم ہشتم طبقہ اشرف [illegible]
و حاجی و زاہد و صالح و گوشہ نشین و اہل فقر وغیرہ چنانچہ حاجی کیواسطے مولف [illegible] حج [illegible] صفا
حریم کعبہ وصلت سے قبلہ عرفا ہو حرم احترام سامی و حریم [illegible] بیت الحرام کی برکت سے
مقام تعظیم و تکریم طائفان روضہ رضا و تسلیم رہے [illegible] کیواسطے مولف [illegible]
دم شمشیر آپکا ہو [illegible] فتح و ظفر [illegible] آپکا ہو آیات فتح [illegible] صفحات [illegible]
جدال و قتال پر مرقوم رہے زاہد و صلحا کیواسطے مولف [illegible] آپکا
ہر قول صدق و راستی سے معمور ہو برکت قیام و قعود [illegible] رکوع و سجود [illegible] اعتقاد [illegible]
شمائل حال اور چشمہ زہد و عبادت و تقویٰ و ریاضت [illegible] اہل کمال [illegible] اور گوشہ نشین
و فقرا کیواسطے مولف شاہ صاحب آپ [illegible] دنیا و دین کے بادشاہ [illegible] بادشاہ
آپکے ایام عبادت و ریاضت انجام کی برکت ہمیشہ رفیق [illegible] اعمال
طبقات ایام رہے [illegible] طبقہ اشرف کا حال [illegible]
آگاہ کرنے میں اس طبقہ کے لوگ اعیان ولایت [illegible] قبائل و مواضع شہر و بحار

وزرا تیں وغیرہ اور یہہ طبقہ چار قسم پر منقسم ہے قسم اول طبقہ اوسط بزرگان شریف القوم تعریف
ذات شریف مجمع فضل و کمال ہے ٭ عہد مبارک آپکا خجستہ فال ہے ٭ مراتب رفعت و مناصب عزت کو
یوماً فیوماً ترقی و ازدیاد روز افزوں اور تائیدات الٰہی و توفیقات نامتناہی او تحات سعادت سمات سے دمبدم
مقرون ہے قسم دوم طبقہ اوسط معارف و مشاہیر تعریف میں آسمان شرافت کے آپ مہر منیر ہیں ٭ ہمیں
زمین پہ کوئی آپکا عدیل و نظیر ٭ آفتاب کمال بیزوال مشرق اقبال سے طالع اور ماہ جمال و جلال افق مجد و معالی سے
طالع و لامع رہے قسم سوم طبقہ اوسط متوسطین عوام تعریف اشرف اولاد آدم آپ ہیں ٭ انتخاب
اہل عالم آپ ہیں ٭ اسباب شادمانی و آثار کامرانی جناب عالی میں ہمیشہ موجود اور امداد و عنایات ربانی و حمایت
حضرت سبحانی تا سر حد جہود ممدود ہے قسم چہارم طبقہ اوسط عوام الناس تعریف تحقیق میں آرزوئے کار سازی
ہوتی ہے حقتعالی دلنوازی ٭ ابواب شادمانی روئے مبارک پر کشادہ اور اسباب کامرانی وجود شریف کے لئے
آمادہ رہے یہانتک افتتاح مشہور کا بیان تمام ہو چکا اب ہم افتتاح مقبول کا ذکر کرتے ہیں مخفی نرہے
کہ ایک قسم افتتاح کی افتتاح مقبول ہے اور وہ اسطریق پر مبنی ہے کہ مکتوب الیہ کی نہایت تعریف
توصیف کو اوصاف و القاب کے اختصار کا وسیلہ قرار دیں اور یہہ چند قسم پر منقسم ہے چنانچہ اول کاتب مکتوب الیہ کی
تعریف اس طور پر کرے کہ عقول و افہام اوسکی ذات و صفات کی توصیف میں متعذر ہیں اور اس امر کو ذریعہ
اختصار قرار دیکر نعت و صفات سے در گذرے ہو اور جلد اپنا مطلب شروع کردے دوم اوسکے اشتہار مدحت کو
وسیلہ ترک توصیف مقرر کرے اسطرح پر کہ جناب مکتوب الیہ اسقدر شہرہ آفاق ہے کہ تعریف کی احتیاج مطلق نہیں
رکھتا بلکہ بذات خود اہل عالم کی تعریف سے بے پرواہ ہے اسواسطے کہ سب اوسکے رتبت رفعت اور منصب عزت سے
واقف ہیں اور یہہ نہایت درجہ تعظیم و تکریم کا ہے سوم اوسکی کثرت صفات کمالیہ کو سبب اختصار ٹہراکر یہہ
امر ظاہر کرے کہ جو شے حد حساب سے باہر اور جو چیز حیز شمار سے افزوں ہے وہ کسطرح معرض بیان میں آسکتی ہے
چہارم اوصاف مکتوب الیہ کا عرض کرنا اپنی لیاقت سے زیادہ جانے اور عجز و قصور کا اعتراف کرکے القاب
و اوصاف سے تعرض نکرے الغرض جو یہہ تمام اقسام مانع تحریر اوصاف ہیں پس ربط کلام کے لئے کوئی لفظ رتبہ
مکتوب الیہ کے مناسب جیسے حضرت خلافت پناہی یا عالیجناب نقابت انتسابی یا جناب افاضت شعاری یا علے
جناب ارشاد مآبی یا حضرت مخدومی و امید گاہی وغیرہ سے مخاطب کریں باقی رائے کاتب پر منحصر ہے اور سوالحق
کہ جن کلمات سے مکتوب شروع کیا جاتا ہے بغیر لواحق کے کہ ضمیر اختتام کلام ہوتا ہے چارہ نہیں اور سوابق پر
اگر کوئی بیت رعایت افتتاح کے موافق مقدم لائیں تو موجب مزید حسن کلام ہے اور ہر لواحق کے آخر میں بھی
ایک بیت مناسب حال لائی جاتی ہے اور کاتب کو اختیار ہے کہ جس موقع پر جو بیت پسند آئے کام میں لائے

نوع اول افتتاح مقبول ⁂ مؤلف ⁂ کہون مین کیا کہ ہزار ارتفاع بلند قدر ⁂ قلم جو لکھ سکے اوس سے
ہزار چندان ہے ⁂ سوابق رفعت جناب اعلیٰ اور عظمت عتبہ علیا اسقدر ہے کہ زبان نطق تیز بیان اوسکو
اوسکے بیان تتمہ تعریف کی اصلا قوت گفتار نہین ہے اور پاے عقل فلک پیما کو اوس کی راہ تحقیق نکتہ توصیف کی
مطلق طاقت رفتار نہین ہے لواحق پس بہ تقصیر حقیر اپنی فکر قصیر اور لسان کثیر التقصیر سے کسطرح نگارش
کرسکتا ہے اور جستجوے عقل نارسا و گفتگوے نطق گم کردہ مدعا سے کیونکر گذارش کرسکتا ہے لاجرم فہم
قاصر و وہم عاجز سے کام نہ لیا اور از روے نیاز و انکسار طریقہ سکوت اختیار کیا لسانی عاجز فالصمت اولیٰ
بیت ⁂ چگونہ مدح تو گویم کہ دست عظمت ⁂ تو قدس ناطقہ را عقدہ بر زبان افگند ⁂ نوع دوم افتتاح
مقبول ⁂ مؤلف ⁂ کیا کرون تعریف تو خود شہرۂ آفاق ہے ⁂ حاجت صیقل نہین آئینہ خورشید کو ⁂
سوابق صداے صیت دولت و کامگاری اور شہرۂ آوازۂ حشمت و جہانداری گرد نواح بلاد و امصار و اطراف
و اکناف روزگار مین گوشزد اہل جہان ہے اور لمعات صفات ذات فائض البرکات کا بر اہل بصیرت و دیدۂ عین الیقین
نگران ہے لواحق پس بہ صورت راہ اختصار سے انحراف کرنا شرط ادب سے دور ہے اور اندازہ ادب سے قدم باہر رکہنا
سراسر قصور ہے بیت ⁂ جمال وصف تو از شرح عقل مستغنی ست ⁂ چہ حاجت ست کہ خورشید را بیارایند ⁂
نوع سوم افتتاح مقبول ⁂ مؤلف ⁂ تمام اہل جہان ہون اگر عقیل و فہیم ⁂ تری صفت مین
ہین معترف بعجز و قصور ⁂ اعتلاے مراتب اقتدار اور ارتفاع مدارج اختیار اسقدر ہے کہ سفیر اندیشہ
اوسکے جانب بساط والا تک جاسکے اور بہ فلک اوسکے عہدۂ تحریر سے کسیطرح باہر آسکے ⁂ بیت ⁂
شرح اوصاف تو گفتن نیست مقدور کسے ⁂ کان معانی برتر است از ہرچہ آید در بیان ⁂ نوع چہارم افتتاح
مقبول ⁂ مؤلف ⁂ خوبیاں سو ہزار زبان سے نہو بیان ⁂ کسطرح خامۂ دو زبان اوسکو لکہ سکے ⁂
تقریر مناقب عالیہ اور توصیف مراتب زکیہ ملازمان اقدس و اعلیٰ اس تمرین بے بضاعت کے لائق
حال اور بیچارۂ قلیل الاستطاعت کے واجب المقال نہین ہے ⁂ بیت ⁂ خامہ شکستیم و لب بستیم از تعریف و وصف تو ⁂
کان نہ در تقریر گنجد نہ در تحریر ⁂ قسم سوم افتتاح اسہل ⁂ اور طریقہ اوسکا یہ ہے کہ اول کوئی دعا جو
اہل مناصب کے مناسب نظر آئے مکتوب الیہ کیواسطے تجویز کرکے ہمراہ اوسکا لقب تحریر کرین اور لقب کے
بعد ملاحظہ کرنا چاہیے کہ اگر مکتوب الیہ کا درجہ نہایت رفیع ہے پس مطلقاً نام لکہنا روا نہین اور اگر بہت
دل چاہے تو مخدوما اور مشفقا یا اور ایسا ہی اور مخدوم و مشفق لکہدین مگر باقی کیواسطے نام نگارش کرسکتے ہین اور
ادعیہ افتتاح اسہل کے محاورہ مین دعاے عربی مستعمل ہے پس بہتر ہے کہ اگر نثر ہو تو عربی ہو اور دعاے نظم
خواہ عربی ہو یا فارسی یا اردو مگر جو دعا نثر مین ہو لازم ہے کہ زیور فصاحت و زینت بلاغت سے آراستہ

وہ راستہ اور الفاظ کریہہ و غریبہ سے پاک و صاف ہو اور اگر صنعت اشتقاق کی رعایت کرین تو خوبی سے خالی نہوگی یا دعا مین مضمونِ خط کا اشارہ پایا جائے یہہ طریقہ بھی بہر صورت مستحسن ہے یا دعا کو مکتوب الیہ کے نام سے یا لقب سے مربط کرین کہ یہہ بھی نوع پسندیدہ ہے یا نام اور لقب دونون ذکر کیئے جائین کہ یہہ طرز بھی بہتر ہے اور کبھی دعا بطورِ مناجات واقع ہوتی ہے جیسے ✽ اَللّٰھُمَّ خَلِّدْ عَلَی الْاَنَامِ ظِلَالَ خِلَافَتِہٖ ✽ اگرچہ افتتاحِ اہل کا بیان بہت شرح و بسط کے ساتھہ ہوسکتا ہے مگر ہم اوسکو صرف اسی بات پر ختم کرتے ہین کہ کاتب فصاحت و بلاغت اور اشتقاق و رعایت کی جانب نہایت توجہ مصروف کرکے علیٰ قدرِ مراتب طریقِ احسن و طرزِ مستحسن اختیار کرے لہذا ہم طبقاتِ ثلثہ مین سے ہر طبقے کی قسمِ اول پر اکتفا کرتے ہین چنانچہ طبقہ اعلے کی قسمِ اول سلاطین ہین اونکے واسطے **دعای نثر عربی** زَیَّنَ اللّٰہُ سَرِیْرَ الْخِلَافَۃِ الزَّاہِرَۃِ بِمَیَامِنِ ذَاتِہٖ وَنَوَّرَ عُیُوْنَ السَّلْطَنَۃِ الْبَاہِرَۃِ بِلَوَامِعِ اَنْوَارِ صِفَاتِہٖ **نظمِ عربی** لَازِلْتَ فِی الْمُلْکِ فَخْرًا لِلسَّلَاطِیْنِ ✽ وَمَلْجَاءً لِاُولِیْ قَدْرٍ وَّعِزٍّ وَّتَمْکِیْنِ ✽ **نظمِ فارسی** بنا ہا اساسِ ملک تو استوار باد ✽ عمرِ تو بحرِ دورِ فلک بیشمار باد ✽ **نظمِ اردو** اے شہنشاہِ جہان گردون ترا چاکر رہے ✽ لشکرِ انجم سے افزون تیرا لشکر رہے ✽ **طبقہ اشرف** کے لیئے بھی یہی طریقہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے چنانچہ قسمِ اول نقبائے عظام و ساداتِ کرام ہین اونکے واسطے **دعای نثر عربی** خَلَّدَ اللّٰہُ ظِلَالَ جَلَالِہٖ عَلٰی مَفَارِقِ الْعِبَادِ وَاَفَاضَ مَیَامِنَ فَضْلِہٖ وَکَمَالِہٖ عَلٰی سُکَّنَۃِ الْبِلَادِ ✽ **نظمِ عربی** لَازِلْتَ فَضْلُکَ لِلْبَرَایَا شَامِلٌ ✽ وَنَوَالُ مَجْدِکَ لِلْعَطَایَا کَافِلٌ ✽ **نظمِ فارسی** آستانت ملجاءِ اربابِ عز و جاہ باد ✽ در ہمہ وقتی رعایت وہ در ظلِ الله باد ✽ **نظمِ اردو** اساسِ دینِ متین تجہسے استوار رہے ✽ بنائے شرعِ متین تجہسے پائدار رہے ✽ **طبقہ اوسط** کی قسمِ اول اصول یعنے شریف القوم کیواسطے یہہ طریقہ ہے **دعای نثر عربی** اَتَمَّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مَوَاہِبَہٗ وَاَکْمَلَ بِالسَّعَادَاتِ مَرَاتِبَہٗ **نظمِ عربی** زَادَہُ اللّٰہُ رِفْعَۃً وَّجَلَالًا ✽ کُلَّ یَوْمٍ وَّحِشْمَۃً وَّکَمَالًا ✽ **نظمِ فارسی** خدائے ہر دو جہان ناصر و معین تو باد ✽ دعائے زندہ دلان سال و مہ قرین تو باد ✽ **نظمِ اردو** جاہ و اقبال ترا ہمدمِ جاوید رہے ✽ رائے روشن صفتِ لمعۂ خورشید رہے ✽ آے دبیرِ خبیر و اے منشیِ بیتظیر طبقات کا بیان سنا تو نے اب اخوانیات کی کیفیت بھی سن یعنے **اخوانیات** کیواسطے جو **افتتاح** مقرر ہین وہ بھی چند اقسام پر منقسم ہین چنانچہ پانچ صورتین ہم اسوقت بیان کرتے ہین **اول** تقدیمِ تحیات و تسلیمات **دوم** حوالۂ حالات **سوم** قربِ معنوی **چہارم** دوامِ ذکر **پنجم** تمہیدِ محبت قبلِ ملاقات پس واضح ہو کہ قسمِ **اول** تحیاتِ مکاتیب دو نوع پر منقسم ہے ایک وہ کہ ذکرِ کاتب کے بعد مذکور ہو جیسے بندۂ مخلص سلامِ شوق عرض کرتا ہے اور یہہ ایک رکنِ مکتوب ہے اس نوع مین مراتبِ اہلِ طبقات کا لحاظ لازم ہے دوم یہہ کہ جب معلوم ہوگیا کہ اخوانیات مین کاتب و مکتوب الیہ کا مرتبہ مساوی ہونا ضرور ہے پس ہر طایفہ اپنے

برابر والوں کو اس افتتاح سے مکتوب تحریر کر سکتے ہیں اور طرز اوسکی یہہ ہے کہ کوئی بیت مشتمل بر سلام و تحیت
آغاز مکتوب پر داخل کریں اور اوسکے بعد تسلیمات و تحیات کا محل ہے پھر مکتوب الیہ کی صفت جس طرح مناسب
جانیں تحریر کرکے سخن کو ابلاغ پر تمام کریں اور تحیت و سلام کے ابیات بھی دو صورت پر قسمت پذیر ہیں ایک صورت
یہہ کہ اوسی بیت میں مکتوب الیہ کا حوالہ موجود ہو جیسے **بیت** سلامی چو بوی صبا مشکبار ۔ بر آن آفتاب
سپہر وقار ۔ اس صورت کو ابتدا کہتے ہیں دوسری صورت یہہ کہ مکتوب الیہ کا بیان اوس بیت میں نہو جیسے
بیت سلامے چون کف موسی منور ۔ سلامے چون دم عیسے معطر ۔ اور اس صورت میں بیت کو عبارت
ساتھہ کسی لفظ کے ذریعہ سے باہم ربط دیتے ہیں جیسے ہمراہ تحیات و دعا وغیرہ کے ارسال کرتا ہے اور اس
صورت کا نام **اقتران** ہے اور ممکن ہے کہ نوع اول کا شعر تنہا کفایت کرتا ہے اور کبھی شمال یا نسیم یا صبا
وغیرہ کو مخاطب کرکے ارسال تحیات اوسکے حوالے کرتے ہیں اور اس صورت میں بھی تحیات بر سبیل ابتدا تحریر
کرتے ہیں اور اسکا قاعدہ عربی و فارسی و اردو وغیرہ میں یکسان ہے چنانچہ **عربی** یا ایہا النسیم اذا زرت بابہ
تبلغ تحیتی و سلامی جنابہ ۔ **فارسی** نسیم صبح سلامم بدان جناب رسان ۔ نیاز ذرہ مسکین بآفتاب رسان ۔
اردو اے صبا گر ہو کبھی تیرا گذر سوئے وطن ۔ عرض کیجو خدمت احباب میں میرا سلام ۔ کاتب کو مناسب ہے
کہ ہر فقرہ کے اول جو بیت لائق مکتوب الیہ نظر آئے اوسکو موقع خاص پر تحریر کرے **افتتاح بطریق ابتدا**
مؤلف کبھی اے باد سحر جائے جو تو جانب گل ۔ کیجیو عرض بصد شوق سلام بلبل ۔ **تحیات** وہ خالص تسلیمات
کہ جسکی شعاع لمعہ برکت و زرقا عارض حور کے فروغ نور کے مانند تابان ہو اور وہ نفیس تحیات کہ جسکا قطرہ زلال
انفصال روضہ خلد بریں میں جوئے سلسبیل کی طرح روان ہو ابلاغ اوس یار غمگسار کی خدمت میں بلبل و بہار ارسال
کرتا ہے **شعر فارسی** صبا آندم کہ سوئے او رسانی خوم بر بندی ۔ سلامے عرض فرما تا بیانے آرزومندی ۔
اور **افتتاح بطریق اقتران** نظر جیسے **مؤلف** ۔ باد بہار سا جو عنبر سلام ہو ۔ مشک تتار سا جو خط سلام ہو
تحیات ہمراہ اون تحیات دلکشا کے عنبر نسیم کہ جسکا دامن صفوت غبار کدورت دنیا سے مبرا و معرا ہو
اور ساتھہ اون خدمات جانفزا کے عنبر شمیم کہ جسکی جیب لطافت جواہر زواہر صدق و صفا سے مزین و مجلی ہو
ابلاغ آستان عالیشان پر بعرض و ایصال اور ابلاغ و ارسال کرتا ہے **مؤلف** اے صبا گر تو طرف جانان میں
ہو تیرا گذار ۔ عرض کر میرا سلام شوق باصد انتظار ۔ **قسم دوم افتتاح حوالہ حالات** اس افتتاح کی
بنا اس امر پر ہے کہ کاتب اپنی صورت اخلاص اور صفت اختصاص مکتوب الیہ کے آئینہ ضمیر پر جلوہ گر کرے
اور اوس طرز سے ظاہر ہو کہ کاتب کی صدق نیت مکتوب الیہ کی خاطر پر مخفی نہیں ہے بسبب شرح خلوص
و عقیدت کیطرف عدم توجہی کرکے سخن مختصر کرے اور عرض احوال کی جانب مشغول ہو یہہ قسم لطافت سے

خالی نہین اسواسطے کہ مکتوب الیہ کی روشنی ضمیر و صفائے خاطر کی تعریف و توصیف شامل ہے اس صورت مین کسی بیت سے
افتتاح مناسب ہے پہر مقدمۂ **تفویض** لکھین اور بیانِ حال کے بعد تتمۂ سخن ادا کرین اور ان افتتاح کو
کسی مصرع یا بیت پر ختم کرتے ہین چنانچہ اوسکی کیفیت اس مثال سے ظاہر ہوجائیگی ابتداءِ کلام ۔ مؤلف
جامِ جہان نما ہے ضمیرِ منیرِ دوست ۔ اظہارِ عرضِ حال کی حاجت نہین مجہے ۔ مقدمۂ **تفویض** چونکہ آپکی
لوحِ ضمیرِ انور اور آئینۂ خاطرِ ضیا گستر ہر کہ مظہرِ فیوضِ لایزالی اور مطلعِ انوارِ جمالی و جلالی اور مصباحِ مشکوٰۃِ حکمت و فراست
اور مفتاحِ ابوابِ فطانت و کیاست ہے بیانیہ صورتِ حالِ این دعاگوی رضاجو کی اظہر من الشمس اور کیفیتِ ارادت
و مراد اور حقیقتِ عقیدت و اتحاد ابین من الامس ہوگی تتمہ بہرحال اس مقال کی قیل و قال اعلامِ معلومات
اور ایضاحِ واضحات تصور کرتا ہے مؤلف مرا احوالِ دل کب یارے محتاجِ گفتن ہے ۔ کہ از خود شمع پر حالِ دلِ
پروانہ روشن ہے ۔ قسمِ سوم **افتتاحِ قربِ معنوی** یہ افتتاح اسبات پر مبنی ہے کہ بُعدِ مکانی اور
دوریِ جسمانی کسیطرح قربِ جانی اور اتصالِ روحانی کی مانع نہین اگرچہ بصورتِ ظاہر شرفِ دیدار سے محروم و
مہجور ہے لیکن بحسبِ معنی وصالِ دوام شاد و مسرور ہے پس مکتوب الیہ کو حاضر تصور کرکے مخاطب قرار دین اور بعد
بیانِ شوق کے عرضِ حال کیطرف متوجہ ہون اس **افتتاح** کیواسطے ابتدا اور مقدمہ اور **بیانِ قرب**
اور تتمہ اور اختصار ضرور ہے چنانچہ اس مثال سے ظاہر و آشکار ہے شعرِ ابتدائیہ ۔ مؤلف جاتا نہین ہے ویسے
دم بہر خیال تیرا ۔ آنکہونکے روبرو ہے نقشِ جمال تیرا ۔ مقدمۃ **القرب** ہرچند عرصۂ مدید اور زمانۂ بعید منقضی ہوا
کہ دوریِ ضروری حجابِ دیدۂ شوق ہے اور تمنائے ملازمتِ فیض درجت ہر درجہ بلند ہے فوق ہے مگر اس
قانون کے موافق اور اس قاعدے کے مطابق کہ مصرعہ روح کو روح سے تعلق ہے ۔ بیانیہ جان و دل خدمت
عسرت سیر مین واصل ہے اور بے منتِ چشم شرفِ مشاہدہ حاصل ہے مؤلف اگرچہ غائب ہے نظر سے مرا ای چشم حسن
ہے دلِ محزون و دیدۂ بیدار مین تو ۔ تتمہ لہذا شکایتِ مفارقت مناسب نہین جانتا اور زبانِ حال سے یہ مضمون
ادا کرتا ہون مؤلف کیا ہوا صورت سے غائب ہے اگر جسمِ کثیف ۔ ہے دردولت پہ حاضر جانِ من روحِ لطیف
قسمِ چہارم **افتتاحِ دوامِ ذکر** اس افتتاح سے کثرتِ محبت نمودار ہے اور ذکر الحبیب طبیب القلب کا
مضمون کہ اخلاص مشحون اظہار ہے اول کسی شعر سے ابتدا کرتے ہین پہر بعد مقدمہ کے دوامِ ذکر کا بیان کرکے
کسی بیت پر اختتامِ کلام ظہور پاتا ہے ابتدا ۔ مؤلف نہین اک لحظہ خالی تجہسے بیرون و درون میرا
کہ وہین یاد ہے تیری زبان پر نام ہے تیرا ۔ مقدمہ حضرتِ حکیم الخبیر و جنابِ سمیع البصیر کہ علم اوسکا قدیم ہے اسبات کا
دانا و علیم ہے **بیان دوام ذکر** کہ لیل و نہار صفحۂ دہان و زبان اور صحیفۂ دل و جان نقوشِ توصیفِ مکارم
و فضائل اور رسومِ تعریفِ حسن و شمائل سے آراستہ و پیراستہ کرکے ہمیشہ دعاگوی و رضاجوئی مین رطب اللسان

وعذب البیان رہتا ہے ختم کلام ۔ مؤلف ۔ ہے روز و شب خیال ترا ہر زمان مجھے ۔ ہے مثال شیرینی
ورد زبان مجھے ۔ **قسم پنجم افتتاح اظہار محبت قبل ملاقات** ۔ یہ افتتاح نہایت خوب و مرغوب ہے عجب
کہ حضرت حق سبحانہ کو منظور ہوتا ہے کہ دو شخصوں میں باہم بنائے دوستی قائم ہو تو اونکے دلوں میں قصد محبت پیدا
کرتا ہے کہ ملاقات صوری سے پہلے بذریعہ استماع احوال و اخبار اشتیاق معنوی جلوہ گر ہوتا ہے اور یہ دوستی
گویا تعارف ازلی اور بنا سابق میثاق کا نتیجہ ہے اسواسطے کہ جب دو انسانوں میں بروز ازل محبت مقرر ہو چکی
پس بہر صورت یہ امر ضروری ہے کہ اوسکا پرتو روشن جلوہ افگن ہو اور مواصلت جسمانی سے پہلے اوسکے آثار و علامات
ظہور میں آئیں از انجملہ اگر بسبب موانعات چند در چند ملاقات جانبین متعذر ہو تو ارسال مکاتبات و ابلاغ مخاطبات
قاعدہ محبت و بنائے الفت مضبوط و مستحکم کرتے ہیں کہ آبیاری قلم کی برکت سے ریاض مہر و محبت کو بہار تازہ
اور طراوت بے اندازہ حاصل ہو اس افتتاح کی بنا یا تعارف روز میثاق پر ہے یا استماع فضائل حسن اخلاق پر
اور اوسمیں چار باتوں کا لحاظ لازم ہے ابتدا اور بیان حال اور منظوم اور انتہا چنانچہ اونکی مثال
اسطرح پر قیاس کرنی چاہیے ابتدا ۔ مؤلف ۔ توصیف سنکے عاشق حسن و جمال ہوں ۔ تعریف سنکے
بیخود و محو خیال ہوں ۔ اگرچہ دیدۂ رمد رسیدۂ مخلص خالص العقیدت شرف لقائے دلکشا و جمال جہان آرا سے
مشرف نہیں ہے مگر مدت مدید و عرصہ بعید سے نوائے صدائے علم و شہامت اور ندائے صلائے فضل و کرامت ان
باشندگان عرصہ غبرا اور زبان ساکنان قبہ خضرا سے زیور گوش ہوش عقیدت کوش ہو چکی اس سبب سے
دل مشتاق سراپا اشتیاق کو تمنائے دیدار فائز الانوار اندازہ تحریر و تقریر سے صد چند افزون اور دیدۂ دیدار
طلب آرزوئے مشاہدہ جمال باکمال سے ہر دم و ہر ساعت مقرون ہے ۔ منظوم ۔ مؤلف ۔ جنے دید سے
پہلے جو سنا وصف حبیب ۔ چشم پر گوش کو ترجیح نہ کیونکر ہو نصیب ۔ انتہا ۔ حضرت باری سے امیدواری
کہ بفیض تائید آسمانی ملاقات جسمانی عنقریب میسر ہو اور وقت تقریب بے تقدیر پرتو نیر حضور سے منور ہو صبح
جلوہ گر ہو افق غیب سے خورشید مراد ۔ مخفی نرہے کہ منشیان فصاحت نشان و کاتبان بلاغت عنوان نے
مکاتبات و مراسلات میں اوصاف مکتوب الیہ کی وسعت آباد سے عنان توسن قلم کو معطوف کرکے میدان ایجاز
و اختصار میں مصروف کیا ہے اور فی الحقیقت یہ صورت قرائن ادب سے نہایت اقرب اور بدرجہ کمال اولی
و انسب ہے پس ہم اس مقام پر کلمہ چند تعریف و توصیف مکتوب الیہ میں کہ جسکے قبول سے طبع سلیم انکار کرتی ہے
بیان کرتے ہیں نامہ نگار کو لازم ہے کہ صفات مکتوب الیہ میں سے جو مناسب حال نظر آئے اسی طرز پر احسن
اور بجانب علو مآل اور بعیوبات لفظی و معنوی سے سوا وہ پیرا ہو اور اگر مثلاً رتبہ سیادت کے ہمراہ
شرف علم شامل ہو خواہ کوئی اور دوسرا مرتبہ دو یا زیادہ باہم جمع ہوں اس صورت میں ہر جانب کا لحاظ

اور ہر طرف کی رعایت مرکوزِ خاطر رہے اور ہر مرتبہ کے بعد اگر کوئی بیت شمول ہو تو البتہ قاعدہ تعظیم و عظمت
و تکریم اوس سے تاکید و تمہید حاصل کریگا چنانچہ **سلاطین کیواسطے** یہہ طریقہ ہے حضرت جم جاہی خلافت
پناہی صاحبقرانی سلیمان مکانی دارائے جمشید فر فریدون خورشید منظر جہاندار سپہر اقتدار خلاصۂ سلاطین روزگار
شاہنشاہِ مالک رقاب شہریارِ کیوان جناب قطب فلکِ بختیاری مرکزِ دایرۂ جہانداری آفتابِ تابانِ فلکِ
جہانبانی ماہِ درخشانِ سپہر گیتی ستانی قوتِ باصرۂ شہریاری غرۂ ناصیۂ کامگاری خجستہ طالع و ہمایون بخت
فروزندۂ تاج و برازندۂ تخت سکندر جاہ سلطنت پناہ کیخسرو سپاہ خلافت دستگاہ جہانگیر عالم آرائے عدو بند
کشور کشائے **فرد** شہریارِ شہریاران آفتابِ ملک و دین ہو خسرو لشکر شکن شاہنشہ روئے زمین ہو **اولادِ
ملوک کیواسطے** شہزادۂ جمشید سریر سلیمان جاہ آصف تدبیر مہرِ سپہرِ سلطنت و جہانبانی زیورِ سریر
مملکت و گیتی ستانی سلطان ابن السلطان مظہرِ انوارِ بذل و احسان خلاصۂ اولادِ خواقین زبدۂ ابنائے
ملوک و سلاطین گوہرِ تاجِ شہریاری اخترِ برجِ کامگاری قدر قدرت قضا صولت کیوان رفعت مشتری
سیرت بہرام سطوت خورشید شوکت ناہید بہجت عطارد فطنت قمر طلعت سہیل میمنت **مولف** ذی شکوہ
ذی حشم ذی رتبہ و ذی اقتدار ہو کام بخش و کامیاب و کامران و کامگار ہو **بیگمات کیواسطے** ملکۂ
عصمت شعار مالکۂ عفت دثار فروغ باصرۂ دین و ملت چراغ افروزِ شبستانِ ملک و دولت زبیدۂ عصر رابعۂ
دہر نقاوۂ ملکاتِ عالم خلاصۂ مخدّرات آدم تخت نشین حجلۂ عفت و کرامت زیور بخشِ حجرۂ عصمت و شہامت
سہیل یمن نامداری ناہید فلکِ کامگاری **فرد** حضرتِ بلقیس ثانی عصمتِ دنیا و دین ہو زہرۂ چرخ شرافت
مریم عفت قرین ہو **امرائے عظام کیواسطے** اعظم الامرا امیر العظما مقبولِ دولتِ سلطانی منظورِ
حضرتِ خاقانی والاقدر عالیشان مسندنشین شاہ نشان بانی کشبانی جہانبانی ممہدِ قواعدِ ملک ستانی مظہرِ
انوارِ نامداری مصدرِ آثارِ کامگاری **فرد** خجستہ طالع و فرخ رخ و ہمایون فال ہو سپہر مہر شرف آفتابِ اوجِ کمال
وزرا کے واسطے وزیرِ آصف نشان آصفِ سلیمان مکان عالی رائے عالم آرائے کارفرمائے مشکلکشائے
ناظمِ مہامِ ملک و ملت مدبرِ امورِ دین و دولت **فرد** حضرتِ دستورِ اعظم صاحبِ جمشید فر ہو اختراعِ وزارت
خواجہ والاگہر ہو علیٰ ہذا القیاس ہر گروہ کیواسطے صفتِ شایان تحریر کرنی زیبندہ و شایاں ہے اور معلوم کرنا چاہئے
کہ تتمیم لوازم و تکمیل مراسمِ عزت کیواسطے تحریرِ القاب نہایت مناسب ہے اور اس باب میں ہر گروہ کا قاعدہ جداگانہ ہے
مگر فصحائے عرب و عجم کی اصطلاح میں لقب ایک لفظ ہے مضاف طرف ملک یا ملت یا دولت یا شریعت
یا اسلام یا دنیا یا دین وغیرہ کے جیسے عمدۃ الملک اور امین الملت اور عضد الدولہ اور صدر الشریعہ اور
فخر الاسلام اور ہمام الدین اور امام الدنیا وغیرہ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ کو چند کلمات سے ملاتے ہیں

جیسے علاء الملۃ والدولۃ والدنیا والدین اور کبھی لفظِ مذکور ایک جماعت کیطرف مضاف ہوتا ہے جیسے
شمس الائمہ اور عین القضاۃ اور سلطان العلما اور شیخ المشایخ اور ملک الشعرا وغیرہ اور تعریف کنیت
ساتھہ بھی کمال تعظیم وتوقیر کا موجب ہے اور کنیت سلاطین کیواسطے بھی لکھتے ہین جیسے ابو الغازی اور
ابو المظفر اور ابو الفتح وغیرہ اور سادات ومشایخ وعلما کیواسطے بھی ہے جیسے ابو المعالی اور ابو المحامد اور
ابو المفاخر اور فی الحال بلغاے عجم بغیر ملوک وسلاطین کے کیکے واسطے کنیت نہین لکھتے اور وہ بھی ایک
بادشاہ کیطرف سے دوسرے بادشاہون کو تحریر کرتے ہین اور آداب کتابت یہہ ہے کہ آبا واولاد باہم مکتوبون
مین صفات والقاب نہین لکھتے ہین اور موالی وعبید مین بھی یہی رعایت ملحوظ رکھی جاتی ہے بلکہ اولاد
وعبید اپنے موالی وآبا کی خدمت مین عرضداشت لکھتے ہین اور آبا وموالی اپنے فرزندون اور بندون کو رقعے
تحریر کرتے ہین اور اسکے بعد یہہ امر بھی دریافت کرنا چاہیے کہ مکاتیب مین دعا دو نوع ہے دعای معین
اور دعای غیر معین معین چار محل پر ہوتی ہے افتتاح مکاتیب اور اختتام مکاتیب اور بنام مکتوب الیہ
اور بعد استدعاے دوام ایام دولت مکتوب الیہ یا اوسکی درخواست ملاقات کے بعد اور غیر معین کتابت
احوال کی اثنا مین تحریر کیجاتی ہے اور وہ یا بعد ذکر لازم التعظیم یا بعد مذکور واجب التحقیر کے واقع ہوتی ہے
اور دعوات افتتاحیہ دو قسم ہے مشہور اور اہمل چنانچہ ہم دونو کا بیان پیشتر کر چکے ہین اور جو دعا
اسم مکتوب الیہ کے بعد ہو اوسمین یہہ شرط ہے کہ صدر مکتوب مین دعا تحریر نکرین ورنہ دعا اثناے دعا مین
واقع ہوگی جسکو دعا در دعا کہتے ہین جیسے فارسی مین آفتاب دولت حضرت مد ظلہ العالی از مطلع اقبال تابان
باد اور قدما نے یہہ طریقہ نامستحسن شمار کیا ہے اسواسطے کہ دعاے اول کے تمام ہونے سے پہلے دعاے ثانی
اور اسکے انقطاع کا وہم پیدا کرتی ہے غرض خلاصہ یہہ ہے کہ دعا ہمیشہ کاتب کی خواہش دلی پر اور مکتوب الیہ
مضمون بہتری پر مشتمل ہوتی ہے اسے دعای واضح ولائح ہو کہ فقرات افتتاحیہ کے بعد ذکر کاتب کا
محل ہے پس طبقات مین وہ تواضع وعجز وانکسار اور اخوانیات مین متضمن محبت واخلاص
بشمار چونکہ اہل طبقۂ اعلےٰ آٹھہ قسم پر منقسم ہین لہذا کاتب پر واجب ہے کہ اپنا وصف ہر قسم کے مناسب
تحریر کرے اور مکتوب الیہ جسقدر مرتبے مین زیادہ ہو اوسی درجہ اپنا رتبہ کم کرنا لازم ہے چنانچہ طبقۂ اعلےٰ کی
نسبت ذکر کاتب اس مثال سے ظاہر ہوگا کہ ملوک کیواسطے بندۂ کمترین بندگان فلان کہ حلقۂ بندگی
درگوش وغاشیہ ہواداری بر دوش ہے اولاد ملوک کیواسطے بندۂ جان نثار فلان کہ سر بندگی
زمین پر اور داغ عبودیت جبین پر رکھتا ہے بیگمات کیواسطے کہترین مجاوران درگاہ جہان پناہ
وکمترین ملازمان بارگاہ گردون اشتباہ امراکیواسطے نادم کیسہ وجا کہ دیرینہ صدر کیواسطے

خادم کمترین فلان کہ قوانین حق گذاری و قواعد جان سپاری میں نہایت ثابت قدم ہے وزراکیواسطے
چاکر قدیم کہ صحیفہ ہواداری و دیباچہ فرمانبرداری کو ہمیشہ نقوش خدمت و ملازمت سے منقوش رکھتا ہے
ارباب قلم کیواسطے دو تنخواہ وبرنہ کہ دعاے اجابت مقرون ترقی مدارج روز افزون ورد زبان و وظیفہ
جان رکھتا ہے تمام ملازمین کیواسطے مخلص بے اشتباہ کہ ہردم دعا دو تنخواہی جسکا وظیفہ ہے پس علیٰ ہذا القیاس
طبقہ اشرف کے لئے دعاگوی نیازمند یا مخلص ترین ہواداران وغیرہ اور طبقہ اوسط کیواسطے محب صادق الاخلاص
یا معتقد کامل الاختصاص یا مخلص آرزومند وغیرہ نگارش کرنا لازم ہے **قسم دوم ذکر کاتب بہ اخوانیات**
یہہ صورت مشتمل بر محبت و مخالصت دو قسم پر مبنی ہے **اول** کاتب اپنی صفت کو اتحاد و اعتقاد کے ساتھہ شمول
کرے جیسا کہ **طبقات** میں ابھی گذر چکا ہے **دوم** ذکر کاتب کے بعد کوئی بیت وصف اخلاص و محبت میں کہ
جس سے اظہار حال منظور ہو لکھنی ضرور ہے چنانچہ نظم و نثر دونوں کی یہہ مثال ہے نثر مخلص معتقد کہ خزینہ سینہ بے کینہ کو
جواہر زواہر ثناگستری سے مشحون رکھتا ہے اور صفحات اوراق ایام و لیالی کو ارقام ادعیہ مزید اسباب اقبال و معالی سے مملو

نظم مؤلف

وہ کہ جسکے صفحۂ جان پر ازل کے روز سے — لکھہ چکا نقش محبت کلک نقاش قضا
وہ کہ جو حاضر و غائب سب برابر سمجھے — وہ کہ جو ظاہر و باطن سے ہے ثناگر سدا
وہ نیاز احسان نثار و فدوی خاص — جو رکھتا ہے جبین پر داغ اخلاص

اور کاتب کا نام چار محل پر تحریر کیا جاتا ہے **اول** جس سطر میں اپنا ذکر کرے جیسے بندہ کمترین یا کمترین
بندگان اور اس مقام پر نام تنہا داخل کرے یہہ صورت طبقہ اعلیٰ کیواسطے انسب و اولیٰ ہے **دوم** سطر آخر کے
ذیل میں اور یہان تنہا نام نہ لکھے بلکہ کوئی صفت مشتمل بر تواضع اوسکے ساتھہ لکھنی ضرور ہے عبد الاقل یا دعاگو مخلص
یا محب مخلص وغیرہ یہہ نوع رسائل طبقہ اشرف کیواسطے مناسب ہے **سوم** مکتوب کے حاشیہ پر دست راست کیجانب
اور اس محل پر بھی تنہا نام شایان نہیں بلکہ کوئی صفت محبت و یاری اور شوق و ہواداری کی اوسکے ساتھہ
شامل کرے جیسے کہ محب مشتاق یا مخلص ہواخواہ وغیرہ یہہ قسم اخوانیات کیواسطے مخصوص ہے اور سلاطین بھی اپنی
اسطرح لکھتے ہیں **چہارم** مکتوب کی پشت پر اور یہہ نہایت ادب کی رعایت ہے یہہ نام کنارہ کاغذ سے جسقدر
کاتب کے جانب جب نزدیک ہوگا تواضع کے طریق پر زیادہ دلیل ہے اور اس مقام پر بھی نام کے ہمراہ کوئی وصف
مناسب حال کاتب نگارش کرنا لازم ہے اور نامہ نگاران عرب نام کو سطور مکتوب میں داخل کرکے تحریر کرتے ہیں
چنانچہ محب المشتاق فلان یدعو بالخیر کذا و کذا **ادا تحیت** ذکر کاتب کے بعد مقام تحیت ہے اور یہہ صورت
طبقات میں ہو سکتی ہے اور اخوانیات سے جن مکتوب میں کہ تحیت کے ساتھہ افتتاح نہ کی ہو اور مخفی نہیں ہے

کہ درجاتِ تحیات میں خدمت و عبودیت سے سلام و تحیت تک نہایت تفاوت ہے اور طبقات مختلف ہیں جسے
ہر طبقہ کیواسطے تحیات ہو سکے حسب مراتب چاہیے **اول تحیات طبقۂ اعلےٰ** چنانچہ بندگی و خدمت و عبودیت
و اظہارِ غلامی وغیرہ **ملوک** و فرشِ زمین عبودیت اور جانبہ بساطِ قدوسیت کو لب ادب سے بوسہ و دیگر لوازم خدمت
بجالاتا ہے اور شرائطِ جبین سائی و آستان بوسی ادا کرکے مراسم اطاعت پیش ہو بجالاتا ہے **اولادِ ملوک** خاکِ
عتبۂ عالیہ کو سرمۂ چشم فرمانبرداری اور گلگونۂ رخسارِ خدمتگذاری کرکے گوہرِ نیازمندی سلکِ عرض میں منسلک کرتا ہے
معظمات مراسمِ خدمات بندگانہ و لوازم عبودیات بجا کرانہ کہ سر فخر اور اوادو اوکا رہے پس نہایت آستانۂ حریم و حرم
تعظیم پر تبلیغ کرتا ہے امراء کرام سرِ جان نثاری خطِ خدمتگاری پر رکھتا ہے اور نقوش بندگی سے **صفحاتِ**
اوقات کو مزین کرکے قواعد عجز و انکسار کو رواج دیتا ہے اور یہی طریقہ ہے واسطے صدور و وزراء و دیوان و ملازمین
وغیرہ کے **اور طبقۂ اشرف کیواسطے** یہہ طرز ہے کہ دعا و ثنا شامل ہوتی ہے جیسے دعوات معطر نسیم
و تحیاتِ عنبر شمیم یا وہ ہدیہ دعوات کہ جسکی نسیم عنبر شمیم خوشبوی اخلاص سے مہیہ ہو اور وہ تحفہ دعات کہ جسکی ہوائے
دلکشا نکہتِ اختصاص سے وسیطہ ہو لا زبان آستان رفعت نشان کی خدمت میں ابلاغ کرتا ہے **اور طبقۂ اوسط**
کیواسطے وہ سلام کہ خلوص عقیدت پر مشتمل اور وہ تحیت کہ نور محبت پر منطوی اور نور آشنائی کیطرح سرمۂ
روشنائی اور مردم چشم کیصورت چشم مردم کی بینائی ہو بنقش ارسال سے منقوش کرتا ہے اور اسمیں آپ ملتہ اور یہی ہے
بعضے طبقاتِ مکتوب الیہ سے تحیات کا منصب ملاحظہ کرکے براعت استہلال کے طریق پر اسکے موافق الفاظ
لانے چاہیئں تو بہر حال مزید حسن لطافت کا سبب ہے مثلاً **قاضی کیواسطے** وہ تحیت کہ کاتبانِ دار القضاتے
ازل نے جسکے مضمون کو صدقِ دعوائے مودت و ولا سے مسجل کیا ہو اور وکیلان محکمۂ قدر نے روزنامۂ لم یزل میں
گواہی محبت و وفا سے مدلل کیا ہو مجلس اعلےٰ پر نثار کرتا ہے **اور اطبا کیواسطے** وہ نسیم دعوات کہ جسکی خوشبو
انفاس مسیح کے مانند دافع علل و اعراض اور شفائی اسقام و امراض ہو علےٰ ہذا القیاس مفسر اور محدث اور فقیہ
اور خطیب اور واعظ اور محتسب اور قاضی اور حافظ اور معروف اور ادیب اور حکیم اور منجم اور شاعر اور خوشنویس
اور حاجی وغیرہ کیواسطے بھی سمجھنا چاہیے **تحیت مناسب اخوانیات** ہو دعائے نسیم و ثنا شامہ جانیں ہو بجائے
اور جہتا کہ غنچۂ صدق و صفا کو چمن دل و جان میں لہلہانے نسیم سحری کے ہمراہ خدمت مبارک میں ارسال کرتا ہے

بیان عرض اخلاص رسائل بلغا و مکاتیب فضلا میں اداے تحیت کے بعد عرض اخلاص کا محل ہے اسکی
دو قسمیں ہیں **قسم اول** مناسب طبقات **قسم دوم** مناسب اخوانیات **مناسب طبقات** دو وجہ پر
منقسم ہے **عرض اخلاص** اور ختم کلام چنانچہ ملوک کیواسطے عرض اخلاص بعد اداے مراسم عرض حضرت
بدیع السموات والارض سے باتّفاق والا شراق حضرت فیاض علی الاطلاق سے خلوص نیت اور صفائے طویت سے

بیان عرض اخلاص

دوام عہد سلطنت و جہانبانی اور دوام مدد و خلافت و سلطان نشانی کا مستدعی رہتا ہے تمام الکلام دفتر اس امر کا بالفیض فضل رب العباد ہمیشہ طراز فاستجبنا لہ سے مطرز اور اعزاز ادعونی استجب لکم سے معزز ہے و علی ہذا القیاس اولاد سلاطین ہنگام سحرگاہ حضرت الہ سے چاہتا ہے کہ ہمیشہ ربع مسکون زیر فرمان ہمایون اور آئینہ سلطنت زنگار زوال سے محفوظ و مصئون رہے مصرعہ تمام الکلام اس دعا کیواسطے روح الامین آمین کہے ملکات حضرت مجیب الدعوات و واہب العطیات سے کہ بخشنے والا سعادت جاودانی کا اور بر لانیوالا حاجات دو جہانی کا ہے مزید جاہ و حشمت اور دوام عصمت و عظمت حضرت کی درخواست کرتا ہے واللہ سمیع مجیب و ہو سمیع و مجیب اعزا و تکام دعائے تقدس و ثنائے اقدس کا کہ کافہ انام پر عین فرض اور فرض عین ہے لیل و نہار ورد رکھتا ہے اور ترقی دولت بندگان حضرت امارت پناہی کی دعائے نیم شبی و سحرگاہی میں عنایت بے نہایت الہی سے چاہتا ہے مصرعہ تمام الکلام امیدوار ہوں کہ دعا مستجاب ہو اور صدور ارکان دولت اور وزرا و اعیان حضرت اور اہل دیوان و ارباب قلم اور تمام ملازمین والاہمم کیواسطے علی قدر مراتب یہی طریقہ بہتر ہے عرض اخلاص طبقۂ اشرف کے واسطے یعنی نقبا و سادات اور ائمہ ثقات اور قضاۃ والا و مشایخ کبری اور ارباب علوم وغیرہ اور اصحاب مناصب شرعیہ اور حکما و فضلا وغیرہم کیواسطے بھی یہی قاعدہ ہے اور طبقۂ اشرف بھی اسی ذیل میں شامل ہیں ہر ایک مرتبہ کا لحاظ محفوظ خاطر رہے عرض اخلاص لائق اخوانیات حضرت مسبب الاسباب و مفتح الابواب جل جلالہ و عم نوالہ سے ہمیشہ بتضرع و زاری و عجز و انکساری آپکے دوام ایام کامگاری و انتظام اسباب نامداری کی طلبگاری ہے اور ترقی دولت ہمایون و تزاید اقبال روز افزون کی امیدواری ہے شعر تمام الکلام یہہ وہ دعا ہے جو عرش بریں کا قصد کرے تو فلک سے فیض قبول آئے بہر استقبال

شوقیات عرض اخلاص کے بعد اسکا محل ہے اور اکابر فن کتابت اسپر متفق ہیں کہ ذکر شوق مکاتیب ملوک میں مناسب نہیں اور مکاتیب معظمات حجرات سلطنت اور مخدرات حرمت و حشمت میں بھی نہیں چاہیے مگر باقی رسائل طبقات میں وقوع پاتا ہے اور اخوانیات میں نہایت مناسب ہے اور بیان شوق شرح طلب ہے اسواسطے کہ بعضے مکاتیب میں حسب مقتضائے مقام ذکر شوق اور بعضے میں ذکر فراق لازم ہے اور یہہ امر ضروری ہے کہ ذکر شوق میں تمنائے مواصلت کا اظہار اور ذکر فراق میں صدمہ جدائی کا بیان ہوتا ہے چنانچہ بیان شوق برائے اخوانیات آرزومندی مشاہدہ طلعت دلکشا و اشتیاق دیدار جمال جہان آرا اوس درجہ سے گذر چکا ہے کہ وہم دور اندیش جسکی سرحد تک گذر سکے اور نظم عبارات اوسکو سلک بیان میں منسلک کر سکے مؤلف ای دوست ہے طول بہت داستان شوق یہ ممکن نہیں

بزبانِ قلم سے بیانِ شوق یہ فقراتِ فراقیہ وابیات بجذبے لازالِ آتشِ اشتیاق کا اسقدر اشتعال ہے کہ سوائے زلالِ وصال کے منطفی ہونا محال ہے اور تقریرِ حکایتِ اشتیاق و تحریرِ شکایتِ فراق اوس سے ہزار درجہ زیادہ ہے کہ سفیرِ فہم تیز تگ اور قاصدِ وہم و تگ دو بہ امدادِ زادِ تصور در اغلاق فکر اوسکے بیان کا بیابان طے کر سکے یہو لف قرے فراق مین اک دل ہے اور ہزارون درد یہ تری جدائی مین اک سینہ ہو ہزارون داغ یہ قطعہ مولف قسم اوسکی کہ جسکی قدرت سے یہ سخت و دشوار سہل و آسان ہے یہ کہ مجھے تیرے ہجر فرقت مین یہ زندگانی و مرگ یکسان ہے یہ دعائی ملاقات دو قسم ہے ایک بعد فقراتِ شوقیہ کے اور ایک بعد کلماتِ فراقیہ کے اور اوسکا قاعدہ بھی موافق فقراتِ شوقیہ و فراقیہ کے جداگانہ ہے چنانچہ قسم اول بعد فقراتِ شوقیہ حضرت واہب المواہب بوزشانہ و عظم سلطانہ ملاقاتِ اشرف کی دولتِ غیر مترقب کو بعنوانِ جرائدِ سعادات اور بساطِ دفاترِ مرادات بے کلفتِ غیب و تحزن لاریب بوجہِ احسن روزی فرمائے قسم دوم بعد فقراتِ فراقیہ حضرت جامع المتفرقین اپنے احسانِ قدیم و فضلِ عمیم سے ایامِ غم انجام و درد و ہنگامِ نحوست و حرمانِ مہجوری کو ساعاتِ مسرت آیاتِ وصال اور اوقاتِ بہجت سماتِ اتصال سے مبدل فرماتے بیانِ تاریخ کتابت متقدمین نے تعین زمانِ کتابت مین بہت مبالغہ کیا ہے اور متاخرین نے اوسکو نسیاً منسیاً جانا مگر اصل حال یہہ ہے کہ ذکرِ تاریخ کتابت متضمن فوائدِ بے نہایت ہے کسواسطے کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک حال ایک تاریخ معین مین کسی وقت تحریر ہوتا ہے اور اوسکے برخلاف دوسرے وقت کوئی اور چیز لکھی جاتی ہے پس اگر تاریخ معین نہو تو دو مکتوب کا مضمون جنکو ایک شخص نے اوقاتِ مختلف مین لکھا ہو مخالف نظر آتا ہے اور اسوجہ سے کہ ہر ایک بمقتضائے وقت لکھا گیا ذہنِ انسان نارسا رہجاتا ہے اور دوسری یہہ بات ہے کہ اگر کوئی شخص مکتوب لکھے اور وہ کسی ہیچ راہ یا بغفلتِ قاصد وغیرہ کے سبب سے مکتوب الیہ کے پاس ایک مدت کے بعد ہو پہنچے اور مکتوب الیہ اوسکے جلد آنیکا منتظر ہو تو اس صورت مین خواہ مخواہ کاتب سے ملول ہوتا ہے لہذا تاریخ ثبت ہونیکے باعث عذرِ کاتب واضح ہے مثلاً بتاریخ یکم محرم الحرام فاضت برکاتہ علی الانام یہہ صحیفۂ ضراعت رقیمِ اطاعت سے مرقوم ہوتا ہے یا بصبح یوم عید الفطر لازال تاریخ العوطر اس صحیفہ کے وسیلے سے سلسلۂ ارادت قدیمی کو تحریک دیتا ہے علےٰ ہذا القیاس ہر شہر کیواسطے بھی ایک فقرہ صفاتیہ یا دعائیہ تحریر کیا جائے تو بہت مناسب ہے ذکرِ مکانِ کتابت اور یہہ بھی بے فائدہ نہین ہے اسلئے کہ مکتوب الیہ حال کاتب سے زیادہ تر وقوف حاصل کر لیتا ہے اور علاوہ ازین تماہار کہ وہان کاتب کے ہونے سے مکتوب الیہ کو سیطرح کا فائدہ عائد ہو بہرحال اس امر کی اطلاع موجب سرور خاطر ہے اور رسائلِ افاضل مین ایسا نظر سے گذرا ہے کہ ذکرِ زمان و مکان

بیانِ تاریخ کتابت

بیانِ مکانِ کتابت

مثال زیب رقم پاتا ہے چنانچہ یہہ صحیفہ فلانے وقت فلانے موضع سے تحریر ہوا جو کہ ذکرِ زمان سے تاریخ و وقت مراد ہے اور ہم ابھی اوسکا طریقہ بیان کر چکے لہذا صرف ذکرِ مکان کے قاعدے پر اکتفا کرتے ہیں جیسے یہہ مکتوب محبت اسلوب شہرِ شاہجہان آباد لطافت بنیاد سے آستانہ عالی کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور جسپر ہوشمند مخفی نہیں ہے کہ تاریخِ زمان اور ذکرِ مکان کے بعد جو حال اور دعا خاص تحریر کرتے ہیں اختتام پر اوسکے مثال کی احتیاج نہیں اسلئے کہ درحقیقت وہی مضمون تحریرِ مکتوب کا سبب ہوتا ہے مگر صرف یہی بات یاد رکھنی کافی ہے کہ مضمون دلکو اون الفاظ میں کاتب ادا کرے کہ جو مکتوب الیہ کے حسبِ مدارج ہوں اور تفاوتِ مراتب کا خیال ہر لفظ سے واضح و آشکار ہوتا رہے اور تعینِ مراتب میں اول سے آخر تک کسی مقام پر فرق واقع نہو الغرض جبکہ احوال تمام ہوتا ہے محلِ اختتام ہے اور اختتام مشتمل ہے مقدمہ و دعا پر اور دعا شرطیں اوسکی جانی ہے اور بیان اسکے کہ منظوم ہو مقدمہ کی بنا عذر و معذرت پر مبنی ہے اور یہہ عذر و معذرت دعا کیواسطے ایک تمہید مناسب ہے جیسے زیادہ مجالِ جرأت نہیں کہ تصدیع دایرہ ادب سے خارج او اختتامِ کلام دعا کے دوام دولت و حشمت انسب و اولےٰ جانتا ہے مصرعہ دعا پر مناسب ہے ختم کلام ✤ اور مقدماتِ منظومہ تین قسم ہیں اول طرحِ اختصار اور دعا باہم ہو اور مکتوب کو اوسی بیت پر ختم کریں دوم بعد اختصار کے دعا کیطرف ایما کیا جاوے اور دعا شریک نہو اسصورت میں دعائے منثور مناسب ہے سوم ذکرِ اختصار پر اکتفا کرے دعا کا ذکر نکریگے مگر لازم ہے کہ اسکے بعد بھی دعائے منثور ہو نوع اول وقت دعا رسید سخن مختصر کنم ✤ عالم بکام باد و سعادت مدام باد ✤ نوع دوم تا کے دہد تصدیع والا پر ملال ✤ اب دعا پر خوب ہے ختمِ مقال ✤ نوع سوم چون رسد گزشت جرأت مختصر سازم سخن ✤ بیش ازین تصدیع دادن شیوہ خدام نیست ✤ دعوات طبقہ اعلیٰ اعظم سلاطین ✤ رایاتِ ظفر نگارِ نصرت شعارِ فتح صور تک منصور اور آیاتِ جہانبانی صحائفِ ادوار و اوراقِ روزگار پر ہنگام نشور تک مسطور رہے ✤ مؤلف ✤ نور بخش مہرِ انور ہو ترا بختِ بلند ✤ بوسہ گاہ چرخ اخضر ہو ترا نعلِ سمند ✤ وزرا اقبال وزارت و سایہ جلالت صدمہ زوال و آفتِ انتقال سے محفوظ رہے ✤ مؤلف ✤ بسیطِ خاک مزین ہو جاہ و دولت سے کہ تو خلاصہ ترکیب چار ارکان ہے ✤ و علیٰ ہذا القیاس دعائے اختتام طبقہ اشرف علما و فضلا لوحِ محفوظِ خاطرِ اشرف کہ آئینہ اسرار غیبی و عکس پذیر انوار لاریبی ہے منبعِ فیضِ سبحانی اور مجمعِ فضلِ ربانی سے ✤ مؤلف ✤ حفظِ رحمان ترا نگہبان ہو ✤ تو نگہبانِ دینِ رحمان سے ✤ زہاد و صلحا اوقاتِ طیبات و ساعاتِ بابرکات انتظامِ امورِ جمہور انام میں مصروف رہے ✤ مؤلف ✤ نکہتِ فیض و لطف سے تیرے ✤ جانِ روحانیان معطر ہو ✤ طبقہ اوسط کیواسطے صفحۂ قبول و اقبال نقوشِ جاہ و جلال سے ہمیشہ آراستہ اور صحیفۂ عشرت و شادمانی رقومِ دولت و کامرانی سے پیراستہ رہے ✤ مؤلف ✤ نیلِ زاد تری ہو عنایت

محل اختتام

ازلی بادہ ترین حال ہے تو بلطفِ لم یزلی بدعوام اوقاتِ شریف بتجدیدِ خوبی گذران باد مولف دعا گو ہے رب
داور تیرا ہمیشہ رہے بخت یاور تیرا یہ اخوانیات کیواسطے سعادتِ ابدی اور کرامتِ سرمدی قرینِ ایام
ہمایون اور رفیقِ اقبال روز افزون ہے یہ مولف ہمیشہ مہرِ شرف تیرا بے زوال رہے یہ دعا گو گوشہ نشینان
رفیقِ حال رہے اور عنوانِ مکاتیب یعنے سرنامہ خطوط کیواسطے طرزِ قدما منسوخ ہے یعنے تعریف
و توصیفِ مکتوب الیہ بلکہ لقب و اسم کو بھی بر وجہ تعظیم لکھتے ہیں اور بعضے صرف لقب پر اکتفا کرتے ہیں اور یہ طرز
ادب سے بہت قریب ہے اور بعضے نام و لقب سے متعرض نہیں ہوتے بلکہ صرف کوئی لفظ مشعرِ عجز و انکسار و عبودیت
و افتقار طبقات میں اور متضمن بر محبت و اخلاص و مودت و اختصاص اخوانیات میں نگارش کرتے ہیں اور یہ طرز
بہت طریقہ مشہور ہے اور اس وقت میں نام یا لقب مکتوب الیہ کا ایک کنایہ پر دعا کیطرح بجائے عنوان قسم
کرتے ہیں اور اکثر ایسا دیکھا ہے کہ اخوانیات میں کوئی بیت یا نثر کہ جسے اظہارِ خصوصیت ہو لکھتے ہیں چنانچہ
ہم یہیں دونوں کی مثال دیتے ہیں باقی بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہئے فارسی میں یہ مشہور ہے کہ شرف
از مطالعہ خداوندی یابد بالخیر والحسنی یا بنظرِ رحمت آراستہ باد بالعز والکرامۃ یا ملازمانِ حضرت عالی بوقت زیست
مشرف گردانند یا خدام عتبہ سپہر احتشام بموقف عرض رسانند اور اردو میں ملازمانِ حضرت عالی فرصت کیوقت
شرفِ التفات سے مشرف کریں اور نظم کی مثال یہ ہے فارسی میں شعر وصف و دست حاجت عنوان نامہ نیست
مکتوب دل محبت ادا وت متضمن بیت یا شعر کا شگفتہ خود نامہ خود بوسے یہ تا نگاہِ ورقِ تو رح سودہ ہے
اور اردو میں یہ دو مثالیں کافی ہیں مولف کے خطِ شوق جائے وہاں جا کر بوسہ ہو یہ میں سمجھا ہوں
تجھکو کیسلی جناب میں یہ مولف اسی نامہ جبین خاک پہ مل مجھ و دست یہ ہوتے ہو اگر خدمتِ عالی میں کسی
جبکہ شہزادہ خود ہو اس مقام تک تقریر بیان کر چکا تو ارشاد کیا کہ بس اسقدر مکتوبِ خطابی کا بیان کیا
اور اب مکتوبِ جوابی کا بھی تھوڑا سا تذکرہ کرتے ہیں اسے یہ میر منشی ایسے جملہ سخن دانان
متفحص انشا و مراسلات اور افکارِ ستیہ مستحضرانِ قواعد ابداعِ مکاتبات پر مخفی نہیں ہے کہ تمام ارکانِ مخاطبات
سوائے افتتاحات کے مکاتیبِ جوابی سے بطرزِ جداگانہ ہیں اور خاص جوابیات کیواسطے سات رکن
مقرر ہیں اول افتتاح دوم مقدمہ بالتوابع یعنے مفتتح اور وصف اور تتمہ سوم تعریفِ مکتوب چہارم
تعظیمِ مکتوب پنجم تجدید ششم مقابلہ ہفتم سلب اول افتتاح اور وہ دو قسم ہے اصلی اور رسمی
اصلی وہ ہے کہ دیباچہ کتابت حضرت مبدع الانام کے نام فرخندہ انجام سے مزین و محلی ہو اور اگر وہ بطریق
براعتِ استہلال کہ جسکا بیان خطابیات میں مذکور ہوا تحریر کیا جاوے تو بہتر ہے اور جوابیات میں جیسا کہ
معلوم ہو چنانچہ ہو الذی انزل الکتاب وغیرہ اور رسمی وہ ہے کہ اول کوئی بیت یا قطعہ مشعر بذکرِ ورود خط

کہ جسکا جواب لکھنا منظور ہے نگارش ہو خواہ طبقات مین خواہ اجزا ابیات مین اور اس موقع پر مراتب طبقہ اعلی چار ہیں اور طبقہ اشرف چھہ ہیں اور طبقہ اوسط دو ہیں منقسم ہوا ہم ہر طبقہ کیواسطے علی الاجمال ایک دو شعر بطریق تمثیل بیان کرتے ہین اور یہہ اشعار اگر مکاتیب اردو مین بھی بزبان فارسی تحریر ہون تو بہت مناسب ہے اسواسطے کہ ہمیشہ اساتذہ متقدمین نثر فارسی مین نظم عربی لکھتے ہین **سلاطین و خواقین** کیواسطے اے صبا منشور شاہ کامران آوردہ ۔ مژدہ از حضرت شاہ زمان آوردہ ۔ **امرا و صدور متصرفین** کیواسطے عنایت نامہ آورد قاصد از جناب او ۔ دلم آسودہ گشت و تازہ شد جان از خطاب او ۔ **وزرا و اولی دول** کیواسطے نفحۂ مہر و وفا از گلشن دولت وزید ۔ یعنی از نزدیک آصف نامۂ نامی رسید ۔ دیگر ہمایون کتابے چو در خوشاب ۔ رسید از جناب وزارت مآب ۔ **تمام ملازمین** کیواسطے آخر اے باد صبا در کلبۂ احزان ما ۔ اینچنین منشور دولت از کجا آوردہ ۔ اور درجہ **اشرف** کیواسطے **نقبا و سادات و ائمہ و قضات** ہمایون نامہ آمد کہ از وے تازہ شد دلہا ۔ مہر درخشندہ طالع گشت و روشن ساخت منزلہا ۔ **مشائخ و ہداۃ** کیواسطے آمد پیامم آنکہ پیامش مبارک است ۔ جانم فدا کہ نامۂ نامش مبارک است ۔ **ارباب مناصب شرعیہ** کیواسطے زان فاضل زمانہ خطابے بمن رسید ۔ گوئیے دلم بآرزوے خویشتن رسید ۔ **حکما و فضلا** کیواسطے زہے سعادت من کز توام رسید سلام ۔ ہزار بار علیک السلام و الاکرام ۔ اور درجہ **اوسط** کیواسطے **اعیان و مشاہیر** مکتوب جانفزاے تو نزدیک من رسید ۔ آخر دلم بآرزوے خویشتن رسید ۔ **عوام الناس** کیواسطے پیک مبارک است نسیم سحرگہی ۔ مشتاق را نوید ہے از یار آگہی ۔ اور اخوانیات کیواسطے اشعار دوستانہ کی تحریر مناسب ہے خواہ ابیات ہون خواہ قطعات چنانچہ ہم چند مثالین دونون صورتون پر بیان کرتے ہین

ابیات براے اخوانیات

اے صبا این خط مشک افشان ز چین آوردہ	یا نشان خاستہ آن نازنین آوردہ
آورد صبا از طرف یار پیامے	الحمد للہ کہ رسیدیم بکامے
بحمد اللہ کہ آن یار گرامی	مرا از نامہ خود ساخت نامی
ہزار جان گرامی فداے نامہ دوست	کہ نور دیدۂ دل در رقوم نامۂ اوست
باد نوروز از شمیم گل رعنا آورد	یعنی از دوست پیامے بسوے ما آورد
اے صبا لطف نمودی و صفا آوردی	کہ ز جانان خبرے مہر و وفا آوردی

قطعات براے اخوانیات

فرخندہ قاصدے کہ رسید از دیار یار	با نامۂ رقم زدہ زان کلک مشکبار

گاہے بہ نزد وقت مقدم او دل کنم فدا	گاہے برائے نامہ او جان کنم نثار
اینچہ نامہ ایست کہ از کشور یار آوردند	وین چہ نافہ ایست کہ از چین و تتار آوردند
بدلِ غمزدہ را مژدہ وصلے دادند	بلبل دل شدہ را بوئے بہار آوردند

قسم دوم سقدمہ اور وہ عبارت ہے اون الفاظ سے کہ جو مطلع مکاتیب وارد ہو ہر شکل میں اونکا مرتبہ طبقات اور اخوانیات میں متفاوت ہے اور اوسکی بناتین اصل پر ہنگی ہے اول مفتتح دوم وصف سوم تتمہ مفتتح وہ ہے کہ تعریفِ مکتوب کے ہمراہ مکتوب الیہ کی بھی تعریف مناسبِ حال ہو اور وصف دو نوع ہے جزئی اور کلی وصفِ جزئی چند کلمات ہیں محتوی بر تعریفِ اجمالی اور اگرچہ سخن اوسکے بغیر کامل ہے مگر کتابت کو اوس سے زینت حاصل ہے وصفِ کلی کو منشیونکی اصطلاح میں تعریف کہتے ہیں اور تتمہ چند کلمات ہیں وردِ مکتوب کے بیان میں کہ جسپر مفتتح تمام ہوتا ہے پس ہم دیوان کی مثال علحدہ علحدہ بیان کرتے ہیں اول طبقات کہ چار نوع پر متنوع ہے سلاطین کیواسطے مفتتح ہمائے ہمایون فال اور عنقائے عاف قبولِ اقبال یعنے طغرائے غرائے ملک آسائی اور توقیع وقیع کشورکشائی نے وصف مشرق درگاہِ عالم پناہ سروری اور مطلعِ التفات و ذرہ پروری سے صورتِ آفتاب جہانگیر و کل بادشیر جلوہ پرداز تتمہ بال عنایت و بازوئے رعایت سے پرگرم پرواز فرق ہوا خواہ بلا اشتباہ پر از روئے دولت و حشمت سایہ انداز ہوا امراو صدور مقربین مفتتح منشورِ دولتِ ابدی اور طغرائے سعادتِ سرمدی یعنے خطاب عالیجناب نے وصف کہ عنوانِ مراتب رافت سے مشحون اور مضمونِ رعایتِ عاطفت سے مقرون تھا تتمہ مصرعہ بہجت نزول سے مہر صفت جلوہ گر ہوا وزرا و دیوان مفتتح عالیشان جلیل الشان لازم الاذعان خطابِ وزارت و صدارت مآب ہست وصف شمولِ انواع مسرت و کامرانی سے مجلےٰ اور حصولِ اقسامِ مراداتِ دوجہانی سے معلےٰ تتمہ دیوان خانۂ الطاف ازلی و اعطافِ لم یزلی سے نزولِ اقبال و بالکترین کیواسطے موجبِ ازدیاد جاہ و جلال ہوا تمامہ ملازمین کیواسطے مفتتح ملاطفہ تسکین طراز اور مخاطبہ تسلین نواز یعنے کتابِ والی اور خطابِ عالی نے وصف کہ آثار اعانت و عنایت سے آراستہ اور مفاخر حمایت و رعایت سے پیراستہ تھا تتمہ تشریف ورود ارزانی فرمایا اور طبقہ اشراف کہ چہار قسم پر منقسم ہے اونمیں سے سادات و نقبا کیواسطے مفتتح مقتبِ نزاہتِ سیماے نسبی اور پرتو کلستِ کنوز رموز لادینی یعنے مکاتبۂ شریف و مخاطبۂ لطیف نے وصف کہ فرقد کے کیطرح تابان اور شعاعِ ثواقب کیطرح درخشان تھا تتمہ زاویۂ قلوب و اعیان دولتخواہ کو بجرم نیرِ اعظم کیطرح روشنی کی دولت بخشی ائمہ اسلام و قضاۃ مفتتح نفحتِ ریاضِ دین پروری اور نکہتِ گلزار شریعت گستری

یعنے مخاطبۂ نامی اور نامۂ گرامی نے وصف کہ جان بخشی میں اعجازِ مسیحائی کا دم بہرتا ہوا اور نسیم صبح کیطرح غنچۂ دل شگفتہ کرنیوالا تہا تتمہ مخلصوں کے روضۂ امید کو بہارِ مراد سے طراوت و نضارت بخشی نشایخ عظام ہ مقتبح فتوحات عالمِ اقدس اور فیضانِ عرصۂ مقدس کہ بشارتِ کلامِ ہدایت انجام سے اشارت ہے وصف مشتمل معانی ہذا کتابنا ینطق علیکم بالحق تتمہ افقِ غیب اور تتقِ لاریب بوجہِ احسن وحسنِ مستحسن چہرہ کشا وجلوہ نما ہوا اہلِ منصبِ شرعیہ ہ مقتبح نسیم الطافِ الٰہی اور شمیم اعطافِ نامتناہی یعنے خطابِ مستطاب وصف روائحِ ریاحین سے زیادہ معطر اور فوائحِ بساتین سے زیادہ معنبر تتمہ وقتِ مسعود اور زمانِ محمود میں تازگی بخشِ گلشنِ قلوب وچمنِ صدور ہوا اربابِ حکمت کیواسطے ہ مقتبح برکاتِ انفاسِ حکمت شعار اور نفحاتِ اقلامِ الہام آثار یعنے مخاطبۂ شریف نے وصف کہ خاصیتِ اکسیرِ اعظم بلکہ برکتِ اعجازِ عیسیٰ مریم رکہتا تہا تتمہ ورودِ اجلال سے جانِ تازہ بخشی اہلِ فضیلت کیواسطے صحیفۂ لطایفِ معانی وسفینۂ جواہرِ زواہرِ روحانی یعنے کتابِ بیمثال وخطابِ بیمثال نے وصف کہ آرایشِ علم وافضال سے پیراستہ اور پیرایۂ فضل وکمال سے آراستہ تہا تتمہ سعادتِ نزول سے مسرتِ تازہ اور وردِ ولیت ورود سے بہجتِ بے اندازہ بخشی طبقۂ اوسط کہ دو شکل پر مشتمل ہے اصول واعیان کیواسطے ہ مقتبح معاوضۂ عزیز وکریم وملاطفۂ لازم الاعزاز والتکریم نے وصف کہ مبشر انواعِ کامرانی اور مخبر اسبابِ شادمانی تہا تتمہ ازدیادِ خلوص وخصوص کا سبب ہوا اوساط الناس ہ مقتبح ملاطفۂ مرغوب ومفاوضۂ مطلوب وصف دلکشا مانند ہوائے بوستان اور طرب افزا مثلِ وصالِ دوستان تتمہ خوب ترین اوقات اور بہترین ساعات میں وصول ہوا اخوانیات کیواسطے بہی یہہ طرز ہے مقتبح کلامِ مبارک پیام اور پیامِ سعادت انجام کرامت وجامے وصف کہ گلدستۂ قدسی کی طرح دلاویز اور غالیۂ مجلسِ انس کے مانند طرب انگیز تہا تتمہ مخلصانِ قدیم پر شرفِ نزولِ اقبال فرمایا اور پایۂ افتقار کنگرۂ افتخار پر پہونچایا اور فارسی میں یہہ طریقہ سلیس ہے چنانچہ مقتبح مفاوضۂ عنایت سمات ومخاطبۂ رعایت صفات وصف چون طلعتِ مشتری فرخندہ وچون چہرۂ ناہید درخشندہ تتمہ شعر ہ پرتوِ حسنِ التفات انداخت ہ چشمِ احباب رامنور ساخت ہ وعلیٰ ہذا القیاس قسم سوم تعریف مکتوب اوسکا محل تتمہ کے بعد انسب ہے اور یہی وصف تجاے وصف جزوی بہی تحریر ہوسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ مکتوب کی تعریف درحقیقت کاتب کی تعریف ہے پس جسقدر اوسمین مبالغہ ہوسکے اثر تعظیم زیادہ ظاہر ہو اور تعریف یا خطِ مکتوب سے منسوب ہوگی مثلاً جودتِ حروف اور لطافتِ ترکیب وصورت یا سلاستِ الفاظ وعبارت فصاحت وبلاغت وغیرہ کا وصف اور یا کاتب سے نسبت دیجائیگی مگر بہتر یہی ہے کہ کل تعریف تحریر ہوا اور خط وبلاغت کی تعریف ملوک وامرا وحکام کے مکاتیب میں شایانِ حال نہیں ہے اسواسطے کہ وہ تعریف اونکے

سوم تعریف مکتوب

منشی و کاتب کیواسطے رجوع کرتی ہے نہ کہ اونکی جانب پس جیسا کہ ہم وصفِ جزئی میں مثال دیچکے اسیقدر
کافی ہے اور صدور وامرا کے مکتوب میں کہ خود بذاتِ خاص جنکی کتابت زبانی ہوجاتی ہے اور مکاتیب سایر
ملازمین کیواسطے زیادہ تعریف کی ضرورت نہین اور جواب بطبقہ اشرف مین تمام تعریف لائق مناسب ہے اور واسطے
حکم سایر رکھتا ہے مگر جواب ایکے اخوانیات کی زینت تعریف سے ہے اور اسلئے ہم تعریف مکاتیب کی مثال
دو صورتون پر بیان کرنے مین **اول تعریف مکاتیب طبقہ اعلیٰ و اشرف** نثرا و نظماً **تعریف**
نثر کی مثال سوادِ اوسکی کحل الجواہرِ دیدۂ خردہ بین اور مدادِ اوسکی قرۃ العین با صرۂ حور العین اوسکے سطالع
الفاظ سے آثارِ فصاحت کامل طالع اور اوسکے مقاطعِ کلمات سے انوارِ بلاغت شامل لامع اوسکے دوائر مین
خطِ سیاہ سے ہزار شبِ قدر نمودار اور اوسکے گریبانِ معانی ولفریب سے ہزار روزِ عید آشکار **تعریف نظم کی مثال**
دران عبارتِ شیرین زخطِ شور انگیز ❊ بیانِ معنی سحر است و صورتِ اعجاز ❊ **تعریف مکاتیب اخوانیات**
نثر سوادِ دیدہ بیاضِ ملاطفہ سامی مین حیران ہے اور بیاضِ دیدہ سوادِ مخاطبہ نامی پر نگران اوسکا نقطہ نقطہ باعثِ
سخنوری کا ایک خالِ زیبا اور اوسکا ہر حرف صفحۂ سر پروری کا ایک نقشِ دل آرا **نظم کی مثال** در رنگ
سوادِ خط او دیدم ❊ روزِ نوروز و شبِ قدر یکجا دیدم ❊ **قطعہ** نامہ دیدم کہ نظم و نثرِ آن افزاے او قیمت
و رنگین ولولوی شہوار داشت ❊ ہم سوادِ او مثالِ طرۂ جانان نمود ❊ ہم بیاضِ او نشانِ عارضِ دلدار داشت
قسم چہارم تعظیم مکتوب مین وہ اعاظم طبقہ اعلیٰ و اشرف سے مخصوص ہے اور اخوانیات مین بھی کبھی کبھی
استعمال **تعریف** کے ہوتا ہے اور کبھی بجاے تعریف کلی کے بھی لکھتے مین گو اس خط پر کہ بہ دوسری تعریف سے
معرض ہون چنانچہ **عظام طبقہ اعلیٰ کیواسطے** لوازمِ خدمت و مراسمِ عبودیت ادا کرکے ہدیۂ والانامۂ
عالیشان و طغراے فیض نشان کو دستِ اعزاز و اجلال سے فرقِ مباہات و مفاخرت پر رکھا **شعر**
خطِ شریف ترا دیدہ جا کردم ❊ ہزار گونہ دعا گفتم و ثنا کردم ❊ **عظام طبقہ اشرف کیواسطے** اس
فتوحاتِ غیبی و فیوضاتِ لاریبی کے نزول و ورود کا قدمِ اجلال سے استقبال کرکے افتخارِ دینی و دنیوی کا
سبب سمجھا **شعر** خطابِ بسطِ بساط بوسہ دادم ❊ گہے بر لب گہے بر دیدہ بنہادم ❊ **اخوانیات کیواسطے**
سوادِ نامہ ہمایون کو کحل الجواہر کیطرح نورِ چشم باصرہ جان پایا اور اوسکی بیاض کو وہ چہار ساتک مانند مرایۂ
روشنی روحِ روان پایا **شعر** بوسیدم و بر سر نہادم وہ نہادم ❊ تعویذِ دل سوختہ کردم ❊ **قسم**
پنجم صحیحہ کے بیان مین اور وہ عبارتِ دلخواہ مشتمل ہوتی ہے خوش خلقی سے کہ جو مودّت اور ملاطفہ کا سبب
حاصل ہوتا ہے اور یہ منسوب کیواسطے تعریف و تعظیم جداگانہ ہے اور اوسکی خصوصیت اشرافِ طبقہ اعلیٰ
و اشرف کے لئے ظاہر ہے اور اخوانیات مین بھی لائق و مناسب ہے اور صحیحہ نظم و نثر دونون مین ادا ہوسکتا ہے

چنانچہ طبقۂ اعلیٰ کی مثال یہہ ہے ملوک و سلاطین و بیگمات اون خطاب عالی کا فروغ انوار یعنی
کلام الملوک ملوک الکلام کے اسرار ارباب بصیرت پر آشکار کرتا تہا طبقۂ اشرف کیواسطے اوس نوبہار کا
ظہور اور صبح کامگاری کا طلوع نور معتقدان قدیمی اور ارادتمندان صمیمی کیواسطے سبب تہیۂ اسباب سرفرازی اور مورد
نتیجہ مقدمات سعادت و کارسازی ہوا پھر دستعاونکہ یہی حسنتم از خزانۂ غیب ہے ہمان زبان کہ خطاب اشرف رسیدہ
اخوانیات کیواسطے خدا علیم ہے کہ دماغ عقل اوس روایح افضال کے نفائح سے معطر ہوا اور دیدۂ روح
اوس جوامع قبول و اقبال سے منور ہوا پھر دخانۂ لطف توان نامۂ نامی کہ نوشت ہے مہر سائد مشام دل تا ابو نبشت

قطعہ

ثنائے انکہ چہ تا ہست انکہ از راہ شرف باشد | زلال فضل را منبع نہال لطف را گلشن
زبہ نیش گشت بحمد اللہ نطقش یافت جان راحت | ز لطفش گشت دل تازہ ز خطش دیدہ شد روشن

تقسیم ششم مقابلہ اور بعد تمہید کے اوسکا حل ہے اول یہہ کہ مقابل اون تحفونکے جو مطالب مکتوب سے حاصل
ہوتے ہین یا مقابل اون عطوفت و مرحمت کے مضمون مکتوب جسپر مشتمل ہو وہ تین کلمے خدمت و عبودیت کے ہمراہ اسلام
و تحیت کے علیٰ قدر مراتب لکہے جاتے ہین دوم یہہ کہ طریقہ معذرت اختیار ارسال خدمات و تحیات سے متعرض ہون
اور یہہ صورت اوسی وقت ہے چنانچہ ہم ہر ایک کی مثال جداگانہ بیان کرتے ہین مقابلہ نوع اول مناسب طبقات
و اخوانیات طبقۂ اعلیٰ کیواسطے مراحم خسروانہ اور عواطف بادشاہانہ کے مقابل مین وظایف اطاعت اور لوازم
ضراعت موقف عرض مین سو وض رکھتا ہے طبقۂ اشرف کیواسطے ہر حرف کے برابر مین ہزار جواہر دوامر
خدمت و دعا اور ہر کلمہ کے مقابل مین ہزار دُرّ ریز غُرّر مدحت و ثنا بے ریب و ریا بصدق و صفا پیشکش کرتا ہے
اخوانیات کیواسطے آپکے لطف و کرم کے مقابل مین صورت اخلاص و دولتخواہی بصورت ہر کہ نقشبند ازل نے
خامۂ تقدیر سے لوح خاطر پر سطر کی تھی جلوہ گاہ ظہور مین آئی مقابلہ نوع دوم اعتذار مین طبقۂ اعلیٰ کیواسطے
اوس عواطف سلطانی اور مراحم خسروانی کا عذر و معذرت کہ اس نمک پروردہ قدیمی اور بندۂ صمیمی کو جسسے سرفراز
فرمایا تہا حیز تقریر سے خارج اور سرحد تحریر سے متجاوز ہے شیوۂ مولف ہوا و مال عالی سایہ گستر فرق احقر پر ہے اوسے
یہہ کمترین بندگان ظل ہما سمجھا ہے طبقۂ اشرف کیواسطے عذر اوس نامۂ شریف کا کہ فی الحقیقت تمنا مہ اس
فقیر ضعیف کا ہے کس قلم سے رقم اور کس زبان سے بیان ہو سکے فرد مولف گرچہ این لایق نہ تہا فدوی مگر ای فرو الکرم
شامل حال تہان ہے انکا خلق اتم ہے اخوانیات کیواسطے مخلص نوازی و فقیر پروری اور ہوا خواہان قدیم پر
الطاف گستری اوس یگانۂ آفاق کے کرم و اخلاق سے بعید و غریب اور بدیع و عجیب نہین ہے بیت مولف
لطف تجہسے تہی خورشید سے ہو سکتا ہے کچہہ نئی باتین نہین ہین بلکہ ہے رسم قدیم ہے قسم ہفتم تشکر مین اور وہ

اور وہ عبارت ہے ذکرِ شکرگذاری و سپاسداری مکتوب الیہ سے سعادتِ احوالِ کاتب اور ازدیادِ مناصب و نعمت و مراتب اور صحت و سلامت
اور عافیت و کرامت وغیرہ پر کہ مکتوب ہے جو مضمون سے مفہوم ہوا ہو طبقۂ اعلیٰ کیواسطے جو کہ توقیعِ رفیع اور منشورِ رفیع
مضمون کرامت مشحون سے صورتِ انتظامِ مہام اور نفاذِ اوامر و احکام نے آئینۂ ادراک میں ارتسام پایا مراسمِ سپاسگذاری
پیش پہونچاتا ہے اور شکرِ جنابِ الٰہی بجالاتا ہے الحمد للہ حمداً دائماً ابداً والشکر علیٰ کل حال طبقۂ اشرف کیواسطے
جو کہ صحیفۂ عالیشان معالی نشان کے مضامینِ صداقت قرین سے علوِ اعلامِ نعمت اور ترقیِ جاہ و حشمت کا حال دریافت ہوا
مخلصِ دعاگو صدقِ نیت سے سجدۂ شکر ادا کرتا ہے اخوانیات کیواسطے جو کہ مکتوبِ مرقوم سے معلوم ہوا
کہ اسبابِ دولت و اقبال اور سامانِ حشمت و جلال موجود ہے اور اخترِ بخت پایندہ و فرخندہ و مسعود ہے ریاضِ
مسرت کو سحابِ حمدِ ربانی اور شکرِ سبحانی سے تازہ و سیراب اور سرسبز و شاداب کرتا ہے اے دبیرِ بیخطر مخفی
نرہے کہ جوابِ مکتوب میں اظہارِ عجز بھی کاتب کی تعریفِ کامل ہے اور لازم ہے کہ بیانِ تحریرِ مکتوبِ جواب کے
اول لکہا جائے اور عبارت اختصار کرکے جلد تر شرحِ احوال میں مشغول ہوں اور یہ تصرفِ منشی کے ذہن سے علاقہ رکہتا ہے
چنانچہ اوسکی مثال یہ ہے نثر قطرۂ سرگردان سے جوابِ دریاے گوہر فشان لکہنا بے ادبی ہے اور ذرۂ بیمقدار سے
خطابِ خورشیدِ عالم آرا کا محض بوالعجبی ہے نظم مؤلف کسی سے وحی کا ہرگز تم جواب ہو نہ کوئی جواب لکہے بہی
تو باصواب ہو نہ جبکہ تقریرِ دلپذیر شہزادۂ ذیجاہ عالم پناہ کی اس مقام تک پہونچی فرزانۂ روزگار نے ارشاد کیا
کہ اے خسرو پرور کہاں تک کلام کو طول دوگے اور کب تک سلسلۂ سخن کی رسی دراز کروگے بس بس اب حاضرینِ مجلس کی
سمع اشتہی کا خیال کرو اور دیکہو کس قدر وقت منقضی ہو چکا ہے خسرو پرور نے سکوت اختیار کیا اور تمام حاضرینِ دربار کیطرف
متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے زمرۂ علما و مجمعِ فضلا و اے گروہِ ادبا و اے جمہورِ حکما سید الکلام تمام ایک عجیب عالمِ محویت میں کل امواجِ
بحرِ زخار و طلاطمِ دریاے ناپیدا کنار جوش میں تہا کہ خدا اپنا کس درجہ پر پہونچا اور تمہاری اوقاتِ عزیز میں خلل انداز ہوتا مگر
الحمد للہ کہ میں بہت جلد خبردار ہو گیا اور تمہارا وقت بہی زیادہ ضائع نہونے پایا سب نے عرض کی کہ اے رشکِ سحبان
وائے غیرتِ حسان ہم اوسوقت کو اپنی عمرِ گرامی کا نتیجہ تصور کرتے ہیں اور اوقاتِ عزیز کا خلاصہ جانتے ہیں کہ جو وقت
آپ کے فیضِ ہمکلامی سے خندہ و افروز اور آپ کے استماعِ تقریر سے بہجت اندوز
ہوتے ہیں مؤلف تحریر کی تصویر سے تقریر تمہاری ہو اب جو سنی
گوش نہیں پایہ تن چشم ہو بادشاہِ عرش بارگاہ نے فرزانۂ روزگار کو
ہمراز تحسین و آفرین خلعتِ گرانبہا سے
مشرف کیا اور دربار برخاست
ہوا

بابِ دہم موسوم بہ عقلِ اول

مؤلف

عالمِ مستی مین ہین مدہوش رندِ بادہ نوش — فصلِ زور و شور ہے اور موسمِ جوش و خروش
ساقیا کیون دم چراتا ہے ذرا میدان مین آ — چھپنے کی بات کیا ہے او نگارِ مہ وش

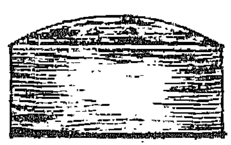
جس وقت شہزادہ خرد پرور ہمایون فر انجمنِ امتحان کے درسگاہِ عالی شان مین رونق افزا ہوا طریقہ مشہورہ کے موافق فرزانۂ روزگار عالی وقار کے روبرو بامیدِ حصولِ تعلیم جلوہ فرما ہوا اوستادِ فرخ نہاد نے زبانِ ہدایت بیان سے ارشاد کیا کہ اے سعیدِ کونین وے وحیدِ دارین آپنے علومِ اعلے اور فنونِ اشرف مین ضروری کاروائی کے لائق دستگاہِ لیاقت پیدا کرلی ہے اور عنایتِ بے نہایتِ حضرتِ رب العزت سے کسی مقام پر نیند نہ ہوگے یہہ تمام باتین تعلیم روحانی سے متعلق ہین اب تعلیمِ جسمانی سے بھی بہرہ اندوزی نشانِ نصرت و فیروزی ہے یاد رکھو کہ قوت و توانائی ایک بڑی نعمتِ الٰہی ہے جو انسان قوی و زورمند ہوتا ہے اوسکی ذات سے کارہائے سخت انجام پاتے ہین اور مہماتِ عظیم الانصرام قبول کرتے ہین اور جو کوئی ضعیف و ناتوان ہوگا اوس سے ہرگز محنت و مشقت اور زور و قوت کے کام نہو سکینگے اسلیئے کہ مردِ ناتوان کو بارِ سر بھی وبالِ دوش ہوتا ہے پس بارِ مہمات کا کسطرح متحمل ہو سکے گا اور کارہائے زور و قوت کو کس صورت سے انجام دیگا الغرض سواری اسپِ تیز رفتار اور سگالیہ گہر دار اور اعدائے دولتِ بد زوال سے معرکہ جدال و قتال اور تمام کار و بارِ دنیا اور معاملاتِ عقبی زور و توانائی کے محتاج و حاجتمند ہین علمائے دین اور حکمائے حکمت آئین نے کسبِ قوت کے لیئے ورزش و ریاضت کیطرف اشارت فرمائی ہے اے خرد پرور مردِ عاقل کو لازم ہے کہ سرانجامِ امورات دنیا اور انصرامِ مہماتِ عقبی کیواسطے کسبِ قوت پر توجہہ مصروف رکھے اور مردِ قوی کو مناسب ہے کہ زور و توانائی کے غرور سے عاجزون اور ناتوانونکا پنجہ نہ مروڑے اور زور و ظلم سے زیردستون کو آزار نہ دے زیردستونکو رنج پہونچانا اور ضعیفونکو آزار دینا شجاعونکا کام نہین بلکہ نامردون کا شیوہ ہے اور شیرونکا طریقہ نہین بلکہ رذیلون کا پیشہ ہے وحوش و طیور سے بھی کسی ذی روح کی ایذا رسانی کہ جسے آزار کا اندیشہ نہو مردی و مردانگی سے بعید ہے بلکہ دشمن کیطرف سے بھی جبتک کچھہ ضرر نہ پہونچے نہ ستائین اور جبتک کہ نقصان کو مال سے دفع کر سکین جان کو خطر مین نہ ڈالین اور بے آبروئی کے مقام پر کہ جہان بے گناہ عزت جاتی ہو اگر جان کا دریغ نکرین تو جائز ہے کہ اہلِ عزت و حرمت ہرگز بے آبروئی و بیحرمتی کی زندگی نہین گوارا کرتے چنانچہ یہہ مثل مشہور ہے مثل جان کی خیر مال اور عزت کی خیر جان اور بزرگونکا قول ہے قول یکدن شیر ہوکر جیئے

اور سودان ہمیشہ ہو کر یہ جیتے شجاع وہ ہے کہ سختی و مصیبت اور غم و الم کے وقت خود کشی نہ کرے اور بیہودہ
و دانستہ اپنی جان عزیز کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالے کہ اس موت کا نام حرام موت ہے کہ جسکے باعث بعد
مرگ بھی انسان عذاب آخرت میں گرفتار ہوتا ہے مرد شجاع انسان وہ ہے کہ تکلیف و صعوبت کی حالت میں
ثابت و مستقل رہے اور بار شداید و آلام کا تحمل ہو حکمائے دانشمند کا قول ہے کہ ورزش سے رگ پٹھے جیسے
درست رہتے ہیں اور محنت و ریاضت کے باعث فضول بدن تحلیل ہوتا ہے اور صفائی جلد و بدن ہوتی
اور پارسائی کہ جسمیں ہمہ وجوہ رضائے الٰہی ہے زورمندوں کے لئے نہایت لازم ہے اسواسطے کہ شایقان زور
و ورزش ہرگز فسق و فجور کیطرف میل و التفات نہیں کرتے کہ اعمال قبیحہ عمل ورزش کو باطل اور قوت حال کو ضعیف
و کاہل کر دیتے ہیں سوم ورزش جاڑوں کا موسم ورزش کیواسطے بہتر ہے کہ حرارت موسم کے نہ ہونے سے
عمل ورزش بوجہ احسن ادا ہو سکتا ہے جو لوگ ورزش کے شایق ہیں وہ گرمی میں [illegible] موقوف نہیں کرتے
مگر تقلیل ضرور عمل میں لاتے ہیں اہل ورزش کی غذا دودھ اور گھی اور [illegible] اور [illegible] ہوتے ہیں
بلکہ ورزش کیوقت بقدر خواہش اونکو منہ میں رکھنا اور چبانا بہتر ہے اور خشک میوہ جیسے بادام اور
اخروٹ اور کشمش وغیرہ مسمن بدن اور مقوی اعصاب ہے اور نان گندم اور گوشت حلوان بقدر
اشتہا کہانا اور ترشی سے احتیاط ضرور ہے اکہاڑا اہل ورزش کیواسطے ایک جگہ مقرر کرکے اوسکا نام
اکہاڑا قرار دیتے ہیں اوسکا یہ طریق ہے کہ سایہ میں [illegible] کو کہ [illegible] ہو کر اوسکے گرد ڈیڑہ
گز زمین بالشت بہر احاطہ بلند ہو جاتے ہیں پہر خاک چرب لطیف اور پاکیزہ لیکر [illegible] میں چہانکر تمام
زمین مربع میں اسقدر بچہاتے ہیں کہ ایک بالشت سے کچہہ زیادہ ہو جاتے بعد دودہ اور گھی کا تیل کرکے
میں ملا کر تھالی اور [illegible] چہڑکتے ہیں یہانتک کہ وہ خاک ان چیزوں سے [illegible] ہو جاتی ہے پہر اوس میں کشتی
و ورزش کرتے ہیں اور ورزش کے وقت [illegible] بازون اور بدن پر ملتے ہیں
اس مٹی کی یہہ تاثیر ہے کہ جسم کو نرم اور ترو تازہ کرتی ہے ورنہ خاک بالخاصیت خشک ہے تا اس خاک
پر ورزش کیجیے [illegible] زائل ہو جاتی ہے اور اس مٹی میں گرتے پڑنے اور لوٹنے سے نقصان نہیں پہنچتا
بلکہ نفع حاصل ہوتا ہے اور ورزش کی بہت قسمیں ہیں چنانچہ ڈنڈ اور کشتی کی مختلف صورتیں ہیں ایسے لوگ
ہاتہہ پیر سے بلند اور پاؤں ہاتہوں سے زمین پست میں رکہکر ڈنڈ کرتے ہیں اس قسم کے ڈنڈ سے اعضائے اسفل
میں زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے اور اعضائے اعلے میں کمتر لیکن یہہ قسم مقبول اہل ڈنڈ کیواسطے جو کہ موت
اور طبیبوں اور کامل پہلوانوں نے پسند کی ہے اور جسے تمام اعضا اور [illegible] سینہ اور استخوان و مفاصل میں یکسانی
زور پہونچتا ہے وہ یہی ہے کہ ہموار سطح زمین پر ڈنڈ کریں ڈنڈ کا قاعدہ یہہ ہے کہ دونوں ہاتہوں کو

ایک دوسرے کے مقابل تین بالشت کشادہ اور دونوں پیرون کو ہاتھونکی نسبت تہوڑا نزدیک اڑہائی بالشت کے فاصلے پر رکہین ہاتہون اور پیرونکے درمیان پانچ بالشت کا فاصلہ رکہکر ڈنڈ شروع کرین اور احتیاط شرط ہے کہ دست وپا اور دہن وگردن اور سر وغیرہ کو ڈنڈ کرنیکے وقت کج نکرین اپنی وضع اصلی پر رکہین کہ یہہ امر اس فن کے آداب مین داخل ہے اور جب ڈنڈ کرین تو سر وسینہ کو آگے زیادہ تر کہینچین اور مونہہ بند رکہین اور سانس کو دیر دیر مین آہستگی وآسانی کے ساتہہ سوراخ بینی سے باہر نکالین اور ابتدا مین زیادہ تر حبس نفس نکرین کہ اوس سے امراض پیدا ہوتے ہین اور بہتر ہے کہ ڈنڈ کرنے وقت کہانیکی کوئی لطیف چیز کہ مقوی ومسمن بدن ہو مونہہ مین بہر رکہین اسلئے کہ اگر خالی دہن ورزش کرین تو حلق کی خشکی لاحق ہوتی ہے اور آنکہون مین حلقہ پڑجاتے ہین الحاصل اس ترکیب سے روز اول پانچ ڈنڈ کرین اور بہر بقدر طاقت ہر روز زیادہ بڑہاتے جائین یہانتک کہ بتدریج سو دو سو پانسو ہزار دو ہزار کی نوبت پہونچے اور عقلی قاعدہ اسکا یہہ ہے کہ ایک دفعہ جسقدر ہوسکین اوسقدر ڈنڈ کرین اوسکے بعد ایستادہ ہوکر دم لین اور بازو اور کہنی اور کلائی کو مالش دین اور ٹہلتے جائین کہ دم درست ہو اور بدن کی گرمی کم پڑے بعد ازان پہر مشغول ہون اور اگر یہہ جسقدر ڈنڈ کرسکین کرتے جائین اور لین اونکا شمار مناسب ہے پہر بعد شمار اول کہڑے ہوکر دم راست کرین اور آرام لین ڈنڈ کا فائدہ یہہ ہے کہ تمام اعضا اور رگ وپے اور استخوان ومفاصل کو طاقت وقوت حاصل ہوتی ہے اسکے سوا ڈنڈ کی مختلف صورتین اور بہی ہین چنانچہ شیر ڈنڈ اور چکر ڈنڈ اور ہنومان ڈنڈ وغیرہ اور ایک قسم ڈنڈ کی کہ جسکو ناگ ڈنڈ کہتے ہین سب مین زیادہ مشکل ہے اسکا یہہ طریق ہے کہ چارپائی پر کچہہ وزن اپنے جسم سے زیادہ رکہکر دونون پاؤن اوسکی رسی مین پہنسا کر تمام بدنکو ڈنڈ کے طریق پر بڑہا دیتے ہین اور ہاتہہ کا سہارا کسی چیز پر نہین دیتے فقط جسطرح سانپ لہراتا ہے اسیطرح صرف پنجون کے بل تمام بدن کو معلق لہرا کر سمیٹ لیتے ہین اور یہہ نہایت سخت ڈنڈ ہے جبتک بدن کمال مشق اور لوچ حاصل نہین کرلیتا اوسوقت تک ناممکن ہے اور بعضے لوگ سینے پر زیادہ زور دینے کیواسطے ایک نالی کہود لیتے ہین اور اسکے دونون کنارون پر ہاتہہ رکہکر ڈنڈ پیلتے ہین اور سینہ کو اسقدر کہینچکر نیچے جہکاتے ہین کہ نالی کے اندر زمین دوز ہوجاتا ہے اور بعضے آدمی تختی پر ہاتہہ جماکر ڈنڈ کیا کرتے ہین یہہ تختیان ایک وزن دار لکڑی کی بنائی جاتی ہین چنانچہ اون کی شکل یہہ ہے

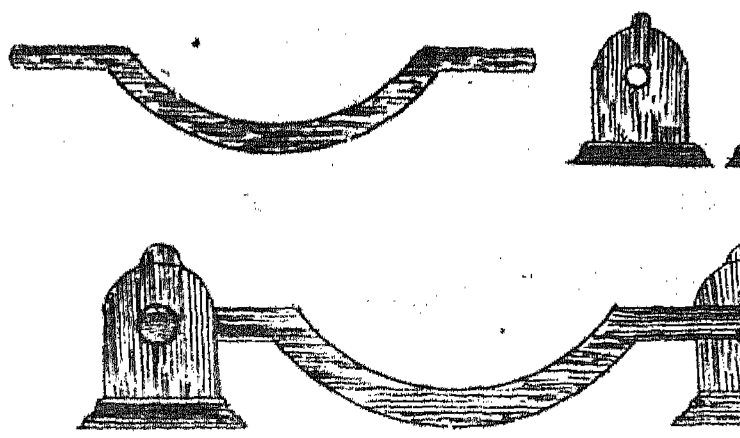
ناگ ڈنڈ کا طریق





ڈنڈ کی تختی

اور بل ڈنڈ اس کثرت کیواسطے ایک عمدہ آلہ ہے جسکے دونون جانب لکڑی کے تختے ہوتے ہین اور بیچ مین ایک لکڑی ایسی لگائی جاتی ہے کہ دونون طرف بالشت بھر سینہ سے نیچے اور بیچ مین خمدار ہوتا ہے تصویر یہ ہے کہ ہاتھ رکھتے ہین اور سینہ و پیٹ اسکے بیچ مین آجاتا ہے

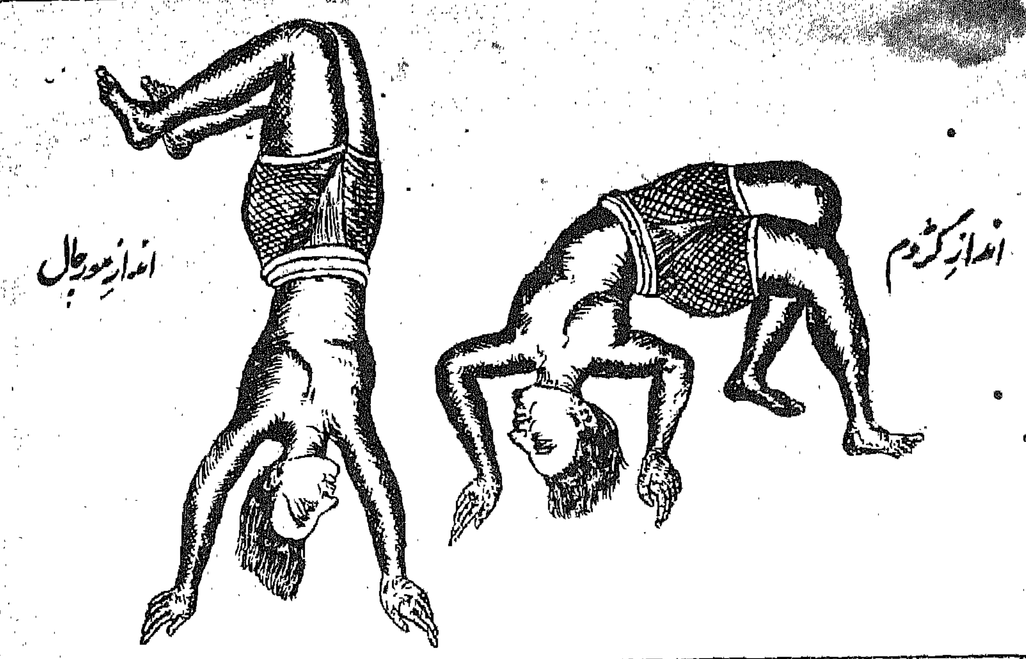


بیٹھک کا بیان

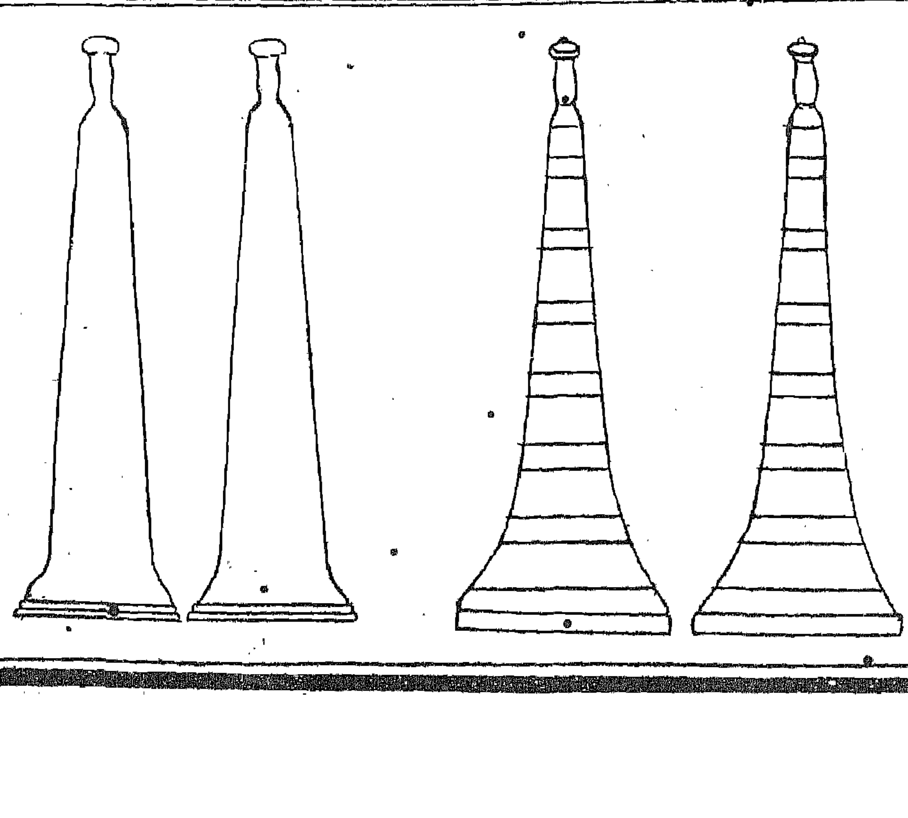
بیٹھک اس سے پنڈلیان اور رانین پر قوت ہوتی ہین اس ورزش کا فایدہ کر کے ہوتا ہے بیٹھک کا قاعدہ یہہ ہے کہ دونون پاؤن زمین پر برابر قائم کرکے سر کو بطرح سیدھا ایستادہ ہو کر کمال راستی سے کہ گردن اور سر اور پشت خم نہو آہستہ چلنے کے قریب زمین کے نزدیک بیٹھنے کا ارادہ کرکے پھر کھڑے ہو جائین اور دونون پاؤن ایکدفعہ اپنی جگہہ سے پیچھے ہٹائین پھر دونون پاؤن یکبارگی اول جگہہ پر لیجا کر نصف جلسے کے قریب نیچے ہوکر بدستور سابق پیچھے ہٹ جائین اور اسی طریق پر ہم متواتر سو دو سو بلکہ ہزار دو ہزار بیٹھک لگائین اگرچہ اسکے اور بھی چند مختلف طریقے ہین لیکن سب مین یہی طرز بہتر و پسندیدہ ہے

سور چال کا بیان

سور چال اس ورزش سے ہاتھ کے پنچے اور کلائیان اور بازو اور شانے اور گردن وغیرہ فربہ و تنومند ہوتے ہین اور سر و دماغ مین بھی قوت پہونچتی ہے اسکی یہہ ترکیب ہے کہ دونون ہاتھ زمین پر برابر ٹیک کر اپنے جسم کا تمام وزن اون پر سنبھالتے ہین پھر سارا جسم اوٹھا کر بالکل دونون پاؤن بلند کر دیتے ہین اور صرف ہاتھون کے بل کھڑے ہو کر اسطرح چلتے ہین ابتدا مین اس کی مشق کے لئے پاؤن کو کسی دیوار وغیرہ کا سہارا ضرور ہے یہان تک اس ورزش کو کرتے رہین اور جسم کو جسوقت ہاتھون پر اوٹھا لینے کی قوت بہم پہونچتی ہے تو پھر ہاتھون کے بل چلنا شروع کرتے ہین اب اس کا نام سور چال ہے اور بدن کے توڑنے کے لئے اسی طرح پاؤن کو دوسری جانب خمیدہ کرکے زمین کے قریب لانے سے کمر مین لوچ اور لچک اور قوت پیدا ہوتی ہے چنانچہ دونون اندازون کی یہہ صورت ہے

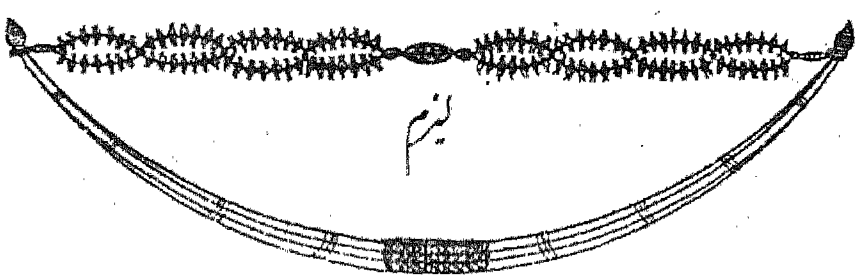


مگدر اس کثرت سے ہاتھ اور بازو اور شانے اور گردن اور اعضاے سینہ تیار و توانا ہوتے ہیں
مگدر کے ہاتھ دو طرح کے مشہور و معروف ہیں ایک رومالی دوسرے بغلی رومالی ہاتھوں سے شانے تیار
ہوتے ہیں اور بغلی سے بغلیں اور مگدر ہلانے کیوقت بھی حبس دم کی رعایت ضرور ہے انکو بھی بتدریج زیادہ
کریں کہ ہزار دو ہزار کی نوبت پہونچے اور بیشتر ہلکے مگدر سے شروع کرکے بھاری مگدر کی مشق بڑہاتے جائیں
ان ہاتھوں کے سوا چرخی کے ہاتھ اور چوتکے وغیرہ چند قسمیں اور بھی ہیں اور بعضے مشاق مگدروں میں
سلاخہاے آہنیں لگاتے ہیں اور ان خاردار گران وزن مگدروں کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ
جسم سے بالکل علحدہ ہلاتے ہیں اور صفتگری سے اپنا تمام بدن بچاتے ہیں چنانچہ مگدر کی تصویر یہ ہے



بیان لیزم

لیزم اس ورزش سے نصف اعضاے اعلے کو بیشتر کر سے سرتک قوت حاصل ہوتی ہے اور لوگون نے
اسکی ورزش بہی انواعِ مختلف اور اوضاعِ گوناگون پر اختراع کی ہے بعضے اس ورزش مین لیزم کی
آواز سے کلمہ طیب ادا کرتے ہین اور بعضے تمام اعضا کو جداگانہ طریق پر کمان لیزم سے باہر نکالتے ہین
اور عجیب وغریب صنعتین ظاہر کرتے ہین لیزم ہلانے سے فوراً جسم پر موزونیت کا اثر پیدا
ہو جاتا ہے اور بدن مین جامہ زیبی کی صفت آجاتی ہے لیزم کی صورت یہہ ہے



پنجہ

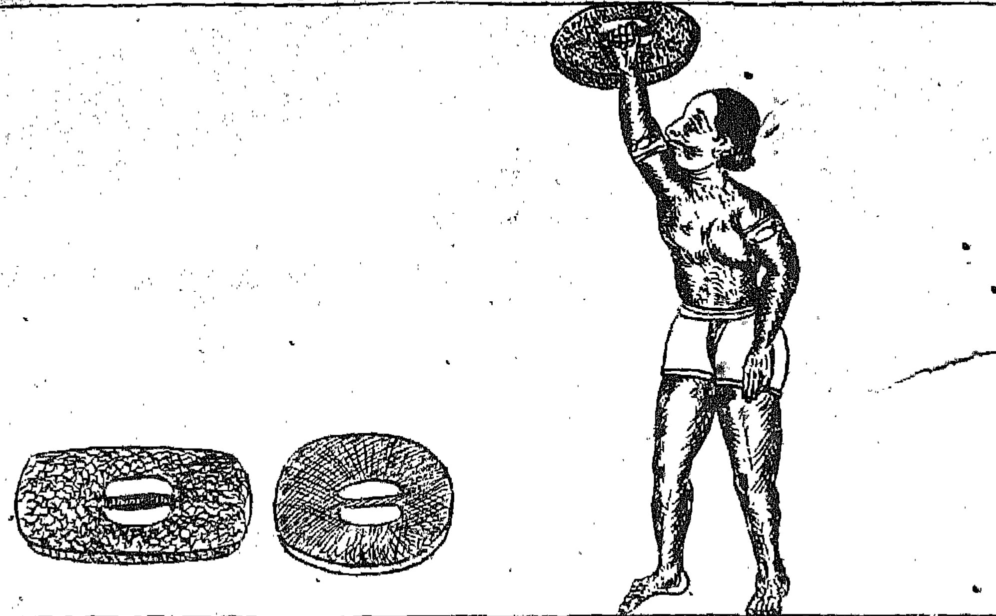
زور آزمائی کیواسطے چند قسمین اور بہی ہین جیسا پنجہ اور کلائی وغیرہ پنجہ یہہ ہے کہ حریف کے
داہنے ہاتہہ کی انگلیون مین اپنے داہنے ہاتہہ کی انگلیان ڈالکر خوب گانٹہہ لیتے ہین اور اپنی
چہنگلی کیطرف زور کرکے انگوٹہے کیطرف سے ہاتہہ کو گردش دینی شروع کرتے ہین اسکے واسطے
بہی بہت کچہہ داؤ پیچ مقرر ہین مگر اصل اصول یہہ ہے کہ پنجہ حریف کی طاقت سنبہالنے کا قصد کرے
اور خود زور نہ کرے بلکہ جبکہ حریف کی طاقت پوری ہو چکے تو اوسوقت اپنا زور کر دے اور اوسکے
پیچ مین عمدہ پیچ قینچی ہے یعنے حریف جسوقت زور کرکے پنجے کو پلٹنا شروع کرے تو خود بہی آہستہ
آہستہ اپنا ہاتہہ ہٹاتے جائین جب وہ سمجہے کہ اب مینے ہاتہہ دبا لیا ہے اور خوب ریلے تو اوسوقت
یکبارگی جہٹکا دیکر اپنے سامنے کہینچ لائین اور اوسکے ہاتہہ کو بے قابو کرکے پنجہ مروڑ دین اور جسدم
وہ قینچی کرنیکے واسطے ہاتہہ کہینچنے کا ارادہ کرے تو خود اپنا ہاتہہ آگے بڑہاتے ہوئے دفعۃً موقع پاکر
قینچی کر جائین اور بعضے لوگ بائین ہاتہہ سے بہی پنجہ کرتے ہین مگر پنجے مین اکثر اوقات انگلیونکا ضرر
ہو جایا کرتا ہے کلائی کا زور بہی علی ہذا القیاس کچہہ عمدہ زور نہین اسکا یہہ طریق ہے کہ جب حریف

کلائی

کلائی کی گرفت کرتا ہے تو اوسوقت اپنے ہاتہہ کی گاودی سے اوسکی کلائی کو اوتار کر اپنی کلائی چہڑاتے
ہین اور اسکے واسطے بہت کچہہ کاوش بہی کرتے ہین لیکن اکثر دیکہا ہے کہ جو شخص پنجہ یا کلائی کا ربط
زیادہ رکہتے ہین تو اونکے جسم کی تمام قوت اونکے ہاتہہ مین آجاتی ہے اور جسم کمزور ہو جاتا ہے

نال ایک بھاری پتھر بیچ میں سے خالی ہوتا ہے اور درمیان میں گرفت کیواسطے ایک قبضہ رکھتے ہیں اوسکو پکڑ کر ہاتھہ سے اوٹھاتے ہیں اور سر سے بلند کرکے سیدہا تان دیتے ہیں اس ورزش سے دست و بازو میں قوت زیادہ ہوجاتی

نال



کشتی ایک عمدہ فن ہے اسکے تین سو ساٹھہ بند فاخرہ منتخب ہیں مگر اسکا اصل اصول ایک قاعدہ عجیب و غریب ہے یعنے جب حریف سے کشتی ہونے لگے تو اوسکے بند میں آکر زور نکریں بلکہ سست ہوکر اپنے آپکو دیدہ و دانستہ حریف کے حوالہ کردیں یہانتک کہ حریف نزدیک آجاوے اور جسوقت حریف کا زور تمام ہوچکے اوسوقت اپنا پیچ حریف پر قائم کرکے اوسکو پچھاڑیں اور حریف اگر قوی تر ہے تو اوسکو بھی اسی تدبیر سے مغلوب کرسکتے ہیں ۔

کشتی



سیف بازی نہایت برگزیدہ اور ستودہ فن ہے اس فن مین جسقدر دقیقے اور نکتے ہین اونکا بیان دشوار ہے اگر اس فن کے کامل سے ایسے سو آدمی جو اس فن سے بیخبر ہون تیغ و خنجر اور تیر و کمان اور گرز و سنان سے اوس پر حملہ کرین تو کسیصورت غالب نہین ہو سکتے اور وہ جس کسی پر حملہ آور ہو تو قدرت رکہتا ہے کہ مقتول و مجروح کرے لیکن بندوق سے عاجز ہے اسلئے کہ دور سے اوسکا کام تمام کر دیتی ہے ای خرد پرور اس فن گرامی کا اصل اصول چار باتین ہین اول چالنگری کہ جسکو سیف باز بنیٹ اپنی اصطلاح مین پینترا کہتے ہین دوم قواعد چالنگری کہ جسکو اونکے محاورہ مین ونج کہتے ہین سوم حریف کی ضربونکا بچاؤ کہ جسکو روک کہتے ہین چہارم حریف کو مارنیکا طریقہ کہ جسکو ہنرمند اونکی اصطلاح مین داؤ کہتے ہین اسکے سوا اور بھی بہت کچھہ اصطلاحین مقرر ہین مگر فن سیف کی بیخ و بنیاد انہین چار قاعدون پر مبنی ہے

پہلے پینترا اور اسکے واسطے زمین وسیع و فراخ چاہئے کہ جائے تنگ مین پینترے چلنا دشوار ہے پس جبکہ حریف مقابل ہو تو ہنرمند کو لازم ہے کہ اپنی آنکھہ اوسکی آنکھہ سے لڑاتے اور حریف سے غافل بلک نہ ہارے اسلئے کہ غفلت و بیخبری سے چشم زدن مین اپنا کام پورا کرلیتا ہے اور پینترا چلنے والا ایک مقام ٹہرا ندرہے بلکہ برق کیطرح تیزی و چستی سے ایک مقام سے دوسرے مقام پر جست کرتا رہے اور تمام ہوش و حواس اسبات پر مصروف رکہے کہ ضرب حریف سے خود محفوظ رہے اور اپنی ضرب اسطرح حریف پر لگاوے اور ایک بڑا نکتہ یہہ ہے کہ چالنگری کا ہنر مرد توانا سے بوجہ حسن ظہور مین آتا ہے اور مرد ناتوان ضعیف البنیان سے اگر پینترے بخوبی ادا نہین ہو سکتے اسواسطے انسانکو مناسب ہے کہ پیشتر مشق و ورزش سے قوائے جسمانی کی تقویت حاصل کرکے فنون سپہ گری کی جانب متوجہ ہو دوسرے ونج اور پینترونکی ونج بہت قسم ہے چنانچہ ونج بنوٹی اسکا یہہ قاعدہ ہے کہ داہنے ہاتہہ مین شمشیر اور بائین ہاتہہ مین سپر لیکر جست کرکے حریف سے مقابل ہو اور زانو کشادہ و خمیدہ رکہے اور سیف و سپر کے دونون ہاتہون کو دونون جانب دراز کرکے کبھی سیف کو ایستادہ رکہے کبھی قبضہ سیف کو خمیدہ رکہے کہ سیف کا سرا زمین سے لگے اور کبھی قبضہ سر پر پہونچے اور اسیطرح سپر کی گدی کو بھی حرکت دیتا رہے سر و گردن اور چشم ہر طرف پہرتی رہے اور پینترے بدلتا ہوا اسیطور پر داہنے بائین اور آگے پیچھے جاتے اور اپنا جسم اسقدر سمیٹے کہ سیف و سپر کی پناہ مین حریف پر چوٹ لگاوے اور حریف حملہ کرے تو پینترے کے قاعدہ سے ضرب حریف خالی دے اور حریف کی چوٹ سے جست کرکے پینترے کے ساتہہ دور ہٹ جاتے یہہ طریقہ نوجوانون اور زورمندونکے بہتر ادا ہوتا ہے اور پیران سالخوردہ سے متعذر ہے امر ونج اسکا یہہ طریق ہے کہ پنجونکے بل قائم ہوکر دونون قدم آگے پیچھے برابر زمین پر رکہے اور کمر کو خمیدہ کرکے سیف و سپر کے دونون

سیف بازی کا بیان

پینترا

ونج بنوٹی

امر ونج

دونوں کو سر کے برابر دراز رکھے اور حریف پر متواتر چوٹیں لگائے اور جب حریف حملہ کرے تو جست
کرکے اوسکا داؤ خالی دے گاؤ مکہہ پیچ اسکا یہہ دستور ہے کہ سیف و سپر کے دونوں ہاتھہ برابر
اور کشادہ ہوں اور گردن کو حریف کیطرف خم دیکر شمشیر و سپر کے ہاتھوں کو گردش دیتا ہوا اپنی ضربیں
حریف پر لگائے اور حریف کی ضربیں خالی دے چور پیچ اسکا یہہ انداز ہے کہ جسوقت میدان میں حریف سے
مقابلہ ہو تو جسم اپنے اختیار میں رکھے اور قابو کے ساتھہ کبھی قدم آگے بڑہائے اور کبھی پیچھے ہٹائے اور
اپنا تمام بدن چست و درست کرکے سیف و سپر دونوں ہاتھہ سینے کے مقابل دراز کرکے پینترا چلے
اور حریف پر ضرب لگاکر بجلی کیطرح جست کرکے ضرب حریف سے علحدہ ہوجائے داؤ پیچ علحدہ اور یہہ پیچ
سب میں بہتر ہے اس پیچ میں سب سے زیادہ عجیب و غریب یہہ بات ہے کہ اس وضع میں پینترا چلنے
والیکے تمام جسم سے لفظ علی نمایاں ہوتا ہے اسکا یہہ طریق ہے کہ رو بقبلہ ایستادہ ہوکر بایاں پاؤں
اسطور پر رکھے کہ ایڑی شمال کیطرف اور پنجہ جنوب کیطرف رہے اور داہنا پاؤں مغرب کیطرف
ایسے طور پر رکھیں کہ اوسکی ایڑی بائیں پاؤں کے ٹخنے سے مقابل ہو پشت مشرق کیطرف رہے اور
دونوں پیروں میں نو یا دس گرہ کا فاصلہ ہو اور دست راست کہ جسمیں سیف ہوتی ہے داہنے طرف
سینے سے ایک بالشت آگے رکھے اور کلائی کو بائیں طرف تھوڑا سا خم دیکر سیف کو ہاتھہ میں منحرف
قائم کرے اور پہلوے راست کیطرف سے حریف سے آنکھہ لڑی رہے اور کلائی کو ملائم کرکے جانب
بائیں ذرا سا پیچ دے اور دست چپ کہ جسمیں سپر ہوتی ہے اوسکو سیدہا لٹکا کر اسطرح حرکت دے
کہ کبھی سپر کو سامنے لائے کبھی پیٹھہ کے پیچھے لیجائے اور دونوں زانو خمیدہ رکھے اور پاے چپ پر تمام جسم کا
وزن دیکر پاے راست کو سبک رکھے اور چشم کو چشم حریف سے چار کرکے نہایت زور و قوت سے حریف پر
ضرب لگائے اور پاے چپ کو اسقدر محکم رکھے کہ کسیطرح اپنے مقام پر قائم رہے اور مطلق جنبش نکرے
اور پاے راست کو نرم رکھے کہ حریف پر حملہ کرنیکے وقت آگے بڑہ جائے اور حریف کی چوٹ روکنے کے وقت
پاے چپ کے برابر آجائے جبکہ شمشیرزن اس پیچ سے ایستادہ ہوتا ہے تو اوسکی شکل و صورت سے لفظ علی
نظر آتا ہے یعنے اوسکا سر عین کی جگہہ اور جس ہاتھہ میں سیف ہے وہ لام کے موافق اور پیچھے کا دہڑ یاے
معکوس کے طور پر ظاہر ہوتا ہے سوم قوائین ضرب کہ جسکو داؤ کہتے ہیں اسے خرد برد اصل میں داؤ
چہہ میں طمانچہ باہرہ کڑک پالٹ سرہول طمانچہ وہ ہے کہ داہنی طرف سے اعضاے
اعلیٰ پر لگائیں اور باہرہ بائیں طرف سے اعضاے اعلیٰ پر لگائیں اور کڑک وہ ہے کہ داہنی طرف سے
اعضاے اسفل میں اور پالٹ بائیں طرف سے اعضاے اسفل میں لگائیں اور سرہول وہ ہے کہ سر پر لگائیں

گاؤ مکہہ پیچ

چور پیچ

پیچ عالی

داؤ کا بیان

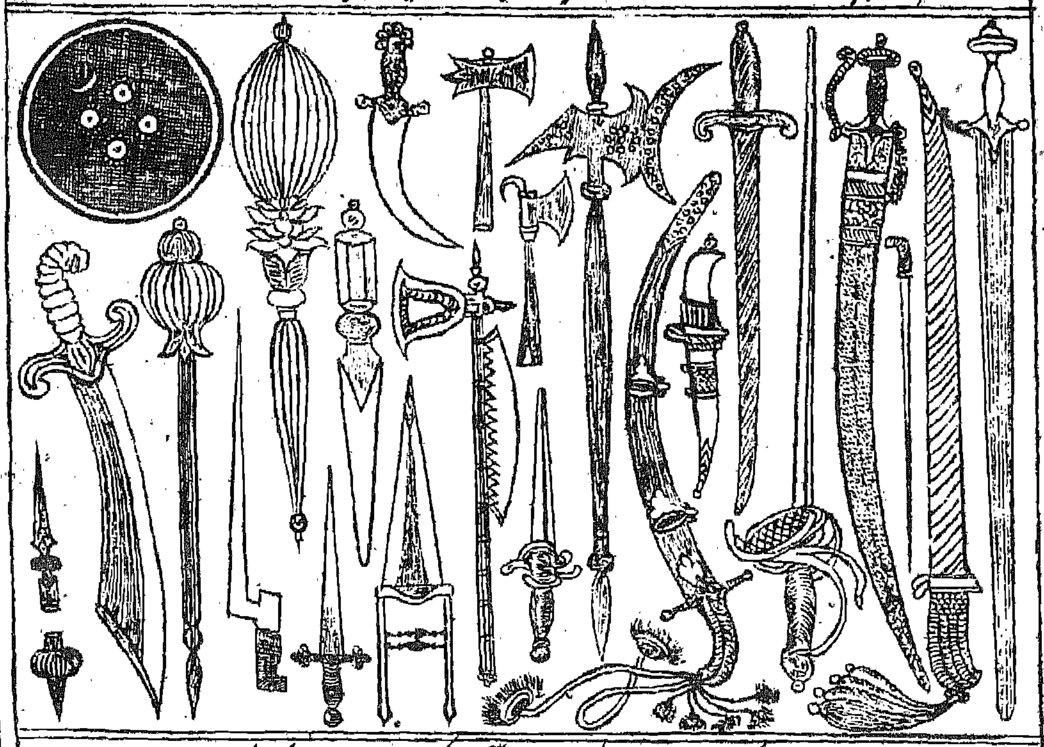
اور ہول جیسے کہ نیزہ کیطرح سیدہی سینہ اور شکم پر لگائیں یہہ چہہ ہاتہہ اصل ہیں اور باقی
نوع بکثرت اور اوستادونکے واسطے بائیں چہہ ٹون میں سر سے پاؤں تک اونچاس واو نکالے ہیں
اور یہہ چہہ بہی اونہیں داخل ہیں ان چہہ کے سوا تینتالیس واو ہیں چہارم قواعد حفظ یعنے روک
ابہی جیسے جو بیان کیا کہ اونچاس واو ہیں چہہ اوس اصل ہیں یعنے طمانچہ باہرہ کرک پالٹ سر ہول
اب ان چہہ واو کی روک بہی کہ تمام روکون کی اصل ہے یاد رکہنی چاہئے جب حریف طمانچہ پر
سیف لگاوے تو اوسکے روکنے کا یہہ قاعدہ ہے کہ فی الفور ہاتہہ راست کو بائے جیب سے متصل کرکے
قبضۂ سیف و سپر کو طمانچہ کے قریب لاوے کہ حریف کی چوٹ سپر پر پڑے اور بعلوت جیسے حریف کی
آنکہہ میں آنکہہ ڈالے رہے اور حریف باہرہ لگاوے یعنے بائیں طرف کا طمانچہ تو اوسکو بہی اسیطرح روکے
اور اگر حریف کرک لگاوے اور جگہ وسیع ہو تو برق کیطرح جہک کر پیچہے ہٹ جاوے ورنہ سیف کو کرک کے
مقابل زمین پر قائم کرے اور پاؤں اوٹہاکر پیچہے ہٹالے تاکہ ضرب حریف سیف پر پڑے اور حریف
پالٹ لگاوے یعنے بائیں طرف کی کرک تو اوسکو بہی چاہئے کرک کیطرح روکے اور حریف سر مارے
یعنے سر پر چوٹ لگاوے تو فی الفور ہاتہہ راست کو اوٹہاکر بائے جیب کے پاس لاوے اور سیف کو اپنے
کاندہے پر رکہکر سپر کو سر پر لاوے اور کمر اور دونون زانو خمیدہ کرکے اپنی آنکہہ حریف کی آنکہہ چار کرکے
ضرب حریف کو سپر پر لے اور حریف ہول مارے تو اوسکی دو صورتیں ہیں اگر اعضائے اعلی کیطرف ہے
تو فی الفور زمین پر بیٹہہ کر سیف و سپر سے ضرب حریف کو رد کرے اور جو حریف سینہ و شکم پر ہول
مارے تو لازم ہے کہ سینہ اور کمر بازو پر جا اوٹہا ہو کہ حریف کی ہول خالی جاوے اسے خوب پرورش الجملہ
فن سیف بازی میں چستی و چالاکی اور قوت اعضا اور جولانی ہوش و حواس اور تیزی چشم کہ آنکہہ کی
پتلی ہر طرف نگران ہو نہایت لازم و ضروری ہیں اور اصل مطلب اس فن کا یہی ہے کہ حریف کی ضرب
خالی دے یا سپر پر لے اور اپنی ضرب جسم حریف پر پہونچاوے اور اوسکا کام تمام کرے وعلے ہذا القیاس
تینتالیس واو کی روکونکا بہی جداگانہ قاعدہ ہے قبضۂ سیف کی گرفت اس طریق پر ہے
کہ قبضہ جسکو زبان ہندی میں تہلی کہتے ہیں پانچ اونگلیوں سے پکڑ کر اونگلیون کا سرا ہتہیلی سے چسپان
رکہیں اور سر انگشت کو سبابہ پر رکہکر اسقدر زور و قوت سے قبضہ پکڑیں کہ جنبش ممکن نہو اسلئے
کہ اگر قبضہ ہاتہہ میں سست ہوتا ہے تو ہتہیلی کو صدمہ پہونچتا ہے اور بسا اوقات ضرب کیوقت
سیف بہی ہاتہہ سے گر پڑتی ہے اور سبابہ کے پیچ کا جوڑ سیف کی دہار سے مقابل رہے کہ درست
اور سیدہی چوٹ پڑے اگرچہ ہے اس فن کی چار اصطلاحیں انکو سکہلاتی ہیں یعنے بنیر اور پیچ

آزمائی سیکھنے کا بیان

قبضۂ سیف کی گرفت

اور واو اور روک مگراب اور سنو کہ انکی اصطلاح مین فن سیف دو قسم پر مشہور و معروف ہے اول ایکنگ دوم
دو انگ ایکنگ وہ ہے کہ مرد ہنرور بغیر سپر کے تنہا سیف سے جنگ کرے اور حریف کی چوٹ اپنی سیف پر روکے اور
دو انگ وہ ہے کہ شمشیر و سپر دونون سے جنگ کرے مگر اس فن کے کمال والونکا یہہ قول ہے کہ ایکنگ یہہ ہے کہ
پیادہ جنگ کرے اور دو انگ سے یہہ مطلب ہے کہ سوار ہوکر لڑائی مین مصروف ہوا ہو اسواسطے کہ انگ زبان اہل ہند مین
جسم کو کہتے ہین پس ایکنگ پیادہ کے جسم واحد سے اور دو انگ سوار و اسپ دونو کے جسم سے مقصود ہے اور
گہائی اسے عبارت ہے کہ وہ چہہ چوٹین جو اصول ہین اونکو علی الترتیب لگاوین چنانچہ اول طمانچہ پہر بابرہ اور اوسکے
بعد کرک اور پالٹ پہر سیر اور چہول ان سب ضربون کو ترتیب وار گہائی کہتے ہین اور ہتہا شنان وار واز اور پیچ سے عبارت ہے

دسی ہتیار



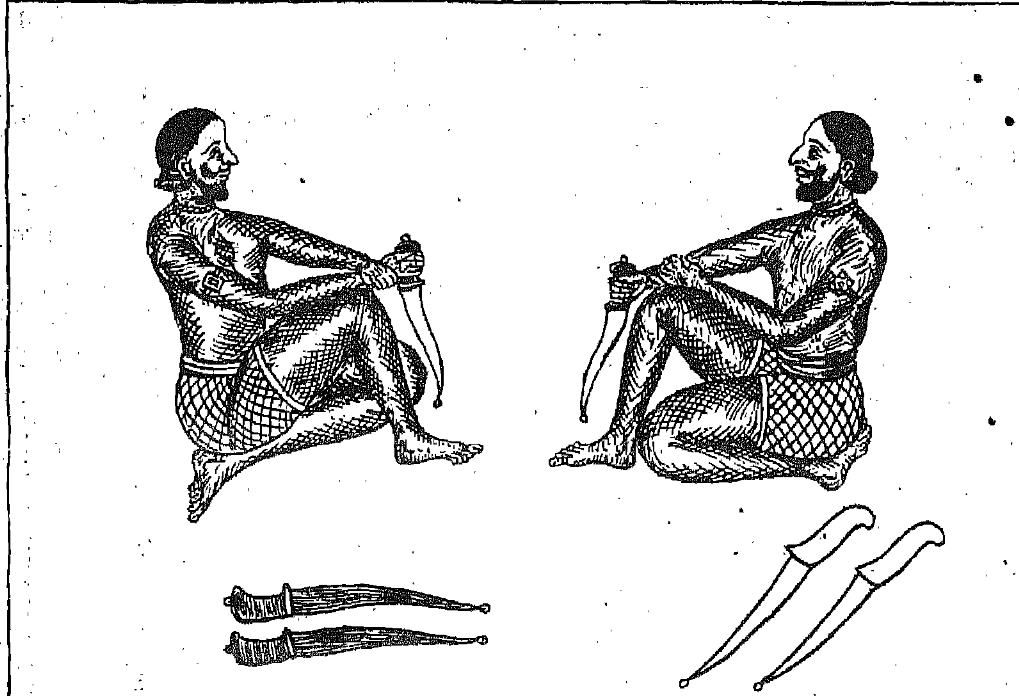
فن بانک کا بیان

اسے خرد ہنرور اوستادان کامل نے چہوٹے ہتیارون کے بچنے کیواسطے جیسے کہ خنجر اور چہری وغیرہ ہین
ایک فن ایجاد کیا ہے اوسکو بانک کہتے ہین بانک بہی فن عجیب و غریب ہے اس فن والا بغیر بندوق کے
کسی ہتیار سے زخمی نہین ہوسکتا یہانتک کہ تیر و کمان کو بہی اپنی صنعت و ہنر سے رد کرتا ہے اور شمشیر خنجر
اور سنان و سنگ فلاخن وغیرہ کو باسانی بچا کر محفوظ رہ سکتا ہے بانک باز اگرچہ مرد سخنی ہو اور حریف اس فن سے
بیخبر ہر چند کہ قوت بازو مین رستم ثانی ہو مگر جسوقت بانک والیکے پیچ مین آجاتا ہے تو بعینہ یہہ حال ہوتا ہے
جیسے چوہا بلی کے پنجے مین اسیر ہوگیا بانک کے پیچ تمام و کمال پچاس ہین اور تین چار گہاتیان اور بائیس
پیچ داہنی طرف کے اور تیرہ پیچ بائین طرف کے اور آٹہہ پیچ سامنے کے اور تین پیچ مختلف ہین رن سنگار
اور صف آرا اور صمصام ہرن اور نواب پسند یہہ چار گہاتیان ہین اور داہنی طرف کے بائیس پیچ یہہ ہین

ساٹھیا بیٹھک اڑہی اندرا چھکا بچہ بیٹھا کاٹنا بلٹا ناٹھا جٹا چھکا اڑنا اوچھال دوہارا
دشمن کش نمازبند بال سانگڑا شکنبد سیدہا شکنبد اوٹا جگاہٹ لسما چلاوا اور بائیں طرفکے
تیرہ پیچ یہہ ہین جوڑنگا بندا تیغ پیچ ٹھیکی بغلی بجلی پہاٹی اڑنا اوچھال سیدہا اڑنا اوچھال اوٹا
حرامی کش دوبچہ گلمندا انکوٹا اور سامنے کے **آٹھ پیچ** یہہ ہین شیرزد دست بند گھٹنی توڑ
اسپینا دہولی باٹا سپینا چک سلطانی اور **مختلف تین پیچ** یہہ ہین کمری وستی کہڑے کا پیچ
اور بانک والونکی اصطلاح مین حریف کے پیچ کو رد کرنیکے واسطے سات باتین مقرر ہین **ایک بگاڑ**
دوسرے سیٹ تیسرے اڑکا چوتہے توڑ پانچوین جوڑ چھٹے بند ساتوین پر بند
بگاڑ اوسکو کہتے ہین کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اپنے دونون ہاتہونکو خم دیکر بیٹھے کوئی پیچ
ہو سکیگا **سیٹ** اوسکو کہتے ہین کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اوسکا ہاتہ چھوڑ دے پیچ کی
اصل ہی جاتی رہیگی **اڑکا** اوسکو کہتے ہین کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اپنا پیر یا ہاتہ بڑہا کر اس
طرح بیچ مین حائل کرے کہ اوسکا پیچ نہو سکے **توڑ** اوسکو کہتے ہین کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اوسکے
پیچ کے درمیان مین اوسکا دفعیہ کرجاے **جوڑ** اوسکو کہتے ہین کہ آپ پیچ کرے اور حریف توڑ کرے
تو یہہ پہر اوسپر کوئی پیچ کرجاے **بند** اوسکو کہتے ہین کہ حریف پیچ کرے اور یہہ توڑ کرے وہ اوسپر
جوڑ کرے تو یہہ پہر اوسپر کچھہ کرجاے **پر بند** اوسکو کہتے ہین کہ آپ پیچ کرے اور حریف توڑ کرے یہہ اوسپر
جوڑ کرے وہ اوسپر بند کرے تو یہہ پہر اوسپر کوئی بات کرجاے اور بانک کی ایک قسم **چل بانک ہے** چنانچہ اوسکا ایک ایک پیچ
سلسلہ وار پچاس پچاس پیچ پر ختم ہوتا ہے اور اسکے علاوہ **چہوٹ کے لچھے** ہین یعنے اگر کوئی شخص چوٹین چہکا کر حربہ کرے تو اوسکو
رد کرین یا خود حریف پر چوٹ چہکا کر لگائین اور خود اوسکی ضرب سے بچین **چہوٹ کے اصول** یہہ ہین کہ **اول** جب حریف
سامنے بیٹھہ کر چوٹین چہکاتے اور اوس چہکانے مین اپنا داہنا ہاتہ اوپر کو اٹھائے تو یہہ جانے کہ چوٹ بہری
مارینگا اگر مارے تو یہہ خالی دے **دوم** جسوقت حریف سامنے بیٹھہ کر چوٹین چہکاتے اور اپنا داہنا ہاتہ
بغل کیطرف لاکر اٹھائے تو یہہ جانے کہ چوٹ بہری ماریگا اگر مارے تو خالی دے یہی دو طرح بہری چوٹ
مارنے کی ہین **سوم** جسوقت کہ حریف کو دیکھے کہ بہت چالاک آرہا ہے تو یہہ اوسکو چلنے دے جب وہ
خوب نزدیک آجاے جب اوسکو مارے **چہارم** جسوقت حریف بہت جہکا کر چوٹین مارے تو یہہ اوس سے
دو چند چہکے جب اوسکو ماریگا **پنجم** جسوقت سامنے حریف کے بیٹھے اور وہ چوٹ ٹانگ کی اسکو مارے
تو یہہ اوس سے ہٹ جائے کیونکہ چوٹ بہری ہے اگر جائیگا تو مار کہائیگا اور چونکہ اوسکا ہاتہ کہنچے تو لازم ہے
کہ جلد اوسکے کہنچتے ہوتے ہاتہ پر اپنی چوٹ مارے کوئی کہے چوٹ **بہری** کہ جب ٹانگ پر چوٹ مارے

تو ملالی نہین جاتی اور بہت زبردست پڑتی ہے ششم جس وقت کہ سامنے حریف کے بیٹھے اور دیکھے کہ اوسکی چوٹ اپنے اوپر پڑتی ہے اور ابھی اوسپر نہین پڑی تو یہہ اکوا ئی بیٹھہ کر چوٹ مارے اوس پر چوٹ پڑجائیگی اکوا ئی اسکو کہتے ہین کہ حریف کے سامنے تر چھا ہوجاے اور اپنی چہری کے اندر بدنکو چھپالے چنانچہ بانک کا یہہ انداز ہے

بانک کا انداز



پٹہ بازی کا بیان

فن بانک بازی اور سیف بازی کے کاملون نے پٹہ بازی کا ہنر فیل سے اختراع کیا ہے یعنے جس طرح ہاتھی اپنی سونڈ کو داہنے بائین اور سامنے اور سر پر گردش دیتا ہے اسی طرح خرطوم فیل کے قاعدے پر پٹہ بازی پٹے کو یمین و یسار گھوماتا ہے کہ حریف اوس پر قابو حاصل نکرسکے اور اوسکے درپے نہو فن پٹہ بازی کا یہہ کمال ہے کہ اس کا کمال والا عدد ارون آدمیون کی صف کو جو سیف بازی اور بانک بازی اور پٹہ بازی کے قوانین و قواعد سے بیخبر ہون شکست دیکر معرکہ سے جان سلامت بچالیتا ہے اور ایک پیترا نہایت ہیبت ناک ہے کہ جسکے دیکھنے سے حریف پر ایک عالم خوف طاری ہوتا ہے اوس کو جلادی پیترا

جلادی پیترے کا بیان

کہتے ہین یہہ وار کبھی خطا نہین کرتا اور ایک ہی ضرب مین گردن علحدہ ہوجاتی ہے چنانچہ جس وقت بارگاہ سلاطین مین کسیکے قتل کا حکم نافذ جلاد کو دیا جاتا ہے تو اوسوقت گنہگار واجب القتل کو دوزانو بٹھاکر ایک ہی ضرب سیف مین جلاد سر اوڑا دیتا ہے

تصویر جلاد و مقتول



فن پھینک بن کا بیان

اے خرد پرور فنون سپہگری مین طرفہ پھینک بن آوٹ نہایت شریف و سودمند
اور سب فنون مین بمنزلہ بادشاہ دیباچہ کے قدر و منزلت رکھتا ہے اسکے جتنے کو قواعد ہین
اس فن گرامی کے ذریعے سے انسان رومال سے تلوار چھین لیتا ہے بلکہ رومال کو تنہا چلاتا ہے
اور خالی ہاتھ شمشیر چھین لیتا ہے اور اہل یورپ نے ہزار ہا آدمیوں کی جان سلامت بچا لینے کیواسطے
ایک نئی پیچ نکالی ہے اسکو بھی اصطلاح مین فرہنگ کہتے ہین اسکا یہہ انداز ہے کہ صاحب فن

بنوٹ والا دونون ہاتہون مین سیف لیکر اپنے ہاتہہ سینے کے سامنے اور دوسرا نشست کے پیچہے اور دونون قدم
پس وپیش رکہکر میدان شجاعت مین عجب شان و شوکت سے ایستادہ ہوتا ہے اور تلوار و نکو شعلہ جوالہ کیطرح گردش دیکر
نہایت چستی و چالاکی کے ساتہہ دونون ہاتہون سے چہہ چہہ ہاتہہ برابر جہکاتا ہوا بجلی کیطرح تو پرے چلتا ہے اسکی
ہیبت و رعب سے کسیکی ہمت نہین پڑتی کہ مقابل ہوسکے اور اوسکے ہمراہ جنگ کی تاب لاے چنانچہ اوسکا یہہ انداز ہے

بنکیت کا بیان



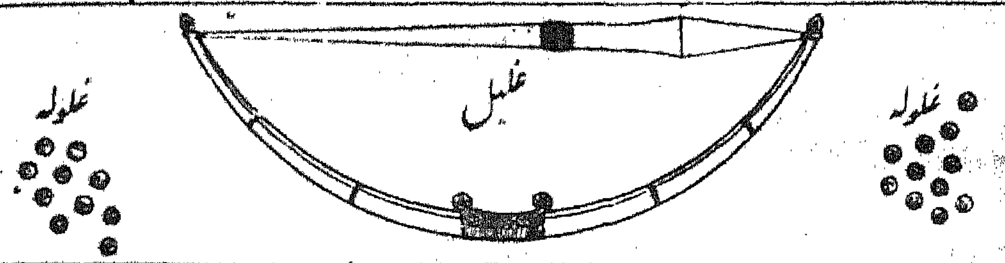
غلیل کا بیان

اے خرد پرور یہانتک اون ہتیارونکا ذکر تہا کہ جو دو بدو مقابلہ پر کارآمد ہین اب اونکا حال بہی
معلوم کرنا ضرور ہے کہ جو دور سے حریف کی خبر لیتے ہین غلیل اہل ہند کے محاورہ مین بانس کی ایک کمان
ہوتی ہے اور شست کے مقام پر دو چلے باندہے جاتے ہین غلیل کی مشق کا یہہ قاعدہ ہے کہ اول نرم غلیل سے
شروع کرکے آہستہ آہستہ سخت غلیل اختیار کرین اور سختی کی انتہا یہہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے
نصف ہو اور تیراندازی سے غلیل اندازی آسان ہے نرم غلیل کیواسطے نرم غلولہ کمہار کے چاک کی مٹی سے
بناتے ہین اور سخت غلیل کیواسطے غلولہ بہی سخت و گران وزن چاہئے غلولہ بنانیکی ترکیب

ترکیب غلولہ

عمدہ یہہ ہے کہ لوہے کا میل جو لوہارون کی دوکانون مین بہت پڑا ہوا ملتا ہے لاکر لوہے کے ہاون دستہ
مین خوب باریک کرکے کپڑے مین چہان لین اور اسمین سے ایک حصہ لیکر دو حصے کمہار کی مٹی اور تہوڑی سی

روغن باہم مخلوط کرکے بہوائے گوندہ کے بانٹین مین دن صبح سے شام تک ایدن پر منشور ہیے کو مین جب گولی تیار ہو جاوے
تو غلولہ بناکر آفتاب مین خشک کرلین یہہ غلولہ مشاقِ کامل کے ہاتہہ سے لوہے کا گولا
اور سپر و دشمن کی استخوان کو شکستہ کرتا ہے چنانچہ غلیل اور غلولہ کی یہہ صورت ہے



تیروکمان کا بیان

تیروکمان بہی بندوق کیطرح عمدہ ہتیار ہے مگر جبتک کہ وہ کشتی کی مشق کرے کہ دست و
بازو مین قوت پیدا ہو پہر تون خاک تودہ پر تیر لگاتے کہ کمالِ مشق و ربط کے سبب تیر ہدف
مراد پر پہونچے اور نشانہ بخطا ہو مگر ہم اسکا طریقہ اس خوبی سے بیان کرتے ہین کہ بہت جلد تمکو دستگاہ
کامل حاصل ہوجاتی ہے اے عزیز پہر قبضۂ کمان کی گرفت چار طریق پر ہے اول گردشت دوم

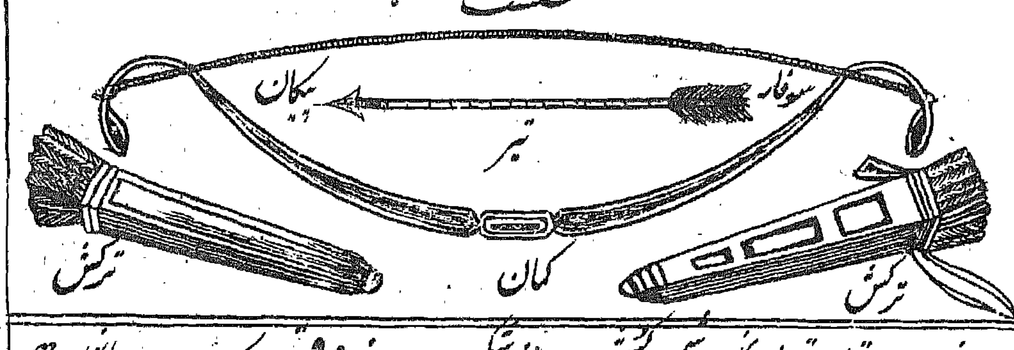
گرفت قبضۂ کمان

چنگل باز سوم بہرام شست چہارم شیروان گردشت کا یہہ انداز ہے کہ قبضۂ کمان کو بائین ہاتہہ کی
مٹہی مین مضبوط پکڑین اسطرح کہ چارون انگلیاں باہم متصل اور ملحق رہین اور سر انگشت کو سبابہ کے
اوپر رکہین اور ہاتہہ کو کاندہے سے مٹہی تک تیر کی طرح سیدہا قایم کرین کہ کسی جگہہ خم نرہے چنگل باز کا
یہہ طریق ہے کہ قبضۂ کمان کو فقط تین انگلیون سے گرفت کرین یعنے ابہام اور وسطے اور بنصرے اور
کف دست قبضۂ کمان سے علیحدہ رہے بہرام شست کا یہہ طریق ہے کہ قبضۂ کمان کو انہین تین انگلیو
سے مضبوط تہام کر ہاتہہ کو تیر کیطرح سیدہا رکہین مگر کلائی کو تہوڑا سا نیچے کیطرف قبضۂ کمان کیجانب خمیدہ
رکہین شیروان کا یہہ طریق ہے کہ اوسکی گرفت بعینہ بہرام شست کے مانند ہے مگر اسیقدر فرق ہے
کہ بہرام شست مین کلائی خمیدہ رہتی ہے اور شیروان مین برابر رکہتے ہین اور اصل یہہ ہے کہ گردشت کے
سوا قبضۂ کمان کی تینون طرحکی گرفت مین تمکو قاعدہ کلیہ یہی سمجہنا چاہیے کہ تینون انگلیون کو
جو سبابہ اور وسطے اور بنصر سے مراد ہے سست نہ چہوڑین بلکہ زور انہین تین انگلیون پر رہے
اور شستِ کمان اور سوفار تیر کیواسطے گرفت کے دو قاعدے ہین اول سبابہ و ابہام سے دوم
سبابہ و وسطے سے اول قاعدہ پر سبابہ و ابہام کو چسپ رکہنا لازم ہے کہ ان دو انگلیون سے
خوب گرفت ہوسکتی ہے مگر اسصورت مین اکثر اوقات بائین ہاتہہ کی طرف تیر خود بخود نکل جاتا ہے لہذا
دوسرے قاعدے پر تیر کو اسطرح رکہتے ہین کہ سبابہ و وسطے کو خمیدہ کرکے چلّے کے اندر ڈالتے ہین

طریقۂ مشق تیراندازی

اور سوفار کو شست پر رکھکر دونون اونگلیون کے بیچمین جوڑ پر سے خوب گرفت کرتے ہین اور جس
کمان کی گرفت مین بائین ہاتھہ کی پانچ اونگلیون مین سے تین چست اور دو سست اور شست و سوفار کی
گرفت مین داہنے ہاتھہ کی اونگلیون مین سے دو چست اور تین سست مناسب ہین اور تیراندازی کی
مشق کا طریقہ یہہ ہے کہ اول نہایت نرم اور کمال ملائم کباده حاصل کرین چنانچہ اوستادون نے
مبالغہ کیا ہے کہ نوآموزون کے واسطے کمان اسقدر نرم ہو کہ اوسکی شست پر مکھی بیٹھے تو جھکنے لگے
اوسے یہہ مطلب ہے کہ کمان جتنی نرم ہوگی نوآموز کو اوسکی کشش مین بھی اوسیدرجہ آسانی ہوگی جبکہ
اس قسم کا کباده بہم پہونچے تو جتنے جو چار قسمین گرفت کی بیان کی ہین اونمین سے ایک قسم اختیار کرکے
شست کو بھی اوسی انداز سے پکڑکے کمال نرمی و درستی سے آہستہ آہستہ شست کو کان کی لو تک
کھینچین اور اوسی طور پر آہستہ آہستہ شست کو پھر کمان تک لیجائین کہ وہ اپنے مقام پر بدستور
قدیم آجاے اس کشش کی آمد و رفت کو تیراندازون کی اصطلاح مین ایک قلّابہ کہتے ہین پس اول روز
پانچ قلابہ سے زیادہ نہ کھینچین اور دوسرے روز ایک قلابہ زیادہ کرین اسی طرح ہر روز ایک ایک بڑہاتے
جائین کہ سو تک نوبت پہونچے پھر ہر روز پانچ قلابے اضافہ کرین جبکہ ہزار قلابہ کی نوبت پہونچے
تو پھر اوس کباده کو چھوڑکر اوس سے کچھہ زیادہ سخت کباده اختیار کرین اور اوس کباده سے ہزار تک مشق
بہم پہونچائین اسیطرح جسقدر مشق زیادہ ہوگی ہاتھہ کی قوت اور صنعت بھی بڑہتی جائیگی ایک سے دوسرا کباده
سخت لیتے جائین یہانتک کہ بتدریج دو تین برس مین سخت کمان کی نوبت پہونچے اوس وقت
خاکتوده تیار کرکے تیر لیس خاکتوده پر لگائین اور ایک برس تک خاکتوده پر تیر لیس کی مشق کرین جبکہ
اس دستور پر مشق و مداومت کرین تو اس فن مین کمال حاصل ہوجاے اور تیراندازی کا اصل اصول یہی ہے تیر و کمان کا نقشہ

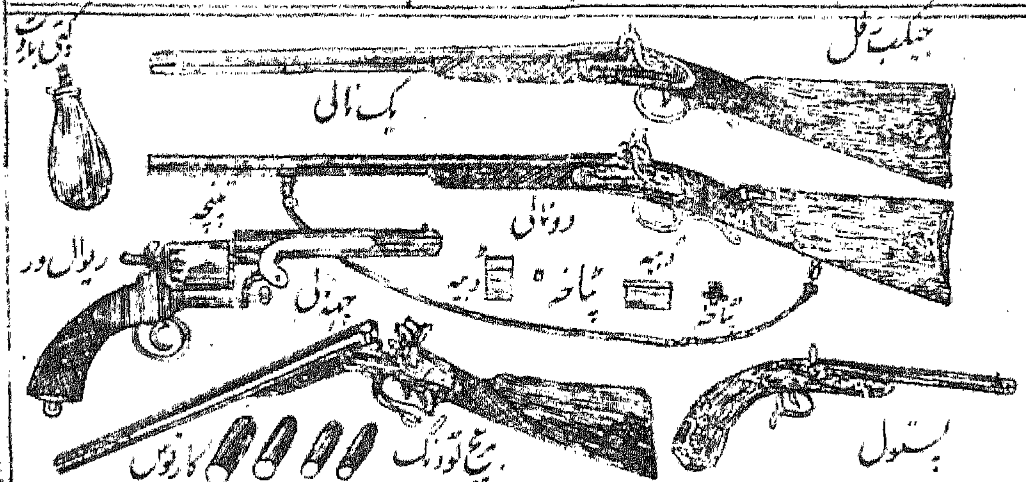
شست



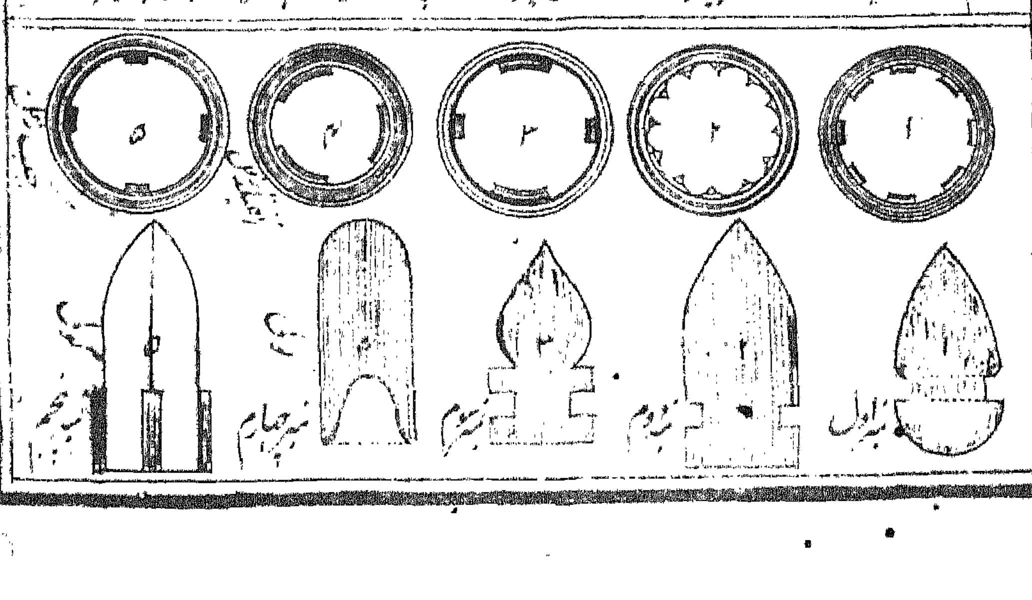
بندوق کا بیان

اے خسرو پرور تمام ہتیارونمین دشمن کُش اور صف شکن حربہ بندوق کے برابر دوسرا نہین ہے
صاحبان ولایت فرنگستان نے بندوقون کی ایجاد مین جو صنعت نمایان ظاہر کی وہ اظہر من الشمس ہے
اور ایسی ایجاد زمانہ سابق مین کبھی نہین ہوئی اگرچہ توڑیدار بندوقین بیشتر بہت نامور تہین

لیکن تیہر کلہ بندوق یعنے چقماق دارنے زیادہ قدر و منزلت پیدا کی اور جب سے کپ یعنے ٹوپی دار بندوقیں نکلیں اوسوقت سے اوس قسم کی بندوقیں اعلے درجہ کی شمار ہونے لگیں یاد رکہنا چاہئے کہ بندوق کی نال دو قسم ہے ایک خاردار دوسری بیخار خاردار سے گولی ٹہیک طریق پر نشانہ اوڑاتی ہے اور بیخار بندوق چہرّونکے واسطے مناسب ہے خاردار بندوق سے چہرے ہرگز نہ لگائیں کہ چہرے خاروں میں پہنسکر پچیس تیس قدم تک بھی بخوبی نہیں جاتے انفیلڈ رفل اور جیکب رفل کی گولیوں دوسری بندوقونکی بہ نسبت زور اور پلہ زیادہ ہوتا ہے اور تجربہ سے ایسا دریافت ہوا کہ جس رفل کے خار کم ہوتے ہیں چنانچہ چہہ یا چار یا دو تو یہہ رفل زیادہ خارداروں سے بہت زبردست اور پلہ کش ہوتا ہے لیکن گولی بہرتے وقت اسبات کا خیال ضرور چاہئے کہ موم جامہ کا باریک کپڑا گولی پر اچہی طرح سے مونہہ پر رکہا جاوے تاکہ خار اور گولی میں خلا نرہے اور اگر صرف گولی ہوگی تو بیشک خلا رہجائیگا اور خلا کے باعث گولی کسند رہجاوے گی یعنے پلہ نہ اوٹہا سکے گی اور رفل میں جو خار ہوتے ہیں اونکو سیدہے تصور نکریں بلکہ پیچ کے طور پر لہریہ دار ہوتے ہیں بندوق کا نقشہ یہہ ہے



اب ہم خاردار اور بیخار بندوقونکے اور جیکب رفل و انفیلڈ رفل وغیرہ کے گولونکے چند نقشے یہیں دکہلاتے ہیں کہ جس سے بخوبی کیفیت دریافت ہو

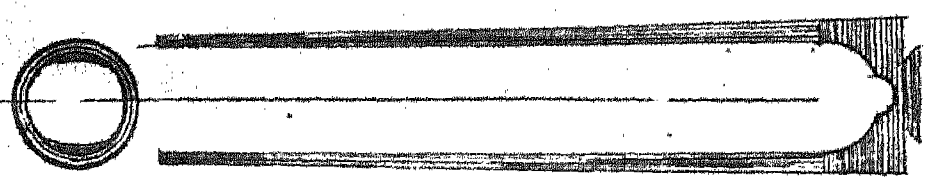


نال بندوق کا بیان

بندوق کی گولیوں کا بیان

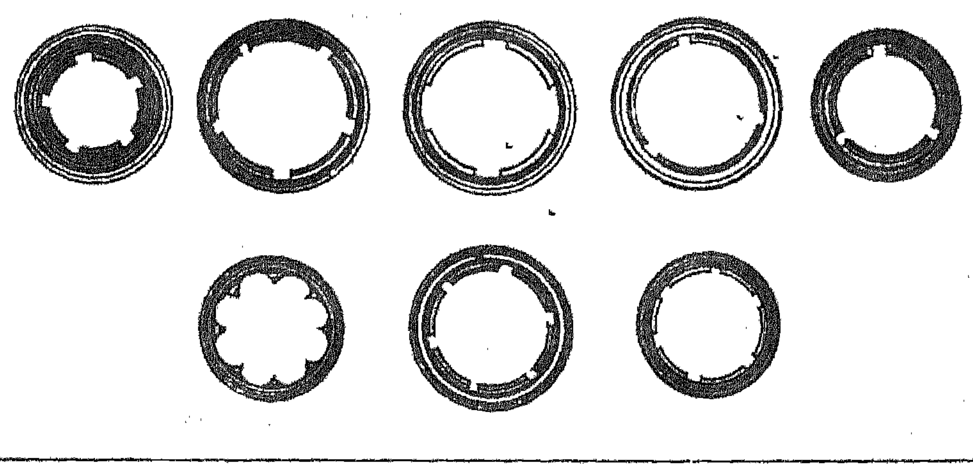
نمبر اول کی گولی بہت دور جاتی ہے اور نشانہ بہت سیدہی لگتی ہے اور زخم بہت چوڑا دالتی ہے نمبر دوم اور نمبر سوم کی گولی اس سے زیادہ زخم کشادہ کرتی ہے اور دور بھی زیادہ جاتی ہے اور سیدہی بھی پہونچتی ہے لیکن سیسے بہت تھوڑا اندر اور وہ بھاری ہے اور یہہ بات بھی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جس نل مین خار زیادہ ہونگے اوس مین ان تینون نمبرون کی گولیان بہت اچھی طرح چل سکتی ہین مگر انفیلڈ اور جیکب کے کام کی نہین ہوتین اور جیکب کی گولی بہت سے خارون کے نل مین بالکل کار آمد نہین بلکہ ہمہ کسی نل مین بھی کام نہین دیتی صرف جیکب کے واسطے مخصوص ہے اور انفیلڈ کی گولی انفیلڈ مین عمدہ چلتی ہے اور بہت سے خارون کے نل مین اور جیکب مین بھی کام آسکتی ہے لیکن کما حقہ برابر کام نہین دیتی اور ایک قسم کی کوٹہی دار نل کا دہانہ بیضاوی ہوتا ہے چنانچہ اس نقشہ سے ظاہر ہے

بیضاوی دہانہ بندوق



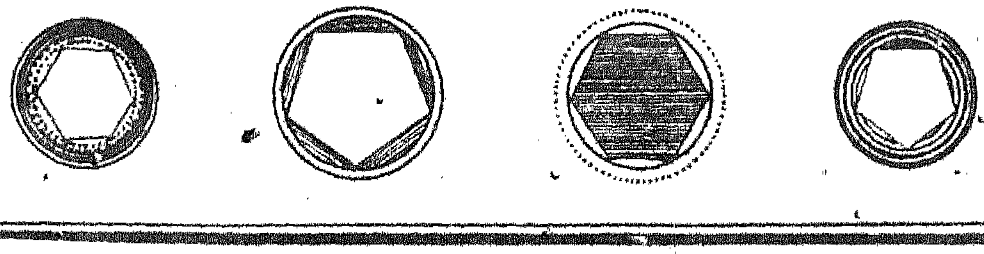
اس بیضاوی سوراخ کے نل کی گولی سب سے زیادہ سیدہی جاتی ہے اور یاد رکہو کہ بہت سے خار والے نلون مین جس نل کے خار بہت باریک ہوتے ہین وہ سب سے بہتر ہے چنانچہ نمبر دوم کا نل اور سب نلون سے زیادہ حصہ درجہ قوت انفیلڈ کے نل مین ہے اور انفیلڈ کے نل سے دو چند زور جیکب کے نل مین ہے انکے علاوہ اور بہت صورتین ہین چنانچہ کئی ایک خاردار دہانے یہہ ہین

دہانہ خاردار بندوق

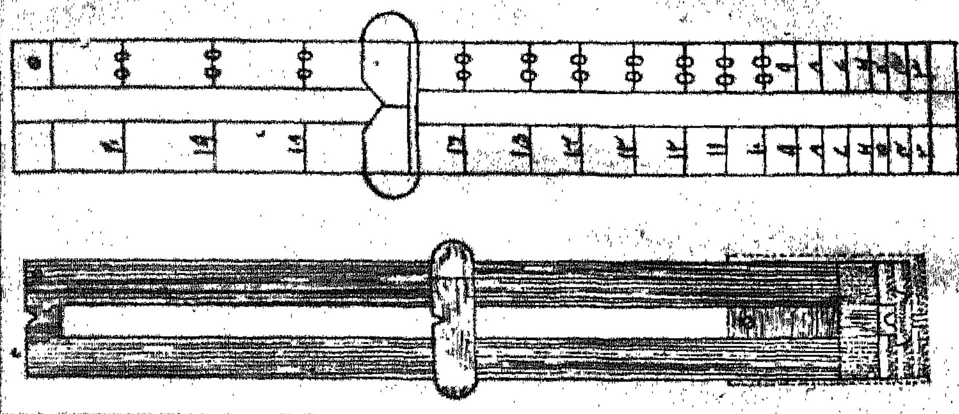


اور بے خار بندوقون کے دہانون کی صورت ان چند نقشون سے آشکار ہے

دہانہ بیخار بندوق

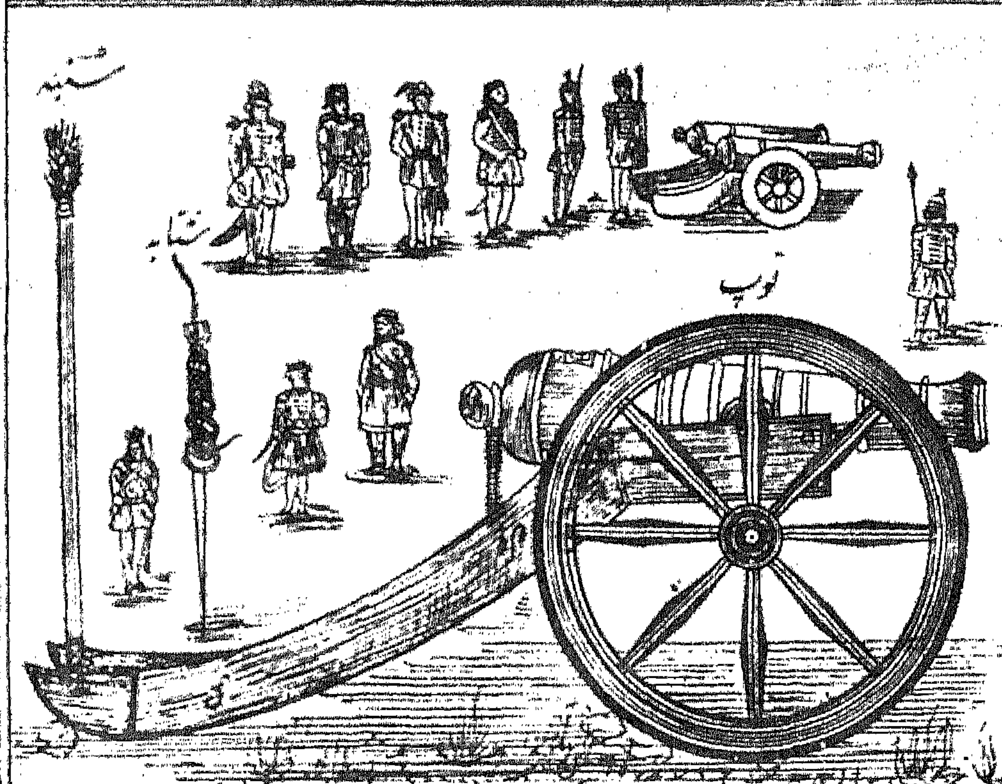


اور جس شے کے وسیلے سے رنل کا نشانہ صحیح کرتے ہیں اوسکو دیدبان کہتے ہیں



دیدبان

اس دیدبان کے بیچ میں جو نشانہ ہے اوسکو رنل کی نوک پر جو بلند بنا ہوتا ہے اوس سے ملاکر نشانہ سے مقابل کرتے ہیں اور اوس بلند نشان کو رنل کی مکھی کہتے ہیں اور اس قسم کے حربوں میں سے لشکر شکن اور قلعہ کن حربہ توپ ہے چنانچہ توپ کا یہہ نقشہ ہے



اے خوب پرور نبرد آزمائی اور کشور کشائی کیواسطے ان حربوں اور رنلوں کے علاوہ سواری اسپ تیز رفتار کی مشق بھی لازم ہے اور گھوڑونکی بہت قسمیں ہیں چنانچہ عربی کاٹھیاواری مارواڑی دکھنی پنجابی جنگلی ولایتی مالوی وغیرہ اور سواری کے دو طریق ہیں ایک یہہ کہ زین کسکے بیٹھتے ہیں دوسرے یہہ کہ کاٹھی باندھکر سوار ہوتے ہیں اور یاد رکھو کہ گھوڑے کی چال بھی چند قسم ہے چنانچہ گام دوگامہ سہ گام ایبیہ راہوار یرغال خوش خرام ان سب میں سہ گام

بہتر حال ہے کہ جیسے سوار کو کمان اصلاً نہیں ہوتی بلکہ اسکی ضرورت نہیں ہے اصل کا گھوڑا نادر و کمیاب ہوتا ہے اور قابل سواری ملوک و سلاطین ہے اور گھوڑی کی دوڑ دو قسم پر ہوتی ہے دُلکی اور چہار تنگ دُلکی میں سوار کو تکلیف و زحمت پہونچتی ہے اور چہار تنگ میں اوسکی بہ نسبت آرام حاصل ہوتا ہے اسباب کا خیال سوار کو بہت ضرور ہے کہ جسوقت گھوڑے پر سوار ہو تو اپنا زور دونوں رکابوں پر دیکھے اور رانوں میں خوب مضبوط چاہیے اگرچہ لگام کی گرفت سے گھوڑا ہر قسم کا کام دیسکتا ہے لیکن سوار کا کمال یہ ہے کہ گھوڑا اوسکی ران کا اشارہ سمجھنے لگے اور اشارے سے ہر قسم کا کام دینے لگے اور سواری کے وقت رعایتِ عنان اور سواری کا ادب و ہر لحظہ ملحوظِ خاطر رہے اور سوار کو چاہیے کہ نیزہ بازی کا ربط بھی ہم پہونچائے کہ گھوڑے پر یہ حربہ نہایت کارآمد ہے



نیزہ

الحاصل اسی طرح فرزانہ روزگار نے شہزادہ آموزگار کو رفتہ رفتہ ہر بات میں طاق اور ہر فن میں مشاق بنا دیا اسلحہ خانۂ شاہی میں جو اسلحۂ حرب بیکار اور نامی وگرامی ہتھیار موجود تھے ان سب کا لگانا اور روکنا بتا دیا اسپانِ تیز رفتار صبا کردار کی سواری بھی بخاطر خواہ سکھلا دی دشت و کوہسار میں اپنے ہمراہ پھرا کر سیر و شکار کی ترکیب تعلیم فرمائی اسعرصہ میں روز ولادت اور روز امتحان بھی آپہونچا اور حسبِ ارشاد و ہدایت بنیادِ سلطانِ فضلِ مجسم بدستور قدیم شعور سخن رس درگاہ خسروی میں حاضر ہوا اور وہاں عظمت نشان کے مطابق دونوں کو بصد عزت و احتشام اور بہزار تعظیم و اکرام خسروِ عالیمقام کے دربارِ عام میں لیگیا

امتحانِ دہم

مؤلف

بچاتے ہیں خوب ہمیں ساکنانِ دیر | برسوں رہے ہیں خدمتِ پیرِ مغان میں ہم
وہ کون ہے جو ہمسے مقابل ہو وقتِ کار | ثابت قدم ہیں معرکہ امتحان میں ہم

جسوقت وزیرِ روشن ضمیر کے ہمراہ فرزانہ روزگار معہ خسرو پرور نامدار بزم شہریار میں داخل ہوئے فضلِ مجسم شرائطِ عظمت و تکریم بجالایا اور نظرِ قیافہ بین سے فرزند سعادتمند کے بشرۂ مبارک اور چہرۂ ہمایون پر نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آثارِ ہمت و دلاوری آشکار اور انوارِ جرأت و بہادری نمودار ہیں جسم لطیف و نازنین مشق و ورزش سے ایسا نظر آتا تھا کہ گویا صانعِ قدرت نے لوہے کے سانچے میں ڈھال دیا ہر عضو بدن ایک زور اور اوسمیں گنجینہ قوت اور سرمایۂ طاقت ہے نہایت حسن و لطافت سے فیلِ مست کی طرح جھوم رہا تھا گو صغرِ سن پر اصلِ علی دلیری و شجاعت کا پتلا معلوم ہوتا

مؤلف

اسفند یار ہو نہ سکا اوس سے چار آنکھ — آنکھوں کو اپنی اسلئے وہ کور کر گیا
ہو بجا عجم میں شور جو اس زور و شو کا — رستم کو تن میں ڈوب کے غیرت سے مر گیا

جسدم پدر بزرگوار نے بصرِ نوازش اور محبت جگر کو اس کر و فر سے ملاحظہ فرمایا بے اختیار شفقت پدری نے سینہ بے کینہ سے جوش مارا اور بیساختہ عین الکمال کے خیال سے آیہ وان یکاد پڑھ کر اوسکے پیچ اوپر دم کیا اور حاضرین محفل بہشت مشاکل نے سویدائے دل اور اپنی آنکھوں کا تل دونوں کو سپند بنا کر حاسدِ سوختہ جگر کی آتشِ رشک پر جلایا بعد فرو ہوئے نظر لگنے نظر کے بیٹے اور اونکے بندِ بازو کو بیہ لوگ کیوں مرہم زخم جگر کو دیتے ہیں یہ پھر شاہنشاہِ عرش بارگاہ نے فرمایا کہ اے عزیز با تمیز آج کس چیز میں امتحان دینے کا قصد ہے شہزادۂ بلند اختر نے عرض کی کہ حضور عالی اس جان نثار عبودیت شعار نے فنون سپہگری کے قوانین و قواعد میں دسترس حاصل کی ہے اگر کسیکو کوئی امر اس باب میں دریافت کرنا منظور ہو تو وہ بلا تامل استفسار میں دریغ نکرے سلطان فلک آستان نے ارشاد کیا کہ پہلا حریف پر غالب ہونیکے واسطے بہتر طریقہ کونسا ہے شہزادہ بلند اقبال نے کہا کہ اسکے واسطے بہت سے قاعدے مقرر ہیں چنانچہ امر پیچ جو پیچ گاؤ کہنہ پیچ نعوذ خانی کترا جوڑی بنوٹی علیحدہ ایک پٹہ وغیرہ مگر ان سب میں فن لطف ہمیشک **بنوٹ** کو نہایت عمدہ اور اعلے درجہ کا فن شریف پایا شاہنشاہ عالم پناہ نے فرمایا کہ بنوٹ کسکو کہتے ہیں اور اس ہنر کو دیگر فنون سپہگری پر کس وجہ سے ترجیح و ترقی حاصل ہے شہزادے نے بیان کیا کہ ملک دکن سے یہ فن گرامی ایجاد ہوا اول ایک شخص کہ جسکا نام سلطان صاحب مشہور تھا بمقام میسور کیمپ میں سنہ ١٢٠٠ ہجری مقدس میں پیدا ہوے اور اونہوں نے اپنے شوق دل سے فن سپہگری میں دستگاہِ کمال حاصل کرکے تمام روی زمین میں بڑا نام پیدا کیا مگر کسی طرح اونکی اطمینان خاطر نہوئی اور ہمیشہ اسی غم میں غمگین و محزون رہا کرتے تھے کہ ابھی اس فن کی کچھ انتہا ہی ہے یا نہیں اور بہت تو یہ ہے ایک روز اس رنج و تردد میں آنکھ لگ گئی اور خواب میں دیکھا کہ حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ عالم رویا میں جلوہ افروز ہوے اور زبان کرامت بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے شائق فن سپہگری او بندہ اور میدان میں یکہ تاز ہمارے سلسلے کے اشیائی تجھے ایک ہاتھ ایسا تعلیم کرتے ہیں کہ جسکی برکت سے تو ایک نیا فن ایجاد کریگی طاقت حاصل کرے گا یہ کہکر ایک ہاتھ سکھلایا اور فرمایا کہ اسکا نام **ضرب حیدری** ہے اس وار میں یہہ بڑا وصف ہے کہ ایک ہی وار میں حریف برابر دو ٹکڑے ہوتا ہے اور وہ دونوں طرف اگر ترازو میں وزن کئے جاویں تو بال برابر فرق نہوگا اور اسکے وسیلے سے جو فن تو ایجاد کریگا اوس میں یہہ وصف پایا جائیگا کہ خالی ہاتھ بھی حریف کے سلاح جنگ تیرے قبضۂ تصرف میں آسکینگے اور جتنے اہل ہنر ہیں وہ تو اوس فن کا نام بنوٹ رکھیں گے اور جسنے اونکو ... افسون اور ...

بیان ضرب حیدری کی ایجاد کا

خنجروں پر غالب آسکتے ہیں گر تو ہر ایک فن سپہگری کے واقف کار اور خبردار بہادر جرار پر منصور و مظفر اور فیروزمند
و فتحمند رہیگا اور آج سے ہم نے تجہے سلطان فتح الملک دست ور خطاب دیا یہہ سنتے ہی سلطان صاحب
جنابِ ولایت مآب کے قدم مبارک پر گر پڑے اتنے میں آنکھ کہل گئی تو دیکہتے ہیں کہ تلوار ہاتہہ میں ہے اور صحیح بکمال
ایستادہ ہیں اس کیفیت سے نہایت تعجب ہوا اور تمام رات عالمِ حیرت میں بیدار رہے صبح کو یہہ خواب اپنے فرزند
عزیز سے کہ **مخدوم صاحب** جنکا نام تہا اور **سلطان صاحب** کے شاگرد رشید تہے بیان کیا اور ضربِ جدید کی
تعلیم فرمائی اور مشقِ کثرت اور ایجادِ طبیعت سے اکہتر پیچ ایجاد کئے **اول** حریف کے حملے سے محفوظ رہنے کے ہوتا تہہ
دوم حریف کو زندہ گرفتار کرلینے کے ہوتا تہہ **سوم** رومال سے تلوار چہین لینے کے ہوتا تہہ **چہارم** خالی ہاتہہ سے
تلوار چہین لینے کے ہوتا تہہ **پنجم** گہوڑے ہوتے حریف کو مارنیکے ہوتا تہہ **ششم** حریف سے کسیطرح نہ رک سکیں
ایسے جان ستان بعض پیچ کے ہوتا تہہ **ہفتم** اگر حریف سامنے سے آنکر وار لگاتے تو بیٹہے بیٹہے اور لیٹے
لیٹے اوسکو مار لینے کے ہوتا تہہ **ہشتم** اگر غفلت کے عالم میں حریف گردن پر تلوار رکہدے یا پیٹ پر چہری
لگا بیٹہے یا پشت پر سوار ہوجائے تو اوس سے بچنے کے ہوتا تہہ **دہم** ہر قسم کے بہکیت اور بکیت اور فنِ سپہگری کے
واقف کار کسی موقع پر گہیریں تو اون پر غالب آنے اور جان بچا لیجانے کے ہوتا تہہ غرضکہ اس قسم کے ہزار ہا تہہ
ایجاد کرکے اسکا نام **بن اوٹ** قرار دیا اوٹ زبانِ ہندی میں روک کو کہتے ہیں اور بن حرفِ نفی ہے
پس واضعِ فن کی یہہ مراد ہے کہ اسکی روک نہیں پہر مخدوم صاحب نے یہہ فن **حضرت شاہ قادری** کو کہ جو اونکے
بہانجے اور **حضرت صاحب** کے نام سے مشہور تہے اور **غلام رسول** کو کہ جو اونکے فرزند اور **رسول صاحب**
کہلاتے تہے تعلیم کیا ان دونوں صاحبوں نے ہندوستان میں آنکر ایسا نام روشن کیا کہ آفتاب و مہتاب سے زیادہ
مشہور ہوئے پہر حضرت صاحب سے یہہ فن گرامی **جناب میر امیر علی صاحب قبلہ فرخ آبادی** نے
حاصل کیا اور انکی ذاتِ بابرکات سے **کثرتِ بنوٹ** نے وہ رونقِ روز افزوں پائی کہ جسکی گرم بازاری سے
ہر قسم کی کثرت کا بازار سرد ہوگیا اور اکثر امرائے والاشان اور رؤسائے بلند مکانِ مالوہ و ہندوستان اونکے
سلسلۂ شاگردی میں منسلک ہوئے میر صاحب مرحوم و مغفور نے اس کثرت کو تین قسم پر منقسم کیا **اول**
امیرانہ اور **دوم** سپاہیانہ اور **سوم** اوستادانہ اور پیچ کو تین چیزوں سے ترتیب دیا **ہات** اور **گہات**
اور **بات** اور کثرتِ بنوٹ کے پینترے کو اس اہلِ فن کی اصطلاح میں **قولہ** کہتے ہیں جنابِ والا کترین نے
اس فن کی پیچوں میں سے شیر و پنج کو بہت پسند کیا ہے **شیر و پنج** کا عجیب غریب انداز ہے یعنی حریف کو
یہہ ثابت ہوتا ہے کہ گویا اوسکے مقابل شیر ببران پہونچا اور اوسپر اسقدر خوف و ہراس دفعۃً غالب ہوجاتا
کہ اپنے ہتہیار پہینک کر سامنے سے بہاگ نکلتا ہے اور ہزار ہا تہوں میں سے فدوی نے ستہ ہاتہہ انتخاب

گئے ہیں چنانچہ وہ تنو بندہائے بنوٹ یہہ ہیں بنوٹ کے ہاتھوں کا نامی واسم سامی [illegible]
علی وبیر کی انی خالی انی کاٹ بچے کی انی قلمی انی خاتم انی دست گردش انی کھٹ بونکٹ انی دست بندانی
مسکہ چناقی انی انگوٹا انی سیدہی وبارانی اولٹی وبارانی جاب جہابنہ انی تنزہ و بیر بساقی چلانی انی مار
وار ووینگ انی انی وار و وار انی بجلی کڑک انی کہر کا ہاتھہ گردن توڑ قلابا بند تینوں بازو کی روک
بازو کی روک معہ چھین بازو کا اڑنگا بازو کا اڑنگا بچ جتا بازو کا اڑنگا بجہنی اڑنگا چہاتی کا اڑنگا چہاتی کا
بیچ باندہنی داب کڑک داب کی روک کڑک کی روک انی دوہری دارہ دہرا داب دوہری کڑک دوہری
باندی بوڑ ہاپی تڑپ بنکا پیچ پانچ بنہدارا چہرہ و ضربہ دست بغل گلہ گیر اوبیٹ ال کٹ کلچپ
تہاپ تال تانے کا ہاتھہ حاصدان کا ہاتھہ پانچ بند بے ضرب پانچ بند شکست بے ضرب شکست
گردن وبار اچہین باندہی خالی ہاتھہ چہین بجلی بنوٹ کی چہین الٹی لوٹ کی چہین چہین داب کی
چہین کڑک کی چہین چکر کی چہین لنگوٹ کی بونکٹ چہین نشان لی انکی انہی بسلی بہرنیا
بہانک کا ہاتھہ سرکت ودنبالے کا ہاتھہ نشالی رومال کا ہاتھہ جوشن کم سیدہی باندہی اولٹی باندہی
دست تبضہ پانچ ہاتھہ گہوڑے کو ماریکے پانچ ہاتھہ کشتی کے پانچ ہاتھہ تند ہائے نہار ہاتھہ عرب چہینا
غرضکہ سوا ہاتھہ منتخب یہہ ہیں سوا انکے کچھہ اور ہاتھہ ہی انکی ورائی ہیں چنانچہ مستکے بیس ہاتھہ
اور گٹہاں کے نوا ہاتھہ یعنے پانچ تہاب اور چار لٹے اور رومال کی چہہ باندہی اور
پانچ چہین وغیرہ اور محفل میں سے آدمی کو چرالیجا نیکے ونئا پیچ نہایت عمدہ ہیں
الحاصل فن بنوٹ کا واقفکار ہر قسم کے حربہ ہائے ستان سے محفوظ رہ سکتا ہے بلکہ تیر و کمان اور غلیل بغیرہ
اور ہر کا کرتے ہیں ہم سکنیں شعور تحقیق کرکے کہا کہ غلیل اور کمان کا بھی کچھہ حال بیان کریں یہہ ہر دو
ارشاد کیا آلات و زنہ اعظم یہہ دونوں مشابہہ ہیں موصوف ہیں اگر غلیل کی مشق میں انسان
کمال حاصل کرے تو اسکی ضرب کچھہ تیر و تفنگ سے کم نہیں اور بعض کچھہ زیادہ صرف یہی نہیں ہے کہ اگر چہ کم خرچ
بالانشین ہے لیکن اسقدر فرق ہی ہے کہ وہ سو قدم سے زیادہ حریف پر حملہ کا کرتی ہے اور تیر و تفنگ
چار پانچ سو قدم تک بلکہ اس سے بھی زیادہ چلتے ہیں غیرہ ہیں اور کمان ملک ہندوستان میں
ملتان اور گجرات وملا عمدہ اور سرہندی خوبی ولطافت میں مشہور ہیں اور انکے بعد بہار اور پٹنہ اور
حاجی پور کی کمان بھی شائستگی رکھتی ہے مگر بابری اور فرخ آباد کی کمان لغو نہیں ہوتی اور خصوص جاج
کہ جسکو ناتشقند بھی کہتے ہیں وہاں کی کمان نہایت ہی زائد ہوتی ہے اور یہہ انداز و کمی اصطلاح
میں پانچ حیلے وزن کو ٹا ناک بیت ہیں جو کمان اچھی ہوکہ اوسکی نشست میں اگر پانچ سیر وزن

[illegible]

باندھتے ہیں اور وہ اسقدر خمیدہ ہو کہ جسقدر شست کو کان کی لو تک کھینچنے میں خمیدہ ہوتی ہے تو ایسی کمان کو **ایک تا ٹانک کی کمان** کہتے ہیں اور کمان ایک ٹانک سے کم اور پانچ ٹانک سے زیادہ نہیں ہوتی اور ایک سے پانچ تک ایسی قیاس کرنا چاہیے کہ پچیس سیر وزن ہوتا ہے یعنے اگر پچیس سیر وزن لٹکا کمان کی نسست میں باندھیں تو اسقدر خم ہو جسقدر شست کو کھینچ کر بنا گوش تک لانے میں کمان خم کہاتی ہے کمان وار کے زور سے کمان کا زور آدھا ہونا چاہیے بلکہ آدھے سے بھی کم ہو تو بہتر ہے کہ تیر لگانے میں صنعت ہاے عجیب و غریب ظاہر ہوسکیں اور جو سخت کمان کہ کماندار کی طاقت سے قوی تر ہوگی تو تیر پریشان جاویگا اور کماندار ہرگز قادر انداز نہ ہوگا اور تیر بھی کمان کے موافق ہونا چاہیے اسلئے کہ اگر تیر سبک کو کمان سخت و قوی میں سر کریں تو شکستہ ہو جانے کا احتمال ہے اور جو تیر گران کو کمان نرم میں کھینچیں تو ہرگز تیر محل مقصود پر نہ پہونچیگا اور مدعا حاصل نہوگا پس بہا بہتر ہے کہ جو کمان کے قابل ہو اور قبضہ کمان کے تھامنے میں نہایت کوشش لازم ہے کہ قبضہ ہاتھ میں قایم رہے اور کلائی میں بھی کجی نہ آنے پاوے کہ بڑا سخت عیب ہے اور کمان کھینچنے کے وقت کھڑے ہونیکا یہہ طریق ہے کہ پاے چپ پاے راست کو تھوڑا آگے رکہیں یعنے اسقدر کہ دونوں پہلوں میں آٹھہ دس گرہ کا فاصلہ ہو اور سینہ یا پاون اتنا منحرف رکہیں کہ اگر بائیں پاوں کی ایڑی سے سیدھا خط کھینچیں تو داہنے پاوں کے وسط میں آئے اگر اس قاعدہ پر کھڑے ہوں تو چپ و راست اور پیش و پس ہر طرف تیر لگا سکتے ہیں پھر سلطان والا شان کیطرف مخاطب ہو کر عرض کرنے لگا کہ قدیم زمانہ میں خنجر و تیغ و شمشیر اور گرز و سنان اور کمند و فلاخن اور تیر و تبر وغیرہ آلات جنگ کے ہتھیار کہلاتے تھے مگر اس زمانہ میں اہل فرنگ نے تفنگ کو بکثرت رواج دیا ہے اور حق تو یہ ہے کہ دفع دشمن کے واسطے اور گزند حریف سے امن پانے کے لئے آلات حرب میں کوئی آلہ اس سے زیادہ وقعت اور فوقیت نہیں رکھتا اگرچہ تیر و کمان بھی جان گداز ہے کہ دور سے دشمن کا کام تمام ہو جاتا ہے مگر برسوں میں انسان کو اسکا کمال حاصل ہوتا ہے اور وہ بھی جب کہ کسی استاد شفیق کے زیر بار ہو اور اسکی مشق و مداومت نہایت سرگرمی کے ساتھہ کیجاوے اور **تفنگ اندازی** کا ہنر بہ نسبت تیر اندازی کے بہت آسان ہے اور جو کام تیر سے نکلتا ہے اس سے زیادہ تفنگ سے نکل سکتا ہے اور فدوی کی دانست میں اگر چالیس روز تفنگ اندازی کی مشق کیجاوے تو بیشک نشانہ بیخطا لگانیکی قدرت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ بندوق کی بہت قسمیں ہیں اور پیشتر ہندوستان میں توڑیدار اور پھر کلہ یعنے چقماق دار وغیرہ کا رواج تھا اور لاہور میں توڑیدار بندوقیں بھی عمدہ بنتی تھیں اور جب بندوق کی گولی ریزہ ہوتی اوسکو رفل کہا کرتے تھے مگر جبسے اہل انگلستان نے ٹیاخہ دار بندوقوں کو ایجاد کیا ہے اوسوقت سے عمدہ رفل اور دونالی بندوقیں اور انفیلڈ رفل اور جیکب رفل وغیرہ کی گرم بازاری ہوئی توڑیدار بندوق میں یہہ نقصان تھا کہ ہر دم توڑا روشن رکھنے کی ضرورت تھی اور چقماق دار میں یہہ عیب ہے کہ کسی وقت بھی

بندوق

آگ نہ دینے سے بندوق بیکار ہو جاتی ہے اور ان دونوں مین ایک سخت قباحت یہہ تہی کہ اُنکی رنجک ہر وقت آنکہہ کے برابر اوڑنے سے بینائی کو بہی ضرر ہو سکتا تہا اور اکثر اوقات بارش یا سردی کے موسم مین باروت سیل کر پیالہ مین جم جانے سے آتش کا اثر اوسکے کا مین نہین ہوتا اور اسوجہ سے بہی دفعتہ بندوق کو آگ دینی دشوار پڑ جاتی تہی مگر گن کیپ یعنے ٹوپی دار بندوقون نے ان عیوب کو بالکل رفع دفع کر دیا اگرچہ مسالہ بنانیکی بہت سی ترکیبین ہین چنانچہ چاندی کی باروت اور گن کاٹن وغیرہ سے مگر سہل ترکیب یہہ ہے کہ کلوریٹ آف پٹاس اور سرمہ یا گندہک مساوی یا آہستہ آہستہ باہم پیسکر انڈے کی سفیدی ٹوپی مین جما دین مگر ان دونون کے پیسنے مین کمال احتیاط لازم ہے اگر جدا جدا باریک پیسکر ملا دین تو بہتر ہے بندوق کے پیچ نکالنے کے واسطے اول چاہیے کہ نالِ بندوق کو بخوبی صیقل کر کے چھنے ہوئے خاکستر سے یا اینٹ سے یا چونے سے یا ملتانی مٹی سے خوب صاف کرین پہر نالِ بندوق کے پیچ نکالنے کی یہہ ترکیب ہے کہ نیلا تہوتہا چہہ ماشہ آبِ صاف پانچ تولہ لیکر نیلے تہوتہے کو باریک پیس ڈالین اور پانی مین ملا کر کسی ظرفِ چینی یا ظرفِ گلی مین آگ پر قدرے گرم کرین کہ جسمین ہاتہہ نہ جلے اور اوسمین پارچہ تر کر کے نالِ بندوق پر لگائین ایک گہڑی کے بعد خاکستر اور پانی سے نال کو پانچہ دالین اسیطرح مکرر سہ کرر عمل کرین جبکہ حسبِ دلخواہ پیچ نمودار ہو جائین تو نالِ بندوق کو خوب صاف کرین کہ نیلے تہوتہے کا اثر ذرہ سی کی طرح مین باقی نہ رہے پہر رنگ لگانا چاہیے اگرچہ رنگِ نالِ بندوق کے بہی بہت نسخے ہین مگر ایک عمدہ نسخہ جو فدوی کا بارہا آزمودہ و مجرب ہے حضور مین گذارش کرتا ہے ترکیب تیاری رنگِ نالِ بندوق مقدار یک بوتل اول سات ماشہ نیلا تہوتہا باریک پیسکر ایک بوتل آبِ باران مین ملائین پہر کروسیو سبلی منٹ دو ماشہ پیس کر اوسی بوتل مین داخل کرین بعد اوسکے اسپرٹ آف وین ایک ڈرام اوسی بوتل مین ڈالین پہر نیٹرک ایسڈ ایک ڈرام اوسی بوتل مین حل کرین اب یہہ روغن تیار ہو گیا اسکو تہوڑا سا نکالکر ابرِ مردہ سے نالِ بندوق پر پالش کرین اور چہہ گہنٹہ کے بعد نالِ مذکور کو لوہے کی کوچی سے صاف کرین پہر برتن بہر دین اور دوبارہ وہی روغن بطریقِ مذکورہ اسپنج سے لگائین اسیطرح ایکدن مین دو مرتبہ یعنے صبح اور شام لگایا کرین اگر چار روز لگائین تو رنگ نال بہ سیاہی ہو گا اور جو ایک ہفتہ لگائین تو رنگ نال بہ سرخی ہوگا اور روغن کندہ کی عمدہ ترکیب یہہ ہے کہ اسپرٹ آف وین ایک بوتل لوبان ایک اونس چندرس ایک اونس چپڑی ایک اونس چہہ ڈرام مصطگی چار ڈرام دم الاخوین دو اونس ان سبکو باریک پیسکر کپڑے مین چہان لین پہر اسپرٹ آف وین مین ملا کر بوتل پر ڈاٹ لگا دین اور دس بارہ روز تک دہوپ مین رکہین کہ اس عرصہ مین گوند وغیرہ تمام گہل جائیگا پہر اس دوا کو کپڑے مین

چہانکر دوسری بوتل مین بہر رکہین اور کندہ کو ریگ مال سے صاف کرکے لگائین لیکن ریگ مال کی صفائی مین یہانتک احتیاط کیجائے کہ اگر پانی سے بہی لکڑی کو تر کرین تو ریشہ ظاہر نہو ورنہ چند بار پانی سے کندے کو دہوکر ریگ مال سے صاف کرین یہانتک کہ پانی کے دہونے سے بہی ریشہ ظاہر نہو پہر پتہ روغن اسفنج سے کندے پر جلد جلد ملین جب خشک ہونیلگے تو ایک پارچہ تیل مین ترکرکے اوسپر لگائین کہ آب تاب ظاہر ہو پہر دوبارہ اوسپر پتہ روغن لگائین اور تیل کی مالش کرین جبکہ مرضی کے موافق روغن چڑہ جائے اور رنگ خوشنما نظر آئے تو تیل ملکر رکہدین مگر روغن لگانیکے وقت یہہ خیال ضرور ہے کہ سب جگہہ برابر رہے

طریقۂ تفنگ اندازی

اور تفنگ اندازی کا طریقہ یہہ ہے کہ بندوق بہرکر قاعدۂ معروف پر اوٹہائین اور کندے کو داہنے شانہ کے کاندہے پر جماکر ایک آنکہہ بند کرین اور دوسری آنکہہ سے براہِ دیدبان دیکہین جسوقت بندوق کی مکہی نشانہ کے برابر ہو تو فوراً سانس روک کر فیر کرین کہ گولی نشانہ پر لگے اور جو اسطرح کچہہ دنون ربط و مشق رہے تو نشانہ بہت جلد صحیح و درست ہوجاتا ہے اگرچہ دشمنِ بدخواہ کو آماجگاہِ تفنگ بناتے ہین مگر حریف کشی کے علاوہ بندوق مین یہہ وصف کسقدر عمدہ ہے کہ صید و شکار کیوقت دشت و کوہسار مین اس سے زیادہ کوئی رفیق و شفیق نہین شعورِ سخن رس نے کہا کہ اے نورِ چشمِ سلطنت وائے قرۃ العینِ خلافت کیا یہہ بات غلط ہے کہ شکار کارِ بیکاران ہے کیا اس شغلے مین انسان فعلِ جان کشی و بیرحمی کا مرتکب نہین ہوتا

فوائد شکار کا بیان

شہزادہ خرد پرور نے کہا کہ اے دستور المعظم اگرچہ شغلِ شکار لہو و لعب سے زیادہ نہین مگر اکثر عقلا و حکمانے مصلحتاً واسطے سلاطین و امرائے خداوندِ جاہ اور پہلوانانِ کینہ جو و رزم خواہ کے بمہماتِ جہانداری اور واجباتِ خداپرستی کے بعد لازم و جائز رکہا ہے اور اسمین چند فوائد اور منافع بہی مضمر ہین چنانچہ یکجا نشینی کی کاہلی کہ جس سے خفقان کا اندیشہ متصور ہے رفع کرتا ہے اور فربہی غیر طبعی کو کہوتا ہے اور رطوباتِ ردیہ تحلیل ہوجاتی ہین اور مادۂ فضلیہ دفع ہوتا ہے اور چستی اعضا و چالاکی بدن اور صفائی اشتہا و دلگی تن بہی زیادہ ہوتی ہے اور کوہ و صحرا کی آب و ہوا ہر طرح شہر و قصبات کی آب و ہوا سے مفید و بہتر ہے خصوصاً شیر کے شکار مین مردانگی و دلاوری اور جرأت و بہادری اور آدابِ جنگ و سرعتِ آہنگ اور اپنی حفاظت کی تدبیرین اور دشمن سے بچنے کی گہاتین معلوم ہوتی ہین اور قواعدِ حرب و ضوابطِ ضرب و مشقِ مشقت و ورزشِ محنت و آئینِ رزم و قانونِ حزم و اندازِ ہوشیاری و اطوارِ استواری و استقلالِ مزاج و اجتماعِ حواس بدرجۂ اعلی کی کمائی حاصل ہوتی ہے غرض اس عادات سے اگر ازل ہی سے تو رستمِ دستان ہوجاتا ہے اور [illegible] قالین تو شیرِ نیستان اور بہت بڑا فائدہ یہہ ہے کہ اکثر دام و دد مثل شیر و گرگ اور خوک وغیرہ [illegible] نشین کے مویشی و کشت زار کو برباد و تلف کرکے بہت تکلیف و ایذا پہونچاتے ہین اور [illegible]

ومسافرین کو خونریزی و رہزنی سے ستاتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے رعیتون کو راعی و نگہبانِ موجودات اور محافظ و شبانِ مخلوقات بنایا ہے اگر رمۂ رعایا اور گلۂ برایا کی حفاظت و حراستِ جان و مال نکرین تو نعمتِ ریاست اور دولتِ حکومت اونپر بیشک حرام ہے اسصورت مین ایذارسانی سے پیشتر موذی کا قتل واجب و لازم ہوچکا مگر اسکے واسطے جوہرِ شجاعت درکار ہے اور شجاعت دو قسم ہے ایک شجاعتِ باکیاست کہ خود گزندِ حریف سے محفوظ رہکر دشمن پر غالب آئے دوم شجاعتِ باجہالت کہ عدو پر کامیاب ہو یا نہو مگر اپنی جانِ عزیز کو ہلاکت مین ڈالدے یہہ شجاعت اہلِ خرد کے نزدیک فضیلت نہین رکھتی بلکہ نتیجۂ دیوانگی اور لطیفۂ جوانمردی بھی یہ ہے کہ اپنا آوازۂ نیکنامی سنکر خود اپنے گوشِ خاطر کو مالامال گوہرِ فرحت و نشاط کرے فرد؎ ہو فتح زندگی مین عدو پر تو لطف ہے ۔ بعد از وفات رستم و دستان ہوا تو کیا ۔ ہر شخص کو لازم ہے کہ اول اپنا حفظِ جان مقدم سمجھے پھر قتلِ موذی پر کمر باندھے اور شکار کھیلنے کے لئے ہاتھی کی سواری سے کوئی طرح بہتر نہین اول تو بسبب بلندی کے شکار دور سے نظر آتا ہے اور کوئی شئے زد کے حائل نہین ہوتی دوم حربہ کرنے اور شست باندھنے کی فرصت اسمین بخوبی میسر آتی ہے سوم دو چار ضرب پاس رکھنے اور ایک دو آدمی نزدیک رہنے کیواسطے ہر طرح کی مددکو اسمین گنجایش ہے چہارم ہر شیر کو ہودج تک حملہ کرنیکا حوصلہ نہین ہوتا اور گر جرأت کرکے آن بھی لپٹا تو بندوقچین اوسکو فرصتِ گزند نہین دیتین مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جسوقت کوئی شیر دلیر ہاتھی کے پاؤن یا مستک سے لپٹ جاتا ہے تو اوسوقت سوارانِ فیل کی گولی بھی نہین کھاتا اور اوس بلا کے چمٹنے سے ہاتھی بھی چیخ اوٹھتا ہے بلکہ بیتحاشا بھاگ نکلتا ہے اوس حال مین جھاڑ اور پہاڑ اور کنوان اور گڑھا اوسکو کچھہ نہین سوجھتا اسواسطے لازم ہے کہ شکار مین ہاتھی کارآزمودہ و شکار دیدہ سوار کئے رہین کہ نیا ہاتھی ناتجربہ کار عجب نہین کہ کسی تہلکہ مین ڈالے اور شکار مین بڑی گولی کی بندوق لیجائین اور بندوق وغیرہ کا ساز و سامان بھی بہت درست و پاکیزہ رکھین کہ وقت پر خطا نکرے اور انسان کو مناسب ہے کہ فقط ہرن خرگوش کبوتر فاختہ کے مارنے پر شکارِ شیر کا عزم نکر بیٹھے بلکہ اپنی ہمتِ مردانہ اور جوانمردی و دلاورانہ کا بھی امتحان کر بیٹھے کہ بروقتِ کار اوسکی ہیبت و صولت سے اوسان باختہ نہوجائے کہ دلکے لرزنیسے ہاتھہ پاؤن بھی کانپنے لگتے ہین اسصورت مین گولی کو نشانہ سے کوسونکا فاصلہ پڑجاتا ہے اور شکار فرار ہوجاتا ہے بلکہ حملہ کرکے گھبرادیتا ہے خرد پرور یہانتک شعورِ سخن سب بیان کرکے سلطان عقلِ مجسم کیطرف پھر متوجہ ہوا اور گذارش کرنے لگا کہ حضورِ اقدس ہرچند سواریِ فیلِ کوہ تمثیل شان و شوکت اور جاہ و حشمت کی دلیل ہے مگر توسنِ تیزخرام کے برخلاف اوسپر اپنا اختیار کم رہتا ہے اسی لئے کہا ہے کہ عنانِ فیل بدستِ فیلبان اور جستہ و تیزرفتاری و سبک خرامی اور چستی و چالاکی گھوڑے سے ممکن ہے فیل سے ہیچ ناممکن و متعذر

سواریِ فیل کا بیان

سواریِ اسپ کا بیان

سوا اسکے فیل نہایت کینہ ور جانور ہے اگر کسی پر غضبناک ہوتا ہے تو ہمیشہ اوسکی گہات مین رہتا ہے اور موقع پاکر وقتِ فرصت ہلاک کرتا ہے گہوڑا جس دروازے پر بندہا ہوتا ہے وہان ہمیشہ فضلِ خدا رہتا ہے سلطان عقلِ مجسم نے ارشاد کیا کہ فیل کی عمر نہایت طویل ہوتی ہے یعنے سو ڈیڑہ سو بلکہ دو سو برس تک زندہ رہ سکتا ہے اور گہوڑا اسقدر ہرگز نہین جیتا بلکہ فیل کی بہ نسبت چہارم حصہ بہی اسکی عمر نہین ہوتی خرد ور عالی دماغ نے جواب دیا کہ حضور نے بہت صحیح اور نہایت درست فرمایا آمنا وصدقنا مگر اسقدر طولِ عمر تجربہ کاری کیلئے بہت مناسب ہے اور فیل بجز شکارِ شیر کے کسی بات کا تجربہ نہین کر سکتا اسلئے اور بہی پایہ ثبوت کو پہونچا کہ سوا فیلِ کار آزمودہ وشکار دیدہ کے شکارِ شیر کیواسطے کوئی سواری بہتر نہین اور اسی لئے نیا ہاتہی ناتجربہ کار ہوتا ہے مگر ملوک وسلاطین کیواسطے تمام زمانہ مین پشتِ اسپانِ تیز گام وتوسنانِ خوشخرام سے بہتر کوئی مقام نہین اور دانایانِ فرنگ وحکمائے با فرہنگ نے انسانونکی عمر سے عربی گہوڑون کی عمر کو باہم ملایا ہے تو اس طریق پر مطابق پایا ہے

نقشہ مطابقتِ عمرِ انسان بعمرِ اسپان

عمرِ اسپ	عمرِ انسان	عمرِ اسپ	عمرِ انسان	عمرِ اسپ	عمرِ انسان
۱ سال	۴ سال	۶ سال	۲۴ سال	۱۵ سال	۵۰ سال
۲ سال	۸ سال	۷ سال	۲۹ سال	۲۰ سال	۶۰ سال
۳ سال	۱۲ سال	۸ سال	۳۲ سال	۲۵ سال	۷۰ سال
۴ سال	۱۶ سال	۹ سال	۳۶ سال	۳۰ سال	۸۰ سال
۵ سال	۲۰ سال	۱۰ سال	۴۰ سال	۳۵ سال	۹۰ سال

عربی گہوڑے ملکِ عرب سے جو اقلیمِ ہندوستان مین آتے ہین اون مین سے قسمِ اول قومِ نجدی ہے نجد ملکِ عرب مین حجاز و عراق کے درمیان ایک مقام کا نام ہے زمین وہانکی بلند اور گہوڑے سواری وگہڑدوڑ کے واسطے مرغوب وپسند قسمِ دوم قومِ کہیلان یہہ گہوڑے عربی خاص ہین نجدی کے مطابق افعال وخواص ہین قسمِ سوم قومِ انیزہ اس قوم کے گہوڑے پیشانی وقامت بلند اور ناک کا بانسا بہی اونچا رکہتے ہین اسکی وجہہ یہہ ہے کہ روم مین اسپانِ ولایتی کی آمد ورفت سے عربی گہوڑون مین ولایتی کی نسل شامل ہوگئی ہے قسمِ چہارم قومِ بدّو یہہ گہوڑا صحرائے عرب مین پیدا ہوتا ہے نہایت مضبوط وزبردست اور عریض الجسم اور نجدی وانیزہ کی بہ نسبت کان بہی چوڑے ہوتے ہین اکثر سواری وشکار کے قابل ہوتے ہین مگر کم دوڑنیکے باعث گہڑدوڑ مین نہین شامل ہوتے ہین قسمِ پنجم قومِ عراق اس قوم کے گہوڑے

بہت خوبصورت وخوش رفتار مگر گہڑدوڑ مین بیکار ہوتے ہین عراقی وہ گہوڑے ہین کہ جنگلی نسل ایرانی گہوڑون سے ملی ہو اس قسم کے گہوڑے بصرہ و بغداد کیطرف بکثرت ملتے ہین **قسم ششم قوم گلف** اس قوم کے گہوڑے بہی عراقی کی طرز پر عرب وعجم کے درمیان پیدا ہوتے ہین عربی کی نسبت تنومند لیکن قابل گہڑدوڑ کے کمتر ہین اور اسپان عربی مین یہہ رنگ عمدہ شمار کیے جاتے ہین سبزہ سرخہ سرنگ کمیت نیلہ اور ربائی زنائی اوس رنگ کو کہتے ہین کہ سرخ وسفید بال تمام بدن اسپ پر ملتے رہتے ہین سرخہ کمیت سرنگ یہہ رنگ قابل اعتماد ہین مگر نیلہ اکثر کم ہوتا ہے اور ملک عرب مین نقرہ ابلق سمند نہین ہوتا عربی گہوڑا پانچ برس کی عمر سے پچیس برس تک لائق کار اور قوی وطاقت دار رہتا ہے اسپان قوم عربی اکثر بمبئی مین دستیاب ہوتے ہین بعضے سوداگر اندرگو الیار اکبرآباد اور کانپور مین لاتے ہین لیکن جو گہوڑا بمبئی مین پانسو روپیے تک ملجاتا ہے وہ اس ملک مین بارہ سو روپیے سے کم نہین آتا اور عربی گہوڑے قسم چارجر یعنے سواری کے پانسو روپیے سے ہزار روپیہ تک اور قسم ریسر یعنے گہڑدوڑ کے نئے گہوڑے تعلیم یافتہ ہزار روپیہ سے پندرہ سو تک اور قسم منٹر یعنے شکار کے گہوڑے چارسو روپیے سے آٹہہ سو تک اور قسم گیلوے یعنے میانہ قد کہ چودہ مٹہی سے نیچے ہون دوسو روپیے سے چارسو روپیہ تک دستیاب ہوتے ہین اور ملک ہندوستان مین کاٹہیاواری گہوڑونکی یہہ گیارہ قومین عمدہ تر مشہور ہین باندریا ناکلیا مانگلیا تاجنیا ریٹریا ہرنیا لکہیا رتیمیا کیسریا بودلیا بہوتریا انکے سوا دو چار قومین اور بہی ہین مگر چندان شہرت نہین رکہتین کاٹہیاوار کے گہوڑے خوبصورتی مین لاجواب اور کودنے پہاندنے مین بیمثال اور دوسری اقلیمون کے گہوڑون پر فوق رکہتے ہین یہہ گہوڑے قد کے چہوٹے عمدہ ہوتے ہین مگر نہایت کمتر بقیمت بہتر اور کاٹہیاوار مین کئی کہیت ہین مگر پنچال کے کہیت سے کوئی کہیت بہتر نہین پنچال کے بارہ گانون کہ جہان عمدہ گہوڑے بہم پہونچتے ہین کاٹہی لوگون سے آباد ہین اس ملک مین سمند قلہ صندلی سبز گلدار دودیہ بورنہ اس رنگ کے گہوڑے اکثر ہوتے ہین ہرچند جو صفات کہ درکار ہین وہ ان گہوڑون مین پائے جاتے ہین مگر اسپان عربی کیطرح دم بلند اور اعضا واستخوان باریک نہین رکہتے اور دوڑ مین پاؤ میل بہی عربی کی ہمسری نہین کرسکتے اور اس گہوڑے کے مزاج مین غصہ بہت ہوتا ہے جسسے عداوت رکہتا ہے اوسکو جان سے کہوتا ہے خوراک کم دینے والیکا بہی دشمن ہے اور تہوڑی سی مار مین بہت برا مانتا ہے دل مین بغض وکینہ رکہتا ہے اور اکثر کاٹہیاوار کے گہوڑے منہہ ڈال بیٹہتے ہین اور گندیلے بہی ہوتے ہین گندیلے کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ زبان ہندی مین بوکو گند کہتے ہین پس یہہ گہوڑا اپنے سائیس کی بو پہچانتا ہے اور بوسے آشنا ہونیکے باعث اوسکو کچہہ نہین کہتا

اسپان کاٹہیاواری

اور دوسرا شخص قریب جاتے تو اوسکی بو پاکر نہایت غضب سے ہنہناتا ہے اور موقع پاکر کاٹ بھی کہاتا ہے
اور کاٹھیاوار کے متصل ایک علاقہ کاٹھا نامی ہے وہان کا گھوڑا بہ نسبت اسپ کاٹھیاوار کے بلند قامت
وعزیب ہوتا ہے لیکن چہرے کی خوبصورتی مین اوسکے برابر نہین ہوسکتا کاٹھیاوار کا گھوڑا چار برس کی
عمر سے بارہ برس کی عمر تک عالمِ شباب مین خوب زور و شور پر رہتا ہے اکثر یہہ گھوڑے بحال مین کاٹھی
لوگون کے گہر ہاتھ آتے ہین اور چار سو روپیے بارہ سو روپیہ انکی قیمت ہے مارواڑ کے گھوڑے اسپان
کاٹھیاوار کی بہ نسبت پیشانی بلند اور گوش دراز اور بلند قامت اور مضبوط و زبردست ہوتے ہین گر پا
بیچ وہڑا بالوترا تلواڑہ یہہ چارون کہیت وہان مشہور ہین انمین جودہ پور کی عملداری ہے اکثر قلہ
سمند شرغہ نقرہ ابلق اس رنگ کے گھوڑے بکثرت ہوتے ہین سواری مین نازک و ملائم اور نہایت
عزیب اور پسند اہلِ ہند سواری دیتے ہین اور سخت سواری سے برا نہین مانتے اپنی وضع پر بہت خوبصورت
اور طرحدار اور نہایت دُمدار ہوتے ہین مگر گھوڑ دوڑ کے قابل نہین چار برس کی عمر سے سولہ برس تک تندرست
اور چالاک و چست رہتے ہین دو سو روپیے ہزار روپیہ تک انکی قیمت ہے بوکھر اور تلواڑہ کے میلے مین بکجاتے
ہین بوکھر کا میلا برسات کے بعد کاتک مین اور تلواڑہ کا میلا پھاگن کے مہینے مین ہوا کرتا ہے
دکہن کے گھوڑے دو غلے مشہور ہین عرب کے گھوڑے اور کاٹھیاوار کی گھوڑیون سے انکی نسل جاری ہے
چنانچہ اس گھوڑے مین دونون صفتین موجود ہوتی ہین عزیب و خوبصورتی اور چالاکی بدرجہ اوسط رکہتا ہے
مگر گھوڑ دوڑ کے قابل نہین اور ملکِ دکہن کے گھوڑے اکثر سمند کمیت سرنگ مہوہ مشکی لاکہوری رنگ کے
ہوتے ہین بہیمرا ندی کے کنارے جو گانون بستے ہین انمین دکہن کے گھوڑے ملتے ہین اور وہان دیس
اور گنگا گوداوری ندیا کے کنارے اکثر گانون مین دکہنی گھوڑون کی نسل ہاتھ آجاتی ہے لیکن مانند نسل کا
گھوڑا بہ نسبت بہیمرا ندی کے گھوڑونکے دراز گردن و بلند قامت ہوتا ہے اور ملکِ مالوہ مین اکثر مرشیون کے
بہی دکہن کی نسل پیدا کی ہے خصوصًا اندور سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر سمتِ جنوب مقام مہیسر کی
اور تلور وغیرہ مین مرشیون کے گہر بچہیرے و شتاب ہوتے ہین لیکن جو خصوصیت اور وصف کہ دکہن کی
پیدایش کے گھوڑے رکہتے ہین وہ انمین ہرگز نہین پاتے جاتے البتہ بعضے گھوڑے عمدہ نکل آتے ہین
دکہن کا گھوڑا پانچ کی عمر سے بیس برس کے سن تک زبردست رہتا ہے عمدہ گھوڑا پانسو روپیہ سے بارہ سو
روپیہ تک فروخت ہوتا ہے اور اچہا بچہیرا عمر سہ سالہ دو سو روپیے تین سو روپیہ تک بکتا ہے ملکِ
سندہ و پنجاب اور جنگل کے گھوڑے اکثر سرنگ کمیت مشکی سبزہ نقرہ سنجاب خنگ بوز
ابلق چینی رنگ کے ہوتے ہین اور ایرانی گھوڑے ہندوستانی گھوڑیان خواہ ہندوستانی گھوڑے

اسپ مارواڑ کا بیان

اسپ دکہن کا بیان

اسپ پنجاب کا بیان

اور ایرانی گھوڑیوں سے ان کی نسل جاری ہے اسلئے یہہ بھی دوغلے کہلاتے ہین اور مارواڑ کے گھوڑون سے مشابہت رکھتے ہین مگر اونکی بہ نسبت ہاتہہ پاؤن زیادہ خشک ہوتے ہین لیکن بعد عربی کے یہی گھوڑے سب ہند کے گھوڑون سے دوڑ مین تیز پا اور بگھی کیواسطے موزون و خوشنما ہین اور سندہ و پنجاب و جنگل مین یہہ کیپ مشہور ہین سانبو و دہنی گہیپ بہٹندہ سانبو کے جنگل کا گھوڑا بہت خوبصورت و بہتر ہوتا ہے اور دہنی و گہیپ علاقہ پنجاب مین واقع ہین پس جو گھوڑے اس گرد و نواح مین رہتے ہین اونکو بھی دہنی و گہیپ کہتے ہین یہہ گھوڑے جنگل کے گھوڑون سے چھوٹے اور خوبصورت اور چالاک اور کاٹھیاوار و مارواڑ کے گھوڑون سے بہتر ہین مگر بہت دوڑانیکے قابل نہین اور بھٹندہ کہ جسکو جنگل کہتے ہین بھٹیانے کا علاقہ ہے وہان کے گھوڑے بھی بلند قامت و زبردست ہاتہہ پاؤن بھاری اور طاقت ور ہوتے ہین پانچ برس کی عمر سے بیس برس تک مضبوط و قابل کار اور شراب شباب سے سرشار رہتے ہین سندہ کا گھوڑا دو سو روپیہ سے چھہ سو تک اور جنگل کا گھوڑا پانسو روپیہ سے ہزار روپیہ تک ہاتہہ آتا ہے اور ہردوار کے میلے مین ملتا ہے یہہ میلا ماہ چیت کی تیرہوین تاریخ سے شروع ہو کر آخر مہینے تک تمام ہو جاتا ہے **ولایت انگریزی کے گھوڑے** یعنے آئرلینڈ اور اسکاٹ لینڈ اور انگلینڈ مین تین قسم پر ہوتے ہین **قسم اول سواری کیواسطے** سواری گھوڑے ہاتہہ پاؤن اور جلد کے باریک چھریرے خوبصورت ہوتے ہین ہندوستانی و عربی گھوڑونکی بہ نسبت ان گھوڑونکا قد و قامت بہت بلند ہوتا ہے چنانچہ پیمائش مین سترہ مٹھی تک بلندی رکھتا ہے **قسم دوم گھڑدوڑ کیواسطے** گھڑدوڑ کا گھوڑا بھی سواری کے گھوڑونکا ہمشکل اور ہمقوم ہوتا ہے لیکن قیمت مین فرق ہے یعنے یہہ بیش قیمت ہوتے ہین **قسم سوم بارکشی کیواسطے** بارکشی اور ہل وغیرہ کا گھوڑا زبردست بڑے کان کا اور ہاتہہ پاؤن اور سینہ اور پٹھے بھاری رکھتا ہے اور بہت ٹھہا کہ سوائے دلکی اور قدم کے ہرگز چہارتک نہین چلتا ولایتی گھوڑے جو گھڑدوڑ مین دوڑتے ہین وہ نہایت زبردست ہوتے ہین دوڑ مین اگرچہ بہت چالاک تو نہین ہوتے لیکن عربی گھوڑے اتنی دوڑ بھی نہین کر سکتے بلکہ عربی گھوڑے عمدہ تین میل یا ساڑھے تین میل سے زیادہ دوڑنیکی طاقت نہین رکھتے چنانچہ بعضے صاحب لوگ جو ولایتی گھوڑے عربی گھوڑونکے ساتہہ گھڑدوڑ مین دوڑاتے ہین تو اکثر پہلے پر ولایتی گھوڑے بسبب دوڑ کی کے شرط جیت لیتے ہین **ولایت آسٹریلیا** کے گھوڑے بھی گھڑدوڑ مین دوڑتے ہین **ولایت کیپ** کے گھوڑے توپ اور بگھی کے قابل ہوتے ہین اور کیپ کے گھوڑونکا قد و قامت ولایت اور آسٹریلیا کے گھوڑون سے کم ہوتا ہے اور ان گھوڑونکی ایک نشانی یہہ بھی ہے کہ اونکے سرین پر باریک داغ بشکل داغ چیچک نظر آتے ہین اسکا سبب یہہ ہے

لاکثر بچھیرے جنگل مین چرتے ہین اور وہان ایک قسم کی مکھی ہوتی ہے جب وہ انکے پیٹھے پر بیٹھتی ہے
تو اوس مقام پر نیش زنی کرکے خون پی لیتی ہے اسلئے داغ پڑجاتے ہین اسپان ولایتی چھہ برس کی عمر سے
بیس برس کی عمر تک جوانی کے زور و شور پر رہتے ہین ولایتِ انگلستان کے گھوڑے اکثر بندر کلکتہ مین
آتے ہین بعضے صاحب لوگ شرط کے لئے اور بعضے سواری کے واسطے خرید کرتے ہین ولایتی گھوڑے
بارکشی ویل وغیرہ کے عمدہ و بہتر تین سو روپیہ مین اور اسپانِ قوم دار و خوش رفتار کہ جو سواری و شکار کے
کام مین آتے ہین پندرہ سو روپیے اکیس سو روپیہ تک ملتے ہین اور جو گھوڑا بہت خوبصورت و مضبوط
صرف سواری کیواسطے خرید کیا جائے تو اوسکی قیمت چھہ سو روپے سے ہزار روپیہ تک ہے اور گھڑدوڑ کے
گھوڑے ناتربیت یافتہ ہزار بارہ سو روپیہ مین آتے ہین اور تعلیم یافتہ پانچ پانچہزار چھہ چھہ ہزار روپیہ مین
فروخت ہوتے ہین اور انکی قیمت کا کچھہ اندازہ معین نہین چنانچہ ایک گھوڑا ساٹھہ ہزار روپیہ مین بکا یہہ
سب قیمتین خاص ولایت کی ہین اور جو شخص ہندوستان سے ولایت کا گھوڑا طلب کرے تو قیمت
ولایت کے علاوہ مقام بمبئی تک خواہ وہ نر ہو یا مادہ یا آختہ پندرہ مٹھی قد اور چھہ برس کی عمر والیکا خرچ
سودخوراک وخرچہ سائیس وکرایہ جہاز سات سو روپے ہوتے ہین نقصانِ جہاز کا بیمہ اور کا غذ بیمہ کا
خرچ فیصدی قریب پچیس روپیہ کے اور علاوہ اسکے اسباب یعنے توبڑا اگاڑی پچھاڑی جھول کھریرہ برش تنگ وغیرہ
کیواسطے اکیس روپے دینے پڑتے ہین **اسپانِ ملکِ مالوہ** کی کوئی خاص قسم مقرر نہین
اسلئے کہ رجواڑون مین مارواڑ اور کاٹھیاواڑ کے گھوڑے اور دوسری قسم کی گھوڑیان بکثرت ہوتی ہین
جو اونکی نسل سے پیدا ہوتا ہے اوسکو مالوہ کا گھوڑا کہتے ہین مگر انسان کو گھوڑونکی شناخت کیواسطے
بخوبی احتیاط لازم اور تجربہ درکار ہے اسلئے کہ بظاہر اکثر گھوڑے نہایت خوبصورت و چالاک نظر آتے ہین
مگر قوم دار نہین ہوتے چنانچہ گھڑدوڑ کے گھوڑونمین یہہ چودہ وصف موجود ہونے ضرور ہین نشانہ اسپ رانہ
اگلے ہاتھون کی نلیان خشک اور گھٹنون سے نیچے چھوٹی استخوانِ شکم پیچھے دبی ہو تک ہموار پیٹ کی چولی
نہ زیادہ نہ کم پسلیان کوسے کی ہڈی سے قریب کمر چھوٹی رانین اور پٹھے چوڑے دم کی ڈنڈی پتلی سانچا
کشادہ فوطے خرد اور چڑھے ہوئے پچھلے پاؤن پیٹھے سے سم تک سیدھے گامچی سیدھی اور چھوٹی سم اوسط
نہ چپاتی سم نہ خرسمہ جلد بدن اور ایال و دم کے بال باریک و ملائم ہون اور جس گھوڑیکو گھڑدوڑ کیواسطے
تیار کرنا منظور ہو تو اوسکا یہہ طریقہ ہے کہ اگر موسم سرما ہو تو ایام شرط سے تین مہینے پہلے اور جو ہنگام
بارش ہو تو چار مہینے پیشتر تعلیم دینی شروع کرین اسلئے کہ اکثر بسبب کثرتِ بارش کے گھوڑے کی
کثرت ناغہ ہوجاتی ہے اور قبل از تعلیم گھوڑے کو مسہل دین اوسکا یہہ طریقہ ہے کہ اول دو دو روز تک

دانہ نہ دیں اور سیر بھر بھوسا صبح کو سیر بھر شام کو پانی چھڑک کر کھلائیں اور اچھا خشک گھاس کچھ ہری گھاس میں ملا کر دیں سوم
سنبل کی دوا اگر گھوڑے کو بند جگہ میں کہیں جہاں بہت ہوا ہو اور ایک جھول بھی اوڑھا دیں اگر سردی کے ایام
ہوں تو گرم جھول اور گرمی کے دن ہوں تو ٹھنڈی جھول ڈالنی مناسب ہے اور دوائے سنبل کی چند صورتیں ہیں چنانچہ
اول سونٹھ تین ڈرام ایلوا چار ڈرام باریک پیسیں اور قدرے شہد میں گولی بنا کر صبح دم کھلائیں زبردست گھوڑے کو
ایلوا سات ڈرام تک دینا بھی مضائقہ نہیں اور بعضے اس ترکیب میں روغن زیرہ بھی زیادہ کرتے ہیں دوم ایلوا
چار ڈرام السیم سالٹ پانچ اونس دیتے ہیں سوم السیم سالٹ پانچ اونس السی کا تیل بیس اونس پلاتے ہیں اسے میں
تحریر مرتب نے یہ کہا کہ آپ ہمیشہ اکثر ادویات انگریزیکا وزن بھی انگریزی طور پر بیان فرمایا کرتے ہیں پس اگر کسنے انگریزی دوا
بہم پہنچائی تو اس وزن کا اندازہ کس طریق پر کرسکیگا تحریر پرور نے جواب دیا کہ البتہ یہ سوال بہت مناسب اور ویسا ہی سکے ہم ایک جدول
بنائے دیتے ہیں اوسکو سمجھ لینے سے کبھی کام بند نہ رہیگا یہ کہکر فوراً قلم دوات اور کاغذ اوٹھا لیا اور اس شکل پر ایک خوبصورت نقشہ تیار کیا

جدول اوزان انگریزی

وزن انگریزی	نام وزن	تولہ	ماشہ	رتی
ابتدا	۱ گرین	+	+	۰ رتی
+	۲ گرین	+	+	۱ رتی
۲۰ گرین	۱ اسکروپل	+	۱ ماشہ	۲ رتی
+	۲ اسکروپل	+	۲ ماشہ	۴ رتی
۳ اسکروپل	۱ ڈرام	+	۳ ماشہ	۶ رتی
+	۲ ڈرام	+	۷ ماشہ	۴ رتی
+	۳ ڈرام	+	۱۱ ماشہ	۲ رتی
+	۴ ڈرام	۱ تولہ	۳ ماشہ	+
+	۵ ڈرام	۱ تولہ	۶ ماشہ	۶ رتی
+	۶ ڈرام	۱ تولہ	۱۰ ماشہ	۴ رتی
+	۷ ڈرام	۲ تولہ	۲ ماشہ	۲ رتی
۸ ڈرام	۱ اونس	۲ تولہ	۶ ماشہ	+
۱۶ اونس	۱ پونڈ	۴۰ تولہ	۰ اثار	+
۲۰ اونس	۱ پائنٹ	۵۰ تولہ	۰ اثار	۰ پاؤ
۱۵ پونڈ	۱ اسٹون	۷ اثار	۰ اثار	+

ہو سلطانِ کشورستان کیطرف مخاطب ہوکر عرض کی کہ جناب مقدس و معلےٰ جو وزن انگریزی مروج ہین
اونکا حساب ایک گرین سے شروع ہوتا ہے آدہی رتی کا ایک گرین بیس گرین کا ایک اسکروپل تین اسکروپل کا
ایک ڈرام آٹھہ ڈرام کا ایک اونس سولہ اونس کا ایک پونڈ پندرہ پونڈ کا ایک اسٹون ہے الحاصل گھوڑے کو مسہل
دینے کے بعد چھہ گھنٹہ تک اوسکے مونہہ پر چھیکا چڑہا دین چھہ گھنٹے کے بعد سوکھی گھاس چار سیر خوراک دین
اور شام کے وقت سیر بھر دانہ ملا ہوا اور سیر بھر بھوسا دین دوسرے روز بھی کھانیکی احتیاط لازم ہے جلاب کے
بعد اسپ گہوڑدوڑ کی خوراک چھہ سات سیر دانہ ہے اور چھہ سیر گھاس چھیالیس بوتل پانی دینا چاہیے
ایک مہینے کے بعد دوسرے مہینے مین پانچ سیر گھاس چالیس بوتل پانی ہے اور قدرے دانہ زیادہ کرین دوسرے مہینے کے
بعد تیسرے مہینے مین تا وقت گھوڑدوڑ چار سیر گھاس چھتیس بوتل پانی دین اور دانہ نخود قدرے زیادہ کرین
اور جب گھوڑا چھوٹا ہو تو سیر بھر گھاس کم دین اور چھتیس بوتل پانی اور چنے کا دانہ بقدر ہضمیت دینا مناسب ہے
ہضمیت سے یہہ مراد ہے کہ لید اچھی طرح سے کرے یعنے سرگین اسپ مین دانے برآمد نہون جب گھوڑا
مسہل سے فارغ ہوچکے تو چار روز تک سواری نکرین صرف ہواخوری کیواسطے شام کو بھیجا جاوے اور
ہمیشہ وقت صبح قبل از طلوعِ آفتاب اصطبل مین گھوڑے کو دیکھین اگر گھوڑا سوتا ہو تو آواز سے پانو و غل
نمچاوین جبتک وہ خود بیدار نہو اور جسوقت جاگ اوٹھے توفی الفور چھیکا اوسکے مونہہ پر چڑہا دین
اسلیے کہ اگر اوسوقت گھاس کا ایک تنکا بھی کھالیگا تو بہت مضر ہوگا پھر ایک ساعت کے بعد اصطبل سے
باہر نکالکر سواری سے پہلے جو دوا کہ اوسکے سمون مین لگی ہے اوسکو رومالِ خشک سے خوب صاف
کرڈالین وہ دوا یہہ ہے مرہم بہیڑ کے گردے کی چربی ایک پونڈ شوگر آف لیڈ دو اونس چربی کو پگہلاکے
اوسمین شوگر آف لیڈ ملائین اور نو بجے کے بعد گھوڑے کے پاون دہوکر اوسکے سمون پر اس مرہم کی
مالش کرین جب وقت شام گھوڑے کو ہواخوری سے لائین تو اوسکے پانو نکال ہم خوب صاف کرین
اگر سمون مین خفیف سا شگاف بھی نظر آوے تو اوس روز چکر دوڑانا موقوف کردین اور دن بھر اوسکے
پاون پر یہہ پولٹس باندہین پولٹس تھوڑی چربی اور تھوڑی السی اور تھوڑا بھوسا اور گاجر یا شلغم کوفتہ
یا خربزہ کا لگانا ہے جو دستیاب ہو لیکر سبکو جوش دیکر پولٹس بنالین اور یہہ پولٹس کہولنے کے بعد
پھٹکری سوختہ سائیدہ اور کیلومل پاوڈر بھون ملاکر گھوڑے کے پاون کو صابون اور آب گرم سے
دہوکر یہہ دوا سم کے شگاف مین بہردین اور صبح کو پھر صاف کرڈالین کہ اگر یہہ دوا لگی رہجائیگی تو گرد کے
باعث اور بھی نقصان ہوگا اور قبل از سواری تہان پر پانچ منٹ تک برش سے مالش کرین پھر
جہول اور کنٹوپ ڈالکر زین کسین اور سوار ہوکر چکر پر لیجائین اور جلاب کے پانچوین روز سے ایک مہینے تک

بڑے گھوڑے کو گھوڑدوڑ کے تین چکر اور چھوٹے گھوڑے کو دو چکر آہستہ آہستہ پویہ کے ساتھہ اس
طریق پر پھرائین کہ پہلے ہفتہ مین ایک میل یا ڈیڑہ میل اور دوسرے ہفتہ مین دو میل اور تیسرے ہفتہ مین تین
میل تک کثرت دین اور ہلکی چہار تگ سے تہوڑی تہوڑی چہار تگ بڑہاتے جائین اور بعد تمام ہونے چکر کے
گھوڑے کو مکان محفوظ مین باندہ کر مالش بدنی کرین یہانتک کہ اوسکا پسینا خشک ہو جاے اوسکے بعد طویلے مین
لاکر آب گرم سے چارون ہاتہہ پاؤن دہولائین اگر گاجرونکا موسم ہو تو نو دس گاجرین کہلاکر بمقدار دس بوتل کے
نیم گرم پانی پلائین پہر ایک گھنٹے تک تہی اور برش سے مالش کرکے دو سیر چنے کا دانہ اور دانہ کے بعد تھوڑی
گھاس دین پہر دو گہنٹہ کے بعد بقدر بیس بوتل کے تازہ پانی پلاکر طویلے کی کوٹھری مین بغیر اگاڑی پچھاڑی کے
بند کرکے دو پہر کے بعد پہر ایک گھنٹے تک مالش کرین بعد مالش کے دو سیر دانہ دین اور تین پہر کے وقت
پندرہ بوتل پانی دیکر خوب مالش کرین پہر شام کو ہواخوری کیواسطے بہیجین جب ہواخوری سے آئے تو
اوسوقت جسقدر دانہ باقی رہا ہو کہلاکر چار سیر گھاس اوسکے سامنے ڈالدین غرض ایک ہفتہ تک یہی دستور
رکھین اور دوسرے مہینے مین گردنی کمل کی ڈالکر تیز چہار تگ دوڑائین اگر گھوڑا قوی تر ہے تو عرق لینے کیواسطے
کمل کی گردنی ڈالین کہ پسینا گھوڑے کے تمام جسم پر آجاے پہر اوس پسینے کو مالش کی علاج سے سوکہین ورنہ
ہلکے پارچہ کی گردنی کافی ہے اور تیسرے مہینے مین گردنی باریک ڈالکر تیز دوڑائین پہر پندرہ روز کے بعد بغیر
گردنی کے خوب تیز چکر دین مگر گھوڑے کو تعلیم دینے کے وقت کبہی بجز وقت امتحان کے پتہ دینا چاہیے اگر
گھوڑے کو تین میل دوڑانا منظور ہو تو بروقت تعلیم چار میل کا چکر دین اور ایک میل کی بیٹ مد نظر ہو تو ڈیڑہ میل کی
بیٹ اور جو ڈیڑہ میل کی بیٹ چاہین تو دو میل کی بیٹ دین اور مناسب ہے کہ ڈیڑہ گھنٹے تک گھوڑے کو
تیز قدم سے پہرائین پہر چند روز کے بعد اوسکی جہول اوتار کر چہار تگ سے چار وا کرین بعد چکر کے گھوڑے کو
اصطبل مین باندہ کر گھاس یا پیال سے دو سائیس یہانتک مالش کرین کہ اوسکے سب رونگٹے چمک جائین
پہر ہاتہہ کی گدی سے مالش کرین کہ بال اوسکے بدن کے اوترین اول مالش سینہ و پشت سے شروع کرین
اور پاؤن کو ہمیشہ اولٹی گدی لگائین اور چارون پاؤنکی نلیون کو خوب سوتین یہانتک کہ گھوڑا گرم ہو جاے
پہر برش اور کپڑے سے صاف کرین گرمیون مین ٹھنڈی جہول اور جاڑون مین گرم جہول اوسپر ڈالین اور
دس گیارہ بجے تک رکہین اور اسی عرصہ مین اوسکو دانہ گھاس بہی کہلا دین پہر بعد گیارہ بجے کے جہول
اوتار لین اور گھوڑے کو طویلے مین لانیکے وقت بعد مالش کے پٹی پارچہ گرم کی مثل لوئی یا کملین یا باریک
بانات وغیرہ کے بمقدار چار انگشت کے گامچی سے زانو تک باندہین اور وقت شام جب گھوڑا ہواخوری سے
آئے تو پٹی کہول ڈالین اور جو گھوڑا لطافت دار و پُر گوشت اور قوی ہیکل ہو تو بہتر ہے کہ وقت شام اوسپر سوار ہو کر

سواخوری کیواسطے لیجائین اور ہر ہفتہ مین گہوڑے کو ایکروز کی مہلت دیاکرین اوسروز سائیس فقط
زین کسکر خالی ہواخوری کو لیجاے غرضکہ ایام گہڑدوڑ کے آنے تک اسی طریقے پر عمل کرتے رہین اور
گہڑدوڑ کے روز اگر وقتِ سحر گہوڑا دوڑانا منظور ہو تو جب دو گہنٹہ رات باقی رہے اوسوقت گہوڑیکے
سونہہ پر چہینکا چڑہادین اور دوڑنیکے وقت سے ایک گہنٹہ پیشتر آدہ سیر دانہ کہلادین اسلیئے کہ خالی شکم
گہوڑا بے طاقت دوڑتا ہے اسیطرح پر اگر دن کے چار بجے دوڑانا منظور ہو تو دو بجے سے چہینکا اوسکے
سونہہ پر چڑہادین اور ہر روز گہڑدوڑ سُم تراشی و نعلبندی بہت ہوشیاری سے کرین اور بہ نسبت دوسرے
نعلون کے گہڑدوڑ کے نعل بہت سبک اور ہلکے لگائین اور اسپِ گہڑدوڑ کو تعلیم دینے سے پہلے حالتِ
صحت مین لائین کہ اوسکا صحیح وسالم رہنا نہایت ضرور ہے جس لائق وار گہوڑے سے محنت زیادہ ہوگی تو
اوسکے پاؤن خراب ہوجانیکا اندیشہ متصور ہے گہوڑے کی تیاری ولاغری نظر پر موقوف ہے جو حالت
گہوڑے کی بہتر نظر آئے اوس حال پر رکہنا چاہیئے اسکے واسطے غور وتامل درکار ہے اول مناسب ہے
کہ تعلیم کے دنون مین گہوڑے کو بنگاہِ غور ملاحظہ کرین اگر تیاری زیادہ ہے تو دوڑ کے قابل نہین اوسکو
اس نہج پر دبلا کرین کہ طاقت فرو نہو اور زیادہ کثرت ومحنت کے سبب پاؤن پر کچہہ صدمہ نہ آجائے
اور دانہ تو نہ کہا جاے تاؤ کہانیسے یہہ مراد ہے کہ محنت سے گہوڑے کے دل پر کوئی صدمہ اسطرح کا
نہ پہونچے کہ وہ کہانا پینا ترک کردے خصوصاً جو گہوڑا نوخرید تعلیم کیا جاے تو اوسکے واسطے زیادہ احتیاط
لازم ہے اور تیار گہوڑا بہ نسبت اوس گہوڑے کے جو بذاتِ خود چالاک ونیم گوشت ہو جلد لاغر ہوتا ہے
اسپانِ گہڑدوڑ کی تعلیم کیواسطے ایسا چابکسوار درکار ہے کہ جسکا وزن ساڑہے سات اسٹون ہو
اور زبردست گہوڑیکے واسطے ساڑہے آٹہہ اسٹون وزن بہی کچہہ مضایقہ نہین رکہتا عربی گہوڑونکے
لیے جو وزن مقرر ہے وہ اکثر مہتممانِ گہڑدوڑ کی تجویز پر منحصر ہے چنانچہ بلند قامت اور زیادہ عمر کے
گہوڑے پر زیادہ وزن اور کم عمر وکم قد پر کم رکہتے ہین عربی اونچے گہوڑے پر بارہ اسٹون سے
کبہی زیادہ وزن نہین رکہا جاتا اور چہوٹے گہوڑے پر سات اسٹون سے کم نہین رکہتے اسپانِ
ولایت مثل ایرلنڈ واسکاٹ لینڈ وانگلینڈ واسٹریلیا وکیپ وغیرہ کے جو بلند قامت اور زبردست
ہوتے ہین اسواسطے عربی گہوڑونکے وزنِ مقررہ سے چودہ پونڈ وزن زیادہ اوٹہاتے ہین چنانچہ
بعضے اوقات اونپر پندرہ اسٹون وزن رکہا جاتا ہے اور کم عمر وکم قامت پر دس اسٹون کبہی نہین
مگر اسپِ آختہ اور مادیان پر بہ نسبت نر کی تین پونڈ وزن کم ہوتا ہے اور یہہ وزن مع سوار
وزین ولگام وغیرہ کے شمار کیا جاتا ہے اور سوار سات اسٹون کے وزن کا بہت کمتر نکلتا ہے

اور گھوڑدوڑ کا سیر بھی جوا ہی روپیہ بھر کا قرار دیا گیا ہے اور مناسب ہے کہ جو وزن گھوڑدوڑ کے وقت رکھا جاتا ہے
اوسی وزن کے ساتھ گھوڑے کو تعلیم کے وقت بھی معمولی چکر پر پھراتے ہیں اور اوس اندازہ سے زیادہ وزن نہیں کہ اسلیے
کہ اگر نازک گھوڑے پر جسکے استخوان اور پشت زبردست نہو تو ضرور ہے کہ دوڑنیکے وقت بباعث وزن کے ہر قدم پر
اوسکا قدم دو انچ کم پڑیگا اور حساب کیا جاتے تو ڈیڑھ میل دوڑ میں پانچ چھ قدم کا فاصلہ واقع ہونیکے سبب
گھوڑا پیچھے رہجاتا ہے اور جس گھوڑے کے پشت کی استخوان مضبوط ہوتے ہیں اور پشت تک برابر اور پاؤں بھی مضبوط
ہوں تو اوسپر ایک پونڈ زیادہ وزن ہو جانیکا بھی اندیشہ نہیں اور جو گھوڑے گھڑدوڑ میں بیشتر دوڑے
ہوئے ہوتے ہیں خواہ جیتے ہوں خواہ ہارے اونکو ویٹرن کہتے ہیں اور جو گھوڑے گھڑدوڑ میں کبھی
دوڑے نہیں ہوتے اونکو میڈن کہتے ہیں میڈن کی بہ نسبت ویٹرن پر ہمیشہ زیادہ وزن رکھتے ہیں
اور گھڑدوڑ چند قسم پر ہوتی ہے چنانچہ ہینڈیکپ گھڑدوڑ ہوٹی گھڑدوڑ ویٹرز سنڈی کپ سلن سنڈی کپ
چارجر اسٹیک ہرڈل ریس ہیٹ گون تیک وغیرہ ہینڈیکپ گھڑدوڑ اوسکو کہتے ہیں کہ سب صاحب لوگ
باہم تجویز کرکے گھوڑے کو نیلام کرتے ہیں اور وہ گھڑدوڑ میں دوڑتا ہے ہوٹی گھڑدوڑ اوسکو کہتے ہیں
کہ جسمیں فقط ٹٹو دوڑائے جاتے ہیں ویٹرز سنڈی کپ وہ ہے کہ جو گھوڑے سب شرطیں
جیتے ہوئے ہوتے ہیں اونکو باہم دوڑاتے ہیں سلن سنڈی کپ وہ ہے کہ سب شرطیں ہارے ہوئے
گھوڑے ونکو باہم دوڑاتے ہیں چارجر اسٹیک اوسکو کہتے ہیں کہ صاحبلوگ اپنی پرسٹ کی سواری کے گھوڑے
بغیر تعلیم یافتہ گھڑدوڑ میں دوڑاتے ہیں ہرڈل ریس اوسکو کہتے ہیں کہ جگہ میں ٹٹیاں باندھ کر گھوڑے
دوڑائے جاتے ہیں اکثر صاحبلوگ ایک میل میں چار ٹٹیاں لگاتے ہیں ان ٹٹیوں کی بلندی تین فٹ
چار انچ تک ہوتی ہے ہیٹ اوسکا نام ہے کہ آدہ میل یا پاؤ میل دوبارہ گھوڑے دوڑاتے ہیں دونوں
مرتبہ جو گھوڑا شرط جیتے اوسکو جیتا تصور کرتے ہیں مثلاً پہلے ایک گھوڑا بڑہا دوسری بار دوسرا گھوڑا
آگے نکلا تو پھر تیسری دفعہ دوڑانا ضرور ہوتا ہے پس جو گھوڑا دوبار بڑہ جاتے وہی شرط جیتتا ہے گون
تیک اوسکا نام ہے کہ جس صاحب کا گھوڑا جس گھوڑے سے بازی جیت لیتا ہے اوس گھوڑے کو وہ صاحب
شرط میں لے لیتا ہے اور اگر شرط ہار جاتا ہے تو اپنا گھوڑا دیدیتا ہے غرضکہ صاحبان کمیٹی کو شرطوں کے
نام رکھنے کا اختیار ہے وہ اپنی خوشی سے جو نام چاہتے ہیں مقرر کرتے ہیں گھڑدوڑ میں صاحب لوگوں نے
ایک طریق جوا بھی رکھا ہے چونکہ طرفین کی شرط حرام مطلق ہے اور شرط کو جوا بھی کہتے ہیں اور جوا سب
قوموں میں بد اور حرام ہے اسواسطے اس کھیل میں یہ طریقہ مقرر کیا ہے کہ جس چھاؤنی میں صاحبلوگوں کو
گھڑدوڑ مقرر کرنی منظور ہوتی ہے تو اول تمام اضلاع چھاؤنی کو بذریعہ تحریر اطلاع دیتے ہیں اور وہ سب

گھڑدوڑ کا بیان

تفریح الطبع کیواسطے اپنے حوصلہ کے موافق روپیہ دیتے ہین وہ روپے ایک جگہہ جمع کیے جاتے ہین جسکو انگریزی مین فنڈ کہتے ہین بعد اسکے جو صاحب لوگ اپنے گھوڑے دوڑاتے ہین اونسے بھی سوائے زرِ سابق کے فی اسپ کچھہ روپیہ ٹھہرایا جاتا ہے اور اوسکا مقرر کرنا صاحبانِ کمیٹی پر موقوف ہے ہر گھڑدوڑ مین انعام بھی اوسی فنڈ سے مقرر ہوتا ہے اور فنڈ مین روپیہ کم داخل ہو تو ہر ایک گھڑدوڑ کے روپیون مین سے فیصدی کچھہ روپیہ لیا جائیگا اور گھڑدوڑ کے قاعدے یہہ ہین کہ جو صاحب کمیٹی مین شریک ہون اور گھڑدوڑ مین اپنا گھوڑا شامل کرین تو کم سے کم تیس روپے فنڈ مین داخل کرنے پڑینگے اور شریکان گھڑدوڑ کے سوا جو لوگ ناموری کے واسطے بطریق انعام روپے دین تو وہ بھی فنڈ مین جمع ہوتے ہین بیشک اور ہر ایک گھڑدوڑ مین پندرہ روپے فنڈ کیواسطے کافی ہین اور اکثر صاحب لوگ جنکے نام پر لاٹری کے وقت گھوڑا نکلتا ہے اوسیدم نیلام کرکے روپیہ لیتے ہین اور جو شخص نیلام مین گھوڑا لیتا ہے وہ اپنے پاس سے روپے دیکر اوس شرط کا مالک ہوجاتا ہے مگر اوسکو دو چند روپے دینے پڑتے ہین مثلاً ایک صاحب سے کہ جنکے نام گھوڑا نکلا تھا دوسرے صاحب نے نیلام مین پچاس روپیہ کو خرید کیا تو خریدار کو سو روپے دینے پڑینگے یعنے جتنے کو گھوڑا مول لیا ہے اوسکو پچاس روپے دیکر فنڈ مین بھی پچاس روپے جمع کرنے ہونگے اور جو شخص شرط جیتتا ہے اوسے وزن اور سوار کیواسطے پانچ روپے دلواتے جاتے ہین اور جو گھوڑا گھڑدوڑ کے وقت چکر پر دوڑایا جاتا ہے تو اوس دوڑ کے بھی پانچ روپیہ لیتے ہین اور جو خرچہ گھڑدوڑ کی تیاری و مرمت مین پڑتا ہے تو فی اسپ سوا پانچ روپیہ کے وہ بھی فنڈ سے دیا جاتا ہے اور جدا جدا اصطبل کے تین گھوڑے دوڑین تو روپیہ فنڈ مین سے دیا جائیگا نہین تو نہین یعنے ایک اصطبل کے گھوڑے دوڑائے جائین تو روپیہ نہین دیا جاتا اور جسصورت مین گھڑدوڑ کی پوری بھرتی نہو تو مہتمم لوگون کو اختیار ہے کہ اوسکے بالعوض وہ از سرِ نو دوسری گھڑدوڑ مقرر کرین تمام حجتین اور تکرارین مہتمم کی رائے پر انفصال پاتی ہین اور ایک شخص سر مہتمم ہوتا ہے کہ سب مہتمم اوسکے حکم کی پیروی کرتے ہین جس حجت کا جو فتوی سر مہتمم دیتا ہے وہ نامنظور نہین ہوسکتا بہرحال قبول کرنا پڑتا ہے ہر روز کے گھڑدوڑ کی ترتیب مہتمم کی رائے پر منحصر ہے اور اوسکو اختیار ہے کہ خرابی موسم کے باعث ایک دو روز کیواسطے گھڑدوڑ ملتوی رکھے جس روز گھوڑدوڑ کی اسم نویسی ہوتی ہے اوسی روز اوس روپیہ کی بھی تعداد مقرر کیجاتی ہے جو فنڈ سے بطریق انعام ملتا ہے اور فی اسپ جسقدر روپیہ گھوڑے کے مالک سے لیتے ہین وہ بھی اوسی روز ٹھہرالیا جاتا ہے چنانچہ بڑی شرطون مین اگر فنڈ سے ہزار روپے انعام ملے تو فی اسپ سو روپے تک لیتے ہین اور سو روپیہ انعام ہو تو دس روپے تک لیتے جاتے ہین اور گھڑدوڑ مین کوئی چیز سوار کے پاس سے گرجاتے پس

اگرچہ اوسکا گھوڑا جیتے بھی تو اوسکو شرط نہیں ملتی اور جو گھوڑا گر پڑے یا حلقہ سے باہر نکل جاوے یا چلنے کیوقت
جھک کر پیچھے ہٹے تو ان عذروں سے دوبارہ نہیں دوڑایا جاتا اور جسوقت گھوڑے کا رنگ لکھا جاتا ہے تو اوسکے سوار کا جو لباس
اوسکا رنگ بھی تحریر کیا جاتا ہے جو شخص ایک رنگ لکھواکر دوسرے رنگ کے کپڑے پہنے اور سوار ہو تو اوس سے پانچ روپیہ
جرمانہ لیا جاتا ہے اور جو رنگین پوشاک لکھواکر سفید لباس پہنے اور کپڑے بالکل رنگین نہوں تو اوس سے دس روپیہ جرمانہ
ہوتا ہے اور جو شخص گھوڑدوڑ کے وقت بغیر حکم افسر کے گھوڑا اوڑا کر نکل جاوے اور دوسرے صاحب حکم کے منتظر رہیں
تو جبتک جو کہ اول گھوڑا دوڑ کر نکلتا ہے اوسکو دوبارہ اون گھوڑوں کے ساتھ جو کہ نہیں دوڑے تھے پھر دوڑانا
پڑیگا اور جو دو صاحبوں نے بغیر اجازت حاکم کے گھوڑے دوڑا دیے اور دو ایک نے حکم کا انتظار کیا تو وہ شرط بھی مقبول
نہیں ہوتی اور اگر گھوڑدوڑ کیوقت دو شخص باہم بازی بد کر منتظم سے اپنے گھوڑے دوڑانیکا حکم لیں تو اونکے
گھوڑے بھی دوڑ سکتے ہیں اور گھوڑدوڑ کے وقت بجز افسران اور سکوٹ کی کمیٹی والونکے اوس حلقہ میں کوئی
اور شخص چل پھر نہیں سکتا اور گھوڑدوڑ سے ایکروز پیشتر لاٹری مقرر کرتے ہیں اور دوسرے روز گھوڑدوڑ ہوتی ہے
اسیطرح آخر تک ایکدن لاٹری دوسرے دن گھوڑدوڑ ہوا کرتی ہے اور کمیٹی نے صاحب لوگ جن گھوڑوں کے نام
مقرر کرتے ہیں اونکے واسطے سب صاحب شریک ہوکر باہم ٹکٹ خواہ ایک روپیہ کا خواہ دو روپیہ کے
ڈالتے ہیں اور اختیار ہے کہ جسکی جتنی مرضی ہو اوتنے ٹکٹ ڈالے سب نام نمبروار ٹکٹ پر لکھے جاتے ہیں
اور وہ سب ٹکٹ ایک برتن میں رکھکر رومال سے ڈھانک دیتے ہیں جسقدر یہہ ٹکٹ جمع ہوتے ہیں اوسیقدر
خالی ٹکٹ مع نامہائے اسپ جو گھوڑدوڑ کیواسطے مقرر کیے گئے دوسری طرف میں ڈالتے ہیں اور ایکصاحب
دونوں ظروف میں سے ٹکٹ نکالتے جاتے ہیں جسکے نام کے ساتھ جو گھوڑا نکلا وہ گویا اوس صاحب کا ہوچکا
اب ان گھوڑوں میں سے جو گھوڑا جیتیگا اوسکو یہہ نقد کا جمع کیا ہوا روپیہ ملیگا یعنی جس صاحب کے نام پر وہ جیتا ہوا
گھوڑا نکلا تھا اور اکثر صاحب اوس لاٹری میں اپنا گھوڑا نیلام بھی کر دیتے ہیں چنانچہ یہہ خاکسار ابھی بیان
کرچکا ہے اور جو گھوڑے گھوڑدوڑ کی محنت کے بعد ہاتھ پاؤں سے صاف نکلیں تو اونکا امتحان اس طریق سے
کہ جو گھوڑا بہت تیز دوڑتا ہے اوسکے واسطے نہایت خیال رکھنا چاہیے کہ زیادہ تیہ چیز بھی شروع کے موافق
دم رکھتا ہے یا نہیں کیا سبب کہ اکثر چالاک گھوڑے زیادہ تیز نہیں اوٹھاتے اور آخر میں وہ تیزی نہیں رہتی
جو ابتدا میں ہوتی ہے چنانچہ عمدہ گھوڑوں کا ٹائم یعنے وقت گھڑی کے سکنڈ اور منٹ سے بخوبی
دریافت ہوسکتا ہے عمدہ گھوڑا ایک میل کے چکر کو دو منٹ پانچ سکنڈ خواہ دو منٹ آٹھ سکنڈ کے عرصہ میں
بخوبی طے کرتا ہے اور سوا میل کو دو منٹ پچاس سکنڈ میں اور دو میل کو تین منٹ میں طے کرتا ہے
اور یہہ وقت یعنے ٹائم بہت عمدہ ہوتی گھوڑوں کیواسطے مقرر کیا گیا ہے جسوقت شہزادہ بلند مقام کا

لاٹری کا بیان

گھوڑے کی تیز دوڑ کا امتحان

درجہ کلام کمال نظام اس مقامِ دانش آغاز و حسرت انجام تک پہونچا اور خرد پرور عالی دماغ کی تقریر دلپذیر سے سلطانِ والا شان کا دلِ تقدس منزل باغ باغ ہوا غضنفر محتشم نے وزیرِ اعظم کیطرف اشارہ فرمایا شعور سخن رس نے شہزادہ روشن ضمیر کو وصف ہمہ دانی اور صفت حقایق بیانی میں عندلیب زبان کو شاخسار بیان پر نغمہ سنج ثنا سے رطب اللسان کیا اور فرزانہ روزگار ذوی الاقتدار کی خوبی طرزِ تعلیم اور حسنِ اندازِ تربیت کی ستائش بے نہایت سے صدف گوشِ سامعین اہلِ ہوش کو بے بہا گوہر شاہوار بنایا اور حاضرین دربار دُربار نے بھی زیور تائید کلام سے عروس مدحت کو آراستہ و پیراستہ کر کے تعریف و توصیف کا جلوہ نورانی دکھایا پھر شاہنشاہِ اقدس بارگاہ نے ایسا خلعتِ گرانبہا کہ خراج ہفت اقلیم بھی جسکے بہانہ کا سزاوار نتہا مرحمت فرمایا اور خود بھی زبانِ فیض ترجمان سے جواہر فشان ہوا کہ اسے استادِ نامدار تو آ فرزانہ روزگار ایک وہ روز تہا کہ بادولت کے آئینہ ضمیر پر خرد پرور کی تعلیم تربیت کا خیال عکس پذیر اور یہہ اسکا اشکالِ حروف کیصورت شناسی سے نابلد بلکہ ناواقف و نا آشنائے محض تہا اور شوق شعور سخن رس نے آپ کو تکلیف دی اور آپنے بھی قدم رنجہ فرما کر اس سرزمینِ فردوس آئین کو زیب و زینت اور آبرو و عزت بخشی اور آپکی بدولت ایک یہہ دن ہے کہ اس نہالِ نوخیز سلطنت کو تمام اہلِ سیف اور اہلِ قلم سے زیادہ تر لائق و فائق پاتا ہوں اور یہہ سب کچہہ آپکے لطف و عنایت اور توجہہ بے نہایت کا ثمرہ اور فیضانِ صحبت اور تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے

مؤلف

تیرا ادا سے شکر بہلا کیا کرے کوئی
پہلے زبانِ شکر تو پیدا کرے کوئی
دولت اگرچہ ہم سخنی کی نہو نصیب
تیرا جمال پاک ہی دیکہا کرے کوئی

فرزانہ روزگار نے کہا کہ اے جہاندارِ عالیوقار و اے شہریارِ والا اقتدار جسدن یہہ دور بین آزاد کیش دانش آباد میں وارد و صادر ہوا تہا شہزادہ کامگار کی عمرِ عزیز چہہ برس کی تہی پانچ برس درس میں اور تعلیم و تعلم میں صرف ہوئے فی الحال بافضالِ ایزدِ لایزال اس نونہالِ چمنستانِ اقبال کو بارہوان سال ہے اور امدادِ غیبی و تائید الہی سے خرد پرور نامور کو ہر علم و فن میں کمال ہے اسلئے میں اسوقت دو شکر ادا کرتا ہوں اول شکر اوس غفور شکور کا کہ جس کام کے اہتمام و سرانجام کیواسطے یہانتک آنے کی ضرورت پیش آئی اوسکے انتظام و انصرام کی صورت اوسنے بوجہ احسن دکہلائی میں حصولِ مطلب سے دل خوشحال ہوا اور اپنے کاروبارِ ضروری سے فارغ البال ہوا دوم شکریہ حضورِ لامع النور کا کہ جسکے لطفِ عمیم نے انکے تعالی خلقِ عظیم کا لطف دکہایا اور خلقِ عظیم نے بندہ بے دام و درم بنایا

مؤلف

اپنا دہن گلاب سے دھویا کرے کوئی | وردِ زبان جو اسم ترے لے کرے کوئی
ہو نغمہ گسارِ تنگِ خلایق سے کب ادا | تیرا بیانِ وصف جو شایاں کرے کوئی

اب سلطانِ کیوان نشان کو اس زاویہ نشینِ عزلت گزین کا وداع فرمانا لازم ہے کہ اپنے منزلِ مقصود پہونچکر گوشۂ تنہائی میں لیلائے ریاضت سے ہمدوش اور سلماے عبادت سے ہم آغوش ہو عقلِ مجسم نے فرمایا کہ بہت بہتر اور نہایت مناسب ہے مگر دلِ اخلاص منزل صدمۂ مفارقت اور رنجِ مہاجرت کی تاب نہ لائیگا اور آپکی غمِ جدائی کا بارِ جانکاہ زنہار نہ اوٹھایا جائیگا اسواسطے میں چاہتا ہوں کہ سلطنت کا تاج و تخت شہزادہ فیروز بخت کے نامزد کرکے عمرِ باقیماندہ کو یادِ الٰہی میں تمام کروں خاتمہ بخیر ہونیکا سرانجام کروں فرزانۂ روزگار نے کہا کہ اگر حضرت کو یہی منظورِ نظر ہے تو بسم اللہ مگر چالیس روز اور توقف کیجیے بپاسِ خاطرِ فیض مظاہر بہ اخلاص کیش خیر اندیش یہی اور اسقدر اس شہرِ وحید الدہر میں اقامت قبول کرتا ہے تاکہ خسرو پرورِ والا گوہر کو آئین و قانونِ جہانداری بتاوے اور قواعد و ضوابطِ شہریاری میں ہوشیار و پختہ کار بناوے اور سلطانِ رفیع الشان کیطرف سے تمام قلمروِ سلطنت اور دیار و امصارِ مملکت میں اس مضمونِ ہدایت مشحون کا ایک اشتہار فیض آثار جاری ہو کہ آج سے چالیسویں روز شہزادہ کامگار خسرو پرورِ نامدار تاجِ سلطانی بر سر اور لباسِ خسروانی در بر سریرِ جہانبانی پر جلوہ گر ہوگا اگرچہ بارہ برس کا سن و سال ہے مگر ہر علم و فن میں کمال ہے ماشاء اللہ اہل جو ہے بے چشمِ بد دور صاحبِ ہنر ہے تمام روئے زمین پر جو سوالِ مشکل جس کسی سے حل نہیں ہوا ہے اور جو عقدۂ لاینحل کسیکے ناخنِ تدبیر سے نہیں کھلا ہے اوسکا جوابِ باصواب حاصل کرنیکے لئے اگر اس بارگاہِ عرش اشتباہ میں حاضر ہو تو خسرو پرور کی ادنیٰ توجہ سے اون غوامض و دقائق کے مقصدِ اعلیٰ کا تحقیق ظاہر ہو اور اس محفلِ شادی و عشرت اور جشنِ وافر المسرت کی دید سے بھی دیدۂ بصارت کو دوربین اور چشمِ بصیرت کو نور آگین کرے ❊ شاہنشاہ دیں پناہ نے بسر و چشم منظور فرمایا اور خسرو پرورِ دانشور کو سینے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا پھر ہزار تمکین بہ تقریبِ تہنیت پھر کہ خندہ پیشانی جشن کیا دربار خلافت ہوا

خاتمہ کتاب عقل وشعور موسوم بہ جوہر فرد

مؤلف

وہ سامنے نظر آتی ہے منزل مقصود — مسافر قلم تیز پا نہ گھبرانا
چلا ہے سر کے بل اس راہ میں جو تو دس کوس — چل اور چار قدم دیکھنا نہ گھبرانا
ہر ایک کوس میں دو میل طے کئے تو نے — تو بیس میل ہوئے مرحبا نہ گھبرانا
جو آج صبح سے تجھکو سفر میں شام ہوئی — مقام ہے یہہ بڑے شکر کا نہ گھبرانا

نظام زار سے سن لے وہ صبح غربت تھی
اور اب یہہ شام وطن ہے ذرا نہ گھبرانا

جسوقت فرزانۂ روزگار اور خرد پرور ہوشیار دربار خسرو جہاندار سے باہر آئے بدستور سابق وطریق قدیم اوس قصر نادر العصر درس وتعلیم میں تشریف لائے اوستاد فرخ نہاد نے شاگرد والا نژاد سے ارشاد کیا کہ شہریار عالیمقدار نے آج بر سر دربار جس قدر عنایت دلی کا اظہار فرمایا ہے تمنے بخوبی سنا اب تمکو تخت خلافت اور تاج سلطنت مبارک ہو ہر چند کہ تمہاری خاطر عزیز کے باعث چالیس روز تک اور بھی اس دیار غربت میں مقیم ہوں مگر یاد وطن کا نیچہ شوق بے اختیار دامن دل کھینچتا ہے فرد سفر کا اپنے تو اسباب ہوگیا تیار ۔ وداع کرتے ہیں اب ہمکو سب دوست و یار جسوقت خرد پرور رشک قمر نے حرف رخصت فرزانۂ روزگار کی زبان اعجاز بیان سے گوشزد کیا نگاہ حسرت اوستاد والا منزلت کے روئے نورانی کو تکتا رہگیا اور چشم گوہر بار سے دُر اشک برساکر یہہ شعر آبدار پڑھا شعر ہماری آپ کی اب کوئی دن ہوئی فرقت ہے ۔ میسر ہو بھلا دیدار جو دم بس غنیمت ہے ۔ اوستاد شفیق نے بہت کچھہ تسلی وتشفی دی اور فرمایا کہ حضرت آفریدگار تمکو عمر گرامی سے برخوردار کرے اب تم خود فرزانۂ روزگار بنگئے میرا ہونا نہونا برابر ہے بیت من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ۔ تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری ۔ اس عرصۂ قلیل میں حسب اشتہار تمام صغار وکبار حاضر بارگاہ شہریار ہوجائینگے اوس وقت سعد اور ساعت سعید میں سریر سلطنت پر اجلاس فرمانا اور سب اہل عالم کو اپنے جمال باکمال اور تقریر دلپذیر سے خورسند ومسرور اور ممنون ومشکور بنانا ایک نہایت عمدہ موقع اور عجیب ہنگام ہے جبتک تم بھی جسقدر خیالات انسانی وسعت کا میدان ہے اوسکی سیر سے دل سیر ہوجاؤ تاکہ جسکے ذہن میں جو بات گذرے گویا وہ پیشتر سے تمہارے ذہن میں موجود تھی اور جسکو کسی عقدۂ مشکل میں جو دشواری

پیش آتے اوسکو گویا کہ تمے اول ہی سے حل کر رکہا ہے اور یہہ بات اوسوقت حاصل ہوتی ہے کہ جب علم ارواح ونفوس کا آفتاب گیتی فروز ساحت دل پر لمعہ افگن ہوتا ہے اور یہ علم فراست وقیافہ شناسی کا علم نورانی پرچم قلعہ بدن کے برج دماغ پر نصب کیا جاتا ہے **حکایت** چنانچہ معلم ثانی حکیم **ابو نصر فارابی** نے آوارہ گردی وصحرانوردی مین تکلیف گرسنگی وشدت فاقہ کشی سے تنگ آکر ایکروز ملک شام مین یہہ تجویز کی کہ سلطان عالیشان کے واسطے جو عمارت فلک رفعت کسی مقام پر تعمیر ہوتی تھی وہان جا پہونچا اور مزدورون مین شامل ہوکر مٹی کی ٹوکریان ڈالنے لگا میر عمارت ہر ٹوکری پر پانچ بادام اجرت دیا کرتا اور ابو نصر فارابی ہر بار اونکو توڑ کر کہا لیتا پہر دوسری ٹوکری اوٹھاتا اتفاقاً ایکروز سلطان بہی عمارت کی کیفیت ملاحظہ فرمانیکے لیے معہ وزیر مشیر تشریف لایا اور سیر کرتے کرتے ایک مقام پر ایستادہ ہوکر کچہہ گفتگو مین مشغول ہوا اور تماشا یہہ تہا کہ بادشاہ نے ایک نئی زبان اپنے دل سے ایجاد کرکے وزیر کو تعلیم فرمائی تہی اور اسباب مین تاکید اکید کرلی تہی کہ خبردار کوئی اور شخص اس راز مخفی سے ہرگز واقف نہو ورنہ تجہکو اور تیرے زن وفرزند کو مع سامان ومکان آتش سوزان مین جلاکر خاک سیاہ کردونگا اس خوف جانستان سے وزیر بہی اوسکے اخفا مین حد سے زیادہ سعی وکوشش عمل مین لاتا تہا غرضکہ سلطان نے اوسی بولی مین وزیر سے ایک سوال کیا وزیر کو اوسکے جواب مین کسقدر تامل ہوا ابو نصر فارابی نے دیکہا کہ وزیر سے کوئی جواب معقول بن نہین پڑتا دوبارہ جب ٹوکری لیکر اوسطرف سے نکلا تو اوسی زبان مین ایسا شائستہ جواب دیا کہ بادشاہ دریاے حیرت مین غرق ہوگیا اور جبکہ وہ دور نکلگیا تو وزیر سے کہا کہ مینے کیا تجہے اس راز مخفی کو پوشیدہ رکہنے کی تاکید بلیغ نہین کی تہی اور تونے عدول حکمی ونافرمانی کی راہ سے اسقدر شہرت دی کہ ادنا ادنا مزدورونکو بہی اسپر آگاہی کما ہی حاصل ہے وزیر بید کے مانند لرزنے لگا اور دست بستہ عرض کی کہ جہان پناہ سلامت غلام کو بہی کمال تعجب ہے کہ اس شخص نے جواب کسطرح ادا کیا اور سوال کیونکر سمجہہ گیا مگر فدوی کی راے ناقص اس امر کی مقتضی ہے کہ ہو نہو یہہ حکیم ابو نصر فارابی ہے اسواسطے کہ اسملک مین وہ فقیرانہ طور اور آزادانہ طریق پر اوقات عزیز بسر کرتا ہے اتنے مین دوبارہ اوسکا گذر بادشاہ کے برابر ہوا سلطان نے فرمایا کہ اَنتَ فارابی اوسنے کہا کہ نعم سلطان نے پوچہا کہ توکسقدر زبانین جانتا ہے فارابی نے کہا کہ مینے ستر زبانونکو حسب دلخواہ سیکہا اور ہزار زبانین عقل کے زور سے سمجہہ گیا اور اب جو کوئی نئی زبان سننے مین آجاتی ہے اوسکو فراست کے وسیلے سے بے تامل معلوم کرلیتا ہون بادشاہ نے کہا کہ یہہ زبان بجز میرے اور اس وزیر کے کوئی دوسرا نہین جانتا پہر تونے کیسے وقوف پایا ابو نصر فارابی نے کہا کہ اے سلطان مجہے علم فراست مین کمال ہے اور مین انسان کے قیافہ سے اوسکا مفصل حال دریافت کرسکتا ہون تیری صورت پر جسوقت نگاہ پڑی تو فوراً ظاہر ہوگیا کہ جو شخص اس شکل وشمائل کا ہوگا وہ اس شئے کو

اس لفظ سے تعبیر کریگا اور اوس چیز کا وہ نام لیگا بس تونے جو زبان ایجاد کی ہے وہ بادی النظر میں میرے آئینۂ خاطر پر منعکس ہوگئی اب مجھسے زیادہ اس زبان پر مجھے دسترس ہے اور نئی نئی اصطلاحیں میں بوجہ احسن ایجاد کر سکتا ہوں بادشاہ نے اوسکے فہم و فراست پر ہزار تحسین و آفرین کی اور اپنے ہمراہ قصر سلطانی میں لیجا کر رسم مہمانداری بجا لایا اور فرمایا کہ آپ کبھی کبھی تشریف لایا کیجئے فارابی نے کہا کہ اگر بادشاہ دو شرطیں قبول فرمائے اول یہ کہ جسوقت یہاں آؤں کوئی مجھے نہ روکے دوم جب جاؤں تو اوسوقت کوئی نہ ٹوکے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ بہتر ہے حکیم فارابی فوراً اوٹھہ کھڑا ہوا اور اپنا راستہ لیا بادشاہ دیکھتا رہگیا اور کچھہ نہ کہہ سکا پھر وہ کبھی نہ آیا جو کوئی اوسکو نہ روکتا جب فرزانۂ روزگار نے اس بیان سے فرصت پائی تو پھر اصل مطلب کیطرف متوجہ ہوا اور ایک مہینے دس روز کی مدت میں تمام ہنرمندان خرد ور اور صناعان باخبر کی کاریگری صنعت اور پیشہ و حرفت کی ماہیت و حقیقت سے خبردار اور قواعد و قوانین مناظرہ و مباحثہ سے بخوبی ہوشیار فرمادیا اور ہر قسم کے علوم و فنون میں کامل و ہمہ دان بنادیا اتنے میں وہی روز فیروز عالم افروز آپہونچا صبح سعادت و اقبال نے اپنا جمال باکمال دکھلایا اور خورشید بے زوال جاہ و جلال نے افق عظمت و اجلال سے بہار جلوۂ فرخ فال طلوع فرمایا یعنی روز ازل کے روز سے جسدن کی گردونکو تمنا تھی وہی یوم مبارک آج باعیش و مسرت ہے تمام شہر دانش پھر آئینہ بندی سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا اور سلطان عقل مجسم نہایت کروفر اور کمال شان و شوکت کے ساتھہ دربار جلیل القدر منعقد فرماکر زینت بخش تخت خلافت اور زیب افزائے مسند سلطنت ہوا

نظم

سحر کو وہ شہ ظل اللہ اوٹھے — ہوا رونق فزائے تخت شاہی
ادب سے بخت و دولت سر جھکائے — حضوری میں پئے پابوس آئے

شاہنشاہ ظل اللہ نے شعور سخن رس کیطرف اشارہ فرمایا وہ فوراً زمین ادب پر بوسہ دیکر آداب بجا لایا اور درسگاہ خرد ورد جانب روانہ ہوا وہانسے اون دونو نکو اپنے ہمراہ لیکر باہزاران عز و جاہ درگاہ عرش اشتباہ میں حاضر ہوا

مؤلف

یہ وہ جن کی تخت نشینی کی آج رسمیں ہیں
ابھی وہ نام خدا بارھویں برس میں ہیں

جبکہ فرزانۂ روزگار اور خرد پرور نامدار اوس بزم شاہانہ اور جشن ملوکانہ میں پہونچے سلطان عقل مجسم نے بقواعد مستمرہ و قوانین مقررہ لوازم تعظیم و مراسم تکریم ادا کرکے کرسی ہائے مرصع کار جواہر نگار پر نشست کا حکم دیا شہزادۂ ارجمند بخت بلند نے آنکھہ اوٹھاکر چارطرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک جانب اعالی موالی

ارکانِ دولت اعیانِ سلطنت امیر و وزیر ندیم و مشیر سردارانِ نامدار رئیسانِ کامگار جوانانِ صف شکن و صفدر بہادرانِ تیغ زن و دلاور گردانِ گردن کش و قوی بازو یلانِ خنجر گذار و جنگجو فصیحانِ ہوشمند بلیغانِ دانش پسند موقع بموقع اپنے مقاموں پر متمکن ہیں اور دوسری طرف ساتوں اقلیم کے علما و فضلا اور پانچوں برِ اعظم کے حکما و عقلا اور ہر قوم کے اکابر و عمائد اور ہر ملک کے معزز و معتمد اور ہر شہر و دیار کے ہنرمندانِ بے مثال اور ہر بلاد و امصار کے صنعتگرانِ باکمال پایہ بپایہ درجہ بدرجہ موجود و حاضر اور وارد و صادر ہیں غرض جہاں تک نظر کام کرتی ہے ایک عجیب غریب ازدحام ہے انبوہِ کثیر اور جمِ غفیر کا ہجومِ عام ہے

مؤلف

ہر اہلِ نظر ہے ہمہ تن چشم تماشا — وہ کون ہے جو طالبِ دیدار نہیں ہے
سب ہیں درِ دولت پہ جبیں سائی کے مشتاق — وہ کون ہے جو حاضرِ دربار نہیں ہے

سب نے باواب تمام جھک جھک کر تسلیم و کورنش ادا کی اور ترقی عمر و دولت اور تزایدِ جاہ و حشمت کی بصدق دل دعا کی شہزادہ عالیجناب خسروِ پرورِ دانش مآب اپنی کرسی زرین جواہر نگین سے اوٹھ کر سرو قد ایستادہ ہوا اور حاضرینِ بارگاہِ عالم پناہ کی سمت مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ اے ساکنانِ ہندوستان واے صاحبانِ انگلستان واے باشندگانِ عرب و عجم واے اربابِ سیف و اصحابِ قلم واے معشرِ علما واے مجمعِ فضلا واے زمرۂ ادبا واے جمہورِ عقلا تم میں سے جس کسیکو جس زبان اور جس بیان اور جس لغت اور جس اصطلاح اور جس علم اور جس فن اور جس ہنر اور جس صنعت اور جس پیشہ میں جس طرح کی قیل و قال اور جس حقائق و دقائق اور غوامض و نکات اور رموز و کنہیات میں جسطور کا سوال منظورِ نظر اور مرکوزِ خاطر ہو وہ سامنے آئے اور مجھسے استفسار کرے بعنایتِ ایزدی و تائیدِ سرمدی جواب باصواب سے بہرہ اندوز ہوکر اسی وامن امید گل ہمیشہ بہار مراد سے بھرے

مؤلف

ادا کرتے ہیں جو ہم گفتگو سے برجستہ — ہر ایک فقرۂ تقریر برمحل ہوگا
عیان فصاحتِ لفظی و معنوی ہوگی — بری عیوب سے ہر لفظ بے بدل ہوگا
کسی سے کھل نہ سکا ہو جو عقدۂ مشکل — ہماری ناخنِ تدبیر سے وہ حل ہوگا

شہزادہ روشن ضمیر یہہ تقریرِ دلپذیر بزبانِ مبارک بیان سے ارشاد فرماکر پھر اپنے مقام فرحت انجام پر جلوہ افروز ہوا اور حاضرینِ دربارِ میمنت آثار میں سے جس کسی نے جو سوال کیا اوسکا جواب معقول نہایت شائستہ و بایستہ طریق پر دیا کہ سامعینِ خورد و کلان کے صدفِ گوش کو دُرِ بحرِ فصاحت سے بھر دیا اور درجِ ہوش کو جواہرِ زواہرِ بلاغت سے لبریز کر دیا اوسوقت بیساختہ جوشِ نشاط اور فرطِ انبساط سے

باعث حسد شخص بہ کمال فرحت و شادمانی و انبساط و کامرانی اس طرح گویا ہوا

مؤلف

دیدارِ نور بار کے حسنِ فروغ نے
آنکھوں کو رشکِ مصحفِ منور بنادیا

تقریرِ دلپذیر نے اے غیرتِ چمن
کانوں کو رشکِ گوشِ گلِ تر بنادیا

احقر الانام نظامِ ناکام کہ جو اوس ہنگامِ عشرت آغاز مسرت انجام میں اس ہنگامۂ سعادت انضمام میں موجود تھا فوراً سب سے پیش قدمی کرکے آگے بڑھ گیا اور خسرو پرور والا گوہر کے حضورِ انور میں باوازِ بلند و بہ اندازِ دلپسند اس ترانۂ جانفزا سے بلبلِ نغمہ خوان کی روش مترنم ہوا

مؤلف

سخن ہے سحر تو سحر آفرین ہے
سخن ہے وحی تو عرشِ برین ہے

سخن ہے جسم اور تو جانِ شیرین
سخن انگشتری ہے تو نگین ہے

سخن گلشن ہے اور تو گلشن آرا
سخن خوشبو ہے اور تو یاسمین ہے

سخن دانش ہے اور تو دانش افروز
سخن بینش ہے اور تو دوربین ہے

سخن ہے آبِ حیوان خضر ہے تو
سخن شانِ عسل تو انگبین ہے

سخن ہے انجمن تو شمعِ روشن
سخن ہے صبح تو مصحفِ مبین ہے

سخن آئینہ تو مثلِ سکندر
سخن ہے جام تو جم بالیقین ہے

خسرو پرور جزاک اللہ خیرا
سخنور مرحبا صد آفرین ہے

نظامِ کمترین کے دل سے پوچھے
سخن جس طرح تیرا دلنشین ہے

شہزادہ سخن سنج نے یہ اشعارِ آبدار فی البدیہہ سنکر مسرت آمیز تبسم فرمایا اور براہِ سخندانی و قدرشناسی انعام و اکرامِ بیشمار کا امیدوار بنایا قصہ کوتاہ شاہنشاہِ آسمان بارگاہ سلطانِ عقلِ مجسم دانش پناہ اپنے تختِ سلطنت پر اوٹھہ کر ایستادہ ہوا اور تمام حضارِ دربارِ فیض آثار کی جانب متوجہ ہوکر اسطرح ارشاد کیا کہ اے امراو وزرا و اے مصاحبین و ملازمین و اے رعایا و برایا بدانید و آگاہ باشید کہ حضرتِ پروردگارِ عالم جلشانہ کی جب کسی پر کمال مہربانی ہوتی ہے اوسکو فرزندِ سعادتمند مرحمت فرماتا ہے کہ پدرِ بزرگوار کا نام نیک روشن کرے اور تمام کاروبار سنبھالے اور بعد اوسکے دنیاے فانی میں یادگار رہے وہ شخص نہایت کم نصیب ہے کہ جو پسرِ ناخلف کا پدر ہو جیسے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی نے کیا خوب کہا ہے

قطعہ

زنان بار دار اے مرد ہشیار | اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بہتر بہ نزدیک خردمند | کہ فرزندان ناہموار زایند

خوشا نصیب اور زہے قسمت اوس شخص کے کہ جسکی تقدیر یاوری کرتے اور درگاہ الہی سے اوسکو فرزند لیاقت مند کہ نور نظر اور لخت جگر بلکہ جان پدر جسے عبارت ہے عنایت ہو شعر عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد ؎ کہ عطر صندل افزون تر ز صندل میشود بوئا ؎ یا ایہا الناس ہم اسوقت ہزارہا شکر اس نعمت عظمےٰ اور موہبت کبریٰ کا بجالاتے ہیں کہ خسرو پرور نیک اختر کو نہایت لئیق اور کمال باادب پاتے ہیں اور تمکو بہی اسکی فراست وہوشمندی اور سعادت و بخت بلندی کا بخوبی امتحان ہو چکا ہے پس آج اس زمان مبارک اقتران میں ہم اسکو اپنا وارث وجانشین بناتے ہیں اور تخت سلطنت پہ بٹھلاتے ہیں اور تاج خلافت وجہانبانی پہناتے ہیں اور تم سبکو یہہ حکم محکم سناتے ہیں کہ اسکو ہمارا قائم مقام سمجھو اور بالاستقلال اپنا شاہنشاہ عالم پناہ جانو اب تک جسطرح ہمارے حضور میں ہواداری وخیراندیشی اور جان نثاری وعقیدتکیشی سے مطیع ومحکوم رہے اسی طریق پر بلکہ اسسے بہی زیادہ اسکی فرمانبرداری وخدمتگذاری میں بدل وجان ہمہ تن مصروف رہنا اپنے فرائض عمری کا سب سے بڑا فرض عین تصور کرو اب ہم اپنے خسرو پرور رشک قمر کو حافظ حقیقی کی نگہبانی میں دیتے ہیں اور تمکو خسرو پرور انسو کے سپرد کرتے ہیں تم اس کی خیرسگالی ونمک حلالی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا اور یہہ بہرحال تمہارا حامی ومددگار اور ہمدرد وغمگسار رہیگا یہہ کلام ہدایت نظام ارشاد فرماکر سریر خلافت مصیر سے نیچے اوتر پڑا اور شہزادہ خورشید طلعت کو اپنے آغوش عاطفت میں اوٹہاکر تخت شاہنشاہی پر متمکن فرمایا اور اپنے جلوس میمنت مانوس سے کرسی زرین کو غیرت کرسی افلاک بنایا اوسوقت فرزانہ روزگار اپنی کرسی مرصع کار سے اوٹہہ کر شہریار کامگار یعنے خسرو پرور نامدار کے پایہ تخت زرنگار کے برابر بہ آداب تمام سرو قد ایستادہ ہو گیا اور یہہ تقریر بینظیر بطرز دلپذیر ادا کی

گفتار گوہر بار فرزانہ روزگار بدربار شہریار خسرو پرور جہاندار

مسند حکیم تحسین صواب است ومحض خیر
فرخندہ بخت آنکہ بسمع رضا شنید

ارکانِ سلطنت چہار ہیں

شاہنشاہِ عالیمنزلت کو ارکانِ دولت اور سردارانِ سلطنت اور ملازمین مثلِ کے نیرچارہ نہین ہے اور قصرِ سلطنت کے چار ستون ہین **اول** وہ امیر کہ جو اطرافِ مملکت کی محافظت کرکے دشمنون کی شر سے شاہ و رعیت کو محفوظ رکھے **دوم** وہ وزیر کہ جو مہماتِ سلطنت کا منتظم ہو اور مال ایک جگہہ سے وصول کرکے دوسری جگہہ خرچ مین لائے **سوم** وہ حاکم کہ جو بادشاہ کیطرف سے خلق اللہ کا خبرگیران ہو زبردست سے کمزور کا بدلا لے اور اہلِ فسق و فجور کو مخذول و مقہور کرے **چہارم** وہ صاحبِ خبر کہ جو امانت دار ہو اور ہمیشہ اخبارِ شہر و ولایت و حالاتِ امرا و رعیت بارگاہِ خسروی مین عرض کرتا رہے اور تین چیزین زوالِ مملکت کا باعث ہین **اول** بادشاہ سے خبر کا پوشیدہ رہنا **مؤلف** ہے اگر ملک رعیت سے شہنشہ بیخبر ٭ سلطنت مین ہو ہر اک جانب سے بر پا شور و شر ٭ **دوم** کمینونکو تربیت کرنا **مؤلف** جاہ پر سفلہ جو پاتے دسترس ٭ سر ہو بازارِ سلطان اور بس ٭ **سوم** عاملِ ظالم تعین فرمانا **مؤلف** ظلم عامل جہان خراب کرے ٭ دلِ مظلوم کو کباب کرے ٭

اہل سیف و اہل قلم

سلطانِ والاشان کو دو قسم کی جماعت سے کام پڑتا ہے یا اربابِ سیف جیسے کہ امیر اور ایلچی اور سپاہی وغیرہ یا اصحابِ قلم جیسے کہ وزیر اور دیوان اور اہلکار اور دبیر اور عامل وغیرہ پس ان سب کے تربیت کی یہہ صورت ہے کہ سب کو نظرِ شفقت اور نگاہِ عاطفت سے دیکھو اور ہر ایک کی حاجت روا کرو جو اپنا کام بخوبی انصرام دے اوسپر نوازش رکھو جو سستی و غفلت کرے اوسکو اول نصیحت سے دہمکاؤ اور نہ مانے تو فضیحت سے گوشمالی دو کسیکا عیب نہ کہولو ملازمونکی خوشی کے ساتہہ اپنی خوشنودی و رضامندی اور انکے رنج و مصیبت کے ساتہہ اپنا اندوہ و ملال ظاہر کرو ہر ایک کو ایک خاص مرتبہ بخشو کہ شرکت سے باہم کینہ و حسد پیدا نہو اور جو دو تین بعضے مہم پر جہگڑا فساد واقع ہو تو جلد دفع کرو کہ دشمنی کا مادہ قوی نہو جائے امیرون اور وزیرون کی تکرار و نزاعِ باہمی زوالِ مملکت کا باعث ہے **مؤلف** نہون متفق گر ارکینِ شاہ ٭ تو ہو کارِ شاہ و رعیت تباہ ٭ ملازمونکی تربیت دو چیزون پر منحصر ہے ایک لطف اور ایک قہر ہمیشہ اثرِ قہر اور نظرِ لطف خدم و حشم پر برابر رہے کہ قہر سے دلیر اور لطف سے ناامید نہون اگر نرمی و آہستگی سے کام نکلے تو سختی و درشتی نکرو اور سختی و درشتی کے مقام پر نرمی و آہستگی مناسب نہین **مؤلف** جراحت جو ہے لائقِ نیشتر ٭ کبھی اوسپہ مرہم نہو کارگر ٭ جو آجائے مرہم کا موقع کہین ٭ تو نشتر لگانا مناسب نہین ٭ جسکو تربیت کرنی چاہو اوسکو پہلے آزمالو اگر قابلِ تربیت ہے تو بہتر ورنہ زنہار تربیت نکرو کہ آئینِ سلطنت سے بعید ہے کسیکو خاک مذلت سے اوٹہانا اور جلد نظر سے گرانا سطوتِ شاہی کے لیے مضر ہے اوسکو تربیت دینی چاہیے کہ جو اہلِ ادب ہو یا صاحبِ نسب کسواسطے کہ ہر شے اپنی اصل کیطرف رجوع کرتی ہے دو کام ایک آدمی کو سپرد نکرو کہ سب ملازم امیدوار رہتے ہین اور ایک کام دو آدمیونکو بھی نہ دو کہ شرکت مین حسب دلخواہ

بیان قسم اول

نہیں ہوتا اے سلطانِ عالی شان تربیت تین قسم ہے قسم اول اولاد کی تربیت سب پر مقدم ہے
کہ وہ صفاتِ پسندیدہ سے متصف اور خصائلِ نکوہیدہ سے منحرف ہو اسکے واسطے آٹھہ باتیں ضرور ہیں
اول نام نیک رکھنا چاہیے کہ نام ناموافق ہو تو مدت العمر کراہیت رہتی ہے دوم دایہ نہایت معتدل مزاج
خوش خو پاکیزہ سیرت مقرر کرنی چاہیے سوم جب زمانہ شیرخوارگی منقضی ہو تو مردم پاکیزہ دین و خوش اخلاق
اوسکی خدمت پر مامور فرمائیں کہ طبیعت اوسکی صفت نیک اختیار کرے چہارم بچوں کی طبیعت کسیقدر کھیلنے اور کھانے پینے کیطرف مائل و راغب
ہوتی ہے لہذا اوسمیں آئین اعتدال کی رعایت ملحوظ خاطر رہے پنجم معلم پرہیزگار و دیندار معین کریں کہ جو احکام شرعی سکھلاوے اور وہ علم کہ دین و دنیا میں
مفید و نافع ہو یاد کراوے اور بعض تادیب یہہ ہے کہ جماعت مفسد و کج طبع کی آمیزش سے بچائیں اور مردم
خوش ذہن و لطیف طبع صالح و متقی کو مصاحب بنائیں اور ہمیشہ اوسکے سامنے عالموں اور فاضلوں کی تعریف
کرتے رہیں کہ اونکی محبت دل میں نقش جمائے اور بدکار بدچلن لوگوں کی مذمت کریں کہ اونکے نام سے طبیعت کو
نفرت آئے ششم جب تمیز پیدا ہو تو کسی مرد عالی ہمت صاحب تجربہ کو جو بادشاہوں کی صحبت میں رہ چکا ہو
مقرر کریں کہ آمد و رفت اور نشست و برخاست کے آداب تعلیم کرے اور اسباب میں کمال سعی کی کوشش و تاکید
کہ آثار شرم و ادب اور علوِ ہمت اور اخلاقِ ملوک اوسے ظاہر ہوں ہفتم جب وقت آئے تو سپاہیانِ دلیر اور
اوستادانِ کار آزمودہ کو حکم دیں کہ آئینِ سواری اور قانونِ حرب و ضرب جو سلاطین کیواسطے کار آمد ہیں تعلیم
کریں ہشتم جب ہوشیار ہو تو خدمتِ مشائخ و صحبتِ علما کی ہدایت فرمائیں تا کہ بزرگانِ دین کی
نظرِ توجہ سے فیضیاب ہو قسم دوم امیر و مصاحب کہ رکنِ قصرِ سلطنت اور ستونِ قیامِ دولت ہیں اونکے

بیان قسم دوم

قواعد تعظیم میں سستی راہ نپائے ہر کام میں انکی رائے اور تدبیر شامل کرو اور مصلحت ملک کے باب میں جو صلاح
دیں اوسکو گوش دل سنو اور ایلچی کو زبانِ سلاطین سمجھو کہ ہر بادشاہ کی حالت اوسکے ایلچی کے اطوار سے
معلوم کر سکتے ہیں پس ایلچی ایسا مناسب ہے کہ حکیم و دانا سخنگو شیرین زبان فصیح بیان خوبصورت خوش سیرت بزرگ
ہمت صاحبِ جود و مروت ہو اور لشکریوں کی تربیت بھی ضروریات سے ہے کہ انسے چار چیزوں کا فائدہ مقصود ہے
اول بادشاہ کی قوت و ہیبت دوم دشمنوں کو دفع کرنا سوم رعایا کو امن میں بیخوف و خطر رکھنا چہارم
دزدوں کا تدارک اور راستوں کی حفاظت اور انکو بھی چار شرطیں بجالانی ضرور ہیں اول بادشاہ کے تابع فرمان
رہیں اور بیحکم کوئی کام نکریں دوم بادشاہ کے ساتھہ یکدل و یکزبان رہیں سوم آپسمیں اتفاق رکھیں
چہارم کارزار میں مردانگی و فرزانگی کا لحاظ رہے اور بادشاہ کو بھی انکے ساتھہ چار باتیں لازم ہیں
اول انکے لئے سواری اور ہتیار مہیا کرے دوم ہر ایک کا مرتبہ پہچانے اور عزت و آبرو نگاہ رکھے
سوم مردانِ کار کو فوج میں سربلند کرے چہارم لشکر دشمن سے جو مالِ غنیمت ہاتھہ آئے اوسمیں انکو بہرہ مند کرے

قسم سوم وزیر کہ جو پیرایۂ ملک اور خزانۂ مال اور استحکامِ بنائے سلطنت اور انتظامِ امورِ مملکت کا باعث ہیں انکی تربیت یہہ ہے کہ شرفِ التفاتِ سلطانی سے معزز اور عزتِ عنایتِ خاقانی سے مشرف رہیں کہ چشمِ خاص وعام میں مکرم ومعظم نظر آئیں اور اونکے قول پر اعتماد اور فعل پر اعتبار ہو اور مقرب و ایلچی اور محرمانِ خلوت کی تربیت یہہ ہے کہ ہر شخص کو ایک خاص کام پر مقرر کرو اور خدمت کی قدردانی کرکے اوسکے لائق نوازش فرماؤ اور کسیکو گستاخ نہونے دو کہ بادشاہ کی ہیبت وسطوت اوسکے نظر میں کم ہوجائے ہر یکو مقامِ ادب اور مرتبۂ حیا میں نگاہ رکھو اور جو کہ ملازمین شاہی میں اکثر باہم رشک حسد ہوتا ہے اسلئے کسیکی بات ایک دوسرے کے باب میں نہ سنو بلکہ سبکو دوستی وموافقتِ باہمی کی ترغیب دلاؤ اور تنازع و مخالفت سے ڈراتے رہو اور غلام وبندگانِ زرخرید کا ایسے مالک کے ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا میں یعنے اگر ان سے کوئی وہ کام کرے کہ جسمیں خود ہاتھ ہلانیکی احتیاج ہوتی تو وہ ہاتھ کا قائم مقام ہے اور جو کوئی وہ کام بجالاوے کہ جسمیں قدم رنجہ کرنیکی ضرورت پڑتی ہو تو اوسنے پاؤں کی محنت سے باز رکھا باقی اسی پر قیاس کرلو اور اس جماعت کے ہونے پر شکرگذاری لازم ہے اور جو کہ انکو بھی کثرتِ کار وبارِ خدمت کے باعث ماندگی وسستی پیدا ہوتی ہے اسواسطے کام لینے میں رعایتِ انصاف مناسب ہے انکی خورش وپوشش میں خلل راہ نپاوے اور بندوں میں صفتِ حیا ودانائی نہایت ضرور ہے اور جب کسی میں دزدی ومکر وحیلہ کا اثر پایا جاوے تو حیلہ اوسکو دفع کریں اور کسیسے کوئی بڑی خیانت یا کوئی گناہِ زشت سرزد ہو کہ جو تادیب وتنبیہ سے اصلاح پذیر نہوسکے تو اوسکو فوراً اخراج کریں کہ دوسرے بندوں میں اوسکی صفتِ بد کا اثر نہ پہونچے ❊❊

مؤلف

صحبتِ شخصِ مفسد و بدکار — مردمِ نیک کو تباہ کرے
دیگ کا ہمنشیں ہو جو کوئی — اپنی پوشاک خود سیاہ کرے

اور سلطان جبکسی کام پر مامور کرے تو اوسکو چار طرف کی رعایت لازم ہے اول رعایتِ جانبِ حق دوم رعایتِ جانبِ بادشاہ سوم رعایتِ جانبِ خود چہارم رعایتِ جانبِ رعیت رعایتِ جانبِ حق کیواسطے پانچ شرطیں ہیں پہلے شکرِ نعمتِ الٰہی بجالانا کہ فیضِ نامتناہی زیادہ ہو دوسرے مراسمِ طاعتِ الٰہی کو خدمتِ بادشاہی سے بیشتر ادا کرنا کہ چشمِ اہلِ نظر میں عزیز اور دلِ خلائق میں مقبول ہو تیسرے رضائے الٰہی کو رضائے بادشاہ پر مقدم جاننا کہ حق سبحانہ تعالے خوشنود ہو تو دوسروں کے غضب سے کچھہ نقصان نہیں ہوسکتا اور عیاذاً باللہ خداتعالے غضبناک ہو تو تمام خلق کی خوشنودی سے فائدہ نہیں ہوسکتا چوتھے بادشاہ کے خوف سے زیادہ خدا کا خوف رکھنا اسلئے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے

سبب اوسکے ڈرتے ہین پانچوین بادشاہ کی امیدواری سے زیادہ پروردگار کی امیدواری کرنا کہ بادشاہ بہی اوسی کا امیدوار ہے اور عنایتِ جانبِ بادشاہ کے لئے چہبیس شرطین ہین پہلے تضرع وزاری اور اظہارِ عجز و خدمتگاری کہ بادشاہ کا لقب ظل اللہ ہے اسلئے وہ تمام خلق سے خدمت و عبودیت چاہتے ہین اور اونکی صفتِ استغنا اس امر کی طالب ہے کہ لوگ اپنی حاجتمندی اوسے عرض کرین دوسرے محنت و مشقت تحمل کرنا اور مکروہات پر صابر و شاکر رہنا کہ خدمتِ ملوک مین حصولِ آسایش و راحت محال ہے تیسرے جوکچھ سوچے یا کرے یا کہے اوسمین بہرصورت بادشاہ کی مصلحت منظور ہو چوتہے نرمی و ملایمت سے ظلم کی قباحت ظاہر کرکے عدل کی تعریف و توصیف سے بادشاہ کا دل انصاف پر مائل کرنا پانچوین بادشاہ کو خیر پر مستعد رکہنا کہ سبکو اوس سے فائدہ پہونچے چھٹے جبتک بارہا کسیکو نہ آزمالیا ہو بادشاہ کے حضور مین اوسکی ستایش نکرنا کہ امتحان کے وقت شرمندگی حاصل نہو ساتوین جس چیز پر بادشاہ کا میلانِ خاطر ہو خواہ اسپ یا سلاح یا نوکر یا متاع یا زمین وغیرہ اپنے واسطے ہرگز نگاہ نرکہنا بلکہ نہایت شوقِ دل سے بادشاہ کی خدمت مین نذر کرنا آٹھوین جسوقت بادشاہ مخاطب ہوکر فیضِ ہمکلامی سے مشرف فرماے تو جان و دل اور عقل و ہوش اور چشم و گوش اور تمام اعضا سے متوجہ ہوکر سننا اور اوسوقت کسی فکر مین مشغول نہونا اور کسیطرف نظر نکرنا نوین مجلسِ ملوک مین کسی سے سرگوشی نکرنا کہ سلطان کے دلمین بہت کچہہ خیالات پیدا ہوتے ہین دسوین اگر سلطان کسی سے سوال کرے تو دوسرا اوس کے جواب مین سبقت نکرے اسلئے کہ اگر بادشاہ کہہ بیٹھے کہ مین تجہسے استفسار نہین کرتا تو پہر اسکے جواب سے کیونکر عہدہ برآ ہو سکیگا گیارہوین جبتک بادشاہ کچہہ نہ پوچہے تو خود گفتگو پر کبہی شروع نکرے اور جب کچہہ پوچہے تو معقول جواب دیکر خاموش ہو رہے مگر جسوقت بادشاہ کو زیادہ متوجہ پاے تو سخن دراز کرنا مضائقہ نہین رکہتا بارہوین اگر بادشاہ کسی چیز پر اطلاع نہ بخشے تو ہرگز اوسکا تفحص نکرین کسواسطے کہ اگر وہ اس لایق پاتا تو ضرور آگاہ فرماتا تیرہوین جو تحفہ اور ہدیہ اور عطیہ مرحمت ہوا اوس سے بے پروائی نکرین اگرچہ وہ شے بہت کم کیون نہو اسلئے کہ بادشاہ کا تہوڑا اکرام بہی بہت ہے چودہوین طریقِ امانت سے قدم باہر نرکہین کہ امانت ایسی صفت ہے جو مردمِ خوار کو بہی عزیز بنا دیتی ہے اور خیانت ایسی خصلت ہے کہ مردمِ عزیز کو بہی خوار کر دیتی ہے پندرہوین جوکچہہ بادشاہ سے عطا ہوا اوسپر قانع و راضی رہین اور زیادہ طلب نکرین کہ حرص کیواسطے ناامیدی لازم ہے سولہوین ہمیشہ حاضر و غایب سلطان کے اوصافِ حمیدہ اور محامدِ پسندیدہ بیان کرتا رہے اور جو کسی سے کوئی کلمہ ترکِ ادب کا پشت بادشاہ کے سنے تو اوسکو ملامت و نصیحت کرے اگر نہ مانے تو سخت سست کہے

اور جب بہی مفید مطلب نہو تو اوسکی ہمنشینی و مصاحبت سے ہاتہہ اوٹہانے مستعد ہوین جو کام سپرد ہو
اوسمین غفلت نکرے اور حتی المقدور حاضر رہے جسوقت بادشاہ طلب کرے فوراً اوسکی خدمت مین پہونچے
اور ہر وقت حضوری و ملازمت سے بہی احتراز کرے اظہار ہوین محبت اور رضامندی سلطان پر
اعتماد کرے اور اپنی بہت کچہہ خدمتگذاری پر بہی مغرور نہو اسواسطے کہ بادشاہ کسی کی خدمت سے
ممنون نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو سزاوار خدمت جانتا ہے اونیسوین عرض حاجات کا محل
نگاہ رکہے کہ کوئی حاجت بےموقع روا نہین ہوتی اور اسقدر بہی حاجتین عرض نکرین کہ جبین سلطان پر
اثر ملال ظاہر ہو بیسوین اگر بادشاہ کسی کو عزیز رکہے تو اوسکو مناسب ہے کہ مقربان بارگاہ سلطانی پر
فوقیت نہ ڈہونڈہے اور اونکے اعزاز و مراتب کا لحاظ رکہے اکیسوین بادشاہ کے ستم سے رنجیدہ
نہو اور اوسکی سختی و درشتی کو دلجوئی و دلخوشی سے قبول کرے اور اگر از روے ناز کہ جو لازم سلطنت ہے
کسیکو دشنام دین تو اوسکے عوض دعا مین مشغول ہو اور اونکی سختی کو ملائمت شمار کرے بائیسوین
اگر عتاب سلطانی مین گرفتار ہو تو زنہار کسی فرد بشر سے شکایت نکرے اور کینہ و عداوت دل مین
نرکہے اور اپنا قصور سمجہے اور اس امر مین کوشش کرے کہ کسی سبب سے عتاب سلطانی زائل ہو جائے
تئیسوین اگر بادشاہ کسی سے نارضامند ہو یا کسی کے نزدیک تہمت کا اندیشہ ہو تو چاہیے کہ اوس سے
اجتناب کرین اور جو شخص متہم ہو چکا ہو اوس سے اختلاط نکرے اور اوسکی مجلس مین شریک نہو جبتک
کہ وہ مورد عتاب سلطانی رہے چوبیسوین بادشاہ کی رضامندی حاصل کرنیمین کوشش کرے
اور سلطان کی خوشنودی چار چیزون سے میسر ہوتی ہے اول بادشاہ کے ہر قول کی تصدیق
کرے دوم اوسکی رائے اور تدبیر کی ستائش کرے سوم اوسکی نیکی و خوبی ہمیشہ ظاہر کرے چہارم
بدی اور برائی اوسکی ہمیشہ پوشیدہ کرے پچیسوین اسرار سلطانی اور راز بادشاہی کا مخفی رکہنا
اور یہہ سب شرطون سے بہتر و عمدہ شرط ہے اور رعایت جانب خود مین سات شرطین ہین اول
جس جگہہ سے کوئی چیز نہین لینی چاہیے نہ لے اور جہان نہین دینی چاہیے نہ دے تاکہ دنیا مین
بدنام و بےمقدار اور آخرت مین ذلیل و شرمسار نہو دوم حتی المقدور سب کو نیکی پہونچائے اور سب سے
بدی دفع کرے سوم ہمت بلند رکہے کہ ہر شخص کا اعتبار بقدر ہمت ہے جسکی ہمت بلند ہوگی وہ
ہرگز اپنے نفس نفیس کو مال و منال دنیا کی طمع مین کہ نہایت خسیس ہے رسوا و خوار نکریگا چہارم اپنی
ذات پر سختی گوارا نکرے اور نہ خلق اللہ کو سخت گیری سے تکلیف دے پنجم اختیار و اقتدار کی
قدر و قیمت جانے اور موت کی مہلت سے پہلے اپنا ذکر جمیل اور اثر خوب یادگار چہوڑے ششم

پانچوان فرد

اپنے جاہ و اختیار پر مغرور نہو اور عزت و احترام پر تکیہ نکرے کہ زمانہ غدار اور سپہر ناسازگار جفا جوئی اور تندخوئی میں معروف و مشہور ہے ہفتم جہانتک ہوسکے آدمیون سے نیکی کرے کہ بادشاہ کے مقرب ہونیکا فائدہ یہی ہے کہ تمام خاص و عام سے بسلوک و احسان پیش آئے اور ہر خورد و بزرگ کو فیض پہونچائے اور رعایت جانب رعیت کی دو قسم میں ہے اول انکی محافظت میں نہایت اہتمام بجا لائے کہ اپنے کام سے باز رہیں اور اپنے مقام سے جدا ہوں دوم اونسے ظالمونکا شر دفع کرے کہ رعیت بجائے گوسفند ہے اور اہل اختیار بجائے شبان اور بادشاہ گوسفندونکا مالک ہے پس جسطرح کہ مالک اون بکریونکو چرواہے کے حوالہ کرتا ہے کہ درندہ وغیرہ کی زیانکاری سے نگاہ رکھے اور عمدہ چراگاہون میں فربہ کرے اور نتیجہ و ثمرہ حاصل کرکے مالک کے پاس لائے اسیطرح ارکان دولت کو لازم ہے کہ رعایا کو گرگان ستمگار اور ضرر پہونچانیوالونکی آزار سے بچا کر اونسے وہ کام لین کہ صلاح انکے دین و دنیا کی بہتری ہو اور اونکے کسب منافع کی خبر بادشاہ کو پہونچاتے رہیں جب فرزانۂ روزگار شاہنشاہ سلامت اور ارکان دولت سے علی العموم یہہ گفتگو ہوچکی تو امرا و وزرا و اہل قلم وغیرہ کی جانب روئے سخن کیا کہ اے امیران اہل ہمت والے اعیان دولت و سلطنت تم پر لازم ہے کہ بارہ قاعدے ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھو اول حق سبحانہ تعالے کی فرمانبرداری اوروں سے زیادہ کرو کہ خلق اللہ جسقدر تمہاری فرمانبرداری کرے دوم اپنے خداوند ولی نعمت کا حفظ حقوق نعمت نگاہ رکھو کہ کفران نعمت کا نتیجہ بد ہے سوم اپنی قوت بازو سے مال پیدا کرنیکی سعی کوشش کرو اور بادشاہ کے مال کو طمع کی نظر سے نہ دیکھو کہ مال ہر ایک کا محبوب ہے اور جو کوئی کسی کے محبوب کو لالچ کی نگاہ سے گھورتا ہے وہ رقیب ہونیکے سبب دشمن شمار کیا جاتا ہے چہارم تمام اسباب مال جاہ سے تجمل نفس کی غرض منظور نہو بلکہ زینت بادشاہ اور آراستگی سپاہ و بارگاہ مدنظر رہے پنجم سواری و مکان اور پوشاک اور کھانے پینے میں جو چیزیں بادشاہونکے لائق ہیں اونمیں بادشاہ کی ہمسری و برابری سے حذر کرو کہ ترک ادب ہے ششم جو کام بادشاہ سے صادر ہو اوسکی مدح و ستایش کرو اور یاد رکھو کہ دنیا کے کاروبار دو قسم ہیں یا نیک ہوگا یا بد پس ہر کام کے لئے ایک عمدہ توجیہہ تلاش کرے اوسکو بادشاہ سے منسوب کرو اور جو مصلحت بعید ہو تو حکیمانہ تدبیر سے خاطر نشان کرنا مناسب ہے ہفتم اگر بادشاہ کی کوئی رائے تمہارے نفس کے مخالف یا کوئی سخن مکروہ طبع معلوم ہو تو اوسسے بھی اتفاق کرو کہ وہ سلطان ہے اور تم چاکر ہو چاکر کو بادشاہ کی متابعت ہر حال میں لازم ہے ہشتم اپنے جاہ و تقرب پر مغرور اور بادشاہ کے اعزاز و اکرام پر گستاخ نہو اگر بادشاہ تم میں سے کسیکو بھائی کہے تو تم اوسکو خداوند سمجھو اگر وہ فرزند کہے تو تم اپنے آپ کو خادم جانو اور جسقدر وہ عنایت زیادہ کرے تم خدمت زیادہ کرو نہم جو امور سپاہ امیرونکو تفویض ہے پس لازم ہے کہ امیر اس امر پر بادشاہ کو ہمیشہ متوجہ رکھے کہ اونکا لشکر آراستہ و پیراستہ اور سکے حرب و ضرب کے لئے

آمادہ و مہیا رہے اسلئے کہ عالم حوادثات کا محل ہے خدا جانے کس وقت حادثہ پیدا ہو اور کس طرف سے فتنہ برپا ہو دہم بہت صلاح ملک کے واسطے مخبر و جاسوس مقرر رکھو کہ ہر طرف کی خبر پہونچاتے رہین اور جس گوشہ سے فتنہ سر اوٹہاتے جلد تر اوسکے تدارک مین کوشش کرو یازدہم فقیرو نکو سلطان کی خدمت مین لیجاؤ اور مظلومون اور داد خواہونکو بادشاہ کے حضور مین لاؤ کہ طبیب دار الشفاے عدالت کے روبرو اپنا درد دل گذارش کرکے شربت شفاے مراد نوش کرین اور جب اسکے خوف سے رعایا بادشاہ کے دربار مین نہین پہونچ سکتی اوسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ جیسے آب صاف کا ایک چشمہ شیرین ہو اور اوسمین ایک نہنگ خونخوار سکونت اختیار کرے ہر چند مردم تشنہ لب اوس پانیکے محتاج ہین مگر اوس مگر کی ہیبت سے پاس نہین جا سکتے دوازدہم زیر دستون سے اسطرح زندگانی بسر کرو کہ تمہارا دل چاہے کہ جیسے ہی زبردست ایسی صورت زندگانی بسر کرین آسکے وزیران باتدبیر و مدبران مشیر درگاہ سلاطین مین وزارت سے زیادہ سخت کوئی کام نہین اسواسطے کہ بہت لوگ خصوصا اکثر ملازمان شاہی حسد کرتے ہین اور دام حیلہ و فریب مین گرفتار کرنیکی بہت کچھہ صورتین نکالتے ہین کہ پھر مخلصی ممکن نہو مگر تمہاری حفاظت کی کوئی تدبیر راستبازی اور کم طمعی سے زیادہ نہین ہے تم کوئی دقیقہ آداب و شرائط وزارت کا باقی نچھوڑنا اور یقین جانو کہ وزارت کے لائق وہ ہے جسمین چار اور تین اور دو اور ایک موجود ہو چار یہ ہین اول ہوشیاری دوم بیدار مغزی سوم سرانجام کارہاے بزرگ مین دلیری چہارم جوانمردی اور تین یہ ہین اول خدمتگارونکی عمدہ خدمت کے صلہ مین جلد تر دلنوازی سے پیش آؤ دوم جماعت سرکش کی گوشمالی و سرزنش کرو سوم حوادثات روزگار پر آمادہ رہو اور دو یہ ہین اول جانب بادشاہ کی رعایت کرو دوم جانب رعیت سے غافل نرہو اور ایک یہہ ہے کہ کسی حال مین حق سبحانہ کو فراموش نکرو اور آداب وزارت کی اوس شرطین ہین اول رعایت جانب حق کو سب چیزون پر مقدم جانو دوم شاہ و سپاہ اور رعیت کو دیدۂ انصاف مین برابر دیکھو یہہ کام نازک اور بہت مشکل ہے سوم جو کام شروع کرو اوسکا انجام بخوبی سوچ لو کہ آخر مین ندامت و پشیمانی حاصل نہو چہارم نیک قاعدے جاری اور بد رسمین موقوف کرو پنجم امورات ملکیہ مین اپنی کفایت شعاری ظاہر کرو ششم اگر بادشاہ کی راے مصلحت مالی و ملکی کے برخلاف ہو تو وزیرون پر واجب ہے کہ اوسپر رضامند نہون مگر مجمع مین پسند کرین اور خلوت مین کسی شائستہ تدبیر سے اوسکی قباحت پر مطلع کرین ہفتم منصب و مرتبہ اور تقرب ملوک اور کمال اختیار پر مغرور نہون کہ بادشاہون کا مزاج آب و آتش کا حکم رکھتا ہے ہر منصب کے لئے عزل اور ہر دولت کے لئے نکبت لازم ہے ہشتم جبتک کہ ہوسکے فرصت کے فوت ہونیسے پیشتر احسان کرلو نہم امیدوارون اور محتاجونکی حاجت روائی مین سعی بلیغ کرو دہم سلطان کو نیکیون پر آمادہ رکھو کہ اوسکی ذات سے ہر خاص عام کو

در بیان وزیر

شرائط وزارت

فائدہ خطیر پہونچے یازدہم اپنے روزِ حکومت کی قدر جانو اور اوسے فائدہ اوٹھاؤ اور کارسازی و دوست
نوازی میں کوشش کرو آزار وایذا کسیکو نہ پہونچاؤ کہ بے اختیاری کے عالم میں حسرت و ندامت کے سوا
کچھہ ہاتھہ نہیں آتا دوازدہم رجوعِ خلق اور آمد و رفتِ مردم سے نہ گھبراؤ اور اون سے ملاقات کیفیت
میں بے جبین نہ ہو اور یقین جانو کہ یہہ لوگ اختیار کے لازم ہیں جس مقام پر یہہ صفت ظہور کریگی وہان
اُنسے چارہ نہیں ہے سیزدہم دوستیِ خالص پیدا کرو کہ سب نعمتون سے احباب یکدل و محبت بہترین چہاردہم
ظالمون اور خیانت شعار عاملون سے غافل نرہو ہمیشہ اونکے حال کا تفحص اور تجسس کرو اور جس کسی سے
ستم و خیانت سرزد ہو اوسکو سزا دینے واجبی دو کہ دوسرونکو عبرت ہو پانزدہم عاملون سے رشوت نہ لو کہ اگر تم رشوت لیکر
راضی ہوتے ہو تو گویا اوسکو بھی رشوت لینے کی اجازت دیدی شانزدہم اگر کسی حاسد بد نفس کے مکر و فریب اور کینہ سخن چینی پر فوراً حاصل ہوتو
بے پروائی ظاہر کرو اور بادشاہ سے بھی اسباب میں کچھہ نکہو اور سوال و جواب میں مناظرہ و جدال کا موقع
پڑے تو حلم و وقار سے جواب دو کہ خفت و سبکساری کی نوبت نہ آئے ہفدہم بادشاہ کی اونی بات
اور کمتر اشارے میں اپنا تمام مال و اسباب خرچ کرنے پر مستعد رہو کہ بادشاہ اوسکو اپنا مال سمجھے اور نظر
طمع سے او سپر نگاہ نفرمائے ہجدہم اگر کوئی کام کسیکو تفویض کرو تو بہت کچھہ فکر و تامل درکار ہے اور
جبتک بار بار نہ آزمالو ہرگز اعتبار نکرو کہ انجام کار منفعل اور شرمسار نہو نوزدہم وہ کام کہ جسمین داخل ہونا
آسان اور خارج ہونا دشوار ہو زنہار شروع نکرو اے وزیرانِ اربابِ قلم والے منشیانِ عطارد رقم تمسکو
امین و معتمد اور خوش طبع و تیز ذہن اور باریک فہم و دقیقہ رس اور اصطلاحات سے باخبر ہونا بہت ضرور ہے
اے عملداران والشور والے کارپردازانِ باخبر اگرچہ تم لوگ وزیرون سے متعلق ہو اور جب وہ تمکو محکِ امتحان پر
کامل عیار پاتے ہین اوسوقت خدمتِ عمل پر مامور کرتے ہین لیکن تمکو چاہیے کہ ہمیشہ نیک سیرت و خوش خو اور حرص
و طمع سے علحدہ رہو اور عامل کے لیئے یہہ صفت درکار ہے کہ دست بستہ و دست کشادہ ہو یعنے کارِ نیک مین
ہاتھہ کہولے اور خیانت سے ہاتھہ بند رکھے اور ایسی رسمِ قبیح نہ نکالے کہ بادشاہ کو بدنام کرے اور خود بھی مطعون
خلائق ہو اے زمرۂ ندما والے گروہِ رفقا جو کہ تم بادشاہِ ذیجاہ کی دولتِ ہمنشینی سے شرفیاب ہو اسلئے
تمکو قواعدِ ادب اور رعایتِ حرمت میں کوشش کرنی ضرور ہے اور تمہارے واسطے یہہ شرط ہے کہ جو کچھہ
بادشاہ کے نزدیک مقبول و مکروہ ہو اوسکو بخوبی جانو اور جو چیز بادشاہ کو مقبول ہے وہ ہرچند تمہارے
نفس کے لیئے مکروہ ہو مگر اوسکو اختیار کرو کہ حظِ نفس کا ترک کرنا لازم ہے اگر تم مین اور بادشاہ مین کوئی ایسا
معاملہ یا ایسی گفتگو واقع ہو کہ جو تمہارے لیئے مفید و مطلب ہو اور بادشاہ کے لیئے مضر ہو تو اوسمین اپنے فائدہ پر
ہرگز نظر نکرو بلکہ وہ ترکیب نکالو کہ اوسکا حظ بادشاہ کو حاصل ہو کہ بادشاہ سے تمکو ہرطرحکا فائدہ ہر وقت پہونچ سکتا ہے

اہلِ علم کی نصیحت

کارپردازوں کی نصیحت

مصاحبوں کی نصیحت

اور جو کسی حالتین دونوں میں سے ایک پر قباحت عائد ہو تو اس باب میں کوشش کرو کہ وہ قباحت اپنی جانب راجع ہو اور سلطان اس سے محفوظ رہے کہ وہ اس نقصان کو تمسے بہی رفع کر سکتا ہے اور پیشہ بادشاہ کی خدمت میں چشم و دست اور دل و زبان کو تابعِ فرمان رکہو کہ سلامت رہنے کی یہی عمدہ ترکیب اور بہتر تدبیر ہے

مؤلف

اے شہنشاہِ معدلت گستر | خسروِ دادگر خرد پرور
اے امیرانِ ذی شکوہ و حشم | دافعِ رسمِ جور و ظلم و ستم
اے وزیرانِ ہوشمند و فہیم | صاحبِ عقلِ نیک و رائے سلیم
اے ندیمانِ اہلِ شوکت شان | خیر خواہِ رعیت و سلطان
اے ندیمانِ خاص و رمز شناس | محرمِ رازِ خاصۂ قرطاس
اے غلامانِ بندۂ درگاہ | خادمِ بارگاہِ شاہنشاہ
اے سوار و پیادۂ لشکر | رونقِ ملک و زینتِ کشور
اے رعایائے مصلحت اندیش | فدویت مشرب و عقیدت کیش
اے تماشائیانِ بزمِ حضور | جلوہ اندوزِ محفلِ پرنور
سنیے اتنی جو عرض باشی کی | اسقدر ساعت خدا اپنی کی
کہ سخن پر مرے خیال رہے | مملکت صاف بے زوال رہے
گر مرے قول پر عمل ہوگا | سلطنت کو نہ کچہ خلل ہوگا
یا الٰہی ہمیشہ شاہِ دانشور | جانِ علم و ہنر خرد پرور
بر سرِ تختِ خسروی دائم | رہے تا حشر دائم و قائم
تا جہان است در جہان باشد | شاد و مسرور و کامران باشد

دانائے ہوشیار فرزانہ روزگار بہ تقریر سریع التاثیر درجۂ اختتام اور پایۂ اتمام پر پہونچا کر اپنی کرسی جواہر آگین پر جلوہ فرما ہوا اوسوقت وزیر اعظم شعور سخن رس اپنے مقامِ قیام سے آگے بڑہا اور بآوازِ بلند پکار کر کہنے لگا کہ اے مجمعِ بنی آدم آج کیا مبارک وقت ہے کہ سلطانِ عقلِ مجسم نے اپنے عینِ حیات میں بحالتِ صحتِ نفس و ثباتِ عقل و سلامتِ ہوش و حواس اپنے فرزند سعادتمند سلطان ابن السلطان خرد پرورِ عالیشان کو اپنا جانشین اور وارثِ تاج و نگین بنایا اب تم سب صاحبوں پر واجب و لازم ہے کہ سلطانِ عقلِ مجسم کے حضورِ اقدس میں بصدقِ دل اس جشنِ میمنت کی

مبارکباد عرض کرو اور سلطان خرد پرور کی خدمت والا منزلت میں اس جلسۂ بہجت کی نذرین گذرانو پہر خود پایۂ تخت خسرو ہمایون بخت پر بوسہ دیکر یہہ مطلع آبدار پڑہا عرفہ آج وہ دن ہے کہ اے خسرو والا گوہر کوہ دے نذر تجہے لعل تو دریا گوہر لا یہہ آئین ادب نذر دکہلائی شہریار عالیمقدار نے باندازِ شاہانہ قبول فرمائی فوراً اسلامی سر ہونے لگی دفعتہً اکیاون ہزار توپ پر تیّا پڑی شروع ہوئی کرۂ خاک سے فلک الافلاک تک مبارک وسلامت کا شور مچا اور ہر ادنےٰ واعلےٰ نے بخوشی وخرمی نذر تخت نشینی واورنگ آرائی پیشکش کی نظامِ احقر الانام نے بتقریبِ مبارکباد فی البدیہہ یہہ غزل سنائی

مؤلف

عروجِ تخت پا اے خرد پرور مبارک ہو | جلوسِ تخت پر زر اے خرد پرور مبارک ہو
سرِ خلقِ خدا پر آج تو ظلِّ خدا بنکر | ہوا ہے سایہ گستر اے خرد پرور مبارک ہو
ہے عالم قاف سے تا قاف تیرا تابعِ فرمان | خراجِ ہفت کشور اے خرد پرور مبارک ہو
ہمیشہ نصرت وفتح وظفر ہو ہوش ہمدم | سپاہ وفوج ولشکر اے خرد پرور مبارک ہو

ترا فیضِ شہنشاہی ترا لطفِ خداوندی
نظامِ مدح خوان پر اے خرد پرور مبارک ہو

جسوقت یہہ غزلِ بے بدل تمام ہوئی خرد پرورِ والا گوہر نے ہشتر پارچہ کا خلعتِ بیش بہا مع چند اطباقِ سیم وطلا مرحمت فرمایا اور ہر سرِ دربار مورد تحسین وآفرین بنایا پہر عقلِ مجسم نے خرد پرور سے ارشاد کیا کہ اے جانِ بابا آج تمہارا اوستادِ فرخ نہاد اجازت خواہ وطن ہے اور صرف ہماری خاطر عزیز سے ابتک اپنی اوقاتِ عزیز کو تمہاری تعلیم وتربیت مین صرف کیا جسکا نتیجہ نیک اور ثمرہ بہتر تمکو اسوقت حاصل ہے

نظم

فرامش مکن حقِ اوستادِ علم | کہ بر ذمتِ اوست بنیادِ علم
اگر دولت صد اوستاد نیست | بدستِ اسپِ تو جز باد نیست
مرا اوستاد راہ کہ محکوم شد | سبب بر نیامد کہ مخدوم شد

جسوقت خرد پرورِ رشکِ قمر نے یہہ کلام حسرت التیام سنا بیساختہ بچشمِ اشک آلود معلم آموزگار فرزانہ روزگار کیطرف متوجہ ہوکر زبانِ لطافت بیان سے اسطرح دُر افشان ہوا کہ اے شفیقِ نصیحتگر اے بہترین پدر آپکی ذات سراپا برکات سے کہ مجمعِ صفات اور مظہرِ کمالات ہے اس دیارِ نوبہار آثار کو ہر طرح کا سرمایۂ اعزاز وافتخار حاصل ہے خصوصاً یہہ ذرۂ ناچیز اور بندۂ بے تمیز حضرت کے فیضانِ صحبت اور نظرِ تربیت سے آجتک بہرحال ذخیرہ اندوز

نیکنامی دائمی ہے بعد آپکے کسطرح اپنی رائے ناقص کو معتبر تصور کریگا اور کاروبار سلطنت کس سے منتظم ہوگا فرزانۂ روزگار نے کہا کہ اے خسرو آفاق گیر و اے خرد پرور روشن ضمیر الطاف ایزدی و تائید سرمدی سے ہر کام مشکل کو تم خود بآسانی سرانجام دیسکتے ہو تمکو کسی سے کوئی بات دریافت کرنیکی احتیاج نہیں ہے مگر وزرا کو روشن نفس خصوصًا شعور سخن ہیں کہ تمام کاروبار اور امور مشورہ میں اپنا صلاح کار سمجھنا اور اس دعاگو سے رضا جو کو بدعاے خیر یاد رکھنا کچھہ نقد و خلعت کی تجویز ہوا ہے کہ اس نیازمند درگاہ بے نیاز کو دولت دنیوی کی مطلق پروا نہیں یہہ بار گران کون اوٹھائیگا بلکہ آجتک جو کچھہ پاس تہا خسروی مرحمت ہوا اوسکو بھی قصر تعلیم میں چھوڑ جائے گا

فرد

شتاب ای خسرو دنیا که بگردم نرسی　　لیکن از دور دعا گم که شتابان رستم

خسرو پرور نے ارشاد کیا کہ حضرت سلامت احقر کی تمنائے دلی یہی ہے کہ آپ ہمیشہ مثل ہمایون فر اس شہر مبارک پر سایہ گستر رہیں فرد سایہ ات کم مباد از سر ما ❊ بسط اللہ ظلکم ابدا ❊ آپکا صدمۂ مفارقت اور قلق مہاجرت ہرگز گوارا نہیں اسواسطے کہ دل نیاز منزل قدیم سے خوگر اخلاص گزینی اور عادت پذیر اشتیاق ساتھی ہو آپکے صبر و قرار معلوم

شعر

فراق صحبت که آورد در جہان یارب　　که روی صحبت سیه باد و خانمان فراق

فرزانۂ روزگار نے کہا کہ فرد بخت و دولت مدام یار تو باد ❊ حق تعالی نگاہدار تو باد ❊ روز ازل سے آوارہ گردی و تنہا نشینی اور دشت نوردی و عزلت گزینی خاص میرے واسطے مقرر ہو چکی اسلئے آبادی سے نفرت اور ویرانی سے رغبت رکھتا ہوں اور یقین ہے کہ بعد مرگ بھی وحشت دل گریبانگیر رہیگی اور جوش جنون سے چین نہ ملیگا

مؤلف

آسودگی نصیب نہو گی مزار میں　　آوارگی ہے قسمت مشت غبار میں

ایام وصال ہنگام فراق سے بدلتے ہیں اور روز فرقت زمانۂ صحبت کا قائم مقام ہوتا ہے

مؤلف

ہے اب جو عزم سفر مصمم خدا کو ہم سونپتے ہیں تمکو　　روانہ ہوتے ہیں سب کہکے اپنا فراق یعنی و تنگکم کو

خسرو پرور نے کہا کہ اگر آپکو یاد الہی منظور ہے تو یہاں بھی صومعہ و خانقاہ تیار ہو سکتا ہے اور جو صرف گوشہ گزینی مدنظر ہے تو ایک حجرۂ مختصر اسجگہہ بھی کفایت کرتا ہے اگر سیر دشت و کوہسار پر طبع شریف مائل ہے تو اس سرزمین کی بھی نواح دلکشا اور آب و ہوا جانفزا ہے اور جو تماشاے باغ و لالہ زار پر مزاج اقدس راغب ہے تو اس شہر میں بھی چمنستان شاداب اور خیابان سیراب موجود ہیں ❊ ق

ہیچ بار رہ خاطر و ہیچ دیار ۔ کہ تردد بحر فراخ است و مردان بسیار ۔ فرزانۂ روزگار نے کہا کہ اے
خرد پرور خجستہ پیکر میں کیا بتاؤں کہ وہاں کس لیے جاتا ہوں اور بعد جانے کے کیا کام سر انجام دونگا ۔ شعر ۔

سرم شوریدگی جوید ندانم چیست سوداش | دلم آوارگی خواہد ندانم چیست مقصودش

خرد پرور نے نہایت حسرت و افسوس سے کہا کہ بندہ بہر حال تابع فرمان ہے اسقدر مجال نہیں کہ خلاف
مرضی کوئی بات کر سکے ناچار بحال زار فی امان اللہ کہتا ہے ۔ فرد ۔ توان بہجر تو آسان وداع جان کردن ۔
ولے وداع تو آسان نمیتوان کردن ۔ ہر چند بے اختیاری شوق اس امر کی مقتضی ہے کہ حضرت کو زنہار
جانے نہ دوں مگر ضبط اور ادب یارائے دم زدن نہیں جبر مجبور ہوں ۔ رباعی ۔ زنہی کہ چو آفتاب یکتا باشی ۔
در پرتو خویش عالم آرا باشی ۔ ناشاد گروہے کہ تو زانجا بروی ۔ آباد دیارے کہ تو آنجا باشی ۔ فرزانۂ روزگار نے
کہا کہ وہ مقام وحشت فرجام کوئی شہر و دیار نہیں بلکہ ایک دشت کوہ نما اور کوہ دشت آسا ہے

فرد

در آن وادی کہ من پیمانم آبادی نمیباشد | سیاہی میکند از دور گاہے چشم آہوئے

وہاں ہر صبح و شب کو میری طرف سے بہ ہمہ حکم نافذ شرف نفاذ پا چکا ہے کہ ۔ شعر ۔ گر خون آید بسوئیم رہ رہ بیگانہ
در خورد پیوند نشان من بگو در خانہ نیست ۔ خرد پرور نے کہا کہ میں شعور سخن رس کو جناب کے ہمرکاب از راہ
گرانا کوہ نور افشان خدمت مبارک میں حاضر سے حافظ حقیقی آپکو بخیر منزل مقصود پر پہونچاوے اور پھر بھی اس دو افتادہ
غم آلودہ کو دولت قدمبوس نصیب ہو ۔ فرد ۔ اے خوش آنروز کہ بینیم رخ فرخ فال تو ۔ زشوق از دو تیمم باستقبال تو ۔
فرزانۂ روزگار کرسی زرنگار سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ۔ فرد ۔ میروم زین شہر لیکن یکدو دیم و دقفاست ۔ میتوان
ہنگام رفتن کرد استقبال من ۔ اسوقت خرد پرور با سوا اپنے سر بخیالات سعدت ہے اور گر پڑا اور بچشم اشکبار
فرزانۂ روزگار کا قدمبوس ہوا اور شاد فرخ نہاد نے سینے سے لگا لیا اور دعا دی کہ خیر کہ جو دین و دنیا کے لیے وافی
و کافی ہو دیکر رخصت ہوا سلطان عقل مجسم نے ایک آہ سرد کھینچکر اولی پرورد فرمایا ۔ شعر ۔ تو عزم سفر کردی و جستی جگر من
بستی کمر خویش و شکستی کمر من ۔ فرزانۂ روزگار نے ارشاد کیا کہ فرد ۔ ہیچند اندر تماشائے جہان دل ۔ کہ دل بردن
کاریست مشکل ۔ یاد الہی سے کوئی شے بہتر نہیں ہے خیالات کو ادھر متوجہ فرماؤ اور فکر غیر کو دل سے
منزل سے بھلاؤ کچھ بہت خوب ہے ۔ فرد ۔ اہل دنیا را غفلت زندہ دل پنداشتم ۔ خفتہ دانم ہر کہ را از زندگی عبث
یہ کلام عبرت التیام زبان حقائق بیان سے ارشاد فرما کر جادہ پیمائے منزل مقصود ہوا شعور سخن رس ہمراہ ہو گیا
خرد پرور ناسور دل بار بر خاست کیا عقل مجسم نے زاویۂ تنہائی میں عزلت نشینی اختیار فرمائی شعور سخن رس دوسرے
دن فرزانۂ روزگار کو بخیر و خوبی کوہ نور افشان پر پہونچا کر پھر شہر دانش آباد میں داخل ہوا اب ہر روز

سلطان خرد پرور فرخنده اختر مسند سلطنت پر جلوہ گر ہوکر اہل عالم کی حاجت روائی و عقدہ کشائی فرماتا ہے اور ہر دم و ہر لحظہ شکر نعمت پروردگار مالک الملک بجا لاتا ہے

شعر

شکر نعمت‌های تو چندانکه نعمت‌های تو
عذر تقصیرات ما چندانکه تقصیرات ما

تمت

اللّٰهم ...

التماس مؤلف

برسوں میں آج لائے ہو تشریف اے نظام — اچھا تو ہے مزاج مبارک جناب کا
دم بھر کو سر اوٹھانیکی فرصت نہیں ملی — کیا آپ کھیل سمجھے تھے لکھنا کتاب کا

اے میرے بے نہایت مہربان خدا اے شکور میں تیرا شکر بے انتہا ادا کرنیکے لیے کس دوکان سے بیشمار قوت ناطقہ مول لاؤں اور کس بازار سے بحساب زبانیں خرید کروں اے میرے رحیم و کریم رب غفور میں تیری حمد بجا لانیکے واسطے حسن سحر کلامی کس اعجاز بیان صبا تاثیر سے اودھار مانگوں اور سحر بیانی کس سیف زبان جادو تقریر سے قرض لوں

غزل مؤلف

ہمیں تو کچھ بھی خبر نہیں ہے کہاں ہے تو کون کدھر ہے — خبر جسے کچھ ملی ہے تیری وہ دونوں عالم سے بیخبر ہے
جو دل ہے پہلو میں برق خرمن جگر ہے سینے میں شمع ایمن — غبار طور رہ تجلی شرارہ سر سے نظر ہے
ثنا جو تیری کرے نگارش صفت جو تیری کرے گذارش — قلم میں طاقت کہاں ہے اتنی دہن میں تو دہ کب اسقدر ہے
ہوا جو مخفی ظہور کثرت ہی تو اور تیرا گنج وحدت — جو ہم نہونگے تو کچھ نہوگا ہمارے دم تک یہ شور و شر ہے
خیال تیرا کدھر گیا ہے نظام گستاخ کیوں ہوا ہے — بشر سے وصف خدا ہو کیونکر خدا خدا ہے بشر بشر ہے

نطق کو تو نے پیدا کیا ہے تیری ثنا کی ہو لی جیتر تیرے روبرو کیا گفتگو کرسکے عقل کو تو نے ہو پیدا کیا ہے تیری سکھائی ہوئی سے کس طرح تیری جستجو کرسکے اگر نطق کو زیادہ قوت گفتار دیتا تو اوسکو بہت کچھ باتیں بنانی میں کیا انکار تہا اور جو تو عقل کو کچھ اور بھی طاقت رفتار دیتا تو اوسکو حد بشریہ کر دور تک جانے میں کیا عار تہا نطق کو اتنی

قوت بھی نہو تو اسقدر تعین بھی کیا لازم کہ گلہ شکایت جو ابکے اور عقل کو اسقدر فرصت تاہم بھی نہو تو کیا مدد ستائے شکوہ کی حکایت میں کیون کہو تو

نظم مؤلف

نطق گفتار سے ہوا معذور — عقل رفتار سے ہوئی مجبور
تنگ گفتار میں وہ بیچارہ — راہ رفتار میں یہ آوارہ
گفتگو ہے شہید تیغ شوق — جستجو ہے قتیل تشنۂ ذوق
شوق ہے صداے نازونیاز — ذوق ہے نواے محرم راز
ذوق و شوق سے نشاط آہنگ — قلقل شیشہ ہاے بربط و چنگ
نغمہ جب سرشتہ گلو ٹھہرے — خاموشی عین گفتگو ٹھہرے
شورش حمد شکر ہی تا چند — شور شیرینی سخن لب بند

امابعد نگاہ ودیدۂ حیرانی وا ماندگی غبار ناتوانی انفعال نالہ بے اثر چکیدۂ کباب جگر وارستہ رنگ و بو اسیراں نظام ناکام وسیدہ سراج کہ جسکی شگفتگیہا ے مقال ایک جگر ہے پارۂ سوز و داغ شفیقہ اور جسکی شوخگیہاے خیال ایک شعلہ ہے چراغ افروز شعلۂ داغ سینہ جسکے ذہن کو نہ انشا سے خبر ہے نہ جس کی طبع پر املا کا اثر ہے جوہر شناسان باریک خیال اور دوربین قیاسان نازک مقال کی خدمت سراپا عظمت میں التماس پرداز ہے کہ الحمد للہ اس زیبا عروس فکر رسا اور اس فرخندہ شاہد سخن و ذکاء نے حجرۂ دل مشتاق سے جلوہ فرما ہوکر حجلہ صفحات اوراق پر قدم رکھا ہوں گو منزلت عشق ازل ہوئی عشق کو دیکھا چاہیے کہ کس درجہ پر پہونچا ہوگا خاطر رنگین بیانی سے رشک نگارخانہ چین طبع شگفتگی معانی سے نزہت فردوس برین جسنے مشاطۂ تقدیر نے عروس رعنائے عالم کو پرند گوہر نگار ثوابت اور ہر صفت سیارات سے زیب و زینت دی ہے کسی تالیف و تصنیف کے شاہد زیبائے ابن حسن ترکیب کے ساتھ سرا پردۂ فضاے شہود میں رونق بخش ہے اور جب کہ نقش طراز قدرت نے صفحات صحیفۂ امکان کو اسقدر نقش و نگار عجیب و غریب کی تصویروں سے مرقع حسن و خوبی بنایا کسی نقش نشین نے لوح سادہ کاری کی پیرایش نقشی کے ساتھ خاطرخواہ نقش خاطر نشین بنایا تو شگفتہ شاہد سخن نے شوخی و دلال سے اپنے جمال رخ بے مثال سے پردہ اوٹھایا ہے اور نظارۂ کلمات عبارات بہار کرشمہ و ناز جلوۂ سراپا اعجاز دکھایا ہے یعنے صحیفۂ انتخاب سفینۂ لاجواب اور دفتر فیض مآب دل بی تاب مستطاب ظہور نور پر نور ظہور موسوم بہ نسخۂ عقل و شعور انجام کو پہونچا مؤلف نا رسا کے گلدستہ فکر سے پہلے حسب دلخواہ حسن اختتام کو پہونچا فرد ہزار شکر کہ این نامہ بعنوان رسید بہ پیشتر از عمر بپایان رسید سبحان اللہ فیض ازل نے ایک بہی انجمن آراستہ کی الحمد للہ عمر ابد نے ایک بزم رشک چمن

یہ ایسی کتاب ہے کہ فی الحقیقت اسکی تحریر بے تعصب صفحۂ کدے میں بہرہ ورِ بینائی دلہائے آرزو شگفتگانِ
رنگینیِ چمن گہنا نیوالی ہے چشمِ بد دور جملۂ سخن کی شرابِ عنا اسقدر پُر جوش ہے کہ زمین جسکی دو جام افزاہے اور آسمان
جسکی توبہ دلکشا ہے اسقدر رقص کرے کہ اگر حجرالاسود کعبہ کی دیوار سے اور عمامۂ فضیلت مشتری کے سر پر گوا ہے گر پڑے
تو مقام عجب نہیں رنگینیِ طرزِ بیان اور عبرتِ اندازِ رقم اور حسدِ عیش تماشائے سر ہے کہ جسم بر ابسیار زہیں طارہ ہی
کہ تار زہرہ کی مضرابِ انگشت اور زہرہ کا نغمہ ساز ہے اور مانی کے موقلم ہاتھ سے اور عطارد کا نقش نوکِ
قلم سے اور پرویز کی شراب ساغر سے بلکہ شراب کی تیزی نشے سے جاتی نہ رہے

مؤلف

عجب ہے تازہ و شاداب یہہ گل | فرشتہ جس کی خوشبو پر ہے بلبل
عجب یہہ شمعِ بزمِ دلبری ہے | کہ جس پر شکلِ پروانہ پری ہے
عجب یہہ ذائقہ اس میں ہے میٹھا | بنا ہے حضرتِ طوطی اس شکر کا
عجب ہے واہ یہہ موزون صنوبر | کہ ہے اک نغمہ قمری ہے جس پر
عجب شب تاب ہے یہہ دُرِّ نایاب | کہ سو جان سے جسکو اسکا ہے مہتاب
عجب لیلیٰ ہے یہہ آشوبِ محفل | کہ مجنون جس پہ ہے ہر ایک عاقل
عجب شیرین ادا ہے یہہ جگربند | کہ ہے فرہاد جس کا ہر ہنرمند

ماشاء اللہ تحفہ ذخیرۂ دانشمندی و ہنروری ہے اور مجموعہ خزینۂ فرزانگی و خرد پروری ہے کہ جسکے
معانی ذوق نواز کی لذتِ شکر سے طوطی کے منہہ میں پانی بھر آتا ہے اسلئے شیرین نوائی سے لاچار ہے
اور رنگین بیانیِ گلشنِ پرواز کی بہارِ گلِ تر کو بلبلِ زار کے آشیانے تک پہونچایا ہے اسواسطے ترکِ غزل سرائی
و نشوار ہے سرو دایک مست کو یاد دلایا ہے اسلئے گریہ مستانہ سر کرتا ہے آئینہ ایک سادہ رو کو دکھایا ہے اسواسطے
نقشِ جوہرِ صفا سے جانِ خود فروشی پر احسان دھرتا ہے حسن کسی شعلہ عذار کا بزم افروز ہے کیا تاب کہ پردۂ چشم
تماشاگر کو نگاہِ گرم نہ جلائے اور جمال کسی آئینہ رخسار کا عالم سوز ہے کیا مجال کہ پروانہ کے شبستانِ یقین شوق
جگر سوز شعلہ سے شعلہ کا ہمدگر نکی جبینِ ابروئے نقشِ سخن جلوں پر دوش ہے اور کج نظروں کا مردم دیدۂ عیب بینی کے ماتم میں سیہ پوش ہے

بیت

گر بی‌هنرم و گر هنرمند
لطف است امیدم از خداوند

فقط

END

قطعہ تاریخ اختتام نسخہ عقل و شعور از مؤلف ہیچمدان سراپا عجز و قصور

سبحان اللہ یہ ہی جا وہ رشک چمن کہ جسکا ہی ان تہ مکنون
لگاتی ہی غوطہ جسمین طبع موزون اوٹھا لاتی ہی گوہر تازہ مضمون

جہان ذکر عجیب تعلیم آیا سر جوش شوق ہے بے محابا
ہوا وہ رس تدریس آغاز جسجا وہان طفل مکتب بنا ہر گردون

جہان حال سفر و مرکب تم ہے تو ضرب المثل اور نصیحت ہم ہے
حکیمونکے اقوال سے مدام ہے ترقی عقل و خرد روز افزون

جو ہے صرف و نحو او منطق کا چرچا تو حسن حقیقت ہی ہنگامہ آرا
جہان ذکر ہی حکمت منزلی کا وہان علم اخلاق بہی ہی ہمایون

جہان ہے بیان بدیع و معانی فصاحت بلاغت کی ہے نکتہ دانی
سماو تاریخ مین خوش بیانی خداداد ہر صنعت فیض مشحون

زمانہ کا نقشہ نظر ہے جو گذرا ہر اقلیم و ہر رتبہ اعظم تماشا
جو ہے ذکر جغرافیہ حیرت افزا تو آئینہ ہی بحر و بر کوہ و ہامون

جہان ہے کیا کیا بلندی و پستی تحریر جھلکتا ہے عبرت پرستی
نئے رنگ ہر رنگ نیرنگ ہستی تواریخ عالم کا عالم دگرگون

حساب ریاضی علم مساحت وہ آلات و اسبابکی شکل و صورت
وہ ترکیب جر ثقیل اور وہ حکمت کہ شیدا ہو جسپر خرد عقل مفتون

طبیعات علم عناصر جہان ہے وہان جلوہ علم ہیئت عیان ہے
لطائف کا اک یہ بیان تو ہر صفحہ کاغذ کا ہے رشک گردون

جہان قوت واہمہ دلنشین ہے عجائب غرائب خیال آفرین ہے
جو ذکر طلسمات ارتنگ رنگین ہے وہ ہے جادو و سحر و نیرنگ و افسون

جو ہے تاریخی و تصویر عکسی حقیقت مفصل گذارش ہے اوسکی
وہ تلمیع و وہ بہار ل گاری کہ جسپر تصدق ہو روح فلاطون

جہان خوشنویسی کی کچھ گفتگو ہے وہان جلوہ حسن خط روبرو ہے
اگر مشق صورتگری آرزو ہے تو ہر نقش لیلی ہی اور خامہ مجنون

رقم ہے جہان کیسو پیچان تو ہے طرز تحریر دلکش سراپا
خیال رسا وسعت عرش پیما ہی فکر عمیق گراخضر قارون

شگفتہ ہے جسجا ریاض ریاضت وہان رو رہے ورزش و مشق کثرت
اگر ہے طبیعت کو گہوڑون رغبت تو ہر اسپ ہے غیرت خسرو گلگون

جہان محفل امتحان جلوہ گر ہی جہان محو شہزادہ تاجور ہے
بسنجیدہ پیچا نشین پدر ہے تو ہر اوری کچھ ہے آئین و قانون

ہر اک باب مین علم و فن کا بیان ہے کہ ہے پہلے تعلیم پہر امتحان ہی
دلاویز و دلکش عجب داستان ہے بہ شکل فسانہ لکہا ہی یہ مضمون

شہ دانش آباد عقل مجسم شعور سخن رس و زیر معظم
خرد پرور نا سور غیرت جم ہے شہزادہ شاہ رشک فریدون

ہے جو فاقے کو وہ اک نو اقشان تہا فرزانہ روزگار اوسمین نہان
وزیر اوسکو لایا جو نزدیک سلطان ہوا شاہ دونو کا مشکور ممنون

دیا اوسکو منصب معلم گری کا لیا او سنے عہدہ خرد پروری کا
بنایا نگہبان باغ دانشوری کا کہلا شاہ کا غنچہ طبع محزون

جو دیکہا کہ قابل ہی اب شاہزادہ تو خوش ہے شہنشاہ حد سے زیادہ
ہے او شاہ کا بہی وطن کا ارادہ قلم جی لیت ماتہہ مین ہی کہدون

لطائف حسن طول تقریر کیا لکہا فکر تاریخ تحریر یہ تک
سنہ ہجریہ لکہد و تا خر کیونک ہی خوب نسخہ کتاب ہمایون

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

قطعۂ تاریخ ہجری و صنعتِ منقوط از مؤلفِ کتاب

عقل و شعور بن کے عروسِ پری جمال | آراستہ بہ زیورِ عقل و شعور ہے
ہے نقطہ اسکا سب ہمہ تن دانش و خرد | ہیں نقطے انتخاب جو ہے عقل و شعور ہے

تاریخ ہجریہ ہے یہہ منقوط اے نظام
عقل و شعور دفترِ عقل و شعور ہے

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

نظام فضلِ الٰہی سے کی رقم تونے | یہہ داستانِ عجیب و غریب عقل و شعور
ہوا تمام جو افسانۂ خرد پرور | کہا خرد نے کتابِ عجیب عقل و شعور

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

شد چو فکرِ نظامِ خستہ جگر | ختم افسانۂ خرد پرور
سنہ ہجری قلم نگارش کرد | زبر و بینہ خرد پرور

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

تعلیم و امتحان ہے جو مرغوب دلپسند | عمدہ مقدمہ ہے تو نا باب خاتمہ
تاریخ ہے یہی سنہ فصلی کی اے نظام | دیباچہ و مقدمہ دہ باب خاتمہ

سنہ ۱۲۸۰ فصلی

نگارِ عقل و شعور این چو گشت رشکِ بہارِ گلشن | بوضعِ نیک و بوجہِ احسن ذریعۂ ہوشمندی آمد
برائے تاریخ سمتِ آن بگوشِ ہوشِ نظامِ ناداں | خروشِ فتح سروشِ یزدان ذخیرۂ ہوشمندی آمد

سمت ۱۹۳۰ بکرمی

یہہ نسخہ اک نگارِ سدا بہار ہے | گلگشت باغ سے ہے فزوں اس چمن کی سیر
سب کچھ ہے اسمیں مہر و مہ و نجم و عرش و فرش | ارض و سما و جن و ملک انس و وحش و طیر
جو حق پرست ہیں یہہ ہے اونکے لیے حرم | جو ہیں صنم پرست یہہ اونکے لیے ہے دیر
خالی تعصبات سے تقریر ہے مری | اندیشہ یگانہ ہے مجھکو نہ خوفِ غیر

عقل و شعور ختم ہوئی خیر سے نظام
تاریخ عیسوی ہے کہ ہے خاتمہ بخیر ۱۸۷۳

تمت

یا غفار ۱۲۹۲

خاتمۃ الطبع دلپذیر نتیجۂ کلک جادو تحریر خوشنویس بے نظیر
صادق القول سید محمد مصطفی حسین رضوی المتخلص عبرت آغا و میر

للہ الحمد ای رحیم و غفور
شکر صد شکر ای خدا مشکور

نادرہ طبع سے بہار آگین
اس پریزاد کا رخ پرنور

ہی یہ اک گلشن ہمیشہ بہار
ہیں حسینون کبھی خیال کا قصور

اس صحیفہ کے جو مؤلف ہیں
جسسے عقل و شعور کا ہی ظہور

ناظم خوش کلام عبرت سیر
ناثر گنج رشک سرور

حضرت مولوی نظام الدین
ابن سید امیر علی مغفور

اونکے ہیں دستگاہ کمال
اونکو بحر علم و فن ہی عبور

وضع نقش و نگار تصویرات
چشم او پر ہے دیدۂ بد دور

اونکی تعریف میں قلم قاصر
اونکی توصیف میں زبان معذور

ہیں وہ اسجا اڈیٹر اخبار
دستگاہ حضور سے مامور

خان دوران بہادر آفاق
اختر الدیا و فیض نشور

راجہ بخت سنگھ عالیجاہ
رشک خاقان قیصر و فغفور

آنریبل ایم ٹمسن ایم اے
ڈائرکٹر جو ہیں کرم گنجور

ہوئی جسوقت یہ کتاب عجیب
روبرو اونکے باریاب حضور

تین سو نسخہ صلۂ انعام
دیتے یعنی کہ سینکڑوں ماجور

اور مؤلف نے بہر طبع کتاب
ہوکے بے اختیار و مجبور

سید مصطفی حسین نحیف
بندہ معترف بعجز و قصور

طبع کے اہتمام میں سرگرم
تہا شب و روز با دل رنجور

ای خرد بخش یہ خبر نا سہ
ہو خرد پرور آیات و کور

جب کہ تیار ہوچکی یہ کتاب
نام نامی ہی جسکا عقل و شعور

ہی یہ خورشید علم نور افشان
ظلمت جہل کیون نہو کافور

ہی یہ کوزہ میں ایک دریا بند
ہیں علم و ہنر میں جو مشہور

عمدۂ ناظمان اہل خرد
زبدۂ شاعران اہل شعور

سرو سرکردۂ سخن سنجان
سرگروہ مصر آید جمہور

چہرۂ انوار عقل سی روشن
سینہ اسرار علم سے معمور

ہیں وہ جادو نگار ہفت قلم
فخر بہزاد و مانی و شاپور

[illegible]
سب میں سب سے مظفر و منصور

یہ جو ہے مطبع رتن کا پرشش
متعلق بہ بندگان حضور

شہرہ ملا اسکی جو سرنوشت
رب یسرہا علی ذوی المقدور

اہل حاجت کو اونکی خدمتیں
سحر و شام ہے رجوع امور

ہیں بافضال حاکم مطلق
حکمران ریاست مذکور

نگران سررشتۂ تعلیم
ملک غرب شمال میں مشہور

قدردانی اونہوں نے فرمائی
ہی جو انکا قدیم ہی دستور

پانسو جلد کی خریداری
کی گورنمنٹ ہند کی منظور

مائدن باوجود صرف کثیر
خود بھی کی جانفشانی موفور

ہی ہیچ ہیچ نویس نامہ سیاہ
کاتب بدخط حروف مسطور

وہم آغاز تہا غم انجام
وقت انجام طبع ہی مسرور

سنہ ہجری کی دو نین تاریخین
ذیل میں دونوں مصرعے مسطور

ہی عجب ابتدائے ہوش و تمیز
۱۲۹۲

لاجواب انتہائے عقل و شعور
۱۲۹۲

گلدستۂ انشای نظام ۱۸۷۵